

ایمان کے ستر (۷۷) شعبوں میں متعلق نصوص قرآنی، احادیث نبویہ،
صحابہ کرام، تابعین و تابع تابعین اور صحاباء امت و صوفیائے کرام کے آثار،
اقوال و اشعار پر مشتمل (۱۱۲۶۹) روایات کا جامع و مفصل انسائیکلو پیڈیا

سرج الائکان

امام ابو بکر احمد بن الحسین البیهقی

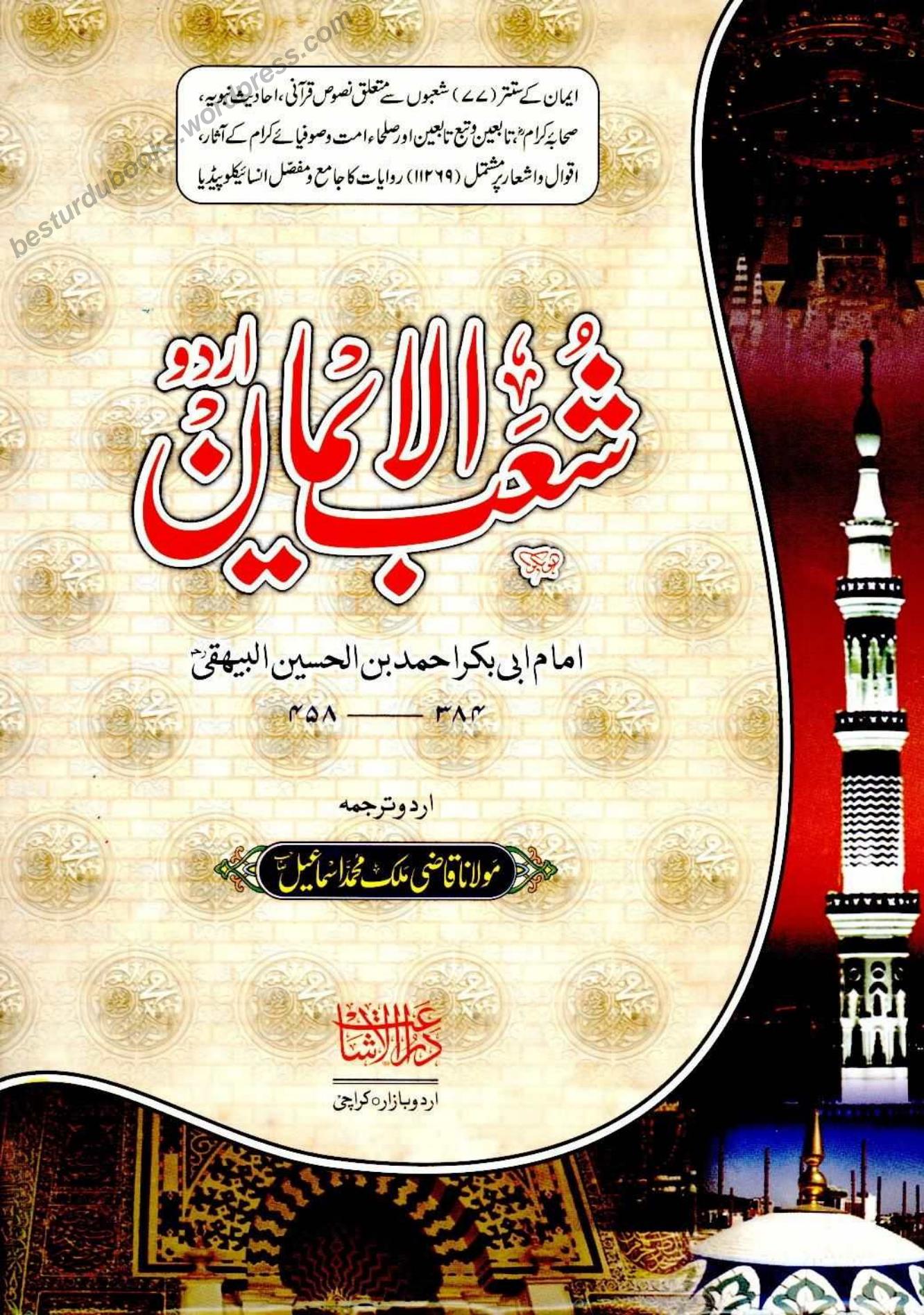
۳۵۸ — ۳۸۳

اردو ترجمہ

مولانا فاضل ندک محمد اسماعیل

حَمْدُ اللّٰهِ الرَّبِّ

اردو بازارہ کراچی



ایمان کے ستر (۷۷) شعبوں سے متعلق نصوص قرآنی، احادیث نبوی،
صحابہ کرام، تابعین و تابع تابعین اور علماء امت و صوفیائے کرام کے آثار،
اقوال داشتار پر مشتمل (۱۱۲۶۹) روایات کا جامع و مفصل انسلکلوبیڈیا

شِعْرُ الْكَانِ

اردو

جعفر

امام ابو بکر احمد بن الحسین البیهقی

— ۳۸۳ — ۳۵۸

جلد اول

اردو ترجمہ
مولانا فاضی ننک محمد اسماعیل شا

ڈارالأشاعت
کراچی پاکستان ۲۲۱۳۷۶۸

اردو ترجمہ اور کمپیوٹر کتابت کے جملے حقوق ملکیت بحق دارالاشراعت کراچی محفوظ ہیں

با جذب اتمام	: خلیل اشرف عثمانی
طباعت	: اکٹور یونیورسٹی علی گرینکس
نخامت	: 520 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی آئی الواقع کو شش کی جاتی ہے کہ پروف ریٹینگ معياری ہو۔ الحمد للہ اس بات کی گلزاری کے لئے ادارہ میں مستقل اکیل عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر کبھی کوئی غلطی نظر آئے تو از را کرم مطلع فرمائے کر منون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔

ملنے کے تیزی

۱۹۰- ائمہ راہبوں کا

جست العلوم 20 تا بهمن ۱۴۰۰

مکتبہ سید احمد شمسدیار دہلی مازار لاہور

لوئیورنکی مک اچکر خسرو بازار شاپر

لکھا اسلام کی اڑا بست آہو

کست خانه شده بودند همان کشت را که بازار را نمیخواستند

ادارة المعارف جامعه دارالعلوم کراچی

بیت القرآن اردو بازار کراچی

جست اقلیم مقاطعه اشرف آباد، گوشن اقایا، راک و کراچی

جامعة الملك عبد الله للعلوم والتقنية

Digitized by srujanika@gmail.com

﴿ انگلینڈ میں ملنے کے لئے ﴾

Islamic Books Centre

119-121 Halli Well Road

Bolton Bl., INC., U.K.

Azhar Academy Ltd

54-68 Little Ilford Lane

Manor Park, London E12 5Qa

﴿امریکہ میں بٹنے کے پتے﴾

DARUL-UL OOM AL-MADANIA
182 SOHESKI STREET,
BLIJFORD NY 14212, U.S.A.

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINELLI, HOUSTON,
TX 77074, U.S.A.

فہرست عنوانات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۲	بعض کا قول	۱۹	کتاب "شعب الایمان" کی حقیقت اور ان کی وجہ تائیف
۵۲	امام تیقین کا قول	۲۰	اسم کتاب کی تحقیق
۶۷	ایمان کی کی اور زیادتی کی بابت احتجاف کا موقف	۲۰	مصنف کتاب "شعب الایمان" حافظ امام تیقین کی
۶۸	ایمان کے بارے میں انشاء اللہ کہنا		شخصیت اور ان کی تصانیف
۶۹	امام تیقین کا قول	۲۰	خصوصی اور انفرادی صفات جو ان کی پیچان میں گئیں
۶۹	شیخ علی میں کا قول	۲۱	امام تیقین اور تحصیل علم
۶۹	شیخ علی میں نے اس مذکورہ حدیث کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے	۲۱	امام تیقین اپنی تصانیف کے آئینے میں سند و خطبہ خطاب
۷۱	ایمان کے الفاظ	۲۲	باب ذکر الحدیث
۷۲	امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت	۲۲	ایمان کے ساتھ یا ستر شاغلوں کا ذکر
۷۳	فصل جو شخص مسلمان کو کافر کہے	۲۸	امام احمد کا فرمان
۷۴	قول علی میں رحمۃ اللہ علیہ	۲۸	باب ایمان کی حقیقت کے بیان میں ایمان جملی
۷۴	امام تیقین کا قول	۲۹	باب اس بات کی دلیل کہ تصدیق
۷۵	باب تقدیم کرنے والے اور شک کرنے والے کے ایمان کی بات	۳۰	با لقب اور اقرار بالسان ہی اصل ایمان ہے اور یہ دونوں عدم مجبوری کے وقت کفر سے اسلام میں آنے کے لئے شرط ہیں
۷۸	خبر اسلام کی چاہی کے عقلی و مطلق دلائل	۳۱	باب اس بات کی دلیل کہ اعمال سب کے سب عین ایمان ہیں
۷۸	ایمان تیقین رحمۃ اللہ نے فرمایا	۳۱	احتجاف کا مسلک مذکورہ تینوں آیات میں
۷۹	علم کلام کے بارے میں فیصلہ کن بات	۳۵	باب اس بات کی دلیل کہ ایمان اور اسلام مطلقاً دین واحد سے دو عبارتیں ہیں
۷۹	باب اس شخص کے بیان میں جو دوسرے کے ایمان کے سبب سے مؤمن ہوتا ہے	۳۰	اعتراف کا جواب
۸۰	باب اس کے بارے میں ہے کہ کس کا ایمان صحیح ہے یا صحیح نہیں ہے	۳۱	باب ایمان کے زیادہ و کم ہونے کی بات اور اہل ایمان کے ایمان ایک دوسرے سے زیادہ ہوتا
۸۱	باب اسلام کی طرف دعوت	۳۶	
۸۲	باب نمبرا	۳۷	
۸۲	ایمان کا پہلا شعبہ ایمان باللہ		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۱۳	بھلی کی چمک بارش کے نزول و هر قتی کی آبادی کی تفصیلات میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں	۸۲	صلی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت
۱۱۴	ارض و نماء کا قیام اللہ کے حکم سے ہے زمین میں مدفن انسان اللہ کے بانے پر نکل کھڑے ہوں گے اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم انسانیت کو اپنی وحدانیت اپنی قدرت اپنے تصرف کے بارے میں دعوت فکر	۸۹	امام تبلیغ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا طیبی کا حدیث اسماء اللہ ذکر کرنا فصل اللہ عزوجل کی معرفت اور اس کے اسماء و صفات کی معرفت
۱۱۵		۸۹	امام تبلیغ کا قول اسماء ذات کے معانی کا کیاں
۱۱۶	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے الہ واحد کی دعوت کا مشکوں کی حیرانی دلیل کا مطالبہ دلیل کا نزول تو حیدر باری تعالیٰ کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ ابو العطا ہبیر کے اشعار	۹۲	فضل اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اوز عالم کے حادث ہونے کے بعض دلائل کی طرف اشارہ وجود اور توحید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل و قالع وحداتیت سے وجود توحید باری پر استدلال
۱۱۷	تو حیدر باری پرستی شاعر ابو نواس کے اشعار انسان کردار سے بتاتے ہیں کل و صورت سے نہیں	۹۲	مقدم و مؤخر پیدا کرنے سے استدلال اختلاف اشکال و صور و بینات سے استدلال
۱۱۸	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور آخرت میں اس کی فلاح کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترین ارشاد	۹۲	انتقال اساب و احوال سے استدلال کائنات کے موجود مصنوع اور مخلوق ہونے سے استدلال تخلیق انسانی کے مختلف مراحل پر غور و فکر سے استدلال روئی سے پڑا بنا نے کا مٹی اور پانی سے عمارت بنا نے کی دو مثالوں سے استدلال
۱۱۹	انسان اعضاء کی باطنی کا درکردگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۹۲	قرآن مجید کے آفاقی دلائل سے وجود، قدرت اور توحید باری تعالیٰ پر استدلال، انسان کی مٹی سے تخلیق کرنا اور وہر قتی پر پھیلانا
۱۲۰	قدرت باری کا حیران کن شاہکار	۹۲	انسانوں کی ہم جنس یویاں پیدا کر کے ان میں محبت و شفقت پیدا کرنے میں غور و فکر کا سامان
۱۲۱	حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت حضرت ابو دوراد رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۹۲	تخلیق ارض و نماء میں اختلاف رنگ زبان میں اہل علم کے لئے دلائل قدرت ہیں
۱۲۲	حضرت ابو دوراد رضی اللہ عنہ کا افضل عمل	۹۲	رات کو آرام کے لئے دن کو تلاشی فصل کے لئے بنانے میں اسم مع کے لئے دلائل ہیں
۱۲۳	اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنے کا حکم عقیدہ یہ ہے کہ حیر سے خیال تصور کا مالک بھی اللہ ہے اللہ تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں عقلی و منطقی بحث اور امام تبلیغ رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات	۹۲	

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۳۶	اہل ایمان کے لئے خلافت عطا کرنے کی بشارت	۱۳۱	باب نمبر ۲
۱۳۶	اہل روم کے غلبے کی بشارت	۱۳۱	ایمان کا دوسرا شعبہ
۱۳۶	اہل مکہ کے اعتراض کا جواب	۱۳۱	اللہ کے تمام رسولوں صلوات اللہ علیہم اجمعین
۱۳۶	امام تہذیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا		کے ساتھ بیان
۱۳۶	شیخ حسینی اور کتاب اللہ کے علوم کے اقسام اور اس کے حوالے سے اس میں جو اعجاز ہے	۱۳۱	قرآن مجید میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسل کی تعلیم
۱۳۹	باب نمبر ۳	۱۳۲	امام تہذیق کا فرمان
۱۳۹	ایمان کا تیسرا شعبہ	۱۳۲	پہلی وجہ
۱۳۹	فرشتوں کے ساتھ ایمان	۱۳۲	دوسرا وجہ
۰ ۱۵۱	فصل فرشتوں کی معرفت	۱۳۲	تیسرا وجہ
۱۵۲	مذکورہ توجیہ کے مخالفین کا قول	۱۳۹	معجزات الرسل کے اقسام
۱۵۲	شیخ حسینی کا قول اور فرشتوں اور جنون کے الگ الگ مخلوق ہونے کے دلائل	۱۳۹	مذکورہ معجزات کی تفصیل
۱۵۲	شیخ حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۱۳۹	موئی علیہ السلام کے باقی معجزات
۱۵۲	حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ارشاد	۱۴۰	داو و علیہ السلام کے معجزے
۱۵۵	حضرت عبد اللہ بن عباس کا ارشاد	۱۴۰	سیئی علیہ السلام کے معجزات
۱۵۵	حضرت عبد اللہ بن عباس کا ارشاد	۱۴۱	جاتب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات
۱۵۶	شیخ حسینی کی تحقیق	۱۴۲	قرآن مجید کی حقانیت کی فطری اور عقلی دلیل
۱۶۳	قصہ باروت ماروت مذکور کے بارے میں مذکورہ روایات پر تبصرہ (منجانب مترجم)	۱۴۳	چیلنج کے پس منظر سے پیش منظر میں قرآن کی صحائی ن بڑی دلیل ہے
۱۶۶	شیخ حسینی کا موقف	۱۴۳	مسلمیہ کذاب کا کلام قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکا تھا
۱۶۸	باب نمبر ۴	۱۴۳	کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۸	ایمان کا چوتھا شعبہ	۱۴۳	قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۸	ایمان بالقرآن	۱۴۳	ان اعیش عیش الآخرة فارتم الانصار والمهاجرة
۱۶۸	جو کہ ہمارے بیٹی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے	۱۴۳	کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
۱۶۸	اور ان تمام کتابوں کے ساتھ جو دیگر انبیاء علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں	۱۴۴	حکایت استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ
		۱۴۵	قرآن مجید میں اعجاز کی دو وجہات
		۱۴۵	قرآن میں دین اسلام کی غلبے کی بشارات

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۱۸۸	ذکورہ آیات کاشان نزول	۱۶۸	ایمان بالقرآن کے شعبے اور حصے
۱۸۸	آدم علیہ السلام کی تقدیر ان کی تخلیق سے پہلے مقرر ہو چکی تھی	۱۶۸	ایمان بالقرآن کا پہلا شعبہ
۱۸۹	تقدیر کے سبادے پر عمل ترک کرنا منع ہے، اہل سعادت کے لئے اور ان کے اور اہل شفاقت کے لئے ان کے اعمال آسان ہو جاتے ہیں	۱۶۹	دوسرا شعبہ
۱۹۰	تخلیق انسانی کے مختلف مراضی	۱۷۳	تیسرا شعبہ
۱۹۱	عبداللہ اسقاٹی کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	۱۷۳	قرآن مجید ان کا کلام ہے جگلوں نہیں ہے
۱۹۱	محمد بن زید اگور کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت	۱۷۴	امام تیمینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
۱۹۲	امام تیمینی کا قول	۱۷۹	اسٹاڈیو بکر بن فورک کا ارشاد
۱۹۳	خیر و شر دنون پیدا شدہ ہیں	۱۷۹	شیخ حسینی کا قول
۱۹۳	بندوں کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے	۱۸۰	امام تیمینی کا قول
۱۹۵	خلق افعال اور توحید پر مختلف مکمل عقلی اعتراضات اور ان کے جوابات	۱۸۱	قرآن مجید جمع کرنے والی حدیث کا تذکرہ
۱۹۵	شیخ ابوالطیب کا قول	۱۸۲	جمع کرنے کی بابت پس منظر سے پیش منظر تک
۱۹۵	اعتراض دوم	۱۸۳	قرآن مجید کی جمع و ترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی
۱۹۶	اعتراض سوم		حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قرآن
۱۹۷	اعتراض چارم		چھوڑ ایں عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ کا ارشاد
۱۹۷	اعتراض پنجم		کس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟
۱۹۷	اعتراض ششم		امام تیمینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۱۹۷	اعتراض هفتم		قرآن مجید کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباس
۱۹۷	اعتراض هشتم		رضی اللہ عنہ کی فصیحت
۱۹۸	اعتراض نهم		حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد
۱۹۸	اعتراض دهم		باب نمبر ۵
۲۰۰	اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملنے اور توفیق سے محرومی کی تین تین علامات	۱۸۶	ایمان کا پانچواں شعبہ
		۱۸۸	تقدیر اچھی ہو یا برپی ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے
			بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے
			مکریں تقدیر سے حضرت عبد اللہ بن عمر کا اعلان برأت
			تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کا شعبہ ہے
			آیات و احادیث کا خلاصہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۱۲	حضرت ذوالنون مصری کا تقویٰ پر فتحی صحیح آمیز واقعہ	۲۰۰	ذوالنون مصری کا ارشاد
۲۱۳	حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا نماز تجدی میں بارگاہ اللہی میں عمر پیش کرنا	۲۰۰	امام بنیقی کا قول
۲۱۴	حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب پرمغز اور جامع دعا	۲۰۱	جنت کا خزانہ
۲۱۵	بعض اہل نظر کا قول	۲۰۱	طافتور مؤمن اللہ کے نزدیک کمزور سے بہتر ہے
۲۱۵	حضرت سہل کا قول	۲۰۲	اللہ تعالیٰ کے سوانح اور نقصان کا مالک کوئی نہیں
۲۱۶	امام بنیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا	۲۰۲	ایمان کی چوتھی
۲۱۶	ابراہیم بن حمّش زاہد کا قول	۲۰۳	ابن آدم کی خوش نصیبی اور بد نصیبی
۲۱۶	بعض اہل نظر کے منظوم ارشادات	۲۰۴	خیر کے فیصلے کی دعا
۲۱۷	عمرو زاہد کا ارشاد	۲۰۴	دعائے استغفار
۲۱۷	عبداللہ بن عثیمین کا ارشاد	۲۰۵	خوشی اور راحت اللہ کی رضا اور یقین میں اور فکر و غم
۲۱۷	احمد بن عبید اللہ دارمی کا ارشاد	۲۰۵	اس کی نار انگکی اور شک میں ہے
۲۱۸	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۰۶	عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد
۲۱۸	حضرت عبداللہ بن عباس کا قول	۲۰۶	ایمان کی حقیقت
۲۱۸	ابو عمرو زاہد کا ارشاد	۲۰۷	تقدیر پر یقین رکھنے سے غم قریب نہیں آتا
۲۱۹	محمد بن حسن و راقی کا ارشاد	۲۰۷	بشر بن ماجا شعیٰ کا ارشاد
۲۱۹	ابو الفوارس جنید طبری کا ارشاد	۲۰۸	ابوالعباس بن عطاء کا ارشاد
۲۲۰	باب نمبر ۶	۲۰۸	بعض علماء کی صحیحت
۲۲۰	ایمان کا چھٹا شعبہ	۲۰۹	جب فقر مقدر ہو تو غذا نہیں آتا
۲۲۰	یوم آخرت کے ساتھ ایمان	۲۰۹	عمر بن عبد العزیز کی جامع دعا
۲۲۰	امام بنیقی کا قول	۲۱۰	یوس بن عبید کا ارشاد
۲۲۱	شیخ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۱۰	حضرت فضیل بن عیاض کا ارشاد
۲۲۲	باب نمبر ۷	۲۱۲	حضرت ذوالنون مصری کا ارشاد
۲۲۲	ایمان کا ساتواں شعبہ	۲۱۲	ابو عبد اللہ بنی حی کا ارشاد
۲۲۳	موت کے بعد دوبارہ جی اٹھنے زمیں سے نکل پڑنے پر ایمان	۲۱۳	محمد بن احمد بن شمعون کا ارشاد
۲۲۳		۲۱۳	ابن فرجی کا ارشاد
		۲۱۳	حضرت عبد اللہ بن عباس کی صحیحت
		۲۱۳	امام بنیقی کا قول

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۳۰	اعمال نامہ سید ہے ہاتھ میں ملا تو حساب آسان ہوگا ورنہ مشکل ہوگا	۲۲۳	قرآن سے استدلال حدیث سے استدلال
۲۳۰	لوگوآگ سے پچاگر چاہی کھور سے ہو	۲۲۳	مرکر دوبارہ زندہ ہو گرائھنے کے عقیدے کی تشریع
۲۳۱	ابو یوسف زاہد کا قول	۲۲۳	تحقیق اینیق
۲۳۱	فرشتے کی بامحاف کر سکتے ہیں؟	۲۲۳	قرآن مجید سے زندہ ہو کرائھنے کا اثبات
۲۳۱	امام تہذیب کا قول	۲۲۳	تخلیق اول سے دوسری تخلیق پر استدلال
۲۳۲	ایک متروک الحدیث راوی سے اعرابی کا واقعہ	۲۲۶	تخلیق انسان اور تخلیق شجر اور کھیت سے مسئلہ بعث
۲۳۲	ارشاد باری تعالیٰ	۲۲۶	بعد الموت پر استدلال
۲۳۲	قیامت میں رسولوں اور امیوں سے ایک دوسرے کی بابت سوال ہونا ہے	۲۲۶	ابراہیم علیہ السلام کے واقعہ سے مسئلہ بعث پر استدلال
۲۳۳	امت محمد یا اور حضرت نوح علیہ السلام کی تائید	۲۲۶	مسئلہ بعث بعد الموت قوم عمالقه کے ہزاروں افراد کی
۲۳۳	اعمال کے صحیفے اور فرشتے گواہ ہوں گے	۲۲۶	موت پھر زندگی سے استدلال
۲۳۳	انسان کے خلاف اس کے اپنے اعضاء گواہی دیں گے	۲۲۷	مسئلہ بعث بعد الموت پر مولیٰ علیہ السلام کے عصا کے
۲۳۴	گناہگاروں کے گناہ کے گناہ کے بارے میں زمین گواہی دے گی	۲۲۷	واقعہ سے استدلال
۲۳۴	وہ ستر ہزار خوش نصیب جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے	۲۲۷	بعث بعد الموت پر واقعہ اصحاب کہف سے استدلال
۲۳۵	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے ستر ہزار میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ ستر ہزار کا داخلہ	۲۲۸	باب نمبر ۸ ایمان کا آٹھواں شعبہ "ایمان بالحشر"
۲۳۵	جس سے مناقشہ کیا گیا وہ بتاہ ہو جائے گا	۲۲۸	قبوں سے اٹھائے جانے کے بعد لوگوں کا دھرتی
۲۳۶	آسان حساب اور مناقشہ کی وضاحت	۲۲۸	کے اس مقام پر جمع ہونا جوان کے لئے مقرر ہے (اس کے ساتھ ایمان)
۲۳۶	اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ ستر گوشی اور معانی	۲۲۸	قیامت میں لوگوں کا پسینے میں ڈوبنا
۲۳۷	امام تہذیب کا قول	۲۲۸	قیامت میں سورج کا قریب ہو جانا
۲۳۷	حضرت ابن عطیہ کا ارشاد	۲۲۹	اعمال نامہ سب کے گلے میں لٹکا ہوا ہے
۲۳۷	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۲۲۹	اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں
۲۳۷	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۲۲۹	ہربات کو فرشتے لکھتے ہیں
۲۳۸	شیخ حلیہ کا ارشاد	۲۲۹	اعمال نامے میں ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۲۵۹	اللہ تعالیٰ کی رحم نوازی	۲۳۱	امام تینقی کا قول
۲۵۰	رحمۃ اللہ علیمین کی وجہ سے ابو ہب و یانی کا گھونٹ ملنا	۲۳۲	حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت
۲۵۰	پہلا گروہ	۲۳۲	مذکورہ آیات کے بارے میں شیخ حنفی کا قول
۲۵۱	دوسرا گروہ	۲۳۲	امام تینقی کا قول
۲۵۲	وزن اعمال کی کیفیت	۲۳۲	فصل اعمال کا وزن کرنا
۲۵۲	پہلی صورت	۲۳۲	وزن اعمال کا اثبات قرآن مجید سے
۲۵۲	دوسری صورت	۲۳۲	اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے
۲۵۳	فصل بڑے بڑے گناہ اور چھوٹے چھوٹے گناہ اور بے حیائیاں	۲۳۲	جس کے اعمال کا پلے بھاری ہولو، کامیاب ہو گیا
۲۵۴	گناہوں میں حصہ بڑھ جانش اور فاحش کہلاتا ہے	۲۳۲	جن لوگوں کے پلے بڑے ہلکے پڑ گئے وہ لوگ خسارے میں ہوں گے
۲۵۴	سات ہلاکت خیز جرم	۲۳۲	قیامت کا سائز بختے ہی لوگ تمام رشتے ناتے
۲۵۴	امام احمد بن حبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۳۲	خوف کے مارے ختم کر بینصیں گے
۲۵۵	کسی کے والدین کو برا کہنا ایسے ہے جیسے اپنے والدین کو گالی دینا	۲۳۲	جن کے پلے اعمال کے بھاری ہوئے وہ کامیاب ہوں گے
۲۵۵	تمن کیرہ گناہ	۲۳۵	جن کے ترازو ہلکے ہوں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے
۲۵۶	بیعت کرنا یعنی پکا عہد کرنا برے کاموں سے بچنے کے لئے سنت ہے	۲۳۵	ہلکے پلے والے جنم میں جلس جائیں گے
۲۵۶	قرآن مجید میں وارد ہونے والی محبتات	۲۳۵	وزن اعمال کا اثبات حدیث سے
۲۵۶	قول شیخ حنفی	۲۳۵	میران کے ساتھ ایمان کو دیگر تمام ایمان والی چیزوں میں ذکر فرمایا
۲۵۹	امام تینقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۳۶	امام تینقی کا قول
۲۵۹	مختار بن سلیمان کا قول	۲۳۶	احناف کا مسلک
۲۵۹	اپنے اعمال کو بے وقار کرنے والے امور سے بچو	۲۳۷	امام تینقی کی وضاحت
۲۵۹	بال بن سعد کا ارشاد	۲۳۷	امام تینقی کا قول
۲۶۰	عباس بن عطاء کا ارشاد	۲۳۷	ابن جدعان کو کچھ نہ ملنا
۲۶۱	کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر جہنم یا نذاب یا لعنت کی دعید آئی ہے	۲۷	حاتم کو کچھ نہ ملنا
۲۶۱	اکبر الکبار شرک ہے	۲۳۷	عورمن کو دنیا آخرت میں جکہ کافر کو صرف دنیا میں اجر ملتا ہے

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۰۱	شیخ علیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا موقف	۲۶۳	امام یتھی کا قول
۳۰۲	امام یتھی کا قول	۲۶۴	مسلمان اہل قبلہ بڑے بڑے گناہوں کے مرکب
۳۰۷	مقام حشر یا میدان ساحرہ	۲۶۴	لوگ قیامت میں جب بغیر توبہ کے آئیں گے
۳۰۸	وہب بن مدبه کا قول کہ ساحرہ بیت المقدس ہے	۲۶۵	امام یتھی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۰۸	امام یتھی کا قول	۲۶۶	حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے سفارشی ہوں
۳۰۸	ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ارض شام میدان حشر ہے	۲۶۶	گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی سفارش قبول ہوگی
۳۰۸	امام یتھی اکا قول ہے کہ ساحرہ سے مراد روئے زمین ہے	۲۶۷	شفاعت کبریٰ اور شفاعت صفری
۳۰۸	امام یتھی اکا قول ہے کہ ساحرہ سے مراد روئے زمین ہے	۲۶۸	امام یتھی کا قول
۳۰۸	ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ساحرہ روئے زمین ہے	۲۶۸	اہل کبار کے لئے شفاعت
۳۰۸	شیخ علیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۷۰	اہل کبار کے لئے رحمت عالم کی شفاعت
۳۰۸	حشر یتھی نوگوں کو جمع کرنے کی کیفیت	۲۷۱	حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا جواب
۳۰۹	ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول	۲۷۲	امام یتھی کا قول
۳۰۹	حضرت علیٰ رحمۃ اللہ عنہ کا قول	۲۷۶	فصل وہ امور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی گرفت نہیں کریں گے
۳۰۹	شیخ علیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور مذکورہ حدیث کی وضاحت	۲۷۶	بلکہ اپنے قفل و کرم سے درگذر فرمائیں گے
۳۱۰	امام یتھی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۲۸۹	امام یتھی کا قول
۳۱۰	کافروں کا حشر قیامت کے دن انداز کر کے ہو گا	۲۸۹	اختال
۳۱۲	فصل جرم جہنم کی طرف پیاسے ہائکے جائیں گے	۲۹۰	ابو سلیمان خطبائی کا قول
۳۱۲	اہل تقویٰ نبی علیہ السلام کے حوض سے پلاۓ جائیں گے	۲۹۱	امام یتھی کا قول
۳۱۲	فصل ظلم اور زیادتیوں کے قصاص اور بد لے قول یتھی رحمۃ اللہ علیہ	۲۹۲	فصل ظلم اور زیادتیوں کے قصاص اور بد لے قول یتھی رحمۃ اللہ علیہ
۳۱۲	ہونا کیاں بیان کی ہیں	۲۹۵	امام یتھی کا قول
۳۱۵	مذکورہ امور کے موقع کے بارے میں اہل علم کا اختلاف	۲۹۷	فصل حیات دنیاوی کے اختتام اور حیات اخروی کے آغاز کی کیفیت اور قیامت کے دن
۳۱۷	فصل اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب		کی وضاحت "اشراط و علامات"
۳۱۸	اگر اللہ کے سوا کوئی اور بالفرض حساب کرتا تو پچاس ہزار سال لگتے بلبی کا قول	۳۰۰	امام یتھی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۹	امام تہمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف اس بات کا بیان کہ جب اہل جہنم کے چڑے جل جائیں گے دوسرے بدلتے جائیں گے	۳۱۸	اگر فرشتوں کے علاوہ کوئی اور اوپر چڑھتا تو پچاس ہزار سال لگتے، فڑا کا قول
۳۳۱	امام تہمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۱۹	ایک دوسری توجیہ کا اختال
۳۳۲	قیامت کے دن جہنم میں کافر کی واٹھاحد پیاز کے برابر ہو گی اور جلد ستر ہاتھ موٹی ہو گی	۳۱۹	ایک اور امکان توجیہ
۳۳۳	قیامت میں کافر کی زبان دو فرسگ نلک جائے گی	۳۲۱	ایمان کا نواں شعبہ
۳۳۴	فصل عذاب قبر کی بحث	۳۲۱	مؤمنوں کا گھر اور ان کا ٹھکانہ جنت ہے
۳۳۵	اہل ایمان و اہل استقامت سے بوقت موت فرشتوں کی بشارت اور تسلی	۳۲۱	اور کافروں کا گھر اور ٹھکانہ جہنم ہے
۳۳۶	مجاہد کا قول	۳۲۲	امام تہمی رحمۃ اللہ علیہ اور مادامت السموات والارض
۳۳۷	کفار کو روح قبض کرتے وقت فرشتے مارتے ہیں اور آگ کے عذاب کی حکمی دیتے ہیں	۳۲۲	الامانہ عربک کی ایک اور توجیہ
۳۳۸	ظالموں کی موت کے وقت فرشتے آگے ہاتھ ہڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جان خود نکالو	۳۲۵	شیخ صلیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں
۳۳۹	دنیاوی اور اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط کرتا ہے	۳۲۵	امام تہمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا
۳۴۰	نفس اور روح ایک شے ہے	۳۲۷	شیخ صلیٰ رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد
۳۴۱	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر رک کر روتے تھے، حتیٰ کہ راڑھی تر ہو جاتی	۳۲۷	بال سے باریک اور تلوار سے تیز کا کیا مطلب ہے؟
۳۴۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کی قبروں سے عذاب کی آوازیں سننا	۳۲۹	بعض علماء کا موقف
۳۴۳	سورہ تکاثر کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر کو عذاب قبر کا یقین ہو گیا	۳۲۹	دیگر علماء کا موقف
۳۴۴	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ دوبار اعلان موت کے وقت ملک الموت مؤمن کو سلامتی کی دعا	۳۲۵	پل صراط پر منافقوں کا انجام
۳۴۵	دیتے ہیں	۳۲۷	ایک خاص کیفیت کا اختال
		۳۲۷	فضل اصحاب الاعراف
		۳۲۸	فضل
			چار جنات ہیں

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۶۳	حضرت جنید بغدادی مصری سقطی کا قول	۳۵۱	ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے وقت
۳۶۴	ذوالنون مصری کا قول	۳۵۲	مومن کو ملک الموت سلام کہتا ہے
۳۶۴	توحید پر غور کرنے والی مجلس میں بیٹھو، قرآن سے تفہیق تکین قلب حاصل کرو، یعنی رازی کا قول	۳۵۳	باب نمبر ۱۰
۳۶۴	غیر اللہ کے ساتھ مسروہونا دھوکہ ہے	۳۵۳	ایمان کا دسوال شعبہ اللہ کی محبت
۳۶۴	مشہور عابدہ ریحانہ مجنونہ کی دعا	۳۵۴	گزشتہ دو دیشوں پر امام ہبھی کا تبرہ
۳۶۵	ولہان مجنون کی محبت الہی کی پکار	۳۵۵	اللہ کی محبت کے مفہوم و معانی
۳۶۵	مشہور عابد ذوالنون مصری کا قول	۳۵۵	اللہ کی محبت کا پہلا مفہوم اور معنی
۳۶۵	محبت، وصل، شوق کی تین علامات	۳۵۵	دوسرے مفہوم و معنی
۳۶۵	ریحانہ مجنونہ کے اشعار	۳۵۵	تیسرا مفہوم و معنی
۳۶۶	علی بن سہل کی نصیحت	۳۵۵	چوتھا مفہوم و معنی
۳۶۶	عبداللہ رازی کی نصیحت	۳۵۵	پانچواں مفہوم و معنی
۳۶۶	ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۵۵	چھٹا مفہوم و معنی
۳۶۷	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بیوی کی باپ کو نصیحت	۳۵۶	ساتواں مفہوم و معنی
۳۶۷	فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۵۶	آٹھواں مفہوم و معنی
۳۶۷	اب رانیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۵۶	نوواں مفہوم و معنی
۳۶۷	مشہور عابد وزادہ ابراہیم بن ادھم کی بات	۳۵۶	دوساں مفہوم و معنی
۳۶۸	ابو الحواری کے بھائی کی بات	۳۵۶	شیخ طیبی کا قول
۳۶۸	مشہور بزرگ شیخی کی بات	۳۵۹	بندوں سے اللہ تعالیٰ کب محبت کرتا ہے
۳۶۸	علی بن سہل کا قول	۳۵۹	اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے لئے سخت کوشش کرنے والے کو اللہ محبوب بنالیتا ہے
۳۶۸	ذوالنون مصری کا قول	۳۵۹	یہ ممال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت تو کریں مگر اس کا ذکر نہ کریں
۳۶۹	عشق الہی کا مقام اپنے محبوب کی رضا خلاش کرنا ہے	۳۶۰	ذوالنون مصری کا قول
۳۶۹	عشق الہی کے دو مقام	۳۶۰	محبت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اللہ کے ہوا کچھ نہ دیکھیں
۳۷۰	انسان قیامت میں اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت	۳۶۰	جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اللہ اسے غیر کے حوالے نہیں کرے گا
۳۷۰	کرتا ہے		
۳۷۱	ابوعلی جوز جانی کا قول		
۳۷۱	یعنی بن معاذ کا قول		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۸	ایوب سختیانی کا قول	۳۷۱	اللہ کی محبت ایمان کا شعبہ ہے، ابو الحسین و راق کا قول
۳۷۸	ابو عمر بن سعید جر جانی کے اشعار	۳۷۱	ابن الطاء کا قول
۳۷۸	منذر بن جارود اور فرزدق کا واقعہ	۳۷۱	ابو حسید خزار کا قول
۳۷۹	ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کی محفل میں ایک شخص کا رونا اور امال مجلس کو بھی رونا	۳۷۱	ابو الحسین بن مالک صوفی کا قول
۳۷۹	انسان جس سے محبت کرتا ہے اسی کے ساتھ ہوگا	۳۷۲	جندی بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا قول
۳۷۹	عبداللہ بن مخار پر حدث راب جاری ہونا، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لعنت کرنے کا منع کرنا	۳۷۲	بشر بن سری کا قول
۳۸۰	اسلامی سزا میں تادیب کے لئے ہیں اور تظہیر کے لئے ہیں تحقیر و تذلیل کے لئے نہیں ہیں	۳۷۲	ابو الحواری کا قول
۳۸۰	شیخ سنون کا قول	۳۷۲	فضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۸۰	مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۷۳	کلام شاہزادہ اللہ علیہ
۳۸۱	شیخ حلیمی کا قول	۳۷۳	عبدالواحد بن زید کا قول
۳۸۱	بعض فلسفیوں کا قول	۳۷۳	عتبہ غلام کی ایجاد
۳۸۱	ذوالنون مصری کا قول	۳۷۳	یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۸۱	فصل ذکر اللہ کی مدد و مددت کرنا	۳۷۳	حارت صحابی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۸۲	ذکر اللہ میں منہک رہنے والے سبقت کر گئے ہیں	۳۷۳	حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کا قول
۳۸۲	ذکر کی کثرت کرنے والوں کے گناہ کے بوجھ ذکر اتار دے گا	۳۷۳	ابو الحسین بوحیی کا قول
۳۸۲	جو شخص شب بیداری ، مال خرچ کرنا اور جہاد	۳۷۳	اصفی کا قول
۳۸۲	نہیں کر سکتا، وہ ذکر کی کثرت کرے	۳۷۵	حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رات بھر محبت الہی میں غور فکر کرنا
۳۸۳	ذکر کرنے والے کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے	۳۷۳	وہب بن مدبه کا قول
۳۸۳	قیامت کے دن اس ساعت پر افسوس ہوگا جو ذکر سے خالی گذاری تھی	۳۷۳	ذوالنون مصری کا قول
۳۸۳	ذکر سے خالی ساعت پر افسوس کرنا	۳۷۶	حضرت یحییٰ بن معاذ رازی کے اللہ کی محبت میں ذوبے ہوئے اشعار
۳۸۳	ذکر کے سوا ہر فال تو کلام بندے پر بول ہوگا	۳۷۶	سری سقطی کا قول
۳۸۳	تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے	۳۷۷	سری سقطی کا ایک شعر
		۳۷۷	سری سقطی کے اشعار
			حسن بن محمد بن الحفیہ کا قول اور اشعار
			رابعہ بصریہ کا قول

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۲۹	فصل ثالی..... ذکر اللہ کے بارے میں آنے والی احادیث و آثار یعنی اقوال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قول صحابہ کرام	۳۸۵	موت کے وقت زبان پر اللہ کا ذکر ہو حضرت مصلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت سے اور موت سے ذرا نا اپنے اعمال
۳۲۹	رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم بی بی ام درداء رضی اللہ عنہما فرماتی ہیں کہ نماز، روزہ اور ہر چیز کا عمل اللہ کا ذکر ہے	۳۸۶	ذکر اللہ، اللہ کا محظوظ عمل
۳۳۳	قیامت میں اہل مجمع جان لیں گے کہ کون اللہ کے کرم کا حقدار ہے	۳۸۷	ذکر کی مجالس دھرتی پر، اور فرمایا: اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک
۳۳۵	ذکر کرنے والے پر پھر خوش ہوتے ہیں ذکر کے بغیر انسان شیطان سے بجات نہیں پہلتا	۳۹۱	ذکر کرنے والے پر پھر خوش ہوتے ہیں
۳۳۵	بغیر ذکر کی محفل مردار خوروں جیسی ہے بغیر ذکر کی محفل باعث افسوس ہوگی	۳۹۱	ذکر کرنے والے پر پھر خوش ہوتے ہیں
۳۳۵	ذکر اللہ کرنے والوں کے گناہ معاف اور غلطیاں یقینوں میں بدل جاتی ہیں	۳۹۲	خلوت میں کثرت سے ذکر کرنا
۳۳۶	کثرت ذکر دیوائیں نہیں بلکہ اس کا اعلان ہے	۳۹۲	ذکر قلبی
۳۳۶	بعض لوگ خیر کا ذریعہ اور بعض شر کا ذریعہ ہوتے ہیں	۳۹۲	ساخت خوش قسمت انسان جو قیامت میں عرش الہی کے سامنے تکے ہوں گے
۳۳۶	جن کے ہاتھوں میں خیر کی چاہیاں ہیں وہ مبارک بار کے مستحق ہیں	۳۹۵	خلوت میں ذکر کرنا یا جماعت میں ذکر کرنا
۳۳۷	ذکر اللہ سے دل نرم ہوتا ہے	۳۹۵	ذکر فتنی
۳۳۷	ذکر کے ساتھ قیامت قلبی کا اعلان ہوتا ہے	۳۹۶	شدت، بخت، مصیبت کے وقت ذکر کرنا
۳۳۸	ذکر اللہ کی لذت	۳۹۷	طلوع فجر سے طلوع مشکل اور عصر کے بعد سے
۳۳۸	عبدیت، ذکر، طاعت کی لذت		غروب سورج تک ذکر کرنا
۳۳۹	جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمتشیش ہوں	۳۹۸	غافل لوگوں میں ذکر کرنا
۳۳۹	بند کے کوڈ کر اللہ اور استغفار کے لئے وقت خاص کرنا چاہئے	۳۹۹	امام تہذیبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۴۰	کثرت ذکر شکر ہے اور ذکر سے غفلت ناشکری ہے	۴۰۰	سوال کرنے اور اللہ سے مانگنے سے اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا
۳۴۰	اللہ سے غافل ہونا شرک ہے		آذکر کوہ احادیث پر پیش ہی صیہ رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ
۳۴۰	جو ذات تھے غافل نہیں اس سے غافل ہونا بہت	۴۰۶	صلوٰۃ تسیع ناطریت
۳۴۰	بری بات ہے	۴۱۲	محبوس اذکار میں سے استغفار بھی اللہ تعالیٰ سے بچشش مانگنا
۳۴۰	ابو سلیمان داراللئی کا واقعہ	۴۲۱	
۳۴۰	انسانوں کو یاد کرنا بیماری ہے اور اللہ کو یاد کرنا اعلان ہے		

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۶۰	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رات بھراست کی مغفرت کی دعا کرنا	۳۲۱	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک خلام اور ذکر اللہ کی کثرت
۳۶۰	قیامت کے مناظر پر مشتمل پانچ سورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکروہ کر دیا تھا	۳۲۱	دل مردہ ہونے کی تین علامات اور والہانہ محبت کی تین علامات
۳۶۱	دوخوف اور دو امن	۳۲۲	معرفت الہی کی حقیقت
۳۶۲	حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پرندے کو دیکھ کر خوش ہونا	۳۲۲	عارف باللہ کی پیچاں بقول ابوزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ
۳۶۲	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرندے کو دیکھ کر رشک کرنا	۳۲۳	ایمان کا گیارہواں شعبہ
۳۶۳	حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب آخرت کے خوف سے مینڈھے پر رشک کرنا	۳۲۳	اللہ تعالیٰ سے ڈرنا
۳۶۴	جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لوگ جان لو	۳۲۵	شیخ حسینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف خدا کی طریقوں پر ہوتا ہے
۳۶۴	ذکورہ احادیث پر امام احمد بن خبل رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۳۲۶	مجاہد کا قول
۳۶۵	تین آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی	۳۲۶	شیخ حسینی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۶۶	اصحاب صدر رضی اللہ عنہم کا رونا	۳۲۸	آیات کے مفہوم پر شیخ حسینی کا تبصرہ
۳۶۶	جہنم وہ ہولناک شے ہے	۳۲۸	نوجوان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم سے نجات کی حیثیت حاصل کرنا
۳۶۷	جو اللہ کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا	۳۲۹	عہد فاروقی میں خوف خدا سے نوجوان عابد کا انتقال ہونا
۳۶۸	اللہ کے خوف سے بندے کے لگناہ جھڑتے ہیں	۳۲۹	مجاہد کا قول
۳۶۸	میون کی تمثیل درخت کے ساتھ	۳۵۳	حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۶۸	نجات کس طرح ہے؟	۳۵۳	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۶۹	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھتے تھے	۳۵۵	حدیث میں مجبور و مضطرب کی دعا
۳۶۹	اللہ کے خوف سے روئے، آنسواف نہ کرے	۳۵۶	ذکورہ آیات وادعیہ پر تبیہ کا تبصرہ
۳۷۰	ایک آدمی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے روتا جہنم کس پر حرام ہوتی ہے؟	۳۵۸	سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال
۳۷۰	آنسوؤں سے آگ کا سمندر بھی سکتا ہے	۳۵۹	فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۳۷۱	سیمیان علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں روتا	۳۵۹	اللہ سے شہ ڈران سفلہ پن ہے
۳۷۲	داو و علیہ السلام کی بارگاہ میں روتا	۳۶۰	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو
۳۷۲	داو و علیہ السلام کی کثرت عبادت		خوف خدا سے سید رسول سے ہندی کی سی آواز پیدا ہوتا

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۷۹	حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول	۳۷۲	اللہ کے آگے حضرت عطا سلمی کا روشن
۳۷۹	حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد	۳۷۲	عطا سلمی نے رونے سے منع کرنے پر طبیب کو علاج
۳۷۹	یحییٰ بن معاذ رازی کا قول		سے منع کر دیا
۳۷۹	یحییٰ بن معاذ رازی کا ارشاد	۳۷۲	بہت سے خوش ہونے والے دھوک خور دہ ہوتے ہیں
۳۸۰	جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۷۳	لیکن اللہ والے کا خوف سے روتے رہنا
۳۸۰	امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد	۳۷۳	ھمس ہالی کا پڑوی کی دیوار کی منی سے ہاتھ
۳۸۰	عطاء بن یسار نے کہا		دھونے پر تین سال تک رونا
۳۸۱	عطاء بن یسار کا قول	۳۷۳	کبوتر کو شکار کرنے پر عطا سلمی کا چالیس سال تک رونا
۳۸۱	ابنیں کی تلپیس	۳۷۳	اماں بھلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف توجیہ
۳۸۱	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے خوف سے دعا کرنا	۳۷۳	حضرت ثابت اور حضرت عطا سلمی کا روشن
۳۸۱	حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی فتحت کہ انسان ایک لمحہ میں دین سے بدل سکتا ہے	۳۷۳	ضرار اور محمد بن سوچہ کامل کا روشن
۳۸۲	حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی فتحت	۳۷۵	ہنسی مذاق کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کو یاد دلانا
۳۸۲	حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی فتحت	۳۷۵	شاہید تمہار اکنہ روشن ہو چکا ہے
۳۸۲	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ہدایت پر استقامت کی دعا	۳۷۵	زیادہ ہشناول کو حکمت سے خالی کر دیتا ہے
۳۸۲	حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افراد فتحت	۳۷۵	کہیں ہنسنے پر پکڑنہ ہو جائے
۳۸۳	بلال بن سعد رحمۃ اللہ علیہ کی دعا		ہنسنا چھوٹی غلطی ہے، ہم لوگ جنت کے قیدی ہیں
۳۸۳	سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۳۷۷	سے زیادہ تھے
۳۸۳	حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کی دعا	۳۷۷	مشہورہ عابدہ غفارہ کا روشن
۳۸۳	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ توحید کی حفاظت کے لئے کثرت سے روشن	۳۷۷	رونے سے منصورہن مفتر ملکین و مصیبت زدہ لگتے تھے
۳۸۳	ابرار اور مقریبین کے افکار	۳۷۸	یزید بن ہارون کی روتنے روتنے آنکھیں ضائع ہو جانا
۳۸۳	شیطان کی کمرتوڑ دینے والا قول	۳۷۸	عبد اللہ بن عرب بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد
۳۸۳	عمرو بن قیس کا موت کے وقت آخوند کے لئے روشن	۳۷۸	حدیفہ بن یمان کا ارشاد

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۳۹۱	دوں بزرگوں کے قول پر امام تھقی کا حاکمہ	۳۸۲	غفلت سے تسبیہ
۳۹۱	استاذ ابوہل صعلوک کا قول	۳۸۲	فضل رونا
۳۹۲	حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۳۸۲	اللہ کے خوف سے جن کارونا
۳۹۲	حق موصیٰ کا واقعہ	۳۸۵	حضرت سفیان بن عینہ کا قول
۳۹۳	بی بی سلامہ عابدہ کا واقعہ	۳۸۵	جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۳۹۳	یزید بن مرشد کی آنکھیں لائے نسوان سے ترہنا	۳۸۵	امام تھقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبرہ
۳۹۴	سری سقطی کا قول	۳۸۶	حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور ناراضی
۳۹۴	رسیج بن حراث کا نہ ہنسنے کی قسم کھانا	۳۸۶	حریر کی بنیاد اللہ کا خوف ہے
۳۹۵	اسراطلیل علیہ السلام کا نہ ہنسنا	۳۸۶	گناہ سے بچانے کے لئے غیبی آواز
۳۹۵	فرشتوں کا اللہ کے خوف سے کانپنا	۳۸۷	ستاروں کو بنانے والا کہاں ہوگا؟
۳۹۶	حضرت جبراٹل علیہ السلام کا رونا	۳۸۷	ستاروں کو بنانے والا کہاں جائے؟
۳۹۶	حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت زمدم تھے	۳۸۷	ہلاکت کی پیچگا ہوں سے بچنا
۳۹۶	قرآن کی آیت پڑھ کر ایک صحابی کا بے ہوش ہوتا	۳۸۷	رات کو جلدی اٹھنے والے منزل پر پہنچتے ہیں
۳۹۷	سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا	۳۸۸	اللہ سے ڈرنا اور تارک الدنیا ہونا
۳۹۷	سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۳۸۸	خائفین، محین، مختلقین کی علامات
۳۹۷	عطاء سلمی کا واقعہ	۳۸۸	سری سقطی کا قول
۳۹۸	اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۳۸۸	ذوالنون بن ابراہیم کا قول
۳۹۸	حضرت مالک بن دینار کا واقعہ	۳۸۸	ابراہیم بن شیبان کا قول
۳۹۸	مشہور عابدہ رابعہ بصریہ کا واقعہ	۳۸۹	محمد بن نصر کا قول
۳۹۸	عبد العزیز بن سلمان کا واقعہ	۳۸۹	ہارون رشید کا قول
۳۹۹	عتبہ عابد کا واقعہ	۳۸۹	محمد بن عامر انصاری کا قول
۳۹۹	طوبیل خاموش عابد کا واقعہ	۳۹۰	حضرت مالک بن دینار کا قول
۴۰۰	عبد ان عجوز کا واقعہ	۳۹۰	حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم
۴۰۰	عبدان کے مشہور عابد اور مشہور واعظ محمد ابن حماک کا واقعہ	۳۹۰	عبداللہ بن مبارک کا قول
۴۰۲	عیشی علیہ السلام کی دعا اور پہناز کے روئے کا واقعہ	۳۹۰	شیخ بخشی کا قول
۴۰۲	خوف خدا سے فوت ہونے والی عورت کا واقعہ	۳۹۱	حضرت سہل کا قول
۴۰۲	بصرہ کے ایک صاحب دل بزرگ کا واقعہ	۳۹۱	علامہ شبلی اور جنید بغدادی کا واقعہ

صفحہ نمبر	عنوان	صفحہ نمبر	عنوان
۵۱۱	کم گناہ کرنے والے اللہ سے زیادہ ذرتے ہیں	۵۰۳	دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر رونے والا عابد
۵۱۲	فضل بن عیاض کا خوف خدا سے رونا	۵۰۳	ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جہنم کے خوف
۵۱۳	عامر بن عبد اللہ کی دعا کی قبولیت		سے موت واقع ہونا۔
۵۱۴	علی بن فضیل کی موت	۵۰۵	لقمان حکیم کی نصیحت سے بیٹھے کاہل اک ہو جانا
۵۱۵	فضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۰۵	حضرت زرارہ بن ابو اوفی کا نماز میں سورۃ مدثر کی
۵۱۶	زید بن وہب کا قول		آیت پڑھ کر فوت ہو جانا
۵۱۷	عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول	۵۰۶	مشہور خطیب اور واعظ حضرت عبدالواحد کے زور
۵۱۸	فضیل بن عیاض کا قول		خطاب سے ایک آدمی کی موت واقع ہو جانا
۵۱۹	ابو عمرو دمشقی کا قول	۵۰۶	حضرت صالح مریبی کی مجلس میں ابو جھف کی وفات ہو جانا
۵۲۰	یحییٰ بن معاذ رازی کا قول	۵۰۶	مجلس وعظ وذکر میں تین آدمیوں کا انتقال ہو جانا
۵۲۱	خلیف عمر بن عبد العزیز کا خوف خدا سے ساری رات دعا کرنا	۵۰۶	حسن بن صالح کا قرآن کی آیت سن کر بے ہوش ہو جانا
۵۲۲	عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث رسول صلی	۵۰۸	صفوان کا خفیہ مقام پر رونا۔
۵۲۳	اللہ علیہ وسلم سن کر رونا	۵۰۸	خوف خدا اور مجرزا و اکساری کی ایک مثال
۵۲۴	علاء بن زید کا قول	۵۰۸	عبد العزیز بن ابو داؤد نے چالیس سال تک آسمان
۵۲۵	مورق کا قول		کی طرف آنکھاٹھا کرنیں ذیکھاتھا
۵۲۶	ذوالنون مصری کا قول	۵۰۸	امر بالمعروف اور نهى عن الممنوع نہ کرنے پر سفیان ثوری
۵۲۷	ابوالفتح بخدادی کا واقعہ		کو پیشافت میں خون آ جاتا تھا
۵۲۸	ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۰۸	آخرت کے خوف سے خونی پیشافت آتا
۵۲۹	عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ	۵۰۸	سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول
۵۳۰	حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا	۵۰۹	سفیان ثوری رحمۃ اللہ کا خوف خدا
۵۳۱	بعض علماء کا قول	۵۱۰	حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عبادت
۵۳۲	فصل خوف خدا کے بارے میں شیخ حلیمی	۵۱۰	حازم بن ولید کی عبادت
۵۳۳	رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جامع تشریع	۵۱۰	و سیم بلجی کا خوف آخرت
۵۳۴	امام تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ	۵۱۰	شیخ اوزاعی کا قول
۵۳۵	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا	۵۱۰	آمنہ بنت موزع کا خوف
۵۳۶	اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا	۵۱۰	بعض عابدوں کا قول
۵۳۷	علی بن عثام کی دعا	۵۱۱	شیخ مطرف کا قول

”کتاب شعب الایمان“ کی حقیقت اور اس کی وجہ تالیف

- ۱.....کتاب شعب الایمان، مصنف حافظہ تہمیل، ان اہم ترین کتب میں سے ہے جو اسانید اور طرائق حدیث پر مشتمل ہے وہ طرق حدیث جنہیں حافظہ تہمیل نے اس کتاب میں جمع کیا ہے، یہ صاحب کشف الطعنوں نے کہا ہے۔ (کشف الطعنوں ج ۲ ص ۱۰۷)
- ۲.....شعب الایمان۔ مصنف ابو عبد اللہ حسین بن حسن طیبی شافعی۔ متوفی ۴۰۳ھ جس کا نام انہوں نے ”المہماج“ رکھا ہے۔ وہ حلیل القدر کتاب ہے۔ تین جلدیں پر مشتمل ہے اس کتاب میں احکام کشیرہ۔ اور مسائل فقہیہ اور اس کے علاوہ وہ امور جن کا تعلق، اصول ایمان قیامت کی نشانیں، اور حال قیامت سے ہے بیان کئے گئے ہیں۔ اور حافظہ تہمیل کی کتاب کا نام ”جامع المصنف“ ہے۔ تہمیل نے روایت کی ہے کہ:

ان الایمان بعض وسبعون شعبۃ افضلها لا الله الا الله.

بے شک ایمان کی سترے کچھ زیادہ شخصیں ہیں ان میں سے افضل ترین شاخ لا الہ الا اللہ ہے۔

اسی روایات کو ”صاحب مہماج“ حسین طیبی نے بھی لیا ہے۔ اپنی کتاب مہماج کو ستر ایوب پر تقسیم کرنے کے لئے، ایمان کی صفت اور تعریف بیان کرنے کے بعد اسی حدیث سے ایمان کے ستრ شعبے شمار کئے ہیں۔

بہر حال امام تہمیل نے اپنی اس کتاب میں احادیث کوئی کئی انسانوں کے ساتھ اور منفرد یہ طریقوں کے ساتھ لائے ہیں۔ اور انسان کو صحیح یا ضعیف قرار دینے کے لئے ان پر تقدیم بھی کی ہے اور انہوں نے سند کی علی پر بھی کلام کیا ہے۔

اور اس کتاب کی تقسیم کے لئے انہوں نے ابواب قائم کئے ہیں، اور اس کے احکام کو اسی تقسیم کے ساتھ کیا ہے جو کتاب کے موضوع کے متناب و مطابق ہی ہے جب کہ عقائد اور فقہ متعلق اس کے نقوش (وسائل) احادیث سے ماخوذ ہیں۔

وجہ تالیف:

امام تہمیل نے شعب الایمان کی وجہ تالیف خود بیان کی ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ پایا کہ حاکم ابو عبد اللہ حسین بن حسن طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے ایسی احادیث کو اپنی تصنیف اور اپنی کتاب۔ اسہاب الحصیف فی بیان ”شعب الایمان“ میں درج کر دیا ہے۔ ایمان کے بارے میں (یہ وہ شعبے ہیں) جن شعبوں کا حدیث رسول میں اشارہ ہے اور ذکر ہے۔ ہر ایک شعبے کی حقیقت اور ان چیزوں کا بیان، جن کی طرف اس شعبے کو استعمال کرنے والے کو احتیاج ہوتی ہے۔ اس کے فرائض اس کی شعبیں اور اس کے مستحبات، اور وہ اخبار و آثار جو اس کے مفہوم میں آئی ہیں (شیخ) نے اس قدر ان کا بیان کر دیا ہے جو کہ کافی ہے۔ لہذا میں نے (اپنی اس کتاب میں) ابواب پر احادیث کی تقسیم میں شیخ طیبی کی ترتیب کی اقتداء کی ہے اور میں نے شیخ کے کلام میں صرف اسی تدری حصہ (متعلقة مقامات پر) نقل کیا ہے جس کے ساتھ ہر باب کا مقصد واضح ہو جاتا ہے مگر (دوںوں کتابوں میں) فرق یہ ہے کہ شیخ نے اپنی تصنیف میں احادیث کے صرف متن ہی پر اکتفا کیا ہے اور انسان کو کمل طور پر اختصار کے پیش نظر عذف کر دیا ہے۔ جب کہ میں نے (ایسا نہیں کیا) بلکہ میں نے محدثین کا طریقہ اپنایا ہے۔ جس قدر انسان کو کافی ضرورت ہو اس کو بیان کرنے کو میں پسند کرتا ہوں اور حکایات و ادعیات کو بھی ان کی سند کے ساتھ بیان کرنے کو میں نے پسند کیا ہے اور جس اخبار و حکایات کے جھوٹ ہونے کے بارے میں دل میں غالب گمان نہیں ہوا ان پر اکتفا کیا ہے۔ اور اس طرح امام تہمیل رحمۃ اللہ علیہ نے اس کتاب میں جھوٹی اور مکذوب احادیث و روایات سے بچنے کا یہ راستہ اور یہ طریقہ اختیار کیا ہے اور اس کتاب میں انہوں نے ہر وہ حدیث درج کر دی ہے جو ان کو منظہ تھی جو کہ جھوٹی نہ ہو۔ قاضی ابوالارشد محمد امیل الجاروی۔

اسم کتاب کی تحقیق

-الجامع لشعب الایمان = یہ نام مختصر سیاق نیساپور ۳۰/۳ میں درج ہے۔
-الجامع = یہاں امام تہذیق رحمۃ اللہ علیہ نے خود کھا ہے یہ نام مصنف رحمۃ اللہ کی دو کتابوں (۱) کتاب الاعتقاد (۲) کتاب الرحمہ میں مذکور ہے اور اسی کے بارے میں یہاں بھی مشتمل ہوا ہے۔
-الجامع مصنف فی شعب الایمان۔
-مختصر شعب الایمان = یہ کتاب اصل شعب الایمان کی تفصیل اور اختصار ہے اس تفصیل کے مصنف کا نام شیخ ابو یوسف عمر قزوینی ہے تفصیل کا نام ۱۱۹ ھ ہے اور اسی تفصیل کی تحقیق شیخ زکریا علی یوسف نے اسی نام مختصر شعب الایمان کے نام سے کی ہے انہوں نے اس کی نسبت امام تہذیق کی طرف کی ہے۔ یہ اپنائی مختصر اور سمجھنے میں مغلب ہے۔
-شعب الایمان = قدماً نے اس کے نام رکھنے میں اختصار سے کام لیا ہے اور سبکی نام رکھا ہے اور اسی نام کے ساتھ مشہور ہے۔ اور ہم نے وہاں یہ ثابت کیا ہے کہ اس کا وہ مشہور نام جو خلاط حدیث نے اطلاق کیا ہے شعب الایمان تھی ہے۔ اور ہم نے مقدمے میں تہذیق کی اس تصنیف کے سبب کی طرف بھی اشارہ کر دیا ہے۔ اور ہم اللہ تعالیٰ سے اس کی طباعت۔ اور اس کے دین کے ساتھ عظیم نقش پانے اور سن خاتم اور صراط مستقیم پر رنجات۔ اور حصول جنت الفردوس کی توفیق کا سوال مرف اللہ تعالیٰ سے کرتے ہیں آئین۔ راقم ابوالاشر شحمد محاسن علیل جارود۔

”مصنف کتاب شعب الایمان“ حافظ امام تہذیق کی شخصیت ”اور ان کی تصانیف

نام	احمد۔
ولدیت	حسین۔
دارا	علی۔
پرداوا	موئی۔
کنیت	ابو بکر۔
نسبت بنتی	تہذیق۔
نسبت شہر	نساپوری۔

تفصیل:

یہ ابو بکر بن حسین بن علی بن موئی تہذیق نیساپوری، خسر و گردی امام، حافظ، علام، محدث، فقیر، اصولی۔ زاہد (تاوک الدنیا)۔ تہذیق کی طرف نسبت ہے۔

یہ تہذیق نیساپور کی مضافاتی بستی تھی، جو کہ نیساپور سے ہیں میل کے فاصلے پر واقع تھی، یہ تین سو ایکس ۳۲۱ بستیوں پر مشتمل ایک بے مثال و فاقع و اتحاد تھا جو نیساپور، قوس، جوین۔ کے درمیان واقع تھا، جوین اس کے شروع کے حدود میں تھا یہاں سے نیساپور سائنس میل تھا، شروع میں تہذیق کا قبیہ، خسر و گرد تھا اس کے بعد وہ بزردار ہو گیا تھا۔

ولادت:

ماہ شعبان، سنت میں سو چوراکی ۳۸۴ھ۔

وفات:

ماہ جمادی الاولیٰ - چار سو اٹھاون ۷۵۸ھ۔

شخصیت:

امام حافظ تیقینی رحمۃ اللہ علیہ، عابدو زاہد تھے، تسلی پر ہیزگار تھے، قناعت شعار تھے مگر باوجرد و اس کے دل کے ساتھ انہائی عشق اور انہاک رکھتے تھے، علم حدیث کو حفظ کرنے اور اس کی تحقیق و مدقیق میں مشغول و مصروف رہتے تھے، امام تیقینی ان حفاظ حدیث میں سے نبیں تھے، جو حفظ احادیث میں مشغول ہو کر علم فقہ سے صرف نظر کر لیتے ہیں۔ بلکہ ان کا حفظ حدیث ان کے علم فقہ کی جزا اور حصہ تھا۔

خصوصی اور انفرادی صفات جوان کی پہچان بن گئے

امام تیقینی اپنی ذاتی اور شخصی صفات کے ساتھ بہیش پہچانے گئے جو کہ مندرجہ ذیل ہیں۔

تو ازان اور اعتدال میں شدت، زہد اور علم، عبادت اور حفظ حدیث۔ تقویٰ اور پر ہیزگاری میں اجتماع و امتحان تواضع، درع و پر ہیزگاری۔
و سمعت اطلاع، و سمعت علم پر استقامت۔

امام تیقینی اور تخلیل علم

علم کو حفظ کرنے کا آغاز انہوں نے پدرہ برس کی عمر سے کیا تھا، انہوں نے علم کی طلب اپنی جگہ رکھی تھیں کی بلکہ انہوں نے اس سلسلے میں مختلف سفر کئے، مختلف شہروں کا رخ کیا، مثلاً عراق، نیساپور، بغداد، کوفہ، مکۃ المکرہ۔ جبال چجاز مقدس، اسفران، طاہری، دامغان۔ ان تمام مقامات میں جا کر انہوں نے اہل علم سے علم کو جمع کیا اور حفظ کیا، ان کی حالت بھی علم کے معاملے ان کے اسلاف حفاظ علم و حفاظ حدیث مثلاً بخاری، نسائی، میمکنی چنانچہ انہوں نے جب اپنے تمام سفروں کے بعد اپنی مراد پالی اور حدیث جمع کر لی تو پھر انہوں نے حدیث کے موضوع پر تدوین و تصنیف کے مرحلے کا آغاز فرمایا۔

امام تیقینی اپنی تصانیف کے آئینے میں

امام تیقینی رحمۃ اللہ علیہ نے مندرجہ ذیل کتب تصنیف فرمائیں۔

(۱)..... کتاب الاداب: یہ میں جملوں میں چھپ چکی ہے، جس کا قلمی نسخہ دارالکتب مصر میں محفوظ ہے۔

(۲)..... کتاب اثبات الرؤیۃ: یہ قلمی نسخہ ہے۔

(۳)..... کتاب اثبات عذاب القبر: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں محفوظ ہے اسی کی فوٹو لے کر ڈاکٹر شرف محمود کی تحقیق کے ساتھ میان میں چھپ چکی ہے۔

(۴)..... کتاب الحتم: اس کا قلمی نسخہ دارالکتب مصر میں ہے اور دوسرا نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں ہے، دارالکتب والے نسخے کی فوٹو لے کر چھپوادیا گیا ہے۔

(۵)..... حیات الانبیاء: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمد ثالث استنبول میں ہے دوسرا نسخہ دارالکتب مصر میں ہے ایک نسخہ مکتبہ عارف بالحکمت

مدینہ منورہ میں اور قاہرہ میں مطبوع محمدیہ میں ۷۸۵ھ میں چھپی تھی (اب تقریباً ہر جگہ استیاب ہے)۔

(۶)..... دلائل المنوۃ: کثرت کے ساتھ چھپی ہے۔ اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول میں چار جلدوں میں ہے اور اس کے کئی نسخے دارالكتب مصری میں ہیں۔

(۷)..... السنن الکبریٰ للبیهقی: اس کا مطبوع نسخہ حیدر آباد کن بھارت میں ہے، یہ منفرد نسخہ ہر امشبور ہے اس نسخے کے حاشیہ پر ایک مشہور کتاب چھپی ہوئی ہے وہ الجوہر لائق فی الرؤی لیلیتیقی مصنفوں ان ترکمانی۔

(۸)..... السنن الصغریٰ: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول میں ہے۔

(۹)..... کتاب احکام القرآن: اس کا مطبوع نسخہ محمد زاہد کوثری کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۷۱میں عزت العطار کی سعی سے شائع ہوا ہے اور دارالكتب علیہ نے ۱۳۹۵میں دوبارہ شائع کیا ہے۔ اس کا ایک نسخہ طبعہ عبد الغنی عبدالناقہ کی تحقیق کے ساتھ ۱۳۷۱میں مصر میں ہے۔

(۱۰)..... کتاب الاحادیث والصفات: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ فیض استنبول میں ہے۔ یہ کتاب بار بار چھپی ہے سب سے اچھی طباعت ہندوستان میں ۱۳۱۳ھ میں ہوئی۔ جو کہ محمد مجی الدین جعفری کی تحقیق کے ساتھ ہے۔ اور مطبع العادات مصر ۱۳۵۸میں شیخ زاہد اکمودر کی تحقیق کے ساتھ چھپی ہے۔

(۱۱)..... کتاب الاعتقاد: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ نور عثمانی استنبول میں ہے اور مکتبہ اللہ۔ مکہ میں اور نقل شدہ نسخہ جامعہ ملک عبد العزیز میں ہے۔

(۱۲)..... کتاببعث الشور: مکتبہ مرکز الحجت اعلیٰ مکہ میں اور اس کا قلمی نسخہ مکتبہ متحف استنبول۔ مکتبہ سلیمانیہ استنبول۔ اور مکتبہ الحجت اعلیٰ مکہ مکرمہ میں ہے۔

(۱۳)..... الاربعین الکبریٰ والاربعین الصغریٰ: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ عاشر آنندی استنبول میں ہے۔

(۱۴)..... الالف مائے: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ احمدثالث استنبول میں ہے۔

(۱۵)..... بیان خطایمن احتجاج علی الشافعی: قلمی نسخہ مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ میں ہے۔

(۱۶)..... کتاب تخریج احادیث الام: تین قلمی جلدیں ہیں۔ پہلا حصہ مکتبہ شعر بھٹی لندن میں ہے جزوی دارالكتب مصر میں ہے جزوی ثالث تھا حال غائب ہے۔

(۱۷)..... کتاب الدعوات الکبیر: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ آصفیہ حیدر آباد کن بھارت میں ہے۔

(۱۸)..... کتاب الخلافات میں الشافعی وابی حدیفۃ: قلمی نسخہ محمد اخھلو طات جامعہ دول العربیہ قاہرہ میں ہے۔ نسخہ مکتبہ سلیمان آغا میں دو حصوں میں ہے۔

(۱۹)..... کتاب الزهد الکبیر: قلمی نسخہ مکتبہ عارف حکمت مدینہ منورہ میں ہے۔

(۲۰)..... رسالتہ الی ابوجہاد الجوینی: یہ بھی کاپیاں اور خط ہے جوئی کی طرف ہے جو کہ ان غلطیوں کی نشاندہی پر مشتمل ہے جو جوئی سے واقع ہوئی تھیں ان کی الحیطہ نامی کتاب کی تصنیف کے وقت۔ مکتبہ احمدثالث استنبول میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔

(۲۱)..... کتاب معزفہ السنن ولآلثار: قلمی نسخہ مکتبہ استنبول میں ہے۔ جس کی ایک جز کی طباعت استاذ سید احمد صقر کی تحقیق کے ساتھ ہوئی ہے۔

(۲۲)..... کتاب القراءات خلف الامام: قلمی نسخہ محمد اخھلو طات قاہرہ میں موجود ہے۔ دارالحدیث ازہر نے شائع کی ہے۔ ہندوستان میں بھی شائع ہوئی ہے۔

- (۲۳) کتاب المدخل الی کتاب السنن: قلمی نسخہ مرکز بحث علمی جامعہ ملک عبدالعزیز مکہ میں ہے۔ اس نسخے کی اصل مکتبہ الجد الایمیانیہ مکتبہ میں ہے اور اس کوڈاکٹر محمد ضیاء الرحمن عظیمی نے جھپوایا تھا۔
- (۲۴) کتاب مناقب الشافعی: امام یہی شافعی المسلک تھے وہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا محبوب ترین مدھب ہے لہذا انہوں نے اس مدھب کا دفاع کیا ہے ان کی اس موضوع پر متعدد کتب ہیں۔
- ① مناقب الشافعی۔ ② رواۃ القوادعلی لفظ الابام الشافعی۔ ③ بیان خطاء بن علی من اخطاء الشافعی۔ ④ کتاب تخریج احادیث الام۔ ⑤ کتاب الحلا فیات بین الشافعی والی حنفی۔ یہ کتاب مناقب شافعی تاہرہ میں جھپپچکی ہے۔
- (۲۵) کتاب القضاۓ والقدر: اس کا قلمی نسخہ مکتبہ شہید علی پاشا۔ مصلح مکتبہ سلیمانیہ استنبول میں ہے۔
- (۲۶) کتاب فضائل الاوقات للیتھقی: اس کا قلمی نسخہ محمد سعید یوسوی زغلولی کے پاس محفوظ ہے۔
- (۲۷) الایمان: مصنف نے خود اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔ مگر اس کا قلمی نسخہ معلوم نہیں ہوا کہ۔
- (۲۸) الترغیب والترہیب: یہ تاحال غائب ہے۔
- (۲۹) رسالہ فی حدیث الجیباری: یہ تاحال قائمی ہے۔
- (۳۰) فضائل الصعلکۃ۔
- (۳۱) کتاب الاسراء: بعض نے کہا کہ اس کا نام الاسوئی ہے یا الاسواد ہے۔
- (۳۲) کتاب المسوط فی نصوص الشافعی: حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں لکھا ہے کہ یہ میں جلدیوں میں ہے۔ اور علامہ سکنی نے اس کا ذکر طبقات الشافعیہ میں کیا ہے۔
- (۳۳) مناقب احمد بن حنبل: یہ تاحال غائب ہے۔
- (۳۴) معرفہ علوم حدیث
- (۳۵) جامع ابواب وجہ قرآن
- (۳۶) جامع ابواب قرآن فی الصلة علی الامام والماموم
- (۳۷) بیانیع الاصول: اس کے بارے راجح یہ ہے کہ یہ یہی کی تصنیف نہیں ہے۔ (کما قائل محمد سعید یوسوی زغلول)
- (۳۸) ترتیب الصلة
- (۳۹) شعب الایمان للیتھقی: جس کا پورا نام الجامع لشعب الایمان ہے۔ یہ زرنظر کتاب ہے آنے والے صفحہ پر اس کی تفصیل درج ہے۔ امام یہی کی ان مذکورہ کتب کے علاوہ بھی تصانیف ہیں مگر وہ صرف ذکر کی حد تک ہیں ہمارے ہاتھوں تک تاحال نہیں پہنچی ہیں۔ اگر ہم یہاں اس بارے میں جلال الدین سیوطی کا وہ قول درج کروں جو انہوں نے طبقات الحفاظ میں کہا ہے۔ تو میرے خیال میں قارئین کی تشقی کا باعث ہو گا۔ وہ لکھتے ہیں کہ امام یہی کی تصانیف ایک ہزار کے قریب قریب ہیں۔

وفات:

حافظ یہی کی وفات حادی الاولی ۲۵۸ میں ہوئی نیسا پور میں۔ درستی یہیں میں دفن ہوئے اللہ تعالیٰ تیری قبر پر اپنی رحمت کی شہنم افشاںی کرے۔

الراقم ابوالارشد محمد اسماعیل الجبار و عفی عنہ

بسم الله الرحمن الرحيم

وبه نستعين

سن و خطبة خطاب

الحمد لله رب العلمين، وسلامه على سيدنا محمد، وعلىه وصحبه اجمعين صلاة دائمة الى يوم الدين
 ہمیں خبر دی ہے۔ شیخ امام، عالم، حافظ، ثقہ، ابو القاسم علی بن حسن بن حبہ اللہ بن عبد اللہ بن حسین شافعی رضی اللہ عنہ ہمیں طور کرنا ہوں نے
 اس کو پڑھا اور میں نے سن، بروز اتوار، آٹھ بجاءوی اولی سنائے ۵۰ شہر مشق میں۔ اللہ تعالیٰ اس کی حافظت فرمائے۔ (شیخ علی بن حسن نے فرمایا
 کہ) ہم سے بات بیان کی شیخ ابو القاسم زاہر بن طاہر بن محمد بن محمد شاہی نے ہمیں صورت کر میں نے ان کے سامنے پڑھا نیسا پور میں (شیخ زاہر
 بن طاہر نے فرمایا کہ) ہمیں خبر دی شیخ امام ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موئی تھیں حافظ نے رضی اللہ عنہ ہمیں نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی امام
 حافظ ابو محمد قاسم بن حافظ ابو القاسم علی بن حسین شافعی نے، ہمیں صورت کر میں نے ان کے سامنے پڑھا۔ (ابو محمد القاسم نے فرمایا کہ) ہمیں خبر دی
 فقرہ ابو عبد اللہ محمد بن فضل فراوی (۵۳۰ھ) نے اور ابو القاسم زاہر بن طاہر شاہی (۵۳۳ھ) نے اور مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے
 اور ابو حسن علی بن سلیمان مرادی نے ان کو زاہر نے وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ہے، شیخ امام حافظ، شیخ الشیخ ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موئی تھیں حافظ
 حسن اللہ نے (شیخ احمد بن حسین تھیں نے طور خطبہ کے فرمایا)

الحمد لله الواحد، القديم، العاجد، العظيم، الواسع، العليم، الذي خلق الانسان في احسن تقويم،
 وعلمه الفضل تعليم، وكرمه على كثير من خلق اهبن تكريم.

احمدہ، وامتنعہ واعوذہ من الذلل، واستهذیه لصالح القول والعمل، واسأله ان يصلی على النبي المصطفی،
 الرسول الکریم المعجمی محمد خاتم النبیین وسید المرسلین، وعلی الہ الطیبین الطاهرین وسلم کھلرا اما بعدا
 تمام تعریفیں اللہ واحد، قدیم، صاحب مجد، صاحب عظمت، صاحب وسعت، صاحب علم کے لئے جس نے انسان کو خوبصورت ترین شکل
 صورت پر بنایا، اور اسے سب سے زیادہ خصیلت والا علم عطا کیا، اور اسے اپنی زیادہ ترقائقات پر عزت و شرف بخشنا، اور واسع ترین بھریم سے نوازا۔
 میں صرف اسی ذات والا کی حمد و شکر ادا کرتا ہوں، اور میں صرف اسی سے مد مانگتا ہوں، اور کچھ بختنے سے صرف اسی کے ساتھ پناہ
 لیتا ہوں، اور سچے قول اور سچے عمل کے لئے صرف اسی سے ہدایت و رہنمائی مانگتا ہوں۔
 اور میں صرف اسی سے التجاہ کرتا ہوں کہ وہ نبی مصطفی، رسول کریم تھیں پر جتنی نازل فرمائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین سید المرسلین پر اور
 ان کی آل طہران طاہرین پر اسلام کیش کیش نازل فرمائے۔

بہر حال حمد و صلوٰۃ وسلام کے بعد، عرض ہے کہ بے شک اللہ کریم نے، جس کی تعریف بہت بڑی ہے جس کے نام مقدس ہیں، محض اپنے فضل
 و کرم کے ساتھ بھیجے کچھ ایسی کتب تصنیف کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جو اہم ترین احادیث رسول پر مشتمل ہیں، جو دین کے اصول و فروع میں
 سے ہیں (جن سے دین کے اصول و فروع اخذ کئے جاتے ہیں) اس علمی کام کی توفیق عطا ہوئے پر اللہ تعالیٰ کا بہ ناتھا لا اعتماد بارہ کریم ہے۔
 ان کی تصنیف کے بعد میں نے ایسی کتاب تصنیف کرنا چاہی جو دین کے اصول اور فروع دوں کی جامع ہو۔ اور اس پارے میں جو آیات اور
 احادیث اور نصوص آئی ہیں ان پر مشتمل ہو۔ اور دین کے اصول و فروع کو احسن طریقہ سے قائم کرنے کے طرق پر مشتمل ہو، اس لئے کہ اس میں
 ترغیب بھی ہے اور تربیت بھی۔

چنانچہ میں نے دیکھا کہ مجھ سے قتل۔ حاکم ابو عبد اللہ حسین بن حسن طیب رحمۃ اللہ علیہ نے، اسی نصوص اور احادیث کو اپنی تصنیف۔ "کتاب المہماں الحصیف فی بیان شعب الایمان" میں درج کر دیا ہے۔ ایمان کے (یہ وہ شعبے ہیں) جن شعبوں کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اشارہ ہے اور ذکر ہے۔ ہر ایک شعبے کی حقیقت اور ان چیزوں کا بیان جن کی طرف اس شعبے کو استعمال کرنے والے کو احتیاجی ہوتی ہے۔ اس کے فرائض، اس کی مشتبہ اور اس کے مستحبات۔ اور وہ اخبار و آثار جو اس کے مفہوم میں آئی ہیں۔ (شیخ نے) اس قدر ان کا بیان کر دیا ہے جو کہ کافی ہے۔ لہذا میں نے (اپنی اس کتاب میں) ابوب پر احادیث کی تقسیم میں شیخ طیب کی ترتیب کی اقتدا کی ہے۔ اور میں نے شیخ کے کلام میں سے صرف اسی تدریح (متخلقه مقامات پر) نقل کیا ہے، جس کے ساتھ ہر باب کا مقصود واضح ہو جاتا ہے۔ مگر (دونوں کتابوں میں) فرق یہ ہے کہ شیخ نے اپنی اس تصنیف میں احادیث کے صرف متن ہی پر اتفاق کیا ہے۔ اور اتنا کو کمل طور پر اختصار کے پیش نظر حذف کر دیا ہے۔

جب کہ میں نے (ایسا نہیں کیا) بلکہ میں نے مدینہ کا طریقہ اپنایا ہے۔ جس قدر راستا کو لانے کی ضرورت ہوا کو بیان کرنے کو پسند کرتا ہوں۔ اور حکایات و واقعات کو بھی ان کی سند کے ساتھ بیان کرنے کو میں نے پسند کیا ہے۔ اور جن اخبار اور حکایات کے جھوٹ ہونے کے بارے میں دل میں گمان غالب نہیں ہوا ان پر اتفاق کیا ہے۔ کیونکہ سیدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت شدہ حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حدث بحديث وهو يروي انه كذب فهو أحد الكاذبين.

جو شخص کوئی حدیث بیان کرتا ہے حالانکہ وہ یہ دیکھتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ وہ جھوٹوں میں سے ایک جھوٹا ہوتا ہے۔

اور ہم نے امام ابو عبد اللہ محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے۔ انہوں نے اس کو سفیان بن عینیہ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک دن مجھے امام زہری نے ایک حدیث بیان کی تو میں نے ان سے کہا آپ اس کو سند کے بغیر لا لیے۔ تو امام زہری نے فرمایا:

اترقي السطح بلا مسلم .

کیا آپ چھت پر سریزی کے بغیر چڑھ جائیں گے۔

میں نے اس حدیث کی سند کو اور اس حکایت کو اپنی کتاب۔ "الدخل" میں ذکر کیا ہے۔ اور مبتدأ وجہ ذہل کتب میں بھی لایا ہوں۔

• کتاب الایمان۔

• کتاب القدر۔

• کتاب الرؤیۃ۔

• کتاب دلائل المذہة۔

• کتاب البیع و المثور۔

• کتاب عذاب المقرب۔

• کتاب الدعوات میں۔

اس کے بعد ان کتب میں جو شخص میں بخوبی ہے ابوا برائیم اسماعیل بن یحییٰ مزنی کی مختصر، کی ترتیب پر۔ وہ اخبار و آثار جن کی ضرورت واقع ہوئی ہے ہر باب میں اور اس زیر نظر کتاب میں، میں نے ان اخبار و آثار کے نقل کرنے پر اتفاق کیا ہے جن کے ساتھ بعض مراد واضح ہو جائے۔ اور باقی کوئی نے طوالت اور اکٹاہت کے خوف کے پیش نظر ان مذکورہ کتب کے حوالے کر دیا ہے اور ان پر چھوڑ دیا ہے، لہذا میں اس کتاب کی تصنیف میں اور اپنے دیگر تمام امور میں اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتا ہوں، صرف اسی کی استعانت جس کی مدد کے بغیر نہ تو کوئی گناہ سے نفع سکتا ہے، اور نہ تھی کوئی نیکی کر سکتا ہے۔ ہاں ہر فر اور صرف اللہ علیٰ الحظیم کی ہمراہی کے ساتھ۔

ترجمہ شعب الایمان.....جلد اول

بسم اللہ الرحمن الرحیم

باب: ذکر الحدیث

اس حدیث کا ذکر جو ایمان کے شعبہ کے بارے میں آئی ہے۔

ا:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ محمد بن حمودہ حافظ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ نے (انہوں نے فرمایا) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے (وہ فرماتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ابو حمودہ احمد بن مبارک مستملی نے اور ابو سعید محمد بن شاذ ان حم نے (وہ دونوں) فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو قاسم عبید اللہ بن سعید نے (وہ فرماتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ابو عامر عقدی نے، وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن بلاں نے عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

الایمان بضع و سیون شعبہ والحياء شعبہ من الایمان

”ایمان کے ساخن سے کچھ زائد شبہ ہیں اور حیا کرنا بھی ایمان کا شبہ ہے۔“

ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری نے صحیح بخاری میں اس کو عبد اللہ بن محمد مندی سے انہوں نے ابو عامر سے روایت کیا ہے اور ابو حسن مسلم بن حجاج قشیری نے اس کو عبید اللہ بن سعید سے روایت کیا ہے۔

(۱)حافظ هو الحاکم (ت ۳۰۵) (سیر ۱۷/۱۲۲)، و محمد بن یعقوب هو ابن الأخرم (ت ۳۲۲) (سیر ۱۵/۳۶۶)، والمستملی (ت ۲۸۳) (سیر ۱۳/۳۷۳)، وأبو صالح هو ذکوان المدنی أبو صالح السمنان، وأبو عامر: عبد الله بن عمرو العقدی. والحدیث اخرجه البخاری (۱/۱۵ الفتح)، مسلم (الایمان ۷/۵)، السانی (۱۱۰/۸) من طریق سلیمان بن بلاں عن عبد الله بن دینار عن ابی صالح به بلفظ.

”الایمان بضع و سیون شعبہ والحياء شعبہ من الایمان“

واخرجه من طریق سلیمان:

ابن منده فی الایمان (۱۳۲) بلفظ

”الایمان بضع و سیون والباقي سواء“

واخرجه مسلم الایمان ۵۸ و ابن منده فی الایمان (۱۳۷) من طریق سهیل بن ابی صالح عن عبد الله بن دینار به بلفظ: الایمان بضع و سیون او بضع و سیون شعبہ فاضلہا قول لا اله الا الله و ادناها اماتة الاذی عن الطريق والحياء شعبہ من الایمان واخرجه من طریق سهیل:

السانی (۱۱۰/۸)، و ابن البرقی التمهید (۹/۲۳۵) بلفظ:

الایمان بضع و سیون شعبہ افضلہا لا اله الا الله و ادناها اماتة الاذی عن الطريق والحياء شعبہ من الایمان واخرجه كذلك من طریق سهیل

الترمذی (۲۱۲) قال (حسن صحیح)، و ابن ماجہ (۵/۷) بلفظ:

الایمان بضع و سیون. او: سیون. بابا ادناها اماتة الاذی عن الطريق، وارفعها قول: لا اله الا الله، والحياء شعبہ من الایمان.

واخرجه احمد (٢٤٣٥) دون قوله "والحياء شعبة من الایمان" واخرجه من طريق سهيل ابو داود (٣٢٧٦) بلفظ: "والایمان بضع و سبعون، افضلها قول لا إله إلا الله، وادناها امامة العظم عن الطريق، والحياء، شعبة من الایمان".

واخرجه من طريق سهيل:

الأجرى في الشريعة (ص ١١) بلفظ :

"ان الایمان بضع و سبعون، او : بضع و سبعون، شعبة افضلها لا إله إلا الله، وادناها امامة الاذى عن الطريق، والحياء شعبة من الایمان"

واخرجه عبد الرزاق (٢٠١٠٥) :

عن معمر عن سهيل بن ابي صالح عن ابيه، عن ابي هريرة بلفظ .

"الایمان بضعة وسبعون، او قال : بضعة وسبعون : باباً أفضلها شهادة ان لا إله إلا الله، واصغرها امامة الذي عن الطريق، والحياء شعبة من الایمان"

واخرجه الشجاعي (١٨) :

من طريق ابن عجلان، عن عبد الله بن دينار عن ابي صالح، عن ابي هريرة بلفظ :

"الایمان سبعون او : سبعون شعبة، اعلاها شهادة ان لا إله إلا الله، وادناها، امامة الاذى عن الطريق، والحياء شعبة من الایمان"

واخرجه الترمذى (٢٦١٣) :

من طريق عمارة بن غزية بن ابي صالح عن ابي هريرة بلفظ :

"الایمان أربعة وسبعون باباً"

واخرجه من طريق عمارة : احمد (٣٧٩/٢)

"الایمان اربعة وسبعون باباً، ارفعها اعلاها قول لا إله إلا الله، وادناها امامة الاذى عن الطريق"

وقال ابن منهہ في كتاب الایمان (١٣٣) بعد ان رواه من طريق ابی عامر العقدی عن سليمان بن بلاط عن عبد الله بن دینار عن ابی صالح به.

قال : (هذا حديث مجمع على صحته من حديث ابی عامر، وروى هذا الحديث عن عبد الله بن دینار :

ابه عبد الرحمن ويزيد بن عبد الله بن الهاد و محمد بن عجلان و سهيل بن ابی صالح)

وقال الحافظ في فتح البارى (٥١/١)

لم تختلف الطرق عن ابی عامر شيخ (البخاري) في ذلك وتابعه يعني الحمايی عن سليمان بن بلاط .

واخرجه ابو عوانة من طريق بشير بن عمرو عن سليمان بن بلاط فقال بضع وسبعون، او بضع وسبعون .

وكذا وقع التردد في روایة مسلم من طريق سهيل بن ابی صالح، عن عبد الله بن دینار.

ورواه اصحاب السنن الثلاثة من طريقه فقالوا :

بعض وسبعون من غير شك ولا بغي عوانته في صحيحه من طريق :

"ست وسبعون او بضع وسبعون"

ورجح البیهقی روایة البخاری لأن سليمان لم يشك فيه نظر، لما ذكرنا من روایة بشير بن عمرو عنه فتردد ايضاً .

لكن يرجع بأنه المتيقن وما عداه مشكوك فيه.

اما روایة الترمذی بلفظ "اربع وسبعين" فمعلومة، وعلى صحتها لاتخالف روایة البخاری.

وترويج روایة "بعض وسبعون لكونها زيادة لفظ كما ذكره الحلبی ثم عاض لا يستفيه إذ ان الذى زادها لم يستمر على الجزم بها لاسباب مع اتحاد المخرج .

وقد رجع ابن الصلاح الاقل لكونه المتبقي اه .

۲:ہمیں خبردی ابو صالح غیری بن طیب بن محمد غیری، سعیجی بن منصور القاضی کے نواسے نے انہوں نے فرمایا کہ ہمیں خبردی تمی میرے دادا نے اور انہوں نے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی الحنفی بن ابراہیم حنفی نے اور عمر بن زرارہ کلابی نے وہ دونوں فرماتے ہیں خبردی جریر نے سہیل بن ابو صالح سے۔ انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے، انہوں نے ابو صالح سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ایمان کے سائھیا ستر شاخوں کا ذکر

الایمان بعض و سبعون شعبۃ فارفعها قول لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِذَا هَا امَاطَةُ الْاَذِى عَنِ الطَّرِيقِ
والحياء شعبۃ من الایمان

ایمان کی سائھیا ستر شاخیں ہیں۔ سب سے برتر شاخ ان میں سے لا الہ الا اللہ کا اقرار ہے، اور سب سے چھوٹی اور کم رتبہ شاخ راستہ سے تکلیف دہ چیز ہنا دینا ہے اور شرم دھیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

امام مسلم نے اس کو صحیح مسلم میں زہیر بن حرب سے بواسطہ جریر نقش کیا ہے۔

امام احمد کا فرمان

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سائھیا ستر کی تعداد والا شک سہیل بن ابو صالح سے واقع ہو رہے ہیں۔ جبکہ سلیمان بن بلاں نے بضع و سبعون، فرمایا ہے (یعنی سائھے سے کچھ زائد) اس نے شک ظاہر نہیں کیا اور حدیث کے الی علم کے زدو یک اس کی روایات زیادہ سمجھی ہے۔

علاوه ازیں بعض راویوں نے اس کو سہیل سے بھی بغیر شک کے نقل کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بعض و سبعون افضلہا قول لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَإِذَا هَا امَاطَةُ الْاَذِى وَالْعَظَمُ عَنِ الطَّرِيقِ والحياء شعبۃ عن الایمان یعنی سترے زائد شاخیں ہیں۔ سب سے افضل، اعلیٰ و ارفع الش تعالیٰ کی واحد نیت کا اقرار ہے اور سب سے کم مرتبہ شاخ راستے ہڈی

وغیرہ تکلیف دہ چیز راستے سے ہنا دینا ہے اور حیا بھی ایمان کی شاخ ہے۔

۳:ہمیں خبردی ہے ابو علی حسین بن محمد بن علی رودباری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ابو بکر محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد سجستانی نے کہ موی بن اسماعیل نے ہمیں بیان کیا کہ ہمیں عمار بن سلمہ نے حدیث بیان کی کہ سہیل بن ابو صالح نے خبردی ہے۔ پھر اس حدیث کو شک کے بغیر انہوں نے روایت کیا۔ یہ اضافی ہے۔ صاحب المہاج نے اپنی کتاب میں صفت الایمان کے بیان کے بعد اس کی تشریک تیسیں میں اسی روایت کو لیا ہے۔ اور تیسیں کا عنایت ہوتا اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

(۱)العنبر بن الطیب بن محمد العنبری ابو صالح لینظر ترجمہ، ویحیی بن منصور القاضی ابو محمد (ت ۳۵۱) سیر ۲۸ / ۱۱ و احمد بن سلیمان بن عبد اللہ ابو الفضل البزار (ت ۱۶۱) سیر ۲۸ / ۱۳ (۳۷۳)، و حوریو هو بن عبد العہید، و سهیل هو ابن ذکوان ابی صالح، ابو صالح سبق فی رقم (۱)

والحدیث اخرجه مسلم (ص ۲۳) عن زہیر بن حرب عن جریر به

(۲) الامام احمد هو الحالظ البیهقی

(۳)ابو علی الحسین بن محمد بن علی الروذیباری (ت ۳۰۳) (ذکرۃ الحفاظ ۳ / ۷۸ / ۱۰)، ابو بکر محمد بن بکر هو ابن عبدالرزاق بن داسة الشمار (ت ۳۲۶) سیر ۵۳۸ / ۱۵ و ابو داؤد هو سلیمان بن الاشعث السجستانی صاحب السنن۔

والحدیث اخرجه ابو داؤد (۳۶۷۶)

باب:.....ایمان کی حقیقت کے بیان میں

ابو عبد اللہ جلی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

کہ ایمان اُن سے ہتا ہے اور اُن خوف کے مقابل چیز ہوتی ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِنْ خَلَقْتُ لِرَجُالًا أَوْ كَبَانًا فَلَا إِنْتَ مُفَاظٌ لَكُمْ فَادْكُرُوا اللَّهَ۔ (الخ) (سورہ بقرہ، آیت ۲۳۹)

(میدان جنگ میں) اگر تم خوف محسوس کرو تم نماز پیدل چلتے چلتے یا سواری پر پڑھ لو پھر جب تم اُن میں آ جاؤ تو اللہ کی یاد کرو۔ الخ۔

(نوٹ).....یہاں پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو خوف کے مقابل استعمال فرمایا ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ اُن خوف کی ضد اور مقابل چیز ہے۔ جبکہ ایمان اُن سے ہتا ہے۔

ایمان کی حقیقت اور اس کے اطلاق کے وقت اس سے مطلوب مقصود و ای تقدیق و تحقیق ہوتی ہے۔ اس لئے کثیرہ قول ہوتا ہے جس کو مدقق اور کذب شامل ہوتا ہے اور اس ہو یا نہیں دوں اسی قول ہوتے ہیں۔ جس میں کہ اس کے قائل کی طاعت یا نافرمانی کی جاتی ہے۔ جو شخص کوئی خبرستا ہے وہ اس بات کی گلرنیں کرتا کہ فی نفسہ یہ صحبت بھی ہو سکتی ہے۔ بلکہ وہ یقین کر لیتا ہے۔ ہمیں بھر جو رجح اور حق ہے گویا کہ وہ شخص جو کچھ سنتا ہے اور اس کا یقین و عقیدہ رکھ لیتا ہے، یہ عقیدہ وہ رکھ کر گویا وہ فی نفس اُن میں آ جاتا ہے۔ اس بات سے کہ وہ بھر جھوٹ ہو یا اس میں کچھ غلط ہو، اور جو شخص امریائی نہیں کو سنتا ہے اور اس کی طاعت کا اعتقاد قائم کر لیتا ہے۔ گویا کہ وہ بھی جو کچھ سنتا ہے سن کر طاعت کا یقین پیدا کر کے فی نفس اُن میں واقع ہو جاتا ہے۔ اس بات سے کہ مظلوم ہو یا موقر کیا گیا ہو یا وہ امر نہیں اس پر محظوظ ہو جس کا قبول کرنا اور اس طاعت و تابعداری اس پر لازم نہ ہو جو شخص اس کا قائل ہو اے اس نے قائل کے اس قول کو است بکدا اور است نفسي کو بہر لے اس قول کے درست نفسي یا حملت نفسی میں کذبیاں کا لفظ نفس کو ترک کرنا، امانت میں کثرت استعمال کی وجہ سے اختصار کے لئے ہو۔ جیسا کہ یہ کہہ دیا جاتا ہے۔ بسم اللہ اس معنی میں کہ میں نے شروع کر لیا اللہ کے نام سے ابتداء کرنا ہوں۔

ابو عبد اللہ جلی نے کہا۔ اس میں ایک وجہ بھی ہے۔

اور وہ یہ ہے کہ امانت کا معنی ہے کہ میں نے اپنے خرد یعنی دالے کو امان دی یا اپنے دوست دینے دالے کو امان دی ہے (کس بات سے) مکنیب سے اور مخالفت سے، اس وجہ سے کہ میں نے اس کے لئے تقدیق اور موافقت کی تصریح کر دی ہے۔

پھر ایمان جس سے مراد تقدیق ہو، جس کی طرف بھی مضاف ہو صلے کے بغیر متعدد نہیں کیا جاتا اور یہ حل بھی ”بَا“ ہوتی ہے۔ کبھی لام ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں دونوں کی استعمال موجود ہے۔

ایمان باللہ اللہ عزوجل کے ساتھ ایمان۔

اللہ کے وجود کا اقرار اور اثبات ہے۔

ایمان باللہ اللہ کے لئے ایمان۔

اللہ تعالیٰ کے حکم کو قبول کرنا اور اس کی طاعت کرنا۔

اسی طرح:

ایمان باللہ اللہ کے ساتھ ایمان۔

آپ کی نبوت کا اقرار اور اثبات ہے۔

ایمان للہی
نی کریم کے لئے ایمان۔

آپ کی ایجاد کرنا، آپ کی موافقت کرنا اور آپ کی طاعت بجالا تا ہے۔

پھر وہ تصدیق جو ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کا معنی و مقصود ہے، اس کے اقسام میں ایک وہ تصدیق ہے جو خفی اور چھپی ہوئی ہو، قلب میں واقع ہوتی ہے۔ اسی کا نام اعتقاد رکھا جاتا ہے اور دوسری وہ تصدیق ہوتی ہے جو واضح اور ظاہر ہو وہ زبان پر واقع ہوتی ہے۔ اسی کا نام اقرار ہے۔ اسی کا نام شہادت ہے ”ایمان جلی“ اسی طرح ایمان اللہ اور ایمان رسول بھی منقسم ہوتا ہے۔ جلی اور خفی کی طرف۔ خفی اس میں سے نیات ہیں اور عزم ہیں جن کے بغیر عبادت جائز نہیں ہوتی اور واجب چیز کا عقیدہ بھی واجب ہوتا ہے۔ اسی طرح مباح کا عقیدہ مباح۔ رخصت کا عقیدہ رخصت اور منوع کا عقیدہ منوع، عبادت کا عقیدہ عبادت اور حد کا عقیدہ حد (کی طرح لازم)

ایمان جلی

ایمان جلی وہ ہے جو اعضا اور جوارح سے سر انجام پاتا ہے۔ ظاہری طور پر قائم کرنا اور وہ تعدد امور ہیں۔ بعض ان میں سے یہ ہیں:

طہارت	(ضنو)
صلوٰۃ	(نماز)
زکوٰۃ	(زکوٰۃ)
صیام	(روزہ)
حج و عمرہ	

جہادی سُبْلِ اللہ (اللہ کے راستہ میں جہاد کرنا)

ان کے علاوہ بھی کئی امور ہیں جنہیں ہم اپنے اپنے مقام پر ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

یہ سب کچھ ایمان ہیں اور اسلام ہیں اور اللہ رسول کی طاعت میں مگر یہ ایمان اللہ بائیں معنی میں کہ اس کی عبادت ہیں۔ اور ایمان للرسول بائیں معنی میں کہ یہ تمام امور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قبول ہیں۔ ان کی عبادت نہیں ہیں۔ اس لئے کہ عبادت اللہ کے سوا کسی کی جائز نہیں ہے۔

ایمان باللہ اور ایمان بالرسول (ایمان کا) اصل ہے۔ یہی وہ چیز ہے جو انسان کو کفر سے اسلام کی طرف منتقل کرتی ہے اور ایمان اللہ و ایمان رسول اس کی فرع و شاخ ہے۔ یہی وہ چیز ہے جس کے مکمل ہونے سے ایمان مکمل ہوتا ہے اور جس کے ادھورا ہونے سے ایمان ناقص و ادھورا رہتا ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ اصل ایمان جب حاصل ہو جائے پھر اس کے پیچھے طاعت کا اضافہ بھی ہو جائے تو ایمان سابق زیادہ ہو جاتا ہے۔ اس لئے سابق ایمان ایسا ہے جس کے ساتھ مزید ایمان مل گیا ہے۔ جس کو وہ تقاضا کرتا تھا پھر جب اس طاعت کے ساتھ دوسری طاعت بھی شامل ہو جائے تو پہلا ایمان جو کہ اصل تھا زیادہ ہو جاتا ہے اور وہ طاعت جو اس کے بعد آتی ہے وہ بھی زیادہ ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ ایمان کے تمام شعبے اور شاخیں مکمل ہو جاتی ہیں۔

ابو عبد اللہ جلیلی نے فرمایا کہ:

ایمان کا ناقص و نامکمل ہوتا یہ ہے اصل ایمان۔ اپنی بعض فروعات اور بعض شاخوں سے الگ اور خالی ہو جائے یا اصل ایمان اور اس کی بعض

فروعات ان باقی امور اور فروعات سے الگ اور خالی ہو جائیں۔ جس پر خطاب الہی اور مکلف بنا مشتمل ہے اس لئے کہ نقصان اور کسی زیادہ ہونے کے بعد کی چیز ہے۔ جب کسی ایسے انسان سے یہ کہا جائے جو ایمان لا یا ہے اور نماز بھی پڑھی ہے کہ اس کا ایمان زیادہ ہو گیا ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ وہ نہ جو ایمان لا یا ہے اور اس پر نماز بھی فرض ہو گئی ہے۔ مگر اس نے نماز پڑھی نہیں اسے یہ کہا جائے کہ وہ ناقص ایمان ہے اور وہ اس پر قادر ہونے کے باوجود اسے ترک کر کے فاسق اور گناہ کار ہو گیا ہے۔ اسی اصول پر ہیں تمام ارکان اسلام)

لیکن وہ کام جو انسان بطور نقل کے انجام دیتا ہے جو کہ اس کے ذمے لازم نہیں ہیں باسیں معنی کہ تصدیق عقیدہ اور اقرار بالسان عملاً اس میں موجود ہیں تو اس کے اس عمل سے بھی ایمان زیادہ ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ شخص جو نقلی امور کو ترک کر دیتا ہے اس کے مقابلے میں جو ترک نہیں کرتا یہ درست بات ہے کہ اس کو بھی نقصان کا نام دیا جائے گا مگر اس نظری عمل کے تارک کے لئے عصيان اور گناہ لازم نہیں آئے گا۔ یہی مطلب ہے یعنی کہ قول کا۔

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جب ہم یہ فرض کرتے ہیں کہ طاعات سب کی میں ایمان ہیں تو ہم یہ لازم نہیں کرتے کہ معاصی جو اہل ایمان سے واقع ہوتے ہیں وہ کفر بھی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر باللہ اور کفر بالرسول ایمان باللہ اور ایمان بالرسول کے مقابلے پر چیز کا نام ہے۔ جب ایمان باللہ اور ایمان بالرسول اور رسول کے اقرار اور اثبات کا نام ہے تو کفر اس کے مقابلے میں ان کے انکار، نفی اور ان کی تکذیب کا نام ہو گا۔

رہے اعمال تو وہ اللہ اور رسول کے ساتھ اعمال کے وجود کے بعد ایمان اللہ اور ایمان النبی رسول ہیں۔ اس سے مراد ہے طاعت مگر سابق اقرار کی شرط پر لہذا جو چیز اس کے مقابلے ہو گی وہ غالباً الفت اور عصيان تو ہو گی لیکن کفر نہ ہو گی۔

کتاب الایمان میں، میں نے کئی احادیث اور اثار ذکر کئے ہیں جس سے ان تمام مذکورہ امور کی وضاحت ہوتی ہے اور میں اس کتاب میں بھی اللہ تعالیٰ کی مشیت کے ساتھ ان احادیث و آثار کے بعض طرق کی طرف اشارہ کروں گا۔

**باب:.....اس بات کی دلیل کہ تصدیق بالقلب اور اقرار باللسان ہی اصل ایمان ہے
اور یہ دونوں عدم مجبوری کے وقت کفر سے اسلام میں آنے کے لئے شرط ہیں**

ارشاد باری تعالیٰ ہے

قولوا امنا بالله و ما انزل اليها و ما انزل الله علی ابراهیم و اسماعیل و اسحاق۔ (بقرۃ آیت ۱۳۶)

کہو ہم اللہ پر ایمان لائے ہیں اور اس کتاب پر جو ہماری طرف اتاری گئی (قرآن) اور جو کتاب ابراہیم اسماعیل الحنفی کی طرف اتاری گئی۔

(روایت میں ایمان باللہ کا حکم ہے۔ مترجم)

تو اللہ نے مومنوں کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ یہ کہیں ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے ہیں۔

اور ارشاد باری ہے:

قالت الاعراب امنا قل لم تؤمنوا ولكن قولوا اسلمتنا ولما يدخل الانيمان في قلوبكم (سورۃ الحجرات، آیت ۱۲)

یعنی دیہاتیوں نے کہا کہ ہم ایمان لائے ہیں فرمادیجئے تم ایمان نہیں لائے لیکن یہ کہو کہ ہم اسلام لائے ہیں

تھا حال ایمان تھا رے دلوں میں داخل نہیں ہوا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ قول جو عقیدہ سے عاری ہو وہ ایمان نہیں ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر ان کے دلوں میں ایمان ہوتا

قدمیق بالقلب اور اقرار باللسان کے جنح ہو جانے کی وجہ سے مؤمن ہوتے۔ اور حدیث بھی اسی کی شل دلالت کرتی ہے جسے قرآن دلالت کر رہا ہے۔

۳: ہمیں خبر دی ہے ابو محمد جناح بن نذیر جناح قاضی کوفہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو عمرو احمد بن حازم غفاری نے کہ ہمیں خبر دی ہے۔ یعنی بن عیید نے اعمش سے انہوں نے ابوسفیان سے انہوں نے جابر سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ وضی اللہ عنہ سے دونوں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔
امرت ان اقاتل الناس حتی يقولوا الا الله الا الله فاذاقوا هما من عادماء هم و اموالهم الابحقها۔

و حسابهم على الله عزو جل۔

میں حکم دیا گیا ہوں کہ کافر و مشرک لوگوں سے قاتل کرتا ہوں یہاں تک کہ سب لوگ اگر کوئی اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جب لوگ یا اقرار کریں وہ اپنے ماں اور اپنے خون حفظ کر لیں گے باقی ان کے اعمال کا حساب اللہ کے ذمہ ہو گا۔

امام مسلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں درست طریقہ سے اعمش سے روایت کیا ہے۔

۵: ہمیں خبر دی ہے ابو صالح بن ابو طاہر عزیزی نے کہ میرے دادا یعنی بن منصور قاضی رحمۃ اللہ علیہ خبر دی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن سلمہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں ہمیں احمد بن عبدہ نے بیان کیا ہے کہ عبد المعز بن محمد نے علاء بن عبد الرحمن سے۔ اس نے اپنے والد سے اس نے حضرت ابو ہریرہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امرت ان اقاتل الناس حتی یشهدوا ان لا الله الا الله ویؤمتو ابی فان شهدوا ان لا الله الا الله وامنوا بی و بما جشت به
فقل عصموا منی دماء هم الابحقها وحسابهم على الله۔

میں حکم دیا گیا ہوں کہ کافر و مشرک لوگوں سے جہاد کرتا ہوں حتی کہ وہ گواہی دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میرے ساتھ بھی ایمان لے آئیں اگر لوگ اللہ کی الوہیت اور وحدائیت کی گواہی دیں اور میرے ساتھ ایمان لا کیں اور جو میں قرآن لا یا ہوں اس پر ایمان لا کیں تو انہوں نے مجھ سے اپنے خون حفظ کر لئے مگر ان کے حق کے ساتھ۔ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کو احمد بن عبدہ سے روایت کیا ہے۔

اور مسلم نے عکرمہ بن عمار کی روایت ابوکثیر سے ابو ہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔

اذہب فمن لقيت يشهدان لا الله الا الله مستيقنا بها قلبہ فبشره بالجنة۔

ابو ہریرہ تو جاؤ شخص تجھے ایسا ہے جو لا الا الله کی شہادت دیتا ہوں اور اس شہادت کے ساتھ اس کا دل مطمئن ہو اسے جنت کی بشارت دے دے۔

۶: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے کہ خبر دی ہے ابو الحسین محمد بن احمد بن تمیم قطری نے کہ ہمیں بیان کیا احمد بن محمد بن عییش قاضی نے کہ ہم سے

(۳) ابو محمد جناح بن نذیر بن جناح (الإكمال لأبن ماكولا بالحاشية) ۲/۱۷۷، ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم الشیبانی (ت ۳۵۱) (مسیر ۱۲/۳۲)، احمد بن حازم بن ابی غرزہ الغفاری ابو عمرو (ت ۲۷۲) (مسیر ۲۳۹/۱۳)

والأعمش هو سليمان بن مهران، وأبوسفیان هو الأسدی۔

والحدیث اخرجه مسلم (ص ۵۲) عن ابی بکر بن ابی شیبة عن حفص بن غیاث عن الأعمش مرفوعاً

(۴) العلاء بن عبد الرحمن هو ابن یعقوب الجھنی۔

بیان کیا ہذیف نے کہ تم سے بیان کیا عکرم بن عمار نے اپنی سند کے ساتھ اسی مذکورہ حدیث کا معنی و مطلب۔
یہ خبر دی ہے تہمیں ابو طاہر محمد بن محمد بن حمّش فقیر نے انہوں نے کہا جو بزرگی ہے ابو حامد احمد بن محمد بن حسن بن ابن ابی عیشیٰ وار بزرگی نے کہ تم سے بیان کیا محمد بن عربہ بن زید نے کہ بیان کیا تم سے شعبہ نے قادہ سے انہوں نے حضرت انس بن مالک سے انہوں نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من مات وهو يشهد ان لا إله إلا الله وان محمد رسول الله صادق من قلبه دخل الجنة
جognus اس حالت میں مر گیا کہ وہ لا إله إلا الله کی شہادت دیتا تھا اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے
اور پچ دل سے دیتا ہے جنت میں داخل ہو گیا۔

ہم نے اسی معنی روایت کی ہے عقبان بن مالک سے اور رفقاء بن عربہ سے اور ان دونوں کے علاوہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۸: خبر دی ہے تہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں تم سے بیان کیا ہے ابو بکر بن الحنفی نے کہ تھا جو بزرگی ہے عباس بن فضل سے اسقاٹی نے وہ کہتے ہیں بیان کیا احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں کہ تم سے بیان کیا فضیل بن عیاض نے بشام سے انہوں نے حسن سے انہوں نے اپنے

(۱).....أبوالحسین محمد بن احمد بن تمیم القطری (ت ۳۲۸) (تاریخ بغداد ۱/ ۲۸۳)، احمد بن محمد بن عیسیٰ القاضی (ت ۳۲۸) (تاریخ بغداد ۱/ ۲۸۳)، احمد بن محمد بن عیسیٰ القاضی (ت ۲۸۰) (سیر ۱۳/ ۳۰۷) وابوکثیر هو یزید بن عبدالرحمن السعیمی، وابوحنفیہ هو موسیٰ بن مسعود النہدی۔ والحدیث اخرجه مسلم (ص ۵۹) عن ذہیر بن حرب بن عمر بن یونس الحنفی عن عکرمة بن عمارة بن عن أبي کثیر به مرفوعاً ولفظه۔ "بما أبا هريرة. وأعطاني نعليه قال. اذهب بعليه هاتين فعن لقيت من وراء هذا الحافظ بشهد أن لا إله إلا الله مستيقنا بها قلبه في شره بالجنة".....أبو طاہر محمد بن عثمان الفقیہ المشتبہ (ص ۳۲۸)، وأبوجامد احمد بن محمد بن یحییٰ (ت ۳۳۰) (سیر ۱۵/ ۲۸۲)، ومحمد بن عربہ بن البرند (ت ۲۱۳) تقریب۔

والحدیث آخرجه السائبی فی عمل الیوم واللیلة كما بالتحفۃ/۸/ ۳۹۸ (۱۳۰۹) عن عمرو بن علی عن خدرا عن شعبہ عن قادہ۔ ورواه عن عمرو بن علی عن یزید بن زریع عن سلیمان التیمی قال: حدنا انس بن میسمونۃ عن عطاء بن یسار عن رلاعة الجھنی مرفوعاً بلطف. والذی نفس محمد بیده ماعن عبد یؤمن ثم یسدد إلا سلک به فی الجنة وأرجو
الا بدخلوها حتى تبوءوا أنتمالحدیث۔

رواه البیهقی فی السنن الکبریٰ (۱۰/ ۱۲۳) ورواه ابن المبارک فی الزهد (ص ۳۲۳) ورواه البخاری فی أبواب التہجد بطوره (قوله ورقاعة بن عربة
رواه ابن ماجحة فی السنن (۳۲۸۵) عن أبي بکر بن شيبة عن محمد بن مصعب عن الأوزاعی عن يحيیٰ بن أبي کثیر عن هلال بن أبي میسمونۃ عن عطاء بن یسار عن رلاعة الجھنی مرفوعاً بلطف. والذی نفس محمد بیده ماعن عبد یؤمن ثم یسدد إلا سلک به فی الجنة وأرجو
الا بدخلوها حتى تبوءوا أنتمالحدیث۔

وقال فی الرواتیں

فی اسناده محمد بن مصعب قال فیه صالح بن منحمد البیدادی: ضعف فی الأوزاعی وعامة أحادیثه عن الأوزاعی مقلوبة لكن لم یتفوّد به
وقد رواه السائبی فی عمل الیوم واللیلة عن یحییٰ بن حمزة عن الأوزاعی اـ .
قلت ورواه ابن المبارک فی الزهد (ص ۳۲۲)، واحمد (۱۶/۳)
وقال البیهقی (۱/ ۲۰) رجاله وآخرجه الطبرانی فی الکبر (ص ۳۳/۵) ومن طریقة العزی فی تهذیب الکمال (ص ۱۵)

بعض اصحاب سے انہوں نے کہا کہ جی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لایستقیم ایمان عید حتی یستقیم قلبہ ولا یستقم قلبہ حتی یستقیم لسانہ
کسی بندے کا ایمان درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا دل درست نہ ہو جائے اور اس کا دل اس وقت تک درست نہیں ہو سکتا جب تک کہ
اس کی زبان درست نہ ہو جائے۔

۹: خبر وی ہے میں ابوذر بن قاتاہ نے کہ ابو عمرو بن مطر نے ہمیں بیان کیا کہ کنام بن بشیر بن غیر نے کہا ہم سے بیان کیا ابراہیم بن منذر نے
الحراری نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے ابو حضرہ انس بن عیاض نے وہ کہتے ہیں مجھے بیان کیا ہے عبداللہ بن یافاء نے عبد الرحمن بن فروخ سے
انہوں نے عبداللہ بن ابی قاتاہ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے:

من شهدان لا اله الا الله و ان محمدا رسول الله فذل بھالسانہ و اطمأن بها قلبہ لم تطعنه النار۔

جو شخص اللہ کی وحدائیت اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی شہادت دیتا ہے اور در آن حلقہ اس کی زبانی،

اسی کی اقراری ہے اور دل اس کا اسی کے ساتھ مطمئن ہے اسے آگ نہیں کھائے گی۔

۱۰: ہمیں خبر وی ہے حمزہ بن عبد العزیز نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر وی ہے ابو بکر محمد بن احمد بن دلویہ کے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے احمد
بن خصہ بن عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں مجھے میرے باپ نے بیان کیا وہ کہتے ہیں۔ مجھے ابراہیم بن طھماں عمرو بن سعید نے، انہوں نے مجہد سے وہ
اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کی بابت فرماتے ہیں:

الا من شهدبا لحق وهم بعلمون (زخرف آیت ۸۶)

گرچہ جن کی شہادت دے ملا لگدہ جانتے ہیں۔

فرمایا جن کی شہادت دی اس حال میں کہ وہ یہ جانتا ہو کہ اللہ اس کا رب ہے۔

(۸) العباس بن الفضل الاسفاطی (اللیاب ۱/۵۲)، واحمد هو ابن عبد اللہ بن یونس، وهشام هو ابن حسان.

والحدیث آخرجه احمد ۱۹۸/۳ من طریق علی بن مسعدہ عن قاتاہ عن انس مرفوعاً۔

☆ مجمع الزوائد ۱/۵۲ رواه احمد و فی اسناده علی بن مسعدہ و نقہ جماعة و ضعفه آخرون۔

☆ وانظر الترغیب ۳/۳۵۲، الاتحاف ۷/۲۵۱

☆ ابن عدی ۵/۱۹۲، الشجری ۱/۳۶

(۹) أبونصر بن قاتاہ هو عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قادة، وأبو عمرو بن مطر هو محمد بن جعفر بن مطر البیساپوری ت (۳۶۰)
(سیر ۱۱۲/۱۲) ولینظر ترجمة خشنام بن بشیر بن العنیر، وعبد اللہ بن یرفہ (معنی ۴۲۵/۵)، وعبد الرحمن بن فروخ (معنی ۴۳۶/۵)

والحدیث فی جمیع الجواہم ۱/۸۹ من حدیث ابی قاتاہ رضی اللہ عنہ و عزاء السیوطی رحمہ اللہ لسمویہ و ابن مردویہ والطراوی فی
الکبیر والخطب فی المتفق والمتفرق۔

(۱۰) حمزہ بن عبد العزیز المھلی أبویعلی (ت ۲۶۰) (سیر ۲/۱۷) (سیر ۳۰/۲۶۲)، أبو بکر محمد بن احمد بن بالویہ (سیر ۱۵/۳۱۹) و سلیمان
هو ابن مهران الأعمش و عمر بن سعید هو ابن مسروق التوری و والد احمد هو حفص بن عبد اللہ بن راشد السلمی البیساپوری۔

والحدیث عزاء السیوطی فی الدر ۲/۲۲ للمصنف فی الشعب فقط

باب: اس بات کی دلیل کہ اعمال سب کے سب عین ایمان ہیں

اہل ایمان کی تعریف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم و اذا نلتیت عليهم ایاته زادتهم ایمانا و على ربهم يتوکلون۔

الذین یقیمون الصلوة و ممارز قنهم ینتفعون۔ اولنک هم المؤمنون حقاً۔ (سورۃ انفال آیت ۲۷)

اہل ایمان تو ہی ہیں کہ اللہ کا نام ذکر کیا جائے ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جس وقت ان کے سامنے اللہ کی آیات پڑھی جاتی ہیں تو وہ

ان کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ اپنے رب پر بھروسہ کرتے ہیں وہی نماز قائم کرتے ہیں اور اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں وہ لوگ چے موسن ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں یہ خردی ہے کہ اہل ایمان وہی ہیں جو ان مذکورہ تمام اعمال کو اپنے ان درجع کر چکے ہیں اور اس سے معلوم ہوا کہ یہ اعمال جمیع ایمان میں سے ہیں۔

حیثی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ جب تمہارے سامنے یہ بات ثابت ہو جکی کہ اس آہت مذکورہ کے اوصاف سے متصف لوگ اس آہت میں چے موسن ہونے کا لقب حاصل کر چکے ہیں، تو یہ ان اعمال کے اس مرتبہ و مقام کی وجہ سے ہے جس کے ساتھ اللہ نے ان کو متصف فرمایا ہے۔ یہ صرف اور حکم اعمال عبادت ہی نہیں (بلکہ وہ مقام رکھتے ہیں جس کی وجہ سے یہ بھی ایمان میں شامل ہیں)۔

یہ بات درست ہے کہ ان اعمال کے ذکر کرنے سے مراد یہی اعمال اور وہ فرض یا نفل اعمال ہیں جو اسی مفہوم میں آتے ہیں۔ تو گویا فقط ”صلوٰۃ“ ان طاعات کی طرف اشارہ ہے جو خصوصاً اعضا اور جوارح سے قائم کئے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح اللہ کے دیے ہوئے رزق میں سے خرچ کرنا ان طاعات کی طرف اشارہ ہے جو خصوصاً مال کے ذریعہ سے قائم کئے اور سرانجام دیے جاتے ہیں۔

اور اسی طرح دل کا ذر جانا۔ ہر اعتبار سے استقامت اختیار کرنے کی طرف اشارہ ہے۔

لہذا طاعات قائم کرنا اور معاصی سے رک جانا سب (ای خوف خدا) میں داخل ہیں۔

حیثی نے فرمایا۔ مذکورہ آہت ہر اس شخص کی تعریف میں وارد ہوئی ہے جس کا دل اللہ سے ڈر جاتا ہے۔ جب کہ اللہ کی نافرمانی اور اللہ کے احکام کی خلاف خوف خدا کی نشانیوں میں سے ہیں۔

ای طرح ہر اس شخص کی تعریف میں آئی ہے جس کے سامنے تلاوت کی جائے تو اس کے ایمان کو زیادہ کر دیتی ہے۔

لہذا افراد میں کوتاہی کرنا اور واجبات میں سستی کرنا کسی طرح بھی ایمان میں زیادتی اور اضافہ کا ذریعہ نہیں ہے تو نتیجہ یہ ہوا کہ جو لوگ چے موسن نہیں ہیں لازمی بات ہے کہ وہ ناقص الایمان ہیں۔ اور آہت مذکورہ کے مفہوم سے خارج ہیں۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ولکن اللہ حبِّ الیکم الایمان و زینه فی قلوبکم و کرَهُ الیکم الکفرُ وَ الْفُسُوقُ وَ الْعُصُبَیَانُ (ابحثات آیت ۷)

لیکن اللہ نے ایمان کو تمہاری طرف محبوب بنادیا ہے اور اسے تمہارے دلوں میں سجادا یا ہے

اور کفر کو اور فسق و غور کو تمہاری طرف ناپسندیدہ بنادیا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ دو چیزوں میں مقابل کیا ہے ایک وہ جس کو اس نے ہمارے لئے پسندیدہ اور محبوب بنایا ہے اور دوسری وہ جس کو ہمارے لئے نکروہ اور ناپسندہ کر دیا ہے (غور بیجع) کہ ایمان کو علیحدہ ذکر کیا ہے محبوب چیز میں اور اس کے مقابل کفر کو اور نافرمانیوں ناپسندیدہ چیزوں میں کر دیا ہے۔ (تو اس صورت میں) یہ آیت اس امر پر دلالت کر رہی ہے کہ ایمان کی متفاہ و مخالف دو چیزیں میں (ایک کفر دوسرے گناہ)۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو چیز فسوق اور نافرمانیوں کی متفاہ و مخالف ہے یعنی طاعت وہ ایمان ہے۔
گویا طاعات ایمان نہ ہوتی تو فتنہ و فور ترک ایمان نہ ہوتی۔ واللہ اعلم۔

حافظ ابو بکر بن عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے فوق اور عصیان کے درمیان (حروف عطف و او) کا فاصلہ فرمایا ہے جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ معاصی میں سے بعض وہ ہیں جن کی وجہ سے انسان فاسق نہیں بنتا بلکہ ان میں سے وہ معاصی جو بکیرہ گناہ ہیں ان کے ارتکاب سے فاسق بنتا ہے۔ یا صغیرہ گناہوں پر اصرار کرنے سے فاسق بنتا ہے۔

جب کہ ان تمام امور سے اجتناب کرنا اور پچھا عین ایمان ہے۔ اور توفیق عنایت ہو نالہ کی طرف سے ہے۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وما كان الله ليضيع إيمانكم
الله تعالى تمہارے ایمان کو ضائع نہیں کرتے۔

مفہرین کا اس بات پر اجماع ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد تمہاری بیت المقدس کی طرف منکر کے نماز پڑھنا ہے۔ (قولیا اللہ تعالیٰ نے نماز کو ایمان قرار دیا ہے) تو ثابت ہوا کہ صلوٰۃ ایمان ہے۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی (کہ نماز ایمان ہے) تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ ہر طاعات ایمان ہے اس لئے صلوٰۃ اور دیگر طاعات میں کوئی فرق نہیں ہے۔
امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

ہم اس حدیث میں نقل کر چکے ہیں جو ابو الحسن سے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں کے بارے میں ہے جب آپ بھرت کر کے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو رسول یا استاذہ مہینے آپ بیت المقدس کی طرف منکر کے نماز پڑھتے رہے پھر تحویل قبلہ کا حکم آیا اور بیت اللہ کی طرف منکر کے نماز ہونے کی مگروہ مسلمان جو تحویل قبلہ سے قبل فوت ہو گئے یا شہید کردیے گئے ان کا حکم معلوم نہیں تھا کہ تم ان کے بارے میں کیا کہیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

وما كان الله ليضيع إيمانكم ان الله بالناس لرؤوف الرحيم (ابقرہ ۱۳۷)

اللہ تعالیٰ (نا انصاف) نہیں ہے کہ تمہارے ایمان کو ضائع کر دے بے شک اللہ تعالیٰ لوگوں کے ساتھ حقیقت اور ہربیان ہے۔ فائدہ:..... مگر احتراف یہاں پر ایمان سے مراد ایمان ہی لیتے ہیں نمازوں، یعنی نماز اور دیگر تمام اعمال تائیں ہیں ایمان کے جب ایمان آپ کا حفظ ہے تو اعمال یعنی نماز وغیرہ کی کوئی ضائع ہو سکتے ہیں اعمال جب ضائع ہوں کہ ایمان ضائع ہو جائے اور وہ اللہ تعالیٰ بلا وجہ ضائع نہیں فرماتے اگر ایسا کریں تو یہ ظلم ہو گا جب کہ اللہ جل جہانہ، اس سے پاک ہے۔ (از مرجم)

ا)..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو الفضل القیمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث یہاں کی ہے عثمان بن سعید

داری نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔

نفلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیرینے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحنی نے پھر انہوں نے حدیث ذکر فرمائی ہے۔

بخاری مسلم نے اس روایت کو زہیر بن معاویہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہور کو ایمان قرار دیا ہے۔

(۱۲)..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے اور ابو بکر احمد بن محمد اشناقی نے وہ دونوں فرماتے ہیں خبر دی ہے ابو حسن احمد بن محمد بن عبد وس نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید داری نے وہ فرماتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مسلم بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابان بن ریزیہ نے تجیب بن ابوکثیر سے زید بن سلام سے انہوں نے اسلام سے انہوں نے حضرت ابوالکھشتری رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کرتے تھے:

الظهور شطر الایمان.

طہارت حاصل کرنا ایمان کا حصہ ہے یا اضافی نصف ایمان ہے۔

امام مسلم نے اس حدیث کو صحیح مسلم میں ابان بن ریزیہ عضاوی کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

(۱۳)..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ تھعلیٰ مسیدی ہی نے اس اصل کتاب سے جو میں نے خروگو کے ساتھ ان کے سامنے پڑھی انہوں نے فرمایا خبر دی ہے ابو احمد بن محمد بن حسین تھعلیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے داؤد بن حسین تھعلیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن زنجیری نسوانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو شخ خرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موئی

(۱۱)..... ابوالنصر الفقيہ هو محمد بن محمد بن يوسف الفقيہ یاگی فی رقم (۲۲) وعدمان بن سعید الدارومی (ت ۲۸۰) (سر ۱۹/۱۳)، وعدمان بن سعید الدارومی (ت ۲۸۰) (سر ۲۸۰/۱۳)، أبو اسحاق هو عمرو بن عبد الله السبیعی، وزہیر هو ابن معاویہ، والغیلی هو عبد الله بن محمد بن علی بن فقیل.

والحدیث اخرجه البخاری (۹۰/۱) (۳۰) الفتح عن عمرو بن خالد عن زہیر عن أبي اسحاق عن البراء به.

مسلم عن ۳۷۳ عن أبي بکر بن أبي شيبة عن أبي الأسود عن أبي اسحاق به. ولم أجده في مسلم من حدیث زہیر كما قال البیهقی رحمة الله.

(۱۲)..... أبوسکر احمد بن محمد الأشناقی (ت ۳۱۶) (المتعدد من الساق)، أحمد بن محمد بن عبد الرحمن الطراونی (ت ۳۲۱) (سر ۵۱۹/۱۵) وأبوسلام هو مخطوط الأسود.

والحدیث اخرجه مسلم عن ۳۰۳ عن اسحاق بن منصور حدثنا ابان حدثنا ابان حدثنا یحییٰ به مرفوعاً وقال الترمذی رحمة الله: هذا الامتداد مما نكلم فيه الدارقطنی وغيره فقالوا : سقط فيه رجل بين أبي سلام وأبی مالک والساقط عبد الرحمن بن غنم قالوا والدليل على سقوطه أن معاویة بن سلام رواه عن أخيه زید بن سلام عن جده أبي سلام بن عبد الرحمن بن غنم عن أبي مالک الأشعري وهكذا اخرجه النسائي وابن ماجة وغيرها.

ويمكن أن يجادل لمسلم عن هذا بأن الظاهر من حال مسلم أنه علم سماع أبي سلام لهذا الحديث من أبي مالک فيكون أبوسلام سمعه من أبي مالک وسمعه أيضاً من عبد الرحمن بن غنم عن أبي مالک فرواہ مرة عنه ومرة عن عبد الرحمن وكيف كان فالمعنى الصحيح لامتنع فيه.

(۱۳)..... ینظر ترجمة (أبوعبد الله الحسین بن عبد الله البیهقی المسنیدی أو السیهوری أو السیهوری، وأبو حامد احمد بن محمد بن الحسین البیهقی، وداود بن الحسین (سر ۱۳/۵۷۹)، حمید بن زنجیری (ت ۲۳۷) (سر ۲۳/۱۲)، أبوشيخ الحرانی هو عبد الله بن مروان الحرانی الخراسانی (مجروحی ۳۵۶/۲، لسان ۳/۳۵۶)، ووالد معاویة هو سوید بن مقرون، وعمرو بن مرة هو ابن عبد الله المکوفی ولیث هو ابن أبي سلیم.

والحدیث اخرجه الطیالسی (صحیحة المعورد) (۲۱۰) عن أبي داود عن جریر عن لیث عن عمرو بن مرة عن معاویة بن سوید بن مقرون عن البراء مرفوعاً

بن ایکن نے لیث سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے معاویہ بن سوید سے انہوں نے کہا میں اسے دیکھا فرمادی ہے تھا بپن والد سے شک ابوشخ کی طرف سے ہے وہ فرماتے ہیں ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک روز بیٹھے تھے آپ نے فرمایا:

اتدرون ای عربی الایمان اوثق؟

کیا تم لوگ جانتے ہو ایمان کامضبوط ترین کڑا کون سا ہے؟

لوگوں نے جواب دیا۔ المصلوۃ نماز مضبوط کڑا ہے۔ آپ نے فرمایا:

ان الصلوۃ لحسنۃ و ماہی بها

نمایز تو بے شک ضرور اچھی ہے لیکن وہ نہیں۔

صحابہ نے جواب دیا۔ الجہاد۔ جہاد۔ آپ نے فرمایا جاؤ تو ضرور اچھا ہے۔ لیکن وہ نہیں لوگوں نے کہا جج آپ نے فرمایا ضرور حج اچھی چیز ہے لیکن وہ نہیں لوگوں نے کہا روزہ سے آپ نے فرمایا روزے ضرور اہم ہیں مگر وہ نہیں پھر آپ نے خود وضاحت فرمائی:

اوثق العربی الایمان ان تحب لله وتبغض له‘

کہ ایمان کامضبوط ترین کڑا یہ کہ تو کسی سے محبت کرے تو اللہ کے لئے اور ناپسند کرے تو اللہ کے لئے۔

جریر بن عبد الحمید نے اس کو روایت کیا ہے لیث بن ابی سعید سے انہوں نے عمرو بن مرہ سے انہوں نے معاویہ بن سوید بن مقرون سے انہوں نے براء بن عاذب سے انہوں نے تبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۱۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو منصور التخنی نے کوفہ میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر بن رحیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عثمان بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر نے، پھر اس نے اس حدیث کو اس سند کے ساتھ ذکر کیا سابق کی طرح علاوہ اس کے کہا اس نے اس کے آخر میں کہا ہے۔

لوگوں نے شرائع اسلام کا ذکر کیا مگر درست نہ کہہ پائے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ وہ صحیح نہیں کہہ پائے تو آپ نے فرمایا۔
ان اوثق عربی الایمان ان تحب فی الله و ان تبغض فی الله۔

بے شک ایمان کامضبوط ترین کڑا یہ کہ تو محبت بھی اللہ کی رضا کے لئے کرے اور نفرت بھی۔

(دیکھئے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام شرائع کو ایمان قرار دیا ہے اور اس کو محبت اور بغض میں بھی ظاہر کیا ہے۔

۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا محمد بن صالح بن بانی نے اور ابراہیم بن عصمر نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سری لان زیبر نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے۔ عبد اللہ بن زید مقری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ابی ایوب نے مرے والد مر جوم سے انہوں نے هش بن معاذ بن انس جنہی سے انہوں نے اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اعطی لله ومنع لله واحب لله وابغض لله وانکح لله فقد استکمل ایمانه۔

جس شخص نے اللہ کی رضا کے لئے دینے سے باہر رکا۔ جس نے اللہ کی رضا کے لئے کسی کو چاہا اور جس نے

اللہ کی رضا کے لئے نفرت کی۔ اور اللہ کی رضا کے لئے نکاح کیا اس نے ایمان کو مکمل کر لیا۔

یہی مفہوم ابو امامہ بالی کی حدیث میں بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا گیا ہے گراں میں نکاح کا ذکر نہیں ہے اور تصریح اور وضاحت

کی گئی ہے کہ یہ تمام صفات و اعمال ایمان ہیں۔ اور واضح فرمایا ہے کہ ایمان کا مضمون ترین کثر اخلاق ہے۔
ایمان کی تعریف:

۱۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو مکر احمد بن الحنفیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے علی بن عبد العزیز نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر بیان کی ہے عبدالسلام بن صالح ہروی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی، بن علی طالب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے جعفر سے انہوں نے اپنے والدے انہوں نے علی بن حسین سے انہوں نے اپنے والدے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الایمان معرفة بالقلب و اقرار باللسان و عمل بالاركان.

کہ ایمان دل کی معرفت۔ زبان سے اقرار اور اعضاء کے ساتھ عمل کرنے کا نام ہے۔

۱۷:..... اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبید بن محمد بن مهدی قیشی نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن محمد بن موسیٰ بن کعب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد فضل بن محمد بن میتبہ یہقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حملہ ہروی عبدالسلام اور محمد بن اسلم نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن موسیٰ رضا نے اپنے والدے پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو اپنی استاد کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر اس طرح کیا ہے۔

الا یمان اقرار باللسان و معرفة بالقلب و عمل بالجوارح.

کہ ایمان زبان سے اقرار، دل کی معرفت اور اعضاء کے ساتھ عمل کا نام ہے۔

اس حدیث کو مشاہدہ کیجئے شعب الایمان کی گنتی میں جو گذری ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت حدیث میں۔ آئندہ سطور میں مکنہ اعتراض کا جواب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کو حرف عطف کے فاصلہ کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ (مترجم)
بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔

ان الذين امنوا و عملوا الصالحات

یعنی جو لوگوں نے ایمان لائے اور عمل صالح کئے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں عمل صالح کو علیحدہ ذکر کیا ہے۔ تجزیہ و سری آیت۔

۱۵:..... محمد بن صالح بن هانی ء (ت ۳۲۰) (طبقات السبکی ۳/۲۷۲)، ابراہیم بن عصمة (میزان ۱/۳۸)، المسوی بن خزیمه ابو محمد الابیوردی، وابو مرحوم هو عبد الرحیم بن میمون، وابو امام قدهو صدی بن عجلان الباهلی رضی اللہ عنہ۔
والحدث آخرجه الترمذی (۲۵۲۱) ابن عباس الدوری عن عبد الله بن بیزید به مرفوعاً
وقال أبو عیسیٰ : حدیث حسن.

وفی تحفۃ الاشراف ۱۱۳۰ ا قال المزی : قال الترمذی : منکر

احمد ۳/۲۳۸ و ۳/۲۳۰. المستدرک ۱۲۲/۲

وقال المنذری فی الترغیب ۲/۲۳ رواه احمد و الترمذی وقال منکر والحاکم وقال صحیح الاستناد والبیهقی. ای فی الشعب. وغيرهم
وفی تحفۃ الأحوذی ۷/۲۲۲ منکر حسن.

قال الشارح قوله (هذا حدیث منکر) وفي بعض السیخ هذا حدیث حسن.

وقال : لم یظہر لی وجہ کون هذا الحدیث منکرًا رواه ابو داود عن أبي أمامة وفي سننه القاسم بن عبد الرحمن الشامي قال المنذری قد
تكلم فيه غير واحد.

الا الذين امنوا و عملوا الصالحات و تواصروا لحق و تواصروا بالصبر. (سورة الحجر ۲۰)

یعنی اس آیت میں ایمان۔ عمل صالح۔ تو اسی باحق۔ تو اسی بالصبر کو الگ الگ ذکر کیا ہے یہ چیز اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ یہ دونوں اعمال صالح میں سے نہیں ہیں بلکہ حال اس آیت کا ہے۔

ان الذين امنوا و عملوا الصالحات.

یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتی کہ اعمال صالح ایمان نہیں ہیں بلکہ مطلب ہے کہ جو لوگ ایسے ایمان سے قبل ایمان لائے جو کفر سے اسلام کی طرف منتقل کرتا ہے پھر اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ ایمان کے ساتھ نہیکیاں بھی شامل کیں اور ان پر عمل کیا یہاں بلکہ کہ ان کا ایمان کہ درج سے اکمل درجے کی طرف بلند ہو گیا۔ یا ہم نہیں گے کہ اللہ میں امن اسے مراد ہے ایمان باللہ اور عمل بمالصالحات ایمان اللہ۔ و مختلف ایمان ہیں۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا۔ اسی لئے دو الگ الگ نام رکھ کر گئے ہیں۔ وَاللَّهُ أَعْلَمْ۔

احتلاف کاملک مذکورہ تینوں آیات میں

●.....ان الذين امنوا و عملوا الصالحات.

●.....الا الذين امنوا و عملوا الصالحات.

●.....الا الذين امنوا و عملوا الصالحات و تواصروا بالحق و تواصروا بالصبر.

احتلاف کاملک اس بارے واضح ہے اور موید بکتاب اللہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور اعمال صالح کو الگ الگ ذکر فرمایا جس سے طاعات ظاہر ہے دونوں دو الگ الگ چیزیں گو دونوں نجات کے لئے اتم اور ضروری ہیں نیز دونوں کے ماہین حرف عطف و او کے ساتھ دونوں کو الگ کیا گیا ہے گرامر کے قانون کے مطابق اور علم اصول وغیرہ علوم کی تصریح کے مطابق عطف مغایرہ کو تقاضا کرتا ہے یعنی اس بات پر کہ معطوف اور معطوف علیہ ایمان اور عمل صالح ایک چیز یعنی صرف ایمان نہیں بلکہ الگ اور مستقل ہیز جو کہ در اصل تصدیق قلبی کی کیفیت کا نام ہے اور اعمال صالح ظاہری حصی اعضا سے کمکل ہوتے ہیں۔ (از مرجم)

(۱۶، ۱۷).....ابوبکر احمد بن إسحاق الفقيه البصري (ت ۳۲۲/۱۵) (سیر ۳۸۳/۱۵)، علی بن عبدالعزيز البغوي (ت ۲۸۲) (سیر ۲۸۲/۱۳)، أبو محمد عبد الله بن محمد بن موسی بن كعب (سیر ۱۵/۵۳۰)، أبو محمد الفضل بن محمد بن المسیب البیهقی (ت ۲۸۲/۱۳)، أبو الصلت الھروی عبد السلام بن صالح (ت ۳۲۲/۱۱) (سیر ۳۲۲/۱۱)، ومحمد بن اسلم أبوالحسن الخندي (ت ۲۲۲) (سیر ۱۹۵/۱۲)

وليسظر ترجمة أبو محمد عبد بن محمد بن مهدى القشيري والحديث أخرجه ابن ماجة (۱۵) وقال الحافظ في النكت الظراف (۱۰۰۷۶) أخرجه ابن الجوزى في الموضوعات ۱/۱۲۸ من رواية أبي الصلت ومن رواية أحمد بن عامر الطانى وعلى بن غراب ومحمد بن سهل وهارون بن سليمان الغازى كلهم عن على بن موسى الرضا به ونقل عن الدارقطنى أنه حديث أبي الصلت وأنه هو المتهם به وكل من حديثه بن عن على بن موسى سرقه من أبي الصلت قال فالحافظ.

وقد أخرجه أبو سعيد بن الأعرابي في معجمه عن زكريا بن يحيى الساجي عن عبدالهني بن محمد بن الحسن عن عبدالله بن يحيى بن موسى بن جعفر عن أخيه على بن موسى به.

☆.....کنز العمال ۱۳۶۲ (ابن مردویہ) وسندہ ضعیف.

☆.....وانظر المیزان ۵۰۵۱ تهذیب الكمال من ۸۳۲

☆.....الشرعۃ الأجری من ۱۳۱

باب: اس بات کی دلیل کہ ایمان اور اسلام مطلقاً دین واحد سے دو عبارتیں ہیں۔

ارشاد باری ہے:

۱..... ان الذین عند اللہ الا سلام۔ (آل عمران ۱۹)

بے شک دین اللہ کے نزدیک اسلام ہے۔

۲..... قولوا امانتا باللہ۔

کہہ دیجئے ہم ایمان لائے اللہ پر۔

تو ہمارا قول صحیح ہوا۔ کہ ایمان باللہ اسلام ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کے تصدیق میں فرمایا ہے۔

فَاعْلَمُ جَنَّا مِنْ كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ بَرِيتٍ مِنَ الْمُسْلِمِينَ۔ (سورۃ الذاریات آیت ۳۵-۳۶)

کہ ہم نے اس بستی میں سے ان لوگوں کو نکال لیا جو اہل ایمان تھے، ہم نے اس بستی میں مسلمانوں کا ایک ہی گھر بیا۔

ایک بار اللہ تعالیٰ نے اس بستی میں سے نجات پانے والوں کو مون کہا اور دوسری مرتبہ انہیں کو سلم کہا۔ اغیار سے ان کا فرق کا ارادہ ان کے ادیان کے ساتھ کیا تو یہ بات صحیح ہو گئی کہ ایمان اور اسلام دین واحد کے دو نام ہیں۔ اگر چاہ سلام کی حقیقت تسلیم و رضا اور ایمان کی حقیقت تقدیق ہے۔ تو دونوں میں حقیقت کا مختلف ہونا اس بات سے مانع نہیں ہے، کہ دونوں دین واحد کے نام ہوں۔ جیسے غیث اور مطر دونوں بارش کے نام ہیں۔ اگر چذبائی کی باری کی کہ انتبار سے غیث اور مطر کی حقیقت ذرا سی مختلف ہے۔

چار چیزوں کا حکم اور چار چیزوں کی ممانعت:

۱۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن علی المقری اس فرائی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی۔ یوسف بن یعقوب قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عربوں بن مرزوق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے ابو حمزہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ عبدالقیس کا وفاد جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت آیا تو آپ نے دریافت فرمایا۔ من القوم تم کون لوگ ہو انہوں نے جواب دیا۔ قبیلہ ربیع کے لوگ ہیں آپ نے خوش آمدید کہا (اور دعا دی) نہ تم کبھی رسول ہو اور نہ ہی شرمندہ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم قبیلہ ربیع کے لوگ دور راز کی آبادی سے آپ کی خدمت میں آتے ہیں آپ کے اور ہمارے درمیان یہ کفار قبیلہ مضر کے لوگ حائل ہیں لہذا ہم لوگ آپ کی خدمت میں صرف حرمت والے مینوں میں آسکتے ہیں لہذا ہمیں کوئی ایسی کپی بات بتا دیجئے جس کی طرف ہم پیچے رہ جانے والے دھرے لوگوں کو بھی دعوت دیں اور ہم سب جنت میں داخل ہو سکیں حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

امو کم باریع و انہا کم باریع

میں آپ لوگوں کو چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔ اللہ وحدہ لا شریک کے ساتھ ایمان کا حکم دیتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایمان کیا چیز ہے۔ وہ یہ ہے اس بات کی شہادت دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے۔ اور نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ دینا۔ اور تم لوگ غیرت کے ماں میں سے پانچواں حصہ بھی بیت المال میں دینا۔

اور حسن چار چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں یہ ہے۔ (یعنی چار قسم کے بتوں کے استعمال سے ان کو منع کیا)

۱..... حلتہ یعنی بہتر مغلی۔

۴.....الدینا عین کدو کے تو بنے سے۔

۵.....النفیر یعنی درختوں کی جڑوں کو گھول کر کے بنائے ہوئے مرجان (برتن) سے۔

۶.....مرفت تاکوں ملے ہو برتن (مرجان) سے۔

اور اوسی نے کسی نتیر کی جگہ امیر کہاں امور کو یاد رکھو اور جو لوگ تمہارے پیچھے رہ گئے ہیں ان کو ان باتوں کی دعوت دو۔

بخاری مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں درج کیا ہے شعبہ کی روایت سے۔ ویکھے اس حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے گلہ شہادت کو ایمان کا نام دیا ہے اور اسی طرح دوسری حدیث میں اسی کا نام اسلام رکھا ہے۔

مسئلہ تقدیر، ایمان اور اسلام:

۱۹.....یہ بھی اسی میں ہے جس کی خبر ہمیں ابو عبد اللہ الحافظ نے دی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سیخی بن نہم بن سیخی اور ابو عبد اللہ یو شیخی نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مدد نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر کی ہے ابو نصر عرب بن عبد العزیز بن عمر بن قاتا نے اولاد نعمان بن ابراہیم یو شیخی رحمۃ اللہ علیہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسن مدد بن سرحد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ سیخی بن سعید نے عبد الرحمن سے وہ دونوں کہتے ہیں ہم حضرت عبد اللہ بن عمر سے ملے ہم ان سے تقدیر کے مسئلہ اور اس کے بارے میں لوگ جو کچھ کہتے ہیں بات کی۔ انہوں نے فرمایا۔ جب تم لوگ ان کے پاس لوٹ کر جاؤ تو ان سے کہنا کہ حضرت ابن عمر تم سے لاطلاقی ظاہر رہتا ہے اور تم لوگ بھی اس سے لتعلق ہوئیں پرمایا پھر فرمایا مجھے خبر دی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یا یوں فرمایا تھا کہ مجھے حضرت عمر بن خطاب نے حدیث بیان کی تھی کہ ایک مرتبہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیشے تھے ایک خوبصورت چہرے والا جوان آیا خوبصورت بالوں والا اس نے سفید پوشک پہن رکھی تھی لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگئے اور بولے اہم اس کوئی جانتے اور یہ مسافر بھی نہیں ہے آتے ہی اس نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ کے پاس آؤں؟ آپ فرمایا ہاں۔ فرمایا پھر وہ آیا اور اس نے اپنے گھنٹے رسول اللہ کے گھنٹوں کے آگے تھے کہے کہے اور دونوں ہاتھوں پر رکھ کر فرمایا۔

ما الاسلام کیا ہے؟ حضور نے جواب دیا اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی شہادت دے کہ اللہ کے سو اکوئی معبودوںیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز قائم کر کر کوہ رمضان کے روزے رکھ کر اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر اس نے سوال کیا ما الایمان؟ ایمان کیا چیز ہے فرمایا کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آتا اور اس کے فرشتوں اور جنت اور جہنم، اور موت کے بعد جی المحتا اور پوری پوری تقدیر پر۔ پھر اس نے سوال کیا ما الاحسان؟ احسان کیا چیز ہے۔

آپ نے فرمایا تو عمل اس طرح کر گویا کہ تو اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے اگر تو اسے نہیں دیکھ رہا تو وہ تو تھیں دیکھ رہا ہے اس آنے والے شخص نے

(۱۸).....علی بن محمد بن علی المقری، الاسفار اینی ابوالحسن، الحسن بن محمد بن اسحاق (ت ۳۲۶) (مسیر ۱۵/۵۳۵)، یوسف بن یعقوب بن اسماعیل بن حماد بن زید القاضی (مسیر ۱۳/۸۵)، وابو جمرة هو نصر بن عمران الصبی، وعمرو بن مروز ورقہ الباہلی۔

والحدیث اخرجه البخاری ۱/۲۱ و ۲/۲۱، مسلم ۵/۵۰، ۸/۲۱۳، ۵/۲۲، ۱/۹، ۱/۱۱، مسلم ص (۷۳)، ابو داود ۲/۲۶۹، الترمذی ۱/۲۶۱

☆.....السائلی الاشریہ باب ۳۲، البیهقی ۳/۱۹۹، ۸/۳۲۰، ۳۰۳، ☆.....ابن خزيمة ۷/۲۲۳، ۲۲۳۵، ۳۰۷ و ۲۲۳۶

ورواہ البغوي فی شرح السنة ۱/۳۲ من طریق علی بن الجعد عن شعبہ به مرفوعاً و قال :

هذا حدیث متفق على صحة اخرجه مسلم عن أبي بكر بن أبي شيبة ومحمد بن بشار وغيرهما ان محمد بن جعفر عن شعبہ وقال البغوي .

وفي الحديث بيان أن الأعمال من الإيمان حيث فسر الإيمان بإقامة الصلاة وإيتاء الزكاة وصوم رمضان وإعطاء الخمس من الفدية

☆.....أى شعبة كما جاء مصراً باسمه في مسلم

سوال کیا قیامت کب آئے گی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا مسئلول سائل سے زیادہ نہیں جانتا یعنی میں قیامت کے آنے کے بارے میں تم بے زیادہ نہیں جانتا، اس نے پوچھا قیامت کی علامات کیا کیا ہیں؟ آپ نے جواب دیا جس وقت پاؤں سے ننگے جسم سے ننگے تنگدست غریب بکریوں کے چڑواہے (ختہ حال امیر بن کر) عمارتوں (بلندگوں میں) ایک دوسرے پر بڑھ جائیں سبقت لے جانے لگیں اور لوٹیاں اپنے ماکلوں کو جنم دیں، پھر آپ نے فرمایا وہ سائل کہاں ہے اسے پلاو دیکھا تو وہ غائب ہو چکا تھا کچھ بھی نظر نہ آیا۔ آپ نے دو دن یا تین یا تین دن گذارنے کے بعد فرمایا اے ابن خطاب وہ شخص کون تھا کیا تم جانتے ہو؟ جو فلاں فلاں سوال کر رہا تھا ابن خطاب نے عرض کی اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا، جرأت تھے تمہارے پاس تمہیں دین سکھانے آئے تھے، حضرت عمر فرماتے ہیں، قبیلہ جھیہہ یا مرینہ کے آدمی نے حضور نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم کس چیز میں عمل کریں؟ کیا اس چیز میں جو گذرگی یا جو آئندہ پیش آنے والا ہے۔ آپ نے جواب دیا جو حیران کر دیتے ہیں۔ ایک شخص یا بعض لوگوں نے پوچھا اس وقت ہم کس چیز کا عمل کریں؟ (یعنی عمل نہ کریں) آپ نے جواب دیا اہل جنت کے لئے جنت کے اعمال آسان کے جاتے ہیں اور اہل جہنم کے لئے جہنم کے اعمال آسان کر دیجئے جاتے ہیں۔

امام مسلم نے صحیح مسلم میں اس روایت کو محمد بن حاتم سے انہوں نے بیکی بن سعید سے روایت کیا ہے امام ابو بکر بنی هاشم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث میں کلمہ شہادت کو اسلام کا نام دینے اور سابقہ حدیث میں اسی کو ایمان کا نام دینے میں اس بات کی دلیل ہے کہ اسلام اور ایمان دونوں ایک ہی چیز کے نام ہیں۔ مگر فرق صرف اس قدر ہے کہ اس حدیث میں ایمان کی وضاحت اس امر سے کی ہے جو اس بارے میں صاف اور صریح ہے اور وہ ہے تصدیق۔ اور اسلام کی وضاحت اس چیز سے کی ہے جو اس کی نشانی ہے اور علامت ہے، اگرچہ اس کا صریح قسم اس کی نشانیوں اور علامات کو بھی شامل تھا۔ اور اس کی علامات کا نام اس کی صریح اور واضح کو بھی شامل ہے۔ یہاں یہی جیسے کہ دونوں کے اور احسان کے مابین تفصیل فرق ہے اگرچہ ایمان اور اسلام احسان ہیں اور وہ احسان جس کی تفسیر اخلاق اور یقین سے کی ہے وہی ایمان ہوگا۔ واللہ اعلم۔

اسلام کی بنیاد:

۲۰.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ سفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مهران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے خلظہ بن ابوسفیان نے عکرمہ بن

(۱۹).....ابونصر عصر بن عبد العزیز بن عصر بن قنادة سبق (۲)، عبد اللہ بن احمد بن سعد ابو محمد (ت ۳۲۹/۵)، محمد بن یعقوب ابو عبد اللہ سبق (۱)

ویحییٰ بن سعیدہ بن ابی فروخ القطان، و محمد بن حاتم ہو این میمون البقدادی۔

والحدیث اخر جه مسلم (من ۳۸) عن محمد بن حاتم عن یحییٰ بن سعید القطان عن عثمان به. ورواه احمد (۱/۲۷) و عنه ابنه عبد اللہ فی السنۃ (ص ۱۲ و ۱۲۰ و ۱۲۱)

☆.....الترمذی (۲۲۹۵) ابوداود (۲۲۹۵) السائبی /۸، ۹/۷، ابین ماجہ (۲۳) و ابین خزیمة (۲۲۲۳) موار الظان (۱۶)

☆.....البیهقی (۱۰/۱۰۳) مسند ابی حیفة (۱/۱۷۳) الترغیب للأصفهانی (۱۳۲) احمد (۱/۲۸ و ۵۲ و ۵۳)

☆.....الدارقطنی (۲/۲۸۲)

(۲۰).....ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ الصفار الأصفهانی (ت ۳۳۹) (اصبهان ۲/۲۷۱)، ولينظر من هو احمد بن مهران، وعكرمة بن خالد هو ابین العاص المخزومی۔

والحدیث اخر جه البخاری (۱/۹)، مسلم ص (۳۵)، الترمذی (۲۲۰۹)، احمد (۲/۲۶ و ۹۶ و ۹۳ و ۱۲۰)، البیهقی (۱/۳۵۸ و ۸۱/۲ و ۱۹۹)، ابن خزیمة (۳۰۸ و ۳۰۹)، تمهید (۹/۲۳۶)، شرح السنۃ (۱/۱۷) وقال البغوي هذا حدیث صحيح متفق على صحته وأخر جه مسلم عن محمد بن عبد اللہ بن نعیر الهمدانی عن أبيه عن حنظله

خالد سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

یعنی الاسلام علی خمس شہادۃ ان لا إله إلا الله اعظمہ قال وان محمد رسول الله

واقام الصلوٰۃ وابقاء الزکوٰۃ والحج وصوم رمضان۔

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے لا إله إلا الله کی شہادت دینا۔ میرا خیال ہے کہ فرمایا تھا یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کا رسول ہے۔ اور نماز قائم کرنا۔ زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا رمضان کے روزے رکھنا۔

بخاری نے اس حدیث کو صحیح بخاری میں عبید اللہ بن موسی سے روایت کیا ہے اور کہا ہے وان محمد رسول اللہ کیں اس جملے کا بعض روایوں نے عبید اللہ کی روایت میں ذکر نہیں کیا، اکثر روایی اس کو حظله سے ذکر کرتے ہیں۔ امام سلم نے اس کو دوسرے طریق سے بھی حظله سے روایت کیا ہے اس روایت میں ان ارکان خمسہ کو اسلام کا نام دیا گیا ہے۔ جب کہ دوسری روایت میں انہیں چیز کو ایمان کا نام دیا گیا ہے۔

۲۱:.....ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ الحافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن اسحاق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے موسی بن الحنفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابی شہبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جریر بن عبد اللہ نے منصور سے انہوں نے سالم بن ابی سعید سے انہوں نے عطیہ مولیٰ بن عامر سے انہوں نے یزید السکنی سے اس نے کہا۔ میں مدینے گیا اور حضرت عبد اللہ بن عمر کی خدمت میں حاضر ہوا ان کے پاس اہل عراق میں سے ایک آدمی بھی آگیا۔ اس سے پوچھا اے ابو عبد الرحمن آپ کو کیا ہوا آپ حج عمرہ تو کرتے ہیں۔ مگر اللہ کی راہ میں جہاد کو ترک کر دیا ہے حضرت ابن عمر نے فرمایا۔ تیرے لئے ہلاکت ہوا ایمان کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے۔ تم اللہ کی عبادت کرو۔ نماز قائم کرو۔ زکوٰۃ دو۔ بیت اللہ کا حج کرو رمضان کے روزے رکھو اس شخص کو یہی جواب دیا پھر عبد اللہ بن عمر نے فرمایا اسی طرح ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا تھا پھر اس سب کو چکھ کے بعد جہاد اچھا ہے۔

امام ابو بکر بنی تقیٰ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ واللہ اعلم اہن عمر کی مراد شاید یہ ہے کہ جہاد فرض کفایہ میں سے ہے اور فرض عین نہیں ہے۔

کون سادین افضل ہے:

۲۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن الحنفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جماد بن زید نے ایوب سے اور خبر دی ہے ہمیں ابو الحسن علی بن احمد بن عبد ان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے احمد بن عبد الصفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عبید بن شریک نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے فراہی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے سفیان بن سعید نے ایوب سے انہوں نے ابو قلابة سے انہوں نے اہل شام کے ایک آدمی سے اہل اسلام سے اس نے اپنے والد سے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ

(۲۱) موسی بن اسحاق (ت ۲۹) (سیر ۱۳/۵۷۹)، عطیہ مولیٰ بنی عامر (فقات ۷/۲۷۸، تغ ۷/۲)، یزید هو اہن بشر السکنی

ذکرہ ابن حجر فی التعجیل (ص ۳۴۹)، منصور هو ابن المعتز، عبداللہ هو ابن محمد بن ابی شيبة۔

والحدیث اخرجه مسلم (ص ۳۵) عن ابن نعمر عن ابیه عن حنظله قال سمعت عکرمة بن خالد يحدث طووساً أن رجلاً قال لعبد الله بن عمر فذکرہ

(۲۲) أبو الحسن علی بن احمد بن عبد ان (سیر ۷/۳۹)، احمد بن عبد ان اسماعیل البصری الصفار أبوالحسن (سیر ۱۵/۳۳۸)،

یسظر ترجمة عبید بن شریک، وأبوقلابة هو: عبد الله بن زید الجرمی، وأبیویب هو ابن ابی تیمة السختیانی، وسفیان هو التوری، والفراہی هو

ابراهیم بن محمد بن الحارث، وأبوقالح هو محبوب بن موسی القراء، یوسف بن یعقوب هو ابن ابی عیبل بن حمداد بن زید الملاضی۔

والحدیث اخرجه احمد بن حمداد (۱۳/۱۱۳) من حدیث عمرو بن عبّة، الطبرانی فی الکبیر ورجاله رجاله رجال الصحیح.

علیہ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا جو اسلام کے بارے میں آپ سے پوچھتا تھا۔ حادی کی ایک روایت میں ہے انہوں نے کہا اپنے والد سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آدمی سے فرمایا کہ میں قبول کر لے چکا جا۔ اس نے پوچھا اسلام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تو اپنے دل کو اللہ کے پرورد کردے۔ اور مسلمان تیرے ہاتھ اور زبان (کی اذانت سے) محفوظ ہو جائیں۔ اس شخص نے پوچھا کون سا اسلام افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان اس نے پوچھا ایمان کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آؤ اس کے فرشتوں کے ساتھ اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کے ساتھ اور موت کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے ساتھ۔ اس شخص نے پوچھا کونسا ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ بھرت کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو ہر برائی کو چھوڑ دے۔ اس نے پوچھا بھرت کون سی افضل ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہاد۔ اس نے پوچھا جہاد کیا چیز ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ تو جہاد کیا فرمایا تھا کہ تو قتال کر کفار کے ساتھ جب تو ان سے نکرانے اور مقابلہ کرے۔ اور سفیان کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا دشمن سے قتال کر جب تو ان سے مقابلہ کرے اور مال غیرت میں خیانت نہ کرو اور بزدل بھی نہ ہو۔

اور حادی کی ایک روایت میں ہے غیرت میں چوری نہ کرو اور بزدلی نہ کر، اس پر بھی اضافہ کیا ہے کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کے بعد دعویں ایسے ہیں جو افضل ہیں تمام اعمال سے مگر جو شخص ان کے مثل عمل کرے پھر آپ نے شہادت کی انگلی اور رنج کی انگلی لاکھا شارہ کیا کہ اس طرح جیسے ببرورۃ عمرۃ مبردة حج مقبول یا عمرہ مقبول۔

طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث نے واضح کر دیا ہے کہ وہ اسلام جس کی اللہ جل شانہ نے خبر دی ہے کہ وہی دین ہے اس کے نزدیک ایسے اس ارشاد میں۔

ان الدین عند اللہ الاسلام
(آل عمران ۱۹)

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

وَمِنْ يَسْتَغْفِرُ لِلّٰهِ الْمُرْسَلُوْنَ فَلَمْ يَقْبِلْ مِنْهُ (آل عمران ۸۵)

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

الیوم اکلمت لكم دینکم واتعمت عليکم نعمتی ورضيت لكم الا سلام دینا۔ (المائدہ ۳)

اعقاد اور ظاہری اعمال باہم مر بوڑھیں اس لئے کہ حضور کو فرمان کہ اسلام یہ ہے کہ تو اپناءں اللہ کے پر و کرو۔ یہ اشارہ عقیدہ کی درستگی کی طرف اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان کہ مسلمان ترے ہاتھ اور زبان سے محفوظ اور سلامت رہیں۔ یہ اشارہ ظاہری معاملات کی درستگی کی طرف پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی تقریب اور وضاحت فرمادی اور خود ری کہ ایمان افضل اسلام ہے اور اس کی تقریب یوں فرمائی کہ اللہ کے ساتھ ایمان، فرشتوں کے ساتھ ایمان، اس کی کتابوں کے ساتھ ایمان اس کے رسولوں کے ساتھ اور دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اس میں اشارہ اور یاد رکھنا ہے اس کے ساتھ ایمان باالغیب ایمان باالمشابہہ سے افضل ہے اور یہی بات اللہ تعالیٰ کے فرمان کے مطابق ہے اللہ یؤمنون بالغیب کہ متفقین وہ لوگ ہیں جو ایمان باالغیب رکھتے ہیں، یہ اللہ تعالیٰ نے ان کی مدح و ثنائیں ارشاد فرمایا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں واضح فرمایا کہ اعتماد اور عام اعمال ایمان ہیں پھر فرمایا افضل ایمان بھرت ہے پھر بھرت کی تقریب و تشریع فرمائی جو کہ اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام تر طاعات ایمان ہیں جیسے کہ یہ اسلام بھی ہیں، اور وہ آپ کی تقریب اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اسلام وہی اذعان و یقین ہے اللہ تعالیٰ کے لئے خواہ وہ یقین اس طاہر کے ساتھ ہو یا باطلی کے ساتھ جب کہ دونوں امر ایسے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے پسند کرتے ہیں کہ بندے انہیں کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ قرب حاصل کریں۔

زمانہ کفر میں کئے گئے اعمال کا مowaخذہ:

۲۳:.....بھیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ تیس حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب بن نے وہ فرماتے ہیں تھیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان عامری نے وہ کہتے ہیں تھیں حدیث بیان کی ہے ان نمیر نے اعمش سے اور تھیں خبر دی ہے ابوالضمر محمد بن محمد بن یوسف فیقہ نے وہ کہتے ہیں تھیں حدیث بیان کی ہے معاذہ بن نجده قرشی نے وہ کہتے ہیں تھیں حدیث بیان کی ہے خلاود بن بخشی نے وہ کہتے ہیں تھیں حدیث بیان کی ہے شیان نے مصور سے اور اعمش ابووالی سے انہوں نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدمی نے پوچھا یا رسول اللہ کیا اللہ تعالیٰ انسان سے اعمال پر بھی گرفت کریں گے جو اس نے اسلام سے قبل دور جاہلیت میں کئے ہوں گے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا۔ اس نے اسلام میں اچھائی کی اس سے ان اعمال کا مواخذہ تھیں کیا جائے گا جو اس نے جاہلیت میں کئے تھے اور جس نے اسلام میں آ کر بھی برائی کی اس سے پہلے اور بچھلے تمام اعمال کا محسپ کیا جائے گا۔

یہ الفاظ ابو فخر کی حدیث کے تھے۔ اس حدیث کو بخاری نے اپنی صحیح میں خلاود بن بخشی سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو محمد بن عبداللہ بن نمیر سے اس نے اپنے باپ سے اس کو روایت کیا ہے۔
صلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہ مذکورہ تقریر اس بندیا پر ہے کہ ایمان کی حالت میں طاعات عین ایمان ہیں اور کفر کی حالت میں معاصی عین کفر میں۔ جب کافر مسلمان ہو جاتا ہے اسلام اس کے کفر کو تباہ کر دیتا ہے پھر اگر اسلام میں اچھائی اور نیکی کرے تو اس کی طاعات اور نیکیاں اس کی ان معاصی اور گناہوں کو تباہ کر دیتی ہیں جو اس نے حالت کفر میں کئے۔ اور اگر اسلام میں اچھائی اور نیکی نہیں کرتا تو اس کے وہ گناہ باقی و بدستور رہتے ہیں انہیں تباہ کرنے والی کوئی چیز نہیں ہوتی لہذا اس کی ان تمام برائیوں پر گرفت کی جائے گی جو اسلام میں کی ہوں گی اور اس کی تفصیل میں صلی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی تفصیل سے کام لیا ہے۔

اعتراض کا جواب

یہاں پر مصنف پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ اگر سابقہ گناہوں پر بھی گرفت ہوگی۔ تو اس کا تو مطلب یہ ہوا کہ اسلام سے قبل کے صوم و صلوٰۃ کی قضاۓ بھی اس پر لازم ہوگی اس اعتراض کا جواب دیتے ہوئے مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (از مر تم حم) سابقہ تقریر سے لازم نہیں آتا کہ اس شخص پر ان نمازوں اور روزوں کی قضاۓ لازم ہو جو اس نے ترک کئے تھے۔ کیونکہ اسلام لانے کے بعد جب نماز پڑھے اور روزہ رکھے گا اس کے ذمہ سے وہ نمازیں اور روزے ساتھ ہو جائیں گے جو اس نے کفر کے دور میں ترک کئے تھے یہ حدیث کی دلالت سے ثابت ہے۔ (اسلام کے بعد) اگر نمازنہ پڑھے اور روزے نذر کھتوں کے کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اور اس کو اس حال پر محول کیا جائے گا جیسے ان کا عمل کرتا اور اس سے گذشتہ نماز روزہ کے معاف ہو جائے۔

ایک نیکی پر دوں مگنا ثواب:

۲۴:.....بھیں خبر دی ہے۔ ابو جعفر کامل بن احمد^ر تمنی نے اور ابو نصر عمر بن عبد العزیز بن قتاوہ نے وہ دونوں کہتے ہیں تھیں حدیث بیان کی

(۲۳) ... محمد بن یعقوب ابوالعباس الأصم (ت ۳۷۶) (سیر ۳۵۲/۱۵)، ابوالضمر محمد بن محمد بن یوسف الفقیہ (ت ۳۷۷) (سیر ۳۹۰/۱۶)، ولیورائل ہر شفیق بن سلمہ، وسفیان ہر ابن سعید التوری، وعماذ بن نجدة ہو ابن العربیان الھروی۔

والحدیث منفق علیہ۔ آخر جو البخاری ۱۸۹ عن حلاود بن یعنی عن سفیان عن منصور به۔

ومسلم ص ۱۱۱) عن محمد بن عبداللہ بن نمیر عن أبيه عن وکیع عن الأعمش به۔

وانظر أحمد ۱/۳۷۹ و ۳۰۹ و ۳۳۱ و ۳۲۲، ابن ماجة ۲۲۲، البیهقی ۲۳/۹، الترغیب والترہیب للأصفہانی ۱۳۲

ہے ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ایوب صبغی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن زیاد سری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی کی ہے اسماعیل بن ابی اویس نے انہوں نے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے مالک زید بن اسلم سے انہوں نے عطابن یسار سے انہوں نے ابوسعید خدری سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا اسلم العبد و فحسن اسلامه كفر اللہ عنہ کل سیئہ زلفا و كتب اللہ لہ کل حسنة کان زلفها ثم کان القصاص . الحسنة بعشر امثالها الى سبعمائة ضعف والسيئة بمثلها الا ان يتجاوز اللہ عزوجل .

کجب کوئی بندہ مسلمان ہو جاتا ہے اور اپنے اسلام کو اچھا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ غلطیاں مٹا دیتا ہے اور اللہ اس کی سابقہ نیکیاں لکھ دیتا ہے جو اس نے کی تھیں پھر بدل ہو گا ایک نیکی وہ گونہ کے برادر ہو گی سات سو گونہ تک اور برائی صرف ایک گونہ ہو گی مگر اللہ اچھا ہے تو اس سے بھی درگذر فرمائے۔

اس حدیث کو امام بخاری نے صحیح بخاری میں نقل کیا ہے اور یوں کہا ہے کہ مالک کہتے ہیں۔ پھر حدیث ذکر کی ہے امام حافظ ابو بکر بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مالک نے اس حدیث کو مندرجہ بیان کیا اور اس نے عینہ نے مرسل۔

۲۵..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ ہمیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعدان بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینہ نے زید بن اسلم سے انہوں نے سئی ہے عطابن یسار سے وہ خبر دیتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا جب بندہ اسلام قبول کرتا ہے اور اس کا اسلام اچھا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی سابقہ دور کی نیکیاں بھی قبول فرماتا ہے اور سابقہ غلطیاں مٹا دیتا ہے اور پھر وہ نیکیاں جو اسلام میں کرتا ہے وہ ہر نیکی وہ گونہ سے سات سو گونہ تک ہوتی ہے اور گناہ ایک ہی گونہ رہتا ہے یا اس ایک گونہ کو بھی اللہ تعالیٰ مٹا دیتا ہے۔

باب..... ایمان کے زیادہ و کم ہونے کی بات اور اہل ایمان کے ایمان ایک دوسرے زیادہ ہونا

یہ بات متفرع ہوتی ہے اور واضح ہوتی اس قول پر کہ طاغات ساری کی ساری ایمان ہیں۔ جب وہ سب ایمان ہوں گی تو ان کا کامل ہونا ایمان کے کامل ہونے سے ہو گا۔ اور ان کا کم ہونا ایمان کا کم ہونا ہو گا۔ اور اہل ایمان بھی اپنے ایمانوں میں ایک دوسرے سے متفاصل اور کم زیادہ ہوں گے جیسے کہ وہ اپنے اپنے اعمال ایک دوسرے سے کمیا زیادہ ہوتے ہیں۔ اور حرام ہے یہ بات کہ کوئی شخص یوں کہے کہ میرا ایمان ملا کر کہ ایمان ہے اور نبیوں کا ایمان نہیں ایک ہے صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

(۲۴) ابوالعباس محمد بن اسحاق بن ایوب الصبغی (ت ۳۵۳) (سیر ۱۶/ ۳۸۹)، الحسن بن علی بن زیاد السری (کمال ۳/ ۵۶۹)، انساب ۷/ ۱۳۶)، و اسماعیل هو ابن عبد اللہ بن ابیس المدنی، و ابوسعید هو سعد بن مالک الخدیری رضی اللہ عنہ، والحدیث آخر جهہ النسائی ۸/ ۱۰۵ من طریق صفوان بن صالح عن الولید عن مالک بن مرقوعاً، وعلقه البخاری ۱/ ۱۷ و لم یذكر فيه کتب الحسنات۔

وقال الحافظ في الفتح ۱/ ۹۸ وقد ثبت في جميع الروايات، ماسقط من روایة البخاری وهو كتابة الحسنات المتقدمة قبل الإسلام. وقوله كتب اللہ أے امر ان يكتب وللندا وقطبی من طريق زید بن شعیب عن مالک بلفظ "يقول اللہ لملائکه اکبیراً" فقبل ان المصحف اسقط مارواه غيره عمداً لأنہ مشکل على القواعد.

(۲۵) ابوالحسن بن بشران هو علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران (ت ۳۱۵) (سیر ۱۷/ ۳۱۱)، و اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن صالح الصفار أبو علی (ت ۳۲۱) (سیر ۱۵/ ۳۲۰)، و سعدان بن نصر أبو عثمان (ت ۲۶۵) (سیر ۱۲/ ۳۵۷)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) لیزدا دو ایمانا۔ (الح۲)

تکمیل کرنے کا ایمان زیادہ ہو جائے۔

(۲) و اذا تلیت علیہم ایاتہ زادتہم ایمانا (انقال۲)

جب ان پر اللہ کی آیات حلاوت کی جاتی ہیں تو ان کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔

(۳) و اذا مانزلت سورۃ فعنہم من يقول ایکم زادته هذه ایمانا فاما الدین

امنوا فزاد حبہم ایمانا وهم یستبشرُون (توبہ۱۴۳)

اور جس وقت کوئی سورۃ اماری جاتی تو ان میں سے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اس آیت نے تم میں سے کس کا ایمان زیادہ کر دیا ہے سہر حال جو لوگ ایمان لائے ہیں اور ان کا ایمان اس نے زیادہ کر دیا ہے اور وہ خوش ہیں۔

(۴) و بِزَدَادِ الدِّينِ امْنَوْا ایمانا (المدثر۳۱)

اور مومنوں کا ایمان زیادہ ہو جاتا ہے۔

ان مذکورہ بالا آیات سے ثابت ہوا ایمان زیادہ ہو سکتا ہے۔ جب زیادہ ہو سکتا ہے تو زیادتی معدوم اور ختم بھی ہو سکتی ہے تو اس کا عدم ایمان کا نقصان اور کم ہونا ہے چنانچہ اس کا بیان گذرا چکا ہے۔ اور حدیث بھی اسی کی شش دلالت کرتی ہے جسے کتاب اللہ الدلالت کرتی ہے۔

۲۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر نقیر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن عمر بن حفص زید بن وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی ہے سری بن خریس ایوردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن زید مقری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید نے اور وہ ابن ابو ایوب ہیں وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن عجلان نے قرقاع بن حکیم سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اکمل المؤمنین ایماناً احسنهم خلقاً۔

مومنوں میں کامل ترین ایمان والا سب سے اچھے اخلاق کا مالک ہے۔

۲۷:..... اور خبر دی ہے ہمیں ابو طاہر نقیر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو محمد حاجب بن احمد طوی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سیفی ذ حلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعیل بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمرو نے ابو سلمہ سے وہ ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

ان اکمل المؤمنین ایماناً احسنهم خلقاً و خیار کم خیار کم نساء کم۔

(۲۶) لیظر من هو (ابو بکر محمد بن عمر بن حفص).

والحدیث آخرجه احمد ۵۲۷/۲ عن عبد الله بن زیدی عن سعید بن ابی عجلان به.

والحاکم ۱/۳ عن طریق عبد الله بن محمد بن ابی میسرة عن عبد الله بن زید المقری به مرفوعاً و سکت علیہ و صححه النبی.

(۲۷) ابوبیہ محمد حاجب بن احمد بن یوسف الطوسری (ت ۳۳۶/۱۵) (سیر ۳۳۶/۱۵)، و محمد بن یحیی الذہلی (ت ۲۵۸) (نهنیب الکمال)، و أبو سلمة هو : ابی عبد الرحمن بن عوف المدنی، و محمد بن عمرو و هو ابی علقة المدنی.

والحدیث آخرجه (۲۵۰/۲) عن ابی ادریس، (۳۷۲/۲) عن یحیی بن سعید، و ابو نعیم فی الحلیة (۲۳۸/۹) عن یعلی کلہم عن محمد بن عمرو به مرفوعاً.

وانظر المستدرک ۱/۳، والأربعین الصغری رقم (۱۳۸).

بے شک مومنوں میں ایمان کا اعتبار سے زیادہ کامل ان میں زیادہ اچھا اخلاق والا ہے اور تم میں سے بہتر ہے جو اپنی عورتوں کے ساتھ بہتر ہو۔
حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فرمان دلالت کرتا ہے کہ حسن خلق ایمان ہے اچھا اخلاق نہ ہونا ایمان کا نقصان و کم ہوتا ہے اور یہ کہ مومن اپنے ایمان میں مختلف ہیں بعض بعض سے ایمان میں زیادہ کامل ہیں۔

ایمان کا کمزور ترین درجہ:

۲۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سُنْ بن علی بن عفان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے انہیں نہیں نے اعمش سے انہوں نے اسماعیل بن رجاء سے انہوں نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں مروان نے منبر نکالا اور خطبہ شروع کیا نماز عید سے قبل ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا ہے مروان آپ نے سنت کی مقابلہ کی ہے آپ نے سخن نکالا ہے جب کہ وہیں نکلا جاتا تھا۔ اور آپ نے خطبہ نماز عید سے قبل شروع کیا ہے ابوسعید نے کہا کون ہے یہ؟ لوگوں نے بتایا فلاں ہے ابوسعید کہتے ہیں اس شخص نے اپنا وہ فرض ادا کیا جو اس کے ذمہ تھا کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من رای منکم منکرا فلیذیرہ بیدہ فان لم يستطع فلبلسانه فان لم يستطع فلقلبه و ذلك اضعف الايمان.
جو شخص تم میں سے غلط اور ناجائز کام کو دیکھ لے اسے چاہئے کہ اس برائی کو اپنے ہاتھ سے جلد دے اور اگر ہاتھ سے بدلتے کی طاقت نہ رکھتے تو پھر زبان سے روکے اگر اس کی بھی طاقت نہ ہو تو پھر صرف دل سے راجانے یا ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔

امام مسلم نے اس کا عمش کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

عورت کا ناقص العقل والدین ہونا:

۲۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن الحنفیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ابراهیم بن ملحان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے انہیں بکر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے وہ کہتے ہیں انہوں نے روایت کی ہے ان الہاد سے انہوں نے عبد اللہ بن دیار سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

يَا مُعْشِرَ النِّسَاءِ تَصْدِقُنَا وَأَكْثُرُنَا إِلَّا سَفَارَقُ فَانِي رَأَيْتُكُنَّ أَكْثَرَ أَهْلِ النَّارِ قَاتَلَتْ أُمْرَأَةً مِنْهُنَّ وَمَا لَنَا

يَارَسُولَ اللَّهِ قَالَ تَكْرُنُ اللَّعْنِ وَتَكْفُرُنُ الْعَشِيرِ وَمَا رَأَيْتَ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَدِينٍ اغْلَبَ

لِذِي الْلَّبِ مِنْكُنْ قَاتَلَتْ يَارَسُولَ اللَّهِ وَمَا نَقْصَانُ الْعِقْلِ وَالدِّينِ؟

قال اما نقصان العقل فشهادة امراتین تعد شهادة رجل فهذا نقصان العقل وتمکث اللیالی لا تصلی، نظر فی رمضان فهذا نقصان الدین.

اسے عورتوں کی جماعت صدقہ کرو اور استغفار کی تحریث کرو میں نے تمہیں زیادہ الال جنم سے دیکھا ہے ایک عورت بولی ہمیں کیا ہوا یا رسول اللہ آپ نے فرمایا تم لعنت زیادہ کرتی ہو، شوہر کی تاہکری کرتی ہو اور میں نے تم لوگوں سے زیادہ دین اور عقل کے اعتبار سے

(۲۸) مرحان هو ابن الحکم الاموي والد اسماعيل هو: رجاء بن ربيعة الزبيدي.

والحدث اخرجه مسلم ص ۵۰

(۲۹) احمد بن ابراهیم بن ملحان أبو عبد اللہ (ت ۴۹۰) (مسنون ۱۳/ ۵۳۳)، ابن الہاد هو: بیزید بن عبد اللہ بن اسامة بن الہاد الیمنی، واللہت هو: ابن سعد المصری، وابن بکر هو یحیی بن عبد اللہ بن بکر

والحدث اخرجه مسلم (ص ۸۵) وآخر جاہ من حدیث ابی مسعود.

البغاری (۱/ ۵۰۵) الفتح، مسلم (ص ۸۷)

ادھر انا کمل نہیں دیکھا جو علمند پر زیادہ غالب ہوتم لوگوں سے وہ بولی یا رسول اللہ عقل اور دین کا فقصان کیا؟ آپ نے فرمایا عقل کا فقصان تو یوں کہ دعوتوں کی شہادت ایک آدمی کی شہادت کے برادر ہوتی ہے یہ تو عقل کا فقصان ہوا۔ کئی کئی رات میں ایک عمرت نماز نہیں پڑھ سکتی رمضان کے روز بے نہیں رکھ سکتی یہ دین کا فقصان ہوا۔

امام مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں محمد بن صالح سے انہوں نے لیتے سے روایت کیا اور بخاری مسلم نے اس کو ابوسعید کی روایت سے نقل کیا ہے۔
 ۳۰..... خبردی ہے ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو منصور محمد بن قاسم عسکری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے فضل بن محمد شعرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی اوسیں نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے مالک نے اور ہمیں خبردی ہے ابو عمرو محمد بن عبد اللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے ابو بکر اسماعیل نے وہ کہتے ہیں مجھے خبردی ہے سن بن غیاث نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن سعید البلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن وہب نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن سعید الازنی سے وہ کہتے ہیں مجھے خبردی میرے والد نے حضرت ابوسعید حذری سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ اہل جنت میں داخل کرے گا۔ جس کو چاہے گا اپنی رحمت سے داخل کرے گا۔ اور اہل جہنم کو جہنم میں داخل کرے گا پھر فرمائے گا دیکھو جس کے دل میں رائی کے دانے کے برادر ایمان ہواں کو جہنم سے نکال لوزیرتے جہنم سے کوئوں کو نکالیں گے وہ کمل جل چکے ہوں گے پھر زندگی کی نہر (نہر الحیات) یا تہرا حیا شرم و حیاء کی نہر میں ڈالے جائیں گے۔ پھر وہ اس طرح اگئیں کے جیسے سیالب کے کنارے دانے آگتا ہے کیا وہ یکھانہیں کہ اس کی نوک مری ہوئی ہیلی ہوتی ہے۔ یہ الفاظ ابن وہب کی حدیث کی ہیں۔
 بخاری نے صحیح میں اس کو ابو اوسیں سے روایت کیا ہے اور مسلم نے ہارون بن سعید سے۔

قول حلیمی رحمۃ اللہ علیہ:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

(اس مذکورہ تشریع کی) وجہ یہ ہے کہ ایک دل میں تو حید ہو جس کے ساتھ کوئی خوف غالب نہ ہو دل پر جس سے ذرا یا جائے اور نہ ہی کوئی امنیہ موجود ہو جس کا طبع کیا جائے بلکہ صاحب تو حید بھول چکا ہو (یعنی تو حید میں گم ہو کر) دنیا و آخرت کو بھول چکا ہو جب کوئی انسان اس صفت اور اس کو کیفیت میں آجائے تو تو حید اس کے دل میں ان تمام قرائیں سے منفرد ہو جگی ہوگی کہ اگر وہ ہوتے تو ایمان کے کئی کئی بات ہوتے جو تو حید کے ساتھ زیادہ ہو جاتے اور تو حید ان کی ساتھ زیادہ ہو جاتی جب وہ تصدیق ہو۔ (اور یہ حقیقت ہے کہ) ایک وجہ کی تو حید کمزور تر ہوتی ہے وجوہات کثیرہ کی تو حید سے، جب تو حید سن وجہ واحد ہوگی تو اس کا وزن بھی بالکا ہو گا۔

اور تو حید کی شہادتیں کثیر اور مسلسل ہوں گی تو اس کا وزن بھی بھاری ہو گا۔

(اور سابقہ تشریع کی) ایک وجہ اور ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایمان یقین کی ادنیٰ مرتب ہو جتی کہ اگر آپ شک میں ڈالیں فوراً شک میں پڑ جائے۔ اور دوسرا ایمان ایسا ہو جو یقین کی آخری حد و تک پہنچا ہو تو اس کا وزن یقیناً بھاری ہو گا اور پہلے کا لہکا ہو گا۔

اس کی ایک اور وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ ایک ایمان ایسا ہو جو قوی دلیل سے پیدا ہوا ہے اور کامل یقین سے اور ایک دوسرا ایمان ایسا ہو جو محض

(۳۰) ابو منصور محمد بن القاسم العتکی (ت ۳۲۶) (سیر ۱۵ / ۵۲۹)، ووالد عمرو هویجی بن عمارة المازنی (ت ۱۲۹)، وابن بکر الاسماعلی ہو احمد بن ابراہیم الاسماعلی۔

والحدیث اخرجه البخاری ۱ / ۲۷ (الفتح) عن اسماعیل بن ابی اویس، مسلم (ص ۴۷) عن ہارون بن سعید البلی

بُرخنے سے اور جس چیز کی خبر ہے اس کی طرف میلان سے پیدا ہوا ہو ایقیناً پہلا وزن کے اقتبار سے بھاری اور دوسرا وزن میں اس سے ہلکا زیاد ہو گا۔

(علاوه ازیں) حدیث مذکور اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ لوگ اپنے ایمان میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔
امام حافظ ابو بکر بن میث قریۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تحقیق عبد الرحمن بن بزرگ سے مردی ہے وہ فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو ہریرہ سے نادہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:-

ما الخاف على امتى الا ضعف اليقين.

میں اپنی امت پر یقین کی کمزوری کے سوا کسی چیز کا خوف نہیں کرتا۔

۳۲..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدالان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالان صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن بشر محدث نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عیاض نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن وہب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن ابوالیوب نے۔ عبد الرحمن بن بزرگ سے پھر اس نے گذشتہ حدیث کو ذکر کیا ہے یہ حدیث بھی دوں کے ایمان کے ایک دوسرے سے فرق اور تفاوت پر دلالت کرتی ہے۔

مکمل اعتراض کا جواب

کہ اگر ایمان اور دین شیٰ واحد ہے اور دین نص قرآنی کے مطابق مکمل ہو چکا تو مطلب یہ ہوا کہ ایمان مکمل ہو چکا پھر کامل اور ناقص ہونا کم زیادہ ہوتا چھی دار طبق مصنف اس کا جواب دینے کی کوشش فرماتے ہیں۔ (از مترجم)

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

الیوم اکملت لكم دینکم (الناید ۲۷)

کہ میں نے آج تمہارے واسطے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے۔

یہ آیت اور دیگروہ تمام نصوص جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں وہ ہمارے اس قول کے منانی تھیں ہیں کہ ایمان زیادہ ہوتا اور کم ہوتا ہے اس لئے کہ الیوم اکملت لكم دینکم کا معنی یہ ہے کہ میں نے اس کی وضع تمہارے لئے مکمل کر دی ہے۔ یعنی آج کے بعد میں تمہارے اور پا آئندہ کوئی چیز مزید فرض نہیں کروں گا جو آج تک میں نے فرض نہیں کی۔ اور آج سے پہلے جو کچھ فرض کر چکا ہوں اس کی فرضیت تم سے ساقط نہیں کروں گا۔ یعنی آج کے بعد نہ مزید تھی ہوگی اور نہ ہی تخفیف ہوگی اور نہ ہی کوئی شیخ ہوگی نہ ہی کوئی تبدیلی ہوگی۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ ہمارا دین پڑاے لئے ہمارے اعمال و افعال کے کرنے سے پہلے مکمل کر دیا گیا ہے۔ یہ اس لئے کہ اگر ایسا ہی ہوتا تو پھر اس آیت کے ساتھ مخاطبین پر ہمیشہ ایمان پر قائم رہنا بھی ساقط ہو جاتا اس لئے کہ دین تو کامل ہو چکا۔ اور کامل ہو جانے کے بعد تو کوئی شیخ مزید نہیں ہوتی۔ جب ایمان پر مدد اور مستقبل کے لئے ہے اور وہی ایمان ہے تو اسی لئے وہ طاعات جو باقی ہیں جو بتدریج لازم ہوتی ہیں وہ سب کی سب ایمان ہیں۔ وہاں کامل ہونا تو یہ واضح ہے شریعت اور بہیت اور اس کی شکل صورت کی طرف۔ اس کے ادا کرنے والوں کے کامل کرنے کی طرف

(۳۱) احمد بن بشر المرندی (خط ۳۲۳/۳)، وعبد الرحمن بن بزرگ (تاریخ البخاری التکیی).

والحادیث فی مجمع الزوائد ۱/۱۰۷، رواه الطبراني فی الأوسط و رجاله ثقات، وتاریخ البخاری الكبير ۵/۲۲۲ (۸۵۳) عن إسماعيل بن ابی اویس عن ابی وهب عن سعید بن ابی ایوب به، یقین لاہن ابی الدنیا رقم (۹) بتعریفی من طریق احمد عیسیٰ به مرفوعاً۔

نہیں اور ہے ہی اس کے ساتھ قائم لوگوں کے قیام کی طرف۔ واللہ عالم۔
کفار کی مایوسی اور تکمیل دین:

۳۲..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد الرحمن بن محبوب دھان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا یوسف بن بلاں نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا محمد بن مروان نے کلس سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں۔

الیوم ینس الذین کفرو امن دینکم۔ (۱۷۰:۲)

کہ آج کا فر تمہارے دین سے مایوس ہو چکے ہیں۔

ابن عباس فرماتے ہیں۔ کہاں مکہ (کفار) اس بات سے مایوس ہو چکے ہیں کہ تم مسلمان ان کے دین کی طرف لوٹو گے کبھی بھی یعنی توں کی عبادت کی طرف۔

فلاتخشوهم. ان سے نذر و لعنتی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے میں۔ و اخشوون اور مجھہ ہی سے ڈر و بتوں کی عبادت میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب و مخالفت کرنے کے بارے میں جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم عرفات میں کھڑے تھے حضرت جبرائیل اترے۔ انہوں نے اپنا باتھ بلند کر کھا تھا اور مسلمان اللہ سے دعا کر رہے تھے یا آیت لائے الیوم اکملت لكم دینکم جبرائیل کہ رہے تھے حلالکم و حرامکم۔ اپنے حلال کو حلال سمجھو اور حرام کو حرام سمجھو فلم یتنزل بعد هذا حلال ولا حرام۔ اس کے بعد نہ مزید کچھ حلال ہو گا شہی کچھ حرام ہو گا۔ واتممت عليکم نعمتی میں نے اپنی نعمت تمہارے اور مکمل کر دی ہے۔ ابن عباس نے فرمایا اپنا عام احسان پورا کر دیا تمہارے ساتھ کوئی مشرک حج نہ کرے۔ و رضیت ابن عباس فرماتے ہیں میں نے منتخب کر لیا لكم الاسلام دینا۔ تمہارے اسلام کو دین۔

اس آیت کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکیاسی ۸۱ دن دنیا میں زندہ رہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تو وفات دے دی اور ان کو اپنی طرف اور اپنی رحمت کی طرف سمیٹ لیا۔

۳۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن عبد الرحمن بن عیسیٰ دھقان نے کوفہ میں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابی عزہ غفاری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ جعفر بن عون نے ابو عیسیٰ سے انہوں نے قیس بن مسلم سے انہوں طارق بن شہاب سے یہود کے ایک آدمی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہا۔ اے امیر المؤمنین تمہاری کتاب میں ایک اسی آیت ہے جیسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہماری جماعت یہود پر اترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن تھا۔ حضرت عمر نے پوچھا کون ہی آیت اس نے کہا یہ آیت الیوم اکملت لكم دینکم واتممت عليکم نعمتی و رضیت لكم الاسلام دینا (۱۷۰:۳) حضرت عمر نے جواب دیا۔ ہم اس دن کو بھی جانتے، اور اس جگہ بھی جہاں وہ نازل ہوئی تھی رسول اللہ عرفات میں تھے جمعہ کے دن تھا۔

فائدہ: یعنی ہم مسلمان اس سے قطعاً غافل و بے خبر نہیں ہیں ہمیں معلوم ہے کہ:

(۳۲) ... ینظر من هو (محمد بن عبد الرحمن بن محبوب الدھان)، والحسین بن محمد بن هارون، احمد بن محمد بن نصر، یوسف بن بلاں، ابو صالح هو: باداًم والکلی هو: محمد بن السائب بن بشر، و محمد بن مروان هو: السدی الصغیر۔
والحدیث غراء السیوطی فی الدر (۲/ ۲۵۷) للمسنون فی الشعب فقط.

(۳۳) ... ینظر من هو (علی بن محمد بن عبد الرحمن بن عیسیٰ الدھقان ابوالحسین، و قیس بن مسلم و هو الجدی، و برا العباس) هو عنہ بن عبدالله بن عتبۃ الہنذی۔
والحدیث آخر جه البخاری ۲۶۳، و مسلم (ص ۲۳۱۳).

۴۴ .. کتب بهامش اصل المطبوعة (فی ذی الحجۃ الحرام و محرم و صفر و قبضہ اللہ تعالیٰ فی شهر ربيع الاول) رحمته ولطفه

- وہ رسول اللہ پر نازل ہوا۔
- جمعر کے دن نازل ہوئی۔
- عرفات میں نازل ہوئی۔
- حج کے عظیم اجتماع کے موقع پر نازل ہوئی ہمارے لئے وہ ذات مقدس ہے جس پر اتری۔
- وہ کتاب مقدس ہے جس میں اتری وہ مقام مقدس ہے جہاں اتری وہ دن مقدس ہے جس دن اتری۔ وہ اجتماع مقدس ہے جس میں اتری وہ حج سب سے مقدس ہے جبے الوداع جس میں اتری تو مسلمانوں کے لئے اس سے بڑی عید اور بڑی خوشی کیا ہو سکتی ہے۔ (از مرجم)
- امام بخاری نے اپنی حجج میں اس حدیث کو حسن بن صباح سے روایت کیا ہے اور امام سلم نے اس کو عبد بن حمید سے دونوں نے جعفر بن عون سے۔

بعض کا قول:

جن لوگوں نے ایمان کمیا زیادہ ہونے کا قول کیا ہے ان میں سے بعض کی رائے یہ ہے کہ انسان جب گناہ اور معصیت کا ارتکاب کرتا ہے تو وہ معصیت اس کی ان طاعات کو اور عبادات کو اکارت و ضائع کر دیتی ہے جو وہ پہلے کر چکا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق حقیقت بعض تو اصل ایمان تک کوڑوتی ہیں (ایمان کے ضیاء کے بعد تو وہ اُنچی ہو جائے) وہ بعض قائل ایسے فحش کی ظلوہ اور رائی ہنمن کا قول ہیں کہتا بلکہ اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے کرتا ہے اگر چاہے تو اس کو اپنی رحمت سے معاف کر دے، یا شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے نجات ہو جائے۔ اور اگر چاہے تو اسکو اس کے گناہوں کی پاداش میں سخت عذاب سے بھرا پی رحمت کے ساتھ اس کو جنت میں داخل کر دے۔

سابق قول کے قائلین کا استدلال اور رجحت یہ آیت ہے۔

بِالْيَهَا الَّذِينَ امْنَوْا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا إِلَهُ الَّذِي بِالْفُوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ

بعض ان تحبط اعمالکم و انتم لا تشعرون (جرات ۲)

ایمان والوں کی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اوپنچانہ کرو اور آپ کے ساتھ زور سے بات نہ کرو جیسے تم ایک دوسرے سے کرتے ہو کبھی تھار سے اعمال اکارت نہ ہو جائیں حالانکہ تمہیں اس کا علم ہی نہ ہو۔

استدلال کرنے والوں کی مراد یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اوپنچی کرنا معصیت واقع ہوا ہے لہذا معصیت کرنے والے کا ایمان نکل جاتا ہے اور بعض اعمال بھی ضائع ہو جاتے ہیں اور ان کی دوسری دلیل یہ ہے۔

بِالْيَهَا الَّذِينَ امْنَوْا لَا تَبْطِلُوا صَدَقَاتَكُمْ بِالْمَنْ وَالْأَذْفَى (بقرہ ۲۶۲)

ایمان والوں اپنے صدقات کو احسان جلتا ہے اور تکلیف پہنچانے کے ساتھ ضائع ہونے کر دے۔

حیثیٰ رحمت اللہ علیٰ فرماتے ہیں۔

مذکورہ آیات سے استدلال کرنے والوں نے جو استدلال کیا ہے کبھی اس کے برعکس بھی مفہوم ہو سکتا ہے وہ یہ کہ آیت کا معنی اور مفہوم یہ ہو۔ کاسے مہاجرین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھارا ہجرت کرنا اور اے الصار تھارا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تھکانہ دینا۔ تمہیں کہیں اس بات پر ناسادے کہ تم اس کی رحمت و حرمت کو ضائع کر دو اور اپنی آوازوں کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اوپنچا کر بیٹھو بہد اپنی اس حرکت سے اپنی ہجرت اور غیرہ کو جگہ دینے اور نصرت کرنے کی تکمیل کہیں اس غرض سے ہٹ نہ جاؤ بلکہ اس کے عظیم اجر سے

محروم ہو جاؤ گے۔

اور ایک تو جیسا آئت کے مفہوم کی اور بھی ممکن ہے وہ اس طرح ہے کہ

لَا تَجْهِرُ وَاللهُ بِالْقَوْلِ كچھ تو بھروسکم لبعض (ال مجرمات ۲) بے جهر با القول۔

بھی ایسا نہ ہو کہ تم سے توہین کی حد کو پہنچ جائے پھر تم کافر ہو جاؤ اور کفر کی وجہ سے تمہارے اعمال بتاہ ہو جائیں
مگر یہ کہم تو پر کرو اور اسلام میں آؤ۔

اسی طرح

لَا تَبْطِلُوا أَصْدَاقَكُمْ بِالْمَنْ وَالْأَذْيَ (بقرہ ۲۶۲)

اس پر محظوظ نہیں کہ احسان جتنا صدقہ کوتباہ کرتا ہے۔ بلکہ اس کی توجیہ یہ ہے کہ صدقہ اسکا چیز ہے جس کے ساتھ خالص اللہ کی رضاہ حمد و حیاتی ہے اور اس کے ثواب سے پہلی توقع اور امید ہوتی ہے۔ جب صدقہ کرنے والا سائل پر احسان جلتا تھا ہے اور اس کو عیب لگا کر ایذا دیتا ہے تو وہ اپنے صدقہ کو اللہ کی رضا جویں سے ہٹا کر سائل کی رضا کی طرف لے آتا ہے تو اللہ کے نزدیک اس کا اجر بتاہ ہو جاتا ہے (اللہ کے ہاں اجر ضارب ہونے کے بعد) پھر اجر اس کی طرف سے ہوتا چاہے جس پر صدقہ کیا جس کو دیا اگر اس کو ایذا دی گئی ہو اور دے کر رسوا کیا ہو کہ تو وہاں سے بھر ضائع ہوایا احسان جلانے ایذا پہنچانے کی وجہ سے تو لا حالہ اجر دونوں طرف سے ضائع ہی ہوا۔

اور اگر محنت ہے طاعات کو معصیت کے ساتھ خراب کر دیا تو یہ صدقہ کے باطل کرنے کے ساتھ مختص نہیں کوئی بھی طاعت ہو سکتی ہے۔
اس موضوع پر طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے تفصیلی کلام کیا ہے یہاں تک کہ یہ کہا ہے کہ اس قول پر مضمون اور اعتراض یہ یہی ہے کہ اہل ایمان کی خطایمیر جزا کے اعتبار سے مقنای ہیں لیعنی سزا کی ایک حد ہے جہاں وہ ختم ہو جاتی ہے اور ان کی حسنات اور نیکیاں جزا کے اعتبار سے غیر مقنای ہیں لیعنی ختم ہونے والانویں ہے کیونکہ وہ جنت کا دامگی دخول ہے اس اعتبار سے جنت میں اجر ہمیشہ جاری و ساری رہے گا تو اس طرح اجر جنم ہونے والا ہوا۔
یہ وہم نہ کیا جائے کہ ختم ہو جاتے والی سزا موس اپنی غلطی کی وجہ سے جس کا مستحق ہو جاتا ہے۔ وہ ممن کی الکی نیکی کو لے ڈو تی ہے جس کا ثواب
ناختم ہونے والا ہوتا ہے جس کی انتہا نہیں ہوتی۔ بہر حال حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:

من افتنی کلیا الا کلب صبد او ما شبه فانه ينقض من عمله کل يوم قبر اطان.

جو شخص کتابات ہے شکاری کتے یا مال مویشی کے خلافتی کتے کے علاوہ اس کے مل سے دوقیراط روزانہ کم ہوتے ہیں۔

تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے عمل کے اجر سے روزانہ دو قیراط کم ہوتے ہیں اور یہ اکثر روایات اہن عمر سے اس حدیث میں مذکورہ کے الفاظ ہیں اور بعض میں مذکور ہے۔

طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

کہندہ کو وہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اس غلطی کی وجہ سے اپنے عمل کے ثواب کے کچھ حصے سے محروم ہو جائے گا۔

ہم اس بات کے جواز کا انکار نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ کو اس کی ایک غلطی یا کئی غلطیوں کی وجہ سے اس کی نیکیوں کی کچھ جزا سے محروم کر دے اور اس کا ثواب کم کر دے۔ ہاں ہم اس شخص کے قول کا انکار کرتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ غلطی اور گناہ طاعات و عبادات کو اکارت کر دیتی ہے۔
اس کو ثواب کے بالکل باطل کرنے کو لازم کر دیتی ہے۔ یہ ہمارا انکار اس لئے ہے کہ اس کے بارے میں نہ قرآن میں وضاحت ہے نہ یہ حدیث میں۔ اور یہ بات اہل ایمان کے جنت میں دامگی دخول کے ثبوت کے بعد نہ ممکن ہے۔ و اللہ اعلم۔

امام تہذیق کا قول:

امام حافظ ابو بکر تہذیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بہر حال نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان:
کیا تم جانتے ہو کہ مفلس کون ہے؟

اندرون مال المفلس؟ قالوا ان المفلس من لا درهم له ولا متعان ان المفلس من امتنى رجل ياتى يوم القيمة بصلة
وصوم وزکاة ویائی وقد شتم هذا وقدف هذا واکل مال هذا وسفک دم هذا وضرب هذا فبعضی هذا من خستاته
وهذا من حسانه فان فیت حسانة قبل ان یقضی ما علیه اخذ من خطایا هم فطرحت علیه ثم طرح فی النار.

لوگوں نے جواب دیا مفلس وہ ہے جس کے روپیہ پیسہ نہ ہوسا مان نہ ہوا پہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت کا مفلس وہ ہے
قیامت کے دن غماز روزہ زکوٰۃ سب لے کر آئے عُزَّکی کو گالی وی ہے کسی پر جھوٹی تہست لگائی ہے اس کا مال کھایا ہے اس کا حق خون کیا
ہے اس کو مارا ہے تو قیامت کے روز اس کو اس کی نیکیاں دی جائیں گی اور اس کو دی جائیں گی اگر اس کی نیکیاں ختم ہو جائیں گی اس کے
قرض چکانے سے پہلے پھر ان کے گناہ اس پر ڈالے جائیں گے پھر یہ جہنم میں پھینک دیا جائے گا۔

اماں تہذیق فرماتے ہیں جس شخص نے یہ قول کیا ہے کہ رائی تکلیکی کو تباہ و بر باد کروتی ہے۔
اس نے اس مذکورہ حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔

میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ اس کے حریقوں کو اس کی نیکیوں کے احریش سے کچھ اس قدر دیا جائے گا جو اس کی غلطی کی سزا کے برابر
ہو سکے اگر اس کی نیکیاں ختم ہوں گی یعنی اس کی نیکیوں کا اجر ختم ہو گیا جو اس کی غلطیوں کی سزا کے مقابل کیا گیا تھا تو پھر ان کے خطا میں لی
جائیں گی وہ اس پر ڈالی جائیں گی اور یہ شخص جہنم میں ڈال دیا جائے گا تا تکہ وہاں عذاب دیا جائے گا اگر اس کی بخشش نہ کی گئی حتیٰ کہ جب اس کے
گناہوں کی سزا ختم ہو جائے گی جنت میں واپس بچھ دیا جائے گا اس لئے کہ اس کے لئے جنت کا دوام لکھا ہوا تھا اور اس کے دعویداروں کو غلطیوں
کے مقابل کے بعد باقی اجر زیادہ نہیں دیا جائے گا اس لئے کہ یہ اللہ کا فضل ہے یہ اس کے لئے مخصوص جو قیامت دن ایمان دارا ہے گا۔ واللہ علیم۔
کوئی گناہ نہیں کرتا اس حال میں کہ وہ مؤمن ہو:

۳۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر احمد بن سلمان فقیہ سے انہوں نے کہا خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملکان
نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تیجی بن بکرنے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے وہ کہتے ہیں ہم روایت کیا عقیل نے انہوں نے
زہری سے انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن رشام سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زانی اس حالت میں زانی نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو چوری نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو شرابی جب شراب پیتا
ہے تو اس حالت میں نہیں پیتا کہ وہ مؤمن ہو مال چینے والا ذا کو جب مال جھٹتا ہے تو وہ اس حالت میں نہیں کرتا کہ وہ مؤمن ہو (اس طرح کہ
نظریں اٹھا کر اس کو دیکھتے ہو جائیں۔)

۳۵:.....اور اسی استاد کے ساتھ ابن شہاب سے سعید سے اور ابو سلمہ سے ابو ہریرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ابو بکر کی مش
مردی ہے لیکن اس میں نہ ہے یعنی مال چیننے کا ذکر نہیں ہے اس حدیث کو بخاری نے تیجی بن بکر سے روایت کیا ہے اور مسلم نے دوسرے
طریق سے لیث سے۔

(۳۲) ابو بکر احمد بن سليمان الفقيہ (ت ۳۲۵) سیر ۱۶ ص ۹۷ و الزہری هو محمد بن مسلم بن عبد اللہ بن عبد اللہ بن شہاب،
وعقبیل هو ابن خالد الأیلی، واللیث هو ابن سعد، ویحیی هو ابن عبد اللہ بن بکر.
والحدیث آخر جه البخاری (۱۹/۵ فتح) عن سعید بن عفیرون عن اللیث به مرفوعاً

تشریح:..... نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مؤمن مطلقاً ایمان مرادیا ہے لیکن وہ ناقص ایمان ہے کیونکہ کتاب کی وجہ سے اور اللہ کی نبی کو ترک کرنے کی وجہ سے چنانچہ یہ امر تکفیر بالله کو لازم نہیں کرتا اس کی تفصیل پہلے گذر بھی ہے۔ قرآن اور حدیث میں ہر وہ مقام جہاں فرض کو ترک کرنے پر شدید اور سختی ہے یا ارٹکاب کبیرہ پر تو اس سے مراد ایمان کا ناقص ہوتا ہے۔

تحقیق اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرك به و یغفر ما دون ذلک لعن یشاء (نامہ ۲۸-۳۹)

بے شک اللہ تعالیٰ اس بات کو معاف نہیں کریں گے کہ اس کے ساتھ شرک کیا جائے اور اس کے ماسوکو جس کے لئے چاہیں گے معاف فرمادیں گے۔

ہم نے کتاب الایمان میں احادیث اور آثار ذکر کئے ہیں جو ہماری ذکر کردہ تاویل کی صحت پر دلالت کرتے ہیں جو کہ کافی ہیں۔ اور توفیق اللہ کی طرف سے ہے۔

اور جیسی رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا ہے یہاں ایسے آثار جو دلالت کرتے ہیں طاعات ایمان ہیں اور یہ کہ ایمان زیادہ اور کم ہوتا ہے۔ اور یہ کہ ایمان ایمان میں ایک دوسرے پر سے کم زیادہ ہیں یا ایک دوسرے سے بڑھ کر ہیں۔ ہم نے اس مسئلہ کو کتاب الایمان میں ذکر کیا ہے اور یہاں ہم اس کے کنی طرق کی طرف اللہ کی مشیت کے ساتھ اشارہ کرتے ہیں۔

۳۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر احمد بن اسحاق نقیر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن عسیٰ بن سکن نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عمران نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن مبارک نے ابن شوزب سے انہوں نے محمد بن جواد سے انہوں نے سلم بن کھیل سے حذیل بن شرحبیل سے وہ کہتے ہیں عمر بن خطاب نے فرمایا تھا۔

لو وزن ایمان ابی بکر بایمان اهل الارض لرجوع بهم۔

اگر ابو بکر صدیق کا ایمان تمام روئے زمین کے لوگوں کے ایمان کے ساتھ قو لا جائے تو ان سب کے ایمان سے بھاری ہو گا۔

۳۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن الحنف نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ہبیل بن بکار نے محمد بن طلحہ سے زبیر سے ذر سے وہ کہتے ہیں عمر بن عبدالعزیز بسا اوقات ایک یادداہ دیموں ہاتھ پکڑتے اور فرماتے:

(۳۵)..... أبو سلمة هو ابن عبد الرحمن الزهرى، وسعيد هو ابن المسب

والحديث أخرجه البخارى (۵۸/۱۲) فتح عن يحيى بن بکير سلم (ص ۲۷) عن عبد العلک بن شعيب بن الليث بن سعد عن أبيه عن جده به.

(۳۶) محمد بن عيسى بن السکن ابو بکر الواسطى الشہری (ابن أبي قعاص) (خط ۳۰۰/۲ ت ۲۸۷)

والحديث أخرجه عبدالله بن أحمد في السنۃ (ص ۱۰۲) وخیثمة الإطرابی فی فضائل أبي بکر الصدیق (ص ۱۳۳) وانتظر (علل الدارقطنی) ۲/۲۲۳.

(۳۷)..... محمد بن ایوب الكلابی ابو هریرۃ الواسطی (تفہیم) و سهل بن بکار (مسیر ۱۰۲/۳۶۲) ولی نظر من (محمد بن طلحہ)

والحديث أخرجه ابن أبي شيبة فی الإیمان (۱۰۸) عن ابی اسامة عن محمد بن طلحہ عن زید عن ذرہ

وقال الألبانی : سائر الرواۃ رجال الشیخین غیر ان ذرہ هو ابن عبد الله المرھبی لم یدرك عمر قلت :

هزار بن حیش و لیس ذر بن عبد الله وقد جاء مصرحاً به فی الشریعة للأجری (ص ۱۱۲) من طریق یزید بن ہارون عن محمد بن طلحہ به و علیه فالحدث صحیح والعملله.

تعالو اائز دادا بیمانا

آ جاؤہم ایمان زیادہ کریں۔

دل پر ایمانی نقطہ:

۳۸..... ہمیں خبردی ہے ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن الحنفی نے کہ بشر بن موسیٰ نے خبردی ہے وہ کہتے ہیں خبردی ہے حودہ بن خلیفہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عوف عبد اللہ بن عمر بن ہند سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ دل کے اندر ایمان ایک سفید نقطہ کی صورت میں شروع ہوتا ہے، پھر جس وقت ایمان بڑھتا اور عظیم ہوتا ہے وہ سفیدی بڑھتی ہے پھر جس وقت ایمان کامل ہو جاتا ہے تو پورا دل (روشن) اور سفید ہو جاتا ہے۔ اور نفاق شروع ہوتا ہے ایک سیاہ دھبے اور نقطے کی صورت دل میں پھر جیسے چیز نفاق بڑھ کر زیادہ ہوتا ہے یہ سیاہی بھی بڑھتی ہے جب نفاق کامل ہو جاتا تو پورا دل سیاہ ہو چکا ہوتا ہے۔ قسم اندکی اگر تم لوگ کسی مومن کا دل چیر کر دیکھو تو اسے سفید پاؤ گے اور اگر کسی منافق کا دل چیر کر دیکھو تو اس کو سیاہ پاؤ گے۔ پھر فرمایا وہ الحمد و الحبة ایک ذوق ہے جیسے کوئی انسان یا جانور کوئی معنوی چیز محدثاً ہے اسی طرح ایمان بھی تھوڑے اسادل میں داخل ہوتا ہے پھر اس میں وسعت اور کشادگی آتی ہے اور زیادہ ہوتا ہے۔

ایمان چارستون پر قائم ہے:

۳۹..... ہمیں خبردی ابو زکریا بن الحنفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبد اللہ المزني نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن عاصم بن حفص بن غیاث نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن سعی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینی نے محمد بن سوق سے انہوں نے علاء بن عبد الرحمن سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی حضرت علی کے پاس گیا اور پوچھا اے امیر المؤمنین ایمان کیا ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایمان چارستون پر قائم ہے۔

صبر۔ عدل۔ یقین۔ اور جہاد پر مہر ان میں سے ہر ایک ستون کی تعمیذ کر فرمائی ہم نے حضرت علی سے کئی دیگر وجہ سے بھی روایت کی ہے۔

۴۰..... ہمیں خبردی ہے ابو بکر احمد بن محمد الشناھی نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے ابو الحسن طراھی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سیدداری نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن الجیش نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو خالد احرار نے عمر بن قيس سے انہوں نے ابو الحنفی سے وہ کہتے ہیں حضرت علی نے فرمایا کہ صبر ایمان میں بعزم لہ سر کے ہے جسم میں جب صبر پڑا جائے ایمان چلا جاتا ہے۔

(۳۸)..... السمعۃ: بالضم مثل النکحة من البیاض ومنه فرس المظ إذا كان بمحفلته بیاض بسیر. کذا بالبهایة لابن الأثیر، بشر بن موسی بن صالح بن شیخ بن عمرۃ ابی علی البغدادی (ت) (مسیر ۱۲ / ۳۵۲)، وعوف هو ابن ابی حمیله والحدیث اخرجه ابن ابی شبیبة فی الایمان (۸) عن ابی اسامة عن عوف به.

وقال الالبانی منقطع الاستاد بن عبد الله وعلى كما في التقریب والخلاصة

(۳۹)..... ابوزکریباً ابی اسحاق هو یعنی بن ابراہیم بن محمد (سیر ۱ / ۲۹۵)، ابومحمد احمد بن عبد الله المزني، عبد اللہ بن عاصم بن حفص بن غیاث (مسیر ۱۳ / ۵۵۸)

والحدیث اخرجه ابن ابی الدنیا فی الیقین طبع بدار الكتب العلمیة

(۴۰)..... ابوا الحسن الطرانفی هو احمد بن محمد بن عبدوس سبق (۱۲)، وابوا اسحاق هو عمرو بن عبد الله السبیعی، وعمرو بن قیس هو الملائی، وابو خالد الأحمر هو سلیمان بن حیان.

والحدیث اخرجه ابن ابی شبیبة (۱۳۰) عن ابی خالد الأحمر به

وقال الالبانی :

الإسناد ثقات غير ابا اسحاق وهو السبیعی كان اختلط ولم يسمع من على رضی اللہ عنہ ثم هو مدلس

و ضوء نصف ایمان ہے:

۲۱: ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اشائی نے وہ کہتے ہیں ہمیں ابو الحسن طراغی نے بیان کیا وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا عبداللہ بن رجاء بصری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اسرائیل نے ابو الحسن سے ابو لیل سے وہ کہتے ہیں محمد بن عدی نے کہ میں نے علی رضی اللہ عنہ بن ابی طالب سے سافر ماتے تھے۔
الوضوء نصف الایمان۔ کو ضوئیف ایمان ہے۔

جونماز نہیں پڑھتا وہ کافر اور بے دین ہے:

۲۲: ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اشائی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طراغی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عثمان بن سعید داری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابن نسیر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے محمد بن ابی اساعل نے معقل حنفی سے وہ کہتے ہیں کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی آیا اور وہ کھلے میدان یا کھیت میں تھا اے امیر المؤمنین آپ اس عورت کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جونماز نہیں پڑھتی حضرت علی نے فرمایا:

من لم يصل فهو كافره
جو شخص جونماز نہیں پڑھتا وہ کافر ہے۔

۲۳: ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اشائی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طراغی نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں بیان کی ہے اس سے اس نے ذریعہ اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انسوں نے فرمایا:

من لم يصل فلا دين له.

جو شخص جونماز نہیں پڑھتے اس کا کوئی دین نہیں ہے۔ اور اہم نے بریدہ بن حصیب سے اس نے بیوی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے:

العهد الذي بيننا وبينهم الصلاة فمن تركها فقد كفر.

ہمارے اور ان کے درمیان جو عہد ہے وہ نہماز ہے جو شخص اسے چھوڑ دے وہ کافر ہو گیا۔

یقینی بات ہے کہ ارادہ کیا ہے ایسا کافر جو ایمان اللہ کے منافی اور ایمان کی ضد ہے بوجترک کرنے ایک شاخ کے کٹی شاخوں میں سے اور وہ کافر

(۱) ابو لیلی هو الکندی، وابن الریل هو ابن یونس بن ابی اسحاق.

والحدیث اخرجه ابن ابی شیبۃ فی الایمان (۲۲۳) عن وکیع عن سفیان عن ابی اسحاق عن ابی لیلی الکندی عن علام للحجر ان حجر اراء اہنأ له خرج من العائط فقال يا اغلام ناولني الصحيفة من الكرة سمعت علیا يقول:

الظهور نصف الایمان

(۲) آخرجه ابن ابی شیبۃ فی الایمان (۲۲۶) عن ابن نسیر عن محمد بن ابی اسماعیل به.

وقال الابنی هذلا لا يصح عن علي وعله (معقل) هذا قال (الحافظ) مجہول.

(۳) عاصم هو ابن بہدلہ وشريك هو ابن عبد اللہ التخی.

والحدیث اخرجه ابن ابی شیبۃ فی الایمان (۲۳۰) عن شريك عن عاصم به.

وقال الابنی شريك هو ابن عبد اللہ الفاضل وهو ضعیف لسوء حفظه.

وقول البیهقی : وقد روینا عن بریدة بن حصیب الخ

آخرجه الترمذی (۲۶۲۱)، وابن ماجہ (۱۰۷۹)، احمد (۱۳۲۶/۵)، والمسنون فی السنن الکبری لـ (۳۲۶/۳)، والحاکم لـ

المستدرک (۱/۶ و ۷)، وابن ابی شیبۃ فی الایمان (۲۳۰) وصحیح الابنی اسناده.

مرا اُنہیں جو ایمان باللہ کے منافی ہواں لئے کہ اس شخص نے فریست کا انکار نہیں کیا ممکن ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز کو خاص طور پر ذکر کرنا اس کے ترک پر وجوب قتل کے لئے ہو جیسے قتل کا وجوب ترک ایمان پر ہے۔

۲۳:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے خبر دی ہے ابو بکر بن الحنفی نے وہ کہتے خبر دی ہے بشیر بن موئی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابو قیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اعش نے جامع بن شداد سے اسود بن ہلال سے وہ کہتے حضرت معاذ بن جبل نے اپنے اصحاب سے کہا:

اجلسوا بنا نباء من، اظنه قال، ساعۃ ای نذکر اللہ.

ہمارے ساتھ ہنچھو ہم ایمان لا ایں، یا اس میں آئیں میرا خیال ہے کہا تھا ایک لخط یقینی ہم بیٹھ کر اللہ کا ذکر کریں۔

۲۴:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر بن الحنفی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عبد اللہ بن جراح نے اور بیان کیا ہے ہمیں محمد بن فضیل نے اپنے والد سے وہ نقل کرتے ہیں شاک سے وہ ابراہیم سے وہ علقہ سے وہ عبد اللہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

اجلسوا بنا نزدا دایمانا

ہمارے ساتھ ہنچھو ہم ایمان کو زیادہ کریں۔

۲۵:.....ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہم سے عبد اللہ بن جراح نے وہ کہتے ہیں تم سے بیان کیا ابن حمافی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے ہلال وزان سے انہوں نے عبد اللہ بن حکیم سے انہوں نے عبد اللہ سے یعنی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے:

اللهم زدنی ایماناً وفقها

اللهم میر ایمان اور دین کی فہم زیادہ فرم۔

۲۶:.....ہمیں خبر دی ہے ابو نصر قادہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو منصور نظری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے احمد بن نجده نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے سعید بن منصور شریک نے پھر اس روایت کو اپنی سند کے ساتھ ساقیہ روایت کی مثل نقل کیا ہے اور ان القاذ کا اضافہ کیا ہے۔

یقیناً وعلمأ

یعنی میرے یقین اور علم میں اضافہ فرم۔

(۲۳)ابونعیم ہو الفضل بن دکمن

والحدیث علله البخاری (۱/۲۵ الفتح) وقال الحافظ وصله أَحْمَدُ، وَأَبُو بَكْرٍ أَيْضًا بِسْنَدِ صَحِيفَةِ إِلَى الْأَسْوَدِ بْنِ هَلَالٍ، ۱ هـ وآخر جهه ابن أبي شیۃ فی الإیمان (۱۰۵)

(۲۴)عبد اللہ هو ابن مسعود رضی اللہ عنہ وعلقمة هو ابن قیس التخی، وابراهیم هو ابن بزید بن قیس التخی، ووالد محمد هو فضیل بن غروان الضبی، ومحمد بن ایوب هو ابن یحیی بن النضریس

(۲۵)هلال هو ابن ابی حمید الوزان، وابن الحمامی هو یحیی بن عبد الحمید، وابو منصور النضروی هو العباس بن الفضل بن ذکریا

الضبی النضروی، وأحمد بن نجدة (سیر ۵۷۱/۱۳)

والحدیث فی فتح الباری ۱/۲۸ وعزاء الحافظ لأحمد فی الإیمان من طریق عبد اللہ بن عکیم عن عبد اللہ به.

وقال الحافظ استاده صحيح وآخر جه الاجری فی الشریعة (ص ۱۱۲) من طریق وكیع عن شریک به.

صبر نصف اور یقین عین ایمان ہے:

۳۸: ... تہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحسن محمد بن حسن بن داود علوی نے اور اماکر وایا کہتے ہیں خردی ہے عبداللہ بن محمد بن حسن نصیر آبادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عبداللہ بن ہاشم نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہے وکیع نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے اگوش نے اپنے بیان سے انہوں نے علقہ سے کہ عبداللہ بن مسعود نے فرمایا۔

الصبر نصف الایمان والیقین لا ایمان۔ صبر نصف ایمان ہے اور یقین عین ایمان ہے۔

یہ روایت دوسرے طریق سے بھی مردوی ہے جو کمزور ہے مرفوعاروایت ہے۔

ہم نے اسی مفہوم کے کئی شواہد حضرت عبداللہ بن مسعود کے اقوال روایت کئے ہیں وہ کتاب الایمان میں مذکور ہیں جو شخص ان سے واقف ہونے چاہے اسی کی طرف رجوع کرے۔

۳۹: ... تہمیں خردی ابوعبداللہ الحافظ نے وہ کہتے ہیں خردی ہے ابوکبر بن الحلق نے وہ کہتے ہیں خردی ہے بشر بن موئی نے وہ کہتے ہیں بیان

(۳۸) ابوالحسن محمد بن الحسین بن داود الملعوی (ت ۱۲۹/۲) (عبر ۳۰۵)، ولينظر من هو عبد الله بن محمد بن الحسن النصير آبادی، عبدالله بن هاشم (ت ۲۵۵) (سیر ۱۲/۲۸)، وأبوظبيان هو الحسين بن جندب، ووکیع هو ابن الجراح، وعبد الله بن هاشم هو انطوسی والحدیث علقة البخاری (الفتح ۱/۳۵) وقال الحافظ : ۲۸/۱

رواه الطبرانی بسنده صحيح.

وآخر جهه أبونعمیم فی الحلیة والبیهقی فی الزهد من حدیثه مرفوعاً ولایشت رفعه، وقال الهیشمی فی مجمع الزوائد (۱/۵۷) رواه للطبرانی فی الكبير ورجله رجال الصحيح.

(۳۹) ... عمار هو ابن ياسر رضي الله عنه، وسفیان الغائب أنه ابن سعید الشری ویحتمل أن يكون ابن عبیبة. والحدیث فی الترغیب والترھیب للأصبھانی رقم (۵۹) بترقیتنا من طریق الحسین بن عبد الله الواسطی امام مسجد العوام عن عبد الرزاق عن عمر عن ابن اسحاق به مرفوعاً.

فتح الباری ۸۲/۱ تعلیقاً و قال الحافظ :

رواه أحمد بن حنبل فی كتاب الإيمان من طریق سفیان الشری ورواه بیکر بن أبي شيبة فی مستنه من طریق شعبه. وزہیر بن معاوية کلمہ عن أبي اسحاق السبیعی عن صلة بن زفر به.

وھکذا رویناه فی جامع معمر عن أبي اسحاق وکذا حدث به عبد الرزاق فی مصنفه عن معمر

وحدث بعید عبد الرزاق باخرا فرقعه إلى النبي صلی الله علیہ وسلم كذا أخرجه البزار فی مستنه وابن أبي حاتم فی العلل كالاعتراض عن الحسن بن عبد الله الكوفی. هو عندنا الحسین بن عبد الله الواسطی.

وکذا رواه البغوى فی شرح السنۃ من طریق أحمد بن کعب الواسطی.

وکذا أخرجه ابن الأعرابی فی محدثه عن محمد بن الصباح الصنعانی ثلثتهم عن عبد الرزاق مرفوعاً واستغیره البزار وقال أبوزرعة هو خطأ.

قال الحافظ :

هو معلوم من حيث صناعة الإسناد لأن عبد الرزاق تغير بآخره وسماع هؤلاء منه في حال تغيره إلا أنه مثلاً لا يقال بالرأي فهو في حكم المرفوع وقد رویناه مرفوعاً من وجه آخر عن عمار آخر جه الطبرانی فی الكبير وفي إسناد ضعف.

فت. قال الهیشمی فی المجمع ۱/۵۷ فی إسناده القاسم أبوعبد الرحمن وهو ضعیف.

عیا ابویعم نے وہ کہتے ہیں میں بیان کیا سفیان نے ابو الحنفی سے انہوں نے صلہ بن زفر سے انہوں نے عمار سے وہ فرماتے ہیں۔

ثلاثۃ من جمعهن فقد جمع الا يمان الا نفاق من الاقفار والانصاف من النفس . وبذل السلام للعالم
تمن صفات ہیں جو شخص اپنے اندر ان کو جمع کر لے اس نے ایمان کو جمع کر لیا تھا کی کہ باوجود اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اپنی ذات اور
اپنے نفس کا انصاف و محسوس کرنا۔ اور سلام کرنے کو سارے جہاں کے لئے عام کرنا۔

۵۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو مکر بن الحنفی نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے ہم سے محمد بن ایوب نے وہ کہتے
ہیں خبر دی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے شیخ ال مدینہ نے صفویان بن سلیم سے انہوں نے عصا بن یسار کے حضرت عبد اللہ بن
رواحہ نے اپنے ایک سماں سے کہا۔

تعال نؤمن ساعة او لستا مؤمنين.

آئیے ہم ایک لمحہ میں ہیں اس نے پوچھا کہ کیا ہم مؤمن نہیں ہیں انہوں نے جواب دیا۔
بلی ولکن نذکر اللہ فرزدا دایمانا۔

ہاں مؤمن تو یہ لیکن ہم اللہ کی یاد کریں اور ہمارا ایمان زیادہ ہو۔

قرآن سے پہلے ایمان سیکھنا:

۵۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ تھیقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو حامد احمد بن محمد بن حسین تھیقی نے وہ کہتے ہیں
ہمیں بات بتائی ہے داؤد بن حسین تھیقی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے جاجان بن نصر
نے وہ کہتے ہیں ہم سے بیان کیا ہے حماد بن شح نے ابی همارا الجوئی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ساجد بخلی سے انہوں نے فرمایا: کہا
کہا فیینا حزاورۃ مع نبینا صلی اللہ علیہ وسلم فتعلمنا الا یمان قبل ان نتعلم القرآن ثم نعلم القرآن فیلم ایمان
فاز ددنا به ایماناً و انکم اليوم تعلمون القرآن قبل الایمان.

ہم لوگ مضبوط جوان تھے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں رجے تھے ہم قرآن سیکھنے سے پہلے ایمان سیکھتے تھے اس کے بعد ہم
قرآن سیکھتے تھے لہذا ہمارا ایمان زیادہ ہو جاتا اور تم لوگ آج ایمان سے پہلے قرآن سیکھتے ہو۔

ایمان کی تین صفات:

۵۲..... کہا (داود بن حسین تھیقی نے) حدیث پیان کی ہے ہم سے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں بیان کیا ہے عبد اللہ بن موی نے وہ کہتے
ہیں خبر دی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے طلحہ رضی اللہ عنہ سے انہوں ابی حازم سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

(۵۰) احمد هو ابن عبد اللہ بن یونس الکوفی۔

والحدیث اخر جه این ابی شیبة فی الإیمان (۱۱۶) عن ابی اسامة عن موسی بن مسلم عن ابی سابط قال : کان عبد اللہ بن رواحة یأخذ
بسی الدندر من اصحابہ فیقول فذکرہ و قال الابنی : إسناده ضعیف لأن ابی سابط و اسمه عبد الرحمن لم یدرك این رواحة فلان هذا مات فی
عهد النبي صلی اللہ علیہ وسلم شہیداً فی غزوة مؤذن۔

(۵۱) جندب هو ابن عبد اللہ البجلي رضی اللہ عنہ و أبو عمران هو عبد الملک بن حبیب، و حماد بن نجیح هو المஸوی
والحدیث اخر جه این ماجة (۲۱) عن علی بن محمد عن وکیع عن حماد بن نجیح و کان ثقہ به دون قوله و انکم اليوم تعلمون القرآن
قبل الایمان۔

وقال ابوصیری فی الزوائد:

إسناد هذا الحديث صحيح رجاله ثقات.

(۵۲) ابو حازم هو سلمان الأشعجی الکوفی، و طلحہ هو ابن مصرف و منصور هو ابن المعتمر و اسرائیل هو ابن یونس.
ذائق قال هو: داود بن الحسین البیهقی.

ثلاث من الایمان. ان يحتمل الرجل في الليلة الباردة. فيقوم فيحصل لايراه الا الله. والصوم في اليوم الحار.
وصلة الرجل في الأرض الفلات لايراه الا الله.

تمن صفات يائمن کام الایمان میں سے ہیں۔ خت مردی کی رات میں کوئی آدمی خواب میں ناپاک ہو جائے پھر انہوں کو حصل کرے حالانکہ اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔ وسر اختر گری کے دن روزہ رکنا تیرسے کسی انسان کا جگل و پیاپاں میں نہماز ادا کرنا جہاں اللہ کے سوا اس کو کوئی نہیں دیکھ رہا۔

ایمان گھٹتا اور بڑھتا ہے:

۵۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابوکراشانی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طراغی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن یونس نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے اسماعیل بن عیاش حمصی نے عبد الوہاب بن مجاهد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابن عباس سے اور ابو ہریرہ سے دونوں نے فرمایا۔

الایمان یزداد و ینقص۔

ایمان گھٹتا بھی ہے اور بڑھتا بھی ہے۔

۵۳:..... اپنی سند کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث تبلی ہے اسماعیل بن عیاش نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے خرز بن عثمان نے رحمی نے ابو حبیب حارث بن حجر رحمہ اللہ عنہ ان ہوں نے ابو الدراء سے انہوں نے فرمایا:
الایمان یزداد و ینقص۔ کہایمان بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

۵۴:..... اور اپنی اسناد کے ساتھ بیان کیا ہے کہ ہمیں اسماعیل بن عیاش نے حدیث بیان کی ہے صفوان بن عمرو سے عبد اللہ بن ربیعہ حضری سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ آپ نے فرمایا:

الایمان یزداد و ینقص

کہایمان کم زیادہ ہوتا ہے۔

۵۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوکراشانی اسحق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن زیادہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابونصر تمار نے ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے اور خبر دی ہے ابوکراشانی نے خبر دی ہے طراغی نے

(۵۷) والد عبد الوہاب ہو مجاهد بن جیر المکی، وأحمد هو ابن عبد الله بن یونس۔

والحدیث اخر جد ابین ماجہ (۵۷) عن أبي عثمان البخاری سعید بن سعید عن الہیثم بن خارجہ عن اسماعیل يعني ابن عباس به۔
وقال البوصیری :

استاد هذا الحدیث ضعیف۔

(۵۸) الحارث بن مخمر أبو حبیب (الجروح ۱۵/۳)، (النقفات ۳/۱۳۱)، وأبو الدراء هو عویض رضی اللہ عنہ۔

والحدیث اخر جد ابین ماجہ (۵۸) عن أبي عثمان البخاری عن الہیثم عن اسماعیل بن عباس عن حربیز بن عطفان الرجی عن الحارث (بن مخمر) أطنه عن مجاهد عن أبي الدرداء به۔

تبیہ: وقع في ابن ماجة المخطوطة جريراً بدل حربیز وهو خطأ

(۵۹) عبدالله الصواب أنه ابن رافع الحضرمي، وصفوان بن عمرو هو : ابن هرم الحمصي۔
والحدیث في الآلی المصنوعة (۱/۳۸) وعزاه السبوطي للمصنف في الشعب فقط۔

و کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابو جعفر بن ابو شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے عفان نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے حماد بن سلمہ نے ابو جعفر سے علیؑ سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد عسیر بن جبیب بن فحاشہ سے انہوں نے کہا الایمان یزداد و بنقص ایمان کم زیادہ ہوتا ہے۔

ان سے یوچھا گیا اس کی اور زیادتی کیا سے انہوں نے جواب دیا۔

جب ہم اپنے رب کو یاد کرتے ہیں اور ہم اس سے ڈرتے ہیں یہ ایمان کی زیادتی ہے اور جب ہم غافل ہو جاتے ہیں اور بھول جاتے ہیں اور کوئی عمل ضائع کرتے ہیں یہ ایمان کا نقصان ہے۔ یہ الفاظ حدیث عفان کے ہیں۔

امشوابنا نزداد ایمانا.

ہمیں لے چلو ہم ایمان پڑھائیں۔

شیانت کرنے والے کا ایمان گھٹ جاتا ہے:

.....ذکورہ اسناد کے ساتھ۔ ہمیں بیان کیا ہے ابوکبر ان ابی شیبہ نے کہتے ہیں بیان کیا ہے ہمیں وکیع نے سفیان سے انہوں نے ہشام بن عرودہ سے انہوں نے اینے والد سے وہ فرماتے ہیں۔

مانقصت أمانة عبدقط الا نقص من ايمانه

نہیں کم ہوتی کسی بندے کی امانت ہرگز مگر اس کا پیمانہ کم ہو جاتا ہے۔

لیکن ایامن میں خاتمت کرنے والے کا ایمان گھٹ جاتا ہے۔ (ترجمہ)

۵۹:.....ہمیں خبردی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے ابو بکر بن الحنف نے خبردی ہے محمد بن ایوب نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے شیبان نے وہ کہتے ہیں خبردی جو پرنے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتائی ہے عسینی بن عاصم نے عدی بن عدی سے کہ عمر بن عبد العزیز اس

^{٥٦} عمير بن خماده رضي الله عنه ذكره الحافظ في الإصابة، وأبو جعفر هو عمير بن بزيذ الخطمي، وعفان هو ابن مسلم، وأبو نصر عبد الملك بن عبد العزيز التمادي.

الحاديـث أخـرـجـهـ ابنـ أبيـ شـيـةـ فـيـ الـإـيمـانـ (ـ١ـ٣ـ)ـ،ـ وـالـأـجـرـىـ فـيـ الشـرـبـةـ (ـصـ ١ـ١ـ،ـ صـ ١ـ٢ـ)ـ مـنـ طـرـيقـ حـمـادـ بـنـ سـلـمـةـ بـهـ .ـ

قال الإبلاني إسناده حسن.
٥٨) والدهشان : هو عروة بن الزبير الأسدى وسفيان يمكن أن يكون ابن معيد الشورى أو ابن عبيدة وكيف هو ابن المجراج . الحديث أخرجه ابن أبي شيبة في الإيمان (١٠) عن ركيع وأخرجه الأصحابي في الترغيب والترهيب (٢٥٢) برفعى من طريق الحسن بن لمي بن صالح .

^{٨٩} جمهور ابن حازم، شارع ابن فروخ الخط.

الحادي عشر: جرير بن عبد الله روى عن عاصم عن عيسى بن حازم عن أبي اصمة عن أبي شيبة في الإيمان (١٣٥) عن أبي اصمة عن جرير بن حازم عن عيسى بن عاصم به وقال الألباني: سناده صحيح.

کی طرف لکھا:

اما بعد فان للامان حدودا و شرائع و فرائض من استكمالها استكمال الایمان ومن لم يستكملها لم يستكمل الایمان
حمد و صلوٰۃ کے بعد اب شک ایمان کی پچھے حدود ہیں اور طریقے ہیں اور احکام و فرائض ہیں جس نے ان کو مکمل کیا اس نے ایمان کو مکمل کیا
جس نے ان کو ادھورا چھوڑا اس نے ایمان ادھورا چھوڑا۔

ایمان قول عمل ہے:

(۱۰) ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن الحنفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد الصمد بن
حسان نے وہ کہتے ہیں ہمیں بنایا سفیان نے زید بن ابی زیاد سے اس نے مجاهد سے انہوں نے کہا:

الایمان قول و عمل یزید و ینقص

ایمان قول عمل ہے زیادہ ہوتا اور کم ہوتا ہے۔

(۱۱) ... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اشافی نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن طراغی نے کہ بات بیان کی ہم سے عثمان بن سعید نے فرماتے ہیں مجھے حدیث
بیان کی گئی ہوں علی بن مدینی سے خلف بن خلیف سے انہوں نے لیٹ سے انہوں نے مجاهد سے اس ارشاد الہی کے بارے میں:
ولکن لیطمثن قلبی (ابنۃ ۲۶۰)

تا نکہ میراول مطہن ہو جائے۔

مجاہد نے کہا:

ازداد ایمانا النی ایمانی اپنے ایمان کی طرف ایمان کو زیادہ کرو۔

ہم نے اس کو بھی روایت کیا ہے سعید بن جبیر اور ابراہیم ثخنی سے۔

(۱۲) ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی ہے ابو بکر بن الحنفی نے انہوں نے کہا خبر دی ہے یوسف بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں
خبر دی ہے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابو بلال نے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی بکر بن عبد اللہ مرنی نے وہ کہتے
ہیں میں علیہ اصلوٰۃ والسلام نے بعض حواریوں سے کہا۔

ارنی ید ک قصیر الایمان

اپنا ہاتھ مجھے دیکھائی اے چھوٹے ایمان والے۔

یہ وقت تھا جب وہ پانی پر چلے تھے اور ایک آدمی ان کے پیچے لگا۔ اس نے اپنا پیر رکھا اور غوطہ کھایا (ذوبنے لگا) میں علیہ السلام نے اس
کے کہا ہاتھ یا قصیر الایمان اور ہاتھ کرائے کوتاہ ایمان والے۔

(۱۳) ... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر اشافی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الحسن طراغی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید نے

(۱۰) سفیان هو ابن سعید التوری، عبد الصمد ذکرہ ابن حجر فی التعجیل (ص ۲۲۰)

(۱۱) لیٹ هو ابن ابی سلیم، وعلی هو: ابن عبد اللہ بن جعفر المدینی.

والحدیث آخر جه الطری فی التفسیر (۵۱/۲)، حلی عن صالح بن مسماً عن زید بن الحباب عن خلف بن حبیبة عن لیث بن ابی سلیم عن
مجاہد و ابراهیم به

وعزاء السوطي فی الدر المنشور (۱/۳۳۲ و ۳۳۳)، (سعید بن منصور)، وابن حبیر وابن المنذر والمصنف فی الشعب.

(۱۲) الحدیث آخر جه ابن ابی الدین فی کتاب البقین (۲/ب. ۳۱)

وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے ابو شہاب نے لیٹ سے عبد الرحمن بن سابط سے انہوں نے کہا۔

والله مالا ری ایمان اهل الارض بعدل ایمان ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولا راری ایمان مکہ ایمان عطا۔ اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ اہل زمین کا ایمان ابو بکر کے ایمان کے برابر ہو سکے اور میں نہیں سمجھتا کہ اہل کہ کا ایمان عطا کے ایمان کے برابر ہو سکے۔

جرائیل اللہ تعالیٰ کا ایمان:

۶۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن علی نے فرماتے ہیں خبر دی ہے ابو حامد احمد بن محمد بن حسین بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن اعلق بن اعلق نے بن ابو عباد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے بن عمر نے وہ فرماتے ہیں۔

کہاں ابی ملیکہ سے کہا گیا آپ کے ساتھ ایک آدمی بیٹھا ہے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا ایمان جرائیل علیہ السلام کے ایمان کی مثل ہے انہوں نے جواب دیا اللہ کی قسم اللہ نے جرائیل کو ثناہ میں فضیلت دی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (جرائیل کے بارے میں)

انہ لقول رسول کریم ذی قوہ عند ذی العرش مکین مطاع ثم امین وما صاحبکم بمحتون (تکویر ۱۹-۲۲)

بے شک قرآن معزز فرشتے کا کہا ہوا ہے۔ جو بڑا طاق توڑے ہے۔ عرش کے مالک کے کزو دیک بڑا رب ہے والا ہے۔ اس کی اطاعت کی جاتی ہے۔ وہاں وہ ائمہ (قابل اعتماد) ہے اور تمہارا رفیق (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں ہے دیوانہ۔

اللہ تعالیٰ نے جرائیل کو اتنی بڑی عظمت عطا کی ہے۔ (ترجم)

اور سمجھتے ہو کہ مہران کا ایمان وہ آدمی جو ہر وقت شراب میں مست رہتا تھا جرائیل کے برابر ایمان کے ہے۔

۶۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عباس محمد بن یعقوب امام انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو عقبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی بقیہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے عبد الملک بن ابی نعیمان نے جو کہ شیخ تھے اہل جزیرہ کے وہ روایت کرتے ہیں میمون بن مہران سے وہ کہتے ہیں۔

کہ ایک آدمی نے ان سے تقدیر کے بارے میں مناظرہ کیا۔ فرماتے ہیں وہ اسی بحث میں مصروف تھے کہ اچانک دونوں نے ایک عورت کے گانا گانے کی آواز سنی میمون نے فرمایا اس عورت کے ایمان کا حضرت عمران کی بیٹی مریم کے ایمان کے ساتھ کیا مقابلہ میمون کہتے ہیں جب انہوں نے اس سے یہ بھی بات کہی تو (شمندہ ہو کر) چلا گیا اس پر مزید کچھ نہ کہہ سکا۔

۶۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن علی نے کہ خبر دی ہے احمد بن محمد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن زنجویہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن موسی نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو بشر طبلی نے حسن سے انہوں نے کہا۔

لِسْ الْإِيمَانُ بِالْتَّحْلِيِّ وَلَا بِالنَّفْيِ وَلِكُنْ مَا وَقَرْ فِي الْقَلْبِ وَدَقَّاتُهُ الْأَعْمَالُ مِنْ قَالَ حَسَنًا وَعَمِلَ غَيْرَ صَالِحٍ رَدَهُ

(۱۳) عطا ہو ابن ابی ریاح القرشی، ولیث ہو ابن ابی سلیم، وابو شہاب ہو عبد ربه بن نافع الحناط.

(۱۴) یعقوب بن ابی عباد (الجرح ۸۲۸/۹، الفقہات ۲۸۵/۹)، وابن ابی ملیکہ ہو عبد اللہ بن عبد اللہ بن ابی ملیکۃ القرشی، ونافع بن عمر بن عبد اللہ الجعفی (ت ۱۶۹) تہذیب.

(۱۵) ابو عقبہ احمد بن الفرج العجرازی (سیر ۱۲/۵۸۲)، ولينظر من هو عبد الملک بن ابی النعمان.

الله علی قوله ومن قال حسناً و عمل صالح رفعه العمل.

ایمان بناوٹ سجادت کا نام ہیں ہے اور نہ خوش امیدوں کا نام ہے ایمان وہ ہے جو دل میں جگد کر لے اور اعمال اس کی قدمی کریں۔

جو شخص بات اچھی کرے اور عمل غیر صالح کرے اللہ تعالیٰ اس کو اس کے قول پر مار دیتے ہیں اور جو شخص اچھی بات کرے عمل صالح کرے اس کے عمل بلند کردے گا یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

الیه يصعد الكلم الطيب والعمل الصالح يرفعه۔ (فاطر: ۱۰)

اللہ تعالیٰ کی طرف پاک الفاظ پڑھتے اور بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح اس کو وہی اوپر اٹھاتا ہے۔

امام حافظ ابو یکبر ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تحقیق ایمان کے بارے میں ہم اپنے قولِ محمد بن حنفیہ سے بھی روایت کر چکے ہیں اور عطاء بن ابی رباح سے اور حسن سے۔ این سیرین سے۔ عبید بن عمر سے وہب بن منیہ سے اور حبیب بن ابی ثابت سے اور دیگر مسلمان ائمہ سے مثلاً اوزاعی، مالک، سفیان بن عینہ، فضیل بن عیاض، امام شافعی، احمد حنبل، اسحاق بن ابراہیم، عطیٰ محمد بن اسحاق علیل، بخاری و غیرہ حرم حبہم اللہ۔

نماز ایمان میں سے ہے:

۷۶:... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابو عمرہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ربیع نے وہ کہتے ہیں جوانوں نے کتاب السیر میں ذکر کیا ہے۔

الصلوٰۃ من الایمان نماز ایمان میں سے ہے۔

اور کہا ہے۔ ذیحہ پر تسمیہ کے بارے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود کے بارے میں ناپسند نہیں کرتا کہ ذیحہ پر نسیم اللہ کے ساتھ یہ بھی کہہ صلی اللہ علی رسولہ (اللہ اپنے رسول پر رحمت نازل کرے) بلکہ میں اس کو پسند کرتا ہوں اس لئے کہ اللہ کا ذکر اور رسول اللہ پر صلوٰۃ ایمان باللہ ہے اور اس کی عبادت ہے جس پر انشاء اللہ اجر دیا جائے گا جو کہے گا۔

ہم نے یوسف بن عبد الواحد نے روایت کیا ہے انہوں نے ربیع بن سلیمان سے وہ کہتے ہیں میں نے امام شافعی سے سنافر ماتے تھے۔

الایمان قول و عمل یزید و ینقیص بیمان

ایمان قول ہے اور عمل ہے کم زیاد وہ ہوتا ہے۔

۷۸:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے یوسف نے پھر اسی حدیث کو روایت کیا ہے۔

ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر درست نہیں:

۷۹:... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو علی حسین بن صفوان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے عبد اللہ بن محمد بن ابی الدنیا نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے ابراہیم بن سعید نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہم سے عبد الصمد بن نعمان نے وہ کہتے

(۲۶) ... لینظر من هو أبوبشر الحلی.

والحدیث فی کنز العمال (۱۱) آخرجه ابن النجاش والدبلمی وسعید بن منصور عن انس.

(۲۷) ... ابوسعید بن ابی عمرہ هو محمد بن موسیٰ من الفضل الصیرفی (ت ۳۲۱)، والربيع: هو ابن سلیمان بن عبدالجبار المرادی.

(۲۸) ... الزبیر بن عبد الواحد بن محمد الأسد ابادی أبو عبد الله (ت ۳۷) (مسیر ۵۰/۱۵). ولینظر من هو یوسف بن عبد الأحد.

(۲۹) ... لینظر من هو أبو على الحسین بن صفوان، وعبد الصمد بن النعمان، أما ابراہیم بن سعید فهو الجوہری، وعبد الله هو ابن محمد بن عبد بن ابی الدنیا ... والحدیث اخرجه ابن ابی الدنیا فی محاسبة النفس (۸۶) ومن طریقه اخرجه المصنف.

یہ حدیث بیان کی ہے ہارون بربری نے عبد اللہ بن عبید بن عمر سے انہوں نے فرمایا۔

الایمان قائد والعمل سائق والنفس حرون فاذاؤنی قاتلها لم تستقم لسائقها واذاؤنی سائقها لم تستقيم لقائد ها ولا یصح هذا الا مع هذا حتى تقدم على الخير الایمان بالله مع العمل لله والعمل لله مع الایمان بالله۔
ایمان، آگے سے کھینچنے والا ہے اور عمل پیچھے سے ہائکنے والا۔ اور نفس اڑیل گھوڑا ہے جب اسے آگے کھینچنے والا است ہو جاتا ہے وہ پیچھے سے ہائکنے والا سے سیدھائیں ہوتا اور جب پیچھے سے ہائکنے والا است ہو جاتا ہی تو وہ آگے کھینچنے والا سے سیدھائیں ہوتا (دونوں باہم لازم طریقہ ہیں ایمان اور عمل صالح) ایمان عمل کے بغیر اور عمل ایمان کے بغیر درست نہیں ہوتا یہاں تک کہ نفس خیر کا اقدام کرے ایمان بالله عمل اللہ کے ساتھ اور عمل اللہ ایمان بالله کے ساتھ۔

قبیصہ بن عقبہ ہارون سے اس اثر کا متألف لائے ہیں۔

۷۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق صغائی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یعنی بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سنان نے ضحاک سے اس ارشاد الہی کے بارے میں:

الیه یصعد الكلم الطیب والعمل الصالح یرفعه۔ (فاطر: ۱۰)

ضحاک نے کہا:

العمل الصالح یرفع الكلام الطیب۔

عمل صالح طیب کلام کو اونچا کرتا ہے۔

ایمان کی اور زیادتی کی بابت احتلاف کا موقف

۱..... احتلاف کا موقف یہ کہے ایمان کم زیادہ نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ ایمان نام ہے زبان کے اقرار اور تصدیق دونوں خاص کیفیات ہیں، جو کہ زیادہ یا کم نہیں ہو سکتیں۔

البته مؤمن بہ کا اضافہ ہوتا ہے یعنی جن چیزوں یا امور سے ایمان لایا جاتا ہے وہ چیزیں اور ان کے ساتھ ایمان تو کم زیادہ ہوتے ہیں۔ مگر ایمان جو کہ تصدیقی ہے وہ تو بدستور ہے لہذا وہ کم زیادہ نہیں ہو سکتی۔

۲..... یہ ایمان اور اعمال دو الگ الگ چیزیں ہیں گنجات اخروی کے لئے ایمان اور اعمال صالح دونوں اہم و ضروری ہیں لیکن اعمال صالح ایمان میں شامل یا اس کا حصہ نہیں ہے۔

یعنی ایمان تصدیق قلبی کے نام ہے اور اعمال احکامات شرعیہ کے مطابق اعضاء و جوارح کو استعمال کر کے بنت رضاۃ الہی بہیت عبادات سر ایام و نیے کا نام ہے۔ آیات قرآنیہ شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایمان اور عمل صالح کو دونوں مختلف اور الگ چیزوں کے طور کے پیش فرمایا۔

ان الذين امنوا و عملوا الصالحات كانت لهم جنة الفردوس نزلا (کہف) (از مرجم)

ایمان کے بارے میں انشاء اللہ کہنا

۱۷: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خود دی ہے ابوالعباس محمد بن احمد بن محیوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے عبد اللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں خود دی ہے شعبہ نے سلم بن کھلیل سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے علقہ سے انہوں نے کہا ایک آدمی نے عبد اللہ بن مسعود سے کہا۔ انامومن۔ میں مؤمن ہوں اب مسعود نے فرمایا یوں کہوں۔ کہ میں جنت میں ہوں (یعنی میں جنت میں جاؤں گا) مگر ہم تو کہتے ہیں۔ ہم اللہ کے ساتھ ایمان لائے ہیں اور اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔

۱۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے محمد بن علی بن دحیم نے شیعیانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن الحنف زہری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے منصور سے انہوں نے ابراہیم سے انہوں نے کہا ایک آدمی نے علقہ سے کہا۔ کیا تو موسیٰ من ہے اس نے جواب دیا میں امید کرتا ہوں انشاء اللہ۔ مصنف فرماتے ہیں۔ ہم نے یہ بات صحابہ تابعین اسلف صالحین رضی اللہ عنہم کی ایک جماعت سے نقل ہے۔

اور ہم نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور فرمایا تم لوگ مؤمن ہو۔ تم لوگ اہل جنت ہو۔ اللہ کی قسم میں امید کرتا ہوں کہ اہل فارس درود کا زیادہ طبق جہاں تک تم دعوت لے کر بیجیے گئے ہو وہ جنت میں ہوں گے کیونکہ ان میں سے کوئی تمہارے لئے کوئی کام کر دیتا ہے تو تم اسے کہتے ہو۔ تم نے بہت اچھا کیا۔ اللہ تعالیٰ پر حمد کرے۔ تم نے بہت اچھا کیا اللہ تھجیے برکت دے۔ اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے۔

وَيَسْتَحِبُّ الَّذِينَ امْنَوْا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَيُزِيدُهُمْ مِنْ فَضْلِهِ۔ (سورة شور کی آیت ۲۶)

اللَّهُ تَعَالَى إِنَّ لَوْكُوْنَ كَيْ دِعَا قُوْبُولَ كَرَتَاهِيْ جَوَاهِيْمَانَ لَاهِيْ اُورْلَمَ صَالِحَ كَيْ اُورَلَنَ كَوَافِيْ نُصْلِيْ سَيْزِيَادَهَ كَرَكَ دِيَتَاهِيْ۔

۱۹: ہمیں خبر دی ہے ابو محمد مؤملی نے وہ کہتے ہیں خود دی ہے ابو عثمان بصری نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بتائی ہے محمد بن عبد الوہاب نے کہ خود دی ہے یعلیٰ بن عبید نے کہ ہمیں بات بتائی ہے اعمش نے شقیق سے انہوں نے سلمہ بن بدرہ سے وہ کہتے ہیں حضرت معاذ نے ہمیں خطبہ دیا۔ پھر اس نے پورا خطبہ ذکر کیا۔ (جو پہلے ذکر ہو چکا ہے) حضرت معاذ کے خطبہ میں یہ بات ہے کہ وہ اس میں جماعت کو مخاطب کرتے ہیں کسی شخص معین یعنی خاص شخص کو نہیں۔ مگر دوران بات استثناء کی طرف رجوع کرتے ہیں دخول جنت کے بارے میں اور یوں کہتے ہیں۔ انی لاطیع کر میں امید کرتا ہوں۔

(۱۷) ... ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب المحبوبی (ت ۳۳۶، شدراۃ ۲/ ۳۱)، (الوافی ۲/ ۳۳۶، شدراۃ ۲/ ۳۷۳)۔

والحدیث اخرجه ابن ابی شیبۃ فی الإیمان (۲۲) عن غدر عن شعبہ به

وقال الألبانی موقف صحيح الإسناد، وأخرجه عبد الرزاق (۲۰۱۰۱) عن معمر عن الأعمش عن شقیق به بسحوه.

(۱۸) محمد بن علی بن دحیم الشیبانی هو ابیر جعفر الكوفی سبق (۲)، وابراهیم بن اسحاق الزہری.

(۱۹) ابو محمد الموصلى هو الحسن بن علی بن المؤمل بن الحسن بن عیسیٰ.

ابو عثمان البصري هو عمرو بن عبد الله، ولینظر من هر محمد بن عبد الوهاب، وسلمة بن سيرة (الجرح ۳/ ۱۲۲)، وشقیق هو ابن دائل

والحدیث اخرجه ابن ابی شیبۃ فی الإیمان (۳۳) عن عبد الله بن ادريس عن الأعمش به.

وقال الألبانی فی سندہ جهالة سلمة بن سيرة اور ده ابن ابی حاتم فی الجرح (۱/ ۲۱۲) برواية شقیق فقط عنه وکذلک اور ده ابن حبان فی

النقفات (۱/ ۳۷۳)۔

۴۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن عبد اللہ السدیری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو حامد خسر و گردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤدن حسین خسر و گردی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے حید بن زنجوی نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ابو شعیح حرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن الحنف سے انہوں نے سعید بن یسار سے انہوں نے کہا۔

حضرت عمر بن خطاب کو اطلاع پہنچ کر ایک آدمی کو یہ زعم ہے کہ وہ مؤمن ہے آپ نے اس کے گورنر کو لکھا کہ اسے میرے پاس بھجو جب وہ آیا تو آپ نے اس سے پوچھا کہ توہی یہ دعویٰ کرتا ہے کہ توہمن ہے اس نے کہا اللہ کی قسم ہاں اے امیر المؤمنین۔ آپ نے فرمایا تیر استیاناں اس ہو کس وجہ سے ہے؟ اس نے کہا کیا آپ لوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے تو تم قسم نہیں تھے؟ مشرک منافق اور مومن تو آپ ان میں کون ہی قسم میں تھے۔ حضرت عمر نے یہ سمجھتے ہوئے کہ وہ کیا کہدا رہا ہے پکڑنے کے لئے اپنا باتھ بڑھایا بہاں تک آپ نے اس کا باتھ قھام لیا۔

۴۵: اپنی انساد کے ساتھ ہمیں حدیث بیان کیا ہے حید بن زنجوی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن عمار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صدقہ بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے عثمان بن اسود نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے عطا بن ابی ربا ج سے کہا ایک آدمی یہ کہتا ہے میں نہیں جانتا کہ میں مومن ہوں یا نہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں۔ الذین مُنْون با غیب (بقرہ ۲۳) اللہ غیب ہے جو شخص غیب کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ ایمان رکھنے والا ہے

امام شیخ ہنفی کا قول:

امام حافظ ابو بکر بن حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے وہ جو ہم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے ذکر سے روایت کیا اور یہ ہے وہ حضرت عزیزی تصویر اور درست قرار دینے کے بارے میں مرسل امر وی ہے۔ اور حضرت عطاء کا قول اس شخص کے بارے میں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان رکھتا ہے وہ مؤمن ہے لعنی اس بات کی طرف راجح ہے کہ فی الحال مؤمن ہے۔

شیخ طیبی کا قول:

طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کہ خاتمه اور انجام کے خرابی کے خوف فی الحال بھی اپنے آپ کو مؤمن کہنے سے رک جانا اور باز آجانا کسی بھی مؤمن کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر خدا نخواستہ یہ بات ہو جائے اور جو ایمان وہ مقدم کر چکا وہ ضائع ہو بھی جائے تو اب جو ایمان موجود ہے یہ بالکل محدود تو نہیں ہو جائے گا اس یہ بات ضرور ہے کہ اس کا اجر ضائع ہو گا اور ثواب باطل ہو گا۔

شیخ طیبی نے اس مذکورہ حدیث کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے:

مؤمن کے نام کے اطلاق کا انکار سلف میں سے جس نے بھی کیا ہے تو اس کا بھی ایک مقام ہے جو اس کے لائق ہے اور شایان شان ہے اور وہ وہی ہے جو شیخ طیبی نے کہا کہ مثلاً کوئی شخص کہتا ہے کہ میں مؤمن ہوں۔ اور مؤمن ہی مرد گا۔ اور اللہ کو مؤمن ہی ملوں گا۔ انشاء اللہ بالکل نہیں کہتا۔

اسی لئے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا تھا۔ بلکہ کہہ دے کہ میں جنت میں جاؤں گا اس لئے کہ جو شخص ایمان کی حالت میں مر گیا وہ جنت میں ہو گا۔ حالانکہ ہر وہ شخص جو اپنی زندگی کا ایک لحظہ یا ایک دن یا ایک سال مؤمن تھا وہ جنت میں نہیں ہو گا۔ تو اس سے ہم یہ سمجھے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعود نے یہ بات اس شخص کے بارے کہی تھی جو اپنے ایمان پر تکمیل اور بھروسہ کر رہا تھا لہذا انہوں نے یقین کر لیا کہ وہ اپنے

عام حالات اور عام اوقات میں مطلقاً مؤمن ہے وہ مؤمن ہی مرے گا، اپنے معاملے کو اس نے اللہ کے حوالے نہیں کیا۔ بہر حال کسی مؤمن کا یہ قول کرنا کہ میں اس وقت مؤمن ہوں یہ وہ قول ہے جس کو غلط نہیں کہا جا سکتا اتنا شاء کرنا یعنی انشاء اللہ کہنا اس وقت صحیح ہوتا ہے جب مستقبل کے بارے میں خصوصاً خبر ہواں وقت مطلب یہ ہوتا ہے کہ میں اللہ کی بارگاہ میں امیر رکشا ہوں کہ وہ ایمان پر مجھے پکار کئے کا احسان فرمائیں گے اور اپنی عطا کرو ہدایت مجھے سے نہیں چھینیں گے۔

حلیل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استثناء کرنے اور انشاء اللہ کہنے کے لئے ایک مقام اور ہے جہاں وہ صحیح ہے اور بہت بہتر ہے وہ یہ ہے کہ اس کو نہ ایمان کے کمال کی طرف راجح کیا جائے نہ ہی اس کی اصلی اور بنیاد پر مثال کے طور پر جیسے ایک آدمی نے حضرت قادہ سے سوال کیا امامون انت؟ کیا آپ مؤمن ہیں حضرت قادہ نے (جواب میں نہیں کہا کہ میں مؤمن ہوں بلکہ یہ) کہا بہر حال میں اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہوں، اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور امر نے کے بعد وبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور اچھی و برقی تقدیر پر۔ باقی روایتی مؤمن کی وہ صفت اللہ تعالیٰ نے جس کا ذکر سورہ افال میں فرمایا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں ہوں یا نہیں ہوں۔ پھر انہوں نے وہ آیات تلاوت کیں (جن کا مفہوم یہ ہے) مؤمن وہ لوگ ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے دل کا نبض جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیات تلاوت کی جاتی ہیں تو وہ ان کا ایمان زیادہ کر دیتی ہیں اور اپنے رب پر توکل کرتے ہیں۔ مؤمن وہ لوگ ہیں جو نماز کی پابندی کرتے ہیں زکوٰۃ ادا کرتے ہیں، ہم نے جو انہیں رزق دیا ہے خرچ کرتے ہیں لوگ چے مؤمن ہیں ان کے لئے ان کے رب کے ہاں درجے اور مغفرت اور عزت والا رزق ہے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں۔

حضرت قادہ نے واضح فرمایا کہ وہ ایسا ایمان لائے ہیں جو اسے کفر سے دور کرتا ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ انہوں نے وہ اوصاف و صفات مکمل کر لی ہیں؟ جو اللہ تعالیٰ نے مؤمن قوم کے لئے بیان فرمائی ہیں جن پر اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے مغفرت اور درجات واجب فرمائے ہیں۔ یہ بات غیر تلقینی تھی ان کے لئے ایمان کی تکمیل کے وہ صفات جس کے لئے درجات واجب ہوتے ہیں وہ حاصل کر سکے ہیں یا نہیں۔ اس بات میں شک انہیں نہیں تھا کہ ایمان پر ہوتے ہوئے کفر کی کیفیت سے بالکل دور ہیں جس سے عذاب ساقط ہو جاتا ہے۔ جو شخص مذکورہ دونوں جگہوں میں سے کسی ایک موقع پر استثناء یعنی انشاء اللہ کرتا ہے وہ شک کرنے والا نہیں ہے۔

حافظ ابو بکر بن حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہم نے یہی مفہوم حسن بصری سے بھی روایت کیا ہے۔

۲۷:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو الحسن حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد شاذ ان ہاشمی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن نصر مقری زاہد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن عبد الجبار حفصی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے بقیہ بن ولید نے تمام بن سعیج سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حسن بصری سے ایمان کے بارے پوچھا انہوں نے فرمایا ایمان دو ہیں اگر تم مجھ سے ایمان باللہ یعنی اللہ کے ساتھ ایمان اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں، جنت، جہنم، مرکر دوبارہ اٹھاتا۔ حساب و کتاب کے بارے پوچھتے ہو تو میں اس مذکورہ معنی اور مفہوم میں مؤمن ہوں۔ اور اگر آپ کا سوال ہے اس ایمان کے بارے میں جس ایمان کے حاصل ہونے کے لئے یہ صفات اللہ نے بیان کی ہیں کہ مؤمن وہ لوگ ہیں جب اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ درجاتے ہیں۔ حضرت حسن بصری نے یہ آیات اولنک هم المؤمنون حقاً مک پڑھیں۔ (الفائل ۳)

تو اللہ کی قسم میں بھی نہیں جانتا کہ میں ان میں سے ہوں یا نہیں ہوں۔

۲۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابو منصور فقیہ نے۔ خبر دی ہے ابو الحسن اخْلَق حافظ نے وہ کہتے ہیں اس نے ابو العباس ثقیلی سے سناؤہ فرماتے تھے

کہ میں نے تنبیہ بن سعید سے سناؤہ فرماتے تھے یہی قول ہے، جو سنت اور ائمہ اسلام سے ماخوذ ہے پھر انہوں نے حکایت کی اور فرمایا۔ کہ ایمان زیادتی کو قبول کرتا ہے اور ایمان قول عمل اور نیت کا نام ہے۔ نماز ایمان میں سے ہے جو ایمان میں سے ہے۔ راستے تکلیف دینے والی چیز دور کرتا ایمان میں سے ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ لوگ ہمارے نزدیک اس نام کے ساتھ مؤمن ہیں جو اللہ نے ان کا نام رکھا (یعنی سورۃ حجج میں ہو سما کم المسلمين اس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے) وہ مؤمن ہیں۔ اقرار میں اور حدود میں۔ ورشوں اور ہم نہیں کہتے پچھے مؤمن ہیں اور یہ بھی نہیں کہتے کہ عند اللہ مؤمن ہیں، اور یہ بھی نہیں کہتے کہ جبراٹل کے ایمان کی طرح (ہے، ہمارا ایمان) اس لئے کہ ان دونوں کا ایمان مقبول ہے۔ امام حافظ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت وکیح سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ سفیان ثوری فرمایا کرتے تھے، سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول۔

میں مؤمن ہوں۔ اور اہل قبلہ سارے مؤمن ہیں نکاح میں۔ خون بہادر یعنی میں میراث میں۔ یہیں کہتے تھے کہ میں اللہ کے نزدیک مؤمن ہوں۔ اس سے مراد اللہ اعلم۔ یہ ہے کہ اللہ عز و جل جانتے ہیں کہ اس کا معاملہ مستقبل میں کیا ہو گا؟ اور وہ نہیں جانتا تو جو چیز معلوم نہیں اس کا معاملہ اس کے جاننے والی ذات کے پر ہو گا۔ لہذا وہ اس کی خبر دیتے تھے جس حالت پر وہ فی الحال تھے تو فتن کی عنایت اللہ کی طرف سے ہے۔

ایمان کے الفاظ

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وَذَقَالَ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ وَقُومِهِ أَنِّي بِرَاءٌ مِّمَّا تَعْبُدُونَ إِلَّا الَّذِي فَطَرَنِي فَإِنَّهُ سَيَهْدِيَنِي.

وَجَعَلَهَا كَلْمَةً بَاقِيَةً فِي عَقْبِهِ۔ (رِزْفٌ ۲۶-۲۷)

(وہ وقت قابل ذکر ہے) جب ابراہیم علی السلام نے اپنے والد اور اپنی قوم سے کہا بے شک میں ان سے بیزار ہوں جن کی تم عبادت کرتے ہو، سو ائے اس ذات کے جس نے مجھے پیدا کیا اس وہی مجھے راہ دیکھائے گا۔ اور بنا دیا اس کو ایک باقی رہنے والی بات ان کی اولاد میں تاکہ وہ رجوع رہیں۔

یہ بھی کہا کیا کہ اس سے مراد اللہ الہ اللہ کا قول ہے۔

اور ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کر چکے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔

امرت ان افاقتل الناس حتی يقولوا لا اله الا الله فاذا قالوا ها عصموا مني دماءهم و اموالهم

الا بحقها و حسابهم على الله.

میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جہاد کرتا ہوں یہاں تک کہنے لگ جائیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں۔ جب وہ یہ کہیں تو وہ اپنے خون اور مال مجھ سے حفظ کر لیں گے اور حساب و کتاب ان کا اللہ کے ذمہ ہو گا۔

۷۸:..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حاجب بن احمد طوی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرحیم بن نبیب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جیری بن عبد الحمید نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے سکیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا عطين الرایة غدار جلا يحب الله ورسوله يفتح الله عليه.

میں صحیح جہاد کا جھنڈا اضروا یک آدمی کو دوں گا جو جنہوں رسول سے محبت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھ پر فتح دیں گے۔

سہیل فرماتے ہیں میرا خیال ہے وہ نیبر کا موقع تھا۔
حضرت عمر نے فرمایا۔

میں امارت کو کبھی پسند نہیں کرتا تھا یہاں تک کہ اس دن (ضرور شک کیا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلالیا اور انہیں امیر مقرر فرمایا۔

حضرت علی فرماتے ہیں: میں کس بات پر لوگوں سے قاتل کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں سے جہاد کرنی کو وہ شہادت دیں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں اگر وہ یہ کریں تو انہوں نے تم سے بچالیا اپنے خون کو اور مالوں کو گر اس کے حق ساتھ اور ان کا حساب اللہ پر ہے امام مسلم نے اپنی صحیح میں اس کو دوسرے طریق سے سہیل سے روایت کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

۷۹: مجھے خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی ہے ابو العباس ہم نے خبر دی ہے ربیع نے وہ کہتے ہیں۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ ایمان کے اقرار کی دو وجہوں ہیں۔ جو شخص بت پرست ہے۔ اور جو بے دین ہے اور دین نبوی کا دعویدار ہے۔ جب وہ شہادت دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ بس اس نے ایمان کا اقرار کر لیا جب اس اقرار سے پھر جائے قتل کر دیا جائے گا۔

اور جو شخص دین یہودیت اور نصرانیت پر ہے یہ لوگ دین موئی اور عیسیٰ علیہ السلام کے دعویدار ہیں، حالانکہ وہ اس میں تبدیلی کر چکے ہیں۔ حالانکہ ان کی کتاب میں ان سے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان کا عہد لیا جا چکا گھروہ ان کے ساتھ ترک ایمان کی وجہ سے کفر کر چکے ہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کفر کے باوجود اس کے دین کی اتباع یا اللہ پر جھوٹ ہے۔

مجھ سے کہا گیا ہے کہ ان لوگوں میں وہ بھی ہیں جو دینِ محمد پر قائم ہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتے ہیں اور اس بات کی شہادت بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے لئے کوئی رسول نہیں بھیجا جائے گا۔ بافرض اگر ان میں کوئی ایسا ہو اور ان میں سے کوئی ایک یہ کہے اشہدان لا الہ الا اللہ و ان محمد رسول اللہ۔ تو صرف کہتے ہے وہ شخص ایمان کے اقرار کا مکمل کرنے والا نہیں ہو گا یہاں تک کہ وہ یہ کہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا دین حق ہے یا فرض ہے اور اظہار برأت کرے اس سب کچھ سے جو دینِ محمد کے خلاف ہے یا دینِ اسلام کے خلاف ہے جب وہ یہ کہے ہے ایمان کا اقرار کامل کر لیا امام شافعی نے اس میں تفصیل سے کلام کیا ہے۔

اس نہ کوہہ تفصیل پر قیاس کرتے ہوئے ہر وہ شخص جو احتمال رکھنے والے کلام کا تلفظ کرے تو یہ اس کی طرف سے ایمان کا صریح اقرار نہیں ہو گا یہاں تک کہ وہ ایسی کلام کا تلفظ کرے جو اس کا احتمال کی حد سے نکال دے۔

شیخ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی شرح کرتے ہوئے مفصل کلام کیا ہے۔

کبھی مشہور قول لا الہ الا اللہ کے بغیر بھی ایمان منعقد ہو جاتا ہے جب ایسے الفاظ لے آئے جن سے معروف قول کا مفہوم ادا کر دے ہم نے جو آیت ذکر کی ہے اس میں اس پر دلالت موجود ہے۔

(۷۸) آخر جوہ مسلم (ص ۱۸۷۱) عن قبیہ بن سعید عن یعقوب بن عبد الرحمن عن سہیل به.

(۱) فی صحیح مسلم (متواتر)

حالانکہ تحقیق ہم روایت کرچکے ہیں مقداد بن اسود کی حدیث میں کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں کسی کافر سے مکاروں وہ مجھ سے قال کر لے اور تو اسی ایک ہاتھ کاٹ ذات پھر وہ ہاگ کر مجھ سے کسی درخت کے ساتھ پناہ لے اور یہ کہکشان اللہ کے لئے اسلام لا یا ہوں کیا اس کے یہ کہنے کے بعد میں اس کو قتل کروں؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو قتل نہ کر۔ میں نے کہا یا رسول اللہ دو تو میرا ہاتھ کاٹ چکا ہو گا۔ اس کے بعد یہ کہدا ہوا گا کیا میں اسے قتل کروں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تو اس کو قتل نہ کر۔ اگر تم نے اسے قتل کیا تو وہ تم رے اس مقام پر ہو گا۔ جس پر وہ کلمہ پڑھنے سے قبل تھا۔

۸۰: ہمیں اسی کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر بن الحنفی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن ابراہیم نے بن ملکان نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابن بکر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے لیث نے ابن شہاب سے انہوں نے عطا بن زید لیشی سے انہوں نے عبد اللہ بن عدی بن خیار سے انہوں نے مقداد بن اسود سے انہوں نے کہا یا رسول اللہ بھرا اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

بخاری۔ مسلم نے اس کا پنی اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔
اور ہم نے روایت کیا ہے عقبہ بن مالک کی حدیث میں شیعہ کی قصہ میں مقداد کے قصے کے ساتھ علاوه ازیں انہوں نے یہ کہانی مسلم جب کہ میں مسلمان بھی ہوں۔ پھر آگے اس سے وہی ذکر کیا ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعراض منقول ہا اس کے قاتل سے اور آپ کا یہ فرمان بھی کہ:

ان الله أبى على من قتل مؤمنا.
بِشَّكَ اللَّهُ نَفَخَ بِأَنْكَارٍ كَيْاَبَهُ اَسْخَنُ كَيْ مَغْفِرَتَ سَوْجَنُ كَيْ مَنْ قُتْلَ كَرَے۔

فصل: جو شخص مسلمان کو کافر کہے

۸۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالولید فیقیہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن بشر اور عبد اللہ بن نعیر نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید اللہ بن عمر نے نافع سے انہوں نے حضرت ابن عمر سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اذا كفر الرجل اخاه فقد باه بها اصحابها

جب کوئی آدمی اپنے مسلمان بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے ایک اس کفر کے ساتھ رجوع کرتا ہے۔

(یعنی ایک ضرور اس کا مصدقہ ہو جاتا ہے)۔

(۸۰) فتح البازی ۷/۳۲۱ (۳۰۱۹) عن أبي عاصم عن ابن جريج عن الزهرى به.

ومن طريق ابن أخي ابن شهاب عن عمده، و مسلم ص (۹۵) من طريق الليث عن ابن شهاب به قوله وروينا في حديث عقبة بن مالك الخ
مجمع الزوائد ۲۶/۱ و ۲۷ وقال الهيثمي رواه الطبراني في الكبير وأحمد وأبي عبيدة إلا أنه قال عقبة بن خالد بدل عقبة بن مالك ورجالة ثقات كلهم.

وانظر المستدرک ۱/۱۹ . البهقی ۸/۲۲، ۹/۱۱۶

الطبراني في الكبير ۱/۳۵۶، ابن أبي شيبة ۱/۱۰، ۱۲۴/۱۲، ۱۲۷/۱۲، ۳۹۸/۱۲، ۲۸۹/۵، ۱۱۰/۳، ۲۸۹/۵، تهذيب الكمال للعزوي ص ۸۸۳

(۸۱) الحسن بن سفیان (ت ۳۰۳) (سید ۱۱۲/۱۲)، محمد بن بشر هو: ابن الفرات الصوفی والحدیث اخرجه مسلم من ۹

مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں ابو بکر بن ابی شعب سے روایت کیا ہے۔
عبداللہ بن دینار کی ایک روایت میں ابن عمر سے مروی ہے۔

ان کان کماقال والارجعۃ الیہ۔

اگر وہ شخص ایسا ہے جیسے کہ اس نے کہا تو (ٹھیک ہے) اور نکفر کہنہ والے کی طرف لوٹا ہے۔
قول حلبی رحمۃ اللہ علیہ:

حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ بات جب کوئی مسلمان مسلمان کے بارے میں کہتا ہے تو یہ دو جوہ پر ہوتا ہے۔ اگر کہنے والے کی مراد یہ ہو کہ وہ دین جس کا یہ معتقد ہے وہ کفر ہے تو یہ کہنے والا خود کا فرہوتا ہے۔ اور اگر اس کی مراد یہ ہوتی ہے کہ وہ باطنی طور پر کافر ہے لیکن ظاہری ظور پر بطور منافقت ایمان کا ظہار کرتا ہے تو کہنے والا کافرنیں ہو گا اور اگر کسی بات کا ارادہ نہ کرتے تب ہی کافرنیں ہو گا۔ اس لئے کہ اس کا ظاہر یہ ہے کہ اس نے اس کو تہمت لگائی ہے اس چیز کے بارے میں جس کو وہ نفے خونیں جانتا۔

امام تہجی کا قول:

بنی حلیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہم نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے حاطب بن ابی بلند کے بارے میں اس وقت کہا تھا جب انہوں نے مکہ میں خطبہ پڑھ کر رسول اللہ کا راز افشا کیا تھا۔

دعنی اضرب عنق هذالمنافق.

چھوڑ یے مجھے میں اس منافق کی گردان مار دوں۔

حضرت عمر نے اس کو منافق قرار دیا تھا جب کہ وہ در حقیقت منافق نہیں تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی تصدیق فرمائی تھی اس کی اس بات کے بارے میں جو اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی تھی۔ اور حضرت عمر اس کی وجہ سے کافرنیں ہوئے تھے۔ اس لئے کہ انہوں نے حاطب کو کفر کی نسبت ناویل کے ساتھ کی تھی۔ اور حضرت عمر کا موقف وہ تھا جس اختلال تھا۔

باب:..... تقلید کرنے والے اور شک کرنے والے کے ایمان کی بات

مقلدوہ ہوتا ہے جو چاہے دین بنالیتا ہے اس لئے کہ اس کا دین اس کے باپ دادا سے اور شستے داروں کا دین ہوتا ہے (غالباً مصنف کی مراد اس سے باپ دادے کی رسومات کے پیر و کارلوگ ہیں)

اور اس کے اہل شہر کا دین ہے اس کے پاس اس کے سوا کوئی جنت کوئی دلیل نہیں ہوتی۔

مشکوک ہے شخص ہوتا ہے جو یہ کہتا ہے کہ میں اسلام کا عقیدہ رکھتا ہوں اور اہل اسلام کی تابعداری کرتا ہوں مگر صرف اپنی ذات کی بچاؤ کے لئے اس لئے کہ اگر یہ حق ہو تو میں کامیاب ہو جاؤں گا اور اگر یہ حق نہ ہو تو میرا کوئی نقصان نہیں ہو گا۔ ان دونوں میں سے کوئی ایک بھی مسلمان نہیں ہے۔ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے فرماتے ہیں۔

وہ ممکن جو تقلید نہیں کرتا و طرح پر ہے۔

ایک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کو ولائل و برائین کے ساتھ معرفت تامہ کے ساتھ پھیانا تھا۔

جس کو اللہ تعالیٰ کے بارے کوئی شک نہیں ہوتا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ کے صدق پر دلالت کرنے والے دلائل کے ساتھ پہچانتا ہے۔ اور اللہ اور اس کے رسول کا اعتراف کرتا ہے اور رسول اللہ کی طرف سے ان تمام احکامات کو دل سے قبول کرتا ہے جو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے ہیں۔ اور ان تمام امور کے اندر جن کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا ہے یا جن امور سے اسے روکا ہے اس میں رسول کی رضاعت کے ساتھ وہ شخص اپنے آپ کو رسول اللہ کے تابع کر چکا ہوتا ہے۔

اور دوسرا وہ شخص ہوتا ہے جو اللہ کے نبی کی نبوت پر صحیح قائم ہو جانے کے بعد اللہ کے نبی کی دعوت کی اجاہت کرنے دعوت کو قبول نے کے لئے اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ ٹھی نے اس کے بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے اور یہاں تک کہا ہے کہ۔ پھر دیکھا جائے گا اگر وہ شخص مذکون اس ایمان لانے پہلے بھی اللہ تعالیٰ کا اقرار کرتا تھا لیکن اللہ تعالیٰ کے اسماء اور صفات میں کوئی الحاد و بے دشی کرتا تھا تو اس کا نیا ایمان اس الحاد کو ترک کرتا ہو گا نبی کریم کے فرمان اور دعوت کی وجہ سے۔

اور اگر اس سے پہلے بے دین تھا۔ اور یہ کہتا تھا کہ عالم کا کوئی صانع نہیں کوئی بنائے والا نہیں ہے اور وہ ہمیشہ سے اسی حالت پر ہے جس پر اس وقت ہے۔ تو ایسے شخص کے ایمان کی وجہ اللہ کے نبی کی دعوت ہو گی۔ وجود باری تعالیٰ کے بارے میں پیغمبر اسلام کی دعوت کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ کے نبی نے ذکر فرمایا کہ عالم کے لئے ایک اللہ ہے، ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہنے گا۔ کوئی شخصی اس کی مش نہیں ہے۔ وہ قادر ہے کوئی شخصی اس کو عاجز نہیں کر سکتی۔ عالم ہے۔ حکیم ہے۔ وہ اس وقت بھی تھا جب کچھ نہ تھا پہنچا سا سوپر موجود شئی کو اس نے از سر نوبنالیا۔ اور اس کو اختراع کیا اور ایجاد کیا مگر بغیر اصلی اور مادے کے اور اس نے رسول کو لوگوں کے پاس بھیجا تاکہ ان کو اس کی معرفت کرائے۔ اور ان کو اس کی مخلوق کے آثار و نشانات سے جنہیں وہ دیکھدے ہے ہیں۔

بہتلا فرمائے اور وہ اس سے سمجھ حاصل کریں۔ اور تاکہ وہ رسول لوگوں کو اللہ کی اطاعت و عبادت کی دعوت دے۔ اور اس رسول کی چجائی پر دلالت و رہنمائی وہ امور ہیں جن کے ساتھ اس کی تائید کی ہے جو کہ گونا گون قسم کے ہیں جو اس طرح ہیں کہ لوگ ان کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اگر چوہ سب ان کی مش لانے کے لئے ایک دوسرے کے معاون بھی ہو جائیں۔

پیغمبر اسلام کی سچائی کے عقلی و منطقی دلائل

(عقل کے ساتھ سوچنے کے) جب ایک شخص (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) ایسا ہے جو تم سب کی طرح بشر ہے وہی بشریت تھا رے اندر بھی ہے اس کے اندر بھی۔ پھر تمہاری اس کی مٹی پانی ہوا ایک ہے شہر ایک ہے (ای شہر میں تم مر جتے ہو اسی میں وہ رہتا ہے۔ اسی دھرتی پر تم رہتے ہو اسی پر وہ۔ اسی ہوا میں تم سانس لیتے ہو اور اسی میں وہ۔ وہی پانی تم پینتے اور وہی وہ کہ اس تمام وحدت و یگانگت کے باوجود وہ ایک بات میں تم سے مختلف ہے کہ وہ کہتا ہے اس کو آسمانی تائید حاصل ہے تاکہ اس کی چجائی پر دلالت ہو۔ جب کہ وہ اس کے علاوہ کسی بھی چیز میں لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی مختلف نہیں ہے۔ اس کو کھانے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح سب کو۔ اس کو پینے کی اسی طرح ضرورت ہے جس طرح سب کو ہے۔ اور عادات کے مطابق وہ کسی شے پر الگ سے قدرت نہیں رکھتا صرف انہیں اشیاء پر قدرت رکھتا ہے جن پر سب قدرت رکھتے ہیں جس چیز سے سب عاجز میں وہ بھی عاجز ہے۔ (مگر اس سب کچھ کے باوجود اس کے پاس ایک ایسا پیغام ہے جو کسی کے پاس نہیں۔ اس کو ایسی تائید حاصل ہے جو کسی کو نہیں)، تو پھر ضروری ہے عقلی اور منطقی طور پر کہ سب لوگ یہ جان لیں کہ یہاں اللہ واحد کافضل ہے جس نے اس فضل کے ساتھ صرف اسی کو محقق کر لیا ہے۔ ورنہ وہ شخص تو ان امور کے اندر جو امور عادیہ میں سے نہیں ہیں سب لوگوں کی طرح عاجز ہے۔ پھر اگر وہ عاجز ہے ان چیزوں سے اور اس کے پاس موجود ہو جائیں اور اس کے ہاتھ پر ظاہر ہو جائیں۔ باوجود یہ کہ وہ اس کے کرنے کی نہیں ہیں بلکہ اس کے سوا کسی اور استقی کی

صنعت ہیں۔ اور عقلی طور پر یہ بھی ممنوع بات ہے کہ وہ ہستی اس کی ہم مثل اور ہم صنی بھی نہ ہو۔ اور قدرت و طاقت میں اس کی نظر بھی نہ ہو۔ کیونکہ اگر اس ہوتے پھر ایسے خلاف عادت امور کا ظہور اور جو دراس سے بھی اسی طرح محال ہو گا جیسے اس سے محال ہے۔ لیکن یہ جانا اور سمجھنا ضروری ہے کہ اس شخص کے پیچے کسی غلطیم صالح کا ہاتھ ہے جو اشیاء کا نات میں ایسی قدرت اور ایسی قوت سے تصرف کرتا ہے جس قوت اور قدرت کے ساتھ بڑے بڑے صنعت کار اور مشاہدہ کرنے والے کارگری نہیں کر سکتے جیسے اس کی صنعت دکار گیری مخلوق کی صنعت کے مشابہ نہیں۔ ایسے ہی وہ خود بھی ان سے مشابہ نہیں بلکہ بے شل ہے۔ اور ایسے ہی اس پر شخص اور کسی کا تصور جائز نہیں جیسے مخلوق پر ہے۔ اثبات صالح پر اس کی جنت قائم ہو جکی ہے ان لوگوں کے لئے جو اس کی ذات سے جاں یا غیر مترغط ہیں چنانچہ جو غیر اسلام کی رسالت کا اثبات اسی ذات لا یزال کی طرف سے ہے جو شخص جملہ جائے اس کی جنت کے لئے۔ اور سچا مان لے اس کو اس کے تمام فرائیں میں اور جو شخص اس کی تمام دعوت کے ساتھ ایمان لے آئے۔ اس کے لئے اثبات رسول اور اثبات مرسل ایک ساتھ ایک ہی مقام میں ہو جائے گا۔ یعنی اللہ اور رسول دونوں کا اثبات و اعتراف اور دونوں کے ساتھ ایمان ایک ساتھ ہو جائے گا۔

یہ وجہ ہے ایمان باللہ کی رسول کی دعوت کی اجابت کرنے کے لئے یہ اجابت جنت و دلیل کے ساتھ ہے۔ اور نبیاء اور رسول کی دعوت کو قبول کرنے والے عام لوگوں کا ایمان اسی وجہ سے ہے۔

پھر رسول اللہ کے بعد لوگوں میں وہ اول ہوئے ہیں جنہوں نے بعد میں بھی مستنبہ کیا۔ اور خود بھی غور فکر کیا اور بحث و تجھیں کی پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں ایسے دلائل کی بصیرت عطا کی جس نے اس کی کمر مضبوط کر دی۔ چنانچہ انہوں نے پیغمبر کے دین کی حفاظت کی اور ان کا یقین مضبوط ہوا اور انہوں نے اس علم کو خلاش کیا اس قدر جس سے پیغمبر کی دین کی نصرت ہوئی ہے جس سے اس کے اعداء اور دشمنوں سے مجاہد و مناظرہ کر سکے اور اس کے دفاع کے لئے کھڑا ہو سکے۔

حضرت جعفر رضیہ کی شاہ جبشہ کے سامنے تقریر:

۸۲: ...ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن الحنف نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے یوسف بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے وہب بن جریر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے میرے باپ نے محمد بن الحنف سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے ابو بکر بن عبد الرحمن بن حارث بن شام سے انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود سے اور عروہ بن زیر رضی اللہ عنہ سے اور حدیث بیان کی ہے انہوں نے ابو بکر بن عبد الرحمن سے انہوں نے امام سلمہ زوجہ رسول سے فرماتی ہیں کہ اہل مکہ نے جب رسول اللہ کو پریشان کیا۔ اور اس کے اصحاب بھی پریشان ہوئے تو آپ نے انہیں ارض جبشہ کی طرف چلے جانے کا اشارہ دیا۔ پھر انہوں نے لمبی حدیث ذکر کی ہے۔ یہاں تک کہ فرمایا۔ کنجاشی (شاہ جبشہ) نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ سے بات کی اور حضرت جعفر رضی اللہ عنہ نے اس سے کہا۔ ہم ان کے دین پر تھے یعنی اہل مکہ کے دین پر۔

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے اندر ایک رسول بھیجا ہم جس کا نسب بیچانے ہیں اور اس کی سچائی، اس کی پاک داشتی بیچانے ہیں۔ اس نے ہمیں یہ دعوت دی کہ ہم صرف اللہ کی عبادت کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کریں۔ اور ہماری قوم اور دیگر لوگ جو اللہ کے سوا عبادت کرتے ہم وہ سب کچھ چھوڑ دیں۔ اس رسول نے ہمیں اچھائی اور نیکی کرنے کا حکم دیا۔ برائی سے ہمیں روکا۔ ہمیں غماز کا حکم دیا۔ روزہ کے رکھنے اور صدقہ کرنے کا حکم دیا۔ صدر حجی کرنے کا حکم دیا۔ اور اخلاق حسنہ کی تمام اقدار کا حکم دیا۔ اور ہمارے سامنے اس نے قرآن کی تلاوت کی جسے وہ اللہ کی طرف سے لائے ہیں جس کے مشابہ کوئی شئی نہیں ہے۔ ہم نے اس رسول کی تصدیق کی اور اس کو سچا مان لیا ہے۔ اور ہم اس کے

ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے پیچاں لیا ہے کہ وہ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ اللہ عز وجل کی طرف سے حلق ہے اس کے بعد ہماری قوم نے ہم سے بائیکاٹ کر لیا ہے اور ہمیں ایذ اور آزمائش سے دوچار کر دیا ہے جب ہمیں اتنا سنا یا گیا جس کی برداشت کی ہمارے اندر سکت تھی تو ہم نے ہمارے نبی نے تمہارے ملک کی طرف لگل جانے اور اجہرت کر جانے کا حکم دیا ہے۔ آپ کو انہوں نے آپ کے مساوا پر ترجیح دی ہے تاکہ آپ ہمیں ان کے مظالم سے نجات دلائیں۔

نجاشی نے پوچھا۔ کیا تمہارے پاس اس کتاب میں سے کچھ ہے جو ان پر نازل ہوئی ہے۔ تاکہ تم میرے سامنے اس میں سے کچھ پڑھو۔ حضرت جعفر نے جواب دیا۔ ہاں ہے چنانچہ انہوں نے سورہ مریم ان کے سامنے پڑھی۔ حضرت جعفر کی تلاوت کے بعد نجاشی روپڑے۔ یہاں تک کہ روتے روتنے اس کی واڑھی بھیگ گئی۔ اور اس کے ارکان سلطنت بھی روپڑے اور ان کے صحینے بھیگ گئے۔ پھر نجاشی نے کہا۔ بے شک یہ کلام اور وہ کلام جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے ایک ہی شیع سے تکلیف ہے۔

آپ ﷺ کی نبوت پر کھجور کے درخت کی شہادت:

۸۲... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ اور محمد بن مویں نے۔ دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عباس بن محمد دوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے فضیل بن عبد الوہاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شریک نے سماک سے انہوں نے ابوضیبان سے انہوں نے اہن عباس سے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا۔ آپ کیونکر نبی بن گئے ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ بتا کا اگر میں ان کھجوروں میں سے کسی کو باداں اور وہ میری بات مان لے تو تم مجھ پر ایمان لے آؤ گے؟ بولا ہاں۔ آپ ﷺ نے ایک کھجور کے درخت کو بلایا۔ کھجور نے آپ کی بات مان لی۔ پھر وہ شخص یہ مجزہ دیکھ کر آپ ﷺ پر ایمان لے آیا اور اسلام لے آیا۔ اس حدیث کو محمد بن سعید اصفہانی نے اسی طرح روایت کیا ہے شریک سے جو اس سے زیادہ مکمل ہے اور اس کو اعمش الی ضیبان سے بھی روایت کیا ہے۔

ہم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں اس کے کئی شواہد ذکر کئے ہیں۔ اور ہم نے اس شخص کا ایمان ذکر کیا ہے۔ جو اس وقت ایمان لایا جب وہ نبی کریم کی سچائی پر واقف ہو گیا اور آپ کے مجرے پر جس سے آپ کے فرمان کی سچائی کھل جاتی ہے۔

۸۳... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فرقہ نے۔ وہ کہتے ہیں۔ خبر دی ہے ابو بکر محمد بن حسین قطان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن یوسف سلمی نے وہ کہتے ہیں۔ حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف فریابی نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے جعفر بن بر قان نے عمر بن عبد العزیز سے کہا۔ ایک آدمی نے ان سے کھجور کی بابت سوال کیا۔ تو انہوں نے فرمایا:

علیک بدین الا عربی والغلام فی الكتاب واله عنمن سواه

لازم پڑد یہاں تک کا ایمان اور لڑ کے کا ایمان کتاب میں اور چھوڑ دے اس کو جو اس کے سوا ہے۔

(۸۲) جعفر هو ابن أبي طالب، والد و هب وهو جریر بن حازم، ونصر بن علي هو ابن نصر الجهمي الصغير والحدث أخرجه أحمد (۱/۲۰۱) و (۲۰۳) من طريق أبي بكر بن عبد الرحمن به.

(۸۳) سماک هو ابن حرب الكوفي، وشريك هو ابن عبد الله القاضي، ومحمد بن سعيد هو ابن سليمان بن الأصبهاني والحدث أخرجه المصنف في الدلائل (۶/۱۵) من طريق محمد بن سعيد الأصبهاني عن شريك به وانتظر المستدرك (۲۰۲) وقوله ورواه أيضاً عن الأعمش عن أبي طبيان انظر الدلائل (۶/۱۵)

امام نبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ ہے وہ جو عمر بن عبد العزیز نے فرمایا اور ان کے سوال سلف نے علم کلام کے مسائل میں غور کرنے سے نبی کے بارے میں یہ اس لئے کہا کہ انہوں نے دیکھا سمجھا کہ مسائل کلام میں گھسنے کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہے دین کی صحت کی تین اور تو پنچ کے لئے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واللہ و راجیں کے ساتھ تائید یافتہ بنا کر سمجھے گئے تھے اور ان سمجھ برائیں کام مشابہ و ائمیں اور گوں کے لئے تھا جنہوں نے ان کام مشابہ کیا، اور ان کا مکمل پیغام اور وہ لوگ جن کو وہ سمجھا وہ ایک ساتھ اثبات تو حید و نبوة کے لئے کافی و اپنی تھاد و سری چیزوں کی نسبت سے انہوں نے امن اور سلامتی نہیں سمجھی کہ لوگ علم کلام میں فراخی پیدا کریں، اور لوگوں میں وہ شخص بھی ہوگا جس کی نقل کامل نہ ہوگی اور رائے کمزور ہوگی لہذا بعض گمراہوں کی گمراہی کے جال میں پھنس جائے گا۔ اور بے دینوں کے شہادات میں، اور اس سے نکلنے کی استطاعت بھی نہ رکھے گا جیسے کمزور آدمی جوتیرنے میں ماہر نہ ہو جب کہرے پانی میں گرجائے غرق ہونے سے محفوظ نہیں ہوتا اور اس سے چھکارے پر قادر ت بھی نہیں رکھتا۔

اور علم کلام سے منع بھی نہیں کیا کہ ذاتی طور پر وہ مذموم ہے یا غیر مذموم ہے۔

اور وہ علم کیسے مذموم ہو تاہل نفرت ہو سکتا ہے؟ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی معرفت تک رسائی حاصل کی جائے اور اللہ کی صفات کے علم اور اس کے رسولوں کی معرفت حاصل کی جائے اور پیغمبر نبوت کے دعویدار ہیں، جس کے ذریعے فرقہ کیا جائے۔

لیکن مزوروں پر ان کے ذریعے اور شفقت کرنے کی وجہ سے منع کیا تا نہ ایسا نہ ہو کہ وہ جو جا بتتے ہیں علم کلام سے وہاں تک نہ پہنچ سکیں اور گمراہ ہو جائیں۔ لہذا اس علم کے ساتھ اختیال سے روکا اور منع کیا ہے۔

علم کلام کے بارے فیصلہ کن بات:

شیعی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے دشمنوں کے خلاف تیاری کرنے کے لئے علم کلام سیکھنے پر ایجاد نے اور برائی کرنے کے لئے تفصیلی بحث کی ہے۔

شیعی علیہ علاوہ بعض اہل علم کا لوگوں کا علم کلام میں اختیال سے روکنے کی وجہ یہ ہے کہ اہل السنّت والجماعات کے اسلاف رسولوں کے معمجرات کے ساتھ اتنا کرتے تھے جس طریقے سے ہم بیان کر چکے ہیں۔ سلف اہل السنّت کے زمانے میں علم کلام کے ساتھ اہل بدعت اختیال رکھتے تھے۔ لہذا اہل السنّت اہل بدعت کے کلام کے ساتھ اختیال رکھنے و مصروف ہونے سے منع کرتے تھے بھراں پر طردی کہ اہل بدعت اس بات کے دعویدار تھے کہ اہل السنّت کے نہ ہب اپنے اصول میں عقل کے خلاف ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ائمیں میں سے ایک جماعت کو غور و فکر کرنے اور استدلال کے لئے مقرر فرمادیا انہوں نے کلام میں مہارت حاصل کی اور روشن دلائل اور وجوہ باہرہ کے ساتھ بیان کر دیا کہ اہل السنّت کرنے اور استدلال کے لئے مقرر فرمادیا انہوں نے کلام میں مہارت حاصل کی اور روشن دلائل اور وجوہ باہرہ کے ساتھ بیان کر دیا کہ اہل السنّت کے ممالک عقل کے موافق ہیں مخالف نہیں ہیں جیسے کہ وہ ظاہر کتاب و سنت کے موافق ہیں۔ صرف فرقہ اس قد رہے کہ ہر چیز کا اثبات دایجہ کتاب و سنت سے ہوتا ہے ان امور میں بھی جن میں عقا اجازت ہے کہ غیر واجب ہوں۔ عقل سے اثبات دایجہ نہیں ہوتا۔ یہ کمی بات ہے کہ سلف میں وہ لوگ بھی تھے جو علم کلام میں مہارت حاصل کرتے اور اس کے ذریعے اہل بدعت کا درکرتے تھے۔

..... ۸۵: یہیں خبر دی ابو جہد اللہ حافظ نے کہ نصیحت خبر دی ہے احمد بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں یہیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن معقول نے وہ کہتے ہیں یہیں بیان کیا ہے حرمہ نے وہ کہتے ہیں یہیں بیان کیا ہے اہن وہب نے وہ کہتے ہیں یہیں بیان کیا ہے ما لک نے وہ ایک دن عبد اللہ

بن بزید بن ہرمز کے پاس داخل ہوئے۔ اور قصہ ذکر کیا۔ پھر کہا کہ ابن ہرمز کلام میں بصیرت والا اور وہ اہل بدعت کا رد کرتا تھا۔ اور بڑے علم والے لوگوں میں سے تھا خصوصاً جن امور میں لوگ اختلاف کرتے تھے اہل بدعت میں سے۔

باب:..... اس شخص کے بیان میں جود و سرے کے ایمان سبب سے مؤمن ہوتا ہے

۸۶..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن شاذان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے تھبیہ بن سعید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد المعزیز بن محمد نے علاء بن عبد الرحمن سے انہوں نے اپنے باب سے انہوں نے ابو ہریرہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کل انسان تلده امہ علی الفطرة ابوہ ایہ یہود اہے اوینصر انہ اویمسانہ فان کانا مسلمین فمسلم۔

و کل انسان تلده امہ یلکڑہ الشیطان فی حضیبی الامیریم وابهہ

ہر انسان کو اس کی ماں جنم دیتی ہے (اسلام کی) فطرت پر۔ پھر اس کے والدین اس کو یہودی ہتاتے ہیں یا انصاری ہتاتے یا جوئی ہتاتے ہیں اگر وہ دونوں مسلمان ہتاتے ہیں تو پچھلی مسلمان ہتاتے ہے۔

اور ہر انسان کو جب اس کی ماں جنم دیتی ہے تو شیطان اس کے دونوں پیلوں میں گھوسہ مارتا ہے مگر بی بی مریم اور اس کا بینا میں علیہ السلام اسلام نے اس کو اپنی صحیح میں تھبیہ سے نوامت کیا ہے۔

اور ہم امام شافعی سے نقل کر چکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا تھا:

کل مولود بولد علی الفطرة۔

ہر پچھر نظرت پر بیدا ہوتا ہے۔

یہوی فطرت ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرمایا ہے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے موقف قرار دیا ہے جب تک وہ اپنے قول سے وضاحت نہ کریں اور وہ میں سے ایک قول کو اختیار کریں۔ ایمان یا کفر کو کی ذاتہ ان کے حکم میں ہے البتہ ان کا حکم ان کے والدین والا ہے ولادت کے دن ان کے والدین جو کچھ تھے تو پچھلی اسی حکم میں ہوگا۔ اگر مون من تھے تو وہ ایمان پر ہو گایا کافر تھے تو وہ کفر پر ہوگا۔ امام شافعی کا مسلک اسی بارے میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مولود کو اس طرح بنایا ہے کہ فی نفس اسکے لئے اپنا کوئی حکم نہیں ہے۔ بہر حال دنیا میں وہ اپنے والدین کے تابع ہے دین میں یہاں تک کہ وہ اپنے بارے میں بالغ ہونے کے بعد کچھ ظاہر کرے۔

باتی رہائیں کا آخرت کا حکم تو کچھ لوگوں نے ان کو آخرت کے بارے میں بھی ان کے والدین کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ اور بعض نے مسلمانوں کی اولادوں کو ان کے ساتھ لاحق کیا ہے۔ اور یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ مشرکین کی اولاد اہل جنت کے خادم ہوں گے۔

اور کچھ لوگوں نے تمام بچوں کے بارے میں توقف کیا ہے اور ان کا معاملہ اللہ کے حوالے کیا ہے یہ قول احادیث صحیح کے مطابق تمام اقوال میں سے زیادہ بہتر ہے۔

اس بارے میں سلف کے تمام اقوال اور ان کے دلائل ہم کتاب القدر کے آخر میں ذکر کر رہے ہیں جو شخص ان پر آگاہی چاہے تو انشاء اللہ وہاں رجوع کرے گا۔ جب والدین دونوں یا کوئی ایک مسلمان ہو جائے گا پچھلے اس کے اسلام کے ساتھ مسلمان قرار پائے گا۔

(۸۶) مسلم (ص ۲۰۳۸) عن قبیہ به بلفظ

"کل انسان تلده امہ علی الفطرة وابوہ بعد یہودانہ" الحدیث.

ہم نے کتاب السنن میں اولاد صحابہ میں سے جو پچھے والدین یا کسی ایک اسلام کی وجہ سے مسلمان فرار پائے تھے ان کا ذکر کیا ہے۔ جب کوئی بچہ دار المکفر سے قید ہو کر آئے اور اس کے والدین ساتھ ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک ساتھ ہو تو پچھے کا دین اس کے ماں باپ والا ہوگا اگر بچہ اکیلا قیدی ہو کر آئے تو اس کا دین قید کرنے والے کا دین ہے کیونکہ وہی اس کا دین ہے جو اس کے لئے اولیٰ ہے ہذا اپنے دین کے معاملے میں اپنے والدین کی جگہ ہے جیسے ولایت اور کفالت میں ان کی جگہ ہے۔ واللہ عالم۔

باب:..... اس کے بارے میں ہے کہ کس کا ایمان صحیح اور کس کا صحیح نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِذَا بَلَغُ الْأَطْفَالُ مِنْكُمُ الْحَلْمَ فَلِيَسْتَأْذِنُوهُ۔ (نور ۵۹)

جب تمہارے بچے بلوغت کو پہنچ جائیں چاہئے کہ وہ اجازت طلب کیا کریں۔

اللہ تعالیٰ نے آیت میں یہ خردی ہے کہ بچوں پر فرض عائد ہو جاتا بلوغت کے لئے کہ وہ اجازت مالکیں اندر آنے کے لئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَنْ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ تَ لَآيَاتٍ لِقَوْمٍ يَعْقُلُونَ۔ (ابقر ۱۶۵)

یعنی اس مذکور تفصیل میں عقل رکھنے والی قوم کے لئے نشانیاں ہیں۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے۔

لَآيَاتٍ لَأُولَى الْأَلْبَابِ۔ (آل عمران ۱۹۰)

عقل والوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

فراغ کے ساتھ خطاب اس کے عقل سے کیا ہے۔

۷۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن الحنف نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن یوسف نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو الولید طیاری کی نے اور موسیٰ بن اسما علیل نے۔ دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلم نے حماہ سے انہوں نے ابراقیم سے انہوں نے اسود سے عائش سے انہوں نے نبی کریم سے۔ آپ نے فرمایا:

رفع القلم عن ثلاثة عن الصبي حتى ي Hutchinson و عن المعتوه حتى يقيق و عن النائم حتى يستيقظ

تمی طرح کے لوگوں سے قلم اخراجیا گیا ہے۔ (یعنی خاص حالت میں فرشتے ان کے اعمال نہیں لکھتے) چھوٹا بچہ بیہاں تک کے جوان ہو جائے۔ اور بیہوٹ جب تک کے ہوش میں آئے اور نیند والا بیہاں تک کے بیدار ہو جائے۔

بہر حال حضرت علیؓ کے اسلام کے بارے میں جو مردی ہے کہ وہ دس سال کی عمر میں مسلمان ہوئے تھے اور ان کا رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھنا۔ اسی بارے میں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جب انہیں رسول اللہ سلی اللہ علیہ وسلم نے اسلام اور نماز کا حکم دیا تو وہاں دو میں سے ایک بات تھی۔ یا تو انہیں خطاب کے لئے مخصوص کیا ہوگا۔ اس لئے کہ صاحب تیز اور صاحب صرفت ہو گئے تھے باقی عام بچوں کے مقابلے۔ تاکہ یہ ان کی کرامت اور منقبت ہو جائے۔ یعنی وہ ہے کہ جب خطاب ان کی طرف متوجہ ہو اور دعوت متوجہ ہوئی تو تھیک ان کی طرف سے اس کی اجاہت بھی ہو گئی اور باقی تمام بچوں کی طرف نہ تو خطاب متوجہ ہوتا ہے اور نہ ہی دعوت لہذا ان کی طرف سے اسلام صحیح نہیں ہوتا۔ یا پھر نبی علیہ السلام کا خطاب حضرت علیؓ کے لئے خاص ان کو

اسلام اور نماز کی دعوت ہوگا۔

اس دن اس لئے کہ وہ حضور کے نزدیک بالغ ہو چکے تھے۔ اس لئے کہن کے ساتھ بالغ ہونا ابتدا اسلام میں مشروع نہیں ہوا تھا۔ بلکہ این عمر کے قصہ سے قبل محفوظ نہیں جواہد یا خندق میں ہوا علاوہ اس کے کوئی بات محفوظ نہیں ہے۔

بلکہ ظاہر یہ ہے کہ لوگ اس بارے میں اپنی رائے پر چلتے تھے۔ اور جس بات کو لوگ جانتے وہ یقینی کہ صی (پچ) وہ ہوتا ہے جس کی اولاد ہوتا ممکن نہ ہو۔ اور آدمی وہ ہوتا ہے جس کی اولاد ہونا ممکن ہو۔ اور حضرت علی جب مسلمان ہوئے تو دس برس کے تھے یعنی دس پورے کر کے گیارہ میں داخل ہو چکے تھے۔ اور جو اس عمر کو پہنچ جائے اس کی اولاد ہونا ممکن ہوتا ہے۔ جب بلوغ اس کے بعد اس کے ساتھ مشروع ہوات سن کی طرف دیکھا جانے لگا۔ کہ جو اس سن کو پہنچ جائے ممکن ہے کہ اس کی اولاد ہو جائے۔ سوائے اس سن کے جو نادر ہوا ان میں سے جو اولاد پیدا کرنے کے قاتل ہو جائے اور وہ جو اس تینیں سن سے کم ہو گا وہ پچ کے حکم میں ہو گا۔ اور یہ بھی جائز نہیں ہو گا کہ اس کا اسلام صحیح اور درست ہو۔

اس بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ ہم نے کتاب الفھائل میں ذکر کر دیا ہے۔

باب:.....اسلام کی طرف دعوت

۸۸:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے محمد بن ابراہیم مزنی نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو صالح بن ابو طاہر عزیزی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے میرے دادا بھی بن منصور نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے الحنفی بن ابی ایم نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے کع نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے زکریا بن الحنفی کی نے بیہقی بن عبد اللہ صافی سے انہوں نے ابو معبد سے انہوں نے ابن عباس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاویہ کو ممکن کی طرف پہنچتا اس سے فرمایا۔ تم الہ کتاب قوم کے پاس جا رہے ہو انہیں لا الہ الا اللہ کی شہادت کی دعوت دیتا اگر وہ لوگ تمہاری اس دعوت کو مان لیں تو پھر انہیں یہ بتانا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں رات دن میں۔ ہر روز اگر وہ تمہاری اس بات کو مان لیں تو انہیں بتانا کہ اللہ نے ان پر ان کے مالوں میں صدقہ یعنی زکوٰۃ فرض کی ہے جو ان کے دولت مندوں سے لی جائے گی اور ان کے فقراء میں تقسیم کی جائے گی اگر وہ تیری اس بات کو مان لیں تو تم ان کے اعلیٰ ترین مالوں میں تصرف سے پچھا اور خود کو مظلوم کی بدعا سے پچھا کیوں کہ اس کے درمیان اور اللہ کے درمیان کو جاب نہیں ہوتا بخاری نے اس کو بیہقی بن منصور سے انہوں نے کچھ سے روایت کیا ہے۔ اور مسلم نے اس کو اسحق بن ابراہیم وغیرہ سے روایت کیا ہے۔

جس شخص کو اسلام کی دعوت نہیں پہنچا اس کو دعوت دیتا فرض ہے۔ اور جس کو دعوت اسلام پہنچ ہو جوکی ہے اس کو بانا مستحب ہے۔

کتاب السنن میں احادیث اور اس بارے میں کلام گذر چکے ہیں۔

(۷۷)....الأسود هو ابن يزيد النخعي، وإبراهيم هو ابن يزيد بن قيس النخعي، وحماد هو ابن أبي سليمان الكوفي، وأبوالوليد أخرجه أبو داود (۳۲۹۸) عن عثمان بن شيبة عن يزيد بن هارون.

والساني ۱۵۶ عن عقوب بن ابراهيم عن عبد الرحمن بن مهدى كلامها عن خماد بن سلمة عن حماد بن أبي سليمان به وابن هاجة (۲۰۳۱) عن أبي بكر بن أبي شيبة عن يزيد بن هارون به.

وعن محمد بن خالد بن خداش و محمد بن يحيى النهلي كلامها عن عبد الرحمن بن مهدى به.

(۷۸).... يحيى بن عبد الله هو ابن محمد بن صفوي المخزومي، ووكيع هو ابن الجراح، وابن حجاج بن إبراهيم هو ابن مخلد بن راهويه الحنظلي، والحديث أخرجه البخاري (۱۰۰/۵) الفتح عن يحيى بن موسى به مختصرأ

واسظر فتح الباري الأرقام (۱۳۹۵ و ۱۳۹۶ و ۱۳۵۸ و ۱۳۲۷ و ۱۳۲۱ و ۱۳۷۲ و ۱۳۷۴)، مسلم ص ۵۰

ایمان کا پہلا شعبہ

ایمان باللہ

۸۹: فرمایا: یہ میں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن الحنفی نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو مسلم نے وہ کہتے ہیں بات بیان کی ہے محمد بن کثیر نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے کہل بن ابی صالح سے انہوں نے عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: الایمان بعض و سبعون اوبیض و سبعون، افضلہ لا اله الا الله و ادنیا ها ماماطۃ الا ذی عن الطريق والحياة شعبۃ من الایمان ایمان کے ساتھ یا ستر سے زائد شے و شافعین ہیں سب بر ترشاخ لا اله الا الله ہے اور سب سے چھوٹی شاخ راستے سے گندگی وغیرہ تکلیف وہ چیز ہنادینا ہے اور حیا ایمان کا شعبہ ہے۔

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ شہادت فرض ہے۔ جو اعتقاد ہا لقلب اور اقرار باللسان کوشامل ہے۔ دل کا اعتقاد اور زبان کا اقرار اگرچہ دو ایسے عمل ہیں جو مختلف اعضاء (دل اور زبان) سے صادر ہوتے ہیں۔ مگر عمل کی نوعیت واحد ہے۔ جو چیز اس میں قلب کی طرف منسوب ہے وہی زبان کی طرف منسوب ہے۔

اور جو چیز زبان کی طرف منسوب ہے وہی دل کی طرف منسوب ہے۔ جیسے لفظ۔ مکتوب وہی لکھا ہوا مکتوب ہے وہی بولا ہوا مکتوب ہے۔ بولا ہوا لکھا ہوا وہی بولا ہوا مکتوب ہے حلیمی نے فرمایا۔ کہ عمل صالح اعتقاد اور اقرار سمیت جمیع طور پر متعدد اشیاء میں۔

۱۔ اول:۔ باری تعالیٰ کے وجود کا اثبات کرتا تا انکہ اس کے ساتھ تعطیل کا عقیدہ سے انپکار واقع ہو۔

۲۔ دوم:۔ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اثبات تا انکہ اس کے ساتھ شرک سے بیزاری واقع ہو۔

۳۔ سوم:۔ اس بات کا اثبات نکے اللہ تعالیٰ نہ جوہر ہے نہ عرض ہے تا انکہ اس کے ساتھ عقیدہ تشیعیہ سے بیزاری واقع ہو۔

۴۔ چہارم:۔ اس بات کا اثبات کہ اللہ کے سواہر شی کا وجود اللہ تعالیٰ کے ایجاد و اختراع کرنے سے قبل معدوم تھا تا انکہ اس کے ذریعہ خالق وملوک کے مابین علمت و معلول کے تعلق و رشتہ کے عقیدہ سے بیزاری و براءۃ واقع ہو۔

۵۔ پنجم:۔ اس بات کا اثبات کہ جو کچھ اللہ نے پیدا کیا ہے اس کا مد بر اور تصرف جیسے چاہے وہ خود ہے۔ تا انکہ اس کے ذریعے ان لوگوں سے براءۃ واقع ہو سکے جو اس بات کے قائل ہیں کہ لاملا طبعی طور پر جل رہی ہے یا وہ لوگ جو کہتے ہیں کو اکب اور ستاروں کی گردش سے یادہ لوگ جو کہتے ہیں کہ فرشتوں کی تدبیر سے چل رہی ہے ہبھال باری تعالیٰ کے اثبات کے ساتھ برآؤ و بیزاری اور اللہ کے وجود کا اقرار یہ عقیدہ تعطیل کے رو میں سے ہے اس لئے کہ ایک قوم اللہ کی معرفت سے بھٹک گئی ہے اور کافروں ملکہ ہیں اور انہوں نے یہ دعویٰ کر لیا ہے کہ اس کا ناتات کا کوئی خالق نہیں ہے۔ یہ بیش اسی حالت پر ہے اور یہ کہ موجود وہی چیز ہو سکتی ہے جو محاسن میں سے اور جو چیز محسوس نہیں ہوتی وہ موجود بھی نہیں ہے۔

(۸۹) ... أبو مسلم هو إبراهيم بن عبد الله الكججي (ت ۲۹۲)، سبیر (۳۲۳/۱۳)، محمد بن كثیر هو العبدی

احرجہ مسلم (ص ۲۳)، وابن منده فی الإیمان من (۱۳۷) من طریق سهیل بد.

اور یہ کہ حادث اور واقعات عناصر اربعہ آگ پانی ہو اسی کے طبائع کے تغیر و تبدیلی سے پیدا ہوتے ہیں اور یہ کہ عالم کا کوئی مدیر نہیں ہے جس کے اختیار اور عمل سے ہو جو کچھ ہوتا ہے۔

جب کوئی ثابت کرنے والا عالم کے لئے ایک الٹا بات کرتا ہے اور فعل اور صفت کی نسبت اسی کی طرف کرتا ہے۔ تو وہ الحاد اور تعطیل کو غلط کر دیتا ہے۔ جب کہ وہ ملکین کا خوبصورت مذہب ہے جس کے قائل اہل الحاد اپنے مخالفین کو فرقہ متحلہ کا نام دیتے ہیں اور انہیں غیر فاسد و غیر معقول کہتے ہیں۔

اسی طرح شرک سے برآ و بیز اری وحدانیت کے اثبات سے ہوتی ہے۔ کیونکہ ایک قوم کا دعویٰ ہے کہ کائنات کے دو فاعل یا دو خالق ہیں اور ان کا دعویٰ ہے کہ ایک خیر کے امور اور دوسرا شر کے امور انجام دیتا ہے۔ اور انہوں نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ تخلیق کی ابتداء و ح اور نفس سے تھی۔ لیکن غیر درست طریقہ اور غیر معقول طریقہ تھی اللہ تعالیٰ نے اس تخلیق کو اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مادہ قدیمہ کے طرف ارادہ کیا جو ازال سے اس کے ساتھ موجود تھا۔ اور اس عالم کو اس مادہ سے بنایا اور ترتیب دیا اس موجودہ درست اور معقول ترکیب کے ساتھ۔

جب کوئی ثابت کرنے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ کوئی نہیں ہے اس کے سوا کوئی خالق نہیں ہے اور اس کے سوا کوئی قدیم نہیں ہے۔ تو وہ شرکیہ ہونے کے قول کی نظر کرتا ہے اور یہ شرکیہ ہونے یا کرنے والا قول باطل ہونے اور اپنے قائل کے لئے کافر کا لقب واجب کرنے میں الحاد اور تعطیل کے قول کی طرح ہے اسی طرح تشبیہ کے عقیدے سے برآ و بیز اری یہ ثابت کرنے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ نہ جو ہر ہے اور ہی عرض ہے اس لئے ہے کہ ایک قوم حق سے بھٹک گئے ہیں اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بعض حداث صفات کے ساتھ متصف کیا ہے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ وہ جو ہر ہے بعض کہتے ہیں کہ وہ جسم ہے۔ بعض نیچا جائز رکھا ہے کہ وہ عرش پر بیٹھا ہے جیسے کوئی باشہ تخت پر بیٹھا ہوتا ہے۔ جب کہ یہ ساری باتیں اپنے قائل کے لئے کافر کا لقب لگانے کے لئے تعطیل اور شرکیہ کے عقیدے کی طرح ہیں (کیونکہ ایسا کرنے سے اللہ تعالیٰ کے لئے یہ لازم آتا ہے کہ وہ کائنات کی اشیاء سے میامت رکھتا ہے جب کوہ مثیت سے پاک ہے) (مترجم) جب کوئی ثابت کرنے والا یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ لبس کھٹلہ شیغت ہے اس کی شل کوئی بھی شیغت نہیں ہے خلاصہ اس کا یہ ہے کہ وہ جو ہر ہے اور تھی عرض ہے تو وہ تشبیہ کی نظر کر دیتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ جو ہر یا عرض ہوتا تو اس پر وہ سب کچھ جائز اور ممکن ہوتا جو تمام جواہر و اعراض پر ہوتا ہے۔

جب وہ جو ہر نہیں ہے عرض نہیں ہے تو اس پر وہ سب کچھ جائز نہیں ہے جو جواہر و اعراض پر ہوتا ہے۔

اس لئے کہ جواہر میں تأییف و ترکیب ہوتی ہے تجسس ہوتی ہے اللہ اس سے پاک ہے اور مکان اور جگہ گھیرتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے حرکت و سکون میں آتے ہیں اللہ اس سے پاک ہے۔ اور وہ کیفیات بھی اس پر جائز نہیں جو اعراض پر ہوتی ہے جیسے قائم بالغیر ہوتا اپنے ہونے اور بوجھو کے لئے کسی اور شی کا تھان ہونا پھر حداث و فانی ہونا وغیرہ اللہ تعالیٰ تمام تفاہش سے پاک ہے۔

اسی طرح تعطیل سے برآ و بیز اری۔ یہ ثابت کرنے کے ساتھ کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی کو ازسر نوبغیر مادہ کے بنانے والا ہے اپنی ذات کے سوا (یہ اس لئے ضروری ہے کہ پہلو لوگوں میں سے ایک قوم نے فرقہ معطلہ کی مخالفت کی مگر حق تحریک رسائی پانے میں ناکام ہو گئے اور انہوں نے یہ قول اختیار کر لیا کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے لیکن اسی طرح کوہ تمام کائنات کی موجودات کے لئے علت اور سبب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اللہ کے وجود سے موجودات میں سے ہر جو شئی کے وجود کا ایک کو قضا کیا ہے ایک خاص ترتیب کے ساتھ جس کا وہ ذکر کرتے ہیں اور یہ کہ معلوم جب علت سے جدا نہیں ہوتا تو پھر لازم ہے کہ اس عالم کا مادہ بھی ازل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہو یعنی دوسرا لئے لفظوں میں مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی قدیم ہے اور مادہ بھی قدیم ہے آپس میں علت و معلوم کا تعلق ہے جیسے وہ ایک دوسرے سے الگ نہیں ہو سکتے یہ بھی جدا

نہیں ہو سکتے۔

تو جو شخص یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ از سر نوع بغیر مادے اور بغیر مثال کے کائنات بنانے اور ایجاد کرنے والا ہے اور اپنے سوا ہر چیز کو از سر نو پیدا کرنے والا ہے اپنے اختیار کے ساتھ اور اپنے ازادے کے ساتھ خواہ وہ چیز جو ہر ہو یا عرض ہو بغیر کسی اصل کے اختراع کرنے والا ہے تو وہ شخص تقطیل کے قول کی نفی کرتا ہے علم و معلوم کے عقیدہ کی نفی کرتا ہے جو عقیدہ اپنے قائل کے لئے کفر کا القب دینے کے لئے نقیدہ تقطیل و تشریک کی طرح ہے۔ اسی طرح شریک سے برآ وہ بیزاری یعنی تدبیر میں شریک ہونا اس کی نفی ہوتی ہے اس بات کے ثابت کے ساتھ کہ موجودات میں سے کسی بھی شئی کے لئے اللہ کے سوا کوئی مدبر نہیں ہے۔ اس لئے کہ ایک قوم نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ فرشتہ عالم کے مدبر ہیں لہذا اللہ کا نام و مرکم رکھا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ملائک کے بارے میں فرمایا۔ فا لم يبرأ امرأ (ناز علما) مدبرات کا معنی ہے منفذات لصادبر اللہ علی ایدیہا اللہ تعالیٰ نے اپنے باھوں سے جس چیز کی تدبیر فرمادی ہے ان تدبیرات الہیہ کو نافذ کرنے والے مثل کے طور پر جیسے اللہ کے حکم کو نافذ کرنے والے کو حاکم کہتے ہیں جب وہ دوناں الغوں میں فیصلہ کرتا ہے اور ایک قوم نے یہ دعویٰ کر رکھا ہے کہ کوئی کوب اور ستارے اپنے شے مدبر ہیں اور ہر مصیبت اور ہر حادثہ جو هر قیمت پر ہوتا ہے وہ کوئی کوب کی گردش کے آثارے ہوتا ہے اور ان کے ملنے اور جدا ہونے ان کے ملاپ اور جدائی وغیرہ کیفیات سے ہوتا ہے۔

تو جو شخص یہ ثابت کرتا ہے کہ اللہ نے جو کچھ ایجاد و اختراع کیا ہے اس کا مدبر وہ خود ہے اس کے سوا کوئی مدبر نہیں ہے تو وہ تدبیر میں شریک کرنے کی نفی کرتا ہے جب کہ یہ شرک اپنے قائل کے لئے کفر کا القب دینے میں قدمیم ہونے کے شرک اور تخلیق میں شرک کی طرح ہے پھر اللہ تعالیٰ نے (ذکورہ تمام) شرک کی نفی کرنے اور توحید کے تمام ذکورہ وغیرہ ذکورہ (پہلو اجاگر کرنے اور ثابت کرنے کے لئے) اور مذکورہ تمام معانی کو ایک ایک ملک میں جمع کرنے کے لئے یہی ایک ملک دیا ہے وہ لاء اللہ الا اللہ۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے مامور ہیں کو حکم دیا ہے کہ وہ اسی کا عقیدہ رکھیں اور اسی کا قول و اقرار کریں اور اللہ تعالیٰ نے خود حکم دیا ہے:

فَاعْلَمُ اَنَّهُ لَاءُ اللَّهِ الْاَلَّهِ (سورة بحیرہ ۱۹)

یقین جانے کو ہی اللہ ہے اس کے سوا کوئی انہیں ہے۔

یعنی لا موجود الا اللہ۔ لا واحد الا اللہ۔ لا مترے من الشر کاء الا اللہ۔ لا متره من التشبيه الا اللہ۔ لا مبدع ولا موحد بغیر اصلی و مادة الا اللہ۔ لا مدبیر ولا متصرف فی الكون الا اللہ۔ وغیره ذلک من اللوازم والعقفات (از مرجم) اللہ تعالیٰ نے مشرکین عرب کی نعمت کرتے ہوئے فرمایا۔

انهم كانوا اذا قيل لهم لا الله الا الله يستنكرون۔ ويقولون اتنا لئار کوا الہتا لشاعر مجذون۔ (الصفات ۳۵-۳۶)
بے شک ان مشرکوں سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ لا الہ الا اللہ اللہ کے سوا کوئی انہیں ہے تو وہ اکثر جاتے ہیں اور کہتے ہیں کیا ہم ایک شاعر اور دیوانے کے لئے اپنے بہت سارے معبودوں اور حاجت رواؤں کو چھوڑ دیں گے؟

یعنی جب انہیں کہا جاتا کہ لا الہ الا اللہ وہ اکثر جاتے اور اس کا اقرار نہ کرتے بلکہ اس کی جگہ یہ کہتے:

انا لئار کوا التھنا لشاعر مجذون۔

۹۰:.....ہمیں بخودی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں بخودی ہے ابو نظر فقیر نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن عیین الحکانی

(۹۰)..... علی بن محمد بن عیین الحکانی (ت ۲۹۲) (مسیر ۱۳/۳۵۲)، ابوالیمان ہو الحکم بن نافع البهرانی (ت ۲۲۲) شعبہ هو ابن

نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابوالایمان نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے شیعہ نے زہری سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے سعید بن میتب نے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس کہیر دی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔

میں حکم دیا گیا ہوں نہ میں لوگوں سے قفال کرتا رہوں یہاں تک کہ وہ اقرار کر لیں لا اللہ الا اللہ جو شخص یہ کلمہ بڑھ لے اس نے مجھے اپنی جان اور مال پچالیا گے اس کے حق کے ساتھ اور حساب اس کا اللہ کے ذمہ ہے۔ بخاری نے اس کو صحیح بخاری میں ابوالایمان سے روایت کیا ہے۔
۱۹:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے حسن بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی ہے ہمیں بن محمد قبلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن بشار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے تجھی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے بن یزید بن کیسان نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابوحازم نے ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پچا (ابوطالب) سے فرمایا تھا:

قل لا الله الا الله اشهد لك يوم القيمة.

آپ لا اللہ الا اللہ کا اقرار کر لیجئے میں قیامت کے دن آپ کے لئے اس کی شہادت دوں گا۔

اس نے کہا اگر مجھے قریش کا ذرہ ہوتا کہ وہ مجھے طعنہ دیں گے کہ موت گھبرا کر میں نے تیرے سامنے اقرار کر لیا تھا تو میں ضرور اقرار کرتا ہے۔
لہذا اللہ تعالیٰ نے یا آیت نازل فرمائی:

انک لاتهہدی من احیت ولکن اللہ یہدی من یشاء۔ (القصص ۵۶)

آپ ہدایت نہیں دے سکتے جس کو چاہیں یکن اللہ تعالیٰ جس کو چاہے ہدایت دیتا ہے۔

مسلم نے اس کو صحیح میں محمد بن حاتم سے انہوں نے تجھی بن حید سے روایت کیا ہے۔

۹۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو محمد بن شوذب داٹھی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شیعہ بن ایوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوغان مالک بن ابنا عیل نہدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالسلام بن حرب نے عبد اللہ بن بشر نے زہری سے سعید بن میتب سے انہوں نے عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح قبض ہوئی تو آپ کے اصحاب میں سے کئی لوگ شک میں جلا ہو گئے میں بھی انہیں میں سے ایک تھا حضرت عمر میرے پاس سے گذرے اور سلام کیا میں نے ان کا جواب نہ دیا انہوں نے ابو بکر صدیق کے آگے میری شکایت کردی صدیق اکبر میرے پاس آئے اور فرمایا تیرے بھائی نے سلام کیا اور تم نے جواب نہیں دیا۔ میں نے کہا مجھے یہ خیال آگیا تھا کہ حضور نبی میں میں اس سے بے خبر تھا اور مشغول تھا ابو بکر صدیق نے پوچھا کیسے؟ میں نے کہا مجھے یہ خیال آگیا تھا کہ حضور نبی میں اس امر کی نجات کے بارے نہیں پوچھا؟ صدیق نے فرمایا میں نے آپ سے پوچھا تھا حضرت عثمان کہتے ہیں میں جلدی سے کھڑا ہوا اور صدیق اکبر کو گلے سے گالیا اور معانقہ کیا اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ واپسی اس کے زیادہ حق دار تھے۔

انہوں نے فرمایا میں نے اس امر کی نجات کے بارے رسول اللہ سے سوال کیا تھا حضور نے فرمایا:

(۹۱) الحسن بن يعقوب (ت ۳۲۲) (سیر ۱۵ / ۳۲۳)، الحسين بن محمد القباني (ت ۲۸۹) (سیر ۱۳ / ۳۹۹)، ويحيى هو ابن سعد القطان، ويزيد بن كيسان هو البشكري أبو اسماعيل. اخرجه مسلم ص ۵۵ عن محمد بن حاتم بن مسون

(۹۲) أبو محمد بن شوذب الواسطي هو عبد الله بن عمرو بن شوذب (تاريخ واسط ۸۰ و ۸۱)، و شعب بن ایوب (ت ۲۶۱) تغريب. آخرجه ابن سعد في الطبقات الكبرى (۲/۸۲ و ۸۵) عن محمد بن عمر عن محمد بن عبد الله عن الزهرى به.

من قبل الكلمة التي عرضتها على عمى فتى له نجاة.

شخص اس کلمہ کو قول کر لے جو میں نے اپنے چھاپر پیش کیا تھا۔ اس کے لئے نجات ہے۔

کلمہ توحید کا اقرار نجات کی ضمانت ہے:

۹۳:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد خاتم دوری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن اسماعیل نے۔ پھر انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ سابقہ حدیث کی مثل ذکر کیا ہے علاوه ازیں آخر میں یہ کہا ہے۔

من قبل الكلمة التي عرضتها على عمى فردها فتى له نجاة.

جو شخص وہ کلمہ قبول کر لے جو میں نے اپنے چھاپر پیش کیا تھا اور اس نے اسے رد کر دیا تھا یعنی کہتے اس بندے کے لئے نجات ہے۔

۹۴:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابو عبد اللہ الغفار اسیہانی نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی احمد بن مهدی بن اسٹم نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی ابو عاصم بنیل نے وہ کہتے ہیں ہم سے حدیث بیان کی عبد الحمید بن حضر نے وہ کہتے ہیں مجھ سے بیان کی اصالح بن ابو عرب نے کثیر بن مرہ سے، انہوں نے معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کا آخری کلام لا إلہ إلا اللہ ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۵:... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فیض نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالصمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے خالد حذاء سے انہوں نے ولید بن ابی بشر سے انہوں نے حمran بن ابان سے کہ انہوں نے ساتھ اعتمان بن عفان سے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا:

من مات يعلم انه لا إلہ إلا اللہ دخل الجنة.

جو شخص مر گیا اور وہ یقین رکھتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔

۹۶:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کثیر بن حضر نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن احمد بن حضیل نے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے باپ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابی علیہ نے خالد سے پھر اس مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے علاوه ازیں کہا ہے:

(۹۳).... اخرجه احمد (۱/۶۰) عن أبي اليمان عن شعيب عن الزهرى عن رجل من الأنصار من أهل الفقه عن عثمان بن عفان به.

وقال الهيثمى فى مجمع الزوائد (۱/۱۳) رواه أحمد والطبراني باختصار وأبويعلى . فى المسند بتمامه والبزار بجزه وفيه رجال لم يتم ولكن الزهرى وثقة وأباهمه (۹۳).... أبو عاصم النبيل (ت ۲۱۲)

آخرجه أبو داود (۳/۱۱۶)، والحاکم (۱/۳۵۱)، وأحمد (۵/۲۲۳) من طريق صالح بن أبي عرب به

وقال الحاکم صحیح الإسناد ووافقه المنھی وحسنة الالیانی فی الإرواء (۲/۱۵۰)

(۹۵).... محمد بن الحسن بن محمد المحمد آبادی ابو طاہر (ت ۳۳۲) (مسیر ۱/۱۵ و ۳۰۲ و ۳۲۹)، وابو قلابة هو : عبد الملک بن محمد (ت ۲۷۶) قریب ، وعبد الصمد هو ابن عبد الوارث بن سعید العنبری أبو سهل البصري (ت ۲۰۷)

آخرجه احمد (۱/۲۵) عن محمد بن جعفر عن شعبة به

وقال العلامہ شاکر رحمہ اللہ : إسناده صحيح.

(۹۶).... احمد بن جعفر هو ابو بکر القطیعی (ت ۳۶۸) (مسیر ۱/۲۱۰)

آخرجه مسلم (ص ۵۵)، وأحمد (۱/۲۹)، والمصنف فی الأسماء والصفات (ص ۹۹)

من مات و هو يعلم ان لا اله الا الله دخل الجنة.

جو شخص مر گیا حالاً تک وہ یقین سے جانتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں وہ جنت میں داخل ہو گا۔

امام مسلم نے اس کوہ زیر بن حرب سے اور ابن علیہ سے روایت کیا ہے۔

امام تہذیب فرماتے ہیں۔ ہم نے اس کلمہ کے فضائل کتاب الاسماء والصفات کی جز خامس میں ذکر کئے ہے تفصیل کے ساتھ یہاں ہم نے اسی پر اتفاق کیا ہے۔

کفر تو حید کے ذریعہ بروز قیامت تکالیف سے حفاظت:

۷۹: ... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن عبید نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے بزار نے یعنی احمد بن عمرو نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوکمال نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عوانہ نے منصور سے انہوں نے ہلال بن یاف سے انہوں نے اغرسے انہوں نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

من قال لا الا الله نفعته يوما من دهره اصحابه فيل ذلك ما اصابه.

جو شخص لا الا الله کہے اس دن اس کی حفاظت رہے گی اس سے قبل جو اس کو تکلیف پہنچ تھی وہ پہنچ چکی۔

۸۰: ... ہمیں خبر دی ہے علی نے وہ کہتے ہیں خبر دی احمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ملکان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عیینی بن یونس نے سفیان ثوری سے انہوں نے منصور سے پھر اسی کی ذکر کی ہے علاوه ازیں فرمایا۔ ان جنہے نفعت مل گی۔

۸۱: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن الحسن فقیر نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم بن ملکان نے۔ پھر اسی حدیث کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔

۸۲: ... ہمیں خبر دی ہے عبدالرحمن بن عبید اللہ بن عبد اللہ حرفی نے بطور امام کے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے جیب بن حسن قراز نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر احمد بن حنبل بن الحسن طواني نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے تیجی نے یعنی

(۸۳) احمد بن عمر و البزار ابو بکر (ت ۲۹۲) (سپر ۱۳/۵۵۳)، ابو کامل هو: فضیل بن حسین بن طلحة البصری ابو کامل الجحداری (ت ۲۳۷)

آخر جه البزار (کشف الأستار ۱/۱۰/۱۳) عن أبي كامل عن أبي عوانة به.
وقال البزار وهذا لانعلمه بروى عن النبي صلى الله عليه وسلم إلا بهذه الإسناد.
ورواه عيسى بن يونس عن ثورى عن منصور أيضاً.

وقد روى عن أبي هريرة موقوفاً أو رفعه أصح.

وقال الهن申し في مجمع الزوائد ۱/۷ رواه البزار والطبراني في الأوسط والمصifer ورجاله رجال الصحيح

قلت رواه الطبراني في المصifer (۳۹۳) الروض الداني ولكن من طريق عبید الله بن عبد الله بن عتبة عن أبي هريرة مرفوعاً بلطفه :

من قال لا إله إلا الله نفعته يوما من دهره ولو بعد ما يصبه العذاب

تبنيه: سقط من الإسناد عند البزار (کشف الأستار) : الأغور فلبيصح

(۸۴) ... عمرو بن خالد بن فروخ بن سعيد الحنظلي أبوالحسن الجزري (ت ۲۲۹)، وعيسى بن يونس (ت ۲۸۷، أو ۲۹۱)

والحدیث أشارله البزر أثناء الحدیث السابق.

وآخر جه أبو نعيم في الحلية ۵/۳۷ من طريق أبي الزنابع روح بن الفرج، ۷/۱۲۲ من طريق احمد بن مهدی کلاماً عن عمرو بن خالد.

وآخر جه المصنف في الأسماء والصفات ص ۱۰۳ من طريق هلال بن العلاء عن عيسى بن يونس به.

ابن عبد الحمید نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو سعید احمد بن محمد مالکی نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو احمد بن عدی حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابیان بن یوسف سراج نے اور احمد بن محمد بن خالد برائی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے تھیں حمان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے اس نے اب عن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(۱۰۰) عبد الرحمن بن عبد الله بن عبد الله الحرفی (ت ۳۲۳) (سیر ۱ / ۳۱۱)، وأحمد بن يحيى بن إسحاق هو الجلی الحوالی أبو جعفر، يحيى بن عبد الحميد (ت ۳۲۸)، أحمد بن محمد المالکی أبو مسعود (ت ۳۰۹) (جرجان ص ۱۲۳)، أبو أحمد بن عدی عبد الله بن عبدی الحرجانی أبو احمد (ت ۳۲۵) (جرجان ص ۲۲۶)، محمد بن إبراهيم بن ابیان ابو عبد الله (ت ۳۳۲) (سیر ۱ / ۳۲۲)، احمد بن محمد بن خالد البرائی أبو العباس (ت ۳۰۰) (سیر ۱ / ۴۲)، آخر جه ابی عدی فی الكامل ۱۵۸۲ عن محمد بن ابیان وأحمد بن محمد البرائی به.

وآخر جه الخطيب البغدادی فی تاريخ بغداد (۲۶۶ / ۱) من طريق محمد بن احمد بن ابراهیم عن یحيی الحمامی به، ۱ / ۲۶۵ من طريق ابی مسلم الواقدی عبد الرحمن بن واقد عن عبد الرحمن بن زید بن اسلم به، وعزاء ابن کثیر فی التفسیر ۲ / ۵۳ لابن ابی حاتم من طريق عبد الرحمن بن زید.

وللطیرانی من طريق سليمان بن عبد الله بن وهب الكوفی عن عبد العزیز بن حکیم عن ابی عمر .
المطالب العالية (۳۳۹۵) وعزاء الحافظ لأبی یعلی و قال البصیری :
رواه أبو یعلی والطیرانی والبیهقی بلفظ آخر وسكت.

وعزاء البهیمی فی المجمع ۱ / ۸۲ للطیرانی بن الأوسط من طریقین
وقی الأولی یحيی الحمامی و قی الأخرى مجاشع فی عمرو و کلاما ضعیف، ۱ / ۳۳۳ رواه الطیرانی و قی جماعة لم اعرفهم .
قلت یبدو أنه یشير للطريق التي ذكرها ابن کثیر .

والحدیث ضعفة العراقي (الأحياء) وعزاء لأبی یعلی والطیرانی والبیهقی فی الشعب .
قلت آخر جه الخطیب فی تاريخ بغداد ۳۰۵ / ۵ من طريق ابن جریح عن عطاء عن ابی عباس مرفوعاً
وقول البیهقی : وروی من وجه آخر ضعیف .

آخر جه البیهقی فی البخت (۸۲) من طريق بہلول بن عبید عن سلمة وقد روی آدم بن ابی ایاس هذا الحديث بایساد غیر هذآ عن ابی هریرة وذكر فی الأسماء ولبس له بایساد صحيح وآخر جه ابین ماجحة (۳۸۱) عن هشام بن عمار عن عبد الملک بن محمد الصناعی عن ابی المنذر ذہیر بن محمد التمیمی عن موسی بن عقبة عن عبد الرحمن الأعر عن ابی هریرة به و قال البصیری فی البراند لم یخرج أحد من الأئمة السنت عدد أسماء الله الحسنی من هذا الوجه ولا من غيره غیر ابین ماجحة والترمذی مع تقديم وتأخر و طریق الترمذی اصح شيء فی الباب بایساد طریق ابین ماجحة ضعیف لضعف عبد الملک بن محمد . اه .

وقول الترمذی (وقد روی آدم بن ابی ایاس) السخ قال الحافظ فی التلخیص الحیر ۲ / ۷۱ و طریق التي اشار اليها الترمذی رواها الحاکم فی المستدرک ۱ / ۱۷ من طریق عبد العزیز بن الحصین عن ابیوب و عن هشام بن حسان جمیعاً عن محمد بن سیرین عن ابی هریرة وفيها زيادة و نقصان وقال ای الحاکم . المحفوظ عن ابیوب و هشام بدون ذکر الأسامی . قال الحاکم و عبد العزیز نقا
قال الحافظ بل متفق علی ضعفة و هاد البخاری و مسلم و ابن معین و قال البیهقی ضعیف عند اهل القل .
ابن کهیل عن ابین عمر وقال البیهقی هذا مرسلا عن سلمة بن کهیل عن ابین عمر .
وعبید بن بہلول تفرد به وليس بالقوى .

ثم اخر جه البیهقی (۸۳) من طریق بہلول بن عبید عن سلمة عن کهیل عن نافع عن ابین عمر به .

لیں علی اہل لالہ الا اللہ وحشہ و فی قبورہم و لافی نشورہم و کانی باہل لالہ الا اللہ ینقضون عن دوسمہم بقولون الحمد لله الذی اذہب عن الحزن۔
اہل لالہ الا اللہ پر ان کی قبر میں دھشت نہیں ہو گی اور شہادتی قبور سے اٹھتے وقت میں گویا اہل لالہ الا اللہ والوں کے ساتھ ہوں۔ اپنے سروں سے مٹی جہاڑیں گے اور کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے غم دور کر دیا۔
اس روایت میں عبد الرحمن بن زید بن اسلم متفرد ہیں۔

امام تیقین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے ایک دوسرے ضعیف طریقہ مردی ہے جسے ہم نے ”کتاببعث والنشور“ میں نقل کر دیا ہے اور ہم نے اس کلمہ کا ذکر تعلق ان عقائد خدا ساتھ من کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے ذکر کر دیا ہے۔

کیونکہ جس شخص نے لالہ الا اللہ کہا۔ اس نے اللہ کو ثابت کیا اور غیر اللہ کی نقی کی لمبہ اس نے جو کچھ ثابت کیا اس کے ساتھ وہ عقیدہ تعظیل سے باہر آ گیا۔ اور شرک کی نقی سے بھی جو اسی کے ساتھ بروط ہے۔ اور ایسے شخص نے لفظ اللہ سے موجود اور مرد بر ہونا بھی ثابت کر دیا۔ اور اس سے تشییز کی نقی بھی کردی اللہ کا لفظ مبدع اور موجود کے مساوا کے لئے درست نہیں ہو سکتا۔ لفظ اللہ سے جب مبدع اور موجود کا اعتراض ثابت ہو کیا تو مد بر ہونا خود بخود ثابت ہو گیا، اس لئے کہ ایجاد کرنے خود تدبیر کرنا ہے پھر اس ایجاد کو باقی رکھنا اور اس میں اعراض کی کیفیات بیدار کرنا اور ان ایفیات اعراض کو ختم کرنا ایجاد کے بعد۔ یہی خود تدبیر کرنا مدد بر ہوتا ہے۔ اور اللہ کے لئے ضروری ہے کہ اس کی مخلوق میں سے اس کا کوئی شبیہ نہ ہو۔ کیونکہ مخلوق میں سے کوئی اس کا شبیہ ہو تو پھر لازم ہو گا کہ یہی صورت اور صفات اس کے لئے بھی جائز ہو جو اس کے شبیہ کے لئے مانی تھی۔ جب یہ بات اس دوسرے شبیہ یا پابند کے لئے جائز ہو تو وہ لفظ اللہ کے نام کا مستحق نہیں ہو گا جیسے اس کی وہ مخلوق اس کی مستحق نہیں جو اس کی شبیہ قرار دی جاوے ہے۔ تو اس طرح ثابت ہوا کہ لفظ اللہ اور شبیہ دونوں جمع نہیں ہو سکتے جیسے لفظ اللہ اور ابداع کی نقی جمع نہیں ہو سکتے۔

حلیمی کا حدیث اسماء اللہ ذکر کرنا:

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث اسماء اللہ ذکر کی ہے اور اس کے ساتھ وہ اسماء بھی ملا کے ہیں جو دیگر احادیث میں وارد ہوئے ہیں اور ان اتنا ہے عقائد خدا میں تقسیم کیا ہے ہم نے وہ سب کتاب الاسماء و الصفات میں نقل کئے ہیں اور ہم نے اس کے ساتھ بعض شوابد اور صفات کی معروفت، اور مشکل آیات کی تاویل اور احادیث مشجعات کا اضافہ کیا ہے جن کی معرفت ضروری ہے جو شخص اس پر مطلع ہونا چاہئے کا انشا، اللہ اس کی طرف بھی رجوع کرے گا۔

اور حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے حدوث عالم کے اثبات میں۔ اور ان ولائیں میں کہ اس عالم کا کوئی صانع اور بنانے والا اور مرتعی چلانے والا ہے۔ اس کی مخلوق میں سے کوئی اس کا مشابہ نہیں ہے۔ کئی خوبصورت فصل ذکر کئے ہیں جن میں سے کوئی شخص حذف کرنا ممکن نہیں ہے ابدا میں نے ان کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا ہے۔ اور یہاں پر میں نے ان کے سوا اور کے کلام سے وہ حصہ نقل کیا ہے اس باب میں جس کو نقل رہتا ضروری تھا۔

فصل:..... اللہ عزوجل کی معرفت، اور اس کے اسماء و صفات کی معرفت

معرفت الہ کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اسے موجود بھیں۔ قدیم بھیں۔ بیشہ بے۔ فنا نہیں ہو گا۔ ایک ہے۔ صد ہے اور ایسا ایک ہو جو وہم و گہان میں اور تصور میں نہیں آ سکتا۔ تقسیم نہیں ہو سکتا۔ حصے بزرے نہیں ہو سکتا۔ وہ جو ہر نہیں (قائم بالقدرت کی جگہ میں) عرض

نہیں ہے (قائم بالغیر) جسم نہیں ہے۔ قائم نفس ہے۔ غیر سے بالکل مستغنی ہے۔ زندہ ہے، قادر ہے، عالم ہے۔ مرید (ارادہ کرنے والا) ہے۔ سخت ہے۔ بسیر ہے۔ مغلوم ہے۔ اس کی حیات ہے۔ قدرت ہے۔ علم ہے۔ ارادہ ہے۔ سعی ہے۔ بصر ہے۔ کلام ہے۔ بیشہ سے ہے۔ بیشہ رہے گا۔ وہ ان صفات کے ساتھ۔ مخلوق کی کوئی صفات اس کی صفات کے مشابہ نہیں ہیں۔ نہیں کہا جائے کہ صفات وہی ہیں اور نہ ہی غیر میں یہ بھی نہیں کہا جائے گا کہ اس سے جدا ہیں۔ یا مجاز ہیں۔ یا مخالف ہیں۔ یا موقوف ہیں۔ یا اس کو طول کر جگہ ہیں۔ بلکہ یہ اس کی تعریف و ثنا ہیں، ازی ہیں۔ اور اس کی صفات ابدی میں اسی کے ساتھ قائم ہیں اسی کے وجود کے ساتھ موجود ہیں۔ اسی کے دوام کے ساتھ دوام ہیں۔ نہ ہیں اعراض میں نہ ہی اغیار ہیں۔ نہ اعضاء میں اترنے والی ہیں۔ ذہنوں میں خیال و تصور کے اختیارات سے غیر مغلوف ہیں۔ یعنی جن کی کیفیت کا تصور میں ذہنوں نہیں آسکتا۔ ان کی تمثیل و ہموم کے لئے غیر مقدور ہے۔ اس کی قدرت مقدورات کو عام و شامل ہے۔ اور اس کا علم معلومات کے لئے عام ہے اور شامل ہے۔ اور اس کا ارادہ تمام مرادات کو شامل ہے۔ وہی ہوتا ہے جو کچھ وہ ارادہ کرتا ہے۔ جو کچھ نہیں ہوتا اس کا وہ ارادہ ہی نہیں کرتا۔ وہ حدود اور جہات و اطراف سے اور غایات سے دراء ہے۔ مکانوں اور زمانوں سے مستغنی ہے۔ نہیں پاسکتیں اس کو حاجات اور نہیں چھو سکتے اس کو منافع اور نقصانات۔ نہیں لائق ہوتیں اس کو لذات۔ نہ ہی قاضی نہیں شہوات اسی کوئی کیفیت اس پر جائز نہیں جو حادث پیروں پر جائز ہیں۔ اور حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں اس کا مطلب ہے کہ نہ حرکت درست ہے اس پر نہ ہی سکون۔ نہ ہی اجتماع نہیں افتراق نہیں برابری نہیں معاملہ۔ نہ ہی ایک دوسرے کو چھوٹا۔ نہ ایک دوسرے کا مجبور ہونا پڑ دی ہوتا ہی کوئی حادث شیخی اس کے ساتھ قائم ہے۔ نہ ہی اس کی کوئی ازی صفت اس سے باطل ہوتی ہے۔ اس پر عدم صحیح نہیں ہے محال ہے کہ اس کا کوئی بیٹا ہو۔ یا بیوی ہو۔ یا شریک ہو۔ اپنے سواہر زندہ کو موت دینے پر قادر ہے۔ اپنے سواہر شیخی کو فتا کر سکتا ہے۔ فتنی کے بعد دوبارہ اجسام کو بنا سکتا ہے۔ ہر شیخی کی مثال بغیر کسی کمی کو بتا ہی کے پیدا کر سکتا ہے۔ ہر شیخی پر قادر ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے اسی کا حکم ہے۔ ہر انعام اس کا فضل ہے ہر اکرام اس کی طرف سے انصاف ہے۔ اس کی طرف نسبت جوڑنا جائز ہے اور اس کی طرف نسبت ظلم نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے نسب کا سوال:

۱۰۱.....ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے اور ابو جعفر محمد بن صالح نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سین بن فضل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سابق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر رازی نے ریغ بن انس سے انہوں نے ابو العالیہ مسی انہوں نے الی بن کعب سے۔ کہ مشرکین نے کہا اے محمد اپنے رب کا ہمارے سامنے نسب بیان کرو۔ اللہ تعالیٰ یہ آیت نازل فرمائی۔

قل هو اللہ احد اللہ الصمد۔ فرمادیجعے الشايك بن اللہ صمد ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا صد وہ ہوتا ہے الصمد الذی لم یلدو لم یو لد ولم یکن له کفو احداً۔ جونہ کسی کو جتنے اور نہ ہی اس کو کوئی جتنے اور کوئی ایک بھی اس کا ہمسر نہ ہو۔

(۱۰۱).....الحسین بن الفضل (ت ۲۸۲) (شیر ۱۳ / ۳۱۲)، و محمد بن سابق (۲۱۳) تقریب، و ابراھیم الرازی هو عیسیٰ بن ماهان.

آخر جه الترمذی (۳۳۶۳)، احمد ۵ / ۱۲۲ و ۱۲۳ من طریق ابی سعد بن میسر عن ابی جعفر الرازی عن الریبع به.

ورواہ الترمذی (۳۳۶۵) من طریق عبید اللہ بن موسی عن ابی جعفر عن الریبع عن ابی العالیۃ ابی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فذکر نحوه و لم یذکر ابیا۔

قال الترمذی وهذا اصح من حدیث ابی سعد

کیونکہ جو بھی پیدا ہوتا وہ مرتب بھی ہے اور جو مرتا ہے اس کی جگہ کوئی اور بھی آتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ نہیں مرے گا نہ ہے اس کی جگہ کوئی لے گا۔ نہیں کوئی اس کے مبارہ ہے نہیں کوئی اس کے مشابہ ہے۔ نہیں برادر ہے۔ کوئی ششی اس کی مثل نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام:

۱۰۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے وہ کہتے ہیں خبودی ہے ابوکبر اسماعیلی نے اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے محمد بن حسین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے داد اسماعیل بن نجید نے داد اسماعیل بن مطر نے اور علی بن بندار صیرفی نے اور ابو عمرہ بن حمدان نے اور ابو مکر بن قریش نے غیرہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے صفوان بن صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن سلم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب بن ابی حزہ نے ابو زناد سے انہوں نے اعرج سے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان اللہ تسعہ و تسعین اسمًا مائۃ الا واحده۔ انه وتر يحب الوتر۔ من احصاها دخل الجنة۔

اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں۔ ایک سو سے ایک کم۔ (اللہ تعالیٰ طاق عدد ہے اور وہ طاق عدد کو پسند کرتا ہے۔) جو شخص ان کو پسند کرے گا جنت میں داخل ہو گا۔

ہو اللہ، الہی لا الہ الا ہو الرحمن الرحیم، الملک القدس، السلام المؤمن، المہیمن، العزیز، الجبار،
المتكبر، المخالق، الباری، المصور الغفار، القهار، الوہاب، الرزاق، الفتاح، العلیم، القابض الباسط
الخافض، الرافع، المعز، المزل، السمعی، البصیر، الحكم، العدل، اللطفی، الخیر، الحلیم،
العظيم، الغفور، الشکور، علی الکبیر، الحفیظ، المقتی، الحسیب، الجلیل، الکریم، الرفیق، نسحیب
الواسع الحکم، الودود، المجدید، الباعث، الشہید، الحق، الوکیل، القری المتبین، الولی، الحمدید،
المحضی، المبدی، المعید، المحیی المعمیت الحی، القيوم، الماجد، الواجد، الواحد، الاحد، الصمد،
ال قادر المقدّر، المقدم، المؤخر، الاول، الآخر، الظاهر، الباطن، البر، التواب المنقم المغفو، الرزوف، مالک
الملک ذوالجلال والاکرام الوالی، المتعالی المقطسط الجامع، الغنی المغنی، الرافع، الصار، النافع، النور،
الہادی البدیع، الباقی، الوارث، الرشید، الصبور، الہی کمثیلہ شنی وہو السمعی البصیر

”ابو ہریرہ کے سوا اوروں نے۔ رافع کے بدالے میں المانع کہا ہے۔

اور الہاطن کے بعد الوالی التعالی کہا ہے۔

(۱۰۲)..... ابوبکر الإماماعیلی هو احمد بن ابراهیم بن اسماعیل بن العباس (ت ۱۷۴/۱۶۲)، اسماعیل بن نجید (ت ۳۶۹)
طبقات الصوفیة للسلمی (ص ۳۵۲)، علی بن بندار الصیرفی هو ابوالحسن (ت ۳۵۹) (طبقات الصوفیة للسلمی ص ۱، ۵۰۱)، وابو عمرہ
بن حمدان هو : محمد بن احمد بن حمدان طبقات الصوفیة للسلمی (ص ۱)، میزان الاعتدال (۳۵۷/۲)، وصفوان بن صالح هو
ابو عبد الملک الدمشقی (تقریب) ولينظر من هو احمد بن علی الدامغانی، وابوبکر بن قریش.

خرجه الترمذی (۳۵۰) وابن حبان ۲۳۸۳ والحاکم ۱۶/۱، والمصنف فی الاسماء والصفات (ص ۵) وفی سة الکبیری (۱۰) من
طريق صفوان بن صالح عن الولید بن مسلم به وقال الترمذی.

مذا حديث غريب حدثنا به غير واحد عن صفوان بن صالح ولا نعرفه إلا من حدیث صفوان بن صالح وهو ثقة عند أهل الحديث.

قد روی هذا الحديث من غير وجه عن أبي هريرة عن النبي صلی الله علیه وسلم ولا نعلم في كثير شيء من الروايات ذكر الأسماء إلا في
مذا الحديث.

امام یہی کا قول:

امام یہی نے فرمایا۔

استاذ ابوالحنفی ابراہیم بن محمد بن ابراهیم اسفرائی نے ذکر فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان میں نام احصا حاصل سے مراد ہے کہنے علمھا۔ جوان اسماء کو یاد کرے سے مراد ہے جوان کو جان لے۔ اور ذکر فرمایا کہ یہ اسماء اخھائیں نام ذات کے لئے ہیں اور اخھائیں نام صفات ہے کے لئے اور بتاتا یہیں اس فعل کے لئے ہیں۔

اسماء ذات کے معانی کا بیان

”وَاللَّهُ“

اس کے کئی معانی ہیں:

- ① وہی تخلق پر قدرت رکھنے والا۔
- ② وہی آجھہ ہوتا ہے جو وہ ارادہ کرتا ہے۔
- ③ وہی ایسا غالب ہے جو مغلوب نہیں ہوتا۔
- ④ وہی ایسا غالب جس پر غلبہ نہ کیا جائے۔
- ⑤ وہی ہے جس کے بغیر ملکف بنانے کی وجہ نہ ہو سکے۔

”الملک یا باادشاہ“

اس کا معنی یہ ہے:

- ① وہی عزت دیتا ہے جس کو چاہے۔
 - ② وہی ذلت دیتا ہے جس کو چاہے۔
 - ③ اس پر ذات محال ہے۔
- تحقیق کہا گیا ہے کہ اس کا معنی ہے:
- ④ وہی ما لک بنا نے والا، بادشاہی دینے والا ہے۔
 - ⑤ تھیں لینے والا۔
 - ⑥ قدرت دینے والا۔

تحقیق کہا گیا کہ معنی یہ ہے:

- ⑦ وہی سر پرستی کرتا ہے۔
- ⑧ معزول کرتا ہے۔
- ⑨ جس کوئی معزول نہیں کر سکتا۔

- جس سے کوئی کچھ نہیں چھین سکتا۔
- تحقیق کیا گیا کہ معنی یہ ہے:
- وہی عزت اور بادشاہت میں متفرد ہے اس مفہوم میں اس کا کوئی شرکیک نہیں۔

”القدوس“

- (پاکیزہ) (پاک ذات ہر عیوب سے) اس کے کئی معانی ہیں:
- (۱) وہی عیوبوں سے بری ہے۔
 - شرکاء سے بری ہے۔
 - انداو (شریکوں) سے پاک ہے۔
 - اضداد سے (حریقوں) سے پاک ہے۔
 - (۲) ہر وصف جو اس کے ساتھ مخفی ہے اس وصف کا کمال صرف اسی کے لئے ہے۔
 - (۳) اپنے مساوا (خلوق) کو عیوب سے پاک کرنا اسی کی صفت ہے۔
 - (۴) خیال و گمان اس کی تحدید کا اور اک نہیں کر سکتے۔
 - نگاہیں اس کی صورت کو پانیں سکتیں۔

”السلام“

سلامتی والا، عیوب سے بری، سلامتی دینے والا

- اس کے کئی معانی ہیں:
- (۱) سلامتی اسی کے ساتھ ہے۔
 - سلامتی اسی میں ہے۔
 - (۲) جو اس کی طاعت کرے گا سلامت رہے گا (جیسے جائے گا عذاب سے جہنم سے)
 - (۳) تقاض سے سلامتی والا ہے۔
 - (۴) وہی سلامتی دینا ہے اپنی طرف سے مقصد کی تحقیق پر۔

”المؤمن“

(امن دینے والا)

- اس کے کئی معانی ہیں:
- ہدایت اور ایمان اسی کی طرف سے ہے۔
 - مصدقیں و مکنذیب اسی کے ساتھ ہے۔

- ۱..... حقائق اسی کے آگے کھلیں گے۔
- ۲..... حکم اسی سے لیا جاتا ہے۔
- ۳..... قول اسی کا قول ہے جس کی مخالفت ممکن نہیں۔
- ۴..... اسی کا زوال حال ہے۔
- ۵..... اسی کے ساتھ جھگڑا کرنا مشکل و ناممکن ہے۔

”الہیمن“

نگہبان، محافظ، خوف سے امن دینے والا

یہ اسماء مکمال میں سے ہے۔ فضل کے تمام اوصاف کو جامع ہے اور نقص کے تمام اوصاف کے مخالف ہے گویا کہ کمال وہ ہے جس پر زوال صحیح نہیں ہے اس میں شہادت، حفاظت عطا منع۔ اختصاص۔ داخل ہیں۔

”العزیز“

غالب، عزت والا

اس کے کئی معانی ہیں:

- ۱..... وہ جو مغلوب نہ کیا جائے۔
- ۲..... وہ جس کی مراد میں مخالفت نہ کی جا سکے۔
- ۳..... وہ انبات سے خوف زد نہیں کرتا۔
- ۴..... وہ اپنے مقام سے بکھی نیچی نہیں اترتا۔
- ۵..... وہ جس کو ارادہ کرے عذاب دے سکتا ہے۔
- ۶..... بھاگ کر آنے والوں کے لئے جائے پناہ ہے۔
- ۷..... ارادت مندوں کا مقصود وہی ہے۔
- ۸..... دین سے نکل جانے والوں کا راست و حساب اسی پر ہے۔
- ۹..... عمل کرنے والوں کا ثواب اسی پر ہے۔
- ۱۰..... وہی ہے جس کی مثال موجود نہیں۔ وہی ہے جو کسی حد میں محدود نہیں۔ وہی ہے جس پر کوئی نقص اور عیب صحیح نہیں۔

”الجبار“

برہاز بر دست

اس کے کئی معانی ہیں:

- (۱) وہ ہے جو عذاب دینے پر آئے تو شفقت نہ کرے (ندوئے)۔
 بخششیں کرتے کمی سے نذرے۔
- (۲) جب دینے پر آئے تodal کھول کر دے۔
- (۳) جب ہاتھ روکنے کے پر آئے تو پوری طاقت سے روک دے۔
- (۴) جوب و فانی کرنے عہد شکنی والوں کی وجہ سے کمزور نہیں پڑتا۔
- (۵) جو فاداروں اور مخلصین کی وجہ سے نہیں اتراتا۔
- (۶) وہ جو آنکہ کسی شی کے نہ ہونے پر اس کی تمنا نہیں کرتا۔
- (۷) جواب تک کسی شی کے نہ ہونے پر پریشان نہیں ہوتا۔
- (۸) جو حس کے کسی فعل میں اس سے کوئی پوچھنے اور کیوں؟ کرنے والا نہیں۔
- (۹) وہ جس کے کسی کام کی وجہ کی مطالب نہیں کیا جاسکتا۔
- (۱۰) جس کی قدرت پر کوئی روکاوث کوئی قدنگن نہیں۔
- (۱۱) جس پر کوئی شی لازم نہیں ضروری نہیں۔
- (۱۲) جس کی عزت کے آگے بڑے بڑے عزت دار ذیلیں۔
- (۱۳) جس کے اپنے قریب کرنے سے بڑے بڑے ذیل (کنہار) شرف و عزت کے مالک ہو جاتے ہیں۔

”المتکبر“

بڑائی والا، کبریائی والا

اس کے کئی معانی ہیں:

- (۱) وہ جس کے آگے کسی شی کی کوئی مقدار نہیں ہے۔
- (۲) جس کو کسی ملامت کا اثر نہیں (لامت کے والے فعل و اثر و نفع سے پاک ہے)۔
- (۳) جس کو کسی عقاب و سزا کا اثر نہیں۔
- (۴) جو کسی نفع کے حصول کے لئے پیدا نہیں کرتا۔
- (۵) جو کسی نقصان سے بچنے کے لئے اخراج و ایجاد نہیں کرتا۔
- (۶) جس کی طاعت و عبادت سے اس پر کسی کا احسان نہیں۔
- (۷) جس کی تابعداری سے اس پر ثواب لازم نہیں۔
- (۸) اتباع کرنے سے جس کی عزت میں اضافہ نہیں ہوتا۔
- (۹) کسی نافرمانی اور سرکشی کرنے والے سے جس کی عزت و مقام کم نہیں ہوتا۔
- (۱۰) جو کسی ذاتی فائدے کے لئے امر نہیں کرتا۔
- (۱۱) جو کسی مفاد کے لئے رکاوٹ و نجی نہیں کرتا۔

”اعلیٰ“

اونچا، سب سے اوپر، عالی مرتبہ

اس کے کئی معانی ہیں:

- ① وہ برتر ہے (الف) کسی مالک سے (ب) کسی حکم کرنے والے سے (ج) کسی روکنے والے سے (د) کسی حد بندی سے (ھ) کسی رسم نشان سے (و) کسی رکاوٹ سے (ز) کسی ہاں وجواب سے۔
 - ② وہ برتر ہے، تلوقات کی طرف اپنی کسی حاجت سے۔
 - ③ (وہ برتر ہے) اس سے سوال نہیں کیا جائے وہ جو کچھ کرے۔ اس سے محسوس نہیں کیا جائے گا اس پر جو کچھ وہ قبض کرے۔
- ”العظمیم“

عظمت والا، حدو دار اک سے عقل ماوری

اس کے کئی معانی ہیں:

- ① ہر قسم کی تحدید ہر قسم کی پیمائش اس پر محال ہے۔
 - ② کثیف (موٹے) اور قیق (باریک) ہونے سے پاک ہے۔
 - ③ طاعت بجالاتے وقت جس کے آگے اظہار ذلت و اظہار و محروم اجب ہے۔
- ”الجلیل“

شان و شوکت والا، جلال والا، عظمت والا

اس کے کئی معانی ہیں:

- ① اس سے عظیم تر کہ میں جو چیز حدود پر دلالت کرتی ہے اس کی نسبت اس کی طرف کی جاسکے۔
- ② جس کی تابعداری فرض ہو۔
- ③ وہی شان و شوکت والا جنمتا ہے جس کو وہی رفت عطا کرے۔

”الکبیر“

سب سے بڑا، گرامی قدر

اس کے کئی معنی ہیں:

- ① جس پر مقدار اور اندازے واقع اور فتح نہیں ہیں۔
- ② جس کی تدبیر رذیں کی جاسکتی۔
- ③ ہر قسم کے امور میں جس کی مخالفت نہیں کی جاسکتی۔

”الْحَمْدُ لِلّٰهِ“

حمد و شکر کا مستحق، خوبیوں والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- تمام تعریف و حمد کے مفہوم صرف اسی کے لئے ہیں۔
- تمام صفات مدح اسی کے لئے ہیں۔
- تمام صفات کمال اسی کے لئے ہیں۔

”الْجَيْدُ“

مجد والا، بزرگی والا، بڑے رتبے والا

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- جس کے اوصاف مدح میں اس کا مساوی کوئی نہیں۔
- وہ ذات جو اپنے جلال اپنی کبریائی اپنی عزت میں منفرد ہے۔
- وہ ذات کہ اس کے مساوی کے سارے مدح کے اوصاف صرف اسی کی حمد و شکر کے مرہون منت ہیں۔

”الْحَقُّ“

اللہ، حق، محسم عدل و انصاف

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- جس کا راجح ممکن نہ ہو۔
- جس کا انہما ممکن نہ ہو، صحیح بھی نہ ہو۔
- وہ اسی حسے اسی قدرت سے موصوف نہ کیا جاسکے جس پر اس کی برائی ہو سکے۔
- وہ ذات کہ اس کی مخلوق کا کوئی کام بھی ہو جو اس کی امر کے تابع نہ ہو وہ قابل تعریف نہ ہو سکے۔
- وہ ذات جس نے دہ سب کچھ بیان کر دیا ہے اپنی مخلوق میں لئے جو کچھ ان سے دہ کروانا چاہتے ہیں۔

”الْمُبِينُ“

ظاہر کرنے والا، جدا کرنے والا، واضح روشن

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

- عقل رکھنے والوں کے لئے اس نے بیان کر دیا ہے۔
- فضل اسی کے ذریعے ہتا ہے۔

- ③ تحقیق و تجزیہ کی طرف سے ہے۔
- ④ ہدایت اسی کے ذریعے سے ہے۔

”الواحد“

ایک

- اس کے بھی کئی معنی ہیں:
- ① اس کے حصے اور اجزائیں ہیں۔
 - ② اس پر تشبیہ درست نہیں ہے۔
 - ③ اس کے ملک اور بادشاہی سے کلام ممکن نہیں ہے۔
 - ④ اس کی حکومت و بادشاہت کی کوئی حد نہیں ہے۔

”الماجد“

بزرگی والا، عزت والا

- اس کے بھی کئی معنی ہیں:
- ① انتہائی درجہ کا اعلیٰ اور ارفع۔
 - ② حسب مشیت کسی کو قریب کرتا ہے۔
 - ③ بادشاہ ہونا اسی کے ساتھ خاص ہے۔
 - ④ بادشاہت دینا بھی اسی کے ساتھ خاص ہے۔

”الحمد“

بلند مرتبہ، بے نیاز، ہمیشہ رہنے والا، بڑے بڑے عظیم کاموں میں جس کی طرف رجوع کیا جائے
اس کے کئی معنی ہیں:

- ① وجود و گماں میں بھی جس کے اجزاء حصہ بخڑے نہ ہو سکتیں۔
- ② وجود و ہستی اور تمام احوال و کیفیات اسی سے طلب کئے جاتے ہیں۔

”الاول“

پہلا، سب سے پہلے والا

اس کے کئی معنی ہیں:

- ① وہی ہمیشہ سے ہے۔

- ②..... انعام اور از ما اُش پر جس کا احسان نہ چکایا جاسکے۔
- ③..... کسی فعل پر جس سے سبقت نہ لی جاسکے۔

”الآخر“

پچھلا، سب کے بعد والا

اس کے معنی ہے دام (بیش رہنے والا) جس پر کبھی بھی عدم اور نہ نہیں محال ہے۔

”الظاهر“

باہر و ظاہر، اپنی قدرتوں سے سب، ظاہر

اس کے معنی ہے دلائل کے ساتھ جس کا ادراک قطعی اور یقینی تھجھ ہو۔

”الباطن“

اندر، مخفی (اپنی ذات سے) پوشیدہ

اس کے معنی پچھونے سے، ہمچھنے سے، پچھنے سے یعنی حواس سے جس کا ادراک نہ کیا جاسکے اور وہ تمام مخفی امور سے واقف ہو۔

”المتعال“

بلند، عالی مرتبہ، عالی شان

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

①..... وہ بلند ہے ہر ایک کی طاقت و قدرت سے۔

②..... وہ برتر ہے زوال سے ذات میں بھی اور صفات میں بھی۔

③..... وہ برتر ہے ہر ضرورت و حاجت سے۔

”الغنى“

بے نیاز، بے پرواہ

④..... قدرت کا ہتھ نہیں۔ ستون سوارے کا ہتھ نہیں، کسی تعلق کا ہتھ نہیں۔

اللہ کی صفات میں سے کسی صفت کے حادث ہونے کا تصور بھی نہیں ہو سکتا اور نہ یہ تصور اس سے درست ہو سکتا ہے۔ کسی نے حکم پر توقف کے بغیر بھی۔

”النور“

روشنی، روشن کرنے والا

❶ وہ اپنے اولیاء پر دلیل کے ساتھ مخفی نہیں ہے۔ جب کہ آنکھوں کے ساتھ اس کا اور اس کے درست نہیں اور ممکن نہیں ہے اور ہر عقائد کے لئے عقل کے ساتھ ظاہر ہے۔

”ذوالجلال“

بزرگی والا، بڑی شان والا، صاحب جلال

❷ ذوالجلال کا معنی ہے، وہ ذات جو نکورہ تمام صفات جن کا ہم ذکر کر سکتے ہیں کے ساتھ مخفی ہے۔

❸ بعض احادیث میں ہے کہ ذوالجلال کا معنی ہے۔ السید (سردار)

قول تبہیق:

امام تبہیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث کی سند میں کتاب (الاسما، الصفات) میں ذکر کردی ہے۔ اور اس کے علاوہ جو دیگر احادیث اس بارے میں وارد ہوئی ہیں ان کی اسناد بھی۔

امام تبہیق کے استاذ کا قول:

(حضرت) استاذ نے فرمایا کہ ذوالجلال کا معنی ہے کہ وہی تمام خلق کا مالک ہے۔ وہی ہر شئی کو وجود عطا کرنے میں منفرد اور اکیلا ہے۔

”الموليٰ“

مالك، دوست، مددگار

اس کا معنی ہے وہی تبدیلی کرتا ہے جو کچھ چاہے اور جیسے چاہے۔

”الاحد“

ایک

اس کے بھی کئی معنی ہیں:

❶ ایک کا معنی ہے وہ ذات جس کے لئے اتصال صحیح نہیں۔ ایک دوسرے کو جھونا درست نہیں۔

❷ جس پر نقصان اور کمی اور زیادتی درست اور ممکن نہیں۔

”الفرد“

اکیلا

اس کا معنی ہے کہ اس کے لئے بیوی اور بیٹا درست نہیں۔

”الورز“

”طاق“

اس کا معنی ہے کہ وہ ذات جو معنی کے اعتبار سے محدودات میں شمار نہیں ہوتی۔ اس کی تحقیق یہ ہے کہ وہ کسی ایسی صفت سے موصوف نہیں ہوتا۔ جس کے ساتھ مغلوق کا کوئی فرد متصف ہو سکے۔ صرف اسی صفت سے موصوف ہو جو اسی کے ساتھ خاص ہو اور غیر سے مبینت ہو۔

ذات مقدس کے صفاتی نام

ذات مقدس کے صفاتی نام جن کا تعلق قدرت سے ہے۔

”القاهر“

غالب

اس کا معنی ہے ” غالب“۔

”القہار“

دباؤ والا، غالب بڑا

اس کا معنی کئی معنی ہیں:

① جس کا برانہ چاہا جاسکے۔

② جو مغلوب نہ کیا جاسکے۔

”القوى“

طاقتور

اس کا معنی ہے۔ ہر مقصد میں اور ہر مراد میں پوری پوری قدرت رکھنے والا۔

”المقتدر“

قادر مطلق، قدرت رکھنے والا

اس کا معنی ہے کہ وہ ہستی جس کو اس کے مقصد و مراد سے کوئی شے نہ ہٹا سکے۔

”القادر“

قدرت رکھنے والا

اس کا معنی ہے قدرت کا اثبات۔

”ذوالقوۃ المتنیّ“

اس کا معنی ہے قدرت کے اختمام کی فی۔ (یعنی لامتناہی قدرت کا اثبات) (یعنی عامم اور جامع قدرت کا اثبات۔) تینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بعض آثار میں مردی ہے۔ ”المغلب“ اس کا مطلب ہے جو ارادہ کرتا ہے اس پر مجبور کر دیتا ہے۔ اور اس کے ارادہ کے خلاف اس کو مجبور نہیں جا سکتا۔

ذات مقدس کے صفاتی نام
جن کا تعلق علم سے ہے اور ان کے معانی
”العلیم“

علم رکھنے والا، جاننے والا

اس کا معنی ہے معلومات کی تعمیم۔ یعنی سب کچھ جانا۔

”الخیر“

خبردار، خبر رکھنے والا، ہر شے سے واقف

اس ذات کی خصوصیت ہے کہ جو کچھ ہوتا ہے اس کے بونے سے قبل وہ اس کو جانتا ہے۔

”الحکیم“

حکمت والا، دانائی والا

اسی کی خصوصیت ہے کہ وہ اوسا ف کی باریکیاں تک جانتا ہے۔

”الشہید“

اسی کی خصوصیت ہے کہ وہ موجود اور غیر موجود کو بر ابر جانتا ہے مطلب ہے کہ اس سے کوئی چیز غائب نہیں ہے۔ (گواہ) (جتنے والا) (موجود)۔

”الحافظ“

حافظت کرنے والا

اس نام کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ جو حافظ بھی ہے وہ جو کچھ جانتا ہے اس کو بھولنا نہیں ہے۔

”المحصی“

ہر شے کا احاطہ کرنے والا، ہر شے کے علم و معلومات کا احاطہ کرنے والا

اس صفت کی خصوصیت یہ ہے کہ معلومات کی کثرت اس کو بعض دسری چیز کی معلومات سے مشغول یا غافل نہیں کر سکتی۔ مثال کے طور پر ذور کی

خیاباری۔ ہوا کی شدت، اس میں پتوں کا جھنڑنا پتوں کا بلٹا اور پتوں کی حرکات کا علم ہر ہر پتے کے پلے کا علیحدہ علم (اس طرح کہ کائنات کے ذریعے زرے کا پورا اپورا علم وہی جانتا ہے) اس لئے کہ اسی کی صفت ہے الحصی تمام معلومات کا حاطر رکھنے والا وہ کیسے نہیں جانے گا حالانکہ وہ ان سب کا خالق ہے اس کا ارشاد ہے:

الْيَعْلَمُ مِنْ خَلْقٍ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَيِيرُ (الْمَلْكُ ۲۳)

خبردار ان تمام مخلوقات کو وہ جانتا ہے جو اس نے پیدا کیا اور وہ بہت بار یہ میں ہے۔

ذات مقدس کے وہ صفاتی نام جن کا تعلق ارادے سے ہے ”الرحمٰن“

بہت بڑا مہربان

اس کا مفہوم و مطلب یہ ہے کہ دار آزمائش امتحان میں ہر زندہ و ذی روح کے لئے رزق کا ارادہ وہی کرتا ہے۔

الرَّحِيمُ

نہایت رحم کرنے والا

اس کا مطلب ہے کہ اہل جنت کے انعامات کا ارادہ وہی کرتا ہے۔

”الغفار“

بہت بخششے والا

اس کا مطلب ہے۔ بندے کے سزا کا مستحق ہونے کے باوجود اس کی سزا معاف کرنے کا ارادہ کرنے والا۔

”الودود“

بے حد محبت کرنے والا

اس کا مطلب ہے اہل ولایت والل محبت کے لئے احسانات کا ارادہ کرنے والا۔

”العفو“

درگذر کرنے والا، بہت معاف کرنے والا

اہل معرفت پر معاملات کی آسانی کا ارادہ کرنے والا۔

”الرَّؤوفُ“

شفقت کرنے والا، مہربان

اپنے بندوں پر تخفیف کرنے یعنی ہر معاملہ ہلکا کرنے والا اور آسان کرنے والا۔

”الصبور“

بہت صبر کرنے والا

اپنے بندوں پر پہنچ کرنے اور سزاد یئے میں بہت تاخیر سے کام لینے والا۔

”الحليم“

بڑے حوصلے والا، بڑا بردبار

اصل میں جرم و معصیت پر اساقط کرنے کا رادہ کرنے والا۔

”الکریم“

کرم کرنے والا

حاجت مندوں پر خیرات کی کثرت کی بارش کرنے کا رادہ کرنے والا۔

”البر“

مہربان، سچ بولنے والا

امل ولایت و محبت کے لئے اعزاز و اکرام کا رادہ کرنے والا۔

ذات مقدس کے وہ صفاتی نام جن کا تعلق سننے سے ہے

”اسمع“

سب کچھ سننے والا

وہ اسم جس کا تعلق دیکھنے سے ہے۔

”البصیر“

سب کچھ دیکھنے والا

وہ جس کا تعلق حیات سے ہے۔

”الحی“

زندہ ہمیشہ سے

وہ جس کا تعلق بقا سے ہے۔

”الباقي“

بقا والا، باقی رہنے والا

اور اسی معنی میں ہے۔

الوارث

وارث

یعنی جو تلوق کے فنا ہو جانے کے بعد بھی باقی رہے گا (یعنی اس پر فنا نہیں آئے گی)۔ وہ جس کا تعلق کلام سے ہے۔

”الشکور“

قدروان

وہ جامع اسم جس کا تعلق یہک وقت علم۔ سمع، وبصر سے ہے۔

”الرقيب“

اس کے معنی ہیں نگران، نگہبان، حافظ۔

وہ صفاتی نام جن کا تعلق فعل سے ہے

”الخالق“

(بیدار کرنے والا) کسی بھی چیز کی اختراع کے ساتھ مختص ہے۔

”الباری“

(بیدار کرنے والا) کسی چیز کی بہتر اور خوبصورت اختراع و ایجاد کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

”المصور“

(ہر جگہ کی شکل و صورت بنانے والا) جو زنے بنانے مرکب کرنے کے تمام اقسام کے لئے خاص ہے۔

”الواب“

(دینے والا) بڑا (عطافرمائے والا) عطا کرنے کی کثرت، اور نافرمان سے بھی واپس نہ لینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الرزاق“

(رزق دینے والا) اس عطا کے ساتھ خاص ہے جو زندگی بچائے اور ہلاکت کو فرع کرے۔

”الفتاح“

(خوب فیصلہ کرنے والا) (بڑا کھو لئے والا) (فتح دینے والا) یہ مشکل کام کو آسان کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”القابض“

(قبض کر لینے والا) (بند کر دینے والا) (روک لینے والا) یہ اسم چھین لینے۔ واپس لے لینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”البسط“

(کھول دینے والا) (وسعت فراخی کرنے والا) عطا یا ونعامات میں وسعت فراخی کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

”النافذ“

(یہ کر دینے والا) (ذلت دینے والا) منکر یعنی کوڈلیل کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الرافع“

(رُفعت و بلندی و برتری دینے والا) مراتب و مقامات عطا کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”المعز“

(عزت دینے والا) (غلبہ دینے والا) احوال و حالات اچھے بنا دینے خوبصورت کر دینے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”المذل“

(ذلت دینے والا) (غایزو کمزور کرنے والا) مرتبہ و مقام مال اولاد روزگار غیرہ کم کرنے گھٹادیتے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الحکم“

(فیصل) (حاکم) منصف (فریق کرنے والا) جو کچھ کرتا ہے و فتح اور غلط نہیں ہوتا جو بھی کرتا ہے وہی میں النصف ہوتا ہے اسی سے خاص ہے۔

”العدل“

(منصف) عادل (النصاف کرنے والا) جو کچھ کرتا ہے و فتح اور غلط نہیں ہوتا جو بھی کرتا ہے وہی میں النصف ہوتا ہے اسی سے خاص ہے۔

”اللطیف“

(باریک بین) سہراں (الطف و کرم والا) (گہرائی تک نظر رکھنے والا) افعال و معاملات کی باریکیوں پر نظر رکھنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الحفیظ“

(تکہان) یاد کرنے والا (حافظت کرنے والا) اس صفت سے خاص ہے کہ ایک چیز کا دفاع یا حفاظت و سری چیز کی حفاظت سے غافل نہیں کرتا۔

”المقيت“

(روزی رسان) (نگہبان) ایک چیز کی حقیقت جانتا و سری کی حقیقت واضح ہونے سے اس کو غافل نہ کر سکتی اسی صفت سے مختص ہے۔

”الحییب“

(شمار کرنے والا) (حساب لینے والا) کافی ایک کی موافقت دوسرے کی موافقت اس کو غافل نہیں کرتی اسی صفت سے مختص ہے۔

”الرقب“

(نگہبان) (منتظر (محافظ)) ایک حالت اس کو دوسری حالت سے غافل نہیں کرتی اس صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”المحبب“

(جواب دینے والا) (دعا قبول کرنے والا) سوال کے وقت خرچ کرنے دعا کے وقت قبول کرنے کی صفت سے ساتھ خاص ہے۔

”الواسع“

(فراغی والا) (دستوت والا) روزی فراغ کرنے والا) یہ صفت سے خاص ہے کہ اس پر دنیا و عطا کرنا آپنی بھی مشکل نہیں ہے۔

”الباعث“

(مارنے کے بعد قیامت میں زندہ کر کے اٹھانے والا) یہ صفت اللہ تعالیٰ کی یوم حشر سے خاص ہے۔

”الوکیل“

(کارساز) دوسروں کے کام بیانے والا) مخلوق کی کفالت سے مختص ہے۔

”المبدی“

(ابتداء کرنے والا) (نیا اور انوکھا کام کرنے والا) مختص اپنی عنایت سے ابتداء کرنے کے ساتھ خاص ہے۔

”المعید“

(لوٹانے والا) (دوبارہ پیدا کرنے والا) ابادو کرنے دوبارہ بنا سنبھل کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الحکی“

(زندہ کرنے والا) (جلانے والا) حیات و زندگی تخلیق کرنے کی صفت سے خاص ہے۔

”المیت“

(موت دینے والا) (مارنے والا) موت پیدا کرنے کی صفت اور اس پر تبصر کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الْقِيَومُ“

(سب کو قائم رکھنے والا) (سب کو تھانے والا) (بیشہ زندہ) تمام مخلوق کو ان کی صفات کے ساتھ قائم و دائم رکھنے کی صفت کے سماں خاص ہے۔

”الْواجِدُ“

(پانے والا، وجود یہنے والا) جو کچھ ارادہ کرے اس کو وجود عطا کر دے اس صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الْمُقْدِمُ“

(آگے کرنے والا) جس چیز کو چاہے آگے کر دے اس صفت سے مختص ہے۔

”الْمُؤْخِرُ“

(پیچے کرنے والا) جس چیز کو چاہے پیچے کر دے اس صفت سے مختص ہے۔

”الْوَلِيُّ“

(دوست) (مدکار) (مالک، مہربان، نگہبان) اپنے اہل ولایت والیں محبت کی حفاظت کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الْتَّوَابُ“

(بر امداد کرنے والا) توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرنے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

”الْمُفْتَقِمُ“

(انتقام لینے والا) عہد شکنی کرنے والوں کو عذاب دینے کی صفت کے ساتھ مختص ہے۔

”الْمُقْبِطُ“

(انصاف کرنے والا) انصاف اور عدل کے فعل کے ساتھ مختص ہے۔

”الْجَامِعُ“

(اکٹھا کرنے والا) جھگڑے والوں اور انصاف کو جمع کرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

”الْمُغْنِيُّ“

(بے پرواہ، بے نیاز، سب کچھ کا مالک) ہر قسم کی کمی اور حاجات کو پورا کرنے کی صفت سے مختص ہے۔

”النَّافِعُ“

(فائدہ پہنچانے والا) لذات کی صفت پیدا کرنے کی خاصیت سے مختص ہے۔

"الہاری"

(بداعت: بینے والا) طاعون کے فل کے ساتھ خاص ہے۔

"المصل"

(گدا کرنے والا) معافی اور کتابوں تے پیری کرنے کی صفت سے مختص ہے۔

"البداع"

(ازسرنو پیدا کرنے والا) تخلیق میں اس کے ساتھ شرکت کے الحال ہوتے ہیں اسی صوصیت کے ساتھ خاص ہے۔

"الرشید"

(بادی) (راہنمای) ہر کام کو گنج طور پر شعاع دینے والا) اتصحیح کمک پہنچانے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

"مالك الملک"

(سلطنت کا مالک) (پادشاہی کا مالک) تجدیل لرنے کی صفت کے ساتھ خاص ہے۔

تمکی نے فرمایا:

بعض ان مبارات کی وجہ سے تخلیق اسماوات نے حساب سے تکلن ہے ہر یعنی فرمایا۔

تخلیق پاکائی اسے ایسی تمنا قریب چیز۔

حربوں ... ذات کی مناسبت لئے۔

تمہاری ... ذات کی مناسبت لئے۔

قریبیات فضل کی مناسبت لئے۔

حربوں:

امروں کی ایجادیت ہے اس لیے مثال۔ قدیم۔ شنی۔ ای۔ مالک ہے اس امر کی ایک جو نہ مطلوب یہ ہے اسے مانوں ہے نہیں۔
تی عدالت کا اضافہ فریضی، ای، بہت نہیں ہوئی بلکہ سرت کی کائنات مقصود ہے۔
دوسری قسم:

ام صفت ہے، بصفت ہے، مسکی کے ساتھ قائم ہے یعنی کہا جانے کا کیجئے امر خواہی ہے۔ ہر یعنی نہیں پہنچاتے کا کسی نہ مانوں۔
ہزار لی مثال یعنی سالم چہرہ، بخفاصر وہی علماء و قدرت ہے۔
تسیسری قسم:

فضل کی مناسبت ہے، ان میں امر کی کا غیرہ بہترین طبقہ ہے۔

اس کی مثال یعنی ذلت، راراق۔ کوئی غل، اور مذق۔ میں خالق، ازتنی نہیں بدل طبقہ ہے۔

بہر حال اسریہ جب تھوڑی میں سے بڑویاں اور کوئی غیر بیہمیہ اور اسریہ جب الفاظ زوجین سے ہو کی لفظت ہوتی ہے جو ان کی ذات کے
نام و نسبت میں ہوتی ہے کسی اس کی اکاہی ہے۔ یہی اتنی کہا جائے گا کہ کسی ہے اور کوئی غیر کسی اور کوئی بھی انسان کا کوئی علم ہے وہی قدرت ہے
جسے بعض اصحاب ائمۃ ائمۃ اعلیٰ کے بارے میں قبول اختیار کیا ہے کہ اس کی آنکھیں بھی ہے۔
انہوں نے کہا ہے۔ سالم۔ قائل کے ہمارے قول میں ذات پرستی تعالیٰ نے نے ام بے وقت انتہا ہے جس کے نتے ۱۳۱ ممتازات
میںے ملے۔ قدرت اور اعلیٰ صفات میں جیسے عشق، رحمہ، غیرہ غیرہ نہیں نے نہیں۔ تم ان صفات کے بارے میں کہنا کہ کہا گے کہ یا اسہمیں بلکہ اس
اندھی کی ذات ہے جس کی پیغام ہے۔

بام-تھی کا قول

اور میرے بزرگ یہ بھی تجھے کہا جائے گی کہ سماں کو حفظ کرنے والے اس بارہت میں ہے۔ لیا اپنے دیکے ہیں لیکن خالہ نہ ہے اسے۔

اس آیت میں اشتعلی نے خوبی کے کام کا نام لکھی ہے، امریکی فرمایا تھا۔ اسے لکھا۔ اس کے بعد بخوبی طلب کیا جائے سطح پر۔

بواز خاتم پیغمبر ہے مخلص۔ لیکن اس نام سے ہر جگہ، ہی خود باتی طرحِ انتقالی کا قول ہے۔
باتی طرح، میر دین والا اسماء، سیمینوہا (ایو-۷۴)

ما تعلو من فوند الا اسما، سیموفا ایجنه،
لئن مرات برتهم لے سا اگرہاں لئی جو تم لئا ہے کئے ہیں۔

او نیز بجز اصل الشطبی، علم که یقین
آنکه الله عز و جل، تبعین است

”اَن لِّلَّهِ فِي الدُّنْدُوْبِ عِنْ اَسْمَاءِ
بِهِ وَكُلِّ الْاَنْعَامِ لَئِنْ تُؤْخِدْنَاهُ مِنْهَا-

اُن پر طلب ہے کہ نہوں کی طرف ہے، کچھ بھائی اللہ کے نہ ہم۔ اُن رائے کافی ضر و مذکواست ہے۔

اللهم اخْرُجْنَا مِنْ هَذِهِ الْأَيَّلَةِ إِلَى أَعْلَمِ
شَرَفِكَ اللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا تَحْكُمُ

الى العوول تم اسوان السلام عيدهما
بسم الله الرحمن الرحيم

اس نئی کار سے اسلام کو حقیقت، علی ذات اسلام ہے اور اسے اصحاب میں سے بعض وہ ہیں جنہیں نے اسلام کو حقیقت کا مجموعہ کو خداوند کے ذمہ پر لے کر پہنچا دیا تھا۔

کنے تا نکر ملتا ہے۔ جو کسی کی ایسا بھروسہ ہے۔ اس پر رے میں کلامِ گذر چکا ہے اور پسندیدہ قول ان آقواؤں شیں سے ہوں گے جس کو سچے ابو طبریں ہو رکھ۔

۱۰۳:بھیں خبر دی، ہی ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ابوالولید حسان بن محمد فقیہ سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ابو عثمان سعید بن اسماعیل سے وہ اللہ تعالیٰ نے اس فرمان کے بارے سوال کئے گئے تھے۔

تبارک:انہوں نے فرمایا اس کا مطلب ہے اتفاق و علا۔ اونچا ہوا اور بلند ہوا۔

فصل:اللہ تعالیٰ کی معرفت کے اور عالم کے حادث ہونے کے بعض دلائل کی طرف اشارہ

عالم:اللہ تعالیٰ کے سوا ہر شیٰ سے عبارت ہے۔ اور وہ تمام اجسام اور تمام اعراض ہے۔ (یعنی تمام بذات خود موجود اور درسرے کے سہارے موجود اشیاء) اور مذکورہ تمام اشیاء اللہ کی ایجاد اور صرف اسی کی اختلاف سے عدم سے وجود میں آئی ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وهو الذی يبدی الخلق ثم یعده.

اللہ تعالیٰ ذات ہے جس نے مخلوق کو یہی بار پیدا کیا پھر دوبارہ پیدا کرے گا۔

اور ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کائنات کی پہلی تخلیق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا:

کان اللہ و لم يكن شيئاً غيره ثم ذكر الخلق.

اللہ تعالیٰ موجود تھا اور علاوہ اس کے کچھ بھی نہیں تھا۔

پھر آپ نے مخلوق کا ذکر فرمایا ہے۔

وجود اور تو حید باری تعالیٰ کے عقلی دلائل

اگر کوئی کہنے والا یہ کہے کہ کیا عقل کے پاس کائنات کے اجسام کے حادث و نئے پیدا شدہ ہونے یعنی عدم سے وجود میں آنے کی کوئی دلیل ہے؟ یا کائنات کے وجود تغیر سے استدلال تو اس کو جواب دیا جائے گا کہ جی ہاں ہے۔ وہ یہ ہے کہ تم وہ کہتے رہتے ہیں آئے دن اس کائنات میں واقع اجسام مسلسل ثبوت پھوٹ وغیرہ حادثات کا شکار ہوتے رہتے ہیں، جمیع رہنا منتشر ہونا۔ کبھی حرکت کبھی سکون کبھی رنگ و بو اور ذائقہ کی تبدیلیاں وغیرہ جو چیز مسلسل حادث اور تغیرات کا شکار ہو رہی ہو وہ ازی اور قدیم نہیں ہوتی بلکہ وہ اپنے وجود میں بھی عدم سے وجود میں آنے کی محاج ہوتی ہے جب ثابت ہوا کہ حادث ہے عدم سے وجود میں آئی ہے تو لامحال ثابت ہوا کہ پھر اس کا کوئی حدث و موجود بھی ہے جو اس کو وجود میں لایا ہے اور وہ اللہ ہے اور وہ ایک ہے اور اسی موجود ہے کہ اس کی کوئی مثال ممکن نہیں۔

اور اگر کوئی کہے کہ کیا عقل کے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے؟ کہ اعراض یعنی وہ چیزیں جو مستقل اور بذات خود موجود نہیں بلکہ کسی دوسری شیٰ کے ساتھ قائم ہیں جیسے بے شمار رنگ وغیرہ وہ بھی حادث ہیں قدیم نہیں ہیں۔ کائنات کے تصاداو اختلاف سے استدلال تو جواب یہ ہے کہ جی پاں دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ تم روزمرہ یہ دیکھتے ہیں کہ اسی اشیاء اپنے وجود میں متضاد ہیں مختلف ہیں۔ جن کا وجد ایک جگہ میں اکٹھے ہونا سب کا ممکن نہیں ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوا کہ ان میں سے بعض کو باطل کر دیں گے۔ اور جس چیز پر باطل ہونا درست ہو اور ممکن ہو، وہ حادث ہوتی ہے کیونکہ قدیم یہ بیش سے ہوتا ہے اور اس پر عدم صحیح نہیں ہوتا لہذا اس سے ثابت ہوا کہ تمام اعراض کی حادث ہیں۔

وقائع و حادثات سے وجود اور تو حید باری پر استدلال

اگر کوئی کہے کہ کیا کائنات میں حادث و افات۔ تغیرات وغیرہ ہوتے ہیں ان کا بھی کوئی پیدا کرنے والا ہے تو جواب یہ ہے کہ جی ہاں

ہے۔ وہ اس طرح کہ محدث اور فوپیدا چیز کی حقیقت یہ ہے کہ وہ عدم سے وجود میں آتی ہے۔ بھر اگر موجود شئی کو وجود میں لانے والا کوئی نہ ہو تو وہ اس وجود میں نہ آتے اس لئے کہ اس کا وجود ان کے عدم سے بہتر نہ ہو گا لہذا عدم عدم ہی رہے گا اگر کوئی موجود اور وجود نہ ہے والا ہو گا تو وہ اس کے وجود کو عدم وجود اور بہتر جان کر اس کو وجود میں لائے گا چنانچہ موجود کا وجود میں ہے اس بات کی کہ اس کا موجود عقلانی بھی ضروری ہے۔ اور وہ اللہ ہے جو کہ اکیلا ہے۔

مقدم و مؤخر پیدا کرنے سے استدلال

دوسری بات یہ ہے کہ کائنات کی اشیاء، اور فوپیدا نوادیات اور واقعات ایک دوسرے سے مقدم و مؤخر وجود میں آتے رہتے ہیں تو ان کو کوئی مقدم مؤخر کرنے والا نہ ہوتا تو کسی شئی کا پہلے وجود دوسری بعد میں موجود سے بہتر یا ضروری نہ ہوتا۔ لہذا اثبات ہوا کہ کوئی ایسی حقیقت ہے جو بعض سے بعض کو کسی اولیت و ضرورت کی وجہ سے بعض کا بعض پر مقدم و مؤخر کرنے کے وجود میں لاتی ہے۔ وہی اللہ ہے۔

اختلاف اشکال و صور و ہیئت سے استدلال

اسی طرح کائنات کی بعض اشیاء کا وجود دوسری بعض سے مختلف ہے اور اپنی مخصوص شکل و صورت پر ہے اور یہ سلسلہ مستقل اور قائم ہے، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ کوئی اس کا خالق ہے جس نے اس کو مخصوص اور مختلف اشکال کے ساتھ مخصوص کر دیا ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی اس کا فاعل اور کرنے والا نہ ہوتا تو بعض ہیئتات بعض سے بہتر دو اولی نہ ہوتیں لہذا کائنات یک رنگ دیکھ لیں گے اس سے نہ ہوتی لہذا کوئی ایسی ذات ہے جس نے اشکال و ہیئت کی موجودہ تخصیص کو ضروری اور بہتر جان کر ایسا کیا ہے وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ دوسرا کرنے والا کوئی نہیں۔

انتقال اسباب و احوال سے استدلال

اسی طرح یہ بات بھی ہے کہ ہم مشاهدہ کر رہے ہیں کہ اجسام کے اسباب مختلف ہوتے اور ان کے احوال تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ اگر ان کو کوئی مختلف کرنے والا نہ ہوتا جو مختلف کرتا تو کائنات کی اشیاء کا مختلف ہونا نہ ہونے سے بہتر نہ ہوتا لہذا کائنات میں جمود ہوتا تبدیلی اور انتقال کا تسلیم نہ ہوتا۔ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ یہ سلسلے کسی ایسی ذات سے مربوط اور وابستہ ہے کہ جو اس میں نقل و تبدیل کا ذمہ دار ہے۔ اور یہ کائنات اپنے اس تغیر و تبدیلی میں محتاج ہے اس کی دو اس کو بدلتے اور اپنی مرضی کی تبدیلی لائے وہی اللہ ہے وہ اکیلا ہے۔

کائنات کے موجود مصنوع اور مخلوق ہونے سے استدلال

علاوہ ازیں یہ بات ہے کہ کائنات موجود ہے اور مخلوق ہے جب موجود ہے تو کوئی وجود میں لانے والا بھی ہو گا کیونکہ وجود موجود کے بغیر ممکن نہیں ہوتا۔ مصنوع ہے تو کوئی صانع بھی ہو گا اس لئے صانع کے بغیر مصنوع ممکن نہیں۔ اور مخلوق ہے تو خالق بھی ہو گا کیونکہ کوئی مخلوق خالق کے بغیر ممکن نہیں موجود اور موجود ایک نہیں ہو سکتے مخلوق اور خالق ایک نہیں ہو سکتے کائنات موجود ہے مصنوع ہے۔ مخلوق۔ اللہ اس کا موجود ہے صانع ہے خالق وہ اس عمل میں اکیلا ہے۔

تحقیق انسانی کے مختلف مراحل پر غور و فکر سے استدلال

نم کائنات کے تغیر و تبدیلی کو انسان کی مثال لے آئینے تصور کی نکاہوں سے دیکھتے ہیں۔ وہ انسان جوانہائی درجے پورا اور کامل ہے۔ اس کے

پس مختل کوزیر غور لائیں کروہ۔ کبھی پانی کی بوند تھا۔ کبھی وہ خون کی بچکی تھا۔ کبھی وہ گوشت کا لکھڑا یا بولی تھا پھر وہ بہیاں اور گوشت پوسٹ اور خون کا مجموعہ بن گیا پھر وہ چلا پھرتا کھاتا پیتا جما گتا دوڑتا ہفتا مسکراتا۔ کام کا ج کرتا بے شمار امور انجام دیتا انسان بن گیا۔

تو ہم نے اس پورے منظروں پس مختل میں انسان کو جب دیکھا تو یعنی آگی ہے کہ یہ انسان تمام حالات میں ایک حالت سے دوسری کی طرف بذات خود منتقل نہیں ہو گیا اس لئے کہ ہم اس کو اس وقت دیکھ رہے ہیں کہ جب وہ اپنی پوری طاقت کا مالک بن چکا ہے پوری عقل رکھتا اس کے باوجود وہ اس بہات کی قدرت نہیں رکھتا کہ اپنے لئے قوتِ شناوی پیدا کر لے اور قوتِ بینائی خود بنا لے اور نہ وہ اس پر قادر ہے کہ اپنے لئے ہاتھ بیج بنا لے تو یہ بات دلیل ہے اس امر کی کہ اپنے مکمل ہونے سے قبل اپنی طاقت حاصل کرنے سے قبل آج کے مقابلے میں ہزار گناہ زیادہ عاجز ہو گا۔ پھر ہم نے انسان کو پیچھی دیکھا۔ پھر جوان دیکھا پھر بوز حاد دیکھا پھر ضعیف دیکھا تو ہم نے سمجھ لیا کہ ان تمام حالات اور تمام مراحل کی طرف وہ خود منتقل نہیں ہوتا رہا۔ اس میں دلیل ہے اس بات پر کہ ضرور کوئی ذات ہے جو اس کو ان تمام مراحل کی طرف ایک کے بعد ایک کر کے منتقل کرتی رہی اور ہر مرحلے پر اس کی تدبیر و اصلاح کرتی رہی وہی ذات اللہ ہے جو کہ اس سارے تصرفات میں اکیلا ہے۔

روٹی سے کپڑا بنانے کا مٹی اور پانی سے عمارت بنانے کی دو مشاہدوں سے استدلال

اس امر کو جو بات واضح کرتی ہے اس کی ایک تیلی یہ ہے کہ کپاس کو دیکھ لجھتے نہیں ہے کہ وہ خود بخود کاتا ہوا سوت بن جائے پھر خود بخود بنا ہوا کپڑا بن جائے بغیر کسی بنا نے والے لوار تدبیر و اصلاح کرنے والے کے اور اسی طرح نہیں ہے کہ پانی اور گاراٹ کر خود بخود مضبوط عمارت بن جائے بغیر کسی متری اور بغیر کسی انجینئر کے۔ جیسے کوئی صانع صاف نہیں بن سکتا جب تک کہ اس کی کوئی صنعت نہ ہو جسے کوئی مصنوع چیز صاف کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ اسی طرح یہ کائنات بھی بغیر صاف کے مصنوع نہیں ہو گئی بغیر موجود کے ایجاد نہیں ہو گئی بغیر خالق کے تخلق نہیں ہو گئی بلکہ اس کا صانع موجود و خالق ہے اور وہ اکیلا اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں متعدد مقامات پر اپنی کتاب عزیز میں ان امور کے بارے میں جن کا ہم نے تذکرہ کیا ہے جیسا اور آگاہ فرمائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قرآن مجید کے آفاقی دلائل سے وجود قدرت اور توحید باری تعالیٰ پر استدلال

انسانوں کی مٹی سے تخلیق کرنا اور ذہنی پر پھیلانا

(۱) وَمِنْ أَيَّاهِهِ الْخَلْقُكُمْ مِنْ تَرَابٍ ثُمَّ إِذَا أَنْتُمْ بُشَرٌ تَتَشَرَّوْنَ.

اور اسی کی (قدرت اور وجود) کی نشانوں میں سے ہے کہ اس نے تمہیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان ہو کر ہر جگہ پھیل رہے ہو۔

انسانوں کی ہم جنس بیویاں پیدا کر کے ان میں محبت و شفقت پیدا کرنے میں غور و فکر کا سامان

(۲) وَمِنْ أَيَّاهِهِ الْخَلْقُ لَكُمْ مِنْ أَنفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِنَسْكُو إِلَيْهَا وَجْعَلْنَاهُنَّكُمْ

مُوَدَّةً وَرَحْمَةً إِنَّ فِي ذَالِكَ لِيَاتٍ لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ.

اسی کے (وجود قدرت و تصرف) کی نشانوں میں سے یہی ہے اس نے تمہارے لئے تمہاری ہی جنس کی عورتیں پیدا کیں ہائکم ان کی طرف مائل ہو کر آرام حاصل کرو اور اسی نے تمہارے درمیان محبت اور سہرا فی پیدا کر دی جو لوگ غور کرتے ہیں ان کے لئے ان باتوں میں بہت کی نشانیاں ہیں۔

تخلیق ارض و سماء میں اور اختلاف رنگ زبان میں اہل علم کے لئے دلائل قدرت ہیں

(۳) ... وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَالْخَلْفَةُ الْمُكْبَرُ وَالْوَانِكُمْ إِنْ فِي ذَلِكَ لَا يَاتُ لِغَيْرِ الْعُلَمَاءِ
اور اسی کے (وجود قدرت و تصرف) کے دلائل میں سے ہے پیدائش آسمانوں اور زمین کی اور اختلاف تمہاری زبان لوگوں کا اوپر گئی
بے شک اس میں نشانیاں میں علم والوں کے لئے

رات کو آرام کے لئے دن کو تلاشِ فضل کے لئے بنانے میں اہل سمع کے لئے دلائل ہیں

(۴) ... وَمِنْ آيَاتِهِ مَنَامَكُمْ بِاللَّيلِ وَالنَّهَارِ وَابْتِغَاءُ كُمْ مِنْ فَضْلِهِ إِنْ فِي ذَلِكَ لَا يَاتُ لِقَوْمٍ يَسْمَعُونَ.
اور اسی کی نشانیوں میں سے ہے تمہارا رات کا سوتا اور دن کا تمہارا تلاش کرنا اس کے فضل کو
بے شک اس میں نشانیاں میں ان لوگوں کے لئے جوستے ہیں۔

بھلی کی چمک بارش کے نزول و درhti کی آبادی کی تفصیلات میں اہل عقل کے لئے دلائل ہیں

(۵) ... وَمِنْ آيَاتِهِ يَرِيْكُمُ الْبَرَقُ خَوْفًا وَطَمَعاً وَيَنْزَلُ مِنَ السَّمَاءِ مَاءٌ فِي حِلَبٍ بِهِ الْأَرْضُ
بعد موتها ان فی ذلک لایت لقوم يعقلون۔

اسی کی قدرت کی نشانیوں میں سے ہے کہ وہ تمہیں دیکھاتا ہے ذرا اور امید کے لئے اور وہی نازل کرتا ہے آسمان سے پانی پھر وہ زندہ
کرتا ہے اس کے ذریعے زمین کو اس کے دیران ہونے کے بعد بیشک اس میں نشانیاں ہیں ان کے لئے جو عقل رکھتے ہیں۔

ارض و سماء کا قیام اللہ کے حکم سے ہے زمین میں محفون انسان اللہ کے بلا نے پر نکل کھڑے ہوں گے

(۶) ... وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ بِأَمْرِهِ ثُمَّ إِذَا دَعَاكُمْ دُعْوَةً مِنَ الْأَرْضِ إِذَا انْتَمْ تَحْرِجُونَ.
اسی کی نشانیوں میں سے ہے کہ آسمان و زمین قائم ہیں اسی کے حکم سے پھر وہ جس وقت باہے گا تمہیں بانا
زمین میں سے تو اس وقت تم نکل کھڑے ہوں گے۔

(سرہ الرؤم آیت ۲۵۲۰)

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ تمہیں یہ کس نے بتایا ہے کہ ارض و سماء میں آثار صناعت موجود ہیں؟
طیبی رحمۃ اللہ عالیٰ نے فرمایا۔

اسے کہا جائے گا کہ آسمان (بلندی) محدود اور تنہائی جسم ہے (یعنی ختم ہو جانے والا چیز)۔ محدود اور تنہائی ششی کا قدم ہونا ممکن
نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ قدمی وہ موجود ذات ہے جس کے وجود کا کوئی سبب نہیں ہے۔ اور جس کے وجود کا سبب نہیں اس کے لئے یہ جائز نہیں کہ
اس کی انتہا ہو۔ اس لئے کہ اس کا وجود اس انتہا تک اولیٰ نہیں ہو گا اس کے بعد غیر ضروری نہیں ہو گا۔

اور اس لئے بھی کہ تنہائی خالص الوجود نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ اپنی حد اور انتہا تک تو موجود ہوتا ہے پھر اپنی انتہا۔ کے بعد محدود ہو جاتا ہے۔
جب کہ قدمی کبھی محدود نہیں ہوتا۔ لہذا یہ بات درست ہوئی کہ تنہائی یعنی انتہا، رکھنے والے کے لئے ممکن نہیں کہ وہ قدمی نہیں ہو۔ جب کہ آسمان
تنہائی ہے جب تنہائی ہے اس کی حد بھی ہے اور انتہا بھی تو ثابت ہو گیا کہ وہ قدمی نہیں ہے۔
اگر یہ کہا جائے کہ اس بات کی کیا ایسا ہے کہ آسمان تنہائی ہے اور اس کی انتہاء ہے؟

اے جواب میں یہ کہا جائے گا کہ آسمان مشاہدہ کے اعتبار سے قضاہی ہے لیکن اس جھٹ کے اعتبار سے جو ہمارے قریب تر ہے سبی بات اس امر کی دلیل ہے کہ وہ ان جہات سے بھی مٹاہی ہے جسے ہم دیکھ رہے ہیں۔ اور ہم اس کا مشاہدہ نہیں کر رہے کیونکہ اسی جھٹ سے اسی کی انجام لازم کرو دیا ہے کہ ہمارے قریب والی اس کی جھٹ قدیم نہ ہو اور موجود یہجہ سبب ہو۔ تو یہ بات صحیح اور درست ہو گئی کہ آسمان کی وہ جھٹ جو ہمارے قریب نہیں ہے وہ بھی اسی طرح ہے لیکن وہ بھی قدیم نہیں ہے۔ (ورنہ لازم آئے گا کہ ایک جھٹ اور دوسرا قدیم ہے) جب کہ یہ درست نہیں ہے کہ شیخ واحد کا بعض حصہ قدیم ہو اور بعض حصہ قدیم نہ ہو بلکہ غیر قدیم ہو (اور آسمان کے قدیم نہ ہونے بلکہ حادث ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ) آسمان ذواجن اجمیں ہے لیکن اس کے کئی اجزاء ہیں اور مٹاہی ہے اور مٹاہی ہے تو سبی بات دلالت کرتی ہے کہ پورا آسمان محدود ہے اور مٹاہی ہے لہذا سبی ثابت ہوا کہ آسمان حادث ہے قدیم نہیں ہے۔

پھر طبعی رحمۃ اللہ علیہ نے بات کو آگے چلاتے ہوئے یہاں تک کہا ہے کہ میں نے آسمان کے (حداد ہونے کے) پارے میں جو کچھ کہا ہے۔ زمین کے پارے میں بھی بالکل اسی طرح بات ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ واضح ہے اس لئے کہ زمین کے اجزاء تو مشاہدہ اتحاد اور تبدیلی کو قبول کرتے ہیں اس لئے وہ بھی حادث ہے تقدیم کسی طرح بھی نہیں ہو سکتی۔

تبکی حال پانی اور ہوا کا بھی ہے اس نے کہ دونوں کے اجزاء بھی ہوتے ہیں اور بکھر تے بھی ہیں اور ایک حالت سے دوسرا کی طرف بدلتے بھی ہیں۔ لہذا ان کا حال بھی ان تمام دیگر اجسام والا ہوا جن کا ہم نے ذکر کیا ہے لیکن یہ بھی دیگر اجسام کی طرح اسی تبدیلی کرنے والے کے محتاج ہیں جو انہیں تبدیل کرتا ہے اور ناقل کی طرف محتاج ہیں جو انہیں مختلف احوال کی طرف منتقل کرتا ہے۔ اور وہ وہی واحد ہے جو زبردست ہے۔

امام شیعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ کیا عقل کے پاس اس بات کی کوئی دلیل ہے کہ کائنات کے تمام اجسام کو پیدا کرنے والا اور وجود میں والا ایک صرف ایک ہے؟ اور وہ دلیل کیا ہے؟

تو اسے جواب دیا جائے گا کہ جیساں ایک ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے ہر شے اپنے حدود اور وجود میں صرف ایک پیدا کرنے والے کی محتاج ہے جب ایک پیدا کردا لے تو پھر زیادہ کی ضرورت باقی نہیں رہتی لہذا کائنات کے تمام افراد و اجسام کا خالق ایک ہے اور صرف ایک ہے اور وہی اللہ ہے۔

دوسرا دلیل یہ ہے کہ اگر کائنات کے صاف (یا زیادہ) ہوتے ان دویاں کی تدبیر و تصرف کا نظام (اور زبان) نہ چل سکتا اس لئے کہ وہ اپنے احکام جاری کرتے تو یہی اختلاف فساد شروع ہو جاتا اور یہ اختلاف کائنات کی تباہی کا باعث بن جاتا جیسے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لو کان فیہما الہی اللہ لفسدتا۔ (الہیہ ۲۶)

اگر ارض سماء میں متعدد ال ہوتے سوائے اللہ کے تو وہ ضرور تباہ ہو جاتے۔

یعنی وہ اپنے احکام جاری کرتے تو ضرور دونوں یا ایک عاجز ہو جاتے تو جو عاجز ہو جائے وہ الہ نہیں ہو سکتا اور یہ اس لئے بھی ہے کہ اگر مثال کے طور پر دونوں میں سے ایک کسی ایک جسم کو زندہ رکھنا چاہتا اور دوسرا اسے مارنا چاہتا تو عقلائی صورتیں یا تو دونوں کا منشا پورا ہو جائے یا کسی ایک کا جب کہ دونوں کا منشا پورا ہوتا ہو تو الہ بنتا ہے جس کا منشا پورا ہوتا ہو تو الہ بنتا ہے جس کا منشا دارا ہے پورا ہو سکتے ہو کیسے الہ ہو سکتا ہے یا پھر دونوں کا ارادہ پورا نہ ہو سکتا لہذا وہ الہ نہ ہو سکتے۔

جس کی راد پوری نہیں ہو سکتی وہ عاجز بن جاتا اور عاجز خدا نہیں ہو سکتا، والا نہیں ہو سکتا، وہ قدیم نہیں ہو سکتا۔

اور اس کا دوسرا نتیجہ یہ ہے کہ دو ہونے کی صورت میں دونوں میں مخالفت صحیح ہوتی یا باہمی جھگڑا مشکل ہوتا ہے اگر مخالفت صحیح ہوتی یا جھگڑا مشکل ہوتا ہے اس طور کے مخالفت صحیح ہوتی تو جس کی مراد وارادہ پورا شہ ہوتا تو وہ قہر و جبر سے موصوف ہوتا ہے اور الائٹ ہے وہ سکتا یا باہم جھگڑا مشکل ہوتا تو ہر ایک شخص اور عجز کے ساتھ موصوف ہوتا ہے اس لئے دو یا زیادہ ہونا محال ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام عالم انسانیت کو اپنی وحدانیت

این قدرت اینے تصرف کے بارے میں دعوت فکر

بھی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں بار بار کئی مقتامات پر اپنی کتاب میں اپنی وحدانیت کی دعوت دی ہے اپنی نشانیاں ہمیں دکھا دکھا کر اور ہمارے لئے دلائل واضح فرمائے ہیں۔ ارشاد فرمایا:

والله واحد لا إله إلا هو الرحمن الرحيم. إن في خلق السموات والأرض واختلاف الليل والنهار والفلك
التي تجري في البحر بما ينفع الناس. وما انزل الله من السماء من ماء فاحيابه الأرض بعد موتها وبث فيها من
كل دابة وتصريف الرياح والسماحب المخربين السماء والأرض لا يت لقوم يعقلون. (بقرة ١٦٣-١٦٢)
اور تہار امجدو ایک ہی مسجد ہے نہیں کوئی عبادت کے لائق گھر وہی براہم بران نہایت رحم والا ہے بے شک آسمانوں اور زمین کی تخلیق
میں اور ررات دن کی تبدیلی میں اور ان جہازوں میں جو چلتے ہیں سمندر میں وہ چیزیں لے کر جن میں لوگوں کا فائدہ ہے۔ اور اس پانی
میں جیسے اللہ نے آسمان سے برسایا ہے۔ پھر اس کے ساتھ زندہ کیا ہے زمین کو اس کے مرنے یعنی خشک ہونے کے بعد۔ اور پھر میلانے
اس میں ہر قسم کے جانور۔ اور ہواویں کے بد لئے میں۔ اور آسمان و زمین کے درمیان تابع فرمان باولوں میں، البتہ اثنیناں ہیں ان
لوگوں کے لئے جو عمل رکھتے ہیں۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے میں واضح دلائل دیئے ہیں اور ہمیں اپنی نشانیاں زمین و آسمان میں دکھائی ہیں تاکہ ہم غور و فکر کریں اور سمجھیں:
۱۔.....سماںوں اور زمین کی تخلیق۔

- ۱..... لیل و نہار کا نظام۔
 - ۲..... سمندروں کے بھاؤں میں جہازوں کی روانی اور مال برداری۔
 - ۳..... اس میں لوگوں کا تجارتی اور کاروباری نفع۔
 - ۴..... اوپر سے بارش اتار کر خشک زمین کو تروتازہ کر کے فصلیں اور باغات سیراب کر کے انسانی معیشت کی بحالی۔
 - ۵..... دھرتی پر مویشیوں کا پھیلانا اور انسانوں کا ان سے ضروریات پوری کرنا۔
 - ۶..... ہوا کی کیفیت پھیر کے ساتھ موسموں کی تبدیلی کا نظام۔
 - ۷..... میں اسماء والارض یعنی فضائیں بادلوں کا مخزن ہوتا ہے تمام امور ایسے ہیں اللہ کی قدرت اللہ کی وجود۔ اللہ کی خالقیت و مالکیت۔ اللہ کے مدد بر و متصرف اور واحد۔ اور زبردست اور حکیم اور قادر مطلق ہونے کے قطعی شواہد ہیں۔ اور یہ جس دلائل میں اللہ کی وحدانیت جن کو ہر انسان کھلی آنکھوں سے ہر وقت دیکھ سکتا ہے اور ہر وقت مشاہدہ کر سکتا ہے اور کبھی سکتا ہے کہ یہ سارے کام ایسے ہیں جو اللہ کے سوا کوئی بھی انجام نہیں دے سکتا یہ دلائل تو حید ہیں جن کا کوئی انکار نہیں کر سکتا اس لئے کہ یہ دلائل فطرت ہیں جو انتہائی سادہ بھی ہیں اور عام فہم بھی ہیں اجڑ اور جاہل سے جاہل کی سمجھ میں بھی آ سکتے ہیں۔ اور یہی دلائل جامع بھی ہیں ان دلائل میں غور و تدبر کرنے والے اصحاب علم

و داشت بھی ان گھر ای میں اتر کر وہ سوتی حاصل کر سکتے ہیں جو ان کے علم کو چار چاند لگا سکتے ہیں اور دنیا کے کفر و دنیا مادیت کے تمام مغلوچے خیالات کو باطل کر سکتے ہیں جس سے شرک اور کفر کے اندر ہیرے چھٹ سکتے ہیں اور تو حیدر باری تعالیٰ کا سورج کائنات کو اپنی روشنی میں لے لے گتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سچے معمود مالک کی قدر کرنے کی توفیق نصیب فرمائے اور ہمیں اپنا پیغام سمجھنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ (متبر)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے الہ واحد کی وعوت کا

مشرکوں کی حیرانی و ولیل کا مطالبہ ولیل کا نزول

۱۰۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو العباس اسماعیل نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن فضل صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حعفرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن سروق نے ابوحنی سے والہ کم الہ واحد۔ جب یہ آیات نازل ہوئی تو مشرکین حیران ہو گئے اور ایک درس سے بولے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کرتا ہے:

الہ کم الہ واحد

تمبارا الہ معبود مشکل کشاپ پکھ کر را دھرتا ایک ہے۔

یہ چاہے تو اس بات کی کوئی نشانی کوئی ولیل ہمارے سامنے پیش کرے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت:

ان فی خلق السموات والارض و اختلاف الليل والنellar (بقرۃ ۱۶۳)

نازل فرمائی کہ آسمانوں اور زمین کی پیدائش کو دیکھیں رات دن کے آنے جانے کو دیکھیں کہ یہ کس کی تدبیر و تصرف سے سب پکھ ہوا ہے اور ہو رہا ہے وہی اللہ ہے وہی ایک ہی وہی الہ ہے معبود ہے مشکل کشاپ ہے۔ اور آخر میں یہ بتایا کہ اس میں سمجھنے اور عقل رکھنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

تو حیدر باری تعالیٰ کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پسندیدہ ابوالعتاب ہیہ کے اشعار

۱۰۵:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے محمد بن یوسف دتفتی نے انہوں نے اپنے پاس امام شافعی کی ایک کتاب میں یہ شعر لکھے ہوئے پائے۔

فیاعجا کیف بعضی الالہ ام کیف یجحدہ جاحد۔

اے حیرانی ہمیں حقیقی کی کیسے نافرمانی کی جاتی ہے۔ یا کوئی انکار کرنے والا کیسے؟ اس کا انکار کرتا ہے۔

واللہ فی کل تحریح کہ وتسکینہ ابدآ شاهد۔

اللہ کی قسم ہر حرکت میں اور ہر سکون میں ہمیشہ (اس کی الوہیت) کی ولیل موجود ہوتی ہے جو حرکت میں۔

فی کل شیتی لہ ایہ تدل علی انه واحد

(کائنات کی) ہر شے میں اس کی نشانی موجود ہے، جو دلالت کر رہی ہے کوہ ایک ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ اشعار ابوالعتاب ہیہ شاعر کے ہیں۔

۱۰۶: یہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا میں نے ساتھا ابو الحسن عبد الواحد میں ابو عبد الرحمن سے ان سے نقل کرنے والا ابو القاسم مذکور ہے وہ کہتے ہیں میرے دادا نے حکایت بیان کی ہے اپنی کتب میں اپنے شیوخ سے کہ ابو العتاہیہ شاعر اسماعیل بن قاسم ایک رفعت کاغذ فروش کی دکان کے چھپرے تسلی آیا اور بیٹھ کر باشیں کرنے لگا باشیں کرتے کرتے اس نے ایک کاپی یا رجڑ کی طرف ہاتھ بڑھایا اور اس کی پشت پر اس نے یہ اشعار لکھ کر جھوڈ دیئے۔ یعنی اوپر مذکورہ تین اشعار لکھے اور انھ کر چلا گیا جب اگلی صبح ہوئی یا اس کے بعد کسی دن وہاں ابو نواس شاعر بھی آ کر بیٹھا اور باشیں کرنے لگا اچانک اس نے وہی رجڑ اٹھایا تو اس پر مذکورہ شعر لکھ دیکھے اور بولا، بہت اچھا لکھا، اس کو اللہ مارے، نیں نے تو بھائی ان تمام اشعار کے مقابلے میں جو میں نے کہے ہیں ان کو بہت پسند کیا ہے۔

یہ کس کا کلام ہے؟ کس کے اشعار ہیں؟

ہم لوگوں نے بتایا کہ یہ ابو العتاہیہ نے لکھے ہیں۔ بولا ہاں یا کسی کا حق تعالیٰ واقعی یہ ہی لکھنے ملتا ہے۔

توحیدباری پر مبنی شاعر ابو نواس کے اشعار

پھر ابو نواس شاعر نے رجڑ اٹھایا اور (ابو العتاہیہ کی طرح اللہ کی توحید اور زمان میں اشعار) لکھنے وہ یہ ہیں۔

سبحان من خلق الخلق من ضعيف مهين

پاک ہے وہ ذات جس نے خلوق کو کردار اور حیرت نظر سے پیدا کیا

یسوقه من قرار الى قرار مكين

چلاتا ہے اس کو ایک تمکانے سے دوسرے مضبوط ٹھکانے کی طرف۔

یحوز شيئاً مشياً في الحجب دون العيون

درجہ بدرجہ اس کی حفاظت کرتا ہے کی کی پر دوں میں نگاہوں سے بچا کر

حتیٰ بدت حر کات مخلوقة من سكون

یہاں تک کہ رکات ظاہر ہو جاتی ہیں بچے میں (ایک طویل) سکون کے بعد۔

اتفاق سے ابو العتاہیہ شاعر جب والپس اسی جگہ آیا تو اس نے ابو نواس کے یہ اشعار لکھے ہوئے دیکھے اس نے بھی وہی جملے کہے جو اس کے بارے ابو نواس نے کہے تھے کہ بہت اچھا لکھا ہے۔ اللہ کی قسم میں اپنے تمام کلام کے مقابلے جو میں نے کہا ہے اس کو پسند کرتا ہوں یہ کس کا کلام ہے۔ ہم نے اسے بتایا کہ یہ ابو نواس شاعر کا کلام ہے۔ ابو العتاہیہ نے جواب میں کہا کہ اچھا یہ اس شیطان نے کہا ہے اپنے اس نے یعنی ابو العتاہیہ نے لکھا۔

انسان کردار سے بنتا ہے شکل و صورت سے نہیں

فاندلت حالکا فالمسک احوى و مالسواد جلدی من بقاء

اگر میں کالا ہوں تو (کیا ہوا) کستوری بھی تو کالی ہوتی ہے۔ میرے چڑے کی سیاہی باقی رہنے والی نہیں ہے

ولکنی عن الفحشاء ناء۔ بعد الارض عن جو السماء

مگر میں برائیوں اور بے حیائیوں سے تو درہوں جیسے کہ زمین آسمان کی فضا سے دور ہے۔

”حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد“:

۷۰۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو حفص محمد بن صالح بن حانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے سری بن خزیر نے وہ کہتے ہمیں بیان کیا ہے ابو قیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے سفیان نے اعمش سے منحال بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں۔

ولقد خلقنا کم نم صورنا کم (اعراف ۱۱)

الب تحقیق ہم نے تمہیں پیدا کیا پھر تمہاری ہم نے شکل دصوت بنائی۔

حضرت ابن عباس نے تفسیر بتائی۔

خلقو افی اصلاح الرجال۔ ثم صوروا فی ارجام النساء

اس سے مراد ہے کہ پہلے مردوں کی پیٹھی میں پیدا کئے گئے پھر عورتوں کی رتوں میں ان کی شکلیں بنائی گئیں۔

انسان کے ظاہر و باطن کی اصلاح اور آخرت میں اس کی فلاح کے بارے میں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جامع ترین ارشاد

۷۰۸:..... ہمیں بیان کیا امام ابو انصیر سہیل بن محمد بن سليمان نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ بن محمد بن علی بن زیاد و شفیق نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے ابو عبد اللہ بن محمد عبد الرحمن مدینی نے انہوں نے کہا ہمیں بتایا ہے الحسن بن ابراہیم نظمی نے وہ فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ابو قیم بن ولید نے وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا تھیم بن سعید نے خالد بن معدان سے وہ کہتے ہیں حضرت ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

قد افلح من اخلاص اللہ قلبہ لایمان۔ وجعل قلبہ سلیماً۔ ولسانه صادقاً۔ ونفسه مطمئنة۔

وخلائقه مستحبة۔ وجعل اذنه مستمعة وعيته ناظرة۔ فاما الاذن فسمع واما العين

فمقرة لما يوعي القلب۔ وقد افلح من جعل الله قلبہ واعیاً۔

کامساپ ہو گیا وہ شخص جس کے دل کو اللہ نے ایمان کے لئے خالص کر لیا۔ اور اس کی دل کو حق شناس بنا دیا۔ اس کی زبان کو سچا۔ اور اس کے نفس کو طہر بن بنا دیا۔ اس کی فطرت و درست بنا دیا۔ اس کے کان کو حق سننے والا۔ آنکھ کو حق دیکھنے والا بنادیا۔ بہر حال کان تو قیف ہیں (بات اندر بیچانے کے لئے) اور آنکھ دل کی حفظ کر دیجیز کا پیال میں۔ تحقیق کامیاب ہو گیا وہ شخص اللہ نے جس کے دل کو ایمان کو حفظ کرنے والا بنادیا۔

(۱۰۷) آخر جه العاکم فی المستدرک (۳۱۹/۲) عن أبي جعفر محمد بن صالح بن هانی، به.

وعزاه السیوطی فی الدر (۲/۲۷) لعبد الرزاق، وعبد بن حمید، وابن حریر، وابن الصندز، وابن أبي حاتم، وابو الشیخ، وانحاکم وصححه والمصنف فی شعب الایمان عن ابن عباس رضی اللہ عنہما.

(۱۰۸) سهل بن محمد بن سليمان أبو الطیب طبقات الشافعیة (۳/۹۳)، عبدالله بن محمد بن عبد الرحمن المدینی (بیان خطأ ۱۷۵) خالد بن معدان الكلاعی، ابو عبد الله نقۃ تقریب.

آخر جه احمد ۵/۱۳۷ عن ابراهیم بن ابی العباس، والاصبهانی فی الترغیب (۱۰۱) من طریق الولید بن عتبہ کلاما عن بقیہ به وعزاه السیوطی فی الالائی، (۱/۹۴) لابن السی فی الطب، قلت و من طریقہ آخر جه الاصبهانی فی الترغیب.

انسان اعضاء کی باطنی کا کردارگی کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۱۰۹: ہمیں خبر دی ہے ابو حسن بن بشران نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اساعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مصوّر مادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبد الرزاق نے وہ کہتے ہیں خبر دی مسٹرنے عالم سے انہوں نے ابو صالح سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

القلب ملک، وله جنود۔ فاذالح الملک صلحت جنودہ و اذا فسد الملک فسدت جنودہ۔

والاذنان قمع والعيان مسلحة واللسان ترجمان واليد ان جناحان، والرجلان برید

والکبد رحمة والطحال ضحك والكلستان مکروه الریبة نفس۔

دل بادشاہ ہے اور اس کے مدگاریاں ہیں، جب بادشاہ درست ہو جائے تو اس کے مدگاری ہی درست ہو جاتے ہیں۔ اور جب بادشاہ خراب ہو جائے اس کے مدگاریاں بھی خراب ہو جاتے ہیں دلوں کا ان (بات داخل کرنے کا) قیف ہیں۔ اور آنکھیں تو چوکیدار کا نامکانہ ہیں۔ اور زبان ان ترجمان ہے۔ دلوں ہاتھ پر ہیں۔ اور دلوں پاؤں ذاک پہچانے والا دل اور جگہ شفت و رحمت ہے اور تلی نجع کا راستہ ہے دلوں پسپھرے سائنس اور جان بن اور دلوں گرد نے خیر مدیر ہیں۔

”امام یقینی فرماتے ہیں“:

اسی طرح یعنی مذکورہ اثر کے مفہوم کے مطابق ایک موقوف روایت میں بھی آیا ہے یعنی قلب کے بارے میں نعمان بن بشر کی حدیث میں مرفوع آیا ہے۔ اور اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن مبارک نے عمر سے اپنی اسنااد کے ساتھ اور کہا کہ انہوں نے اس کو معروف کیا ہے۔
۱۱۰: ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کھر دی ہے ابو سعید احمد بن نسوی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اساعیل بن

(۱۰۹) احمد بن منصور الرمادی (جرح ۷۸/۲)

عزاه العراقي لأبي نعيم في الطب الشبوى والطبراني في مسندة الشاميين والمصنف في الشعب من حديث أبي هريرة كذا بالاتفاق (۷/۲۲۳)

وقال الزبيدي : قوله رواه أبو نعيم في الطب ظاهره أنه من حديث عائشة وليس كذلك وإنما أخرجه من حديث أبي سعيد

(۱۱۰) الحسن بن عيسى بن ماسرس الماسرس جسى أبو على (نهذيب ۲/۱۳)

قول البیهقی ورواہ أيضاً الحکم بن فضیل الخ

رواہ ابن عدی فی الکامل فی الصضعاء ۲/۲۳۳ من طریق سوید بن سعید عن الحکم بن فضیل عن عطیة عن ابی سعید.

وقال ابن عدی هذا الحديث لا اعلم برويه عن عطية غير الحکم بن فضیل والحكم هذا قد روی عن غير عطیة مثل خالد الحذاء وغيره وهو قليل الرواية وما تفرد به لابن عطیة عليه الشفاف.

قلت: تعقبه السيرطي في الآلاني ۱/۹۶ بقوله:

(الحكم) وثقة أبو داود وغيره.

(وسوید) وإن واه ابن معین فقد وثقه احمد وابو حاتم وأبوزرعة والبغوي وصالح حرزه والدارقطني وآخرون واحتج به مسلم فی صحیحه وكفى بذلك، غایة أمره عمی وعمره مائة سنة فاختل حفظه.

وله متابع آخرجه أبو الشیخ وفی العظمة عن علی بن الصباغ عن یحییٰ بن واقد عن هشام بن محمد بن السائب عن ابی الفضل العبدی من آل حرب بن مصطفیٰ عن عطیة عن ابی سعید به.

وطعیة لم یتبه أمره إلى أن يحکم على حديثه بالوضع بل الترمذی بحسن له.

ابراہیم نیسا پوری نے انہوں نے کہا صن بن عیسیٰ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھا گیا تھا یعنی عبد اللہ بن مبارک والی حدیث کے بارے میں انہوں نے فرمایا مجھے حدیث بیان کی ہے ابوالاسود نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبد اللہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے میر نے عاصم بن ابی نجود سے انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے ابو ہریرہ سے اس کو مرغوب کیا ہے اور ذکر کیا ہے۔ اور اس کو حکم بن فضیل نے عطیہ سے انہوں نے ابوسعید سے مرغوب اور ایمت کیا ہے۔

۱۱۱..... ہمیں خبردی ہے ابو علی روزباری نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن موکی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے ان جرتح سے انہوں نے محمد بن مرتفع سے انہوں نے عبد اللہ بن زبیر سے رضی اللہ عنہما۔

وفی انفسکم افلات بصرون.

اور خود تھارے نفسوں میں (شانیاں ہیں) کیا تم دیکھتے نہیں۔

ابن زبیر نے فرمایا نفسوں میں نشانوں سے مراد پیش پا خانے کا راستہ ہے۔

۱۱۲..... ہمیں خبردی ہے ابو الحسین بن شران نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے ابو جعفر راز نے وہ کہتے ہیں خبردی ہے احمد بن ولید نجام نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے ابو قیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں بات بیان کی ہے سفیان نے ان جرتح سے انہوں نے عبد اللہ بن کثیر سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن زبیر سے کہ:

وفی انفسکم افلات بصرون.

کہ تھاری نفسوں میں نشانیاں ہیں سے مراد ہے کہ پیش پا خانے کا راستہ مراد ہے۔

فاکدہ: مذکورہ آیت میں انسان کو اپنے وجود میں کافر ما خود کا ر نظام میں غور و لکر کی دعوت دی گئی ہے جس میں اللہ کے وجود اس کی وحہ انبیت۔ قدرت و تصرف کے بے شمار دلائل ہیں انسانی وجود و رحیقت اللہ کی عظیم ترین قدرت کا بے مثال شاہکار ہے جدید سائنس اور میڈیا یکل نے ثابت کیا ہے کہ انسانی وجود میں آٹھ بڑے بڑے نظام کا فرمایا ہے جو کہ اپنی جگہ مجرم متعقول کا رکرداری کا خود کا عمل انجام دے رہے ہیں جس پر غور کرنے کے بعد انسان یہ کہنے پر بھجوہ ہو جاتا ہے کہ انسانی وجود میں ایک چھوٹی کائنات آباد ہے حق خالق کائنات نے فرمایا:

وفی انفسکم افلات بصرون.

حضرت ابن زبیر کا ارشاد عوام الناس کو سمجھانے کے لئے سادہ اور اہم ہے۔ کیونکہ یہ نظام اخراج ہے اور انہتائی اہم ہے جس پر زندگی کا دار و مدار ہے اگر یہ خراب ہو جائے تو زندگی خطرے میں پڑ جاتی ہے اسی لئے شارع علیہ السلام نے فراغت ہونے پر اللہ کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دی ہے:

الحمد لله الذي اذهب عن الا ذى و عافاني. (ترجم)

۱۱۳..... اور ہمیں خبردی ہے ابو طاہر فیصل نے انہوں نے کہا خبردی ہے ابو بکر محمد بن عمر بن حفص تاجر نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے سری بن خزیم سے ایجاد ردی ہے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابو قیم نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے سفیان نے ان جرتح سے

۱۱۴..... ابو جعفر الرزا ز ہو محمد بن عمرو بن البختی (ت ۳۳۹) (خط ۳/۱۳۲) اخر جه الطبری فی التفسیر عن ابن حمید عن مهران عن سفیان پیر

وعزاء السبوطي فی الدر المتنور للغیریابی و معبد بن منصور و ابن حبیر والمسندری و ابن ابی حاتم والمصنف فی شعب الإيمان عن ابن الزبیر رضی اللہ عنہ.

انہوں نے محمد بن مرتضیٰ سے انہوں نے ابن زیر سے پھر مذکورہ بات کو ذکر کیا ہے۔

۱۱۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو ذکر یا ابن ابو ساخت نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن محمد بن عبداللہ ادیب نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمود بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے عبداللہ بن عیش نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے الاصمی نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنائیں سماک سے وہ ایک آدمی سے کہدا ہے تھے۔

قدرت باری کا حیران کن شاہکار

تبارک من خلفک فجعلک تبصر بضم و تسمع بعظم و تتكلم بضم.

بابرکت ہے وہ ذات جس نے تجھے بیدا کیا اور تجھے ایسا بنا لیا کہ تم ایک چربی کے ساتھ دیکھتے ہو۔ ایک بڑی کی ساتھ دیکھتے ہو۔ اور ایک گوشت کے ساتھ کلام کرتے ہو۔

۱۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے آخرین میں انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے ابو العباس اصم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو امیہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہی ابو عامہ نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے صالح تاجی نے ان جرائم سے انہوں نے اہن شہاب سے۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

بزید فی الخلق مایشاء (فاطرا)

الله تعالیٰ جو چاہتا ہے اپنی تخلیق میں اضافہ فرماتا ہے۔

اہن شہاب نے فرمایا اس سے حسن صورت مراد ہے۔

۱۱۵..... ابو عبد اللہ نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو امیہ طرسوی نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں بیان کیا ہے محمد بن سلیمان بصری نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابراہیم بن جنید نے عمر بن حفص عسقلانی سے انہوں نے خلید بن ولی سے انہوں نے حضرت قادہ سے حضرت قادہ سے اس قول باری کے بارے میں:

بزید فی الخلق مایشاء (فاطرا)

الله جو چاہتا اپنی مخلوق میں اضافہ فرماتا ہے۔ کاس سے آنکھوں کی خوبصورتی مراد ہے۔

فائدہ:..... آیت مذکورہ کا معنی عام ہی انسان اپنے مالک کی تخلیق کے اضافے کے بارے میں کسی تفصیل جانے سے عاجز ہے والے وہی کی اطلاع کے جو کہ اب ممکن نہیں دوسرے تخلیق کے بعد اس کے مشاہدے سے جو کہ آج تک حیران کن طریقہ سے جاری ہے اور انسانی زندگی کے ارتقاء کے ساتھ جاری رہے گا۔ روایت میں آواز کی خوبصورتی اور آنکھوں کی خوبصورتی کا ذکر آیا ہے باشہر یہ بھی اللہ کی تخلیق میں اضافہ ہے مگر یہ اضافہ انہیں دو میں بندہ نہیں بلکہ جیسے اللہ کی قدرت کوئی نہیں جان سکتا اس کے عمل کو بھی مدد نہیں کیا جا سکتا۔ اپنے اضافہ کو بھی وہی جانتا ہے اپنی قدرت کی طرح۔ (ترجم)

(۱۱۶)..... عبد الله بن الهیشم ہو ابو عبد اللہ البصري، الأصمی ہو: ابو سعید عبد الملک بن قریب (ت ۲۱۵)، و ابن السمّاک ہو:

ابو العباس محمد بن صیح العجلی (ت ۱۸۳) (سیر ۳۲۸/۸)

(۱۱۷)..... ابو امیہ طرسوی ہو: محمد بن ابراہیم و ابو عاصم ہو الضحاک بن مخلد.

وعزاء السیوطی فی الدر المنشور (۵/۲۲۲) لعبد بن حمید و ابن المنذور و ابن أبي حاتم والمصنف فی الشعب عن الزہری به۔

(۱۱۸)..... ابو عثمان الخطاط فی الدر المنشور (۵/۲۳۲) للمسنون فقط

حضرت ذوالنون مصری رحمہ اللہ علیہ کی نصیحت

۷۔ ان.....ہمیں خبردی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہا جو بھی کہاں نے کہاں نے ابوعثمان خیاط سے سنائی تھے
ہمیں بیان کیا ذوالنون بن ابراہیم مصری نے انہوں نے کہا۔

ان الله تعالى خلق القلوب اوعية للعلم لولا ان الله سبحانه وبحمده انطق اللسان با بيان.

والفتحة بالكلام ما كان الانسان الابمزلا البهيمة يوحى بها رؤس وشير باليد.

الله عز وجل نے انسانی قلوب کو علم دا گھنی کی سانچے اور برتن بنایا ہے۔ اگر اللہ سبحانہ تعالیٰ زبان کو بیان کرنے کے لئے قوت کو یائی عطا نہ فرماتا اور کلام و بات چیز کرنے کیلئے اسے نہ کھولتا تو انسان ایک چوپائے اور جانور کی طرح ہوتا۔ سرے اشارہ کرتا اور باتحصہ اشارہ کرتا۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد:

۱۱۸.....ہمیں خبردی ابو الحسن بن بشران نے انہوں نے کہا جو بھی کہا جو بھی کی ہے سعد
ان بن نصر نے انہوں نے کہا ہمیں بیان کیا ہے ابو معاویہ نے اعش سے انہوں نے عمر و بن مرہ سے انہوں نے سالم بن ابو الجعد سے انہوں نے
ام درداء سے انہوں نے ابودراء سے انہوں نے فرمایا۔

تفکرو ساعة خبر من قيام ليلة.

(اللہ کی قدرت میں (اور اللہ کی کتاب میں) ایک لخت غور و فکر کرنے اور بھرپور عبادت سے بہتر ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کا افضل عمل

۱۱۹.....ہمیں خبردی ہے ابو الحسن بن بشران نے انہوں نے کہا جو بھی کہا جو بھی کی ہے سعد بن
نصر نے وہ کہتے ہیں ہمیں بتایا ہے ابو معاویہ نے اعش سے انہوں نے عمر و بن مرہ سے انہوں نے سالم بن ابو الجعد سے ام درداء سے پہچاگی
تھا کہ ابو درداء کے افضل اعمال میں سے افضل عمل کو ساختا انہوں نے جواب دیا "اللہ کی قدرت اور اللہ کی کتاب میں غور و فکر کرنا۔

اللہ کی نعمتوں میں غور و فکر کرنے کا حکم

۱۲۰.....ہمیں خبردی ہے حزہ بن عبد العزیز نے کہا جو بھی کہا جو بھی کی ہے ابو حاتم محمد

(۱۱۷) ... ابو عثمان الخیاط ہو : سعید بن عثمان (خط ۴۹/۹)

(۱۱۸) آخرجه احمد فی الزهد (ص ۱۷۲) من طریق ابی معاویۃ به

وآخرجه ابو نعیم فی الحلیۃ (۱/۲۰۹) من طریق قیس بن عمار الذهنی عن سالم ابی الجعد عن معدان عن ابی الدرداء به

(۱۱۹) آخرجه ابو نعیم فی الحلیۃ (۱/۲۰۸) من طریق احمد بن حنبل عن ابی معاویۃ به

وانظر الزهد لابن الصبار (ص ۳۰۲)

(۱۲۰) حمزہ بن عبد العزیز (ت ۷۰۷) (سیر ۱/۲۱۳)، وعبدوس بن الحبیب بن منصور ابو الفضل، ومحمد بن ادريس الرازی
ابو حاتم (ت ۷۷۷) تفرد، وعلی بن ثابت ہو : ابو احمد الجزری، والوازع بن نافع (میزان ۳/۲۷/۳)، آخرجه ابن عدی (۷/۲۵۵۶) من
طریق الصلت بن مسعود عن الوازع بہ.

قال الهیشمی فی مجمع الرواالت (۱/۸۱) للطبرانی فی الاوسط وقال :

فیه الوازع بن نافع وهو متوفی.

بن اور لیں رازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حامی ذی ادیب نے کخبر دی ہے علی بن ثابت نے وارع بن نافع سے (سالم) انہوں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تفکرو افی الا اللہ یعنی عظمتہ ولا تفکرو افی اللہ.

اللہ تعالیٰ کے انعامات میں خور و فکر کیا کرو یعنی اللہ کی عظمت کے بارے میں اور اللہ کی ذات کے بارے میں خور و فکر کیا کرو۔

پاہی اسناد ہے جس میں نظر ہے۔

عقیدہ یہ رکھیں کہ تیرے خیال تصور کا مالک بھی اللہ ہے

۱۲۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کخبر دی ہے علی بن محمد روزی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے محمد بن ابراہیم رازی نے کہ ہمیں بیان کیا ہے علی بن معاذ نے انہوں نے کہا کہ:

ساری توحید ایک ہی کلمہ میں ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ تیرے خیال و گمان میں بھی جس چیز کا تصور آئے اس کے بارے میں آپ یہ عقیدہ رکھیں کہ اس کا مالک بھی ہر اعتبار سے اللہ تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وجود اور صفات کے بارے میں عقلی و منطقی بحث اور امام ہبھی رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات:

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات پر کیا دلیل ہے اللہ سبحان و تعالیٰ موجود ہے؟

جواب دیا جائے کہ ہم بیان کر چکے کہ اسی نے اس عالم کو وجود دیا اور از سرے نو پیدا کیا۔ اور یہ کام ایسا تھا کہ اس کا وقوع ایک عظیم تدریت والی ذات کے بغیر ممکن نہیں تھا۔ اور قدرت ذات خود تو قائم نہیں ہوئی بلکہ لازم ہے کہ وہ کسی قدر موجود کے ساتھ قائم ہے۔

دوسری دلیل اللہ تعالیٰ کے وجود کی یہ ہے کہ یہ بات مسلمات میں سے ہے کہ فعل عمل میں نہ آنے سے فعل کا وجود محال ہوتا ہے۔ اسی طرح فعل کے عدم وجود سے بھی فعل کا وجود محال ہوتا ہے یہاں ہم دیکھتے ہیں کہ عالم موجود ہے تو عالم کا وجود خود دلیل ہے اس بات کی کہ اس کا فعل موجود ہے ورنہ کائنات نہیں ہو سکتی تھی اور وہ وہی اللہ ہے۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ سبحان و تعالیٰ قدیم ہے اور وہ ہمیشہ رہے گا؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ تو ثابت ہو چکا کہ اللہ موجود ہے۔ پھر اگر وہ قدیم نہ ہوتا ضرور اس کا کوئی وجود میں لانے والا ہو تاہذہ اداہ اپنے وجود میں کسی دوسرے کا محتاج ہوتا اور یہ سلسلہ لامتناہی چلتا۔

جب کہ موجود دھال سے خالی نہیں ہو سکتیں یا قدیم یا حادث۔ جب حادث ہونا غلط ہوا تو لا محال ثابت ہوا کہ وہ قدیم ہے۔

اور اگر آپ چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ تمام حادث اشیاء ایک دوسری سے مقدم یا مؤخر کرنے والے کا وجود ضروری ہے ورنہ تمام اشیاء ایک دوسری سے مقدم یا مؤخر نہ ہو سکتیں۔ اسی طرح بعض سے بعض کی شکلیں اور صورتیں مختلف ہیں لیکن اشکال و صور بعض اشیاء کے ساتھ مخصوص میں تو کوئی تخصیص کرنے والا ضرور ہے جو کہ صورتیں الگ اور مخصوص کر کے دے اگر یہ کام کرنے والا حادث ہوتا تو یہی ضرورت اس کی بھی ہوئی لہذا ادونوں ایک ضرورت و حاجت کا عکار ہوتے لہذا اخود اسی حاجت کا شکار دوسرے کی حاجت پوری نہ کر سکتا ہے اس کوئی تخصیص کرنے والا ہوتا نہ کہ مقدم مؤخر کرنے والا کیونکہ ہر ایک کی خواہش اور تقاضا بھی ہوتا ہے لہذا اثبات ہوا کہ وہ قدیم ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

اگر کوئی کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ وہ جسم ہے نہ جو ہر ہے نہ عرض ہے؟

جواب یہ ہوگا کہ اگر وہ جسم ہوتا تو وہ مرکب ہوتا کیونکہ جسم مرکب شی کا نام ہے اور مرکب ایک نہیں بلکہ دو یا زدہ سے ترکیب پائیں والی شی ہوتی ہے جب کہ اللہ سبحانہ شی واحد ہے تالیف و ترکیب کا اختلال نہیں رکتا۔ وہ مرکب ہونے سے پاک ہے یوں وہ جسم نہیں ہے۔ اور وہ عرض نہیں ہے اس لئے کہ عرض وہ ہوتا ہے جس کی بذات خود بقائی نہیں ہو بذات خود قائم نہ ہو بلکہ وہ کسی دوسری شی کے ساتھ قائم ہو جب کہ اللہ تعالیٰ قائم بنفس قائم بذات ہے اور بیشہ موجود ہے گا۔ اس کا عدم صحیح نہیں۔

اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اللہ قدیم سبحانہ شی ہے مگر اشیاء جیسا نہیں تو اسی طرح تم یہ انکار کر دیا کہ وہ جسم ہے مگر اجسام کی طرح اور اجسام جیسا نہیں؟

جواب دیا جائے گا کہ اگر یہ بات لازم ہوتی تو یہ بھی لازم ہوتا کہ وہ صورۃ ہو مگر صورۃ میں اور جسد ہو مگر اور اجسام جیسا نہیں۔ جو ہر ہو مگر جو اہر جیسا نہیں جب یہ لازم نہیں آتا تو وہ بھی لازم نہیں آتا۔

لطف شی کا نام ہے اور علماء پر موجود چیز کا جب کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کو شی کا نام دیا۔ ہے ارشاد باری ہے:

قل ای شیئی اکبر شہادۃ؟ قل اللہ اکبر شہید بینی و بینکم (انعام ۱۹)

فرمادیجھے کون یہی بڑی ہے شہادت کے اعتبار سے؟ فرمادیجھے اللہ گواہ ہے میرے اور تمہارے درہیان۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی لطف استعمال کیا ہے جب کہ اپنے آپ کو جسم کا نام نہیں دیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اللہ تعالیٰ کے لئے لطف جسم یا جسد استعمال نہیں فرمایا، اور نہ ہی اس کے مسلمانوں نے اتفاق کیا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحَسَنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يَلْهَلُونَ فِي إِسْمَائِهِنَّا يَسْجُونُ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ (اعراف ۱۸۰)

الله تعالیٰ کے خوبصورت نام ہے انہیں ناموں کے ساتھ اس کو پہاڑیے ان لوگوں کو چھوڑ دیجھے جو اللہ کے ناموں میں الخداوربے دینی

کا ارتکاب کرتے ہیں۔ جلدی اس کا بدل دیئے جائیں گے جو عمل کرتے تھے۔

(ان ناموں میں کوئی نام جسم یا جسد وغیرہ نہیں ہے تو معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو جسم کہنا درست نہیں۔) (ترجمہ)

اگر کہا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ مصنوعات کے مشابہ نہیں ہے اور وہ وہم اور تصور میں نہیں آسکتا تو جواب یہ دیا جائے گا کہ۔ اگر اللہ تعالیٰ مصنوع اور بنائی چیزوں کے مشابہ ہوتا تو اس پر وہ سب کچھ جائز ہوتا جو ان مصنوع و مخلوق چیزوں پر جائز ہے نفس کی علمات اور حادث ہونے کی نشانیاں اور دوسرے محدث و موجد کی ضرورت اور احتیاج۔ اور یہ بات اس کی فہری کی مقصی ہے لہذا اواجب ہو اکر وہ اسی طرح ہے جیسا کہ اس نے اپنے آپ کو موصوف کیا ہے۔

لیس كمثله شيئاً وهو السمع البصير。 (شوریٰ ۱۱)

اس کی مثل کوئی شے نہیں اور وہ سننے اور دیکھنے والا ہے۔

(الله تعالیٰ کسی شے کے مشابہ نہیں اس امر کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ) ہم روزمرہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ ہمارے سامنے جتنی بنائی ہوئی چیزوں وہ اپنے بنانے والے کے مشابہ نہیں ہیں، مثلاً کتابت کا بات کے مشابہ نہیں ہے۔ عمارت بانی کے مشابہ نہیں ہے اسی طرح دیگر وہ تمام اشیا، جو ظاہر ہیں اور اپنے بنانے والے کے مشابہ نہیں ہیں اور بنانے والا اپنی بنائی ہوئی اشیاء کے مشابہ نہیں ہے ان ظاہر چیزوں سے ہم تائب چڑھا سکتے ہیں اور ہم نے اسی سے جان لیا کہ اللہ تعالیٰ کسی اپنی بنائی ہوئی شی کے مشابہ نہیں اور نہ ہی کوئی شی اس کے مشابہ ہے۔ اگر کوئی کہنے والا کہے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ بفسر و بدایتی قائم ہیں اپنے مساوا سے مستغفی ہے تو اسے جواب دیا جائے گا۔

اگر وہ بذات خود قائم نہ ہوتا تو وہ اپنے قیام کے لئے اپنے ماسو اور غیر کا محتاج ہوتا تو یہ دلیل ہوتی ہے کہ اگر وہ حادث ہوتا تو دلیل حادث اشیاء پر جو تغیرات جائز ہیں وہ سب کچھ اس پر بھی جائز ہوتے حالانکہ اس کے قدمیم ہونے پر دلائل قائم ہو چکے ہیں لہذا وہ بذات خود قائم ہے دوسروں سے مستغنی ہے اپنے وجود کے اندر تائید ہے اسی سب کا قائم کرنے والا رہے اس کو کوئی قائم رکھنے والا نہ ہو اور وہ سب سے مستغنی ہو کسی کا محتاج نہ ہو جو مستغنی نہ ہو بلکہ اپنے وجود میں دوسرے کا محتاج ہو کسی اور کا خالق موجود حقیقی کیسے ہو سکتا ہے؟ اگر کوئی سوال کرے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے عالم ہے قادر ہے؟ اس کی کیا دلیل ہے؟ جواب یہ ہے کہ۔ اللہ تعالیٰ کے فعل کا ظہور اس کی حیات۔ اس کی قدرت اور اس کے علم کی دلیل ہے اس لئے کہ اس فعل کا ظہور اور وقوع میت سے اور لعلم اور جاہل سے ممکن نہیں ہے جب اس کے افعال وجود میں آپکے ہیں جو کہ میت سے۔ عاجز سے جاہل سے وجود میں نہیں آسکتے تو احوال ثابت ہوا کہ جس سے یہ افعال صادر ہوئے ہیں یقیناً وہ ہی ہے قادر ہے عالم ہے اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ مرید ہے یعنی ارادہ کرتا ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ وہ زندہ ہے۔ عالم ہے، نہ وہ مجبور ہے نہ وہ مغلوب اور عاجز ہے۔ ہی اس کے ساتھ کوئی اسی مشکل ہے جو اسکو ان امور سے روک سکے جو وہ ذات جو زندہ ہو جاہل نہ ہو اور اس کے ساتھ کوئی اسی مشکل نہ ہو جو اس کے ارادے کو روک دے وہ اپنے ارادے کے کام لک ہوتا ہے۔ مختار ہوتا ہے قصد کرنے والا ہوتا ہے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ سمع ہے بصیر ہے؟

جواب دیا جائے گا کہ وہ زندہ ہے اور زندہ وجود کے لئے یہ جاہل ہوتا ہے کہ وہ سمع و بصر کی صفت سے خالی ہو جب کہ وہ کسی مانع صفت سے خالی ہو کیونکہ منع اور منوع کو تقاضا کرتا ہے۔ اور جو منوع ہو وہ مغلوب ہوتا ہے۔ اور جو مغلوب ہو یہ صفت حادث کی ہوتی ہے جب کہ باری تعالیٰ قدمیم ہے ہمیشہ ہے وہ سمع ہے بصیر ہے اور بیشتر ہے۔ اگر کوئی سوال کرے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ متكلم ہے؟ جواب دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ ہے زندہ ہے ساکت نہیں ہے اور اس کے ساتھ کوئی اسی آفت نہیں گلی ہوئی جس کی وجہ سے وہ کلام نہ کر سکے۔ اور ہر وہ زندہ جو ایسا ہو وہ متكلم ہوتا ہے لہذا اثبات ہوا کہ متكلم ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ جس کو کلام کرنے والی ہو اس کی طرف سے خطاب کرنا اور حکم وامر کا پیاسا بھی جاہل ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے خطاب بھی موجود ہے امر بھی موجود میں تو لازی بات ہے کہ وہ متكلم ہے اگر سوال کیا جائے کہ اس بات کی کیا دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے زندہ۔ قادر۔ عالم۔ ارادہ کرنے والا۔ سمع بصیر متكلم تھا اور ہے گا؟

جواب یہ ہے کہ۔ کہ اگر اللہ ہمیشہ سے زندہ۔ قادر۔ عالم۔ ارادہ کرنے والا۔ سمع والاد بکھنے والا۔ کلام کرنے والا۔ ہوتا تو لاحوال وہ۔ میت ہوتا۔ عاجز ہوتا جاہل ہوتا۔ ارادہ نہ کر سکتا۔ نہ ممکن سکتا نہ لکھ سکتا۔ کلام کر سکتا۔ اگر ایسا ہوتا تو لازی بات ہے کہ بھروسہ کچھ کر بھی سکتا اس سے کوئی چیزوں نا یا بڑا فعل اور کام بھی وجود میں نہ آ سکتا۔ بدبخوبی اس سب کچھ کو غلط بتارہا ہے۔ بلکہ وہ سب کچھ کر چکا ہے اور کر رہا ہے تو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ وہ ہمیشہ ایسے تھا اور ہمیشہ ایسے رہے گا۔ اگر کوئی سوال کرے کہ کیا دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ تعالیٰ حی ہے۔ قادر ہے عالم مرید ہے سمع ہے بصیر ہے متكلم ہے حیات کا مالک ہے۔ قدرت اور علم ارادے۔ سمع بصیر اور کلام کا مالک ہے۔ جواب دیا جائے گا کہ اسی موجود است کا سرے سے اثبات جاہل ہے جو موجود تو ہو والہ بھی ہو جی قدر عالم مرید سمع بصیر متكلم تو ہو لیکن وہ حیات قدرت علم ارادہ سمع بصیر کلام کا مالک نہ ہو بلکہ ان صفات کے ہوتے ہوئے ان صفات کا اثبات اس کے لئے لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و لا يحيطون بشئي من علمه الا بما شاء۔ (ابقرہ ۲۵۵)

کائنات کے سارے لوگ اللہ کے علم میں سے کسی شئی کا بھی احاطہ نہیں کر سکتے مگر جس قدر وہ خود چاہے۔

دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

وسع کل شیئی علمًا (ظا)
ہر شے سے اس کا علم فراخ ہے۔

تیرے مقام پر فرمایا:

وَانَ اللَّهُ قَدْ احاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ (الاطلاق ۱۶)

یعنی اس کے علم نے تمام معلومات کا احاطہ کر لیا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر وہ تمام آیات جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں اسی مذکورہ بات کی دلیل ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ هُوَ الرَّزَاقُ فَوَالْقُوَّةُ الْمُتَّيْنُ۔ (الذاريات ۵۸)

بِئْنَكَ اللَّهُ هُوَ الرَّزَاقُ هُوَ الْعَالِمُ بِإِيمَانِكُمْ وَلَا يَرَى

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے طاقت و قوت کو ثابت فرمایا ہے اور یہی قدرت ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے علم کو ثابت فرمایا ہے۔ لہذا یہ آیات دلالت کرتی ہیں کہ وہ عالم ہے علم کے ساتھ اور قادر ہے قدرت کے ساتھ اس لئے کہ اگر یہ ممکن ہوتا کہ عالم تو ہو لیکن اس کو علم نہ ہو یہ بھی ممکن ہوتا کہ علم تو ہو مگر کوئی اس کا عالم نہ ہو۔ جیسے اگر یہ ممکن ہوتا کہ فاعل تو ہو مگر اس کا کوئی فعل نہ ہو تو یہ بھی ممکن ہوتا کہ فعل تو ہو مگر اس کا فاعل نہ ہو جب یہ محال ہے کہ فاعل ہو مگر اس کا کوئی فعل نہ ہو۔ جیسے یہ محال ہے کہ فعل ہو مگر فاعل نہ ہو اسی طرح یہ بھی محال ہے کہ عالم تو ہو مگر اس کا علم نہ ہو۔ جیسے یہ محال ہے کہ علم ہو لیکن اس کا کوئی عالم نہ ہو۔

اس لئے کہ عالم کے عالم ہونے میں اگر علم شرط نہ ہوتا تو اس کا عدم بھی ہر عالم میں انتقام دن ہوتا یہاں تک کہ صحیح ہونا ہر عالم کہ وہ عالم ہو عدم علم کے باوجود۔ جب عالم کے لئے علم شرط تھا بعض میں تو یہ واجب ہوا کہ ہر عالم میں علم ہو بوجو انتماع اختلاف حقائق کے دوسروں میں۔

دوسری وجہ یہ بھی ہے کہ فعل کے احکام عدم علم کے ساتھ مختلف ہیں ہماری طرف سے جیسے منشعب ہے، ہمارے غیر عالم ہونے کے ساتھ۔ جیسے علماء ہونے میں تمام تکمیلیں میں برابری واجب ہے ایسے اس بات میں بھی ان میں برابری واجب ہے کہ علم بھی ان کے لئے ہو۔ بوجہ محال ہونے اس کے وقوع کے غیر ذی علم سے ہماری طرف سے۔ مثل محال ہونے اس کے وقوع کے غیر عالم سے ہماری طرف سے (ایک وجہ یہ ہے) کہ علم کی حقیقت وہ ہوتی ہے جس کو علم والا جانتا ہے جس کے عدم کے ساتھ وہ عالم نہیں ہوتا پس اگر قدیم بذات خود عالم ہو تو ذات اس کی علم ہوگی۔ اور عالم بمعنی علم ہونا درست نہیں اگر اس بات پر جو تم نے ذکر کی آیات سے معارضہ کریں جیسے ارشاد باری ہے:

وَفُوقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ۔ (یوسف ۷۶)

کہ ہر ذی علم سے برے علم والا ہوتا ہے۔

تو ہم یہ جواب دیں گے کہ ہم نہیں کہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ذو علم ہے بطور نکرہ یہکہ ہم کہ رہے ہیں وہ علم والا ہے بطور معرفہ جیسے ہم کہتے ہیں وہ ذا الجلال والا کرام ہے بطور معرفہ ہم اس کو ذوالجلال والا کرام نہیں کہتے بطور نکرہ۔

لہذا آئت مذکورہ کا معنی اس وقت فوق کل ذی علم محدث من اعلم منه ہو گا یعنی ہر ذی علم حداث سے کوئی بڑا علم والا بھی ہوتا ہے۔ اگر کچھ لوگ اعتراض کریں کہ اس کا علم قدیم ہے حالانکہ وہ خود قدیم ہے۔ جواب میں کہا جائے گا کہ۔ ہمارے اصحاب میں سے جو اللہ تعالیٰ کے لئے ازالی ہونے کا اثبات کرنے کے ساتھ اس بات کے قائل نہیں۔ اور ان میں سے بعض اس کے قائل ہیں۔ اور اس کے ساتھ کوئی اشتبہ بھی

واقع نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ قدیم وہ ہوتا ہے جو اپنے وجود میں مقدم ہو بشرط مبالغہ۔ اور مقدم فی الوجود وہی وجود ہی ہوتا ہے۔ اور وجود کی ایک سے زد یک بھی اشتباه کو لازم نہیں کرتا۔ تو اسی طرح مقدم فی الوجود اشتباه واجب نہیں کرتا اور اس لئے بھی کہ قدیم ہونا صفت مشترک ہے۔ جو استعمال سے ثابت ہے یوں کہا جاتا ہے۔ شیخ قدیم۔ بناء عقد یہم۔ عرب جوں قدیم۔ پرانا بزرگ۔ پرانی عمارت۔ پرانی شاخ وغیرہ تو مشترک صفت میں اشتراک کے ساتھ اشتباه واقع نہیں ہوتا۔

اس لئے کہ اگر قدیم ہونے میں اشتراک کے ساتھ اگر اشتباه واقع ہوتا اشتراک فی المحدث کے ساتھ بھی اشتباه واقع ہوتا۔ جب اشتراک فی المحدث کے ساتھ اشتباه واقع نہیں ہوتا تو اشتراک فی القدم کے ساتھ بھی واقع نہیں ہو جائے۔

اور اس لئے کہ ہمارے زد یک مشعوبین کی حقیقت۔ دو غیر چیز ہوتی ہیں اسی دو غیر کہ ایک پر جو سب کچھ جائز ہو دسرے پر بھی صحیح ہو اور ایک دوسرے کے قائم مقام ہو۔ جب کہ اللہ کی صفات اس کی غیر نہیں ہیں۔

اگر کچھ لوگ اعتراض کریں۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ کا علم ہو تو وہ تین حال سے خالی نہ ہو گا۔ یا تو وہ خود وہی ہو گا۔ یا اس کا غیر ہو گا۔ یا اس کا بعض ہو گا۔ (تبیوں صورتیں غلط ہیں) جواب دیا جائے گا کہ یہ محض دعویٰ ہے۔ بلکہ اللہ کے علم کا انکار ہے۔ یہ جائز نہیں کہ یہ کہا جائے کہ علم وہی خود اللہ ہے اس لئے کہ یہ حال ہے کہ علم عالم ہو۔

اور یہ بھی جائز نہیں کہ یہ کہا جائے اس کا علم اس کا غیر ہے۔ اس لئے کہ علم کی مفارقت اس سے مجال ہے اور دو غیر وہ کا مطلب یہ ہے کہ دونوں میں سے کسی ایک کی مفارقت کسی بھی صورت میں دوسرے سے مجال ہو۔ اور اللہ کا بعض کہنا بھی جائز نہیں۔ اس لئے کہ اس کا موصوف یعنی اللہ تعالیٰ نے حصہ نہیں ہو سکتے وہ جزئیت اور بعضیت سے پاک ہے اگر اعتراض کریں کہ اگر اس کا علم ہو تو وہ عرض ہو جو مکتب اور حاصل کردہ ہو گا۔ مضطراً یہ ہو گا۔ اس کی طرف مجبور ہو گا۔ تو اعتقادی طور پر وہ ہمارے علوم یعنی مخلوق کے علوم کی جنس سے ہو گا اس لئے کہ یہ بھی حکم علم معقول ہے۔

جواب دیا جائے کہ معامل اس طرح نہیں ہے۔ اس لئے کہ یہ علم نہیں ہے اس لئے کہ عرض ہے یا اس کیفیت صفت پر ہے جو تم نے ذکر کی ہے۔ بلکہ علم تھا اس لئے کہ علم بجانا گیا پھر مجبور کیا گیا۔

اگر علم محدث ہوتا تو اس کا علم عرض ہوتا کسی بہتایا اس کی طرف مجبوری ہوتی۔ اور اگر وہ علم حادث نہیں تو جو چیز حادث کو لازم ہے کہ اس کے ساتھ موصوف ہونا صحیح نہیں ہو گا۔ جب لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ عالم ہو غیر معتقد غیر مکتب ہو غیر مضطراً ہو تو لازم ہوا کہ اس کا ایسا علم ہو جو ان صفات سے موصوف ہو سکے جو تم نے ذکر کی ہیں۔

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ عالم ہے علم کے ساتھ تو وہ اپنے علم کا تھانج ہوتا ہے جواب دیا جائے گا کہ حاجت و ضرورت اس پر جائز نہیں کیونکہ وہ غنی ہے اس کا علم اس کا غیر نہیں ہے اور اسی طرح اس کی تمام صفات ذاتیہ اس کی غیر نہیں ہیں۔ اس کی بعض بھی نہیں ہیں یہاں تک کہ اس کو اپنے غیر اپنے بعض کی طرف ضرورت و حاجت کے ساتھ موصوف کیا جاسکے۔

اگر لوگ کہیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم ہر اس شخص کا علم ہے جس کا معلوم کیا جانا صحیح اور ممکن ہو جواب دیا جائے گا کہ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کی صفت بیان کی ہے۔

لعلهما ان اللہ علی کل شيءٍ قادر و ان اللہ قد احاط بكل شيءٍ علماً۔ (طلاق ۱۲)

تَأْكِيدُمْ جَانِ لِوَكِ اللَّهِ تَعَالَى هُرَشَّيْ پِرْ قَادِرْ ہے اور اللَّهُ نَے هُرَشَّیْ کو علم کے احاطہ میں لے لیا ہے۔

بہر حال غیر اللہ یعنی اللہ کے ماموا کے لئے نمکن نہیں کہ ہر شی کے علم کے ساتھ عالم ہو۔ ہر شی کے بارے اس کو علم ہونا ممکن بھی نہیں، اللہ سبحان و تعالیٰ کا ہر معلوم کا عالم ہونا لازم ہے۔ اسی طرح لازم ہے کہ اس کا علم، ہر اس چیز کا علم ہو جس کا معلوم ہونا ممکن ہو۔

اللہ تعالیٰ کی تمام ذاتی صفات میں، ہی کلام ہے جو اس کے علم کے بارے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات میں سے کسی صفت کے بارے میں یہ جائز نہیں ہے کہ یہ اس کی مجاور ہیں کیونکہ مجاورت تقاضا کرتی ہے ایک دوسرے سے چھوٹے اور مس کرنے کو یا مقابلاً کو مکان و جگہ کے اعتبار سے جب سب کچھ اجسام کی صفت ہے اور اجسام حوارث کا محل ہوتے ہیں۔ اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ صفات اس میں داخل ہو گئی ہیں اس لئے کہ طول مجاورت کو تقاضا کرتا ہے جب کہ مجاورت کے باطل ہونے پر دلیل قائم ہو جائی ہے، اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ اس کی صفات اس کی مخالف ہیں یا اس کے مفارق اور جدا ہیں اس لئے کہ مختلف اور مفارق فرع ہیں غیر یہ کی۔ جب کہ اللہ اور اس کی صفات کے درمیان تغایر بحال ہے اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ وہ اس کی ملکیت ہیں اس لئے کہ جو چیز ملک ہوتی ہے اس میں تصرف وغیرہ ممکن ہوتا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ازلی ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی صفات ذاتیہ کے بارے میں یہ نہ کہا جائے کہ وہ اپنی ذات میں مختلف میں نہ یہ کہا جائے کہ متفق ہیں اس لئے کہ وہ ایک دوسری سے متفاہی نہیں ہیں۔

اور یہ بھی نہ کہا جائے کہ وہ صفات اللہ کے ساتھ ہیں یا اللہ کے اندر ہیں بلکہ یہ کہا جائے کہ صفات اس کی ذات کے ساتھ مختص ہیں اسی کے ساتھ قائم ہیں۔ وہ بیش سے ان کے ساتھ موصوف تھا اور بیش ان کے ساتھ موصوف رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات خبری ہیں بعض ان میں سے (وجنة) چہرہ (دیاں) ہاتھ ہے ان کے اثبات کا طریقہ ان کے بارے میں خبر صادق کا وارد ہوتا ہے ہم انہیں ثابت تو کریں گے لیکن ان کی کیفیت پیان نہیں کریں گے۔
بہر حال صفات فعل مثلاً عقل۔ رزق۔

یا غیر ہیں اور یہ سب لا یزال ہیں دائیٰ ہیں ان کے ساتھ ازل میں اللہ کو موصوف کرنا درست نہیں۔
ہمارے اصحاب میں سے محققین نے یہ کہنے سے انکار کیا ہے کہ وہ اللہ عز وجل نکے بارے میں یہ کہیں کہ وہ ازل سے خالق اور رازق تھا مگر یہ کہتے ہیں کہ ہمارا خالق ازلی ہے ہمارا رازق ازل سے جو کہ خلق اور رزق پر قادر تھا اس لئے کہ اس نے ازل میں پیدا نہیں کیا تھا پھر پیدا کیا۔ جب خالق کا نام وجود خلق کے بعد دیا گیا تو لازم نہیں کہ تاثیر کو اس کی ذات میں ہمارے اصحاب میں سے وہ بھی ہیں جو یہ کہتے ہیں کہ یہ قول کرنا جائز ہے۔ کہ وہ ازل سے خالق تھا ازل تھا اس معنی میں کہ عنقریب پیدا کرے گا اور عنقریب رزق دے گا۔

۱۲۲:ہمیں خبر دی ہے۔ ابو زکریا بن ابو صالح نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو الحسن طرائفی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے عثمان بن سعید داری نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے انہوں نے علی بن طلحہ سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں۔

هل تعلم له سمية (مریم ۶۵)

کیا تم جانتے ہو اس کے لئے نام۔

(۱۲۲) معاویہ بن صالح الحضرمی ہو : ابیر عمرو (ت ۱۵۸) تقریب۔

علی بن ابی طلحہ، ارسل عن ابن عباس و لم یورہ (تقریب)

آخر جه ابین جریر فی التفسیر (۱۱ / ۸۰) عن علی بن عبد اللہ عن معاویہ

وعزاء السبوطی فی الدر المنثور (۲۷۹ / ۳) لابن جریر وابن المندز وابن ابی حاتم عن ابن عباس ورضی اللہ عنہما۔

یعنی کیا تم جانتے ہو رب تعالیٰ کی کوئی مثل یا مشابہ (یا ہم نام جانتے ہو)۔

۱۲۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب (ح) نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو الحسن بن فضلقطان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے علی بن عبدالرحمن بن عیینی بن ماتی نے ان دونوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابی غزہ غفاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد بن یزید نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے اسرائیلی نے سماک سے انہوں نے انکر رہے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وَهُلْ تَعْلَمُ لِهِ مَمِّا (مریم ۶۵) كَ لیس احد یسمی الرحمن غیرہ.

ایسا کوئی ایک بھی نہیں ہے جس کا نام رحمن ہو اللہ کے مساوا۔

(۱۲۳) أبوالحسين بن الفضل هو محمد بن الحسين بن محمد بن الفضل أبوالحسين الأزرق القطان مدقق برقم ۸۳، وحالد بن يزيد هو الكاهلي أخرجه الحاكم (۲۷۵/۲) عن أبي زكريا العتبرى عن محمد بن عبد السلام عن إسحاق بن إبراهيم عن وكيح ويعسى بن آدم قالا :

لنا إسرائيل به.

وصححه الهاكم ووافقه الذهبي.

وعزاء السوطى فى الدر المتنور (۲۷۹/۲) لعبد بن حميد وابن المنذر وابن أبي حاتم والحاكم وصحه والمصنف فى الشعب.

ایمان کا دوسرا شعبہ

اللہ کے تمام رسولوں صلوٰات اللہ علیہم اجمعین کے ساتھ ایمان

دل کے اعتقاد اور زبان کے اقرار سیست تمام رسولوں کے ساتھ ایمان لانا (ایمان بالرسل ہے) مگر ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مساوات یہ تمام رسولوں کے ساتھ ایمان بائیں طور ہو گا کہ سارے اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں ان لوگوں کی طرف جن کے تذکرے میں یہ بیان ہوا ہے کہ فلاں فلاں قوم کی طرف بھیجے گئے تھے اور وہ اپنی نبوت و رسالت میں بچے تھے اور حق پر تھے۔ جب کہ ہمارے نبی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان اس بات کی تصدیق کرنا ہو گا کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول تھے ان سب لوگوں کی طرف جن کی طرف آپ بھیجے گئے تھے اور ان سب کی طرف جوان لوگوں کے بعد تھی یا ہوں گے قیامت قائم ہونے تک جنوں میں سے ہوں یا انسانوں میں سے (سب کی طرف آپ کی رسالت عام ہے)۔

قرآن مجید میں ایمان باللہ کے ساتھ ایمان بالرسل کی تعلیم

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) امتوا باللہ ورسوله (الحدیث)

ایمان لا اذ اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ۔

تشریح:..... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ساتھ ایمان لانے کے حکم کو اپنے ساتھ ایمان لانے کے حکم کے ساتھ ملا کر بیان فرمایا ہے۔

(۲) و المؤمنون کل امن باللہ و ملائکته و کتبہ و رسولہ لانفرق بین احد من رسلي۔ (ابترۃ ۲۸۵)

سب ممّن بھی ایمان لائے ہیں، ہر ایک ایمان لا یا اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں، اور اس کے رسولوں کے ساتھ، ہم فرق نہیں ڈالتے کسی ایک کے درمیان اس کے رسولوں میں سے۔

(۳) ان الذين يكفرون بالله ورسوله ويريدون ان يفرقوا بين الله ورسوله ويقولون نؤمن بعض ونكفر بعض ويريدون ان يتخلفوا بين ذلک سیلا۔ (آلہ ۱۵)

بالشبہ جو لوگ کفر کرتے ہیں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور فرق کرنا چاہتے ہیں (ایمان کے حوالے سے) درمیان اللہ کے اور اس کے رسولوں کے اور بہتے ہیں کہ تم ایمان لاتے ہیں بعض پر اور انکار کرتے ہیں بعض کا اور وہ چاہتے ہیں کہ وہ اختیار کر لیں اس کے پیچوں بیچ کوئی دوسرا راستہ۔

اولنک هم الكفرون حقاً

و لوگ صلی کافر ہیں۔

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض رسولوں کے ساتھ کفر کرنے کو تمام رسولوں کے ساتھ کفر کرنا قرار دیا ہے۔ پھر تمام رسولوں کے ساتھ کفر کرنے کو اپنی ذات کے ساتھ کفر کرنا قرار دیا ہے۔

(۲) والذین امنوا بالله ورسله الخ (نامہ ۱۵۸)

جو لوگ ایمان لائے اللہ پر اور اس کے تمام رسولوں پر اور نہ فرق کیا (ایمان کی بابت)
کسی کی ایک کے درمیان بھی لوگ ہیں اللہ تعالیٰ جن کو ان کے اجر دے گا۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ اچھا انجام و اچھا نحکا نہ ابھی لوگوں کے لئے ہوگا جو ایمان لانے میں اللہ اور رسولوں میں اور تمام رسولوں کے درمیان فرق نہ کریں بلکہ تمام رسولوں پر ایمان لائیں۔
اہم روایت کرچکے ہیں ابن عمر کی روایت میں حضرت عمر بن خطاب سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا۔

ان قومن با لله و ملکته، و کتبه و رسوله والیوم الآخر و تو من بالقدر کله خیره و شره۔

کتو اللہ پر ایمان لے آؤ راں کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ اور تو ایمان لاقدر
کے ساتھ یعنی ابھی اور بری (دفون کے ساتھ)

۱۲۴..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسنین بن بشران نے کہا ہمیں خبر دی جعفر راز نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث شریان کی ہے
عیسیٰ بن عبد اللہ طیاری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن مقری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمس بن
حسن نے کہ میں نے سناء عبد اللہ بن بریدہ سے وہ حدیث بیان کرتے تھے یعنی بن یحییٰ بن عمر سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت
 عمر رضی اللہ عنہ سے مذکورہ حدیث انہوں نے بیان فرمائی۔

اسی حدیث کو امام مسلم نے اپنی صحیح میں ہمس کی روایت سے نقل کیا ہے۔

۱۲۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے انہوں نے کہا ہمیں
حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم بوحی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن ناما نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے
یزید بن زریع نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن قاسم نے علاء بن عبد الرحمن سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے
حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

امرہ ان افاقتال الناس حتیٰ یشهدوا ان لا اله الا الله ویؤمیب و بما جئت به فاذ فعلوا

ذلک عصموا منی دماءہم و اموالہم الاصحقة، و حسابہم على الله۔

میں حکم دیا گیا ہوں کہ لوگوں سے جہاد کرتا ہوں یہاں تک کہ لا الہ الا اللہ کی شہادت دیں اور مجھ پر ایمان لا ایں اور جو چیز میں ایسا
ہوں (قرآن) اس پر ایمان لا ایں وہ جب کہ لیں وہ بچالیں گے مجھ سے اپنے خون اور اپنے مال
گمراں کے حق کے ساتھ اور ان کا حساب اللہ کے ذمہ ہے۔

امام مسلم نے اس روایت کو اپنی صحیح میں امیہ بن بسطام سے روایت کیا ہے۔

۱۲۶..... ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد بن خویہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث
بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن ابی شہر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اٹھ بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ
بیان کی ہے معاذ

(۱۲۳) عیسیٰ بن عبد اللہ الطیالسی (۲۷۷۵) تذکرة الحفاظ (۱۱۰/۲) آخر جه مسلم (ص ۳۷)

(۱۲۴) یحییٰ بن محمد العبری ابو زکریا (ت ۳۲۲) (ص ۵۲۳/۱۵)، و امیہ بن بسطام (ت ۲۳۱) تقریب، یزید بن زریع هو
ابو معاوية (تقریب)۔

بن ہشام نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے قادہ سے انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے یہ کہ تی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ بن جبل پا لان پر آپ کے پیچھے سوار تھے آپ نے فرمایا اے معاف۔ انہوں نے جواب دیا لیکن یا سعد یا کعبتی حاضر ہوں یا رسول اللہ اور سعادت حاصل کر رہا ہوں آپ نے فرمایا کوئی بندہ ایسا نہیں جو لا الہ الا اللہ کی شہادت دیتا ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبدیت و رسالت کی بھی مگر اللہ تعالیٰ نے اس کو جنم کی آگ پر حرام کر دیا ہے۔ حضرت معاذ نے عرض کیا رسول اللہ۔ کیا میں اس بات کی لوگوں کو اطلاع کرنے دوں تاکہ لوگ خوش ہو جائیں گے۔ آپ نے جواب دیا۔ ایسا کرنے سے لوگ اسی کا آسرا کر لیں گے (عمل کرنے سے سستی کریں گے)

حضرت معاذ نے یہ حدیث اپنی موت کے وقت بتادی تھی تاکہ حدیث چھپانے اور کتابخان حق کرنے کے) (گنہگار نہ ہو جائیں۔

۱۲۱:... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن عبد اللہ بن ابراہیم باشی نے بغداد میں کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمر و عثمان بن احمد بن ساک نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن روح بدائی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر بن فارس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے قادہ سے انہوں نے کہا میں نے شا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ وہ بیان کرتے تھے حضرت معاذ بن جبل سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

من شهدان لا الہ الا اللہ مخلصاً من قلبه و ان محمددا رسول اللہ دخل الجنة.

جو شخص اس بات کی شبادت کے کر اللہ کے سوا کوئی معیودہ نہیں پے دل سے

اور یہ شبادت کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں وہ جنت میں واٹھ جو گا۔

۱۲۲:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مکرم احمد بن کامل بن خالف قاشی نے انہوں نے کہا ہمیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الملک بن محمد نے یعنی ابو قلاب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے قریش بن انس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حبیب بن شہید نے حمید بن بلال سے انہوں نے حسان بن کامل سے انہوں نے عبد الرحمن بن سمرة سے انہوں نے معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

من مات یشهد ان لا الہ الا اللہ و انی رسول اللہ یرجع ذالک الی قلب مو قن دخل الجنة.

جو شخص اس حال میں مر جائے کرو یہ گواہی دیتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کا رسول ہوں یہ بات یقین کرنے والے دل سے ہو۔ وہ شخص جنت میں داخل ہو گا۔

۱۲۳:... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں

(۱۲۴).... علی بن محمد بن سخویہ ابوالحسن (ت ۳۲۸/۲) (شدرات ۳۲۸)، واسحاق بن منصور ہو : ابویعقوب التعمی (ت ۲۵۱) و معاذ بن هشام ہو : ابن أبي عبد اللہ الدسوی (ت ۲۰۰) (قریب)۔

آخر جه مسلم (ص ۱۱)

(۱۲۵).... علی بن عبد اللہ بن ابراهیم الہاشمی ابوالحسن (سیر ۱/۱۷)، وعثمان بن احمد بن السماک ابو عمرو (ت ۳۲۳) (سیر ۳۲۳/۱۵)، وعبد اللہ بن روح المدائی (ت ۲۷۷) (سیر ۱۳/۵)، وعثمان بن عمر بن فارس (ت ۱۹۹) (قریب)

والحدیث سق برقم (۷)

(۱۲۶).... احمد بن خلف ابو بکر القاضی (ت ۳۵۰) خط ۳۵۷/۳ تحفۃ الاشراف (۳۰۵/۸) اخر جه السنانی فی الیوم واللیلة، وابن ماجہ (۳۷۹) کلاما من طریق یونس عن حمید بن هلال بہ، وآخر جه السنانی فی الیوم واللیلة من طریق ابن أبي عدی عن حبیب بن الشہید بہ۔

حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبد اللہ سعیدی نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے قریش بن انس نے پھر اس نے مذکورہ حدیث اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کی ہے والاس کے کافیوں ۔ کہا عبدالجبار بن مردہ سے معاذ بن جبل سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ انبیاء و رسول کی تعداد:

۳۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موئی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالجاس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ احمد بن عبد الجبار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے مسعودی سے اس نے کہا مجھے خبر دی ہے ابو عمر و مشرقی نے عبید بن شخاش سے انہوں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں میں نے عرض کی۔

یار رسول اللہ کم المرسلون؟ رسول کتنے ہیں؟

قال ثلاث مائة وبضعة عشر جماعة غیر أقال قلت ادم نبی کان؟ قال نعم بھی متكلّم؟

تمن سو دس سے اور تھے بڑی جماعت تھی میں نے کہا کیا آدم علیہ السلام بھی نبی تھے؟

آپ نے فرمایا ہاں نبی تھے اللہ نے اس کے ساتھ کام کی تھی۔

۳۱۔ وہ فرماتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے موئی بن عبیدہ سے انہوں نے محمد بن ثابت سے انہوں نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

صلوا على انبیاء الله ورسله فان الله بعثهم كما بعثني.

اللہ کے سارے نبیوں پر درود بھیجو اور سارے رسولوں پر بیٹکن اللہ نے ان کو بھی ایسے بھیجا تھا جیسے مجھے بھیجا ہے۔ اور بھی بن سعید سعیدی بصری نے روایت کیا ہے اور وہ ضعیف ہے اس نے روایت کیا ہے ابن جریر سے انہوں نے عطا سے انہوں نے عبید بن عمر لیش سے انہوں نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے ابوذر کہتے ہیں میں نے کہا یار رسول اللہ۔

کم الشیون؟

نبی کتنے تھے؟

قال مائة الف نبی واربعہ وعشرون الف نبی.

ایک لاکھ چھوٹیس ہزار نبی تھے۔

(۳۰) احمد بن عبد الجبار (مسیر ۱۳/۵۵)، المسعودی ہو:

عبد الرحمن بن عبد الله المسعودی (ت ۱۶۵) (تقریب)

عبد بن الحشash ہو أبو عمر الدمشقی

آخر جهہ احمد (۱۷۸/۵) عن وکیع ہے۔

(۳۱) موسی بن عبیدہ بن نشیط أبو عبد العزیز (ت ۱۵۳) محمد بن ثابت بن أبي هریرہ مجهول (تقریب)

آخر جهہ الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد ۱۰۵/۸ من طریق ابی عاصم عن موسی بن عبیدہ به۔

المطلب العالیہ (۳۳۲) وعزاء الحافظ (ابن أبي عمر) وزاد البوصیری فی عزوة لأحمد بن منیع قال البوصیری:

فی إسناده موسی بن عبیدہ وهو ضعیف

والحدیث ضعفة الحافظ فی فتح الباری ۱/۱۶۹ وعزہ للقاچی اسماعیل

وعزاء السروطی فی الدر المترور ۵/۲۰۰ لعبد الرزاق والفااضی اسماعیل وابن مردویہ والمصنف فی الشعب۔

میں نے کہا کم المرسلون منہم؟
ان میں رسول کتنے تھے؟

قال ثالث مائے و ثلاثة عشر.

تمن سو تیرہ تھے۔

۱۳۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن فضل ساصری نے بخاری میں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن عرفت نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن سعید حدیث بصری نے پھر دی ہے مذکور حدیث اُسکی بنت۔
یہی روایت ایک دوسرے طریقہ سے حضرت ابو ذر سے مردی ہے جو کہ غیر قوی ہے۔

۱۳۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو ذر کریما مخبری نے انہوں نے جو ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالسلام سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اخْلَقُ بْنُ ابْرَاهِيمَ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے مروہ بن نجم نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل سے انہوں نے ساکِ بن حرب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے اہن عباس سے اللہ تعالیٰ اس فرمان کے بارے میں:

واذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ أَنَّهُ كَانَ صَدِيقَنِيَاً (مریم ۲۹)

اے شفیر قرآن مجید میں حضرت ابراہیم کا ذکر ہے میٹک وہ چنانی تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ سارے انبیاء کرام میں اسرائیل میں سے تھے مگر وہ

① حضرت نوح علیہ السلام۔

② حضرت صالح علیہ السلام۔

③ حضرت ہود علیہ السلام۔

④ حضرت لوط علیہ السلام۔

⑤ حضرت شعیب علیہ السلام۔

⑥ حضرت ابراہیم علیہ السلام۔

⑦ حضرت اسحاق علیہ السلام۔

⑧ حضرت اخْلَقُ علیہ السلام۔

⑨ حضرت یعقوب علیہ السلام۔

⑩ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

(۱۳۲) علی بن الفضل السامری السنواری ابوالحسن، الحسن بن عرفة (ت ۲۵۷) (تقریب)

آخرجه المصنف فی السنن الکبیری ۹/۳ و قال : تفرد به یحییٰ بن سعید السعیدی.

وقال النہبی فی المیزان ۳/۷۷ :

حسین بن سعید القرشی العبشی السعیدی و قبل السعیدی الشہید عن ابن جریج عن عطاء عن عسر عن ابی ذر بحدیثہ قال العیلی
لایتابع علیہ، وقال ابن حبان یروی المقلوبات، والملزقات لا یجوز الاحتجاج به إذا انفرد

انہیاء میں سے صرف دو ایسے تھے جن کے دوناں تھے:

۱..... حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوسرا نام صحیح ہے۔

۲..... یعقوب علیہ السلام ان کا دوسرا نام اسرائیل ہے۔

امام تیہنی کا فرمان:

ایمان بالرسول، ایمان بالله۔

کوئی شخص نہ ہے۔ ایمان بالرسول درحقیقت اس کتاب کو بھی قبول کرتا ہے جو اللہ کی طرف سے لائے ہیں اور اس پر عمل کرنے کا عزم ہوتا ہے۔ اس لئے کہ اس بات کی تصدیق کرنا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں درحقیقت ان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم کرتا ہے۔ اور یہی چیز ایمان بالله اور ایمان بالرسول کے طرف راجح ہوتی ہے اس لئے کہ وہ رسول کی تصدیق ہے اور اطاعت رسول میں درحقیقت اطاعت رسول (یعنی اللہ تعالیٰ کی اطاعت) ہے۔

اس لئے کہ اسی کے حکم سے ہی تو اس کی اطاعت اس نے کی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

من يطع الرسول فقد اطاع الله۔ (النساء، ۸۰)

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ کی اطاعت کی۔

امام تیہنی نے فرمایا۔

نبوة۔ اسم ہے نبأۃ سے مشتق ہے اور نبأۃ خبر کو کہتے ہیں۔ مگر اس موقع پر خبر سے مراد خاص خبر ہے اور نبی وہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے میں سے کسی ایک بندے کو یہ عزت و اکرام عطا کرتے ہیں اور اس کو باتی لوگوں سے ممتاز ہنادیں گے اس کی طرف وہی بھیجن کر۔ جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اسے اپنی شریعت پر مطلع کرتے ہیں امر نبی وعظ۔ ارشاد و عد۔ وعید وغیرہ امور سے لہذا انبوت اس طرح کی خبر اور ایسکی ہی اطلاعات جوان مذکورہ صفات سے متصف ہو کاتا ہے۔ تو نبی وہ ذات مقدس ہوتی ہے جس کو ان امور کی خبر دی جاتی ہے۔ ان اطلاعات کے ساتھ اُتر ان امور کو لوگوں تک پہچانے اور تبلیغ کرنے اور لوگوں کو اس کی دعوت دینے کا حکم بھی ساتھ ساتھ ہوتا ہے تو ہی انسان نبی اور رسول ہوتا ہے۔

اور اگر اس کی طرف وہی اس لئے القا کی جاتی ہے تاکہ وہ خود بذات اس پر عمل کرے۔ اور اس کو اس کی تبلیغ اور اس کی دعوت کا ستم نہیں دی جاتا تو تو وہ نبی ہوتا ہے رسول نہیں ہوتا بلکہ اہر رسول نبی ہوتا ہے، اور ہر نبی رسول نہیں ہوتا۔

امام تیہنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے تخلیق کائنات کے بارے میں واضح آیات کے ساتھ جو اللہ تعالیٰ کے خالق ہونے اور خلق کے خالق ہونے پر دلالت کرتی ہیں اور کائنات کے حادث ہونے پر دلالت کرتی ہیں اطلاع اور رہنمائی فرمائی ہے بالکل اسی طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبوت کے انہصار و اعلان کے لئے بھی رہنمائی فرمائی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

۱..... لقد ارسلنا رسلنا بالبینت و انزلنا معهم الكتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط (النیم، ۲۵)

البینت تحقیق بھیجا ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ اور نازل کی ہم نے ان کے ساتھ کتاب اور میزان عمل تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

۲..... رسلاً مبشرین و منذرين لکلا يکون للناس على الله حجة بعد الرسول (النساء، ۱۹۵)

بہت سے رسول بھیجے ہم نے خوشخبری دینے والے اور ذرا نے والے تاکہ نہ رہ جائے لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ پر کوئی جنت رسولوں کے بعد۔

۱۔... و لوانا اهلکنا ہم بعذاب من قبلہ لقالوا ربنا لولا ارسلت الینا رسولا

فتبغ ایاتک من قبل ان نذل و تخری۔ (ط ۱۲۳)

اگر ہم ان لوگوں کو رسول کے آنے قتل عذاب کے ساتھ ہلاک کر دیتے تو وہ قیامت میں یہ کہتے اے ہمارے رب ہماری طرف آپ نے کوئی رسول کیوں نہ بھیجا (اگر آپ رسول بھیجے تو ہم تیری آیات کی اتباع کرتے اس سے پہلے کہ ہم ذیل درسول ہوتے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اسے رسولوں کو اپنے بندوں پر اتمام جنت کرنے کے لئے بھیجا اور اس کی طرف سے اللہ تعالیٰ پر الزام ختم کرنے کے لئے۔

کہا گیا کہ اس میں کمی وجود ہاتھ تیز۔

پہلی وجہ:

(بس لسلہ مل جاری فرم اکر) اللہ تعالیٰ نے جس الزام اور حس جنت کو کاثر دیا اور ختم کر دیا وہ یہ ہو سکتی تھی کہ لوگ قیامت میں یہ کہتے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس نے پیدا کیا تھا تا کہ ہم اس کی عبادت کریں تو چاہئے تھا کہ ہمارے لئے اس عبادت کو بھی بیان کر دیا جاتا جو ہم سے مطلوب تھی، اور حس عبادت کو ہمارے لئے پسند کیا تھا۔ بیان کیا جاتا کہ وہ عبادت کیا ہے؟ اور کیسی ہے؟

اگرچہ ہماری عقولوں میں اس سے فائدے کا حاصل کرنا اور اس کا شکر کرنا ان نعمتوں پر جن کا ہمارے اوپر اس نے انعام فرمایا ہے تو تھا لیکن یہ ہماری عقولوں میں نہیں آتا تھا کہ اظہار اگر و ذات اس کے آگے کیسے کریں؟ اور اظہار عبادت ہماری طرف سے کس طرح ہونا چاہئے اور کس طور پر مناسب ہے کہ اس کا اظہار ہو لہذا ایمان کی جنت اور ان کا یہ اعزاز اس طرح ختم کر دیا گیا کہ انہیں حکم دیتے گئے۔ انہیں کمی اگری اور ان کے لئے احکامات جاری کئے گئے۔ ان کے لئے راستے اور مناج تمعین کے گئے لہذا وہ اچھی طرح جان گئے کہ ان سے کیا کچھ مطلوب ہے اور ان کے سارے شہادات دور ہو گئے۔

دوسری وجہ:

بے شک وہ جنت جو کاثر دی گئی یہ تھی کہ لوگ یہ کہتے ہم لوگ شہوت و غفلت سے مرکب ہنائے گئے تھے۔ ہمارے اوپر حس وہ اسلط کئی گئی تھی۔ ہمارے اندر شہوات و لذات رکھی گئی تھیں۔ اگر ہماری کسی انسان کو بھیج مدد کر دی جاتی کہ جب ہم بھول چوک اور سبوٹلی کا شکار ہوتے تو وہ ہمیں تنبیہ کر دیتا اور جب ہمیں ہوا خواہش اس طرف مائل کرتی تو وہ ہمیں سیدھا چلاتا کیونکہ ہم سے مطلوب تو صرف اطاعت ہی تھی۔ لیکن ہمارے ساتھ ایسا نہ کیا گیا بلکہ ہمارے درمیان اور ہمارے نفسوں کے درمیان تخلیہ چھوڑ دیا گیا۔ اور ہمیں مکمل طور پر اپنے نفسوں کے حوالے کر دیا گیا خصوصاً اس وقت جب ہماری کیفیات وہ تھی جو ہم نے بتائی ہیں تو بلا محالہ ہمارے اوپر ہماری خواہشات غالب آگئیں۔ ہم ان پر جبر کرنے پر قادر نہ رہ سکے تھے لہذا اسی واسطے ہم سے نافرمانیاں اور معاصی ہو گئے تھے۔

تیسرا وجہ:

رسولوں کو بھیج کر جو الزام ختم کر دیا گیا اور جو جنت کاٹ دی گئی یہ تھی کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ ہمارے عقولوں میں ایمان کی اچھائی۔ سچائی۔ انصاف محض کا مشکر کرنے کی اچھائی تو آتی تھی۔ جھوٹ۔ کفر۔ ظلم۔ وزیادتی کی تباہت و برائی بھی ہماری عقولوں میں آتی تھی۔ لیکن ہماری عقولوں میں از خود یہ بات نہیں آتی تھی کہ جو شخص اچھائی کو ترک کر کے برائی کی طرف چلا جائے حسن کو چھوڑ کر قبیح کا ارتکاب کرے وہ آگ کے عذاب میں ڈال دیا

جائے گا اور ہمیشہ ہمیشہ اسی میں رہے گا۔ اور جو شخص فتح کو چھوڑ کر حسن کا ارتکاب کرے گا برعکس کام جھوڑ کر اپنے کام کرے گا وہ جنت کا ثواب اور بدلا دیا جائے گا اور وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہے گا یہ بات ہماری عقل میں نہیں آ سکتی تھی۔ یونکہ یہ بات عقل سے معلوم نہیں ہو سکتی تھی اور عقل کے ساتھ نہیں سمجھا سکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق ایسی بنائی ہے جس کو جنت کہتے ہیں اور ایک مخلوق وہ بنائی ہے جس کو جہنم کہتے ہیں اور وہ آگ ہے اور وہ دونوں مخفی اور غائب تھیں لہذا اس بات کا ادراک کیسے ہو سکتا تھا کہ ایک آنہ گاروں کے لئے بنائی گئی ہو اور دوسرا مل الاطاعت کے لئے اگر ہم جان لیتے کہ تم گناہ کرنے پر عذاب دینے جائیں گے۔ اور محدود گناہوں پر محدود عذاب اور غیر محدود گناہ کرنے پر عذاب بھی غیر محدود دینے جائیں گے اور محدود اطاعت پر غیر محدود ثواب دینے جائیں گے اس لئے کام سے مطلوب صرف اطاعت تھی۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھیج کر یہ تمام حقیقیں کاٹ دیں اور یہ سارے الزام ختم کر دیے۔

شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے رسولوں کی بعثت کی محنت و ضرورت پر جدت پکڑی ہے اور دلیل دی ہے۔

ان امور کے ساتھ جو مشہور و معروف ہیں ستاروں کے برج، ان کی تعداد۔ اور ان کی رفتار کے ساتھ بھر ان چیزوں کے ساتھ جو زیمن میں غذا کی بابت نہیں ان کے ساتھ۔ اور ان چیزوں کے ساتھ جو دور میں کسی خاص بیماری کے لئے۔ اور ان چیزوں کے ساتھ جو زبر ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو زہر کے نقصان کو دور کرنے کے ساتھ مخفی ہیں۔ اور ان کے ساتھ جو کسر اور نوٹے کو درست کرنے کے لئے منصوص ہیں۔ اور غناہ و اس کے منافع اور نقصانات کے ساتھ جن کا ادراک بجز روئی کے نہیں ہو سکتا۔

پھر لوگوں کے کلام کے وجود سے۔ میٹک وہ انسان جو بہرہ پیدا ہوتا ہے وہ کبھی بھی نہیں بول سکتا۔ اور جو پکر کسی بھی لغت کو سنتا ہے اور اسی پر پروپریٹی ہے اسی لغت کے ساتھ کلام بھی کرتا ہے۔ اس سے یہ بات ظاہر ہو گئی کہ کلام کی اصل منبا ہے اور بے شک وہ پہلا انسان جس نے کلام کیا تھا اس نے تعلیم سے اور وحی سے تکلم کیا تھا جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا تھا۔

وعلم ادم الاسماء كلها۔ (ابقر و ۲۳)

الله تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمہارا نام سکھلانے۔

اور ارشاد فرمایا:

خلق الانسان. علمہ البیان۔ (الزمن ۲۰۳)

انسان کو پیدا کیا۔ اس کو بیان کرنا سمجھا یا۔

پھر ہر رسول جسے اللہ تعالیٰ نے کسی بھی قوم کی طرف بھیجا اسی کوئی نہ کوئی مجرم اور ناشانی ضرور وظاہر کی جس کے ساتھ اس کو تائید دئی۔ اور ضرور اسے کوئی نہ کوئی جدت و دلیل بھی ساتھ دی اور رسول کو دی جانے والی آیت یا نشانی یا مجرمہ کو نعادات کے خلاف بنا دیا۔ اس لئے کہ رسول جس چیز کا اس مجرمے یا نشانی کے ساتھ اثبات چاہتا تھا یعنی اللہ کی عطا کردہ رسالت و خود ایسا امر تھا جو خارج تھا عادات سے تاکہ اس مجرمے یا نشانی کے اپنے ذمے کے ساتھ ملنے سے اس بات پر استدلال کر سکے کہ وہ رسول ہے۔

شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں تفصیلی کلام کیا ہے یہاں تک کہ انہوں نے لہذا اللہ تعالیٰ کے نزدیک رسالت ہے جبکہ دونوں نہ کے اللہ پر افتخار اور جھوٹ بولنا سب سے براجم ہے۔ لہذا اللہ تعالیٰ کی حکمت و فرستت کے لائق نہیں ہے کہ وہ برس و نہ اس کے باقاعدے پر ایسی امور و ظاہر کردے جو عادات کے خلاف ہوں اور پھر وہ اس کے ذریعے بندوں کو فتنے میں واقع کرتا پھرے اور اللہ تعالیٰ نے اس بات سے بیان دیزی اری کرتے ہوئے اپنی کتاب میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے اور اپنے نبی کا ارادہ فرماتے ہوئے فرمایا۔

ولو تقول علينا بعض الا فلوايل. لاخذنا منه باليمين. ثم لقطعنا منه الوتين. (الحاقر ۲۶-۲۷)

اگر یہ غیرہ ماری نسبت کوئی بات جھوٹ بنالاتا تو ہم اس کا دہناتا ہو چکا یتے پھر اس کی رگ گردان کاٹ دلتے۔
ہر وہ نشانی جو اللہ تعالیٰ نے کسی رسول کو عطا فرمائی پہلے تو وہ اس سے یہ ثابت فرماتا ہے رسول کے متعلق کہ وہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ پھر دوسروں سے لوگوں کے سامنے یہی ثابت کرتا ہے کہ وہ سچا رسول ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کوئی نشانی صرف اور صرف رسول کے لئے مخصوص کر کے اس کو اس کی اپنی نبوت کا علم دے پھر اس کی قوم کے لئے اس کے علاوہ کوئی ثبوت عطا کرے۔

مججزاتِ رسول کے اقسام

رسولوں کے مججزات کی اقسام بہت ساری تھیں۔ اللہ تعالیٰ نے اطلاع فرمائی ہے کہ اس نے مویٰ علیہ السلام کو نو آیات بینات عطا فرمائی تھیں۔

- | | | |
|------------------------|----------------------------|----------------------|
| (۱)..... عصاء کا مججزہ | (۲)..... یہ بیضاء کا مججزہ | (۳)..... خون |
| (۴)..... طوفان | (۵)..... مذیوں کا | (۶)..... چیڑیاں |
| (۷)..... مینڈک | (۸)..... چہروں کا مننا۔ | (۹)..... دریا چیرتا۔ |

مذکورہ مججزات کی تفصیل

عصاء کا مججزہ یعنی مویٰ علیہ السلام کی لانحی کا اڑ دھاں جانا یہ تمام ملدوں اور جادوگروں کے خلاف جنت تھی۔ اس وقت جادو زوروں پر تھا۔ جب مویٰ علیہ السلام کا عصاء دوڑتا ہوا سانپ بن گیا اور جادوگروں کی رسیوں اور لامبیوں کو نگل گیا تو انہیں یقین آگیا کہ اس کی حرکت نو پیدا حیات اور زندگی کی وجہ سے ہے جو کہ حقیقی زندگی ہے یا اس طرح کی اور اس جنس کی نہیں ہے جو مختلف حیلوں اور تمدروں سے جادوگروں نے وہام و خیال پیدا کر دیا ہے۔

لہذا مویٰ علیہ السلام کا یہ مججزہ ایک طرف تو حقیقی صانع کی صنعت پر یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت پر دلالت کر رہا تھا اور دوسری طرف مویٰ علیہ السلام کی نبوت و رسالت پر اکٹھے و چیزوں کا ثبوت پیش کر رہا تھا۔

مویٰ علیہ السلام کے باقی مججزات

ہر حال باقی تمام نشانیاں جن کا آتعلق ساحروں وغیرہ سے نہیں تھا وہ نشانیاں فرعون اور اس کی قوم کے خلاف تھیں جو اس بات کے قائل تھے کہ زمانہ ہی خالق ہے دھریت کا نظر یہ رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرتے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے وہ نشانیاں مویٰ علیہ السلام کو عطا فرمائے کہ ذریت یہ ظاہر فرمایا کہ مویٰ علیہ السلام نے انہیں جو کچھ خبر دی ہے وہ صحیح ہے اور جو پیغام دیا ہے وہ سچا ہے کہ مویٰ علیہ السلام کا اور ان سب کا ایک رب ہے اور ان کا خالق ہے۔

داود علیہ السلام کے مججزے

- (۱)..... اللہ عزوجل نے داؤ علیہ السلام کے لئے لو ہے کو زرم فرمادیا تھا۔
- (۲)..... اسی طرح ان کے لئے پہاڑوں کو سخز کر دیا تھا۔
- (۳)..... اور پہاڑوں کو سخز کر دیا تھا جو کہ شام کو بھی اور صبح کو بھی ان کے ساتھ اللہ کی پاکیزگی بیان کرتے تھے۔

عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات

- (۱)..... عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو جھوٹے میں کلام کرنے پر قادر بنا دیا تھا کہ وہ جھوٹے میں حکماء اور داناوں کی طرح کلام کرتے تھے۔
 - (۲)..... اللہ تعالیٰ ان کے لئے مردوں کو زندہ کرتا تھا۔
 - (۳)..... اور ان کی دعاء سے اور ان کے ہاتھ کے ساتھ جب وہ ہاتھ لگاتے مادرزادے ہے اور کوئی ہمیشہ کو اللہ تعالیٰ ٹھیک کرو یتے تھے۔
 - (۴)..... اور انہیں یقین دی تھی کہ وہ مٹی کا پرندہ بنا کر اس میں پھونک مارتے اور وہ اللہ کے حکم کے ساتھ پرندہ بن جاتا۔
 - (۵)..... پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں یہودیوں کے نیچوں سے اس وقت اور انہما لیا جب وہ اسے قتل کرنا چاہتے تھے اور صنیب پر لاکتا چاہتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اپر انہما کران کے جسم کو قتل اور پھانسی کی اذیت و تکلیف سے نجات دے دی۔ اس دور میں طب عام تھی اور اپنے مردوج پر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے جو معجزات ان کے ہاتھ پر جاری کئے ان کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ حاذق طیب اور حکما ان نشانیوں اور معجزات سے کئی گناہم درجات کے کارناموں سے بھی عاجز تھے۔ اور اسی زمانہ میں طبائع کی کیفیت ایسی تھی کہ ان کے آگے چیخ چیخ کریے تباہ بلکہ اس کا امکان ظاہر کرنا کہ عالم کا خالق ہے اور کوئی مدرب ہے سب کچھ بے کار تھا۔
- لیکن اللہ تعالیٰ نے مذکورہ معجزات اور نشانیوں کے اظہار سے اس پر دلیل قائم کر دی اور ان کی دعوت کے ساتھ ان کے صدقی پر جست قائم کر دی۔

جناب محمد رسول اللہ علیہ وسلم کے معجزات

بہر حال ہمارے پیدا رے نبی کریم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین اللہ کی رحمتیں ہوں ان سب پر اور حضور پر اور آپ کی آل پاک پر اور سب کے سب صحابہ پر۔

آپ کے معجزات تمام رسولوں سے زیادہ ہیں۔ بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ آپ کی نبوت کے نشانات و معجزات ایک بڑا رنگ پیچھے ہیں۔ مگر ان تمام نشانیوں میں سے وہ نشانی معجزات میں سے وہ معجزہ جو آپ کی دعوت سے مقتنن ہے اور ملا ہوا ہے۔ جو آپ کی زندگی کے یام میں بر ابر بڑھتا گیا اور آپ کی وفات کے بعد آپ کی امت میں ہمیشہ سے ہے وہ قرآن مجید ہے جو واضح طور پر مسخر ہے۔ جو اللہ کی مضبوط رتی ہے۔ وہ بالکل اسی کا مصدقہ ہے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی خود اعلیٰ فرمائی ہے۔ ارشاد فرمایا۔

- (۱)..... وَاللَّهُ لِكُتَابٍ عَزِيزٍ لَا يَأْتِيهِ الْبَاطِلُ مِنْ بَيْنِ يَدِيهِ وَلَا مِنْ خَلْفِهِ تَنْزِيلٌ مِنْ حَكِيمٍ حَمِيدٍ (تمہید ۳۲-۳۳)
- بے شک وہ قرآن مضبوط کتاب ایسی ہے کہ باطل اس کے قریب بھی نہیں آ سکتا نہ اس کے آگے نہ اس کے پیچے حکمت والی اور محظوظات نے اسے نازل فرمایا ہے۔

اور ارشاد ہے:

إِنَّهُ لِفُرْقَانٍ كَرِيمٍ فِي كِتَابٍ مَكْتُوبٍ لَا يَأْتِيهِ إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ۔

(۲)..... تَنْزِيلٌ مِنْ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔ (اقتباس ۷۷-۸۰)

بے شک یہ قرآن ہے عزت والا۔ جو کتاب محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔ اس کوئی ہاتھ لگاتے ہیں جو پاک ہے پر وہ کار عالم کی طرف سے اتارا گیا ہے۔

(۳).... بل هو قرآن مجید فی لوح محفوظ۔ (بردخ ۲۲-۲) (یہ کتاب ہرzel و جبلان نہیں بلکہ عظیم الشان قرآن ہے لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے۔)
 (۴).... ان هذا الھوا لقصص الحق۔ (آل عمران ۶۶) (بے شک یہ قرآن سچے واقعات ہیں۔)

(۵).... وهذا کتاب انزلناه مبارک فاتبعوه واتقوا العلکم ترجمون (انعام ۱۵۵) (یہ کتاب ہے جسے ہم نے اتارا ہے۔ برکت والی ہے۔ اسی کی اتباع کرو اور اللہ سے ذروتا کرم کے جاؤ۔)
 (۶).... انها تذکرة فمن شاذ ره. فی صحف مکرمه. مرفوعة مطہوہ. بایدی سفرہ کرام بہرہ۔ (بس ۱۹-۱) (دیکھو یہ قرآن صحیح ہے۔ جو چاہے اسے یاد رکھے۔ قبل ادب و رقوں میں لکھا ہوا ہے جو بلند مقام پر رکھے ہوئے اور پاک ہیں۔ ایسے لکھنے والوں کے ہاتھوں میں جو سدار اور نیکوکار ہیں۔)

(۷).... قل لعن اجتمعت الانس والجن على ان یأتو بامثل هذا القرآن
 لا يأتون بمثله ولو كان بعضهم لبعض ظهيرا۔ (اسراء ۸۸)

کہہ دیجئے اگر تمام انسان اور جن اکٹھے ہو جائیں اس بات پر کہاں قرآن کی مثل بنا کر لے آئیں تو اس کی مثل نہیں لاسکیں گے اگر چہ وہ سب ایک دوسرے کے خواں بن جائیں۔

ان آیات میں اللہ جل شانہ نے یہ بیان فرمایا ہے کہ اس نے قرآن مجید کو ایک ایسی صفت پر اتارا ہے جو بشر کے کام کے مبانی ہے یعنی اس سے جدائے دار مختلف ہے۔
 اس لئے کہ یہ شہق نظم ہے اور نہ ہی شتر ہے۔ (نظم ہے مگر) اس کی نظم خطوط و رسائل والی نظم نہیں ہے وعظ و تقریر والی نظم نہیں ہے۔ اشعار والی نظم نہیں ہے۔ کاموں کے جھوٹ جیسا نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو یہ بتایا ہے کہ کوئی بھی اس کی مثل لانے کی استطاعت نہیں رکھتا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا ہے کہ لوگوں کو چیخ کرویں کہ وہ اس کی مثل بنا کر لائیں اگر نہیں اس بات کا ادعاء ہو یا وہم گماں ہو کہ وہ اس پر قادر ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

قل فاتوا بعشرون سور مفتریات۔ (عودہ ۱۳)

فَرَادِبْحَى كَلَّا ذَمِّي سُورَتِيْن افْزَاكِيْ هُوَيْ۔

بھر ان کے لئے نو سورتیں کم کرنے فرمایا:

فَاتَوْ ابْسُورَةَ مِنْ مُثْلِهِ (بقرہ ۲۳)

لَا ذَمِّيْ كَوَيْ اِيْكِ سورَةَ اسْ جَمِيْ۔

قرآن مجید کی حقانیت کی فطری اور عقلی دلیل

قرآن مجید کی حقانیت کی ایک فطری اور عقلی دلیل یہ ہے کہ خود حاصل قرآن مجید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر خالق و موصوف کی نظر میں اور اپنے اوپر اپنے کی نظر میں ہر الزم اور ہر اعتراض سے پاک تھے سب کی نظروں میں مقبول تھے عمده و دائے اور پختہ سمجھ رکھنے والے تھے مقابل اور سمجھ دیکھنے والے تھے عقل اور اصحاب رائے سے آراستہ تھے۔
 ظاہر ہے جو انسان شرافت و ممتازت و سمجھ دیکھنے کے اس مرتبہ و مقام پر فائز ہو۔ اور اس کے ساتھ ساتھ وہ لوگوں کو اپنے دین کی دعوت ذینے کے

لئے کھڑا ہو عقل نہیں مان سکتی اور کسی بھی اعتبار سے ممکن بھی نہیں کہ وہ لوگوں سے یہ کہے کہ تم کوئی ایک سورۃ اس صیحی لے آؤ جو نہیں تمہارے پاس لے کر آیا ہوں یعنی قرآن اور تم ہرگز اس کو نہیں لاسکو گے۔ اور اگر تم اس کو لے آؤ گے تو میں اپنے اس دعوے میں کاذب ہوں گا کہ میں اس کو اللہ کی طرف سے لے آیا ہوں، یہ میرا اپنا کام نہیں میرا اختراع ایجاد نہیں ہے نہ ہی کسی اور بندے کی ہے۔

خصوصاً اس صورت میں تو آپ بھی یہ چیلنج نہیں کر سکتے تھے جب اپنے دل میں یہ جانتے ہوئے کہ یہ قرآن ان پر نہیں اترادا (اگر واقعۃ نہ اتر اہوتا تو وہ کبھی یہ چیلنج نہ کرتے) جب کہ نہیں یہ بھی خطرہ تھا کہ ان کی قوم میں شخصوں بیٹھیوں اور ادیبوں کی کمی نہیں ہے کوئی ایک بھی میری قوم میں سے میرے مقابلے کے لئے کھڑا ہو جائے گا۔ اگر آپ کا دعویٰ باطل ہوتا تو آپ بھی یہ چیلنج نہ کرتے۔ جب آپ نے یہ چیلنج کیا تو یہ قطبی دلیل ہے اس بات کی کہ آپ نے پورے رب کو ایسے نہیں کہہ دیا تھا کہ اس کی مثل پیش کرو اگر کر سکتے ہو تو یہ میں میں کہتا ہوں تم ہرگز ایسا نہیں کر سکو گے۔ آپ اسے نہیں کہہ سکتے تھے مگر اس وقت جب آپ کو یقین حکم ہو کہ وہ ایسا نہیں کر سکتے اور بالکل نہیں کر سکتے۔ اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ آپ نے محض اپنے اندازے سے یہ یقین بنا لیا ہو جب تک کہ یہ یقین ان کو ان کے رب کی طرف سے نہ لایا گیا ہو جن کی طرف سے آپ کے پاس وہی آرہی تھی لمبذا آپ نے اس رب کی خبر پر یقین کرتے ہوئے اتنا بڑا چیلنج انتہائی دفعہ دعماً کے ساتھ کر دیا تو یہ فطری اور حسی دلیل ہے اس بات کی قرآن اللہ کا بے مثل کلام ہے کسی بندے کی اختراع ایجاد نہیں ہے۔

چیلنج کے پس منظر سے پیش منظر میں قرآن کی صحائی کی بڑی دلیل ہے

پس منظر سے پیش منظر کی طرف آئیے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ چیلنج دے دیا کہ اگر تم لوگ میرے خلافت اور قرآن کی خلافت میں پچھے ہو یہ کہنے میں اگرچہ ہو کہ یہ اللہ کا نازل کردہ کلام نہیں بلکہ کسی بندے کی اختراع ہے ایجاد ہے تو تم بھی بندے ہو صاحب زبان ہو ادیب ہو تمہارے اندر بھی فصحاء کی کمی نہیں ہے زبان کا مابرہ کا قحط الرجال نہیں ہے اس پورے قرآن کا مقابلہ نہ کرو صرف ایک سورت اس صیحی بنا کر لے آؤ اگر تم پچھے ہو۔ دنیا گواہ ہے آسمان شاہد ہے۔ مہاتم لمبی ہوتی چلی گئی اس بارے میں ان کو پوری پوری مدت مہلت اور دلیل دی گئی، یہاں تک کہ اس چیلنج کے بعد مسلسل حوادث و مصائب پیش آتے رہے اسی چیلنج کرنے والے ظیم انسان کے چیلنج کے ہوتے ہوئے دونوں کے درمیان جنگیں ہوتی رہیں۔ اہل عرب کے سردار اور صناید مکمل ہوتے رہے۔ ان کی اولادیں قید ہوتی رہیں، عورتیں لونڈیاں بنیتیں۔ ان کے مال لئتے رہے یہ میں چشم نلک نے پہلی بار یہ منظر دیکھا کہ ان مصائب سے دوچار ہونے والی قوم میں سے کوئی مالی کالاں یہ جرأت نہ کر۔ کا کہ میں محمد کے اس قرآن کا مقابلہ کرتا ہوں اور پورے عرب کو اس مصیبت سے نجات دلاتا ہوں۔ عقل پاکار پاکار کر کہتی ہے کہ اگر وہ لوگ اس پر قادر ہوتے تو وہ ضرور اس کے ساتھ اپنے نفشوں کا فندہ یہ دیتے اپنی اولادوں کو بچاتے اپنے مالوں کو بچاتے اپنی عورتوں کو بچاتے تو معاملہ اس طرح ان پر آسان ہو جاتا خصوصاً جب کہ وہ اہل زبان تھے اہل فصاحت تھے شعرو و خطابت کے ماہر تھی۔ جب وہ قرآن کی ایک بھی سورۃ کی مثل بنا کر نلا سکنے ہی وہ اس بات کا ادعا کر سکتے تو یہ حقیقت مسلم ہو گئی کہ وہ اس بات سے عاجز تھے۔ اور ان کے عجز کے ظاہر ہونے میں اس بات کا بیان بھی ہے کہ خود آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کام سے عاجز ہونے میں انہیں کی مثل تھے۔ اس لئے کہ انہیں کی مثل بشر تھے۔ ان کی زبان انہیں کی زبان تھی، ان کی عادات انہیں وابی عادات تھیں۔ ان کی طبیعت انہی والی طبیعت تھی، ان کا زمان، انہیں والا زمان تھا جب یہ سب باتیں وہی تھیں مگر اس کے باوجود قرآن مجید صیحی بے مثل و بے معارف کتاب آگئی تو پھر واجب ہے کہ یہ یقین کر لیا جائے کہ وہ اللہ کی طرف سے ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے نہیں ہے۔

میلہ کذاب کا کلام قرآن کا مقابلہ نہیں کر سکتا تھا

اگر میلہ کے بھوں کا ذکر کریں تو حقیقت یہ ہے کہ اس کا سارا کلام اس سے تجاوز نہیں کرتا اس کا کچھ حصہ ایک دوسرے کی حکایت گولی سے ہے اور سرد لینی چرایا ہوا کلام ہے، کچھ حصہ کا ہنوں کے بھج ہیں اور عرب کے برج ہیں۔ اس سے تو خود مصلی اللہ علیہ وسلم کا کلام احسن ہوتا تھا اعتماد سے اور معنوی اعتبار سے زیادہ درست تھا۔ اور فائدہ کے اعتبار سے زیادہ واضح تھا۔ پھر اس کے باوجود اہل عرب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ الزام نہیں دیا اور ان پر یہ اعتراض نہیں کیا کہ آپ ہمیں تو قرآن کی میں لے آئے کا چیلنج کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تمام انسان اور تمام جن مل کر اگر قرآن کی شش لائاتا چاہیں تو نہیں لاسکتے نہیں ہے بلکہ آپ کا اپنا کلام ہے۔ یہ آپ کا قول تھا۔

کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب.

میں نبی ہوں۔ جھوٹ نہیں۔ میں عبد المطلب کا پوتا ہوں۔

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

قَالَ اللَّهُ لَوْلَا اللَّهُ مَا هَدَيْنَا وَلَا تَصْدِقُنَا وَلَا صَلَّينَا.

فَقُلْ بِخَدِّ الْأَنْذَارِ إِنَّمَا يَنْهَاكُنَا عَنِ الرَّاستِ فَلَا يَمْضِي مَنْ مَنَّا بِرَبِّهِ.

قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

ان العيش عيش الاخرة فارحم الانصار والمهاجرة.

بے شک اصل زندگی تو آخرت کی زندگی ہے۔ اللہ تو مهاجرین وانصار پر رحم فرماء۔

کلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

تعیس عبد الدینار والدرهم۔ وعبد الخمیصۃ ان اعطي منهارضی وان لم يعط سخط.

تعیس وانتكس (وان شیک) فلا اتفشن.

وَرَبِّهِمْ وَدِيَنَارَ كَانَدَهُ بَلَاكَ ہو جائے کپڑے لئے کابنده تو اگر اس میں سے کچھ مل جائے خوش ہو جائے اگر نہ مل تو ناراض ہو جائے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم یہ کلام اور اس جیسا اور بہت سارا کلام جو الفاظ کی دیتا میں حسین ترین کلام ہے اور معنی اور مطلب کی دنیا میں سب سے زیادہ فتح اور درست ہے۔ تکلف و قصون سے پاک ہے۔

عرب میں سے کسی ایک نے بھی اس بات کا دعویٰ نہ کیا کہ اس کے کلام میں سے کوئی شے قرآن کے مشابہ ہے۔

حکایت استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ

استاذ ابو منصور اشعری رحمۃ اللہ علیہ نے میری طرف ہمارے بعض اصحاب کی طرف سے لکھا کہ انہوں نے کہا۔ عین ممکن ہے کہ یہ قلم بھی اہل عرب کے درمیان زیر بحث آئی ہو اور چیلنج کے وقت وہ اس سے بھی عاجز ہو گئے ہوں لہذا یہ بھی مجرہ بن گیا ہواں لئے کہ جو چیز عادت میں شمار ہوتی ہو اس کو عادت سے نکال دینا عادت کو توڑ دینا ہوتا ہو بالکل اسی طرح جیسے اس چیز کو عادت میں داخل کرنا جو عادت میں نہیں ہے عادت کو توڑ

دیتا ہے۔

شیخ نے اس کی شرح میں تفصیلی کلام کیا ہے۔

دوں میں سے جو بھی بات ہو اس کے ساتھ آپ کا مجرہ ظاہر ہو گیا اور عرب نے اپنے محض کا اعتراف کر لیا اور اس کی مغلبانے سے عاجز ہونے کا اقرار کر لیا۔

۱۳۲:.....بیسیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی صنعاوی نے مکہ میں کہہ میں حدیث بیان کی ہے اخون

بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے عبد الرزاق نے عمر سے انہوں نے ایوب سختیاں سے انہوں نے مکرم سے انہوں نے این عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ولید بن مغیرہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا آپ نے اس کے آگے قرآن کی حلاوت کی جس سے اس کا دل بڑی نرم ہوا، یہ بزرابو جمل کو پچھی ولید نے پورا ماجرہ اتنا یا اسی اثناء میں ولید نے کہا تم بخدا تمہارے اندر اشعار کو جانے والا مجھ سے بڑا کوئی نہیں اور نہ مجھ سے زیادہ کوئی رجز و قصیدہ پڑھنے اور جانے والا ہے۔ اور نہ ہی جنوں کے اشعار میں۔ اللہ کی قسم محمد جو کہتا ہے اس میں سے کوئی شیئی بھی اس کی مثل نہیں ہے اللہ کی قسم اس کے قول میں جو وہ کہتا ہے ایک حلاوت ہے مٹھاں ہے اور اس کلام پر تازگی ہے۔ وہ کلام ہے جس کا اور پر پھل دار ہے جس کا خلاصہ پشمہ آب شیریں ہے۔ وہ برتر ہے غالب ہے مغلوب نہیں ہے۔ وہ کاشاہ ہے جو اس کے تحت ہے۔

امام شعبی نے فرمایا بیسیں انہوں نے اسی طرح موصول حدیث بیان فرمائی۔ اس روایت کو حماد بن زید نے حلاوت کی تھی۔ وہ یقینی کیا ہے اس نے وہ آیت بھی ذکر کی ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حلاوت کی تھی۔ وہ یقینی:

ان الله يا مربا لعدل والا حسان۔ (انخل ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ عدل والاصف کا حکم دیتا ہے۔

ہم نے اس کو ایک درسرے طریق سے حضرت این عباس سے روایت کیا ہے جو کہ اس بھی زیادہ اتم ہے۔ جب ولید بن مغیرہ اور قریش کا وفد اکٹھے ہوئے تاکہ وہ اس موسم حج میں کسی ایک بات اور کسی ایک رائے پر متفق ہو سکیں جس کے بعد عرب کے وفود سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے جو کچھ بات چیت کیا کریں گے۔ ایک متفق ہایہ بات ہو گی۔

چنانچہ قریش نے ولید بن مغیرہ سے کہا۔ اے عبد شمس۔ آپ بات کریں اور اپنی رائے قائم کریں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم بارے میں) ہم بھی اپنی رائے دیں گے۔ ولید بن مغیرہ نے کہا۔ نہیں آپ لوگ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں) بات کریں میں سنوں گا۔

قریش نے کہا۔ تم تو کہتے ہیں کہ یہ کا حصہ ہے۔ (غیب کی خبریں ہائکنے والا)۔

ولید بن مغیرہ نے کہا۔ نہیں وہ کاہن نہیں ہے۔ میں بہت سارے کاہن رکھ کچا ہوں (اس کا کلام) کاہن کی بھجننا ہٹ نہیں ہے نہی کاہن کا حرج ہے۔ قریش نے کہا۔ تم تو کہتے ہیں کہ یہ محض ہے۔ (دیوانہ ہے)۔

ولید بن مغیرہ نے جواب دیا۔ نہیں وہ محض ہے اور دیوانہ نہیں ہے تم نے جنوں دیکھا ہے تم اس کو پیچانتے ہیں اس کو محض ہے کا خدھ (یعنی گلا گھٹنا) نہیں ہے اور محض کا اس کے ساتھ ناجلبہ اور فکر و تردید نہیں ہے، اور نہ ہی اس کے ساتھ پاگل کا دوسرا ہے قریش نے کہا۔ پھر تو تم کہتے ہیں شاعر ہے۔ ولید نے جواب دیا۔ وہ شاعر بھی نہیں ہے قسم بخدا ہم شعر کو اس کی ان اقسام کے ساتھ پیچانتے ہیں۔ شعر پر جز ہوتا ہے حرج ہوتا ہے قریض ہوتا ہے۔ مقیوض ہوتا ہے۔ بسیط ہوتا ہے۔ مگر اس کا کلام تو شعر بھی نہیں ہے قریش نے کہا۔ ہم کہیں کہ وہ ساحر ہے۔ (جادوگ)۔

(۱۳۳)آخر جهـ الحاكم في المستدرك (۵۰۶/۲ و ۵۰۷) عن أبي عبد الله محمد بن علي الصنعاـيـي بهـ و صـحـحـهـ عـلـىـ شـرـطـ الـبـخارـي

ولید نے کہا۔ وہ جادوگر بھی نہیں ہے۔ ہم نے بڑے بڑے جادوگر دیکھے ہیں اور انکا جادو بھی دیکھا ہے نہ اسی یہ کلام جادوگر کی پختنکار اور پچھکار ہے نہ، ہی جادوگر کا گنڈا اور گردہ قریش نے کہا۔ اے عبد شمس بھر، ہم اس کو کیا کہیں؟ ولید نے کہا۔ اللہ کی قسم میٹک اس کی بات میں بڑی حلاوت اور محسوس ہے۔ اس کا کلام (ایسا درخت ہے) جس جز میں سے آب شیریں کے چشمے پھوٹنے ہیں۔ اور جس کی نئی میوے اور پھل سے لدمی ہوئی ہے۔ تم اس میں کسی ششی کو مانے والا نہیں ہو مگر بھی کہ سب نلط اور باطل ہے۔ (تمہاری عقولوں کے) قریب قریب بات یہ ہے کہ وہ ایسا جادوگر ہے جو آدمی کے اور باپ درمیان فاصلہ پیدا کر دیتا ہے آدمی کے اور اس کے بھائی کے درمیان۔ آدمی کے اور اس کے بھائیوں کے درمیان۔ آدمی کے اور اس کے قبیلے و خاندان کے درمیان۔ اسی آنکھوں کے ساتھ قریش ولید سے اٹھ کر پڑے گئے اللہ تعالیٰ نے ولید بن مغیرہ کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

ذو نی و من خلقت و حیداً و جعلت له مالا ممدداً و بنین شهوداً و مهدت له تمہیداً ثم بطبع ان ازبد کلا.

انہ کان لا یا تنا عبیدا سارھقہ صعوداً۔ انه فکرو قدر فقتل کیف قدر ثم نظر ثم عبس وبصر ثم ادبوا استکبر۔

فقال ان هذا الا سحر ينثر ان هذا الا قول الشو. ساصلیہ سفر۔ (الدی ۲۶-۱)

چھوڑ دیجئے مجھے اور اس کو جس کوئی نے پیدا کیا تھا۔ اور ہنایا میں نے اس کے لئے بہت سارا مال۔ اور ہر وقت حاضر ہے وائلے بیٹھے۔ اور تدارک دیا میں نے اس کے لئے ہر طرح کام سامان تیار کر دیا۔ پھر وہ طمع کرتا ہے کہ میں اور زیادہ اس کو دوں۔ ہرگز نہیں۔ بلاشبہ وہ ہماری آیات کا خت مخالف ہے۔ عقریب چڑاں گامیں اس کو اوپنی گھانی پر۔ باشہ اس نے سوچا اور اندازہ لگایا۔ پھر اسے خدا کی بار اس نے کیسا انداز لگایا۔ پھر اس نے نگاہ کی۔ پھر اس نے تیوری چنچھی اور راہندہ بنایا۔ پھر پینچھے پھری اور تکبر کیا۔ پھر کہنے لگا یہ قرآن تو کچھ نہیں مگر جادو ہے جو نقل کیا جاتا ہے۔ یہ اور کچھ نہیں ہے مگر بندے کا قول ہے عقریب میں اس کو دوزخ میں ذا لوں گا۔

۱۳۵..... ہمیں اسی کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا مجھے ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن عبد الجبار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن کبیر نے ابن اسحاق سے۔ انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی محمد نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے رضی اللہ عنہا کہ ولید بن مغیرہ اور قریش کا ایک وفادا کشی ہوئے پھر آ کے مذکورہ عبارت ذکر کی ہے۔

ہم نے اپنی کتاب دلائل المدعیۃ کی آٹھویں جلد میں مذکورہ روایت کو ذکر کیا ہے اور دیگر ان تمام روایات کو بھی ذکر کیا ہے۔ جونظر بن حارث سے۔ عتبہ بن ربعہ وغیرہ سے وارد ہوئی ہیں کہ انہوں نے قرآن مجید کے سماع کے وقت کیا کچھ کہا اور انہوں نے جو اس بات کا اعتراف کیا کہ انہوں نے اس کی مثل کچھ نہیں سن۔

قرآن مجید میں اعجاز کی دو وجہات

ہمیں وجہ دو ہے جس میں غیب کی خبر ہے۔ اس کا بیان اس ارشاد باری میں ہے۔

قرآن میں دین اسلام کی علیہ کی بشارات

لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون.

(توبہ ۴۳، القف ۹)

الله تعالیٰ نے اپنے رسول کو بیجیابدایت دو دین حق کے ساتھ۔

تاکہ اس کو تمام ادیان پر غالب کر دے اور پڑی شرک اس کو ناپسند کریں۔
اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اہل ایمان کے لئے خلافت عطا کرنے کی بشارت

لِسْتَخْلُفُهُمْ فِي الْأَرْضِ۔ (النور ۵۵)

اہل ایمان کو اللہ تعالیٰ ضرور دھرتی پر خلافت عطا کرے گا۔

اہل روم کے غلبے کی بشارت

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ سورۃ الروم میں:

وَهُمْ مِنْ بَعْدِ عَلَيْهِمْ سِيَّغْلِبُونَ فِي بَضْعِ سِنِينَ۔ (آیت ۲۰۳)

(روم) مغلوب ہو گئے ہیں قریب ملک میں) اور وہ اپنے مغلوب ہو جانے کے بعد عنقریب غالب ہوں گے صرف چند سالوں کے اندر اندر۔ علاوہ اس مذکور کے اللہ تعالیٰ کے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے فتوحات کے وعدے آپ کے زمانے میں اور آپ کے بعد پھر ایسی ہی ہوا جیسے قرآن نے خبر دی ہے۔

اور یہ حقیقت سب کو معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ نجوم کے علوم سے واقف تھے۔ تھی کہانت کو جانتے تھے اور نہ ہی نجومیوں کے پاس بیٹھتے تھے اور نہ کاہنوں کے پاس بیٹھتے تھے۔

دوسری وجہ ابی ایاذ قرآنی کی دوسری صورت وہ پہلوگوں کے قصے اور خبریں ہیں جو حجج بیان ہوئے ہیں بغیر کسی خلافت کے ادعا کیا ہے اس کے خلاف اس میں۔ ایسی چیزیں جس سے خبر واقع ہوئی ہے ان لوگوں کے بارے میں جو اہل کتاب تھے ان کتب کے اور یہ بھی معلوم ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسی تھے کوئی کتاب نہیں پڑھ سکتے تھے اور نہ ہی اسے لکھ سکتے تھے اور نہ ہی اہل کتاب سے یعنی کے لئے ان کے پاس بیٹھتے تھے اور جس وقت بعض لوگوں نے یہ گان کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو کوئی بشر سکھلاتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے اس بات کو درکردار یا اور ارشاد ہوا۔

لسان الذی يلحدون الیه اعجمی و هذالسان عربی میں۔ (آل ۱۰۲)

اس انسان کی زبان جس کی طرف منسوب کرتے ہیں اس قرآن کوئی نہ ہے اور یہ قرآن خالص عربی زبان ہے۔

اہل مکہ کے اعتراض کا جواب

۱۳۶: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ تفسیر میں کہ خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابی ایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابی حیث سے انہوں نے مجاهد سے انہوں نے کہا قریش نے کہا تھا یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اہل حضری کا روی غلام پڑھاتا ہے اور وہ صاحب کتب حکات اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لسان الذی يلحدون الیه اعجمی

جس کی طرف اس قرآن کو منسوب کر رہے ہیں اس کی زبان اگرچہ یعنی غیر عربی ہے لیکن رومی زبان میں بات کرتا ہے

اور یہ قرآن صاف ستری عربی ہے۔

۱۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اپنی کتاب المسند رک میں اور کہتا ہے مجید سے اور ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

۱۳۸..... اسی مذکورہ استاد کے سامنے ہمیں بیان کیا ہے ورقا نے حسین بن عبد الرحمن سے عبد اللہ بن سلم بن حضری سے انہوں نے کہا ہمارے دعائی خامڑ کے تھاں میں تھے تو دنوں میں سے ایک کاتا نام پیارہ دوسرا کاتا نام جبرقا اور وہ اپنی کتاب پڑھتے رہتے تھے ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے گزرتے تو وہاں ذرا سائلز ہے وجہتے لہذا اشرکیں نے یہ کہنا شروع کیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں سے سیختے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائیں کہ اور فرمادیا۔

کلبی کا گمان ہے کہ اس روایت کے مطابق جواب صاحب سے ابن عباس سے مردی ہے کہ وہ دنوں یعنی ایک مسلمان ہو گئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لاتے ان کو سکھاتے اور ان سے باتیں ہمیں کرتے تو وہ دنوں اپنی کتاب کو عبرانی زبان میں پڑھتے تھے۔

امام سہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جو شخص اس مذکورہ کمزور کہانی کے پیچھے پڑا وہ کسی بات سے خاموش نہیں رہ سکتا۔ وہ اسی طرح کی تہمت آپ کو لگاتا رہے گا یہ بات دلیل ہے اس کی کہ اگر وہ لوگ کسی ایسی چیز کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تہمت لگائیں جس کی ہمنی کر پچھے ہوں تو ہمیں اس کو ذکر کرتے رہیں گے اور اس انتہا سے خاموش نہیں ہوں گے۔

شیخ حلیمی اور کتاب اللہ کے علوم کے اقسام اور اس حوالے سے اس میں جوابیاز ہے

شیخ حلیمی نے تفصیلی کلام کیا ہے اس اشارے کے بارے میں جو علوم کے انواع و اقسام کے بارے میں کتاب اللہ میں بتے اور اس کے بارے میں اسی میں جوابیاز ہے۔

پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے قرآن مجید کے علاوہ جو آیات باہر ہیں۔

❶..... مثلاً آپ کے لئے درخت کا آپ کا کہنا مان کر چلے آتا ہب آپ نے اس کو باریا تھا۔

❷..... زہراً لودہ بکری کی تلی کا آپ کے ساتھ کلام کرتا۔

❸..... آپ کے لئے کھانے کا پڑھ جانا اور لوگوں کی بڑی تعداد کو کافی ہو جانا۔

❹..... اور آپ کے ہاتھ کی انگلیوں سے بڑے ٹپ میں پانی کا بہنا یہاں تک کہ اس سے لوگوں کی بیشتر تعداد نے پشوا رہیا۔

❺..... کھجور کے خشک تیز کا بول پڑنا اور روپڑنا۔

❻..... آپ کا بہت سی غیب کی خبروں کی خبر دینا اور اس کا چاہو جانا علاوہ اس کے جو کچھ مجوزات مذکور ہیں اور دوں ہیں۔ کسی ایک بات میں بھی کفاالت ہے لئنی ان باتوں میں سے کوئی بات بھی یقین کرنے کے لئے کافی ہے علاوہ ازاں جب اللہ عزوجل نے آپ کے لئے دو امر مجمع فرمائے ہیں: یہ آپ کی جنات اور انسانوں کی طرف بعثت عاصہ اور دوسری آپ کے ساتھ بہوت درستالت کے سلسلہ کو ختم کر دینا یہ واضح طور پر آپ کے لئے صحیح و ضمیر میں سے ہے حتیٰ کہ اگر ایک چیز کسی فریق سے رہ جائے تو دوسری ان کو سفر و پیغام جائے گی۔ ایک چیز فائدہ نہ دے اس کی تو دوسری فائدہ دے گی اگر دوسری زمانہ سے اگر ایک چیز مٹ گئی تو دوسری باتی رہے گی۔ ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے لئے جو ہت بالغ ہے اس کا شکر ہے

(۱۳۷)..... اخرجه الحاکم فی المستدرک (۲/۳۵۷) عن عبد الرحمن بن الحسن بن احمد الاسدی به۔

(۱۳۸)..... اخرجه الطبری فی الفیرو (۱۲۰/۱۲) من طریق هشیم عن حسین به۔

اس کی حفاظت پر اور شفقت پر اپنی مخلوق کے لئے خاص طور پر ایسا جس کا وہ مستحق ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہوں اور بات چڑھنے والوں کے بارے میں کوئی فضل ذکر کئے ہیں، ہم نے اپنی کتاب *(الائمهۃ)* میں ذکر کیا ہے۔ ان اخبار کو جو اس بارے میں وارد ہوئے ہیں جو کہا ہوں اور جنہوں کے بارے میں پائے گئے ہیں۔

ہمارے بھی کریم کی تصدیق کی بابت اور ان کے اشارت کی بابت ان کے انسانی دوستوں کے بارے میں آپ کے ساتھ ایمان کے بارے میں۔ مؤمن جنوں کے لئے درست نہیں ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو اللہ پر جھوٹ بولنے پر آمادہ کریں۔ یا اس کی تابع داری پر آمادہ کریں۔ جو اللہ پر جھوٹ بولے اور کافر جنوں کے لئے عذکن ہے کہ وہ اپنے اولیاء کو حکم کریں ایمان کا اس انسان کے ساتھ جو اللہ کے ساتھ لغفر کرے۔ تو یہ بات دلالت کرتی ہے۔ اس پر کہ اس کا حکم جوان میں سے اللہ رسول پر ایمان لا یا سودہ معرفت کی وجہ سے ہے جو اس کے لئے واقع ہو چکی ہے۔ سبب اس کے تصدیق کرنے کے اس شخص کی جو اللہ رسول کے ساتھ ایمان لا چکا انسانوں میں سے۔

۱۳۹..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تھی نے وہ این کیمیر سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے عقیل سے این شہاب سے کہ انہوں نے کہا کہ سعید بن مسیتب نے فرمایا کہ ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنادہ فرماتے تھے۔

بعثت بجماعۃ الكلم۔ ونصرت بالرعب وビنا أنا اوتيت بما فاتح خزان الأرض فوضعت في يدي۔

میں جامع ترین کلمات کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ اور میں رعب و بیت کے ساتھ امداد کیا گیا ہوں اور یکا یک میں زمین کے خزانوں کی پایاں دیا گیا ہوں بس وہ میرے ہاتھ میں رکھ دی گئیں۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دنیا سے چلے گئے اور تم اسے حاصل کر رہے ہو این شہاب نے کہا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جو اسکے لئے امور کثیرہ جمع کر رہے ہیں جو آپ سے پہنچتا ہوں میں لکھتے جاتے تھے ایسے امر میں اور دو امروں میں یا اس کی مثل اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں این کیمیر سے روایت کیا ہے۔

اور تم نے اس کو یونیس کی حدیث سے این شہاب سے نقل کیا ہے۔

۱۴۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فرقہ نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر عمر بن حفص سدوی نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن علی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے جو ہر میہن بن بشیر ہمیں نے انہوں نے کہا میں نے تا حسن سے انہوں نے ایک دن یا آیت پڑھی۔

ان اللہ یا مر بالعدل والاحسان الى اخره۔ (ائل ۹۰)

بے شک اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے عدل کا اور احسان کا..... آخر تک۔

آئت پڑھنے کے بعد رک گئے اور فرمایا پہنچ اللہ عز و جل نے تمہارے لئے ساری خیر کو جمع کر دیا ہے اور سارے شر کو بھی جمع کر دیا اس ایک آیت میں۔ پس اللہ کی قسم اس نے نہیں چھوڑ اعدل کو اور احسان کو اللہ کی اطاعت میں سے کسی کسی کو گھر اس کو جمع کر دیا ہے۔ اور نہیں چھوڑا بے حیاتی اور بر لائی کو اور سر کشی کو جسی اللہ کی معصیت میں سے کسی شے کو گھر اس کو جمع کر دیا ہے۔

(۱۳۹)۔ آخرجه البخاری (۱۲۸/۶) فتح، مسلم (ص ۳۷۱)

(۱۴۰)۔ عمر بن حفص السدوی ابوبکر (ت ۲۲۹) (خط ۱۱/۲۱۶)، و عاصم بن علی بن عاصم الواسطی هر ابوالحسین.

عزاء السیوطی فی الدر المصور (۱۲۸/۳) للمسنف فی الشعب فقط.

ایمان کا تیراشعبہ فرشتوں کے ساتھ ایمان

ایمان بالملائکہ کی معنی پر مشتمل ہے۔
پہلی بات: فرشتوں کے وجود کی تصدیق کرنا۔

دوسرا بات: ان کو ان کے مرتبے اور مقام پر رکھنا۔ اور ثابت کرنا کہ وہ اللہ کے بندے ہیں۔

اللہ کی مخلوق ہیں، انسانوں کی طرح، اور جنوں کی طرح، اللہ کے حکم کے ماموروں، شریعت کے مکلف ہیں، کسی شئی پر قادر نہیں ہیں ہاں جس شئی پر اللہ نے انہیں قدرت دی ہے ان پر موت آ سکتی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے بڑی طویل مدت ہبھائی ہے انہیں اللہ تعالیٰ اس وقت وفات دے گا جب وہ اپنی اللہ کی طرف سے مقررہ مدت کو پہنچ جائیں گے۔ وہ کسی ایسی صفت سے موصوف نہیں کئے جاتے جو وصف ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک ہانے تک پہنچاتی ہو۔ اور نہیں اللہ یا معبود کے نام سے پکارا جائے گا جیسے کہ پہلے لوگ انہیں پکارتے تھے۔ یا اس کے دعویدار تھے۔

تیسرا بات: اس بات کا اقرار کرنا کہ فرشتوں میں سے بعض اللہ کے رسول ہیں یعنی نمائندے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بندوں میں سے جس کے پاس چاہئے تھے بھیجتے تھے۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ ان کے بعض کو بعض کی طرف بھیجتے ہوں، اور اس نکو رہ اعتراف کے تابع یہ بات بھی ہے کہ فرشتوں میں سے بعض حاملین عرش ہیں، بعض ان میں سے صافین یعنی صفت باندھ کھڑے ہیں، بعض ان میں سے جنت کے خازن ہیں (درہان) اور بعض جہنم کے خازن اور دروغ نے ہیں، بعض انعام لکھنے والے ہیں۔ بعض ان میں سے بادلوں کو ہانتے والے ہیں ان تمام تفصیلات کے بارے میں یا اکثر کے بارے میں قرآن میں آچکا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے ساتھ ایمان کے بارے میں خصوصاً فرماتے ہیں۔

امن الرسول بما انزل اليه من ربہ والمؤمنون كل امن بالله وملائکته وکتبه ورسله۔ (ابقرۃ ۲۸۵)

رسول ایمان لا چکا ہے اس کتاب کے ساتھ جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتری ہے اور سارے مؤمن بھی ان میں سے ہر

ایک ایمان لا چکا ہے اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔

اور تم روایت کر چکے ہیں حضرت ابن عمرؓ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو آپ نے فرمایا تھا۔

ان تؤمن بالله وملائکته وکتبه ورسله۔

یہ کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ۔

(فائدہ): یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان بالملائکہ ایمان کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ (متبرم)

فصل: فرشتوں کی معرفت

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

پھر لوگ اس طرف گئے ہیں کہ عقل و گویائی رکھنے والے دو گروہ میں ایک انسان دوسرے جن پھر دو قوموں کی دو قسم ہیں۔ ایکھے اور برے۔ تو ایچھے انسان، اب را کے نام کے ساتھ پکارے جاتے ہیں۔ پھر وہ اپنے تقسیم ہوتے ہیں رسولوں اور غیر رسولوں کی طرف اور برے انسان پکارے جاتے ہیں فار کے نام کے ساتھ۔ پھر وہ بھی دو قسم ہیں ایک کفار دوسرے غیر کفار اور ایچھے جن ملائکہ کے نام سے موجود ہوتے ہیں پھر وہ بھی دو قسم ہیں رسول اور غیر رسول اور برے جن۔ پکارے جاتے ہیں شیاطین کے نام کے ساتھ۔ پھر یہی نام بطور استعازہ فیران انسانوں پر بھی بطور تشبیہ لیکن فیرانوں کے ساتھ تشبیہ دینے کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

یقین ہے۔ ایک اور توبیہ کا بھی احتمال رکھتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ بعض ان میں سے دھرتی پر رہنے والے ہیں اور بعض آسمان پر رہنے والے۔ جو آسمان پر رہنے والے ہیں۔ وہ ملا۔ الٰٰ عالیٰ کے نام سے پکارے جاتے ہیں اور ملائکہ کے نام سے۔ اور جو دھرتی پر رہنے والے ہیں وہ مطلاقاً جن ہیں وہ نیک اور بد۔ نیک من اور کافر کی طرف تقسیم ہوتے ہیں۔

بانی مذاہ الٰٰ عالیٰ کے لئے ملائکہ کہا جاتا ہے اس لئے کہ وہ رسالت کے اصل ہیں اور اس کی صلاحیت رکھتے ہیں جس کا دلاء نام رکھا جاتا ہے۔ اور آئشلوگ اس پر ہیں کہ ملک درُّ مالک تھا اور ملک میں قلب کیا گیا ہے۔

ملائکہ کے واحد کو مالک کہتے ہیں بایسِ حق کو وہ رسالت کا محل ہے اس لئے کہ مختار ہے اور برگزیدہ ہے آسمان کے لئے کہ وہ باشکونت کرے۔ اس لئے کہ رسالت وہیں سے دھرتی کے رہنے والوں کے پاس آتی ہے جو شخص اسی کی طرف گیا ہے۔ وہ کہتا ہے اللہ عزوجل نے خبردی ہے کہ اس نے ملائکہ کو حکم دیا تھا کہ وہ دعا یہ السلام کو تبدیل کریں لہذا انہوں نے مجده کیا اسوانے ابلیس کے اگر وہ ملائکہ میں سے نہ ہوتا تو اسے ملائکہ سے مستثنی کرنے کا کوئی فائدہ نہیں تھا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے دوسری آیت میں ارشاد فرمایا۔

الابليس كان من الجن ففسق عن امر ربه.

کہ ابلیس جنوں میں سے تھا پھر اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کر لی تھی۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا ہے کہ بعدے نے کہ مأمور ایک طبقے سے تعلق رکھتے ہیں مگر ابلیس نے جب نافرمانی کی اور ملعون ہوا تو وہ جنوں میں سے ہو گیا جو دھرتی پر رہتے ہیں۔

اور یہ دلیل بھی ہے کہ یعنیک اللہ عزوجل نے ان کافروں کے بارے میں خبردی ہے جنہوں نے کہا تھا کہ فرشتہ اللہ کی بیانیں ہیں۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

و جعلوا بينه وبين الجنة نسباً (مفاتیح ۱۵۸)

ان بشر کوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنا رکھی ہے۔

یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ملائکہ اور فرشتے جنوں میں سے ہیں اور وہ نسب اور رشتہ داری جو انہوں نے ان کے اور اللہ کے درمیان بنائی ہے تو وہ ان کا یہ قول ہے کہ فرشتہ اللہ کی بیانیں ہیں۔

حالات اللہ بہت برتر ہے اس سے جودہ کہتے ہیں اور بہت بلند ہے، بہت بڑا ہے۔

اور یہ دلیل بھی ہے کہ انسان ظاہر ہیں۔ اور جن چھپے ہوئے ہیں اور فرشتے بھی چھپے ہوئے ہیں۔ اور یہ دلیل بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب اپنی مخلوقات کی صفات بیان کی ہیں تو ارشاد فرمایا۔

خلق الانسان من مصلصال كالفخار. و خلق الجان من مارج من نار (الجن ۱۷-۱۵)

انسان و بیانیا ہیکری کی مانند بنتے والی مٹی سے۔ اور جنوں کو پیدا کیا آگ کے مارچ اور جو ہر سے۔ اگر فرشتے کوئی تیرسی قسم ہوتے تو اللہ تعالیٰ اس کو اشرف خلوقات میں نہ پکارتے اور اس کی تخلیق کرنے پر اپنی قدرت کی مدح و تعریف نہ کرتے۔

مذکورہ توجیہ کے مخالفین کا قول

جس نے اس مذکورہ قول کی مخالفت کی اس نے کہا کہ وھر تی کے رہنے والے ذمہ المعقول دو قسم میں۔ انسان۔ اور جن اور جو اس تعریف سے نکل گیا اس کو انسان کا نام لاحق نہیں ہوتا اگرچہ چھپا ہوا نہ ہو بلکہ نظر آنے والا ہوا ورنہ ہی جن کا نام لوگ بوسکتا ہے اگرچہ نظر آنے والا ہو۔ وہ دلیل جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ملائک جنوں سے الگ شئی ہیں وہ یہ ہے کہ اللہ عز وجل نے جب فرشتوں کو یہ حکم دیا گیا کہ آدم علیہ السلام کو جدہ کریں۔ تو انہوں نے جدہ کیا اگر بلیس نے۔

اس طرح اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے بلیس کی ملائکہ سے مفارقت کے سبب کے بارے میں۔ ارشاد ہوا:

الابلیس کان من الجن ففسق عن اموربه۔ (کعب ۵۰)

مگر بلیس نے (سجدہ نہ کیا) جنوں میں سے تھا اور اپنے رب کی نافرمانی کی تھی۔

اگر سب کے سب مامورین ہوتے تو اتنا عز از جہود میں سب مشترک ہوتے۔ بلیس کے جنوں میں سے ہونے میں کوئی ایسی چیز نہیں تھی جو اس کو عدم سجدہ پر آمادہ کرتی۔ اس آیت میں وہ دلالت بھی موجود ہے جو یہ بات ظاہر کرتی ہے کہ ملائکہ خیر ہیں۔ اور جن بھی خیر ہیں۔ اور وہ وہ مختلف گروہ ہیں (ایک گروہ نہیں ہیں) باقی بلیس اس حکم میں داخل تھا جس کے ساتھ فرشتے مخاطب کئے گئے تھے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو جازت دی تھی فرشتوں کی نیشنی کی اور ہم سکوتی کی بسب اس کی صحن عبادت کے اور سب عبادت میں اس کی سخت جدوجہد کے لہذا فرشتوں کی کنٹی میں اور جماعت میں شمار ہونے لگا۔

لہذا اجب ملائکہ آدم علیہ السلام کو جدے کا حکم دیئے گئے تو وہ بھی اور تمام اصلی ملائکہ اور لاحق پر ملائکہ نبی الجملہ حکم میں داخل ہو گئے۔ سو اس کے کہ ملائکہ سے اس کی اصل جلست کی مفارقت اور الگ ہونے نے اس کو طاعت میں بھی ان سے مفارقت پر آمادہ کر دیا۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

الابلیس کان من الجن ففسق عن اموربه۔ (کعب ۵۰)

سوائے بلیس کے کوہ جنوں میں سے قابلہ اپنے رب کے حکم سے نافرمانی کری۔

بیر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

و جعلوا بينه وبين الجن نسأ۔ (الصافات ۱۵۸)

کمشکروں نے اللہ کے جنوں کے درمیان رشتہداری بنادی۔

(اس آیت سے استدلال کرنا کہ ملائکہ بھی جن میں سے ہے یعنی نہیں اس لئے کہ) یہ آیت اس بات کی احتمال رکھتی ہے کہ مشرکین اصنام کو اور بتوں کو وال کہتے تھے اور ان کا دعویٰ تھا کہ یہ اللہ کی پیٹیاں ہیں جو کہ ان لوگوں کو ان کی عبادت کرنے پر اللہ کے قریب کر دیتی ہیں۔ یہ اس وقت ہوتا تھا جب شیطان جن ان بتوں کے پیٹیوں میں گھس جاتے اور پیچاریوں سے ہم کلام ہوتے بتوں کے اندر سے لہذا یہ لوگ اس کلام کو اللہ عز وجل کی طرف منسوب کرتے اس لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و جعلوا بینہ و بین الجنة نسباً۔ (الصافات)

کران لوگوں نے اللہ کے اور جنوں کے درمیان رشتہ داری بنادی ہے۔

اس لئے کہ وہ بتوں کو والہ (اللہ معبود و شکل کشنا) کہتے اس بات کی وجہ سے کہ ”جن“ ان لوگوں کے ساتھ بتوں کے پیش سے بات کرتے تھے۔ لہذا مشرکوں نے یہ دعویٰ کرنا شروع کر دیا کہ یہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ لہذا اس طرح انہوں نے اپنی جہالت کی بنیاد پر اللہ کے اور جنوں کے ماہین نسب اور رشتہ ثابت کر لیا۔

(۱۳۱).....امام سیفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اس آیت کی تفسیر کی بارے میں۔ کہ خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن قاضی کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حمین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقہ نے ابن ابو سلحاح سے انہوں نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں۔

و جعلوا بینہ و بین الجنة نسباً (صافات ۱۵۸)

مجاہد فرماتے ہیں کہ کفار قریش نے کہا۔ فرشتے اللہ کی بیٹیاں ہیں، حضرت ابو بکر صدیق نے ان سے فرمایا ان کی ماں کون ہیں؟ بو لے سردار جنوں کی بیٹیاں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و لقد علمت الجنة انهم لم حضرون۔ (الصافات ۱۵۸)

الب تحقیق جن جانتے کہ وہ حاضر کئے جائیں گے کہ غیر تقبیح حساب کے لئے حاضر کئے جائیں گے۔

اور جن وہی ملائکہ ہیں، ہم نے قادہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا (مشرکوں نے) ملائکہ کو جنوں میں سے اللہ کی بیٹیاں قریشیاں اور اللہ کے دشمنوں نے جھوٹ بولا۔

ابو عمران جونی سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہودی کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جنوں سے مصاہرات کی اس کے متینج میں ملائکہ پیدا ہوئے۔

اور ہم نے کلبی سے روایت کی ہے کہ اس نے کہا۔ یہودی یہ کہتے تھے۔ اپنی اس بات کی بنا پر کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

و لقد علمت الجنة انهم لم حضرون.

جن اچھی طرح جانتے ہیں کہ وہ حاضر کئے جائیں گے۔

یعنی جنم پر حاضر کئے جائیں گے یعنی وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ ملائکہ اللہ کی بیٹیاں ہیں۔ (کلبی نے) کہا اور کہا جاتا ہے کہ یہ آیت زنداقیوں کے بارے میں نازل ہوئی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے کہا اللہ نے لوگوں کو پیدا کیا، اور چوپا یوں کو اور سو بیشوں کو اپنیں نے کہا تھا کہ میں بھی ضرور ایک مخلوق پیدا کروں گا جو ان سب کو نقصان پہنچائے گی وہ اس نے سانپ پیدا کئے پچھو اور درندے پیدا کئے۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا۔

و جعلوا بینہ و بین الجنة نسباً (صافات ۱۵۸)

بو لے وہ اپنیں ہے اللہ اس کو رسائے کرے۔ اللہ اس سے برتر ہے جو وہ شرک کرتے ہیں۔

(۱۳۱).....آخر جهـ الطرىـ فى التفسـير (۱۹/۲۳) من طریق ورقہ بنہ، وفى الدر المختار (۲۹۲/۵) عزاه السیوطی لآدم بن أبي ایاس، وعبد

بن حمید، وابن جریر، وابن المنذر، وابن أبي حاتم والمصنف فى الشعب عن مجاهد.

۱۲۲:.....ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد الرحمن وحان نے کہ خبر دی ہے حسین بن محمد بن ہارون نے کہ خبر دی ہے احمد بن محمد بن فخر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یالا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کلپی سے پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

شیخ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

خلق الا نسان من صلصال کالفخار وخلق الجن من مارج من نار (الجن ۱۵-۱۶)

انسان کو تھیکری کی مانند بختنے والی مٹی سے پیدا کیا۔ اور جنون کو آگ کے مارج سے پیدا کیا۔ (شعلے سے)۔

بیان ہے اس کیفیت کا جب پہلی تخلیق کے وقت ان کو ترکیب دیا تھا ملائکہ اس میں داخل نہیں ہیں کیونکہ وہ غیر مذکورہ مادہ کے اختزاع کے گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ہو گئے چیزے اللہ تعالیٰ نے اس پہلے اصل کو جس سے جن پیدا ہوئے تھے اور اس اصل کو جس سے انسان کو پیدا کیا تھا وہ مٹی پانی آگ اور ہوا ہے۔ کہ ہو چاپس ہو گئی۔ فرشتے اختزاع و ایجاد میں جنون اور انسانوں کے اصول کی طرح ہیں اور ان کی ذوات کی طرح نہیں اس لئے ان کے ساتھ ہذا کرنیں کئے گئے۔ واللہ اعلم۔

۱۲۳:.....یہ روایت ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے سید ابو الحسن محمد بن حسین علوی نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو حامد بن شریق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ابوالازہر اور حمدان سلمی نے ان سب نے کہا ہمیں حدیث بیان عبد الرزاق نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر نے زہری سے انہوں نے عروہ سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خلقت الملائکہ من نور وخلق الجن من مارج من نار، وخلق آدم مما وصف لكم.

فرشتے نور سے پیدا کئے گئے تھے، اور جن آگ کے شعلے پیدا کئے تھے، اور آدم اس چیز سے جو تمہارے لئے بیان کی گئی ہے۔

اس کو سلم نے محمد بن رافع سے انہوں نے عبد الرزاق سے روایت کیا ہے۔

دونوں کے مابین فرق کے ذکر میں دلیل ہے اس بات پر کہ انہوں نے نور سے مراد آگ کے نور کے علاوہ نور مراد لیا ہے۔ (واللہ تعالیٰ اعلم)

۱۲۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیرہ نے کہ خبر دی ہے ابو مکر قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حارث بغدادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زیر بن محمد نے شریک بن عبد اللہ بن ابی نفر سے انہوں نے صالح سے جو مولیٰ ہیں تو امامہ کے انہوں نے حضرت ابن عباس سے رضی اللہ تعالیٰ عنہما کہ انہوں نے فرمایا:

ان من الملائکہ قبیلة یقال لها الجن و كان ابليس منها و كان یسوس ما بين السماء والارض

فسخط الله عليه فمسخه شیطانا رجیما.

پیشک ملائکہ میں سے ایک قبیلہ ہے جسے جن کہا جاتا ہے ابليس اسی قبیلے سے تھا انتظام کرتا تھا درمیان

آسمان وزمین کے سوا اللہ تعالیٰ اس سے نار پڑھ ہو گیا یہاں اس کو شیطان مردود کے طور پر سُج کر دیا۔

نیمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ بات اگر ثابت ہو جائے تو یہ دلالت کرے گی اس قبیلے کی مفارقت پر دیگر ملائکہ سے نام کے اندر۔

اور مقابل بن سليمان کا خیال ہے کہ ابليس کی پیدائش اور جنون کے مذکورہ قبیلے کی پیدائش نار کو سموم سے اور مارج نار سے تھی اور وہ بسب جنت کے خازن تھے ان کا سردار ابليس تھا اور یہ سب آسمان دنیا کے رہنے والے تھے جب دھرتی پر رہنے والے جن قتل ہو گئے تو یہ سب دھرتی پر

۱۲۵:.....ابوسحامد بن الشرقاوی ہو: احمد بن محمد بن الحسن الیسا بوری (سیر ۱۵/۷۴)، و محمد بن یحییٰ هو الذہلی، و حمدان

السلمی ہو: احمد بن یوسف السلمی.

آخر جه مسلم ص (۲۲۹۳)

اڑ آئے اور وہ سب وہی لوگ تھے جن کی طرف اللہ عزوجل نے یوہی کی تھی۔

انی جاعل فی الارض خلیفة۔ (بقرہ ۳۰)

کلبی کا خیال ہے کہ بیشک یہ سب جنت کے دربان تھے۔ ان کو اسی لئے جنت کہا جاتا ہے اب جن انہیں کے لئے مشتق کیا گیا اسم جنت سے۔ انہیں کے پاس جنت کی چاہیاں تھیں اس کی پیدائش آگ کے مارچ سے تھی یہ وہ آگ ہوتی ہے جس کا دھواں نہیں ہوتا۔ اور جنون آپس میں لڑائی کر کے جنوں کی اولادوں کو قتل کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا سے انہیں بھیجا فرشتوں کی ایک لشکر کے ساتھ یہ زمین پر اڑ آئے تو جنوں اولادوں کو جنات سے نکال دیا اور ان کو سمندر کے جزیروں میں دھکیل دیا اور وہ رتی پر سکونت اختیار کر لی یہی لوگ تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا تھا۔

انی جاعل فی الارض خلیفة
کہ میں زمین پر ایک نائب بنانے والا ہوں۔
اس کے ساتھ ان ملائکہ سے کو مر انہیں لیا جو کہ آسمان پر تھے۔

امام تہجی کا قول:

امام تہجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ قول کی بنابر احتمال ہے کہ ان کو کبھی اللہ نے آگ کے شعلے سے پیدا کیا ہو۔ اور وہ جن کا نام اس لئے رکھ گئے ہوں کہ جو کلبی نے ذکر کیا ہے۔ یا اصل خلقت میں جن کے ساتھ ان کی موافقت کی وجہ سے۔ اور ان کے علاوہ ویکر کو پیدا کیا ہو ملائکہ سے (نور سے واقع ہوئے) جیسے ہم نے سیدہ عائشہ کی حدیث سے راءیت کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا قول:
و جعلوا بینہ و بین الجنۃ نسباً۔ (۱۵۸)

احتمال رکھتی ہے کہ اس سے مراد یہی قبیلہ ہو جس کو جن کہا جاتا ہے ان کے سوادیگر ملائکہ مراد ہوں۔

شیخ حلبی کا قول اور فرشتوں اور جنوں کے الگ الگ مخلوق ہونے کے دلائل

شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ وہ دلائل جنوں اور فرشتوں نے الگ اور جدا مخلوق ہونے پر دلالت کرتے ہیں یہیں کہ اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ وہ قیامت کے دن فرشتوں سے سوال کریں گے مشرکین نے بارے میں اور ان سے کہیں گے۔
اہو لا ایا کم کافوا یعیدون۔ (سورہ ہم ۲۷)

کیا یہی ہیں جو تمہاری عبادت کرتے تھے۔

فرشتے جواب دیں گے۔

سب حک انت ولینا من دونهم بل کانوا یعبدون الجن۔ (سما ۲۹)

تو پاک ہے تو ہی ہے ہمارا دوست نہ کہ وہ (مشرک) بلکہ وہ تو پوچھتے تھے جنوں کو۔

اس آیت سے ثابت ہوا کہ ملائکہ جنوں سے الگ مخلوق ہیں۔

شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

کہ احتمال ہے کہ یہ براعت ویز اری ملاع الاعلیٰ کی طرف سے ہو جو "جن" کے نام سے موسم نہیں ہیں۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود کا ارشاد:

۱۲۵.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے الحمد بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرزاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معمر نے ابو الحنف سے انہوں نے عمر بن عبد اللہ اصم سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

إن ناركم هذه التي توقدون لجزء من سبعين جزءاً من نار جهنم وان السموم الحار التي
خلق الله تعالى منها الجان لجزء من سبعين جزءاً من نار جهنم.

بے شک یہ تھا ری آگ (دنیا والی) جسے تم سلاکتے ہو ایک حصہ ستر حصوں میں سے جہنم کی آگ سے اور بیٹھ کرم ہوا جس سے اللہ نے جنوں کو پیدا کیا ہے ایک حصہ ستر حصوں میں سے جہنم کی آگ سے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کا ارشاد:

۱۲۶.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو عمر و بن سماک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضبل بن الحنف نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن سلیمان نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد نے سفیان بن حسین سے انہوں نے یعلی بن مسلم سے انہوں نے سعید بن جیرس سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے کہ انہوں نے فرمایا۔

کان اسم ابليس عراز یل و کان من اشراف الملائکة من ذوالاربعة الا جنحة ثم ابلس بعده کہ ابلیس کا نام عراز میل تھا اور وہ چار پروں والے باعزت فرشتوں میں سے تھا بھروس کے بعد نافرمان ہو گیا۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کا ارشاد:

۱۲۷.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موئی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے اعشش سے انہوں نے حبیب بن ابو ثابت سے انہوں نے حضرت سعید بن جیرس سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے فرمایا:

كان أبليس من خزان الجنّة و كان يدبر أمر السّماء الدّينيّة.
أبليس جنت كخازنون میں سے تھا آسمان دنیا کا انتظام کرتا تھا۔

۱۲۸.....ہمیں خبر دی ہے ابواللہ حافظ نے اور محمد بن موئی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس اصم نے اس نے کہا ہمیں

(۱۲۵).....ابوسحق هو : عمرو بن عبد الله السباعي

آخرجه ابن جریر فی التفسیر (۲۱/۱۲) من طریق شعبہ عن أبي إسحاق عن عمرو بن الأصم به وعراه السیوطی فی الدر المتنور (۹۸/۳) للطیالسی، وابن جویر، وابن أبي حاتم، والطبرانی، والحاکم وصححه، والمنصف فی الشعب عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ.

(۱۲۶).....حنبل بن إسحاق (ت ۲۷۳) (مسیر ۱۳/۵۱)، سعید بن سلیمان هو أبو عثمان الواسطي (تقریب)، عباد هو: ابن العوام أبو سهل الواسطي (تقریب)، وسفیان بن حسین هو: ابن الحسن أبو محمد (تقریب)، ویعلی بن مسلم هو ابن هرمز.

عراه السیوطی فی الدر المتنور (۱/۵۰) لابن أبي الدنيا فی کتاب مکايد الشیطان، وابن أبي حاتم، وابن الأباری فی کتاب الأضداد، والمصنف فی الشعب.

(۱۲۷).....حبیب بن ابی ثابت (ت ۱۲۹) (تقریب)

عراه السیوطی فی الدر المتنور (۱/۵۰) لوكیع وابن المتندر، والمصنف فی الشعب

حدیث بیان کی ہے سری، بن مجی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔

عثمان بن رفر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب قی نے جعفر سے انہوں نے سعید بن جبیر سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے:

کان من الجن (کف ۵۰)

کرامیں جنوں میں سے تھا۔

فرمایا کہ ان جنوں میں سے تھا جو جنت میں کام کرتے تھے۔

شیخ حنفی کی تحقیق:

شیخ حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ملائکہ، روحاں بین نام رکھے گئے تھے۔

اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جبراًئیل کا نام بھی روح الامین۔ اور روح القدس رکھا ہے اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یوم یقوم الروح والملائکة صفا۔ (الناء ۳۸)

جس دن روح اور فرشتے بمالیت صفت کھڑے ہوں گے۔

کہا گیا ہے کہ اس سے مراد جبراًئیل ہے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ جبراًئیل نہیں بلکہ وہ کوئی اور بڑا فرشتہ ہے وہ اکیلا بحال صفت کھڑا ہوگا۔ اور دیگر ملائکہ الگ صفت میں جنوں نے یہ بات کی ہے وہ کہتے ہیں وہ روح جو ہر ہے اور ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کئی کئی روحوں کو مرکب کر کے ان کو ایک جسم بنادے اور ایک ناطق اور عاقل مخلوق بنادے۔ اور ممکن ہے کہ ملائکہ اجسام ہوں جس حالت پر آج ایجاد شدہ ہیں جب عیسیٰ علیہ السلام۔ اوسی طرح عیسیٰ اسلام کی اونچی اختراع کے گئے تھے۔

اور بعض لوگوں نے کہا کہ ملائکہ روحاں بین ہیں (راکی زبر کے ساتھ) بایس معنی کوہ مکانوں اور سائیوں میں محصور میں ہیں بلکہ فضا اور فراغت میں ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ رحمت والے فرشتے روحاں میں اور عذاب والے فرشتے کربلی ہیں یہ کرب سے بنائے اور وہ روح سے بنائے۔ امام تیمینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہب بن معبد نے ذکر کیا ہے کہ کربلی ساتویں آسمان پر ہے وائے ہیں روتے ہیں اور نوحہ اور بین کرتے رہتے ہیں۔ (یعنی اللہ کے خوف سے) ہم نے اپنی کتاب الاسماء والصفات کے تیرہ نمبر پر وہ تمام روایات ذکر کی ہیں جو روح اور ملک کے تفسیر کے بارے میں جنمیں روح کہا جاتا ہے وارد ہوئی ہیں۔

نئے اور پرانے زمانے سے لوگوں نے فرشتوں کے اور انسانوں کے مابین فضیلت کے بارے میں کلام کیا ہے کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں۔ انسانوں میں سے جو رسول ہیں وہ ان رسولوں سے افضل جو فرشتوں میں سے ہیں اور انسانوں میں سے جو اولیاء ہیں وہ ان اولیاء سے افضل ہیں جو فرشتوں میں سے اولیاء ہیں اور کچھ دوسرے لوگ اس طرف گئے ہیں کہ مطاء الاعلیٰ جملہ الہی زمین سے افضل ہیں اور سب کے پاس اپنے اپنے قول کی دلیل موجود ہے۔

۱۴۲۹..... اور تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر نقیر نے کہ خبر دی ہے ابو حامد بن بال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوذر رضرازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن عمار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد رب بن صالح قرشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عروہ بن رویم نے انصاری سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔

(۱۴۲۸) یعقوب ہو : ابن سفیان القمي۔

آخرحة المصنف في الأسماء والصفات ص (۳۱۶ و ۳۱۷) بنفس الإسناد، ومن حدیث جابر بن عبد الله الانصاری رضی الله عنهما۔

اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور اس کی اولاد کو بھی تو فرشتوں نے کہا ہے ہمارے رب آپ نے انہیں پیدا فرمایا ہے وہ کھائیں گے اور پیسیں گے شادی بیاہ کریں گے سواری کریں گے لہذا آپ دنیا کو ان کے لئے خاص کر دیں اور آخرت کو ہمارے لئے مخصوص کر دیں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا میں ایسا نہیں کروں گا ان کے لئے جن کو میں اپنے (بے مثال) باتھ سے پیدا کیا اور جس میں میں نے اپنی (بے مثال) روح پھونک دی۔ (ان جیسا نہیں کروں گا) جن کو میں نے کہا اور وہ ہو گئے۔ (یعنی انسانوں کو تمہارے برادر نہیں کروں گا۔) امام تیقینی نے فرمایا۔ ابو طاہر اور ابو حامد کے علاوہ دیگر لوگوں نے شام بن عمار سے اس کی اسناد کے ساتھ جابر بن عبد اللہ النصاری سے (بھی کچھ) کہا ہے مگر اس کے شوت میں نظر ہے۔

جنہوں نے ملائکہ کے بارے میں کہا ہے کہ وہ دھرم ہیں انہوں نے زیادہ بہتر بات کہی ہے اس میں سے جو اس بارے میں کہی جاسکتی ہے۔ اور انہوں نے اس دھرم سے جس میں سے ایلیس ہے ان سے کم تراویلی ہے جو مطاء الاعلیٰ میں ہیں کیونکہ وہ زیادہ شرف اور عزت والے ہیں۔ اور ہم نے عبد اللہ بن سلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

بے شک اللہ کی مخلوق میں سے سب سے زیادہ عزت والے اللہ کے نزدیک ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں بشرطے ہیں میں نے کہا اللہ تعالیٰ ان کے اوپر رحم فرمائے، فرشتے کہا گئے؟ یعنی ان کا مرتبہ کہاں گیا؟ تو عبد اللہ بن سلام نے میری طرف غور سے دیکھا اور پس پڑے اور فرمائے لگائے مجھے کیا تم جانتے ہو کہ فرشتے کیا چیز ہیں سوائے اس کے کچھ نہیں کفرشته ایک مخلوق میں جیسے زمین مخلوق ہے آسمان مخلوق ہے جیسے باطل مخلوق میں پہاڑ مخلوق ہیں ہوا کیس مخلوق ہیں اور جیسے دیگر تمام مخلوقات ہیں سب سے زیادہ عزت والی مخلوق اللہ کے نزدیک ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

اور عبد اللہ بن سلام نے اوپر والی حدیث ذکر فرمائی۔

۱۵۰:..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن مقری نے کخبر دی ہے حسن بن محمد بن اسحاق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عباس نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے مہدی بن میموں نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبد اللہ بن ابو یعقوب نے بشر بن شغاف نے حضرت عبد اللہ بن سلام سے اور نہ کورہ بات ذکر کی ہے۔

۱۵۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن مسکی بن عبد الجبار شکری نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن عبد اللہ رقیقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حفص بن عمر نے حکم سے انہوں نے عکردہ سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دفرماتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام الہ آسمان پر فضیلت عطا فرمائی ہے۔ اور تمام انبیاء پر بھی فضیلت عطا فرمائی ہے لگوں نے سوال کیا اے ابن عباس اہل آسمان پر آپ کی فضیلت کیا ہے؟ فرمایا کہ وہ اس طرح ہے کہ اللہ تعالیٰ اہل آسمان کے بارے میں فرمایا:

وَمِنْ يَقْلُ مِنْهُمْ أَنِّي أَلَّهُ مِنْ دُونِهِ لَذِكْرِكَ نَجِيزٌ جَهَنَّمُ كَذِلِكَ نَجِيزُ الظَّالِمِينَ۔ (جیا ۲۹)

جو بھی کہاں میں سے کہے شک میں معمود ہوں اللہ کا سواتو ایسے کوہم جنم کی سزا دیں گے اور ہم ظالموں کو ایسی سزا دیتے ہیں۔

(۱۴۹) الأنصارى قيل هو جابر بن عبد الله الأنصارى كما في تهذيب الكمال (ص ۹۲۷)

(۱۵۰) مهدی بن میمون هو الازدی أبو بھی، و محمد بن عبد الله بن أبي یعقوب هو الشعیبی، وبشر بن شغاف، وابن سلام هو عبد الله بن سلام كلهم من رجال (الغريب)

آخرجه المصنف في دلائل النبوة (۳۸۵/۵) بنفس الإسناد.

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں فرمایا۔

ان افحتحال ک فصحا مینا لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تأخر۔ (الشیعہ ۲)

بے شک فتح دی ہم نے آپ کو فتح کھلی۔ تاکہ معاف کر دے ان کے لئے اللہ جو پہلے ہو چکا کوئی گناہ آپ سے اور جو پچھے رہا۔ لوگوں نے کہا اے ابن عباس۔ ابیآ پر آپ کی کیا فضیلت ہے؟ فرمایا اس لئے کہ اللہ عن جل فرماتے ہیں۔

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ (ابراهیم ۳)

نہیں بھیجا ہم نے کوئی رسول گراس کی اپنی قومی زبان کے ساتھ۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وارسلناک للناس رسولاً۔ (التساہ ۷۹)

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے رسول بنا کر بھیجا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو انسانوں اور جنوں کی طرف بھوٹ فرمایا ہے۔

اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن حکم بن ابیان نے اپنے والدے مگر وہ قومی نہیں ہے۔

اور جس نے دراقویں کیا ہے اور اللہ کے اس قول کے ساتھ معارضہ کیا ہے۔

لئن اشرکت ليحططن عملك ولتحكون من الخسرين۔ (الزمرہ ۶۵)

اگر آپ نے شرک کیا (با الفرض وال الحال) تو آپ کے محل اکارت ہو جائیں گے اور آپ نقصان انجانے والوں میں ہو جائیں گے۔ مگر یہ کوئی کہنے والا یہ کہے (اور روایت مذکورہ کی تاویل کرے) کہ آیت میں خطاب تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے مگر مراد آپ نہیں ہیں بلکہ (امت کے لوگ ہیں)۔

یا یتادیل کی جائے کہ اگر یہی ہے وہی مراد ہو جو ظاہر الفاظ سے واضح ہے تو پھر اللہ نے آپ کو اس آیت کے ذریعہ اس سے پناہ دے دی ہے جسے ابن عباس نے پڑھا ہے ان کی روایت کے مطابق (یعنی سورۃ فتح کی آیت کے ساتھ)۔

۱۵۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فرقی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حامد بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الازہر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو القیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلم نے ابو الحسن وضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:
المؤمن أکرم على الله من الملائكة.

(۱۵۱) عبد الله بن يحيى بن عبد العباس السكري أبو محمد (ت ۷۱ / ۳۸۷)، و عباس بن عبد الله الترافقى هو أبو محمد (ت ۲۶۲ / ۱۲ / ۱۳)، و حفص بن عمر هو ابن ميمون العدنى، والحكم بن ابیان هو أبو عبي، و عكرمة، وإبراهيم بن الحكم بن ابیان الأربعه من رجال التقریب.

آخر جه المصنف في دلائل النبوة (۵ / ۳۸۲، ۳۸۷) بنفس الإسناد.

(۱۵۲) أبو المهزم هو يزيد بن سفیان.

آخر جه ابن هاجة (۳۹۳ / ۷) من طريق الوليد بن مسلم عن حماد بن سلمة به.
وانظر الكاف الشاف في تحرير أحاديث الكشاف لابن حجر رقم (۷۸۰) بترقیمی.
وقال البوصیری في الرواائد:

إسناده ضعيف لضعف يزيد بن سفیان أبي المهزم.

ایمان ار انسان اللہ کے نزدیک فرشتوں سے زیادہ عزت والا ہے۔

ای طرح اس کو روایت کیا ہے ابو الحسن علیہ سے بطور موقوف روایت اور ابو الحسن متذکر ہے۔

۱۵۳..... ہمیں خبر دی ہے استاذ ابو منصور عبدالقاهر بن طاہر نے اپنی اصل (کتاب یا سنہ) سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس احمد بن محمد بن احمد الغروی نے بطور الماء کے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مکبر بن محمد بن حبوبیہ بن عباس راجح نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سیفی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد القفار بن عبد اللہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن تمام سلمی نے خالد حداء سے انہوں نے بشر شفاف سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ما من شئ اکرم على الله من ابن ادم قال قيل يارسول الله ولا الملائكة؟

قال الملائكة مجبوروں بمنزلة الشمس والقمر.

کوئی بھی چیز اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن ادم سے زیادہ عزت والی نہیں عرض کیا گیا یا رسول اللہ کیا؟ فرشتے بھی نہیں آپ نے فرمایا فرمتے تو مجبور حضور میں جاندار سورج کی طرح۔

اس روایت میں عبد اللہ بن تمام متفرد ہیں۔

امام بخاری نے کہا ابن تمام کے نزدیک کتنی عجیب و غریب روایات ہیں اس کے علاوہ خالد حداء سے جو موقوف میں عبد اللہ بن عمر و پروتی سمجھ ہے۔

۱۵۴..... ہمیں اسی کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی قماش نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وہب بن بیقر نے خالد حداء سے انہوں نے بشر بن شفاف سے اس نے اپنے باپ سے اس کے کہا میں نے سنا عبد اللہ بن عمر سے وہ کہتے تھے۔

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک ابن ادم سے بڑھ کر کوئی شیخی زیادہ عزت والی نہیں ہے۔ میں نے کہا کیا فرشتے بھی نہیں انہوں نے فرمایا وہ چاند و سورج کے بینز لے میں وہ تو مجبور حضور ہیں۔

۱۵۵..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے کہ خبر دی ہے ابو سحاق ابراہیم بن محمد و سعیلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن زید صالح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن منصور نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن عبید ایادی نے ابو عمران جونی نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا کہ میں اس کے درمیان میخاہو اتحا اچاک جبرائیل علیہ السلام آئے اور میرے دونوں کنڈھوں کے درمیان چوکا مارا، اور میں انھوں کرائیک درخت کی طرف چلا گیا اس میں چیزے پرندے

(۱۵۳)..... عبد القادر بن طاہر ابو منصور (سییر ۱/۵۷۲)، واحمد بن محمد بن احمد هو العمرزی ابوالعباس، و محمد بن حبوبیہ بن عباد هو ابوبکر السراج، وعبدالله بن تمام السلمی قال في الجرح روی احادیث منکرۃ.

آخرجه الطبرانی کما فی ابن کثیر (۴۵/۵)، الخطیب البغدادی فی تاریخ بغداد (۳۵/۳) من طریق عبد اللہ بن تمام بد.

وقال ابن کثیر : وهذا حدیث غریب جداً

وانظر الكاف الشاف رقم (۸۰) بترقیمی، والدبلمی (۱۲۳۱) بترقیمی.

وعزاه الهیشمی فی مجمع الزوائد (۸۲/۱) للطبرانی فی الكبير وقال الهیشمی فیه عبد اللہ بن تمام.

(۱۵۳)..... وہب بن بقیہ هو الواسطی أبو محمد (ت ۱۹۶)

کے دو آشیانے کی طرح تھے ایک میں میں بیٹھ گیا اور دوسرا میں جبرائیل میں نے بسم اللہ پڑھی اور میں بلند ہو گیا اور پر کو چلا گیا۔ یہاں تک کہ جب آسمان کے دونوں کنارے بھر گئے اور میں نے اپنا پہلو بدلا۔ میں اگر چاہتا تو آسمان کو چھو سکتا تھا میں نے توجہ کی تو جبرائیل علیہ السلام لپٹے ہوئے ناث کی مانند تھے لہذا میں نے اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں جبرائیل کے علم کی خصیلیت کو پہچان لیا۔

حمد بن سلمہ نے اس کو ابو عمران جونی سے انہوں نے محمد بن عمیر بن عمار سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ نبی کریم نے فرمایا کہ جبرائیل گر کر بے ہوش ہو گیا کہ وہ ثاث ہے لہذا میں نے اپنی خداخونی پر اس کی خداخونی کی فضیلت و برتری کو جان لیا پھر میری طرف وحی کی گئی با دشائی نبی یا بند و غلام نبی؟ یا جنت کی طرف؟

جرائل نے مجھے اشارہ کیا کہ عاجزی کرنا۔ حالانکہ وہ لیٹھے ہوئے تھے میں نے جواب میں کہا نہیں باادشاہ نبی نہیں بلکہ عبدو بندہ نبی یعنی میں اللہ کی بندگی میں رہنا پسند کرتا ہوں۔

۱۵۶.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن عبد اللہ زاہد اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالسری موسیٰ بن حسن بن عباد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جیش بن مبشر فرقہ نے انہوں نے کہا، ہم زید بن ہارون کے پاس تھے انہوں نے قصہ ذکر کیا پھر زید بن ہارون نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی ہے حاد بن سلمہ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمران جوئی نے محمد بن عمر بن عطاء و بن حاجب نجی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب بھی محرّاج کرائی گئی۔ میں ایک درخت میں تھا اور جبراہیل دوسرے درخت میں تھا پھر ہمیں چھپا لیا اللہ کے امر میں سے بعض چیز نے جو کچھ چھپا تھا۔ اور جبراہیل اس وقت گر کے بیہوش ہو گئے مگر میں (الحمد لله) اپنی حالت پر ثابت رہا اور میں نے جبراہیل کے ایمان پر فضیلت پیچاں لی۔

۱۵۰:.....ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسامہ عبد اللہ بن اسامہ کلبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عمر ان بن ابی لیلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی لیلی نے حکم سے انہوں نے مقام سے انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرماتھے آپ کے ساتھ جبرايل سرگوشی کر رہے تھے۔ اچاک آسمان کا کنارا پہنا اور جبرايل علیہ السلام متوجہ ہوئے کمزور ہوئے سکڑنے لگے اور بعض ان کا بعض میں داخل ہونے لگا اور

(١٥٥)عبد الله بن يوسف الأصبهاني أبو محمد (ت ٣٠٩)، محمد بن علي بن زيد الصالحي أبو عبدالله (ت ٤٨٧)، سير /١٣٢٨)، أبو عمران الجوني هو عبد الملك.

^{٣١} آخر جه البزار، كشف الأستار ١/٤٧(٥٨) أبو نعيم في الحلبة (٢/٦١) من طريق معايد بن منصور عليه.

وقال المزار:

وهذا الانعلم رواه إلا أنس ولا رواه عن أبي عمر إن إلا العجارت، وكان يصر يا مشهوراً.

والحديث في مجمع الزوائد (١/٥٧) وقال البيهقي رواه البزار والطبراني في الأوسط ورجاله رجال الصحيح.

وقول المصنف : "ورواه حماد بن سلمة عن أبي عمران الجوني الخ

^{١٣} آخر جه البغوي في شرح السنّة (٢٣٧/١٣) من طريق حماد بن سلمة به.

وقال البعوى هذا أمر سلٰى الله

ومحمد بن عمير بن عطار ذكره ابن أبي حاتم في العرج والتعديل، ولم يذكر فيه جرحًا ولا تعديلاً.

^(١٥٦) موسى بن الحسن بن عباد أبوالسرى (ت ٢٨٧) (بدر ١٣٧٨)، وحيثى بن مبشر (ت ٢٥٨)، يزيد بن هارون (ت ٢٠٦).

^{٣٥٢٣٨}) آخر جه ابن عساكر عن محمد بن عمير بن عطارد (حاجب التميمي عن أبيه كما في الكتب ٣١٢/١٢

زہین کے قریب ہو گئے۔ اتنے میں ایک فرشتہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آ کھڑا ہوا۔ اس نے کہا۔ اے محمد! بے شک تیراب تھے پر سلام کہتا ہے اور تجھے اختیار دیا ہے کہ آپ بادشاہ نبی نبی یا عبد (غلام) نبی بنے۔ رسول اللہ نے فرمایا جرأتیل نے ہاتھ سے مجھے اشارہ کیا کہ عاجزی تکھے میں سمجھ گیا کہ وہ خیر خواہ ہیں میں نے جواب دیا بندہ نبی بننا پسند کروں گا چنانچہ وہ فرشتہ آ سماں کی طرف چڑھ گیا۔ میں نے کہاے جرأتیل میں نے تم سے پوچھنے کا ارادہ کیا تھا آپ کے بارے میں۔ مگر میں نے جب تیرا حال دیکھا تو اس نے مجھے مشغول کر دیا سوال کرنے سے اے جرأتیل بتائیے یہ کون تھے؟ جرأتیل نے کہا یہ اسرافیل علیہ السلام تھے اللہ نے جب اس کو پیدا کیا تھا اپنے سامنے۔ دونوں قدم برابر رکھنے والا کھڑا تھا اپنی نگاہ نہیں اٹھتا تھا اس کے درمیان اور اس کے رب کے درمیان انور کے ستر پر دے تھے ہر نور ایسا تھا کہ اگر اس کے قریب ہو تو وہ جلا دے۔ اس کے آگے گئے لوح حفظ ہے۔ جب اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے آ سماں سے یا زمین میں یہ لوح انھوں جاتی ہے اپنی جہین کو پوچھتا ہے پھر اس میں دیکھتے اگر اس میں میرا کوئی کام ہوتا مجھے اس کا حکم دیتا ہے اگر وہ حکم میکائیل کے کام کے متعلق ہوتا ہے تو اسے اس کا حکم دیتا ہے میں نے کہاے جرأتیل آپ کس چیز پر مقرر ہیں۔ فرمایا ہواں پر اور لشکروں پر۔ میں نے پوچھا میکائیل کس چیز پر مقرر ہے تایا کہ بنا تات پر یعنی اگانے پر، میں نے پوچھا ملک الموت کس چیز پر مقرر ہے جواب دیا کہ جانوں کے قبض کرنے پر نہیں مگاں کرتا میں کہ وہ اتریں گے مگر قیامت قائم ہونے کے ساتھ نہیں ہے یہ کیفیت میرے ساتھ جو آپ نے دیکھی مگر بعده خوف قائم ہونے قیامت کے۔

نوٹ: یہ قول کہ اس کے اور رب کے درمیان ستر فور کے پردے تھے۔ احتمال رکھتا ہے کہ اس سے یہ ارادہ کیا ہوا اس کے درمیان اور رب کے عرش کے درمیان۔

دنیاوی امور کا انتظام چار لوگ کرتے ہیں:

۱۵۸: ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا خبر دی ہے ابو حفص عمر بن محمد مججی نے مکہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عبد العزیز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے عمر بن مرہ سے انہوں نے عبد الرحمن بن ساباط سے انہوں نے کہا۔

دنیا کے امور کا انتظام چار لوگ کرتے ہیں۔ جرأتیل۔ میکائیل اور ملک الموت۔ اور اسرافیل۔ ہر حال جرأتیل ہواں اور لشکروں پر مقرر ہے۔ اور میکائیل بارش اور بنا تات پر مقرر ہے اور ملک الموت قبص ارواح پر مقرر ہے اور اسرافیل وہ لوگوں پر اللہ کے عذاب کے امر کو نازل کرتے ہیں۔

۱۵۹: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن حسن نے کہ خبر دی ہے حاجب بن احمد نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حماد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معاویہ نے اعمش سے انہوں نے مسلم بن صحح سے انہوں نے سروق سے انہوں نے کہا عبد اللہ نے کہا۔

ان من السموات لسمما ما فيها موضع شبر الا وعليها جبهة ملک او قد ماہ ثم قراء وانا لحن الصافون وانا

لحن المسبحون۔ (من ۱۲۵-۱۲۶)

(۱۵۷) عَنْ أَبِي إِسْمَاعِيلَ الْكَلَمِيِّ أَبْوَ أَسَمَّةَ (الجُرْجُ ۵/۰۱)، وَمُحَمَّدَ بْنَ عُمَرَانَ بْنَ أَبِي لَيْلَى، وَابْنَ أَبِي لَيْلَى هُوَ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنَ أَبِي لَيْلَى

وَالْحُكْمُ هُوَ أَبِنُ عَبْيَةَ أَبْوَ مُحَمَّدَ الْكَنْدِيِّ، وَمَقْسُمٌ هُوَ أَبِنُ بَعْرَةَ وَيَقَالُ أَبِنُ نَجْدَةَ أَبْوَ الْقَاسِمِ، الْأَرْبَعَةُ مِنْ رِجَالٍ (التقریب).

اخراج الطبراني، وأبوالشيخ في العظمة، والمصنف في الشعب بسند حسن كما في الدر المنثور (۹۱/۱ و ۹۲)

(۱۵۸) حاجب بن احمد هو: ابن یوسف بن سفیان بن نصر بن عبد الله أبو محمد الطوسي، أبو معاویہ هو: محمد بن حازم الصفیر.

اخراج الطبری في التفسیر (۱/۲۳) من طرق الأعمش به.

وعزاء السيوطي في الدر المنثور (۵/۲۹۳) لمد الرزاق، والغريابی، وسعيد بن منصور، وعبد بن حميد، وابن جریر، وابن المنذر، وابن أبي

حاتم، والطبراني، والمصنف في الشعب.

آنسانوں میں سے ایک آسان ایسا ہے جس میں ایک بالشت بھر جدیں ہے مگر اس پر کسی نہ کسی فرشتے کی پیشانی کمی ہوئی ہے یا اس کے قدم پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت کی بے شک ہم البتہ عف باندھنے والے ہیں اور بے شک ہم البتہ تحقیق کرنے والے ہیں۔

فرشته رات دن تحقیق کرتے ہیں:

۱۶۰۔...بھیں خبروی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے تیجین بن ابی طالب کے خبروی ہے عبد الوہاب بن عطاء کے خبروی ہے تمید بن طویل نے اخلاق بن عبد اللہ بن حارث نے میرے باپ سے کہا ہوں نے کعب سے اللہ کے اس قول کے بارے میں پوچھا۔

(۱) يسبحون الليل والنهار لا يغترون (الإهبة ۳۰)

فرشته اللہ کی رات دن تحقیق کرتے ہیں اور سنتی نہیں کرتے۔

(۲) ولا يسمون (فusat ۲۸) و نہیں الکات۔

اس نے کہا کیا تیری آنکھ تجھے ایم ادیتی ہے۔ انہوں نے کہا ہمیں پھر کہا کیا تیری نفس تجھے ایم ادیتا ہے۔ کہا کہیں کہا کہ بے شک، و تحقیق الہام کے گئے تم الہام کئے گئے ہوئیں اور نکاہ۔

۱۶۱۔...بھیں خبروی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے ہمیں حدیث بیان کی۔ ابو معاوية نے ابو اخْلَق شیبائی سے انہوں نے حسان بن مخارق سے انہوں نے عبد اللہ بن حارث بن نوافل سے اس نے کعب سے کہا کیا آپ نے اللہ کے اس قول کو دیکھا ہے۔

يسبحون الليل والنهار لا يغترون۔ کافر شرط رات دن تحقیق کرتے ہیں سنتی نہیں کرتے۔

تو کیا ان کا عمل اور کام ان کو تحقیق سے مشغول نہیں کرتا۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ سائل کون ہے؟ کسی نے کہا: بن عبد المنطلب کا لڑہ ہے۔ چنانچہ کعب نے مجھے کپڑا اور مجھے سینے سے بگیا اور فرمایا تحقیق ہے۔ بات یہ ہے کہ تحقیق ان کے لئے ایسے کردی گئی ہے جیسے تمہارے لئے تمہاری سانس کھاتے پہتے جاتے آتے بات چیز کرتے سانس نہیں لیتے ہو؟ (یعنی یہ سامے کام بھی کرتے ہو اور سانس نہیں لیتے ہو تمہارا کوئی ہم تمہارے سانس لینے سے تمہیں مصروف نہیں کرتا) ان کی تحقیق بھی اسی طرح ان کے لئے کردی گئی ہے۔

امام تیقی نے فرمایا۔ اور جس نے کہا پس اول پیدا کئے گئے ہیں بغیر شہوت کے جو شخص اللہ کی عبادت کرے حالانکہ اس کا خمیر گوندھا ہوا ہو شہوت سے، اس کی عبادت افضل ہوئی ہے۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کفر شرطوں میں سے جو شہوت کے ساتھ آزمایا گیا وہ کیسے معصیت میں واقع ہو گیا اور باروٹ ماروٹ کا قصد کر لیا۔

باروٹ و ماروٹ:

۱۶۲۔...بھیں خبروی ہے۔ شیخ ابو الحسن محمد بن حسن بن داؤد علوی نے کہ خبروی ہے احمد بن محمد بن حسن حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

(۱۶۰) . يحيى بن أبي طالب (تهذيب الكمال ص ۸۷۰) فيمن روی عن عبد الوهاب، وإسحاق بن عبد الله بن العارث نقا (تقریب)، عبد الله بن العارث هو ابن نوافل (تقریب) احرجه ابن المندر، وابن أبي حاتم، وأبو الشیخ فی العظمة، والمصنف فی الشعب عن عبد الله بن العارث بن نوافل عن کعب، كما فی الدر المثمر (۳۱۵/۲)

وأندرسه الطبری فی التفسیر (۱/۰/۱۰) من طریق اسحاق بن عبد الله بن العارث بن أبيه عن ابن عباس بن کعب به۔

(۱۶۱) . آخرجه الطبری فی التفسیر (۱/۰/۱۱) من طریق أبي معاویة به۔

عباس بن محمد دوری اور ابراہیم بن حارث بغدادی نے ان دونوں نے کہا تھیں حدیث بیان کی ہے تھی بن بکیر نے کہا تھیں حدیث بیان کی ہے زبیر بن محمد نے موسیٰ بن جبیر سے انہوں نے نافع سے جو کہ مولیٰ ہیں عبداللہ بن عمر کے عبداللہ بن عمر سے کہ انہوں نے نار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے وہ فرمادی ہے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین کی طرف اتار تو فرشتوں نے کہا رے رب کیا آپ زمین پا سکیں کو رکھیں گے جو اس پر فنا کرے گا۔ اس پر خون بھائے گا۔ حالانکہ ہم تیری تسبیح کرتے ہیں تیری حمد کے ساتھ اور تیری تقدیس و پاکیزگی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا بے شک میں جانتا ہوں جو کچھ کہ تم نہیں جانتے۔ فرشتوں نے کہا رے رب ہم تیرے لئے سب سے زیادہ اطاعت گزار ہیں آدم زادوں سے بھی زیادہ، اللہ تعالیٰ فرشتوں سے کہا کہ فرشتوں میں سے دو فرشتے لا وجہ نہیں، ہم زمین پر اتاریں گے، ہم دیکھیں گے تم کیسے عمل کرتے ہو؟

فرشتوں نے کہا رے رب ہم ہارے رب اور ماروت کو بھیجتے ہیں۔ چنانچہ وہ زمین پر اتار دینے گے۔ اور ان دونوں کے لئے زبرہ عورت کی شکل بنا دی گئی اور انسانوں میں سے خوبصورت ترین ہنا کر۔ وہ ان دونوں کے پاس آئی۔ اور انہوں نے اس عورت سے اس کا نفس ما نگاہ اس عورت نے کہا اللہ کی قسم میں اس وقت تک تہاری بات نہیں مانوں گی جب تک کہ تم دونوں یہ شرکا نہ کلکنیں بولو گے ان دونوں نے کہا نہیں نہیں اللہ کی قسم ہم اللہ کے ساتھ بھی بھی شریک نہیں بنا سکیں گے چنانچہ وہ ان سے چل گئی۔ پھر وہ ایک چھوٹے بچے کو لے کر ان کے پاس آئی جسے وہ اٹھائی ہوئی تھی، ان دونوں نے پھر اس سے اس کے نفس پر قدرت مانگی، اس نے منع کیا یہاں تک کہ تم دونوں پہلے اس بچے کو قتل کر دو وہ دونوں بولنے نہیں اللہ کی قسم ہم اس کو قتل نہیں کریں گے۔ چنانچہ وہ پھر ان دونوں سے واپس چل گئی پھر وہ شراب کا پیالہ لے کر آئی۔ ان دونوں نے پھر اس کے ساتھ برائی کی اجازت چاہی اس عورت نے منع کیا یہاں تک کہ تم دونوں یہ شراب پی لو دونوں نے وہ شراب پی لی اور وہ نشرہ میں آگئے اور اس عورت پر

(۱۶۲) موسیٰ بن جبیر هو الانصاری مولیٰ بنی سلمة، و سعید بن سلمة هو ابن أبي الحسام.

آخر جهاد حمد ۱۳۲/۲ عن يحيى بن أبي بكر به.

وقال ابن كثير في التفسير ۱۹۸/۱ بعد أن ساقه بإسناد أحمد:

وهكذا دوأه أبو حاتم بن حيان في صحيحه عن الحسن بن سفيان عن أبي بكر بن أبي شيبة عن يحيى بن أبي بكر به.
وهذا حديث غريب محمد هذا الرجل ورجاله كلهم ثقات من رجال الصحيحين إلا موسى بن جبیر هذا وهو الانصاری السلمي مولاهم المديني الحذا روى عن ابن عباس وأبي أمامة بن سهل بن حبيب ونافع وعبد الله بن كعب بن مالك روى عنه ابنه عبد السلام وبكر بن مضر وزهير بن محمد وسعيد بن سلمة وعبد الله بن نهضة وعمرو بن العاص ويعقوب روى له أبو داود وأبي ماجة وذكره ابن أبي حاتم في كتاب الجرح والتعديل ولم يحك فيه شيئاً من هذا ولا هذا فهو مستور الحال وقد تفرد به عن نافع مولى ابن عمر عن ابن عاصم عن السى صلى الله عليه وسلم

وروى له متابع من وجه آخر عن نافع كما قال ابن مردويه حدثنا دلجم بن أحمد حدثنا هشام حدثنا عبد الله بن رجاء حدثنا سعيد بن سلمة عن موسى بن سرجس عن نافع عن ابن عمر سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول فذكره بطله.

قلت: قال شاكر رحمة الله في تحقيق مسند أحمد (۳۱/۹) عن هذه المتابعة إنها ضعيفة فإن عبد الله بن رجاء الفداني ثقة صدوق من شيوخ البخاري لكنه كان كبير الغلط والتصحيف.

وسعيد بن سلمة بن أبي الحسام ضعفة السائباني وقال أبو حاتم سالت ابن معن عنه فلم يعرفه حق معرفته.
وموسى بن سرجس لم يعرف حاله.

والحديث ذكره الهيثمي في مجمع الزوائد ۵/۱۳، ۲۸ و ۳۱ و قال في الموضوع الأول

رواه احمد والبزار ورجاله رجال الصحيح خلا موسى بن جبیر وهو ثقة وكذلك قال في الموضوع الثاني إلا أنه لم يتبه في للizar.

پڑ گئے، اور لڑکے کو بھی قتل کر دیا جب وہ ہوش میں آئے تو وہ عورت یوں کہ اللہ کی قسم تھے وہ کچھ بھی نہیں چھوڑا جس کا تم میرے ساتھ انکار کرتے رہے وہ سب کچھ تم نے نشر کی حالت میں کر دالا ہے۔ (لہذا اللہ کی طرف نے) دنیا اور آخرين کے عذاب کی بابت اختیار دیے گئے ان دونوں نے دنیا کے عذاب کو اختیار کیا۔

اسی طرح اس کو زہیر بن محمد نے روایت کیا ہے موسیٰ بن جعیر سے انہوں نے نافع سے اور اس کو سعید بن سلمہ نے روایت کیا ہے موسیٰ بن جعیر سے۔

۱۶۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر احمد بن الحنفی بن ایوب نے کہ خبر دی ہے محمد بن یونس بن موسیٰ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن رجاء نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن سلمہ نے موسیٰ بن جعیر سے انہوں نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم سے انہوں نے اسی سر سے انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔
ملائکہ نے دنیا میں جماں کر دیکھا تو کیا دیکھا کہ اولاد آدم گناہ کر رہے ہیں۔

تو وہ بولے اے ہمارے رب۔ کتنی بڑے جاہل ہیں یہ لوگ۔ کتنی کم معرفت ہیں یہ لوگ تیری عظمت کے بارے میں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر تم بھی ان کی جگہ ہوتے تو میری تافرمانی کرتے۔ فرشتے بولے یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم تو تیری تسبیح کرتے تیری حمد کے ساتھ اور تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اچھا تم اپنے آپ میں سے دو فرشتوں کو منتخب کرو چنانچہ انہوں نے باروت اور ماروت کو منتخب کیا۔ پھر وہ دنیا میں اتار دیئے گئے۔ اور ان کے ساتھ اولاد آدم کی شہوتیں جو زدی گئیں، اور ان کے لئے ایک عورت ایکٹنگ کرتی مقرر کر دی گئی لہذا وہ اپنے آپ کو نہ پچاہ کے اور گناہ میں پڑ گئے۔ اللہ عز وجل نے ان سے فرمایا۔ اب تو تم اپنے لئے دنیا ایسا خرت کا عذاب جین لو۔ چنانچہ انہوں نے ایک نے دوسرے کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو دوسرے نے کہا کہ میں کہتا ہوں کہ دنیا کا عذاب تو ختم ہو جائے گا اور آخرين کا عذاب ختم نہیں ہو گا۔ لہذا انہوں نے دنیا کے عذاب کو پسند کر لیا۔ چنانچہ وہی دونوں ہیں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

وما نزل على الملkin ببابل هاروت وماروت۔ (بقرہ ۱۰۲)

ہم نے اس کو ایک دوسرے طریق سے بھی روایت کیا ہے حضرت جابر بن حضرت ابی عمر سے بطور موقوف روایت ابی عمر پر۔ اور وہ صحیح ہے اور حضرت ابی عمر نے اس کو حضرت کعب سے ملا ہے۔

قصہ ہاروت ماروت مذکور کے بارے میں مذکورہ روایات پر تبصرہ (منجانب مترجم)

روایت ۱۶۲ اور ۱۶۳ اپنے نام ایک فٹ نوٹ لکھ رہے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ مصنف کتاب ہذا المام تہذیب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ۴۵۸ ھے اور تفسیر ابن کثیر کے مصنف ابو الفد اساعیل ابن کثیر قریشی دمشقی رحمۃ اللہ کی وفات ۴۷۳ ھ میں ہے اس مطابق سے دونوں ہم عصر ہیں تفسیر ابن کثیر پاچویں صدی سے لے کر اب تک دنیاۓ علم میں مقبول چلی آ رہی ہے ہر طبقے کے علماء اور مفسرین اس کو عظمت کی لگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اس کی وجہ اس کتاب کی بہت سی خوبیوں کے ساتھ ایک خوبی یہ ہے کہ علامہ عاد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے علم تفسیر میں روایات کے حوالے سے بڑی حد تک تطبیر کا کام کیا تھا۔ اس سے قبل مفسرین کرام نے تفسیر قرآن میں روایات کے اندر اسچ میں جو تسالیں برداشت کیا اور ہر طرح کی روایات ان کی اسنادی حیثیت بیان کئے بغیر درج کر دی تھیں وہ ان تمام روایات کو سند کے ساتھ نقل کرنے کے بعد ان کی اسناد کے بارے عادلانہ جریح و تقدیم

(۱۶۲) محمد بن یونس بن موسیٰ ابو العباس البصري (ت ۴۷۶)، و موسیٰ بن عقبہ هو ابن أبي عیاش القرشی ابو محمد الحدنی (ت ۱۳۱)

تفرد المصنف بالراجح في الشعب كما في الدر المستور (۹/۷)

کرتے میں پھر آخر میں بطور خلاصہ تہرہ کرتے ہیں جس سے تمام روایات کے علم میں آجائے کے بعد ایک طرف تو ان کی انسانوںی حیثیت واضح ہو جاتی ہے دوسری طرف ایک تحقیقی اور صاف ستر اموقف سامنے آ جاتا ہے۔

ہاروت ماروت کے قصے کے بارے میں بھی روایات کی دنیا میں بہت سچھ لکھا ہوا ہے علامہ ابن کثیر نے ان تمام روایات کو حدیثی ہوں یا آثار ہوں نقش کر کے ان کی اسنادی حیثیت واضح کی ہے اس کے بعد ان کو رد کیا ہے۔ انہیں روایات کو ان الفاظ کے ساتھ پکارا ہے۔ انتہائی غریب۔ انتہائی مکر اس میں انتہائی درج کی غریبت ہے۔ اس میں کافی زیادت ہے۔ اغرا ب ہے۔ نکارة ہے مذکورہ روایت کے راوی موسیٰ بن جبیر کے بارے میں کہا کہ وہ مستور الحال ہے۔

ابن حبان نے کہا ہے کہ وہ روایت میں بہت شلطی کرتا تھا۔ ابن قطان نے کہا ہے کہ اس کا حال غیر معروف ہے جو حال تہذیب المحتذیب۔ ابن کثیر فرماتے ہیں کہ یہ روایات ابن عمر کی دراصل کعب الاجبار سے مردی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں۔ اور فرمایا کہ مذکورہ حدیث کعب الاجبار نے کتب بنی اسرائیل سے نقل کیں۔ ابن کثیر نے اس واقعہ پر جامع تصریح فرماتے ہوئے لکھا ہے کہ۔ ہاروت ماروت کا قصہ تابعین کی ایک جماعت سے مردی ہے، مثلاً مجدد، سعدی، حسن بصری، قتادہ، ابوالعالیہ، زہری، رجیع بن انس، مقاتل ابن حان وغیرہ اور اس کو مفسرین متقدمین و متاخرین میں سے غلق کثیر نے نقل کیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ یہ اخبار بنی اسرائیل کی طرف راجح ہے۔ اس بارے میں کوئی حدیث مرفوع متصل الائسانوں میں ہے۔ جو صادق مصدق سے ثابت ہو۔ وہاں قرآن مجید تو ظاہر سیاق قرآن میں اجمال ہے بغیر کسی رد و تفصیل کے ہم اسی کے ساتھ ایمان لا سیں گے جو کچھ قرآن میں وارد ہوا ہے۔

ملخص تفسیر ابن کثیر جلد اول صفات ص ۱۳۸ - ص ۱۳۹ - ص ۱۴۰ - ص ۱۴۱ - ص ۱۴۲

مطبوعه دارالفنون - دارالفنون - دارالفنون - دارالفنون -

۱۶۳ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن قطبان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف نے کہا ہذکر کیا ہے سفیان نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ سے انہوں نے ابھر سے انہوں نے کعب سے۔ انہوں نے کہا۔ کفرشتوں نے بنی آدم کا اور ان کے گناہوں کا جو وہ کرتے میں تذکرہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم لوگ اپنے آپ سے دو فرشتوں کو منتخب کرو۔ انہوں نے ہاروت ماروت کو منتخب کیا۔ ان دونوں سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں لوگوں کے پاس ایسے اپنارسول بھیجوں گا میرے اور تمہارے درمیان رسول نہیں ہوں گے۔ تم اتر جاؤ میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کرنا۔ جو رہ کرنا۔ زنا نہ کرنا۔

عبدالله کتے ہیں۔ کعب نے کھا جو دن بورا ہوا جس دن وہ اترے تھے اسی دن انہوں نے اس کا ارتکاب کر لیا جو کچھ ان بر حرام کیا گیا

(١٢٣) محمد بن يوسف بن عيسى العسارى الصى (ت ٢٨٦) و يوسف بن عقبة ابن أبي عاصى القرشى أبو محمد المدنى (ت ١٣١)

^{٩٧} نبذة عن المعرض باللغة الإنجليزية في الشعب كمأهاف، المجلد السادس، ١٤٢١.

(١٤٣) آخرجه عبدالرزاق في تفسيره عن الشورى به كما في تفسير ابن كثير (١٩٩/١) وقال ابن كثير: ورواه ابن حجر من طريقين عن عبدالرزاق به ورواه ابن أبي حاتم عن أحمد بن عاصم عن مزمل عن سفيان الثورى به.

ورواه ابن جرير أيضاً حدثنا المعلى وهو ابن أسد حدثنا عبد العزيز بن المختار عن موسى بن عقبة حدثني سالم أنه سمع عبدالله يتحدث عن كعب الأحبار فذكره، فهذا أصح وأثبت إلى عبدالله بن عمر من الاستاد من المتقدمين وسالم أثبت في أخيه من مولاه عمر فدار الحديث ورجم إلى نقل كعب الأحبار عن كتببني إسرائيل والله أعلم.

تحا۔ یہ زیادہ مناسب ہے کہ محفوظ ہو۔ اور اس بارے میں علمی بن ایم طالب سے بھی مردی ہے۔

اوپریاں یہ حاری تھی کفر شیئے فضل ہیں یا انہاں اس سلسلہ میں مصنف نے دو موقف بیان کئے تھے:

۱۔ کسانی رسول ملائکہ رسولوں سے افضل ہیں۔

۴ کہ تمام موسمن انسان ملائکہ سے افضل ہیں (مترجم) اب مصنف فرماتے ہیں کہ جس نے آخری قول کیا ہے اس کے لئے بہتر تھا کہ یوں کہتا خصوصاً اس وقت جب کہ اطاعت کی تو فیق اور معصیت سے بچنے کی طاقت اللہ عز وجل کی طرف سے ہوتی ہے تو پھر لازمی بات ہے کہ افضل وہی ہونا چاہئے جس کو توفیق زیادہ حاصل ہو، اور جس کی گناہوں سے حفاظت و عصمت زیاد ہو۔ (ابدی حقیقت ظاہرہ کچھ یوں نظر آتی ہے کہ) ہم یہ دیکھتے ہی کہ وہ اطاعت جس کا وجود شخص اللہ کے تو فیق عطا کرنے سے ہوتا ہے اور گناہوں سے بچنا اور عصمت بھی دونوں چیزوں فرشتوں میں زیادہ ہیں تو واجب ہے کہ وہی افضل ہوں۔

شیخ حلیمی کاموقف:

شیخ حلی رحمۃ اللہ علیہ نے تونڈ کورہ دونوں اقوال کی توجیہ ذکر فرمائی ہے مگر میں اسے نقل نہیں کرتا۔

انہوں نے ملائک کی افضلیت کو اختیار کیا ہے۔ جب کہ ہمارے اکثر اصحاب نے پہلے قول کو اختیار کیا ہے اور یہ امر آسان بھی ہے۔ لگراں میں کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ ہاں صرف اسی شکنی کی معرفت کرو وہ خود جس نظریہ پر ہے۔

۱۶۵.....بھیں خبر دی ہے۔ ابو معبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے وہ دونوں کہتے ہیں بھیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس رحمۃ اللہ علیہ نے کہ بھیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے کہ بھیں حدیث بیان کی ہے ابو معاوية نے اعمش سے انہوں نے اسمائیل بن رجاء سے اور عمر سے مولیٰ ابن عباس سے اس نے ابن عباس سے کہ انہوں نے فرمایا کہ لفظ جبراًئیل و میکائیل ایسے ہیں جیسے عبد اللہ اور عبد الرحمن۔

۱۶۶: ...بھیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن عبید اللہ حافظ نے کہ تھیں حدیث بیان کی ابو الحسین عبد الصمد بن علی بن کرمن بزار نے بغداد میں کہ تھیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن ابی عثمان طیاری نے کہ تھیں حدیث بیان کی ہے۔ اخْلَقَ بْنُ مُحَمَّدٍ فَرُوْيَ نے انہوں نے کہا تھیں حدیث بیان کی ہے عبد الملک بن قدامہ نے عبد الرحمن بن عبد اللہ بن دینار سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پا۔

^{١٥} آخر جه این ایج حاتم من طبق سفان عن الاخمش به کما فی نفع این کتبه (١٩٠/١)

(١٢٦) عبد الصمد بن علي بن (محمد بن) مكرم الرازي، أبوالحسين (خط ١١/٣١)، وإسحاق بن محمد الفروي (ت ٢٢٦): عبد الملك بن فدامة الجهمي، (ضعيف) (تقریب).

آخر جه الحاكم في المستدرك (٣/٨٧ و ٨٨)، و ابن نصر المروزى في تعظيم قدر الصلاة رقم (٢٥٥) كلاماً من طريق إسحاق بن محمد الفروي به.

وقال الحاكم صحيح على شرط البخاري ولم يخرجه وقال الذهبي منكر عريب وما هو على شرط البخاري، عبدالمطلب ضعيف تفرد به
وقال ابن كثير في الفتن (٢٩٤/٨) :

هذا حديث غريب جداً بل منكر نكارة شديدة وإسحاق الفروي روى عنه البخاري وذكره ابن حبان في الثقات وضعفه أبو داود والنسائي والعقيلي والمدارقطني وقال أبو حاتم الرازى : «كان صدوقاً إلا أنه ذهب بصره فربما لفتن وكبه صحبة وقال مرة هو مضطرب وشيخ عبد الملك بن قيادة أبو قحافة الجمحى تكلم فيه أيضاً والعجب من الإمام محمد بن نصر كيف رواه ولم يتكلم عليه ولا عرف بحاله ولا تعرّض لضعف بعض رجاله؟!»

غير أنه رواه من وجه آخر عن سعيد بن جبير مرسلًا بحروه ومن طريق آخر عن الحسن البصري مرسلًا قريباً منه.

کہ حضرت عمر تشریف لائے جب نماز قائم ہو رہی تھی۔ انہوں نے ابو جحش لیش کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز سے رک جانے کا قصد بیان کیا اور اس میں یہ بات بھی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میٹھے تاکہ میں مجھے ابو جحش کی نماز سے اللہ تعالیٰ کی بے پرواہی بیان کروں بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے اس کے آسان میں کچھ ایسے فرشتے ہیں جو بطور عبادت ہر وقت اپنے سروں کو عاجزی سے جھکائے ہوئے ہیں وہ سرنیس، اخہائیں گے جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے۔ جب قیامت قائم ہوگی وہ اپنے سروں کو اخہائیں گے اور اللہ کی بارگاہ میں عرض کریں گے اسے ہمارے رب ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔ اور بے شک اللہ تعالیٰ کے لئے دوسرے آسان میں ایسے فرشتے ہیں جن کے سر بجدے میں ہیں وہ اپنے سر بجدے سے نہیں اخہائیں گے جب تک کہ قیامت قائم نہ ہو جائے جب قیامت قائم ہوگی وہ بجدے سے اپناءں اخہائیں گے اور عرض کریں گے اسے ہمارے رب ہم نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا۔

(فائدہ) ظاہر و مالک الملک ہے میحو و ملائکہ وہ غنی ہے اس کو کسی کی عبادت کی ضرورت نہیں اور عبادت کرنے والوں کی نہیں، جس کو وہ اپنے آگے جھکنے کی توفیق عطا کر دے وہی کامیاب ہے۔

اللهم اجعلنا منهم.

امام شیعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے اس روایت کو پوری تفصیل کے ساتھ حضرت عمر کے مناقب میں نقل کیا ہے۔

۷۱: ... ہمیں خبر دی ہے ملی بن الحمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اتنی ابی مریم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن فروخ نے کہ مجھے خبر دی ہے اسماعیل بن زید نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابان بن صالح نے مجہد سے انہوں نے حضرت ابی عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے انہوں نے فرمایا۔

بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل کے لئے فرشتے ہیں سوائے محافظ فرشتوں کے وہ لکھتے ہیں درخت کے ہر اس پتے کو بھی جو محترتا ہے جب تم میں سے کسی انسان کو کسی میدان یا جنگل میں کوئی مجروری یا پریشانی لاحق ہو تو اسے چاہئے کہ آواز دے اور پکارتے اللہ کے بنو میری مدد کرو تمہارے اوپر اللہ تعالیٰ حرم فرمائے۔

ایمان کا چوتھا شعبہ

”ایمان با لقران“

جو کہ ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ ہے

اور ان تمام کتابوں کے ساتھ ایمان جو دیگر انہیاً علیہم السلام پر نازل ہوئی تھیں

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّوْا بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَالْكِتَابِ الَّذِي نَزَّلْنَا عَلَى رَسُولِهِ

والكتاب الذى انزل من قبل. (النسا، ١٣٦)

اے زیمان والو، ایمان لا کا اللہ اور اس کے رسول پر اور اس کتاب پر جو اس نے نازل کی اپنے رسول پر اور اس کتاب پر جو نازل کی اس نے یہی۔

اور ارساد فرمایا:

وَالْمُؤْمِنُونَ كُلُّ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكِتَابِهِ وَرَسُولِهِ۔ (البقرة، ٢٨٥)

اور سب مؤمن ہیں۔ ہر ایک ایمان ایسا اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں پر۔

اور ارشاد نے:

والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك. (البقرة:٢)

اور جو ایمان لاتے ہیں اس پر جو اتنا راگیا آپ پر اور جو اتنا راگیا آپ سے پہلے (نیوں پر)۔

علاوه ازیں وہ تمام آیات جو اسی مفہوم میں آئی ہیں۔

اور ہم ابن عمر کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی حدیث میں روایت کر جائے ہیں۔

کرنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے جب ایمان کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

ان تؤمن يا لله وملائكته وكتبه ورسله.

کتو ایمان ॥ اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے رسولوں کے ساتھ۔

فائدہ:یہ تمام نصوص اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ ایمان پا القراءٰن اور ایمان پا لکتب السماوی ایمان کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ (ترجمہ)

ایمان بالقرآن کے شعے اور حصے

ایمان بالقرآن کے کئی خصوصی اور کمی ہے ہیں۔

ایمان ملقرآن کا سہلا شعرہ:

اس پات پر ایمان رکھنا کہ قرآن مجید اللہ کا کلام ہے یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وضع کردہ (تیار کردہ گھر ابوا) نہیں ہے اور نہ یہ جراحت کا

وضع کردہ ہے۔

دوسرا شعبہ:

اس بات کا اقرار کرنا کوہ مجھ لطم ہے اگر سارے جن اور انسان اس بات سے متفق ہو جائیں کہ وہ اس کی مش بنا کر لے آئیں تو اس پر وہ قادر نہیں ہوں گے۔

تیسرا شعبہ:

اس بات کا عقیدہ رکھنا کہ پورا قرآن مجید جس کو چھوڑ کر نبی علیہ السلام دنیا سے رخصت ہوئے تھے وہ یہی ہے جو مسلمانوں کے مصاہف میں (قرآنوں) میں ہے، اس سے کوئی شنی فوت نہیں ہوئی (کوئی چیز رہ نہیں گئی) اور نہ ہی کسی بھولنے والے کے بھولنے سے کچھ ضائع بوا ہے، اور نہ ہی کسی صحیفے کے گم ہو جانے سے، نہ ہی کسی قاری کی موت سے نہ ہی کسی چھپانے والے کے چھپانے سے کچھ نقصان ہوا ہے۔ اور نہ ہی اس میں کسی شنی میں کوئی تحریف و تبدیلی کی گئی ہے نہ ہی اس میں کوئی حرف زیادہ کیا گیا ہے۔ نہ ہی کوئی حرف اس سے کم کیا گیا ہے۔ اس بات کی اپنی وجہ اور پہلی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

اَفَلَا يَذَّبِرُونَ الْقُرْآنَ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللَّهِ لَوْ جَدَ وَافِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا۔ (النَّازِفَةُ ۸۰)

پس کیا وہ غور نہیں کرتے قرآن میں۔ اگر وہ غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں پاتے بہت اختلاف۔

دوسرا ارشاد ہے:

وَهَذَا كَتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مَبَارِكٌ فَاتِحُوا . (انعام ۱۵۵)

اور یہ قرآن ایک کتاب ہے جو نازل کی ہے، ہم نے، بڑی برکت والی ہے پس اسی کی بیروی کرو۔

تیسرا ارشاد ہے:

لَكُنَ اللَّهُ يَشَهِدُ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْكَ أَنْزَلَهُ بِعِلْمٍ وَالْمُلَائِكَةُ يَشْهُدُونَ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا (النَّاهٰ ۱۶۶)

لَكِنَ اللَّهُ كَوَافِرْ دِيَاتِهِ اس کو جو نازل کیا آپ کی طرف، کاس کو نازل کیا ہے اپنے علم سے

او فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور کافی ہے اللہ گواہ۔

چوتھا ارشاد ہے:

وَإِنَّهُ لِتَنْزِيلِ رَبِّ الْعَالَمِينَ نُزِّلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذَرِينَ۔ (الشَّرَاءُ ۱۹۲-۱۹۳)

بے شک وہ قرآن اتنا رہا ہے پورا دگار عالم کا۔ اتنا اس کو لے کر روح الامین (جبرائیل) آپ کے دل پر تاکہ آپ ہوں ذرا نے والے۔

پانچواں ارشاد ہے:

إِنَّا أَنْزَلْنَا قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِعِلْمِكُمْ تَعْقِلُونَ۔ (يُسُفُ ۲)

بے شک اتنا رہا ہے ہم نے قرآن عربی تا آنکہ تم بھجو۔

مذکورہ آیات میں ہے کہ یہ کتاب انم نے اتنا رہا ہے با برکت کتاب ہے اس کی اباع کرو تیسری آیت میں ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو اپنے علم کے ساتھ نازل کیا ہے۔ پہلی آیت کے اندر اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کسی غیر کی طرف نہیں ہے۔ دوسری آیت میں یہ حکم اس بات کی گواہی اللہ بھی دیتا ہے اور فرشتے بھی گواہی دیتے ہیں اور اللہ کی گواہی کافی ہے۔

پوچھی آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ قرآن کو ساتھ لے کر جراحتی میں اترے ہیں جنہوں نے اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اٹھپر اتارا ہے تو گویا حضرت جبرايل ملائیہ السلام قرآن کو اس کے مقام معلوم سے دھرتی پر اس کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے پاکی پہنچانے اور حوالے کرنے والے ہیں پانچویں آیت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو عربی میں نازل کیا ہے تاکہ تم اس کو بھروسہ طلب ہے کہ تم نے ایسا رسول اور نمائندہ بھیجا ہے جو قرآن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے کرنے والا ہے تو وہ نمائندہ بلندی سے پستی کی طرف کلام کو منتقل کرنے والا ہے جس کی اس نے حفاظت بھی کی ہے۔

الله الخلق والامر۔ (عِرَافٌ ۵۲)

خبر درمخلوق بھی اسی کی ہے اور حکم بھی اسی کا ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو اور اپنے امر کو الگ اور فاصلہ کر کے بیان فرمایا (واہ عاطفہ کے ساتھ عطف) فائزہ کو تقاضا کرتا ہے جس کا مطلب ہے کہ (خلق یعنی مخلوق الگ چیز ہے اور امر الگ چیز اگر امر بھی مخلوق ہوتا تو پھر واد کے ساتھ فاصلہ کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔

لولا کلمة سبقت من ربک (طہ ۱۲۹)

اگر نہ ہوتی وہ بات جو پہلے گذر جکی تیرے رب کی طرف سے مطلق سبقت اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز پر سابق ہونے کو تقاضا کرتی ہے۔

اور ارشاد ہوا:

انما قولنا الشيء اذا اردناه ان نقول له كن فيكون. (انجل ۴۰)

ہمارا قول سی بھی شے کے لئے۔ جس وقت ہم اس کا ارادہ کرتے ہیں کہ ہم اس کو یہ کہیں کہ ہو جائیں وہ ہو جاتی ہے۔

اگر اللہ تعالیٰ کا قول مخلوق ہوتا تو دوسرے قول سے متعلق ہوتا اور یہ حکم اس قول کا ہوتا ہے کہ سلسلہ امتاہی ہوتا جو کھال ہے۔

اگر مولا تا کا الفاظ مخلوق ہوتا۔ تو ایک اور قول کے ساتھ متعلق رکھتا۔ اور یہ حکم اس قول کا ہوتا۔ یہاں تک کہ متعلق پہلا تا اس سلسلہ کے ساتھ جو تم نہیں ہوتا اور یہ محال ہے استاذ ابو بکر محمد بن حسن فورث رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر مکملہ امتراہ کے بارے فرمایا۔ کلام در حقیقت اللہ تعالیٰ سے دلیل نے ساتھ ثابت ہے۔ اور اللہ قول "کن" امر بکوئی ہے غیر موجود کو وجود بخشنے کے لئے ہے، امر تکلیف کے لئے نہیں ہے یعنی بہذلہ اس قول کے نہیں جیسے اللہ نے مشرکین سے فرمایا کہ پھر بن جاؤ یا لوہا۔ یا جیسے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا کہ۔ تم بندہ بن جاؤ یہ دلوں امر تکلیف کے لئے یعنی مکلف بناتے کے لئے تھے۔

اور "کن فیکون" میں کن کے امر کے متعلق خاص اس وقت سے ہوگا جس کے بارے میں اللہ کے علم میں ہے کہ فلاں کا مغلاب وقت میں ہوگا وہ وقت اس لئے ہوگا جیسے کہ اس کے نفس نے آواز کو آواز کے موجود ہونے کے وقت سنائے۔

اگر چاں سے وجود سے پہلے بھی سننے والا تم اگر وہ سامع صوت سے متعلق ہوا ہے اس کے موجود ہو جانے کے وقت اس اعتبار سے کہ اس نے اس کو اسی وقت سنائے ہے اس سے قبل نہیں۔

اور "فیکلون" کی فاتحیب کو تقاضا نہیں کرتی۔ اپنے متعلق سیست اس لئے کہ فیکلون والا جملہ انما کا جواب ہے۔

گویا کہ اللہ نے فرمایا کہ اس کا قول کن جس چیز کے متعلق ہوتا ہے نہیں ہوگا مگر اس حال میں ہوگا کہ اللہ جانتا ہے کہ وہ اس وقت میں ہوگا۔ اور

یہ کوں کن مستقبل کے لئے بھی لازم نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کا بعد بہذلہ مصدر کے ہے جیسے اس آیت میں:

وَانْ تَصُومُوا خَيْرٌ لَكُمْ.

وَانْ تَصُومُوا خِيرًا لَكُمْ (بقرة، ۱۸۶)

صدر کے معنی میں ہے۔

اس کا معنی یہ ”صائم کم خیر لكم“۔ تمہارا روزہ رکھنا تمہارے لئے بہتر ہے۔ اور یہ تقاضا کرتا ہے زمانہ استقبال کو۔ ہم نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے صفت کلام کو ثابت کرنے اور فناوی کی فنی کرنے کو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مَدَادًا لِكَلْمَاتِ رَبِّيْ وَلَوْ جَنَّا بِمَثْلِهِ مَدَادًا۔ (کعب، ۱۰۹)

فرمادیجھے اگر سند ریایی ہو میرے رب کے کلامات (کو احاطہ تحریر میں لانے کے لئے) تو سند ختم ہو جائے گا اس سے پہلے کمیرے رب کے کلامات ختم ہوں۔ اگرچہ ہم اس کی مثل اس کی مدد کو اور لے آئیں۔

فائدہ..... اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے لئے دو دفعہ کلامات کی اضافت فرمائی ہے تو اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے کلام کا اثبات فرمایا ہے۔ اور کلامات کے ختم نہ ہونے کو ثابت کیا ہے۔ اور جناب جمع متكلّم کا صیغہ استعمال فرمایا کہ کلام بطور تظییم کیا ہے۔ اس کی مثل قرآن میں ہے۔ جیسے یہ آیت:

أَنَا نَحْنُ نَزَّلْنَا الْذِكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ۔ (جبر، ۹)

میں۔ انا۔ نحن نزلنا۔ انا لحافظون۔ سب جمع کے الفاظ استعمال کئے ہیں یہ سب تعظیم کے لئے ہے۔

امام تہذیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

وَكَلِمَ اللَّهِ مُوسَى تَكْلِيمًا۔ (سورة نساء، ۱۲۲)

اللہ تعالیٰ نے مویٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام فرمائی۔ اس میں کلام کے تکرار کے ساتھ اس کو مدد کیا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے۔ ان الفاظ کی بھی خبر دی ہے جن کے ساتھ مویٰ علیہ السلام کے ساتھ کلام کیا تھا ارشاد ہے:

يَا مُوسَى اِنِّي اَنَا رَبُّكَ فَاخْلُعْ نَعْلَيْكَ اِنْكَ بَا لَوَادِ الْمَقْدَسِ طَوَّيْ وَإِنَا اَخْتَرْتُكَ فَامْسَعْ لَهَا يَوْحِي

اِنِّي اَنَا اللَّهُ لَا إِلَهَ اِلَّا اَنَا۔ فَاعْبُدْنِي وَاقْمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي۔ اِنِّي قُولُهُ۔ وَاصْطَعْنُكَ لِنَفْسِي (۲۱-۲۲)

اے مویٰ بے شک میں ہی تیر ارب ہوں، پس اپنے جوتے اتار دیجھے۔ بے شک آپ مقدس وادی طوی میں ہے۔ اور میں نے تمہیں منتخب کر لیا ہے۔ اب وہ توجہ سے سنے جو وحی کیا جا رہا ہے۔ بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سو اکوئی معبودیں۔ میری ہی عبادت کیجھے اور میری ہی یاد کے لئے نماز قائم کیجھے۔ یہ سلسلہ کلام جاری ہے۔ واصطعنتک لنفسی تک۔

اسی طرح سورۃ اعراف میں فرمایا:

يَا مُوسَى اِنِّي اَصْطَعْنِتُكَ عَلَى النَّاسِ بِرَسَالَتِي وَبِكَلَامِي فَخُذْ مَا اتَيْتُكَ وَكُنْ مِنَ الشَاكِرِينَ۔ (الاعراف، ۱۳۲)

اے مویٰ میں نے تجھے اپنے پیغامات کے لئے منتخب کر لیا ہے اور اپنی کلام کے لئے منتخب کر لیا ہے

لہذا جو کچھ میں آپ کو دوں اس کو لے لجھے اور شکر گزار ہتے۔

یہ سلسلہ کلام ہے جسے مویٰ علیہ السلام نے اپنے رب سے ان کو ہی سنوانے سے سنا اور بغیر ترجیhan کے جو رب کے اور اس کے درمیان ہو۔

اور اپنی رو بیت کی رہنمائی فرمائی۔ اور انہیں اپنی وحدانیت کی ان دعویوت دی۔ اور اپنے ذکر کے لئے اور اپنی عبادت کے لئے منتخب کرنے کی دعویوت دی۔ اور انہیں اس بات کی خبر دی کہ انہیں اپنے لئے اور اپنے پیغامات کے لئے اور اپنی کلام کے ساتھ منتخب کر لیا ہے۔ اور وہ مخلوق کی طرف مبuous ہیں۔ جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ انہوں نے اس کو غیر اللہ سے ناتھا تو درحقیقت وہ یہ دعویٰ کرتا ہے کہ غیر اللہ نے اپنی ذات کے لئے

ربوبیت کا دعویٰ کیا ہے۔ اور موئی علیہ السلام کو اپنی ذات کی دعوت دی ہے۔ جب کہ یہ کفر ہے۔ اور اگر وہ یہ خیال کرتا ہے کہ اس غیر نے اللہ کی طرف دعوت دی ہے تو پھر اس کا یہ قول جھوٹا ہو گیا۔ انی انا ربک کہ میں تمیر ارب ہوں اور انسی ان اللہ لا اله الا انما فاعبدنی۔ میں اللہ ہوں میر سے سوا کوئی اللہ نہیں ہے لہذا امیری عبادت کیجئے۔ جب کہ اسی صورت میں اس غیر کو یہ کہنا چاہئے تھا۔

دبی و ربک قاعده

میرا اور تیرادہ ہی رب ہے اس کی عبادت کیجئے۔

اور وہ اس بات پر دلالت کرتا کہ اس نے اس قول کو اس ذات سے سنائے جس کے لئے ربوبیت ہے اور وحدانیت ہے۔ اور اس لئے کہ امت تمام اہل ملک کے ساتھ اس بات پر متفق ہو چکی ہے کہ موئی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہم کلامی کا شرف و فضیلت خاص طور پر حاصل ہے۔ اگر مذکورہ قول کو موئی علیہ السلام نے مخلوق سے سنایا تو یہ اس کی خصوصیت نہ ہوتی اور نہ ہی کوئی شرف و فضیلت اور نہ ہی اس ذات سے کوئی مشاہدہ جس نے اس کو جراحتیل سے سنائی زیادہ خصوصیت بوجہ جراحتیل کی فضیلت زیادہ ہونے کے اس آواز پر جسے اللہ تعالیٰ نے فی الوقت موئی علیہ السلام کے لئے پیدا کیا تھا۔

اور ہم عمر بن خطاب کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آدم علیہ السلام و موئی علیہ السلام کے مناظرے کا قصر روایت کر چکے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے موئی علیہ السلام سے کہا کہ آپ نبی اسرائیل کے نبی ہیں تیرے ساتھ اللہ نے پر دے کے پچھے کلام کیا تھا اور اللہ نے تیرے اور اپنے درمیان اپنی مخلوق میں سے کسی کو نمائندہ مقرر نہیں کیا تھا۔

۱۶۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو علی روز باری نے کفر دی ہے ابوکبر بن داس نے ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن کثیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے عثمان بن مخیرہ سے انہوں نے سالم سے یعنی ابن ابوجعد سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا۔

کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم موسم حج میں اپنے آپ کو لوگوں پر پیش فرماتے تھے کہ کیا ہے کوئی آدمی؟ جو مجھے اپنی قوم کے پاس لے چلے۔ اس لئے کہ قریش نے مجھے منع کر دیا ہے کہ میں اپنے رب کا کلام لے جاؤں (یہاں بھی رب کا کلام کہا۔) (ایسے ہی) ہم نے حضرت ابو بکر صدیق سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے جب مکہ کے مشرکوں کے سامنے سورۃ روم پڑھی تو انہوں نے کہا یہ تو ہی ہے جو تی ادوات (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) لایا ہے تو صدیق نے جواب دیا کہ۔ لا تکتا کلام اللہ عز وجل۔ نہیں بلکہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ فرمایا)۔

اور ایک دوسری روایت میں ایسے الفاظ ہیں۔ کہ یہ نہ تو میرا کلام ہے اور نہ ہی میرے ساتھی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کا کلام ہے بلکہ یہ اللہ کلام ہے (یہاں بھی صدیق نے کلام اللہ فرمایا)۔

اور ہم نے عامر بن شہر سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ میں شاہ جہشنجاشی کے پاس بیٹھا تھا اس کے ایک بیٹے نے انہیں کی کوئی آیت پڑھ دی اور پھر خود ہی نفس پر اتننجاشی نے کہا کیا تم کلام اللہ پر ہستے ہو۔ (نجاشی نے بھی کلام اللہ کہا)

(۱۶۸) آخر جهہ ابوزداد (۳۸۳) عن محمد بن کثیر عن اسراطیل، والترمذی (۲۹۲۵) عن محمد بن اسماعیل عن محمد بن کثیر عن اسراطیل کلامہ عن عثمان بن المغيرة، به وقال الترمذی. حسن صحیح.

وآخر جهہ ابن ماجہ (۲۰۱) والحاکم فی المستدرک (۲۱۲/۲) من طريق اسراطیل . به .

وقال الحاکم صحیح علی شرط الشیخین و لم یخر جاه و افکه النبی .

ای طرح ہم نے حضرت خباب بن ارت سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا۔ جس قدر استطاعت رکھتے ہو اللہ کا قرب حاصل کرو اور یقین کر و تم ہرگز اللہ کے قریب نہیں ہو سکتے کسی بھی چیز کے ذریعے جو اللہ کو اس کے کلام سے زیادہ محبوب ہو۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ فرمایا) اور ہم نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا اصدق الحديث کلام اللہ کی کچی بات اللہ کا کلام ہے۔ (انہوں نے بھی اللہ کا کلام فرمایا)۔

اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے انہوں نے فرمایا القرآن کلام اللہ۔ کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا۔

لوان قلوبنا طہرت لما شعبنا من کلام الله

اگر ہمارے دل پاک ہوں تو ہم اللہ کے کلام سے بھی سیر نہیں ہوں گے۔ (انہوں نے بھی کلام اللہ کہا)

اور حضرت علی سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا:

ما حکمت مخلوقاً، انما حکمت القرآن.

کہ میں نے کسی مخلوق کو فیصل نہیں بنایا بلکہ میں نے تو قرآن کو فیصل بنایا ہے۔

(قرآن کہا جب کہ قرآن یہ وہ چیز ہے جو کلام اللہ ہونے کے یقین کے ساتھ پڑھی جاتی ہے۔ (وہی کلام اللہ فرمایا)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے ایک جنازہ کی نماز پڑھائی اور دعا میں ایک آدمی نے یوں کہا:

اللهم رب القرآن العظيم اغفر له اين عباس نتكلتك امك ان القرآن منه ان القرآن منه.

اے اللہ اے عظيم قرآن کے رب اس بندے کو معاف فرمادے اور حضرت عبد اللہ بن عباس نے اس شخص کو کہا کہ

بے شک قرآن اسی سے ہے بے شک قرآن اسی سے ہے (یعنی اس کا کلام ہے اس کی صفت ہے)۔

ان مذکورہ آثار کی اسناد ہم نے کتاب الصفات میں بیان کر دی ہیں اور اس بارے میں جو کچھ نبی کریم سے اور ان کے صحابہ تابعین سے اور تابعین سے مروی ہے وہ بھی ذکر کر دیا ہے۔

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے

۱۶۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن ابراہیم فارسی نے "التاریخ" میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسن ابراہیم بن عبد اللہ اصفہانی نے۔ انہوں نے خبر دی ہے ابو احمد محمد بن سلیمان بن فارس سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اساعیل بخاری نے کہا ہے حکم بن محمد ابو مروان طبری نے کہ ہمیں اس کی خبر دی ہے سعیں بن عینہ نے وہ کہتے ہیں میں نے مترسال سے اپنے مشائخ کو ایسا پایا ہے کہ جن میں عمرو بن دینار بھی ہیں وہ سب یہ کہتے تھے کہ:

القرآن کلام الله ليس بمخلوق

قرآن اللہ کا کلام ہے مخلوق نہیں ہے۔

بخاری حکم سے ایسے ہی روایت فرمایا ہے۔

اس کو روایت کیا ہے سلمہ بن شہیب نے حکم بن محمد سے کہ انہوں نے فرمایا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا کہ تم نے اپنے مشائخ سے مترسال سے کوہ کہتے تھے۔ پھر اسی مذکورہ حکایت کا مفہوم ذکر فرمایا۔

کے۔..... ہمیں خبر دی ہے ابو منصور فقیر نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عروہ بن سعی نے کہا ہمیں خبر دی ہے سلمہ بن شعیب نے۔ پھر نہ کوہ قول کو نقل کیا۔ اور اسی کو حضم بن محمد نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

امام یعنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

عمرو بن دیبار کے مشارک سماج کرام کی ایک جماعت ہیں۔ ان میں سے:

① عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ۔

② عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔

③ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ۔

④ عبد اللہ بن زید رضی اللہ عنہ ہیں اور اکابر تابعین ہیں۔

ہم نے یہی قول علی بن حسین سے اور جعفر بن محمد صادق سے اور مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ لیث بن سعد، سفیان بن عیینہ، حماد بن زید، عبد اللہ بن مبارک، عبد الرحمن بن مہدی، محمد بن ادریس شافعی، سیحی بن سیحی، احمد بن حنبل ابو عبید، محمد بن اساعیل بخاری اور ان کے وابدیں القدم شارخ سے یہی قول نقل کیا ہے جب کہ (قرآن کے تلقوں ہونے والی) بدعت کو جعد بن درہم نے ایجاد کیا تھا اور اس سے جھم نے نقل کیا تو اس کو خالد بن عبد اللہ نے قسری نے عید قربانی کے دن ذبح کر دیا تھا۔

استاذ ابو بکر بن فورک کا ارشاد:

استاذ ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا کلام حادث و نوپیدا ہوتا اس کے لئے اور ہمیں باوجود میں آنے سے قبل اللہ تعالیٰ عدم کلام یعنی متكلّم نہ ہونے کی صفت کے ساتھ موصوف ہوتا۔ جیسے کہ اگر اللہ تعالیٰ غیر عالم ہوتا تو جعل و نوافی سے اور علم سے مانع آفت سے موصوف ہوتا۔ اگر بافرض والحال ایسے ہوتا تو ضرور ایسا وقت بھی اس پر گذرا ہوتا کہ وہ اس حال میں متكلّم نہ ہوتا۔ جیسے اگر وہ شروع سے ہی نہ جانتا ہوتا تو تو ایک ایسا وقت بھی اس پر گذرا ہوتا کہ وہ اس وقت علم سے موصوف نہ ہوتا (تو یہ تمام صفات و کیفیات تقصی ہیں جب کہ اللہ تعالیٰ ہم قسم کے تقاضی سے پاک ہے بلکہ ادا واجب ہوا کہ اللہ تعالیٰ ازل سے متكلّم تھا اس لئے کہ اس کو کلام کی منانی صفات مثلاً کوت گونگاہن۔ بچپن لاحق نہیں ہوتیں۔

اگر آپ چاہیں تو یوں کہہ سکتے ہیں کہ کلام اللہ اگر تلقوں ہوتا تو ضروری ہوتا کہ اس کے پیدا کرنے سے قبل اللہ تعالیٰ اس کی ضد اور مختلف صفت سے بھی موصوف ہوتے۔ اس لئے کہ یہ حال ہے کہ کوئی جی اور زندہ صفت کلام سے بھی خالی ہو اور اس کے عدم سے بھی خالی ہو۔ اور اگر عدم کلام اللہ تعالیٰ کے لئے قدیم ہوتا تو اس کا عدم یعنی متكلّم ہونا ممکن نہ ہوتا اور یہ مفروضہ یہاں پر ختم نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کی تمام ان صفات کا حال ہوتا لازم آتا ہے۔ جیسے امر ہوا، نبی ہوئی، خبر ہوئی اور یہ سب دین کے خلاف ہے۔

اس لئے کہ اللہ کا کلام اگر تلقوں ہوتا تو تین حال سے خالی نہ ہوتا ا تو اے اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات میں پیدا کیا ہوتا۔ یا اپنے ماوسا اور غیر میں۔ یا بالکل لاشی میں۔ جب کہ یہ تسلی صورت عقائدی حال ہے یعنی کلام کو پیدا کرتا لاشی میں۔ اس لئے کہ یہ عرض ہے اور عرض قائم ہذا ترتیب نہیں ہوتا۔ اور یہ بھی حال ہے کہ اس کو اپنی ذات میں پیدا کرتا اس لئے کہ اس کا مطلب یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ اپنے اندر تغیر و تصرف کر رہا ہے جب کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی تغیر و تحویل نہیں ہے (بلکہ اس سے پاک ہے) اور یہ بھی حال ہے کہ وہ کلام کو اپنے سوا اور غیر میں پیدا کرتا۔ کیونکہ کلام اگر اللہ کے ماوسا

اور غیر میں پیدا ہوتا تو اس کی نسبت اور اضافت بھی اسی غیر کی طرف ہوتی اسی کے خاص اوصاف کے طور پر تمام اعراض کی طرح جیسے علم ہو قدرت ہوئی حیات ہوتی تو جب ان کو غیر اللہ اور ما سوا اللہ میں پیدا کرتا تو وہ کلام اللہ نہ ہوتا۔ (بلکہ کلام غیر اور کلام فلاں ہوتا اور اس صورت میں کوئی امر اللہ کا امر نہ ہوتا اور کوئی تہنی اللہ کی تہنی نہ ہوتی۔ تو مطلب یہ برآمد ہوا کہ اللہ کا کلام اللہ کی صفت ہے اور قدیم ہے حداثت نہیں ہے مخلوق نہیں ہے اس کا مخلوق بونا حال ہے) (مترجم)

اُریٰ اعتراض کیا جائے کہ۔ اللہ کا کلام ما سوا اللہ میں از راه تفضل و عنايت ہو سکتا ہے جیسے اس کا فعل بطور نفس و عنایت اسی کا ہو سکتا ہے اُرچہ وہ غیر میں ہو۔

تو اس کا یہ جواب دیا جائے گا کہ تفضل اسم ہے کئی کئی جنوں کوشش ہے۔ اور ہم یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے خصوصی اوصاف کے طور پر۔ پس اُر ایک قوت ہو جو منسوب کی گئی ہو اس مخلوق کی طرف جس میں وہ پیدا کی گئی ہے اگرچہ سمع یابصر ہو۔ تو بھی اسی طرف ہو گا۔ تو کہہ دو کہ۔ بایں طور کے امر اور نبی کے نام کے ساتھ اسی کی طرف منسوب کیا جائے گا کہ یہ فلاں کا قول ہے یا فلاں کا کلام ہے پس اُر نہ منسوب کریں اس کو نہ خصوصی طور نہیں ہے طور پر۔ نہ مخلکی طرف اور نہیں مخلک و جگد کی طرف تو دونوں میں معاملہ جدا ہو جائے گا۔

اُریٰ اعتراض کیا جائے کہ اگر اللہ کا کلام مخلوق نہ ہوتا تو ہمیشہ خبر ہوتا۔

انا ارسلنا نوحًا (نوح)

ہم نے نوحؑ علی السلام کو بھیجا۔

ہمیشہ بھیجا جب کہ یہ جھوٹ ہے جواب میں کہا جائے گا۔

کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا؟

وقال الشيطان لعاقطان لعاقضی الامر ان الله وعدكم وعد الحق (ابن تیمیہ ۲۲)

شیطان کہے گا اس وقت جب فیصل ہو چکے کا پیغمبہر کے سچا وعدہ دیا تھا اور میں نے تمہیں جھوٹا وعدہ دیا تھا۔

اور نہیں کہا کہ بعد میں کیا وہ جھوٹ ہے؟ اگر مفترض کہے گا اس کا حقیقی ہے عنقریب کہے گا تو جواب دیا جائے گا کہ یہی جواب ہے انسا ارسلنا ک نوحؑ کا بھی ہے کہ اس کے ازل میں خبر تھی اس بارے میں کہ عنقریب ہم نو۔ رسولنا ک نوحؑ کو بھیجنے کے بارے پہنچتی۔

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیشہ مکمل ہوتا تو اس کا مطلب ہو گا کہ وہ ہمیشہ امر کرنے والا ہوتا حالانکہ اس طرح مخلوق کو امر کرنا لازم آتا ہے جو کہ موجودی نہیں کیونکہ ازال میں مخلوق ہو جو نہیں تھی لہذا اس کو امر کرنا جو موجودی نہ ہو حال ہے۔

جواب یہ دیا جائے گا کہ ہمارے اصحاب میں سے جس نے یہ کہا ہے کہ ہمیشہ امر کرنے والا تھا۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ امر اس کیفیت سے تھا کہ (اے مامور) جب تو پیدا ہو گا اور پھر قبائل ہو گا اور تیری عقل مکمل ہو جائے گی تو یہ امر (تجھ پر لا گو ہو جائے گا پھر) تم اس وقت ایسے ایسے کرنا۔ اس کی مثال اسی ہے جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ امر ہیں جو بعد میں آنے والے لوگوں کے لئے ہیں۔

اور ہمارے اصحاب میں سے جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ازال میں غیر امر تھا لعنی امر کرنے والا انہیں تھا تو یہ مطلب ہو گا کہ اس کا کلام امر ہو گا معنی اور مفہوم کے حدود و وجود کے لئے تو ہم یہ کہیں گے کہ یہ لازم نہیں ہے کہ جب ازال میں مکمل ہو تو ازال میں ہمیشہ امر کرنے والا بھی ہو اس لئے کہ کلام کی حقیقت امر کی حقیقت کی غیر ہے اور مختلف ہے۔

کلام نہیں تھا کیونکہ امر تھا۔ کلام اس لئے تھا کہ مسوع تھا ایسا مسوع جو متكلم کے معانی و مطالب کا فائدہ دیتا تھا۔ جو سکوت کی نفع کرتا ہے جو گونئے پن کی نفع کرتا ہے۔ اور امر ہو گایہ سمجھانے کے لئے کہ اس کو ایسا کرنا لازم ہو گا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ ازل سے کلام کرنے والا اور ہمیشہ متكلم تھا کہ مطلب تو یہ ہو گا کہ وہ ایسی غیر مفید اور غیر ضروری باتیں کرنے والا تھا جس کو کوئی سننے والا ہی نہیں تھا؟

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ کیا صحیح کرنے والا ایسے ہی نہیں ہوتا؟ کہ اس کے کلام کو کوئی نہیں سنتا اس کے باوجود وہ بیہودہ بکواس اور بڑی را نہیں کہلاتا۔ اگر کہا جائے کہ اس کو تو اللہ سنتا ہے۔ تو جواب دیا جائیگا کہ اللہ تعالیٰ توحید یا ان کو اور بکواس کو بھی سنتا ہے مگر اللہ کا سنتا ہدی یا ان کو توحید یا ان سے خارج نہیں کرتا۔ کیونکہ ہدی یا ان کا مطلب غیر مفید کلام ہے۔ جب کہ اللہ کا کلام بڑے عظیم معانی کا فائدہ دیتا ہے۔

اگر کوئی دلیل پکڑنے والا حروف سے دلیل پکڑے کہ حروف حادث ہیں اور مخلوق ہیں۔ اور ایک دوسرے سے آگے پیچھے ٹوٹ رہیں۔ اس میں حادث اور مخلوق ہونے کی دلیل ہے۔ تو یہ بات درست نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام حروف نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ایک ایسا معنی اور مفہوم ہے جو اللہ کی ذات کے ساتھ قائم ہے جو سنا جاتا ہے اور جس کے معانی سمجھے جاتے ہیں۔ جب کہ حروف اس معنی اور مفہوم پر دلیل ہوتے ہیں۔ جیسے تحریر اور حکمت کلام کے علامات ہوتے ہیں اور اس پر دلالت کرنے والے ہوتے ہیں۔ جیسے وہ معانی بطور متكلم سمجھے جاتے ہیں۔ جب کہ نہ اس کے خارج ہوتے ہیں نہ ہی حروف۔ اسی طرح اس کا کلام سمجھا جاتا ہے جب کہ وہ کلام حروف ہوتے ہیں نہ ہی آواز ہوتے ہیں۔

باتی رہا اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

ما يأتی بهم من ذکر من ربهم محدث. (الاعیۃ ۲)

کہ نہیں آتا کافروں کے پاس کوئی نیاز کرانے کے رب کی طرف سے۔

اس آیت میں اللہ کی طرف سے جو کلام آتا ہے اس کو حادث اور نیاز قرار دیا ہے۔ اس سے بھی حادث اور مخلوق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔ (ترجم)

ہماری دلیل یہ ہے کہ اگر اذکار میں سے کوئی ذکر غیر محدث ہو تو اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس کی مثال ایسے ہو گی جیسے کوئی شخص کہے کہ میرے پاس آؤ آیا ہے جس کا سر ہے تو اس کا کلام کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا اس لئے کہ سر سے خالی تو کوئی بھی نہیں ہے۔

(اور یا یہ توجیہ کی جائے گی کہ) ذکر سے مراد کلام رسول ہے۔ یا نفس رسول ہے اس لئے کہ اتنا یعنی آنے کا الفاظ استعمال ہوا ہے جب کہ حقیقت آتا تو رسول کا ہی ہوتا ہے۔

اگر کلام اللہ کے مخلوق ہونے اور حادث ہونے پر کوئی شخص اس کے سخن اور تبدیل اور حفاظت سے دلیل پکڑے اور کہے کہ (منسوخ تبدیل اور قابل حفاظت چیز مخلوق ہوتی ہے اور حادث ہوتی ہے)

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ یہ تمام باتیں احکام و قرأت کی طرف راجح ہے میں جو کلام پر دلالت کرتی ہیں نہ کہ کلام کے عین کی طرف۔ اسی طرح ہے جمعیتیں یعنی کم کرنا یا قرأت میں ہوتی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے اور باقی رہی قرأت غیر معرف جیسے کہ ذکر اللہ۔ اللہ کا غیر اور مساوا ہے۔

اور اس آیت سے مخلوق ہونے اور حادث ہونے پر دلیل پکڑنا۔

انا جعلناه فرانا عربیا۔ (زرف ۲)

کہم نے اس کو بنادیا ہے قرآن عربی۔

اس سے دلیل پکڑنا کہ چونکہ اللہ نے بنایا ہے تو مطلب یہی ہوا کہ وہ مخلوق ہے۔
تو جواب یہ ہے کہ بنانے سے مراد تخلیق کرنا۔ ازسر سے تو بنانہیں بلکہ اس سے مراد ہے سیناہ کہ تم نے اس کا یہی نام رکھا ہے۔ چیزیں اس آیت میں جعل سے مراد بنانہیں بلکہ نام رکھنا مراد ہے۔

وَجَعَلُوا الْمَلَائِكَهُ الَّذِينَ هُمْ عِبَادُ الرَّحْمَنِ اَنَّا

كَمِشْرُوكُونَ نَفْلَهُ مَلَائِكَهُ جُو كَرِيمٌ كَمِشْرُوكُونَ كَمِشْرُوكُونَ نَفْلَهُ اَنَّا

أَنَّا مَرَادُ بَنَانِيَا تَخْلِيقُ كَرَنَانِيَا جَبُ كَمِرَادُ ہے کَہ انہوں نے مَلَائِكَهُ كَوَّوْنَثُ ہونے کے ساتھ مُنْسُوبُ وَمُوصَفُ كَرَدِيَا ہے۔

شیخ حلبی کا قول:

شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

انہ لقول رسول کریم۔ (الخطبۃ ۲۰)

بے شک قرآن قول ہے عزت والے قاصد کا۔

ولا بقول کا ہن۔ (الخطبۃ ۲۲)

نہیں بے قول کسی کا ہن کا۔

انہ لقول رسول کریم ذی قوۃ عندی العرش مکین مطاع ثم امین۔ (الکویر ۱۹-۲۱)

بے شک قرآن قول ہے عزت والے قاصد کا طاقت و رہے عرش والے کے پاس قرار پکڑنے والا۔ وہاں اطاعت کیا ہوا۔

ان تینوں آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ قرآن مجید عزت والے قاصد کا قول ہے یعنی جبرائیل نے اس کو بول کر اور پڑھ کر رسول اللہ کو سنایا ہے اور کسی کا ہن کا قول نہیں ہے یعنی ایسے کسی نیا پاک کے منہ اور زبان کے الفاظ نہیں ہیں۔

بلکہ مقدس فرشتے نے اللہ سے حاصل کر کے سب سے پہلے اس کا نطق کیا ہے۔ (ترجمہ)

شیخ حلبی فرماتے ہیں کہ اس کا معنی ہے کہ وہ عزت والے قاصد کا ابو لہ ہوا ورنظر کیا ہوا ہے یعنی رسول اللہ نے قرآن کو عزت والے رسول سے اور قاصد سے حاصل کیا ہے۔ یا یہ مطلب ہے کہ ایسا قول جس کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عزت والے قاصد اور نمائندے سے سنایا ہے جب وہ عزت والا رسول اور نمائندہ قرآن کو لے کر حضور پر اترائے اور دوسرا آیت میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَانْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَ كَفَاجِرَهُ حَتَّىٰ يَسْمَعَ كَلَامَ اللَّهِ.

اور اگر مشرکوں میں سے کوئی ایک بھی آپ سے بناہ مانگے تو اسے پناہ دے دیجئے جہاں تک کرو اللہ کا کلام نہیں۔

شیخ حلبی فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ثابت فرمادیا ہے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور یہ بات ناممکن ہے کہ اللہ کا کلام جبرائیل کا کلام بھی ہوا یک ساتھ یعنی خالق کلام ہوا یا ہونا ممکن نہیں لہذا ثابت ہوا کہ وہی یعنی ہو گا جو ہم پہلے کہہ چکے ہیں۔

امام تہمی کا قول:

امام تہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گذشتہ آیات سے مقصود مشرکین کی تکذیب ہے ان کے اس گمان کی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس قرآن کو از خود وضع کر لیا ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ یہ قرآن وہی ہے حضرت جبرائیل امین نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اٹھپر اتنا رہے اور جبرائیل نے اس کو اللہ کی طرف سے اتنا رہے۔

دوسری وجہ:

بہر حال دوسری وجہ یعنی ایمان بالقرآن کا دوسرا شعبہ وہ ہے اس بات کا اعتراف و اقرار کرنا کہ قرآن مجzen نظم ہے۔ چنانچہ اسی پر بات چیت گذر چکی ہے۔ باقی قرآن کا اعجاز ہمارے اکثر اصحاب کے نزدیک قرآن کی قرأت میں واقع ہے۔ قرآن کے حروف کی نظم اور اس کی دلالت میں کلام قدیم میں ہے جب جن اور انسان قرآن کی مثل لانے سے عاجز تھے۔ اور فرشتے بھی اس کی مثل لانے سے عاجز تھے اس لئے کہ اکثر اہل علم کے قول کے مطابق قرآن نظم ہے مگر لوگوں کے منظوم کلام کی جنس میں سے نہیں ہے۔ اور اس کی ذات یا اس کی توجیہ کی طرف را بھی نہیں پائی جاسکتی تاکہ اس کا مقابلہ کیا جاسکے اور اس کی مثل بنائی جاسکے۔ اور وہ مثل ترکیب جو اہر کے ہے تاکہ اجسام ہن سکیں۔ اور ذات کی الٹ پھر ہو سکے۔ کیونکہ جس طرح جن و انس اس کی مثل لانے سے عاجز ہیں اسی طرح اس کی مثل لانے سے فرشتے بھی عاجز ہیں۔

باقی رویہ یہ بات کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے چیلنج جو واقع ہوا ہے وہ حرف جنوں اور انسانوں کو ہے فرشتوں کو نہیں ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جنوں اور انسانوں کی طرف رسول بنا کر بیسچھے گئے تھے۔ فرشتوں کی طرف نہیں۔ اس قرآن میں وہ آیات موجود ہیں جو یہ واضح کرتی ہیں کہ قرآن کی نظم جبرائیل کی طرف سے بھی نہیں ہے۔ لیکن یہ تکلیف اور خیر کی طرف سے ہے۔ یعنی باریک میں اور خیر کئھنے والی ذات کی طرف سے ہے یہی معنی ہے خلیلی رحمۃ اللہ علیہ کے کلام کا۔

تیسرا وجہ۔ یعنی ایمان بالقرآن کا تیسرا شعبہ۔ اس کا یہاں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کی خود صفات دی ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ:

❶ انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون۔ (الجڑو)

بے شک ہم ہی نے اس ذکر کو اتنا راہے اور بیشک ہم ہی تین اس کی حفاظت کرنے والے۔

❷ وانه لكتاب عزيز لا يأبهه الباطل من بين يديه ولا من خلفه تزيل من حكيم حميد۔ (فصلت ۳۲-۳۳)

بے شک وہ قرآن مجید ایک کتاب عزیز ہے جس کے پاس باطل نہیں آنکھا نہ کسکے آگے اور نہی

اس کے پچھے یہ حکمت والے اور حمد والے رب کا اتنا راہوا ہے۔

جس شخص نے اس بات کا امکان مانا ہے کہ کسی کو قرآن میں کسی قسم کی کیا زیادتی کرنے کی قدرت حاصل ہے یا اس سے کچھ کم کرنے یا اس کی تحریف کرنے کی قدرت ہے اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی ہے اس کی خبر کے اندر اور اس خبر کے خلاف کا جواز و امکان مانا ہے جب کہ یہ بات کفر ہے۔

(اور اس کے خلط ہونے کی ایک عقلی وجہ بھی ہے وہ یہ ہے کہ) اگر یہ بات ممکن ہوتی تو کوئی مسلمان شخص بھی اپنے دین کے معا ملے میں دشوق اور یقین پر نہ ہوگا۔ جس حس چیز میں بھی وہ قرآن سے تمک اور استدلال کرے گا۔ اس لئے کہ اس کے پاس اس بات کی کوئی گارنٹی نہیں ہوگی کہ جو کچھ ہے وہ صحیح ہے اور درست ہے۔ بلکہ امکان پیدا ہو جائے گا کہ کوئی مسئلہ اس میں نہ ہو جس میں کتمان ہوا ہے یا جو ضائع ہوا ہے یا کوئی احکام جو ثابت تھے اس میں کوئی نفع یا تبدیلی ہو گئی ہے۔ غیرہ غیرہ تو گویا اس طرح پورا دین و ایمان مشکوک ہو جائے گا۔

شیخ خلیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس میں تفصیلی کلام کیا ہے۔ لہذا یہ صحیح ہے کہ ایمان کی تکمیل اسی میں ہے اور ایمان کی تکمیل کے لئے ضروری ہے کہ اس بات کا اقرار کیا جائے کہ پورا قرآن مجید یہی ہے جو خلفاً عن سلف متواتر چلا آ رہا ہے نہ اس میں کوئی زیادتی ہے اور نہ ہی اس سے کوئی چیز کم ہے۔

قرآن مجید جمع کرنے والی حدیث کا تذکرہ جمع کرنے کی بابت پس منظر سے پیش منظر تک

۱۷۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے میں ابو الحسن علی بن محمد بن خویہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موئی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن موئی اشیب نے ابراہیم بن سعد زہری سے انہوں نے این شہاب سے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو النصر محمد بن محمد بن علی بن مقائل ہاشمی فروہی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبد اللہ مزمنی نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عظیفۃ الفضل بن حیاب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید طیاسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے این شہاب نے عبید بن سباق سے انہوں نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ

میرے پاس صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ کی شہادت کے موقع پر بلا وابھیجا۔ میں حاضر ہو تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ ان کے پاس تشریف فرماتھے۔ ابوکبر صدیق نے فرمایا کہ میرے پاس حضرت عمر تشریف لائے ہیں کہ یمامہ کی جگ قتل قرآن کے ساتھ ہوئی شدید ہوئی ہے (کیونکہ اس جگ میں قرآن مجید کے ستر قاری شہید ہو گئے تھے) جس سے مجھے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر اسی طرح دیگر جنگوں میں بھی قراء قتل ہوتے رہے تو قرآن مجید کا بہت سارا حصہ شائع ہو سکتا ہے (اس لئے کہ اس وقت تک قرآن مجید پورا اضططر ہریں میں ایک کتاب کی صورت میں نہیں تھا بلکہ قراء کے سینوں میں جمع تھا پھر الگ سورتوں کی صوت میں محفوظ تھا) عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن مجید جمع کرنے کا حکم فرمائیں۔ مگر میں نے عمر سے جواب آیا کہا ہے کہ میں اس کام کو کیسے کروں؟ جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ عمر نے جواب دیا ہے کہ۔ یہ کام اللہ کی قسم خیر ہے (بہتر ہے) نے ہمیشہ اور بار بار میرے ساتھ اس بات پر حضرت عمر بات چیت اور بحث و تجھیص کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا تھا اس بارے میں میری رائے بھی وہی ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ہے۔ حضرت زید فرماتے ہیں ابوکبر صدیق نے فرمایا (اے زید) بے شک آپ جوان آدمی ہو ٹکلند ہو، ہم لوگ آپ کو تھمت بھی نہیں لگاتے (یعنی آپ ہمارے نزدیک بدنام نہیں ہیں بلکہ با اعتماد ہیں) اور آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آپ کے لئے وہی کی کتابت بھی کیا کرتے تھے۔ لہذا آپ قرآن میں ڈھونڈو بھال کریں اور اسے جمع کریں۔ حضرت زید فرماتے ہیں۔ اللہ کی قسم اگر یہ لوگ مجھے پہاڑوں میں سے کسی پہاڑ کو اپنی جگ سے ہٹانے کی تکلیف اور ذمہ داری دیتے تو مجھ پر کوئی زیادہ بھاری نہ ہوتی اس ذمہ داری سے جس کا انہوں نے مجھے حکم دیا تھا یعنی قرآن مجید جمع کرنے کی ذمہ داری ہے۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے کہا آپ لوگ وہ کام کیونکر کرتے ہو جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ ابوکبر صدیق نے فرمایا اللہ کی قسم یہ کام خیر ہے (یعنی بہتر ہے) چنانچہ حضرت ابوکبر رضی اللہ عنہ بار بار میرے سے مسئلہ بات چیت اور بحث و تجھیص کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا سینہ بھی کھول دیا اس کام کے لئے جس کے لئے ابوکبر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کا سینہ کھول دیا تھا۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ میں نے جس بودھونڈھو بھال اور تلاش قرآن شروع کر دی۔ میں اسے کانڈے کے نکڑوں سے اور کھجور کے پتوں سے اور لوگوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا۔ حتیٰ کہ سورۃ توبہ کا آخر میں نے حضرت ابو خزیمہ کے کے پاس پایا۔ اور ابوالولید کی ایک روایت میں ہے کہ۔ حضرت خزیمہ کے ساتھ یا ابو خزیمہ انصاری کے پاس۔ کہ نہیں پایا تھا میں نے اس کو کسی ایک کے پاس ان کے سوا یعنی یہ آیت:

لقد جاءه کم رسول من النفس کم. یعنی خاتمه سورۃ برآۃ۔

حضرت زید فرماتے ہیں کہ صحیفے (قرآن مجید مرتب و مدون شدہ) حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس محفوظ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی زندگی میں ان کے پاس محفوظ تھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو وفات دے دی۔ پھر ان کے بعد امام المؤمنین سیدہ حضرت بنت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس تھے۔ حدیث اشیب پوری ہوتی ہے۔ ابوالولید نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ ابراہیم بن سعد نے کہا تھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔

کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور وہ اسینہ اور آذربیجان کی فتح میں اہل عراق کے ساتھ میں اہل شام کے خلاف جنگ کرتے تھے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کو قرآن میں ان کے اختلاف نے خوف زدہ کر دیا تھا لہذا انہوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ اس امت کو بچا لیجئے اس سے پہلے کہ وہ کتاب اللہ میں اختلاف کریں جیسے یہود و نصاریٰ نے اختلاف کر لیا تھا۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ام المؤمنین سیدہ حضرت رضی اللہ عنہ کے پاس نمائندہ بھیجا (اور گذارش کی کہ) آپ مسح (صدیق و فاروق والاقرآنی نسخہ) میرے پاس بھیجن یا یہ کہا کہ صحیفے ہیجے۔ ہم انہیں مصاحف (قرآنوں) میں لکھ لیں گے پھر وہ (اصل نسخہ) آپ کے پاس واپس لوٹا دیں گے۔ چنانچہ ام المؤمنین سیدہ حضرت عثمان کے پاس بھیج دیا اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے زید بن ثابت کو بایا اور انہیں حکم دیا اور عبد اللہ بن زبیر کو اور سعید بن عاص کو (یہاں تک کہ اضافہ تو ابوالولید کی روایت کا تھا) اور ابوالولید کے مساوا نے اور عبد الرحمن بن حارث بن هشام نے کہا ہے۔ کہ (حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے) ان لوگوں کو حکم دیا کہ (مختلف) صحیفوں کو مصاحف (قرآنی نسخوں) میں نقل کریں اور ان سے کہا کہ۔ جس چیز میں تم لوگ اور زید بن ثابت اختلاف کرو تو اس کو قریش کی لخت کے ساتھ لکھ لوسوائے اس کے کچھ نہیں کہ قرآن انہیں کی زبان کے ساتھ نازل ہوا ہے لہذا تمام صحیفے۔ مصاحف میں لکھ لئے گئے پھر حضرت عثمان نے (ملکت اسلامی) کے ہر کونے میں ایک ایک مصحف بھیج دیا۔ اور باقی ماندہ مصحف یا صحیفوں اور قرآنی اور اراق کے لئے یہ حکم دیا۔ یہ تو ان کو منا دیا جائے یا جلا دیا جائے۔ (اور راہ پہاڑوں میں فن کرو گئی۔)

ابن شہاب نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے خارجہ بن زید نے کہاں نے زید بن ثابت سے ناوارہ فرماتے تھے کہ میں نے سورۃ الحزاب کی ایک آیت کم پائی جب صحیفے لکھے جا رہے تھے۔ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سختے تھے آپ اس آیت کو پڑھتے رہتے تھے۔ میں نے اسے تلاش کیا تو میں نے اسے خزیس بن ثابت الصاری کے ساتھ پالیا۔ وہ یہ آیت تھی۔

من المؤمن رجال صدقوا ما عاهدو الله عليه۔ (الحزاب ۲۳)

لبد ایں نے اس کو قرآن میں اسی سورۃ کے ساتھ انحن کر دیا۔

قرآن مجید کی جمع و ترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی

ابن شہاب نے کہا کہ اس دن الفاظ تابوت کے پارے میں اختلاف ہوا حضرت زید بن ثابت نے فرمایا لفظ ہے ”التابوه“ اور ابن زبیر اور سعید بن عاص نے ”التابوت“ کہاں کا اختلاف حضرت عثمان کی خدمت میں لے جایا گیا آپ نے فرمایا اس کو تابوت لکھوں کو بخاری نے صحیح میں موصیٰ بن اساعیل سے انہوں نے ابراہیم بن سعد سے روایت کیا ہے۔
سوائے قول ابن شہاب کے۔

امام تکلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قرآن مجید کی تالیف و ترتیب عہد نبوی میں ہوئی تھی اور ہم نے زید بن ثابت بے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

کنا عند رسول الله (صلی اللہ علیہ وسلم) نولف القرآن من المداع.

اہم رسول اللہ کے پاس قرآن مجید کو (کاغذ یا چڑے) کے نگروں سے جمع کرتے اور ترتیب دیتے تھے۔

سوائے اس کے نہیں کہ زید بن ثابت کی مراد ہے۔ جمع و ترتیب متفرق آیات کی جو نازل ہو یجی تھیں ان کی سورتوں میں اور ان کو جمع کرنا سورتوں میں نبی ملیٰ السلام کے اشارے سے تھا۔ اس کے بعد پھر سینوں میں محفوظ تھا (کاغذ اور چڑے کے) نگروں میں اور سفید پھر وہ اور کچھ جزو کے پتوں میں لکھا ہوا تھا۔ تو ان تمام چیزوں سے صحیفوں میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور ان دونوں کے سوائے مہاجرین و انصار کے اشارے سے صحیفوں میں جمع کیا گیا۔ پھر جو کچھ صحیفوں میں لکھا گیا تھا اس کو مصاحف میں جمع کیا گیا تھا حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے اشارے سے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان کے مطابق۔

اور ہم نے روایت کیا ہے سوید بن غفلہ سے کہ انہوں نے کہا ملیٰ بن الی طالب نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ پر حمد فرمائے اگر میں ہوتا تو میں بھی مصادف میں وہی پچھہ کرتا جو کچھ حضرت عثمان نے کیا۔

تحقیق ہم ذکر کر رکھے ہیں کتاب۔ المدخل میں اور کتاب۔ دلائل المبہوہ کے آخر میں (وہ مواد) جو اس اجماع کو تقویت دیتا ہے۔ اور اس کی صحت پر دلالت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر ہے اس بات پر اللہ کے بندوں نے اللہ کی کتاب کی حفاظت کی اور اس نے پوری امت کو واضح راستے پر چھوڑا۔ اور انہیں سنت کی متابعت کی تو فیض عطا فرمائی اور بدعت سے ابھناب کی تو فیض دی۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے لئے قرآن چھوڑا ابن عباس رضی اللہ عنہ اور محمد بن حنفیہ کا ارشاد

۱۷۲.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عسکل نے کہ خبر دی ہے فضل بن محمد بن میتب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نشیلی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینیہ نے عبد العزیز بن رفیع سے کہ انہوں نے کہا کہ میں شداد بن معقل کے ساتھ حضرت ابن عباس کے پاس گیا۔ اور ہم نے ان سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے سوا کوئی اور شے بھی چھوڑی ہے؟

انہوں نے فرمایا:

ماترک سوی ما بین هذین اللوحین.

کرنیں بک جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے اس کے سوا کچھ نہیں چھوڑا۔

پھر ہم محمد بن حنفیہ کے پاس گئے اور ہم نے ان سے اس بارے میں پوچھا تو انہوں نے بھی اسی کی مثل جواب دیا۔ اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں تحریک سے انہوں نے سفیان سے روایت کیا ہے۔

کس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے؟

۱۷۳.....ہمیں خبر دی ہے سید ابو الحسن محمد بن حسین علوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حامد احمد بن حسن حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذ حلی نے اور ابو حاتم رازی نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یزید بن سنان رحاوی نے کہ ہمیں حدیث بیان

کی ہے یزید بن سنان نے یعنی اس کے پاپ نے عطا سے انہوں نے کہا میں نے ساتھا ابو الحجاج مجاهد بن جبر سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سعید بن میتب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ساصحیب سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ساتھا:

ما امن بالقرآن من استحل محارمه.

جو شخص قرآن کے حرام کردہ امور و حلال سمجھے اس کا قرآن پر ایمان نہیں ہے۔

۲۷۳..... اور یہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو الحجاج بن ابو الحسن نے کہ یہیں حدیث بیان کی ہے محمد بن خزیمہ نے کہ یہیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سعید ربانی نے کہ یہیں حدیث بیان کی ہے صدقہ بن صادق نے جو موی ہے بنی ہاشم کے کہ یہیں حدیث بیان کی ہے غضن بن مخلص نے مجاهد سے انہوں نے سعید بن میتب سے انہوں نے کہا میں نے صحیب سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا فرماتے تھے۔

ما امن بالقرآن من استحل حرامة.

جو شخص قرآن کے حرام کردہ چیزوں کو حلال قرار دے وہ قرآن پر ایمان نہیں لایا۔

مند احمد کی ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں ”حرامة“۔

امام زہفی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام زہفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تمام شاہوں کے ساتھ قرآن سمیت ایمان لانا ایسا ہے جیسے تمام رسولوں کے ساتھ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمیت ایمان لانا ہے اور کلام اللہ کے بارے میں ہمارے اوپر جس چیز کی معرفت لازم ہے وہ یہ ہے کہ ہم اس بات کو سمجھیں اور جانیں کہ اللہ کا کلام اس کی صفت ہے۔ اس کی صفات ذاتیہ میں سے ہے جو اسی کے ساتھ قائم ہے۔ اور اس کا کلام پڑھا جاوے ہے فی الحقيقة ہماری قرأت کے ساتھ محفوظ ہے ہمارے قلوب میں۔ لکھا جاوے ہے ہمارے مصاہف میں۔ ان میں طول و دخول کیا ہوائیں ہے۔ اس کی مثال اسی طرح ہے جس طرح اللہ تعالیٰ فی الحقيقة نہ کوئی ہے ہماری زبانوں کے ساتھ معلوم ہمارے قلوب میں۔ معینو ہے ہمارے بجدوں میں اور مساجد میں ان میں طول و دخول کیا ہوائیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے مختلف ہونے کی کوئی حدیثیں اور شہیدی کوئی تعداد ہے نہ ہی کوئی حصر ہے۔ اور نہ ہی قلیل یا کثیر ہے بلکہ وہ کلام جب عربی میں پڑھا جاتا ہے تو قرآن نام رکھا جاتا ہے۔ اور جب سریانی میں پڑھا جائے تو انہیں نام رکھا جاتا ہے۔ اور جب وہ عبرانی میں پڑھا جائے تو تورات نام رکھا جاتا ہے۔ اور ہماری اس شریعت میں قرأت کا نام اسی کا رکھا جاتا جس کا نام قرآن رکھا جاتا ہے۔ تورات بخیل کا نام قرأت نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان اہل کتاب کی تکذیب فرمائی ہے۔ جو ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھے۔

(۱۷۴) آخرجه الطبراني في الكبير (۳۶/۸ رقم ۲۹۵) من طريق محمد بن يزيد بن سنان الراهاوي . به .

وقال زهيفي في الزوائد (۱/۱۷۷) فيه محمد بن يزيد الراهاوي ضعفة البخاري وغيره وذكره ابن حبان من الثقات وأبوه يزيد ضعفة أبو داود وغيره وقال البخاري مقارب الحديث .

(۱۷۵) آخرجه الترمذی (۲۹۱۸) من طريق وكيع عن ابی فروة يزيد بن سنان عن ابی المبارک عن صحیب مرفعاً .

وقال ابو عیسی: هذا حديث ليس ابناه بالقوى وقد خولف وكيع في روایته وقال محمد: أبو فروة يزيد بن سنان الراهاوي ليس بحدیثه بأس إلا روایة ابنته محمد عنه فانه بروای عنہ مناکر .

قال ابو عیسی وقد روی محمد بن يزيد بن سنان عن ابی هذا فزاد في هذا الإمساد عن مجاهد عن سعید بن المسيب عن صحیب، ولا يتابع محمد بن يزيد على روایته وهو ضعیف وابو المبارک رجل مجهول .

اور کتاب اللہ میں ان کی خیانت کی خبر دی ہے۔ اور کلام اللہ کو اپنے موقف اور اپنے مقام سے بد لئے اور تحریف کرنے کی خبر دی ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں۔ (تحریف کرنے کے باوجود کہ) یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ حالانکہ وہ نہیں ہے اللہ کی طرف سے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ کہتے ہیں حالانکہ وہ جانتے ہیں (کہ جھوٹ کہ رہے ہیں) اس لئے کسی مسلمان کے پاس کوئی صانت نہیں ہے۔ کہ جب ان کی کتابوں سے کوئی شی پڑھتے وہی یہود و نصاریٰ کی وضع کردہ گھری ہوئی ہو۔

قرآن مجید کے بارے میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کی نصیحت

۱۷۵) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے۔ احمد بن عبید صفار نے عبد اللہ بن بن صقر بن نصر سکری سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مروان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے زہری سے انہوں نے عبد اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ سے انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا۔

تم لوگ کسی چیز کے بارے میں اہل کتاب سے کیوں پوچھتے ہو؟ حالانکہ تمہاری وہ کتاب جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا ہے تمام چیزوں سے (اللہ کی طرف سے آنے والی) جدید ترین خبر ہے تم اسے خود پڑھتے ہو وہ کتاب بوزہنی نہیں ہوئی (پرانی نہیں ہوئی) پھر اللہ تعالیٰ نے تمہیں اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اللہ کی کتاب کوبدل دیا تھا اور اس میں تبدیلی کر دیا تھی۔ اور وہ اس کو اپنے ہاتھ سے لکھ لیتے تے پھر کہتے تھے کہ اللہ کی طرف سے ہے تانکہ وہ اس کے ذریعے تقدیر سامعا و ضر خرید سکیں اور حاصل کر سکیں۔ کیا اس طرح اللہ تعالیٰ نے منع نہیں کر دیا ایسے علم سے جو تمہارے پاس ان سے پوچھنے سے آئے۔ اللہ کی قسم ہم نے ان میں سے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا کبھی بھی جو تمہاری طرف نازل ہونے والی کتاب قرآن میں سے کچھ مسئلہ پوچھتے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۱۷۶) ہمیں خبر دی ہے علی نے احمد بن عبید سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن بشر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تیجی بن بکیر نے کہ ہمیں بیان کیا ہے لیث نے۔ یونس سے انہوں نے ان شہاب سے انہوں نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے انہوں نے ان عباس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے فرمایا:

اے مسلمانوں کی جماعت تم کسی شی کے بارے میں اہل کتاب سے کیسے سوال کرتے ہو حالانکہ تمہاری کتاب جسے اللہ نے تمہارے نبی پر نازل کیا ہے اللہ تعالیٰ کے بارے میں جدید ترین خبر ہے جسے تم خود پڑھتے ہو۔ پھر آگے مذکورہ روایت کی شیل نقل کیا ہے۔ اس کو بخاری نے تیجی بن بکیر سے اور موسیٰ بن اساعیل سے روایت کیا ہے انہوں نے ابراہیم بن سعد سے اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے مجالد فرعی سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور عرض کیا۔

کہ بے شک ہم یہودیوں سے باشیں سنتے ہیں جو ہمیں اچھی اچھی لگتی ہیں۔ آپ کیا فرماتے ہیں۔ اس بارے میں کہاں میں سے کچھ کو، ہم لکھ لیا کریں۔ آپ نے جواب دیا۔

کیا تم لوگ (اپنے دین کے بارے میں) ایسے حیران و پریشان ہو جیسے یہود و نصاریٰ حیران و پریشان تھے؟ حالانکہ میں تمہارے پاس اسے

(۱۷۵) آخر جه البخاری (۱۳/۲۳۲ و ۲۳۳ فتح) من طریق ابراہیم بن سعد. به، (۱۳/۳۹۶ فتح) من طریق شعبہ عن الزہری. به.

(۱۷۶) آخر جه البخاری (۵/۲۹۱) عن یحییٰ بن بکر. به.

چکلتا ہو اضاف ستر لے کر آیا ہوں۔ اگر مویٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کو بھی ہیری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔
کےے۔ ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ ابو عبد الرحمن سلمی نے خبر دی ہے ابو الحسن کا رزی نے کہ خبر دی ہے علی بن عبد العزیز ہے ابی عبید سے انہوں
نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشیم نے کہ خبر دی ہے جمال نے پھر اسی مذکورہ کی مثل ذکر کیا ہے۔

۷۸.....ابو عبید نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ نے ابن عون سے انہوں نے حسن سے وہ اس کو مرفوع بیان کرتے ہیں اسی سابق
کی مثل اور کہا کہ ابن عون نے کہا کہ میں نے حسن سے کہا کہ متحکوم؟ کامیا مطلب ہے انہوں نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے تحریون۔ حیران
و پریشان۔

۷۹.....ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے ابطور الملاع کے خبر دی ہے ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکد میں کہ
ہمیں حدیث بیان کی ہے اہیشم بن سہل تسری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمد بن زید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جمال نے بن مید نے
اور ہمیں خبر دی ہے احمد بن حسن قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علی حامد بن محمد رقا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن شاذ ان جو ہری
نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ذکر یا بن مدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے جماد سے انہوں نے شخصی سے انہوں نے حضرت
جابر سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اہل کتاب سے کسی شخصی (یعنی کسی مسئلے) کے بارے میں مت پوچھو وہ تسبیح
بدائیت نہیں دیں گے بلکہ وہ تو خود گمراہ ہیں۔

قاضی نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے۔

اللہ کی قسم اگر مویٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے بھی حلال ن تھا مگر میری اتباع کرنا۔

اور روایت کیا گیا ہے جبیر بن نفیر سے میر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے منادی نے کے بارے میں جو کچھ لکھا ہوا ہے
یہودیوں کی قول سے اپنی تھوک ہے۔ اور اس سے نبی کے بارے میں۔

ایمان کا پانچواں شعبہ

تقدر یا چھی ہو یا بری ہو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے
بھلائی اور برائی سب اللہ کی طرف سے ہوتی ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَإِنْ تَصْبِهِمْ حَسَنَةً يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَإِنْ تَصْبِهِمْ سَيِّئَةً يَقُولُوا هَذِهِ مِنْ عِنْدَكُمْ قُلْ كُلُّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (النَّاسُ، ۷۸)

اگر ان میں کوئی اچھائی پہنچ تو کہتے ہیں یا اللہ کی طرف سے ہے اور اگر نیچے ان کو کوئی برائی تو کہتے ہیں یہ تیری طرف سے ہے۔ آپ (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) فرمادیجعے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے۔

اس آیت میں اس بات پر دلالت ہے کہ اگلی آیت:

مَا أَصَابَكُمْ مِنْ حَسَنَةٍ فِيمَنِ اللَّهُ وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ سَيِّئَةٍ فِيمَنِ نَفْسُكُ. (النَّاسُ، ۷۹)

جو کچھ تجھے اچھائی پہنچ تو وہ اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اور جو کچھ تجھے برائی پہنچ دے تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔

پہلی آیت اور دوسری آیت میں ظاہر تضاد ہے۔ مگر غور کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا معنی یہ ہے کہ جو کچھ آپ کو ایسی چیز پہنچتی ہے جو آپ کو خوش کرتی ہے مثلاً جسمانی صحت۔ دشمن کے مقابلے میں کامیابی رزق میں فراخی وغیرہ تو تیری طرف اس احسان کی ابتداء کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اور جو چیز تجھے ایسی پہنچ جو تجھے بری لگتی ہے اور تجھے غمگین کرتی ہے تو وہ تیرے اپنے کسب عمل کے سبب ہے لیکن اس کے باوجود اس کو تیری طرف چلانے والا اللہ تعالیٰ ہے، اور تیرے اور اس کا فصلہ کرنے والا وہی ہے جیسے اس نے ایک دوسری آیت میں ارشاد فرمایا ہے:

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فِيمَا كَسِبْتُ أَيْدِيكُمْ وَيَغْفُونَ عَنْ كَثِيرٍ. (الشوریٰ، ۳۰)

جو کوئی بھی مصیبت تھیں پہنچتی ہے تو وہ سب ان اعمال کے ہے جو تمہارے اپنے ہاتھوں نے کئے ہیں اور وہ سب سارے گناہ معاف کرتا ہے کبھی ان چیزوں میں سے جو آپ کو تکلیف دیتی تھیں، وہ رخص تھے جو آپ کو دینے جاتے یا (دوست احباب کا) قتل ہو نہال چھن جانا یا شکست ہو جانا وغیرہ۔

دوسری آیت میں یہ حکم دیا ہے کہ مصیبت وغیرہ میں اس کے بر عکس یہ کہے۔

قُلْ كُلُّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ (النَّاسُ، ۷۸)

فرمادیجعے سب کچھ اللہ کی طرف سے ہوتا ہے۔

یہ دلالت کرتی ہے کہ یہ سب کچھ اللہ کی تقدیر کے ساتھ ہوتا ہے علاوہ اس کے ایک دوسری آیت میں خبر دی ہے کہ جو تکلیف پہنچتی ہے وہ بطور جزا اور بدالے کے ہوتی ہے بوجہ اس غلطی کے جو اپنے کسب عمل سے اپنے نفس کے خلاف کی ہوتی ہے، یہ اس کے خلاف نہیں ہے جس کا پہلی آیت میں حکم دیا گیا تھا۔

منکرین تقدیر سے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا اعلان برأت

.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن احتج نے کہ خبر دی ہے بشر بن منوہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو

عبد الرحمن مقری نے کہ میں حدیث بیان کی ہے حمس بن حسن نے عبد اللہ بن بریدہ سے یحییٰ بن عتر کے انہوں نے کہا کہ پہلا شخص جس نے تقدیر کے باری میں بات کی تھی یا بحث کی تھی وہ معبد جھنی تھا بصرہ میں۔ یحییٰ کہتے ہیں ہم لوگ حج کرنے کے لئے نکلے ہیں۔ اور حمید بن عبد الرحمن تحریری جب ہم مدینے میں آئے تو ہم حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے ملے اور وہ مسجد بنوی میں تشریف فرماتھے تھے میں نے ان سے عرض کی اے ابو عبد الرحمن ہماری طرف پہنچ لوگ ہیں جو قرآن مجید پڑھتے ہیں اور علم کی تلاش اور جستجو بھی رکھتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ تقدیر کوئی شنی نہیں ہے۔ معاملہ ازسرے نو ہے۔ (یعنی نیا معاملہ ہے، یعنی پہلے سے کوئی تقدیر و اندازہ مقرر نہیں ہے) حضرت عبد اللہ بن عمر نے فرمایا۔ جب تم ان لوگوں سے ملوٹاً نہیں خبر دی دو کہ بے شک میں ان سے بری ہوں۔ اور وہ مجھ سے بری میں یعنی ہمارا ان سے کوئی تعلق نہیں تھا میں نہیں کہ ان کا ہم سے کوئی تعلق ہے۔ ”قسم ہے اس ذات کی جس کے ساتھ عبد اللہ بن عمر قسم کھاتا ہے اگر ان کے کسی ایک کے لئے احمد پیار کے برادر ہونا ہو اور وہ اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کر دے اللہ اس سے قبول نہیں کرے گا حتیٰ کہ وہ پوری تقدیر کے ساتھ ایمان لائے اس کی اچھی کے ساتھ بھی اور بری کے ساتھ بھی۔

تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کا شعبہ ہے

مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ عنہ نے انہوں نے فرمایا:

ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھے تھے اچاک مک ہمارے سامنے ایک انتہائی سفید کپڑوں اور انتہائی سیاہ بالوں والا آدمی ظاہر ہوا۔ جس پر سفر کے اتار بھی نہیں تھے لیکن ہم میں سے کوئی آدمی اسے جانتا پہچانتا بھی نہیں تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا اپنی دنوں تسلیلیاں اپنی دنوں رانوں پر رکھ لیں پھر کہنے لگا۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ایمان کے بارے میں بتائیے کہ ایمان کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور آخرت کے دن کے ساتھ اور تقدیر کے ساتھ وہ اچھی ہو یا بری ہو اس آدمی نے کہا آپ نے حج فرمایا۔ پھر آگے حدیث حضرت عمر نے بیان فرمائی۔

امام سلم نے اپنی صحیح میں اس نقش کیا ہے وہ سطر یتے سے کھمس سے۔

اور اس کو روایت کیا ہے یزید بن زریع نے کھمس سے اور اس نے حدیث میں یہ کہا ہے کہ تو ایمان لے آ اللہ کے ساتھ اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں اس کے رسولوں کے ساتھ اور اچھی یا بری تقدیر کے ساتھ مٹھی ہو یا کڑوی ہو اور من نے کے بعد جی کر اٹھنے کے ساتھ۔ اس آدمی نے کہا آپ نے حج کہا۔

۱۸۷..... اور ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن الحنف نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مخال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کھمس نے پھر اس کو ذکر کیا ہے۔ اور تحقیق ہم نے روایت کی ہے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں یہ الفاظ ہیں وَتُؤْمِنُ مَا بِالْقُدْرَةِ كَلَهُ۔ کہ تو پوری پوری تقدیر کے ساتھ ایمان لے آ۔

اور ہم نے ایمان بالاقدر کے بارے میں علی بن ابی طالب سے اور عبد اللہ بن عمر سے اور انس بن مالک سے اور عذری بن حاتم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔

۱۸۲) اور تحقیق خبر دی ہے نہیں ابو علی حسین بن محمد روز باری نے کہ خبر دی ہے محمد بن کعب نے کہ نہیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ نہیں حدیث بیان کی ہے محمد بن کثیر نے کہ خبر ہی ہے غیان نے ابو سان سے انہوں نے وہ سب بن خالد الحنفی ابن دیلمی سے اس سے کہلہ کہ میں حضرت ابی بن کعب کے پاس آیا میں نے ان سے کہا کہ میرے دل میں تقدیر کے ہارے میں آچھہ شک و افع ہو گیا ہے مجھے اس بارے میں کوئی حدیث نہیں تائید اللہ تعالیٰ اس کو میرے دل سے دور کر دے اسے نہیں فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق کے تمام اہل آسمان اور اہل زمین و نہاد میں بتلا کر دے تو سب کو مذکوب دے کر بھی وہ ظالم نہیں ہو گا۔ اور اگر اللہ تعالیٰ تمام اہل آسمان و زمین پر حکم کر دے تو اس کی رحمت ان کے اعمال سے ان کے حق میں بہتر ہو گی۔ اگر تو اعد پیار کے برادر سنا اللہ کی راہ میں شری کر دے تو اللہ تعالیٰ تجوہ سے اس کو اس وقت تک قبول نہیں کرے گا جب تک تو تقدیر کے ساتھ ایمان نہ لے آئے۔ اور تو یقین کر لے کہ جو مصیبت تھی پہنچ وہ تھی سے ملنے والی نہیں تھی۔ اور جو تھی سے مل جائے وہ تھی پہنچ نہیں تھی تھی۔ ارتواں تقدیر کے خلاف مر گیا تو آج ہم میں جانتے ہیں کہ ابن دیلمی کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں حضرت عبد اللہ بن مسعود سے طاوس نے اس کی مثل حدیث بتا لی۔ پھر میں حضرت حذیفہ بن بیان کے پاس آیا اس نے بھی اسی کی مثل حدیث بیان کی، پھر میں زید بن ثابت کے پاس کیا اس نے بھی نخواہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی مثل حدیث بیان کی۔

تحقیق ہم نے عبادہ بن صامت سے اور دیرت تقدیر کے ساتھ ایمان کی کیفیت کے بارے میں اس کی مثل روایت کی ہے۔ اور اس حدیث میں اس بات کا بیان ہے کہ پہلی حدیث سے مراد یہ ہے کہ بہرثی اندازہ شدہ ہے یعنی ہر شی کی تقدیر ہے اور اللہ تعالیٰ اس کا اندازہ و تقدیر بنا نے والا ہے اور یہ بات ہے کہ خیر اور شر اگرچہ مختلف چیزیں میں مگر ان کا تقدیر بنا شد الا ایک ہے خیر کی تقدیر بنا نے والا شر کی تقدیر بنا نے والے سے الگ نہیں ہے۔ جیسے محو یہ کا عقیدہ ہے۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ تقدیر کے ساتھ ایمان لانا ایمان کے شعبہ جات میں سے ایک شعبہ ہے تو کتاب اللہ دلالت کرتی ہے۔ پھر سنت بھی کہ اللہ تعالیٰ میں جانتا تھا۔

جو کچھ خروشہ اس کے بندوں سے ہو گا۔ پھر اس نے قلم کو حتم دیا وہ اللہ کے علم کے ساتھ لوحِ مختفی ظاہر میں جعل کیا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَكُلْ شَيْءٍ أَحْصَيْهُ فِي إِمَامٍ مُبِينٍ۔ (۱۴)

اور ہر چیز کو ہم نے کتاب و شیعی (لوحِ مختفی) میں لکھا یا سبے۔

اور ارشاد ہے:

ما اصحاب من مصیبة في الأرض ولا في النفس كم الا في كتاب من قبل ان سرأها۔ (الحدیث ۲۲)

کوئی مصیبت ملک پر اور خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو بیدار کریں ایک تاب میں (لکھی ہوئی ہے)۔

اور ارشاد باری ہے:

وَكَانَ ذَالِكَ فِي الْكِتَابِ مَسْطُورًا۔ (بخاری ۵۸)

یہ کتاب (یعنی تقدیر) میں لکھا جا چکا ہے۔

(۱۸۲) أبوسان هو سعيد بن سنان الشيباني وقد وثقه بحبي من معين وغيره وتکلم فيه الإمام أحمد. وابن الدليلي وعبد الله بن فیروز.

آخرجه أبو داود (۱۹۹)، وابن ماجة (۷۷) من طريق أبي سنان. به.

آیات و آحادیث کا خلاصہ

یہ تمام آیات اور احادیث دلالت کرتی ہیں کہ ہر چیز اور ہر شر ہر مصیبت اور ہر راحت کے مطابق بھی ہر شفی اللہ کے علم میں ہے اور اس نے اپنے علم کے مطابق ہر چیز کی تقدیر مقرر کر رکھی ہے ہر کام ہر امر اس کی تقدیر کے تابع اور مطابق ہوتا ہے اس کے خلاف کچھ بھی نہیں ہو سکتا اس لئے تقدیر کے ساتھ ایمان لانا لازم ہے اور ایمان کا شعبہ ہے اس کے بغیر ایمان نا عمل ہے۔ (اوسمی)

ہم نے روایت کیا ہے عمران بن حصین سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

کان اللہ و لم يك شئي عيري و كتب في الذكر كل شئي ثم خلق السموات والأرض .

الله تعالى اذل میں تھا جب کوئی شئی نہیں تھی اس کے سوا اور اللہ تعالیٰ نے ہر شئی کو اوح محفوظ میں لکھا پھر اس نے آسمان و زمین کو پیدا کیا۔ اور ہم نے اس مفہوم کی بہت سی احادیث روایت کی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے خلقوں کو پیدا فرمایا۔ اس نجح پر جس پر اس کا علم تھا ان کے بارے میں۔ اور اس اندازے پر جو کچھ کہ اس نے ان پر اندازہ قائم فرمایا تھا۔ ارشاد باری ہے:

انما كل شئي خلقته بقدر۔ (اقریر ۲۹)

بے شک ہم نے ہر ہر چیز کو پیدا کیا ایک خاص اندازے کے ساتھ۔

یعنی جو ہم نے انداز مقرر کیا تھا اس کی تخلیق سے قبل اسی کے مطابق پیدا کیا جائے تھا اس کا اعلیٰ جاری ہوا اس کے مطابق اور اس کی تحریر کے مطابق۔ (اور آیت مذکورہ کا شان نزول آئے ملاحظہ فرمائیں۔)

مذکورہ آیت کا شان نزول

۱۸۳: ... جو نہیں خبر دی ہے ابو حصین بن فضیلقطان نے کہ خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر رحموی نے کہ نہیں حدیث بیان کی ہے۔ انہوں نے بن سفیان نے کہ نہیں حدیث بیان کی ہے ابو قیم نے اور نہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے۔ کہ خبر دی ہے ابو بکر بن الجنون نے کہ خبر دی ہے ابو امیشی نے کہ انہوں نے کہا۔ نہیں حدیث بیان کی ہے۔ محمد بن کثیر نے وہ دونوں کہتے ہیں نہیں حدیث بیان کی ہے۔ سفیان نے زیادہ انہما میں کہی سے محمد بن عباد خزوی سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ مشرکین قریش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پاس بیٹھے تھے تدریک کے بارے میں آپ کی خلافت کر رہے تھے۔ لہذا آیت نازل ہوئی:

ان المجرمين في ضلال و سعر . يوم يسحبون في النار على وجوهم ذو قوامس سفر .

انما كل شئي خلقناه بقدر۔ (۲۹۶۲)

بے شک آئھگار لوگ گمراہی اور دیوانگی میں بڑا ہیں۔ اس روز من کے پل دوزخ میں کھیٹے جائیں اب آگ کا مرد چکو ہم نے ہر چیز کا اندازہ مقرر کے پیدا کی ہے۔

مذکورہ حدیث کو مسلم نے صحیح میں سفیان کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

آدم علیہ السلام کی تقدیر ایمان کی تخلیق سے پہلے مقرر ہو چکی تھی

۱۸۴: نہیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے اصحابی نے انہوں نے کہا۔ نہیں حدیث بیان کی ہے ابو سعید احمد بن محمد بن زید بصری نے مکہ میں کہ نہیں حدیث بیان کی ہے۔ حسن بن محمد زعفرانی نے کہ نہیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینیہ نے عمرو سے انہوں نے طاؤس سے

کہ انہوں نے سن۔ حضرت ابو ہریرہ مسے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آدم علیہ السلام اور موئی علیہ السلام نے (غالباً عالم بالا پر میں) مناظر یا جھگڑا کیا۔ موئی علیہ السلام نے کہا ہے آدم آپ ہمارے باب ہیں آپ نے ہمیں رسوا کر دیا ہے۔ اور ہمیں جنت سے نکال دیا ہے۔ (یعنی اللہ کی نافرمانی کر کے) آدم علیہ السلام نے ان سے کہا ہے موئی اللہ نے تجھے اپنی ہم کلائی کے لئے منتخب فرمایا اور تیرے لئے تورات کامی کیا تو مجھے ایسے معاملہ پر ملامت کرتا ہے جس کی تقدیر یا وفاداری اللہ نے میرے اور پر مجھے پیدا کرنے سے بھی پہلے مقرر کر دیا تھا۔ لہذا آدم علیہ السلام موئی علیہ السلام سے دلیل و جلت میں غالب آ گئے۔ غالب آ گئے۔ اس کو بخاری و مسلم نے اپنی صحیح میں سفیان بن عینہ کی حدیث سے نقل کیا ہے۔

تبصرہ:

اس حدیث مذکورہ میں دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ کا علم بندوں کے افعال پر اور ان کے صدور و ظہور پر مقدم ہے جو اللہ کی تقدیر سے صادر ہوتے ہیں اور ظاہر ہوتے ہیں اور اس سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ انسانوں میں سے کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ کسی ایک کو بھی ایسے کام پر ملامت کرے جو مقرر و تقدیر پر ہو جس کو کوئی روک نہیں سکتا، مگر صرف گناہ میں وقوع سے بچنے کی جنت سے بطور تنبیر کے جب کہ موئی علیہ السلام کا قول، آدم علیہ السلام کے دنیا سے خروج کے بعد کسی ایسے وقت میں نہیں تھا جس میں تحدیر و انبات کا اور گناہ سے بچنے کا کوئی مفہوم و مطلب ہو لہذا آدم علیہ السلام نے جو اس کا محاذ کیا اس میں آدم علیہ السلام کی جنت اور دلیل مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیصلہ کے مطابق ہو گئی۔

تقدیر کے سہارے پر عمل ترک کرنا منع ہے، اہل سعادت کے لئے ان کے

اور اہل شقاوتوں کے لئے ان کے اعمال آسان ہو جاتے ہیں

۱۸۵... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن الحنفی کے حسن بن محمد نے زیادتے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالاحوش نے منصور سے انہوں نے سعد بن عبیدہ سے انہوں نے ابو عبدالرحمن سلمی سے انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا۔

ہم لوگ ایک جنازے میں شریک تھے جب ہم بقیع غرقد کے قبرستان پہنچ گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھ گئے ہم بھی آپ کے اروگرد بیٹھ گئے۔ آپ نے ایک لکڑی لی اور اس کے ساتھ زمین پر بلکل بکلی ٹھوکریں لگانے لگے۔ پھر آپ نے اپنا سرمارک اور پاخایا اور فرمایا کہ کوئی سانس لینے والا شخص نہیں ہے مگر اس کا مٹھکانہ جنت یا جہنم میں متین ہو چکا ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ بدجنت ہے یا نیک بخت حضرت علی فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ کیا ہم عمل چھوڑ کر اپنی قسمت کے لکھی یعنی مقدر پر آسانہ کر لیں ہو۔ میں سے اہل سعادت سے ہو گا وہ سعادت کی طرف بوجائے گا اور جو اہل شقاوتوں سے ہو گا وہ بد نصیبوں کی طرف بوجائے گا حضرت علی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم لوگ عمل کر ہر ایک کے لئے عمل آسان ہوں گے۔ جو اہل شقاوتوں سے اور بد نصیبوں میں سے ہو گا اس کے لئے اس کے اعمال آسان ہوں گے اور اہل سعادت سے ہو گا اس کے لئے اس کے اعمال آسان کر دیے جائیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

فَإِمَّا مَنْ أَعْطَى وَاتَّقَى وَصَدَقَ بِالْحُسْنَى فَسَيِّرْهُ لِلْيُسْرَى وَإِمَّا مَنْ بَخْلَ وَاسْتَغْنَى

وَكَذَبَ بِالْحُسْنَى فَسَيِّرْهُ لِلْعُسْرَى (الملی ۱۰۲۵)

(۱۸۴) ... آخر جوہ البخاری (۱/۱۵۰۵ فتح) و مسلم (۲۰۳۲/۲) من طریق سفیان بن عینہ، به عمر و هو: این دینار.

(۱۸۵) ... آخر جوہ مسلم (۲۰۳۹/۲)

بہر حال جس نے (اللہ تعالیٰ میں) اور اس پر بیہزگار رہا۔ اور حمدیقیت کی نیک بات کی۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے چنان آسان راست پر اور جس نے بخشنی اور بے پر اور باور بخشا بخایا نیک بات۔ تو ہم آسان کر دیں گے اس کے لئے چنانیکی کے راستے پر۔ اس کو امام مسلم نے ابو مکبر بن شیبہ سے روایت کیا اور اس کو جریر بن عبد الحمید کی حدیث سے منصور سے اور عمش کی حدیث سے حد سے نقل کیا ہے۔

۱۸۲..... ہمیں خبر دی ہے۔ ابو طاہر نقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قفارہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر۔ تھے کہ خبر دی ہے عزرا بن ثابت نے تکی بن عقیل سے انہوں نے تیجی بن یحییٰ بن یحییٰ سے انہوں نے ابوالاسود دکلی سے وہ کہتے ہیں مجھے عران بن حسین نے تھا۔

آپ بتائیے کہ لوگ جو کام کرتے ہیں اور اس میں تکلیف اختلتے ہیں، کیا یہ اسی چیز ہوتی ہے جس کا ان کے اوپر پہلے سے تقدیر کی طرف سے فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے؟ یا اس کے ساتھ مستقبل کا انتظار کرتے ہیں اس قبیل سے کان کے پاس ان کا نبی آتا ہے اور ان پر اس کے بارے میں جھٹ تباہت ہوتی ہے؟ اول ۱۱۳۰ میں تکہانیں بلکہ یہ اسی بات ہوتی ہے جس کا ان پر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے پھر اس نے پوچھا کیا یہ ظلم ہے؟ ابوالاسود نے کہا کہ میں اس سوال سے سخت خبر اٹھیا اور میں نے کہا کوئی بھی شنبیں ہے مگر بر شے اللہ کی مخلوق ہے اور اسی کی ملکیت ہے۔ اس سے پوچھی شنبیں پوچھا جائے گا وہ جو کچھ کریں گے ان سے سوال ہوگا۔ اس نے مجھے کہا اللہ تھوڑا پر رحم فرمائے اللہ کی قسم میں تم سے اس نے سوال کر رہا تھا تاکہ میں تیری میکل کا اندازہ کرو۔ بے شک دو آدمی یا کہا کہ ایک آدمی قبیلہ مزینہ کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اس نے عرض کیا آپ یہ تباہیں کر لوگ جو نہیں کر سکتے ہیں اور تکلیف اختلتے ہیں آج کیا بیان کے خلاف تقدیر کا فیصلہ کیا جا چکا ہوتا ہے اور پہلے سے ان کے خلاف تقدیر چکی ہوتی ہے یا مستقبل میں جب ان کا نبی ان کے پاس ہو خبر لاتا اس سے ان پر جھٹ قائم ہوتی ہے۔ انہوں نے جواب دیا ہے بلکہ یہ اسی بات ہوتی ہے جس کا ان کے اوپر فیصلہ ہو چکا ہوتا ہے اور ان پر گنڈر چکا ہوتا ہے۔ اس آدنی نے سوال کیا کہ پھر ہم کس چیز میں اس وقت عمل کریں؟ (یعنی یوں کریں) فرمایا کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے دو مقاموں میں سے کسی ایک کے لئے پیدا کیا ہے اس کو اس کے لئے آسان کر دیتا ہے اور اس کی حمدیقیت تاب اللہ میں ہے۔

ونفس و ما سواها فالهمها فجورها و تقوها (انہیں ۷۔ ۸)

قتم ہے انسان کی اور اس کی جس نے اس کے اعتضاد کو درست کیا۔ بھر اس کو بد کاری سے بچنے اور پر بیہزگاری کرنے کی بھروسی۔

اس حدیث کو امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح مسلم میں اخلاق بن ابراہیم سے انہوں نے عثمان بن عمر سے روایت کیا۔

اس حدیث میں اور اس سے پہلے والی حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بنده جس مقام کے لئے پیدا کیا گیا ہے اس کے لئے وہی عمل آسان کر دیے جاتے ہیں۔ اور یہ آسان کر دینے کا عمل اس بادشاہ کے حق کے ساتھ وابستہ ہے کہ وہ کچھ کرے اس سے پوچھ گوچھنیں ہو سکتی اور اگر جو کچھ کریں ان سے سوال ہوگا۔ لہذا لوگ اس نویسی کی عبادات کریں کان کے باطن میں اس ذات کا خوف ہو جوان سے غائب ہے اور وہ اپنے ظاہری اعمال پر آسرا بھی نہ کریں اور نہ اپنی ظاہری امید میں بھروسہ کریں جو انہوں نے وابستہ کی ہوتی ہے۔ بلکہ اپنے حسن احوال سے امید کریں اور اللہ کی رحمت سے اور اس کے مقابلے سے خوف کریں بعض امید و ہم کی بیفتہ رہیں اسی کے ساتھ ایمان کی صفت کی تکمیل رہیں۔ اور اسی حقیقی میں ہے حدیث عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

تخلیق انسانی کے مختلف مرحل

۱۸۷: ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے بغداد میں کھیر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعدان بن منصور نے کھیر دی ہے ابو معاویہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے زید بن وصب سے انہوں نے عبد اللہ سے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور وہ صادق اور مصدق ہیں کتم میں سے ہر ایک (اس طرح پیدا ہوتا ہے کہ) چالیس دن تک اپنی ماں کی پیٹ میں محفوظ رہتا ہے (یعنی لفافہ) اس کے بعد چالیس دن تک خون کی پھکلی رہتا ہے۔ اس کے بعد چالیس دن تک بوٹی رہتا ہے۔ اس کے بعد اس کے پاس فرشتہ بھیجا جاتا ہے جو کہ اس میں روح پھونکتا ہے۔ اس کے بعد چار چیزوں کا اس پر فیصلہ کر دیا جاتا ہے۔ اس کا رزق۔ اس کا عمل۔ اور اس کی موت۔ اور یہ کہ وہ بد نصیب ہے یا خوش نصیب یہ سب لکھ دیا جاتا ہے۔ پس قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبد نہیں ہے تم میں سے ایک انسان (بعض وفع) اہل جہنم والے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے او جہنم کے درمیان صرف ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے مگر اس پر تقدیر کا لکھا سبقت کر جاتا ہے لہذا اس کا خاتمه اہل جنت کے عمل پر کر دیا جاتا ہے اور وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ (اور بسا اوقات) ایک تہار اہل جنت کے اعمال کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ اس کے او جنت کے درمیان ایک ہاتھ کا فاصلہ باقی رہ جاتا ہے۔ مگر اس کی تقدیر کا لکھا اس پر سبقت کر جاتا ہے لہذا اس کا خاتمه اہل جہنم کے عمل کے ساتھ کر دیا جاتا ہے اور وہ جہنم میں داخل ہو جاتا ہے۔ اس کو سلم نے صحیح میں ابو بکر بن شیروغیرہ سے ابو معاویہ سے روایت کیا ہے اور بخاری نے دوسرے طریقے سے اعمش سے روایت کیا ہے۔

عبداللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۸: ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو بکر بن فورک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن جعفر بن احمد اصحابیانی نے کہ انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے باپ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن علی ابو حفص نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ اسفاطی نے انہوں نے کہا کہ:

میں نے تبی علیہ السلام کو خواب میں دیکھا تو میں نے عرض کی۔ یا رسول اللہ ہمارے پاس آپ سے حدیث اعمش پہنچنی ہے زید بن وصب سے عبد اللہ بن مسعود سے تقدیر کے بارے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھی ہاں میں نے وہ کہی ہے۔ اللہ تعالیٰ اعمش پر حرم فرمائے۔ اللہ تعالیٰ زید بن وصب کو حرم کرے اور اللہ تعالیٰ عبد اللہ بن مسعود پر حرم کرے اور اللہ تعالیٰ ہر اس بندے پر حرم کرے جس نے یہ حدیث بیان کی ہے۔

محمد بن یزید اعور کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت

۱۸۹: ہمیں خبر دی ہے ابو علی روز باری نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن یعقوب متوفی نے بصرہ میں بطور الملاعہ کے کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو داؤد وجہتیانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یزید اعور نے اس نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا پہنچھے ہوئے حضرت عمر بن خطاب کے ساتھ اور علی بن ابی طالب کے ساتھ میں نے کہا رسول اللہ عبد اللہ بن مسعود کی حدیث کیا صادق و مصدق کی حدیث ہے؟ میں ارادہ کر رہا تھا تقدیر والی حدیث کا حضور نے فرمایا تم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبد نہیں ہے ابن مسعود کو وہ حدیث

(۱۸۷) آخر جه مسلم (۲۰۳۶/۳) عن أبي بکر بن أبي شيبة عن أبي معاویة و وکیع، وعن محمد بن عبد الله بن نمير الهمدانی عن أبي عین أبي معاویة و وکیع قالوا احدنا الأعمش. به.
وآخر جه البخاری (۱۱/۲۷۳ فتح) من طریق شعبۃ عن الأعمش. به.

میں نے بیان کی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان المخاطن کا تین بار اعادہ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اعمش کی مغفرت فرمائے۔ جیسے اس نے یہ حدیث بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ جر اس شخص کی مغفرت کرے جس نے وہ حدیث اعمش سے پہلے بیان کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اس شخص کی بھی مغفرت کرے جس نے اعمش کے بعد یہ حدیث بیان کی ہے۔

امام شفیعی کا قول:

امام شفیعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مذکورہ حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ اس حالت کا اعتبار ہوتا ہے جس پر انسان کے عمل کا خاتمه ہوتا ہے۔ ساتھ ساتھ اس کا کہ اس کا لکھا کس جیز کی طرف سبقت کرتا ہے۔ اور اس سب کچھ میں اس بات پر بھی دلالت ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ جس کو چاہتا ہے وہ دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گراہ کرتا ہے۔ اور اس کے بندوں کے اعمال اسی کے پیدا شدہ ہیں اور اسی کی مخلوق ہیں اور بندوں کے وہ کب کردہ ہیں اور اس بات کی دلیل ہے کہ بندوں کے اعمال اللہ کی مخلوق ہیں۔ یہ آیت ہے:

وَاللَّهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُونَ۔ (الاصفات: ۹۶)

اللہ نے تمہیں پیدا کیا ہے اور اس کو بھی اسی نے پیدا کیا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔

ابن آدم جو کچھ عمل کرتا ہے وہ صنم نہیں ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ اس کی حرکات ہیں اور اس کے فعل اور کسب میں یعنی بندہ ان افعال کا سبب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حکم فرمادیا ہے کہ اس نے نہیں پیدا کیا ہے اور جو کچھ تم عمل کرتے ہیں اس کو بھی پیدا کیا ہے ہمارا کام یہ ہے کہ وہ ہماری حرکات ہیں اور ہمارے اکتسابات ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الله خالق كُلِّ شَيْءٍ (الزمر: ۶۲)

اللَّهُ تَعَالَى هُرِيجٌ كُوپِيدَا كَرْنَے وَالا ہے۔

اعمال بھی شے ہیں لہذا اللہ تعالیٰ اس کا بھی خالق ہے۔ (مترجم)

دوسری جگہ ارشاد ہے:

خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا۔ (السُّجُود: ۲۷ وَغَيْرُه)

اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان کے درمیان ہے پیدا فرمایا ہے۔

بندوں کی طرح ان کے اعمال بھی ارض و سما۔ کے مابین ہیں لہذا اتابت ہوا کہ ان کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے۔

یہ آیت اللہ تعالیٰ کی صفات ذات میں سے کسی شے کو شامل نہیں ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات ذات اس کے غیر نہیں ہیں لہذا آیت ان کو شامل نہیں ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات کو شامل نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے:

هُلْ مَنْ خَالَقَ غَيْرَ اللَّهِ (فاطر: ۳)

کیا اللہ کے سوا اور کوئی خالق ہے۔

اور جیسے یہ ارشاد ہے:

مِنَ الْحَمْدِ لِلَّهِ (قصص: ۲۷-۲۸)

کون ہے؟ معبود اللہ کے سوا۔

جیسے اللہ کے سوا کوئی اور معبود نہیں ایسے ہی اس کے سوا کوئی خالق بھی نہیں ہے۔

اور ارشاد ہے:

فمن يردد الله ان يهديه بشرح صدره للإسلام . ومن يرد ان يضلله يجعل صدره ضيقاً حرجاً

كاما يصعد في السماء كذلك يجعل الله الرجس على الذين لا يؤمرون . (انعام ۱۲۵)

تو جس شخص کو اللہ جاتا ہے کہ بدایت بخشے اس کا سینہ اسلام کے لئے کھول دیتا ہے۔ اور جسے چاہتا ہے گمراہ تو اس کا سینہ تنگ اور گھٹا ہوا کر دیتا ہے۔ گویا وہ آسمان پر چڑھ رہا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لائے عذاب بھیجا ہے۔

یہ نہ کوہہ آیت جس طرح بدایت اور ضلالت کے بارے میں جوت ہے اسی ای بدایت اور ضلالت کی تخلیق کے بارے میں بھی جوت ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یشرح سید کھولتا ہے۔ مجھل، بناتا ہے، پیدا کرتا ہے، یہ الفاظ فعل کو اور خلق کو بھی پیدا کرنے کو لازم کرتے ہیں۔ اور اس کے علاوہ اس مفہوم میں آیات قرآنی کثیر ہیں۔ اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

اعملوا فکل میسر لما خلق له .

عمل کرو ہر انسان کے لئے وہ اعمال آسان کر دیے جاتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

اور حذیفہ بن یمان کی روایت ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا:

ان الله خالق كل صانع و صنعته ،

الله تعالى ہر صانع کا خالق ہے اور اس کی صنعت کا بھی۔

خیر و شر و نوؤں پیدا شدہ ہیں

۱۹۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن ابی المعرف نے کہ خبر دی ابو کھل اس فرازی نے کہ خبر دی ہے۔ ابو جعفر حذاۓ نے کہ ہمیں حدیث یمان کی ہے علی بن مدینی نے کہ ہمیں حدیث یمان کی ہے مردان بن معاویہ فزاری نے کہ ہمیں حدیث یمان کی ہے ابوالمالک نے۔ ربعی بن حراش سے انہوں نے حضرت حذیفہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صنعت کا خالق ہے۔ اور ہم نے ابو حمیوی الشعري رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ خیر اور شر و نوؤں مخلوق ہیں یادوں صفتیں ہیں لوگوں کے لئے قائم کی جائیں گی قیامت کے دن ہم نے اس بات میں بہت سی احادیث روایت کی ہیں اور وہ ”كتاب القدر“ میں مذکور ہیں۔ جو شخص ان پر مسلط ہونا چاہے وہاں رجوع کرے۔

ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اگرچہ انسان کا کسی چیز کو از سر نوبناتا، اور وجود میں لانا اس کے اختیار میں ہوتا ہم بعض وہ چیز جو، کو از سر نوبناتا سکتا ہے ان میں سے بعض کو نوبنادرست نہیں ہو گا وہ اس طرح کہ اس شئی کا از سر نوبناتے والا بعض سے زیادہ بہتر ہو جیسے اللہ تعالیٰ اس چیز کے لئے جس کا از سر نوبنادرست ہے۔ جس چیز کا از سر نوبنادرست ہے اس کا بعض نہیں ہو گا بایں صورت کہ اس سے اس کا از سر نوبناتا بعض سے بہتر ہو۔

(۱۹۰)..... آخرجه البخاری في خلق أفعال العباد (۹۲)

عن علی بن المدینی . به

وعلی بن المدینی هو : علی بن عبد اللہ بن جعفر بن نجیح السعید مولاهم ابوالحسن بن المدینی البصری.

بندوں کے افعال کا خالق بھی اللہ تعالیٰ ہے

اور (اللہ بندے کے افعال کا خالق ہے صانع کا عقلاء بھی خالق ہے اور اس کی صفت کا بھی) اس لئے کہ انسان خود از سرے نو پیدا شدہ ہے اور نو پیدا کے لئے صحیح نہیں ہے کوہ کسی شی کو از سرے نو پیدا کرے جیسے کہ حرکت صحیح نہیں ہے کوہ حرکت کرے۔

اور اس لئے (بھی اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صفت عقلاء کا خالق ہے) کہ یہ نو پیدا الشیاء اور امور یا حادث جو ایسے وجوہ پر واقع ہوتے ہیں جن کا قصد اور ارادہ نہیں کیا جاتا۔ یا جو مقصود نہیں ہوتے جیسے کفر کافیق ہونا کافر سے اس کے قصد کے بغیر واقع ہے کیونکہ کافر چاہتا ہے کہ اس کا کفر حسن واقع ہونے کرنے مگر وہ قیق ہی واقع ہوتا ہے۔ یہ امر دلالت کرتا ہے کہ کوئی ایسا قصد کرنے والا ہے جس نے اس کے قیق واقع کرنے کا قصد کیا ہے۔ اس لئے کہ یہ حال ہے کوہ ایسے ہی بغیر فاعل کے اور بغیر کسی کرنے والے کے ہواں کیفیت پر جس پر وہ ہے۔

ایسی طرح ایمان واقع ہوتا ہے انجام کیا ہوا درد نہیں والا اگر ایمان لانے والا قصد کرے یہ کہ واقع ہو ہر خلاف اس صورت کے۔ اس سے یہ نہیں آتا۔ یہ امر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایسے واقع ہوا ہے کہ کسی واقع کرنے والے کے قصد وارادے سے جس نے اس کو واقع کیا ہے اس طرح۔ بخلاف اس کے کہا گر کوشش کرتا اس کے خلاف کے لئے یہ کہ واقع ہو تو واقع نہ ہوتا (اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ) کہ تم انسان کو ایسا پاتے ہیں کہ وہ افعال کے خالق اور ان کی کمیات ان کے اجزا کی تعداد کا علم نہیں رکھتا اور یہ بات درست اور جائز نہیں ہے کہ وہ افعال کا خالق موجود ہو۔ جب کہ وہ ان کے بارے میں احاطہ کرنے والا پورا پورا علم بھی نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ اگر یہ جائز ہو تو اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ سارے ایجاد کرنے والے ایسے ہی بے علم و بے خبر ہوں (حقائق افعال سے) اور اس بات سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ اللہ کی حکمت ہی اپنی ایجاد میں ایسی ہی ہو۔ اور اللہ تعالیٰ کی ایجاد پر کسب و فضل نہیں ہوتا اس لئے کہ کسب حقائق کے عالم کی اختراع ہے۔ کہ اس کے جمع و جوہ کے ساتھ اس کو ہمارے لئے کسب بنادے۔ اور تم اس کے کسب کرنے والے ہوں گے ایجاد کرنے والے نہیں ہوں گے۔ چنانچہ وہ دلیل جو اس طریقہ کو پکارتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے۔

وَسُرُواْ فِلَكُمْ اوجْهُرُواْ بِهِ اَنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ۔ الْيَعْلَمُ مِنْ خَلْقٍ وَهُوَ الْلَطِيفُ الْخَيْرُ۔ (الملک ۱۳)

تم لوگ بات پوشیدہ کہو یا ظاہر و دل کے بھیوں تک سے واقف ہے۔ بھلا جس نے پیدا کیا ہے کیا وہ بے خبر ہے؟

وَهُوَ پُوشِيدَةٌ بِالْأَوْلَىٰ كَاجْلَنَّ وَالَاوْرَهُرْجِيزَ سَأَگَاهَ ہے۔

اس آیت کا ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پوشیدہ اور ظاہر کو پیدا کیا ہے جو (درحقیقت) دل کا کسب اور فعل ہیں اور وہ دونوں کا علم رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں کو کیسے نہ جانے حالانکہ اس نے ہی دونوں کو پیدا کیا ہے تو آیت دلالت کرتی ہے کہ مخلوق ہونا اس بات کو مقتضی ہے کہ اس کا خالق اپنی تخلیق کے تمام پہلوؤں کا علم رکھتا ہو۔

(اللہ تعالیٰ ہر صانع کا اور اس کی صفت کا خالق اس لئے بھی ہے کہ ہر شے مقدور ہے اور وہ اس پر قادر ہے۔ اس لئے کہ اس بات پر دلیل قائم ہو چکی ہے کہ قدرت اللہ کی صفات ذاتیہ میں سے ہے جیسے علم تو واجب ہے کہ وہ ہر مقدور شی پر قادر ہو جیسے وہ ہر معلوم کو جانتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کی ذات ایسی ہے تو واجب ہے کہ جو بات اللہ کی قدرت میں ہے وہ اس کی مراد ہو اور جو چیز مراد ہو وہ اس کا فعل بھی ہو۔ جیسے کہ جو چیز انسان کی قدرت میں ہے اس کی مراد بھی ہے لیکن وہ اس کا فعل نہیں ہے۔

خلق افعال اور تو حید پر مختلف ممکنہ عقلی اعتراضات اور ان کے جوابات

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ بندوں کے کسب کا بھی خالق ہے تو یہ بات تسلیم کریں گے کہ یہ فعل دو فاعلوں سے صادر ہوا ہے یا اس کے دو فاعل ہیں۔

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ فاعل حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہے جیسے خالق صرف وہی ہے۔ اور انہاں فی الحقيقة کتب کرنے والا ہے عین اور ذات فعل کو عدم سے پیدا کرنے والا نہیں ہے۔

شیخ ابواللطیب کا قول:

شیخ ابواللطیب ہل بن محمد بن سلیمان فرماتے تھے کہ ایسے قادر کا فعل جو قدیم ہو خلق اور جانور ہوتا ہے۔ اور ایسے قادر کا فعل جو قدیم نہ ہو بلکہ پیدا شدہ ہو محدث ہو وہ کسب ہوتا ہے لہذا قدیم ذات کتب سے وراء ہے۔ پیدا شدہ یعنی جانور پیدا کرنے سے عاجز ہے اور ذیل ہے اور بے بس ہے۔

اعتراض دوم:

اور شیخ نے فرمایا کہ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ بندے کا کسب و قدرت رکھنے والے اور دو قادروں کی قدرت میں ہے اور وہ دو قادروں کا مقدور ہے۔

تو جواب دیا جائے گا کہ جیسا کہ ایسے ہی ہے مگر ایک قادر ہے اپنی تخلیق کے اعتبار سے جو اس کو اختراع کرتا ہے اور ایجاد کرتا ہے اور اس کو عدم سے وجود کی طرف نکالتا ہے وہ اللہ سبحانہ تعالیٰ ہے۔

اور دوسرا اس کا کسب کرتا ہے اور پیدا نہیں کرتا وہ بندہ ہے۔ اور پیدا کرنا وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ ازلفی والی قدرت پیدا کرنے والی قدرت تعلق قائم کرتی ہے، اور کسب وہ ہوتا ہے جس کے ساتھ قدرۃ حادثہ از سر نو تعلق پکڑتی ہے، تو قدرت از لیے مؤثر ہوتی ہے ایجاد و اختراع میں اور قدرت حادثہ مؤثر ہوتی ہے اکتساب میں۔

اعتراض سوم:

اگر لوگ یہ اعتراض کریں کہ جب اللہ تعالیٰ نے بندے کے تمام افعال کو پیدا کیا ہے تو وہ اسی کے اعمال ہوئے لہذا اللہ تعالیٰ اس پر بندے کو کیونکر ثواب دے گا اور کیونکر عذاب دے گا۔

تو جواب یہ دیا جائے گا کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ثواب تو محض اس پر اللہ کی مہربانی اور عنایت سے ہے۔ بہر حال رب باعذاب تو وہ اگر اس کو عذاب میں بٹلا کرے تو اس کا حق ہے اور اختیار بھی ہے کہ وہ ایسا کرے کیونکہ بندہ اس کی ملکیت ہے اور اس کے قبضہ میں ہے۔ درستہ تو کفر عذاب کی علت اور سبب ہے اور نہ ہی ایمان ثواب کی علت ہے کفر و ایمان دو علامتیں ہیں، جو عذاب و ثواب کے لئے بطور نام و پہچان مقرر ہیں۔

کہا جائے گا کہ اگر آپ کافر ہیں تو آخرت میں آپ کو عذاب ہوگا اور اگر آپ مومن ہیں تو آپ کو عافیت اور ثواب دیا جائے گا۔ جب کہ یہ سب کچھ ثواب ہو یا عذاب۔ کفر ہو یا ایمان اللہ تعالیٰ کی تخلیق ہے اور اسی کی ایجاد ہے یہ کسی علت و سبب کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس لئے ہے کہ وہ قادر مطلق خالق کل ہے جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔

اعتراض چہارم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جب اللہ تعالیٰ اس بندے کو عذاب دے گا جس کو اس نے خود پیدا کیا ہے؟ تو وہ اس پر ظلم کرنے والا ہو گا۔ جواب دیا جائے گا کہ آپ نے یہ کیسے کہہ دیا؟ اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ظلم کی حقیقت حد سے تجاوز کرنا اور حد سے بڑھ جانا ہے۔ اور اس نشان سے آگے بڑھا جانا ہے جو نشان ایسا حکم کرنے والی ذات لگادے جس سے اوپر کوئی حکم کرنے والا نہیں۔ لہذا ایسی ذات سے ظلم کرنے کا کوئی معنی و مطلب نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کے تمام کام فائدہ ہی فائدہ میں بغیر کسی تقدیم اور تحکم کے، ایسی چیز میں جو اس کی ملکیت میں نہ ہو۔ لہذا اس کی ذات عالی صفات کے لئے ظالم کا اطلاق کسی طرح بھی درست نہیں ہے۔ اور وہ اعتراض جو آپ نے کیا ہے اگر درست ہو تو اس قول میں اور اس شخص کے قول میں کوئی فرق نہیں ہو گا۔ جو یہ کہتا ہے کہ جب اس نے بندے کو فرکی قدرت دی ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ وہ کفر ہی کرے گا تو اللہ کا اس بندے کو ہزار اور عذاب دینا صحیح نہیں ہو گا کیونکہ اس طرح تو اللہ تعالیٰ (نعمود بالله) ظالم خبر ہے گا۔

اور اسی طرح ہے یہ صورت بھی کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کے لئے گناہ کرنے کی حالات پیدا کرے اور زندگی دے قدرت دے اور گناہوں کی شہوت پیدا کرے یہ جانتے ہوئے کہ وہ اس کے ہوتے ہوئے ان کے ساتھ کفر کرے گا (اور گناہ کرے گا) تو گوا کہ اس نے اس طرح کر کے اس انسان کو خود ہلاکت اور جاہی میں واقع کر دیا ہے اس طرح تجوہ ظالم خبر ہے گا۔

اسی طرح وہ مخصوص بچوں کو اور بڑی انوں کو اور چارپائیوں کو تکلیف پہنچا کر بھی ظالم خبر ہے گا اور اس تکلیف کے عوض اج مقرر کرنے کا بھی کوئی مطلب نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ کسی غلط اور فتح فعل پر اجر بھی درست نہیں مگر اسی کی رضاکے ساتھ تو حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام امور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ظلم نہیں ہیں۔ اس لئے کہ وہ مالک حقیقی ہے وہ اپنے ملک میں جو بھی تصرف کرے وہ حد سے تجاوز کرنے والا نہیں ہو گا۔ یہ ہے ہمارا جواب مگر اعتراض کے اعتراض اور سابقہ ذمہ کو وہ قول کے قائل میں کوئی فرق نہیں ہے۔

اعتراض پنجم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ جو کفر کو تخلیق کرے وہ کافر کو تخلیق کیا وہ ظالم ہوتا ہے تو اسے جواب دیا جائے گا کہ اگر یہ مفروضہ کو درست مان لیا جائے تو پھر اس شخص کے قول کا بھی انکار نہیں کیا جاسکے گا جو یہ کہے کہ جس نے نیند کو پیدا کیا وہ خود نیند کرنے والا تھا اور جس نے خوف کو پیدا کیا وہ خود خوف زد تھا اور جس نے یہماری کو پیدا کیا وہ خود یہار تھا اور جس نے موت کو پیدا کیا خود بھی میت تھا۔

جب کہ بدیہی بات ہے کہ یہ سب کچھ ان اشیاء میں لازم نہیں آتا تو جب ان امور میں مذکورہ بالا منطقی تسلسل لازم نہیں آتا تو کفر۔ اور ظلم میں بھی لازم نہیں آتا؟

اعتراض ششم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ تم لوگ کیا کہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ کفر کو اور ظلم کو بھی خاہتا ہے؟ تو اسے یہ جواب دیا جائے گا کہ اگر چاہئے سے آپ کی مراد ہے غلبہ کی فتنی۔ اور بجز کی فتنی اور جبرا کی فتنی اس پر جو کچھ وہ چاہے۔ تو ہاں وہ چاہتا ہے کہ وہ جو کچھ ارادہ کرے وہ ہو جائے۔

ہاں اس اعتراض کا ایک دوسرا جواب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ وہ چیز موجود ہو جائے جس کے موجود ہونے کو وہ ازال سے جانتا ہے تاکہ اس کے علم کے خلاف نہ ہونے پائے۔ اور کفر بھی اس قبیل سے ہے جس کو وہ ازال سے جانتا تھا کہ وہ موجود ہو گا کیا آپ قرآن مجید میں دیکھتے نہیں؟ ارشاد ہوتا ہے۔

بِرَبِّ الدُّلُوْلِ الَّذِي جَعَلَ لَهُمْ حَظًّا فِي الْآخِرَةِ۔ (آل عمران ۱۷۶)

اللَّهُ تَعَالَى چاہتا ہے کہ آخِر میں ان کو کچھ حصہ نہیں۔

اور اس اعتراض کا ایک اور جواب بھی ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کفر کافر سے ہو برخلاف ایمان کے مومن سے کیا آپ دیکھتے نہیں کہ موئی اور بارون علیہ السلام نے فرعون اور اس کی قوم کو گمراہ کرنے اور ان کے دلوں پر سدا اور رکاوٹ پیدا کرنے کی دعا کی تھی حتیٰ کہ وہ ایمان نہ لائیں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

قالَ قَدْ أَجَيَّتْ دُعَوَتَكُمَا فَاسْتَقِيمَا۔ (یونس ۸۹)

اللَّهُ تَعَالَى نے فرمایا کہ تمہاری دعا قبول ہو، بلکہ سوتم دونوں پکے رہنا۔

(تو یہ اجاہیت دعا دلالت کرتی ہے کہ) اللَّهُ تَعَالَى نے ان کے گمراہ کرنے کو چاہا تھا اور ان کے دلوں پر رکاوٹ کو چنانچہ وہ ایمان نہیں لائے تھے اس لئے کہ اللَّهُ نے دونوں نبیوں کی دعا قبول کر لی تھی۔

اس میں ایک اور جواب بھی ہے، وہ یہ ہے کہ۔ وہ چاہتا ہے کہ فرقہ نج ہو۔ گمراہی ہو۔ اندھاپن ہو۔ خسارہ اور نقصان ہو۔ نور نہ ہو۔ ہدایت نہ ہو۔ حق نہ ہو۔ بیان فصاحت نہ ہو۔ اگر ارادہ کریں کہ یہ کہیں کہ کفر کو چاہتا ہے یعنی اس کا حکم کرتا ہے تو یہ مت کہئے۔ یعنی یہ کہنا درست نہیں ہے۔

اعتراض ہفتہ:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا حکیم وہی ہے جو یہ ارادہ کرے کہ اس کو گالی دی جائے اور برائی کے ساتھ اس کو یاد کیا جائے؟

اے جواب میں کہا جائے گا کہ حکیم وہ ہے جو گالی کو سونے والے اور سر سام یہ سام (دماغی مرض) والے کی زبان پر جاری کر دے اور ان دونوں کا یہ فعل بھی نہ ہو۔ حکیم وہ ہے جو بندے کو پیدا کرتا ہے حالانکہ جانتا ہے کہ وہ ہمیشہ اس کو گالی دے گا اور اس کے وجود کا انکار کرے گا پھر بھی ہر لوگ اس کے لئے نئی سے نئی قدرت عطا کرتا ہے۔

یا یہ تواب دیا جائے گا کہ۔ گالی جس کی شان میں کی کرے وہ حکیم نہیں ہے اور جس کی شان نہ گھٹے وہ حکیم ہے کیونکہ جو نہیں ہوتا اس کو وہ چاہتا ہے۔ اور اس لئے کہ جو یہ ارادہ کرتا ہے کہ گالی دینے والے کی گالی اس کے لئے مدح کرنے والے کی مدح کے خلاف ہوں وہی حکیم ہے۔

اور جوارادہ کرتا ہے کہ گالی دینے والی کی گالی اس کے لئے۔ معصیت ہو کافر سے نہ کہ طاعت وہی حکیم ہے۔ اس لئے کہ جوارادہ کرتا ہے شی کا جس کا خلاف نہ ہو سکے وہی حکیم ہے اور جوارادہ کرتا ہے کہ گالی اس وقت میں موجود ہو۔ جس کو واصل میں جانتا تھا کہ وہ فلاں وقت میں موجود ہو گی، بس وہی حکیم ہے۔ اس لئے کہ اس نے ایک شی کا ارادہ کیا اس وقت میں جس میں وہ ہوتا تھا۔ اور وہ جس نے اس بات کا ارادہ کیا ہے کہ وہ مغلوب نہ ہو مظلوم نہ ہو مجبور نہ ہو اس کام کے کرنے پر جس کا وہ ارادہ نہیں کرتا۔ بس وہی حکیم ہے۔ اس سلسلہ میں بہت لمبا کلام ہے۔

اعتراض هشتم:

اگر یہ سوال کیا جائے کہ تم لوگ بندے کی استطاعت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟

جواب یہ کہا جائے گا کہ۔ ہم کہیں گے یہ اس کی قدرت ہے۔ اور یہ قدرت اور بندے کا فعل مل کر دونوں چیزیں یہ اللہ کی طرف سے توفیق ہیں اطاعت کے لئے، اور رسولی ہیں اس کی طرف سے گناہ میں۔ اللَّهُ تَعَالَى کا ارشاد ہے۔

فَضْلًا فَلَا يَسْتَطِعُونَ سَيْلًا۔ (الفرقان ۹)

بس وہ گمراہ ہو گئے ہیں پس وہ نہیں استطاعت رکھتے راستے کی (حق کے راستے کی)۔

جب کہ وہ باطل کے راستے کی استطاعت رکھتے ہیں تو آئیتِ دلالت کرتی ہے کہ اللہ نے ان سے حق کی استطاعت کی فتحی کی ہے۔ اس لئے کہ وہ اس کے فاعل نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے موئی علیہ السلام کے ساتھی کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس نے کہا تھا۔

انک لئے تستطيع معی صبراً۔ (کعب ۶۷)

بے شک تو ہر گز نبیوں کی اطاعت رکھنے کا صبر کرنے کی میرے ساتھ۔

تو موئی علیہ السلام سے صبر کی استطاعت کی فتحی کی ہے جب اس نے صبر کی فتحی کا ارادہ کیا ہے۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کل میسر لعما خلق لہ۔

ہر انسان کے لئے وہی عمل آسان کر دیے جاتے ہیں جن کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔

ایک اور حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ بنده جب کسی فعل کا کسب کرتا ہے تو کسب کرنے کے وقت وہ کب اس کے لئے آسان کر دیا گیا ہوتا ہے اور یہی اس کے لئے آسان ہوتا یہی اس کی قدرت ہے۔ اور اس لئے بھی کہ مسلمان یہ کہتے ہیں۔ کہ کوئی شخص خیر کی استطاعت نہیں رکھتا ہے۔ مگر اللہ تعالیٰ کی توفیق کے ساتھ اور وہ اپنے وجود سے پہلے خیر نہیں تھی۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ ان کی استطاعت اس کے ساتھ ہوتی ہے۔ اور اس لئے بھی کہ استطاعت فعل کا سبب ہے اس کے وجود سے وجود میں آتا ہے اور اسی کے عدم سے عدم رہتا ہے۔ لہذا استطاعت کسب کے ساتھ چلتی ہے جیسے علت معلول کے ساتھ چلتی ہے۔ اور علت کامعلوم پر مقدم ہونا صحیح نہیں ہوتا بلکہ استطاعت کا کسب پر مقدم ہونا بھی صحیح نہیں (بلکہ ساتھ ساتھ ہوتے ہیں)۔

۱۹۱:ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سعیج حلوانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن حکیم اودی نے کہ خبر دی ہے شریک نے شیخ بن سعید سے اور عاصم نے قام سے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ:

میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو گھر میں نہ پایا تو میں آپ کے پیچے پیچے چلی گئی چنانچہ آپ قبرستان جا پہنچے اور جا کر کہا تم پر سلامتی ہو اہل ایمان کے گھر ذمہ ہم سب کے لئے پیش رو ہو۔ پھر آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ”اوہ“ اور اگر استطاعت رکھتی تو یہ کام نہ کرتی۔ یہ حدیث اس پر دلالت کرتی ہے جو ہم نے استطاعت کے بارے میں کہا ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدہ عائشہ سے استطاعت کی فتحی کی تھی ٹھہرے رہنے کے لئے پیچے چلنے سے نہیں۔

اعتراف نہیں:

اگر یہ کہا جائے کہ کہتے ہیں بے شک اللہ نے بندے کو اس چیز کی تکلیف دی ہے جس کی طاقت وہ اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں رکھتا۔ مسلمانوں کے اس قول کا مطلب ہی ہے۔ لا حول ولا قوّة الا بالله۔ کہ گناہوں سے پچھے اور نسلی کرنے طاقت اللہ کی توفیق کے بغیر نہیں ہوتی۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو حکم دیا ہے کہ وہ یہ کہتیں:

ایاک نعبدوا یاک نستعين:

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجوہی سے مدعا ہتے ہیں۔

بندے کی عبادت بھی رب کی معاونت کے بغیر نہیں ہوتی۔

(۱۹۱)آخر جهه ابن السنی (۵۸۳) من طریق عاصم بن عبید اللہ عن عبد اللہ بن عامر عن عائشہ مرفوعاً بلفظ "السلام عليکم دار قوم

مؤمنین أنت لنا فطر وانا بكم لا حفون الله ولا تصلنا بعدهم وليس فيه "وبعها لم استطاعت ما فعلت"

لایکلف اللہ نفساً الا وسعاها۔ (بقرہ ۲۸۶)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو تکلیف نہیں دیتا مگر اس کی طاقت کے مطابق۔

اس کا مطلب ہے کہ اس چیز کی تکلیف دیتا ہے جو اس کے لئے حلال ہو۔ یا جس کے اس کے وقت وغیرہ پر کرنے سے وہ عاجز نہ ہو۔ یا یہ ارادہ کیا ہے کہ ایمان والے نفس کو نہیں تکلیف دیتا مگر اس کی طاقت کے مطابق اس لئے کہیا یہت مُواخذہ سے غنود گذر کے تحت نازل ہوئی ہے۔ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جو ہم چاہتے ہیں اس کے بارے میں فرمایا ہے:

ربنا ولا تحملنا مالا طاقة لنا به.

اے ہمارے رب ہم سے وہ بوجہنا اخواجس کی نہیں وہی طاقت نہیں ہے۔

اگر اس کا جواز ہوتا تو ہم اس سوال و دعا کو نہ جانتے جب اس چیز کی تکلیف جائز ہے جو چیز معلوم ہے کہ وہ نہیں ہو گی تو اس چیز کی تکلیف بھی جائز ہے جس کی توفیق نہیں دی گئی اور اس پر معاونت بھی نہیں کی گئی۔

اعتراض دہم:

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ کیا تم لوگ یہ کہتے ہو کہ اللہ کی قدرت میں ایسا لطف اور مہربانی بھی ہے کہ اگر اسے وہ کافر کے ساتھ کرے تو وہ مسلمان ہو جائے؟

جو بیان کیا جائے کا کہ جی ہاں وہ لطف وہی قدرت ہے۔ جس کے ساتھ اطاعت انجام پاتی ہے۔ اور وہ مقابل ہے اور ضد ہے اس کی جس کو کافر کے ساتھ کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

ولو شنا لا تینا کل نفس هداها۔ (ابدہ ۱۳)

اگر ہم چاہتے تو ہر شخص کو ہدایت دے یتے۔

اور ارشاد فرمایا:

ولو شاء اللہ لجعلکم امة واحدة ولكن يصل من يشاء ويهدي من يشاء وتشتلى عمما كنتم تعملون۔ (آل عمرہ ۹۳)

اُراثۃ تعالیٰ چاہتا تو تم لوگوں کو ایک ہی جماعت بنادیتا لیکن وہ جسے چاہتا ہے گراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔

اور جو عمل تم کرتے ہو (اس دن) ان کے بارے میں ضرور پوچھا جائے گا۔

اور ارشاد ہے:

ونولا فضل الله عليکم ورحمته لاتبعتم الشيطان الا قليلة۔ (التاہیہ ۸۳)

اگر تم پر اللہ کا فضل اور اس کی مہربانی نہ ہو تو تجد اشخاص کے سواب کے سب شیطان کے بیروکار ہو جاتے۔

اس مفہوم کی آیات بہت ہیں۔ اسی طرح اس مفہوم کی احادیث بھی بہت ہیں۔

یہ لطف یہ مہربانی یہ ہدایت عطا کرنا یہ رحمت کرنا اور اللہ تعالیٰ پر واجب نہیں ہے۔ بلکہ وہ اپنے اس فعل میں محفصل اور عنایت و مہربانی کرنے

(۱۹۱) آخرجه ابن السنی (۵۸۳) من طریق عاصم بن عبید اللہ عن عبد اللہ بن عامر عن عائشہ مرفوعاً بلطف "السلام عليکم دار قوم مؤمنین انتم لئا طرط و انبکم لاحقون اللہم لاتحرمنا اجرهم ولا تضللنا بعدهم وليس فيه "وبعهذا لو استطاعت مالعجلت"

والا ہے۔ اگر چاہے تو کمرے اور نہ چاہے تو ترک کر دے۔ اور جس شخص نے یہ خیال کیا ہے کہ اس نے برادری کی ہے درمیان کافر کے عناصر کے نظر میں وہ باطل ہے اس کا قول و شخصوں کی مثال کے ساتھ۔ کہ دونوں میں سے ایک کو اس نے وفات دی تھی بالغ ہونے سے پہلے اور دوسرے کو وفات دی تھی اس حال میں کوہ بالغ تھا اور کافر تھا و وجود یہ کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ اگر کوہ بالغ ہو گا تو کافر ہو گا۔ اور ان شخصوں کی مثال کے ساتھ اس کا قول باطل ہے جن میں سے ایک کو اس حال میں موت دی کروہ تو من تھا اور دوسرے کو ایک مثال تک مزید زندہ رکھا یہاں تک کہ کافر ہو گیا و وجود اس کے کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ وہ کافر ہو جائے گا اور اس سلسلہ میں کلام کثیر ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے توفیق ملنے اور توفیق سے محرومی کی تین تین علامات

ذوالنون مصری کا ارشاد:

۱۹۲..... ہمیں خبر ورنی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن محمد بن اٹکن نے انہوں نے کہا میں نے شا ابو عثمان خیاط سے کہتے ہیں میں نے شا ذوالنون (نصری) سے کہتے ہیں توفیق ملنے کی تین علامات ہیں:

۱..... نیک اعمال میں لگنا بغیر اس کی استعداد کے۔

۲..... گناہ سے سلامت رہنا اس کی طرف میلان کے باوجود۔ اور اس سے نچنے کی کم تدبیر کے باوجود۔

۳..... دعا کرنا اور دعائیں اللہ کے آگے عاجزی و انکساری کرنا۔

اور تین علامات ہیں توفیق سے محروم کرنے کی۔

۱..... گناہوں سے دور بھاگنے کے باوجود ان میں واقع ہونا۔

۲..... چیز کی استعداد کے باوجود خیر سے رکنا اور بازار رہنا۔

۳..... دعا کرنے اور اللہ کے آگے عجز و نیاز کرنے کا دروازہ بند ہونا۔

امام تیہنی کا قول:

امام تیہنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے کتاب القدر میں وہ اخبار و آثار روایت کئے ہیں جو ان مسائل کے بارے میں آئی ہیں۔ اور ہم نے ان آیات و اخبار کے بارے میں جواب دیئے ہیں جن سے استدلال کرتے ہیں۔ اور اس کتاب میں ہم نے اختصار سے کام لیتے ہوئے اسی پر اکتفا کیا ہے جن کو ہم نے منتقل کیا ہے۔

اس باب میں جس چیز کی معرفت لازم ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ پر کوئی چیز لازم نہیں ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی صنعت اور فعل کے لئے کوئی عمل نہیں ہے اور نہ ہی یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کیوں کیا؟ اس لئے کہ اگر اس کے کسی فعل کی عمل ہو تو وہ دو حال سے خالی نہ ہو گی یا تو وہ قدیم ہو گی یا حداث ہو گی۔ اگر عمل قدمی ہو تو وہ اس بات کو تقاضا کرے گی کہ پھر اس کا معلوم بھی قدمی ہو اور یہ مجال ہے۔ اور اگر عمل حداث ہو تو پھر اس کی کوئی اور عمل ہو گی پھر اس اور کی بھی کوئی عمل اور ہو گی کہ اس تک کہ نیزہ عمل در عمل کا لامتناہی سلسلہ یعنی نہ تم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جائے گا یہ بھی مجال ہے۔

اور اگر عمل دوسری عمل سے مستغفی ہو تو حداث کا عمل سے مستغفی ہونا لازم آئے گا اور یہ بھی مجال ہے۔ تو یہ ساری تقریب اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ ہمارا رب جل جلالہ فعال لما یوید ہے جو چاہتا کردا تاہے۔ اس کے کسی فعل کی کوئی عمل نہیں ہے۔ اس کے فیصلہ کی کوئی باز

پرس کرنے والا تھیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ ازل میں ان حوادث کو جانتا تھا جو اس کی مخلوق کے ساتھ پیش آئیں گے۔ پھر اس نے اس کی تقدیر مقرر کی جس چیز کو وہ ازل میں پانتا تھا پھر اس نے اپنی مخلوق کو اسی اندازے پر پیدا کیا جو مقدر کیا تھا۔ لہذا اس کے حکم کے لئے کوئی تبدیلی نہیں ہے۔ اور اس کے فیصلے کے لئے جو شیش ہے۔ اور اس کے ساتھ ایمان لانے میں واجب ہے بیزار ہوتا (غیر اللہ سے) گناہوں سے پہنچنے اور سنکلی کرنے کی طاقت مانگنے سے رہنے سے اور واجب ہے دل و زبان سے تسلیم کرنا اس کی قضاء اور تقدیر کو۔

بہر حال قضاء و قدر آگے گردن جھکا دینا دل کے ساتھ بایس صورت ہو گا کہ تقدیر جن کاموں میں انسان کی موافقت میں جاری ہو جائے خوش ہو کر اس میں غور مکرہ کرے اور قضاء و قدر کے ناموفق فیصلوں سے نہ ہی افسرده ہونا ہی غلمن ہو۔

اور زبان نے ساتھ قضاء و قدر کے تابع ہونا یہ ہے کہ جو چیز اسے اچھی لگے اس کے ساتھ اس پر فخر نہ کرے جو اسے اچھی نہ لگے۔ اور پسندیدہ چیز و کسی ایسے سبب کی طرف منسوب نہ کرنے۔ اس کا تعلق انسان کی ذات سے ہو اور تقدیر کا جو فیصلہ اس کو اچھا نہ لگے اس پر زیادہ غلمن نہ ہو۔ اور اس کا کسی ایسے سے شکوہ نہ کرے۔ اور یہ بھی نہ کہے کہ یہ اس پر تقدیر یا کاظم ہے بلکہ دونوں امور کی نسبت اللہ کی طرف کرے اور اس کے فضل کی طرف اور اس کی تقدیر کی طرف کرے اور یقین لانے، اور قضاء و قدر کے آگے مطیع ہو جائے اور گردن جھکا لے اس چیز میں بھی جو اسے مکروہ یا اتنا پسند ہو یا جو اسے مجبور کر دے اور اللہ کی طرف سے اس کو آسان کرنے پر اللہ کا شکر ادا کرے۔

امام تیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ ہم قضاء و قدر کے آگے سرتسلیم خم کرنے کی ترغیب کی بابت اور سنکلی اور بدی کرنے کی ذات طاقت سے اظہار برأت کی بابت کی احادیث اور کئی حکایات نقل کی ہیں۔

جنت کا خزانہ

۱۹۳..... جس کی خبر ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے دی ہے۔ ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسن ہمدانی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے وہ کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے تیکی بن سیم نے انہوں نے کہا کہ میں نے ساغرہ بن میمون سے وہ حدیث بیان کرتے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو ہریرہ یہا میں مجھے سکھانا و دوں یا فرمایا تھا دلالت نہ کروں ایسے کلہ پر جو اللہ کے عرش کے نیچے جنت کے خزانے میں سے ہے۔ اور وہ ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہ گناہوں سے پچنا اور سنکلی کرنی کی طاقت حضن اللہ تعالیٰ کی عنایت سے ہوئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میرے بندے نے ماں لیا ہے اور سرے تسلیم خم کر لیا ہے۔

طااقت و رمومن اللہ کے نزدیک کمزور سے بہتر ہے

۱۹۴..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابوکبر بن عبد اللہ نے کہ خبر دی ہے حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد اللہ بن نعیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن اورلس نے ربیعہ بن عثمان سے انہوں نے محمد بن تیکی بن حبان سے

(۱۹۳) آخر جهہ السنانی فی عمل الیوم واللیلة (۱۳) عن ابراهیم بن الحسن عن حاجج بن شعبہ. بد. وقال السنانی.

خالفہ محمد بن السنان: روایہ عن عمرو بن میمون عن أبي ذر.

(۱۹۴) آخر جهہ مسلم (۲۰۵۲/۳) عن أبي بکر بن أبي شيبة و ابن نعیر عن عبد اللہ بن ادریس . بد.

انہوں نے اس نے اعرج سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ طاقۃ رمۃ من اللہ زد یک کمزور اور ضعیف موسن سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ اور تو (اے خاطب) ہر خیر میں جو تجھے فائدہ دے جریس ہے۔ اور اللہ سے مد مانگ اور عاجزو بے نہ ہے۔ اگر تجھے فقصان و برائی پہنچے تو یوں نہ کہے کہ اگر میں اسے کرتا تو یہ ہوتا۔ بلکہ یوں کہ اللہ کی تقدیر و فیصلہ یہی تھا۔ اس نے جو چاہا وہی کیا۔ ”بے شک“ اگر میں ایسا کرتا تو۔ یہ قول شیطان کے عمل کو کھو دیتا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح مسلم میں این غیر سے روایت کیا ہے۔ اور ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ میں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے آپ نے بھی مجھے کسی ضروری کام سے بھیجا اور وہ نہیں ہوا کہ تو آپ نے فرمایا اگر اللہ کا فیصلہ ہوتا تو ہو جاتا اگر اللہ تعالیٰ مقرر کرتا تو ہو جاتا۔

اللہ تعالیٰ کے سوانح اور فقصان کا مالک کوئی نہیں

۱۹۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن الحنفیہ نے کہ خبر دی ہے محمد بن حیان الصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایش بن سعد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے قیس بن جاج نے حش صفائی سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چھپے سوار تھا۔ آپ نے اس وقت فرمایا۔ اے لڑکے یا چھوٹے فرمایا۔ اللہ کو یاد کرو یہ تیری حفاظت کرے گا۔ اللہ کو یاد کرتا سے اپنے سامنے پائے گا۔ اور جب تو کچھ مانگئے تو اللہ سے مانگنا۔ اور جب تو مانگے تو اللہ سے مدد مانگنا۔ اور تو یقین کرے کہ ساری امت اگر اس بات پر متفق ہو جائے کہ تجھے کچھ نفع دیں جو اللہ نے تیرے لئے تقدیر میں نہ کھانا ہو وہ اس فائدہ دینے پر قادر نہیں ہوں گے اور اگر ساری امت اس بات پر کٹھھ ہو جائیں کہ تجھے کچھ فقصان بہچا سیں جو اللہ نے تیرے اوپر نہ کھانا ہو وہ اس پر قادر نہیں ہوں گے۔ فیصلہ کیا جا چکا ہے۔ (فیصلہ لکھنے والے) قلم سوکھ چکے ہیں (جس پر فیصلہ لکھنے والے) صحیح لپیٹے جا چکے ہیں۔

ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں روایت کیا ہے۔

اللهم ان استلک الصحة والعنفة والامانة وحسن الخلق والرضى بالقدر۔
اے اللہ میں تجھ سے صحت مانگتا ہو۔ پاک دامت اور امانت داری حسن خلق اور تقدیر پر راضی رہنا مانگتا ہو۔

ایک اور حدیث میں ہے۔

استلک الرضى بعد القضاء۔

میں تجھ سے قضاء کے بعد راضی رہنا مانگتا ہوں۔

۱۹۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلیمانی نے کہ انہوں نے سے عبد اللہ رازی سے وہ کہتے تھے ابو عثمان سے نبی کریمؐ کے اس قول کے بارے میں پوچھا گیا۔

(۱۹۵) ... آخرجه المصنف في الأسماء والصفات (۷۶) والترمذی (۲۵۱۶) والاجری فی الشريعة (۱۹۸) من طریق حش عن ابن عباس و قال الترمذی هذا حدیث حسن صحيح.

وآخرجه العاکم (۳/۵۳) من طریق عبد الملک بن عمير عن ابن عباس.
تبیہ: فی المخطوطۃ والمطبوعۃ کبیر الصنعتانی بدلاً من حش الصنعتانی والصحیح حش الصنعتانی لیس هنک من اسمه کثیر حدیث عن ابن عباس اورو وی عنہ من اسمه قیس بن الحجاج.

استلک الرضاۓ بعد القضاۓ قفال القضاۓ عزم على الرضاۓ والرضاۓ بعد القضاۓ هو الرضاۓ.

کہ میں (اے اللہ) تھے قضاۓ کے بعد رضا کا سوال کرتا ہوں۔ انہوں نے جواب دیا کہ قضاۓ سے پہلے رضا۔

رضا پر عزم ہے قضاۓ کے جاری ہونے کے بعد رضا۔ اصل وہی رضا ہے۔

۱۹۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعد احمد بن محمد مائینی نے کثیر دی ہے علی بن حسن بصری نے انہوں نے کہا کہ میں نے ساتھا ابو عثمان سعید بن عثمان مصری سے وہ کہتے تھے میں نے ساتھا ابو سعید خراز سے وہ کہتے تھے۔

کہ قضاۓ سے قبل رضا (درحقیقت) خود پر تفویض کرنا اور سونپ دینا ہے اور قضاۓ کے بعد رضا (درحقیقت) سرے تسلیم خرم کرنا ہے۔

۱۹۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو صالح بن ابو طاہر عربی نے انہوں نے کہا مجھے خبر دی ہے میرے دادا تکی بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تعمیر بن سعید نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے ابن حادسے انہوں نے محمد بن حارث سے انہوں نے عامر بن سعد سے انہوں نے عباس بن عبدالمطلب سے انہوں نے نارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے: ذاق طعم الایمان من رضی باللہ ریا و با لاسلام دینا و بحمد نبیا۔

اس شخص نے ایمان کا مزہ چکلایا جو اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر راضی ہو گیا۔

۱۹۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو عید اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو نصر فقیر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابی اسامہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن منصور نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالعزیز بن محمد نے یزید بن ہاد سے یہی مذکورہ حدیث اور اس حدیث کو امام سلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے عبدالعزیز سے۔

۲۰۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابو الحسن محمد بن حسن بن علی وراق نے مقام مرد میں انہوں نے حدیث کو میرے لئے اپنی تحریر میں لکھا (اور کہا کہ) ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن یزداد جرجانی نے جب ان کی عمر ایک سو پچیس سال ہو چکی تھی انہوں نے کہا کہ میں نے شاعاصم بن یايث لیشی سدوی سے جو کہ بخوارہ میں سے تھے اور دیہات میں رہتے تھے وہ کہتے تھے کہ میں نے شا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں میں نے نارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

من لم يرض بقضائي وقدري فليلتمس ربيا غيري.

جو شخص میرے نیٹے پر راضی نہیں ہے اور یہ سے تقدیر پر اٹے چاہئے کہ وہ میرے سوانوئی اور رب تاش کرے۔

۲۰۱..... ہمیں خبر دی ہے ابوالثابت سمزید بن ابی ہاشم علوی نے اور عبد الواحد بن محمد بن الحنفی مقرر ہے وہ میں ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی بن حیم نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن اخن قاشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قیمیصہ نے سنیان سے انہوں نے علماء سے انہوں نے ابووالی سے انہوں نے عبد اللہ سے انہوں نے کہا۔

اللہ نے تھوڑا جو فرض کیا ہے اسے ادا کرنا تارہ تو لوگوں میں سے عابد ترین ہو گا۔

(۱۹۸ و ۱۹۹) آخر جملہ (۱/۲۲) عن محمد بن یحییٰ بن ابی عمر المکی و عبد الواحد بن عبد العزیز الدر اوادی عن یزید بن الہاد. یہ۔

(۲۰۰) عزاء الالبانی فی الضعیف (۷۳۷) لابن عساکر من طریق الحاکم عن البیهقی. یہ۔

وقال الالبانی وهذا اسناد ضعيف جداً على بن یزداد الجرجاني قال النهي هي ترجمة شيخه عصام بن الليث لا يعرفان وساق له في اللسان

هذا الحديث من طریق الحاکم ثم قال آخر جملہ أبو سعد بن المعنی فی الأنساب وقال : "هذا اسناد مظلوم لا أصل له" .

وقال النهي ايضاً فی ترجمة علی بن یزداد الجرجاني شیخ لابن عدی متهم روی عن النقاش او ابدأ واقره فی اللسان .

قال الالبانی فالإسناد ضعيف جداً

اور جو اس نے تجوہ پر حرام کر دیا ہے اس سے بچتا رہ تو سب سے زیادہ پر ہیزگار ہو گا۔ اور اللہ نے جو تیرے لئے مقوم بنایا ہے اس کے ساتھ راضی رہ تو سب سے زیادہ غنی ہو گا۔

ایمان کی چوٹی

۲۰۲: ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عتبہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بقیہ نے حکیم بن سعید سے انہوں نے خالد بن معدان سے انہوں نے یزید بن مرشد سے انہوں نے ابو درداء سے انہوں نے فرمایا ایمان کی چوٹی چار چیزوں ہیں۔ اللہ کے فضل پر صابر ہے۔ اللہ کی تقدیر پر راضی رہنا اللہ پر توکل میں اخلاق پیدا کرنا۔ رب عزوجل کے لئے تابع فرمائیا ہو کسرے تسلیم خم کرنا۔

ابن آدم کی خوش نصیبی اور بد نصیبی

۲۰۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے یحییٰ بن منصور قاضی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن قاسم شاذ یا خانی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ اخْلَقُ بْنَ إِبْرَاهِيمَ نے انہوں نے کہا۔ ابن ابی فدیک نے انہوں نے کہا کہ ابن ابی حمید رضی اللہ عنہ۔

اور ہمیں خبر دی ہے شیخ ابو عبد الرحمن سنی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو اُسْنَ بن صبحی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اخْلَقُ بْنَ إِبْرَاهِيمَ نے انہوں نے کہا۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عامر عقدی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی حمید نے اسماعیل بن محمد بن سعد یعنی ابن ابی وقار نے اپنے باپ سے اپنے دادا سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا اپ نے فرمایا۔

ولا دآدم کی خوش نصیبی اور سعادت مندی ان کا اللہ سے خیر مانگنا (استخارہ کرنا) ہے اور ان پر اللہ نے جو فضل فرمایا اس پر راضی رہنا ہے۔ اور اولا دآدم کی بد نصیبی و بد نصیبی اللہ سے خیر طلب کرنے کو چھوڑ دینا اور اللہ کے فضلے پر راضی رہنا ہے۔

اس کو روایت کیا ہے عمر بن علی مقدمی نے محمد بن ابی حمید سے ابو عبد الرحمن بن ابی بکر بن عبد اللہ سے انہوں نے اسماعیل سے۔

خیر کے فضلے کی دعا

۲۰۴: ہمیں خبر دی ہے ابو علی بن شازان بغدادی نے اس کے ساتھ انہوں نے کہا خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بشر حاتم بن سالم قواز نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے

(۲۰۵) آخرجه الترمذی (۲۱۵۱) من طریق ابی عامر العقدی وقال غریب لانعرفه إلا من حديث محمد بن ابی حمید وليس بالقوی عند اهل الحديث.

(۲۰۶) آخرجه الترمذی (۳۵۱۶)، وابن السنی فی عمل الیوم واللیلة (۵۹)، والبغوى فی شرح السنة (۱۵۵/۲) من طریق زنفل بن عبد اللہ، به و قال الترمذی.

هذا حديث غريب لانعرفه إلا من حديث زنفل وهو ضعيف عند أهل الحديث ويقال له زنفل العرفى وكان مسكن عرفات ونفرد بهذا الحديث ولا يتابع عليه.

والحديث ضعفة ابن حجر في فتح الباري (۱۸۲/۱۱)

نفل عرنی نے جس کی کنیت ابو عبد اللہ ہے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ بن ابی ملکیہ نے انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے حضرت ابو یکبر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کام کرنے کا ارادہ فرماتے تو میشیدعا کرتے۔

اللهم خرلی و احترلی.

اسے اللہ میرے لئے خیر کافیصلہ فرمادا اور میرے لئے اچھائی کا انتخاب فرم۔

۲۰۵..... ہمیں خردی ہے، محمد بن مویں نے کہ خردی ہے ابو عبد اللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اب ابی الدنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے الحنف بن اساعیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جرینے لیٹ سے اسے انہوں نے ابو والی سے انہوں نے کہا کہ عبد اللہ نے کہا۔

تم لوگوں میں سے کوئی ایک بندہ اللہ سے خیر مانگتا ہے اور کہتا ہے اسے اللہ میرے لئے خیر مقدر فرمائہ اللہ تعالیٰ اس کے لئے خیر مقدر کرتا ہے مگر بندہ اس سے خوب نہیں ہوتا۔ لیکن یوں دعا کرنا چاہئے:

اللهم خرلی بر حمتک

اسے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے ساتھ خیر کافیصلہ فرمادا اور اپنی عافیت کے ساتھ۔

اور بندہ یوں کہتا ہے۔

اللهم افضل لی بالحسنی.

اسے اللہ میرے لئے اچھائی کافیصلہ فرم۔

حالانکہ اچھائی کافیصلہ تو کبھی ہاتھ پیر کاٹ دینا بھی ہوتا ہے۔ اور مال بر باد ہو جانا۔ اور اولاد بلاک ہو جانا بھی۔ اس لئے بندے کو چاہئے کہ یوں دعا کرے۔

اللهم افضل لی بالحسنی فی یسر منک و عافیة.

اسے اللہ میرے لئے اچھائی کافیصلہ اپنی طرف سے آسانی اور عافیت میں فرم۔

دعائے استخارہ

۲۰۶..... ہمیں خردی ہے محمد بن مویں نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اب ابی الدنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے الجخیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے انہوں نے محمد بن الحنف سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عیسیٰ بن عبد اللہ بن مالک نے محمد بن عمر بن عطاء سے انہوں نے عطاء بن یسار سے انہوں نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساتھ فرماتے تھے۔

جب تم میں سے کوئی آدمی کسی کام کے کرنے کا ارادہ کرے تو یہ دعا کرے:

اللهم انی استخیرک بعلمک و اسقدرک بقدرتک و اسئلک من فضلک العظیم. فانک تقدر ولا اقدر
وتعلم ولا اعلم وانت علام الغیوب اللهم ان کان کذا و کذا للامر الذی یربید خیراً لی فی دینی و معیشتی
و عاقبة اموری. والاصرفة عنی واصرفة عنہ ثم اقدر لی الخیرین کان. ولا حول ولا قوّة الا بالله.

(۲۰۶)..... قال الہیشی فی مجمع الزوائد (۲۸۱/۳) رواه أبو یعلی و رجاله موثقون رواه الطبرانی فی الأوسط بنحوه.

قلت والحدیث رواه أيضاً من غیر طریق ابی سعید.

البخاری (۲/۷۰)، وأبوداؤد (۱۵۲۳)، والترمذی (۳۸۰) وابن ماجہ (۱۳۸۳) وأحمد ۳/۳۲۳.

اے اللہ میں تیرے علم کے ذریعے اپنے لئے خیر مانگنا ہوں۔ اور تیری قدرت کے ذریعے اپنے لئے قدرت مانگنا ہوں۔ اور تجھے سے تیرا فضل مانگنا ہوں۔ بے شک تو ہی قادر ہے میں قادر نہیں ہوں۔ اور تو ہی جانتا ہے میں نہیں جانتا ہوں۔ اور تو ہی تمام پوشیدہ باتوں کو خوب جانتا ہے۔ اے اللہ اگر ایسی ایسی بات ہے؟ (یعنی اگر اس کام میں اچھائی اور خیر ہے) اس کام کے لئے کہے جس کا ارادہ ہے جس کا ارادہ کیا ہے۔ یعنی اگر یہ میرے واسطے اس کام میں میرے دین میں دینا میں۔ انجام کار میں اچھائی ہے (تو اس کام کو پورا کر دے) اور اگر اس میں خیر نہیں ہے تو اس کام کو مجھ سے ہٹا دے اور مجھ کو بھی اس کام سے ہٹا لے میرے لئے خیر کو مقدر فرمادے وہ جہاں بھی ہو۔ گناہوں سے بچنا اور یعنی کرنا اللہ کی توفیق کے بغیر ممکن نہیں ہے۔

۷۔..... ہمیں خبر دی ہے الحنفی بن ابراہیم بن محمد بن ابراہیم امام نے ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن بن ابراہیم بن اساعیل نے کہ خبر دی ہے علی بن روحان عسکری نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن مردان سدی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے اور کبا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن قیس ملائی نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو عبد الرحمن سلمی نے کہ خبر دی ہے محمد بن یزید نے کہ خبر دی ہے محمد بن خلف و کچ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن شعیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موی بن بلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن سدی نے عمرو بن قیس طالبی سے انہوں نے عطیہ عوفی سے انہوں نے ابو سعید خدرا رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

یہ بات یقین کی کثرتی میں شمار ہوتی ہے کہ تو اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرے۔ اور تو اللہ کے رزق دینے کے باوجود شکریہ لوگوں کا ادا کرے۔ اور اللہ نے جو چیز تجھے نہیں دی اس پر تو ان سے جا کر برائی کرے یا لوگوں کی برائی کرے۔ بے شک حریص کا حرص اللہ کے رزق کو نہیں کھینچ سکتا۔ اور ناپسند کرنے والے کی ناپسندی رزق کو واپس نہیں کر سکتی۔ بیشک اللہ نے اپنے حکم اور جلال کے ساتھ خوشی اور راحت کو رضا اور یقین میں رکھا ہے۔ اور غم اور دکھ کو شک اور ناراضکی میں رکھا ہے۔

اویہدوایت حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ان کے قول سے ایک بار اور دوسری بار مرفوع مردوی ہے۔

خوشی اور راحت اللہ کی رضا اور یقین میں اور فکر و غم اس کی ناراضکی اور شک میں ہے

۸۔..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ہانی کی کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن شعیب شاشی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حجر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قرقہ نے سفیان بن سعید سے انہوں نے منصور بن محتر سے انہوں نے خیش سے انہوں نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ انہوں نے فرمایا۔ کہ اللہ کو ناراض کر کے ہرگز کسی کو راضی نہ کرنا۔ اور اللہ کے فضل پر کسی دوسرا کا شکر یہ نہ ادا کرنا۔ جو چیز اللہ کی رضی سے تجھے نہ ملے اس پر کسی کی برائی نہ کرنا۔ کسی حریص کا حرص کرنا اللہ کے رزق کو تیرے پاس کھینچ کر نہیں لائے گا۔ اور کسی بد خواہ کی بد خواہی اس کو تم سے واپس نہیں لوٹا دے گی۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل و انصاف کے ساتھ خوشی کو راحت و سرور کو اللہ کی رضا اور یقین میں رکھا ہے اور فکر و غم کو ناراضکی اور شک میں رکھا ہے۔

(۲۰۷) آخر جه آبونیم فی الحلیة (۱۰۶/۱) من طریق عمرو بن قیس۔ بد.

(۲۰۸) آخر جه الطبرانی فی الکبیر (۱۰۵۱/۱۰۵۱)، وابونیم فی الحلیة (۱۳۰/۷، ۱۲۱/۳) من طریق الأعمش عن خشمة۔ بد۔ وضعفه المنذری فی الغریب (۵۳۰/۲)

۲۰۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن صفوان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن ابی الدین نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن صباح نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے ابوہارون مدنی سے وہ کہتے ہیں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

رضایہ ہے کتو اللہ کی نار انگلی کے ساتھ لوگوں کو راضی نہ کر۔ اور اللہ کے رزق دینے پر شکر کسی اور کا ادا نہ کر۔ جو کچھ اللہ تعالیٰ تھے نہ دے اس پر کسی کو ملامت نہ کر۔ رزق کو کسی حرص نہیں چلا سکتا۔ نہیں کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی سے رزق واپس یار دہوتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے علم اور اپنے انصاف کے ساتھ خوشی اور راحت کو یقین اور رضا میں کر دیا ہے اور فکر و غم کو شک اور نار انگلی میں کر دیا ہے۔

۲۱۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید عبد الرحمن بن محمد بن سبانہ ہمدانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو القاسم عبد الرحمن بن حسن قاضی نے کہ خبر دی ہے محمد بن حسن بن سماح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمش نے ابو الحسن سے انہوں نے عبد اللہ سے کہ انہوں نے کہا جب تم میں سے کوئی آدمی کوئی حاجت طلب کرے تو ہمکی پھلکی طلب کرے، اس لئے کاس کوہی کچھ مطہا جو اس کے لئے مقدر کیا گیا ہے اور ایسا بھی کرو کہ کس کے پاس جا کر اس کی تعریف کر کے اس کی کر توڑو۔

۲۱۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن قمیر نے اعمش سے انہوں نے مصر و بن سوید سے کہتے کہ کہا ہے عبد اللہ نے اور وہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں انسان کے اپنے مسلمان بھائی سے سوال کرنے میں فتنہ ہے اگر وہ اسے دے دے تو یہ تعریف اور شکریہ کسی اور کا کرتا ہے اگر منع کر دے تو اسے کے آگے برائی کرتا ہے۔

۲۱۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الولید بشام بن ابراہیم مخزوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ موی بن جعفر بن ابوکثیر نے اپنے بچپا سے انہوں نے کہا تھے خبیر پچھی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

واما الجدار فكان لغلا مين يتيمين في المدينة و كان تحته كنز لهمـ

بهر حال دیوار دو تیم لراکوں کی تھی شہر میں۔ اور اس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا۔ بـ نـ لـ وـ خـ زـ اـ نـ کـ يـ اـ تـ حـ اـ

سـ وـ نـ کـ اـ يـ اـ يـ تـ حـ اـ

حرانی ہے اس شخص پر جمومت کا یقین رکھتا ہے وہ کیسے خوش رہتا ہے۔

حرانی ہے اس شخص پر جو حساب و کتاب پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے ہستا ہے۔

حرانی اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہے وہ کیسے غم کرتا ہے۔

حرانی ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے زوال کو دیکھتا ہے پھر اس کو اس کی اہل سیر قبول کر لیتا ہے وہ کیسے اس پر اطمینان کرتا ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معجوب نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔

۲۱۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ او محمد بن موی نے دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بتائی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب سے انہوں نے ہمیں

(۲۰۹)..... آخر جه ابی الدین فی البقین (۳۲) عن الحسن بن الصباح. به.

و عند ابی الدین اوله بدلاً من الرضي).

(۲۱۱)..... المعروف بن سوید هو الأسدی الكوفي.

حدیث بیان ہے عبد اللہ بن احمد بن محمد بن مسعود رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حکیم ہن سلیمان قرشی سے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے عمرو بن جعفر سے انہوں نے جویر سے انہوں نے ضحاک سے انہوں نے کہا زال بن ببرہ سے انہوں نے علی بن ابی طالب سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

و كان تحته كنز لها ما.

کاس کے نیچے ان دونوں کا خزانہ تھا۔

انہوں نے کہا کہ وہ ہونے کی تختی تھی اس پر یہ لکھا ہوا تھا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ تجربہ ہے اس پر جو موت کو یاد کرتا ہے کہ وہ حق ہے آئی ہے وہ خوش کیسے ہوتا۔ اور حیرانی ہے اس پر جو یاد کرتا ہے جہنم حق ہے وہ کیسے نہ تھا ہے اور تجربہ ہے اس پر جو تقدیر کو یاد کرتا ہے کہ حق ہے وہ کسی غلکن ہوتا ہے۔

تجربہ ہے اس پر جو دنیا کو اور اس کی گردش دنیا کو دیکھتا ہے اور اہل دنیا کو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف دیکھتا ہے۔ وہ کیسے دنیا سے مطمئن ہوتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۲۱۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر بن حسن نے اور ابو سعید بن ابو عمر نے انہوں نے اور ابو سعید بن ابو عمر نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الجواب نے العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الجواب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمار بن رزاق نے ابو حصین سے انہوں نے بیکی بن وثاب سے انہوں نے مسروق سے انہوں نے کہا کہ عبد اللہ نے فرمایا بندہ مومن نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ تقدیر کے ساتھ ایمان لے آئے وہ یہ یقین رکھے کہ جو کچھ اسے پہنچا ہے وہ اس سے خطا کرنے والا یا نہ پہنچنے والا نہیں تھا۔ اور جو کچھ اس کو نہ پہنچو وہ اسے نہیں پہنچتا تھا۔ اگر میں آگ کا انگارہ منہ میں لے لوں یہاں تک کہ وہ منہ میں جا کر بچھ جائے میرے لئے یہ زیادہ آسان ہے اس بات سے کہ میں کسی ایسے معاملہ میں جسے اللہ نے مقدر کیا ہو یہ کہوں کہ کاش ایسا نہ ہوتا۔

ایمان کی حقیقت

۲۱۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو ذکریا بن ابو الحلق نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن عثمان بن بیکی اوری نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے عباس نے محمد ووری نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے هشیم بن خارج نے خبر دی ہے سلیمان بن عتبہ نے یوسف بن میسرہ سے انہوں نے ابو ادريس خوانی سے انہوں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ان لکل شئی حقیقتہ و ما بلغ عبداً حقيقة الایمان حتیٰ یعلم ان ما اصحابہ لم یکن لی خطبه
وما اخطاء لم یکن لیصیبه۔

(۲۱۳) النزال بن سرة هو الہلالی الکوفی له صحۃ

آخرجه المصنف فی الزهد (۵۲۱) من طریق عمرو بن حیریر. به.

و فی الزهد عمرو بن حیریر بدلاً من عمرو بن جمیع.

(۲۱۵) ابودردیس الخوارنی هو عائد اللہ بن عبد اللہ.

آخرجه احمد (۲۳۱/۲) من طریق یونس. به.

وقال البیشی فی مجمع الرواائد (۱۹/۷) رواه احمد والطبرانی ورجاله ثقات ورواہ الطبرانی فی الأوسط.

پیشک ہر شے کی ایک حقیقت ہوتی ہے۔ اور کوئی انسان ایمان کی حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ وہ یہ نہ جان لے جو کچھ اسے پہنچا ہے وہ اس سے کسی صورت وہ ملنے والا نہیں تھا اور جو نہیں پہنچا یا جو کچھ اس سے رہ گیا وہ اسے پہنچنے والا نہیں تھا۔

تقدیر پر یقین رکھنے سے غم قریب نہیں آتا

۲۱۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ جو خبر دی ہے حسن بن محمد بن الحنفی نے اس نے کہا میں نے سنا تھا اسی میدان میں عثمان خیاط سے وہ کہتے تھے میں نے سنا تھا ذوالنون مصری سے وہ فرماتے تھے۔
کہ جو شخص تقدیروں کے ساتھ یقین پیدا کرے مفہوم نہیں ہوتا۔

۲۱۷:..... اور اسی ذکر کو رہاستاد کے ساتھ خیاط نے کہا ہے میں نے ذوالنون سے سنا وہ فرماتے تھے تو اللہ سے راضی ہو جاء، اور اللہ کے ساتھ یقین را متعاد قائم کر۔ ہر شے اللہ کے فعلے کے ساتھ ہوتی ہے اور اللہ کی تعریف کرے اس لئے کہ جس نے اللہ کو پہچان لیا وہ اللہ سے راضی ہو گیا۔ اس کو تمکی تقاضا خوش کر دیتی ہے۔ جس نے اللہ کے ہاں سے معروف کو طلب کیا اس نے اللہ کے ہاتھ کی سعادت آسان اور تیار پایا اگر انسان وہ جیز ان لے جو قریب ہے تو غیر اللہ کی خوشی کے لئے اللہ کی نافرمانی نہ کرے۔

ثوبن سنان مجاشی کا ارشاد:

۲۱۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے کہ جو خبر دی ہے ابو علی حسین بن مصطفیٰ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد قرشی نے انہوں نے قریما یا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن حسین نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے عمار بن عثمان نے انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی بصر بن مجاشی نے اور وہ عابدین میں سے تھے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک عابد سے کہا کہ آپ مجھے کوئی وصیت فرمائے۔ ل نے کہا آپ اپنے آپ کو تقدیر کے حوالے کر دیجئے وہ تجھے جہاں پھیلکے وہ زیادہ لاائق ہے کہ وہ تیرے دل کو (غیر ضروری امور میں پڑنے سے) رُغ کر دے۔ اور اپنی (دنیا کی) فکر کم کر دیجئے۔ اور اپنے آپ کو اپنے رب کی ناراضگی سے بچائیے۔ کیونکہ ورنہ وہ ناراضگی آپ کے اوپر آنے گی اور آپ اس سے غفلت میں ہوں گے آپ اسے سمجھو بھی نہیں پائیں گے۔

۲۱۹:..... ہمیں خبر دی ہے عبد الرحمن بن حسید اللہ حرفی نے بغداد میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد زیر کوئی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن عفان نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث تھا ایسے زید بن حباب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن شمیط بن عجلان نے پسے والد سے انہوں نے حسن سے انہوں نے فرمایا: کہ میں صبح کو بھی مغموم ہوتا ہے اور شام کو بھی نید میں کروٹیں لیتا تو بھی (یعنی روزی کی فکر میں پریشان ہوتا ہے) حالانکہ اس کو اتنا (رزق) ہالی ہوتا ہے جو کبکی کے چھوٹے سے بچے کو۔

بو العباس بن عطاء کا ارشاد:

۲۲۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد بن نصیر نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا ابو العباس بن عطاء سے وہ فرماتے تھے۔

(۲۱۸) عبد اللہ بن محمد القرشی ہو ابن أبي الدنيا۔

(۲۱۹) آخر جمہ أبو نعیم فی الحلیۃ (۱۳۲/۲) من طریق عبید اللہ بن شمیط بن عجلان. به. فی الأصل والمطبر عنة (عبد اللہ بن سعید) هو خطأ والصحیح عبید اللہ بن شمیط وہو : ابن عجلان الشیانی البصیری ثقة روی له الترمذی کذا بالتفیری۔

تدبیر کرنے اور پسند کے پیچھے پڑنے کو چھوڑ دو۔ زندگی میں خوش رہو گے۔ اس لئے کہ تدبیر اور تنگ و دوں اور پسند کے درپے رہنا لوگوں پر ان کی زندگی کو مکدر کر دیتا ہے اور مشکل بنادیتا ہے۔

حضرت عطاء نے فرمایا کہ ابوالعباس سے سوال کیا گیا۔

کہ وہ کون سامقام ہے کہ بندہ جب اس مقام پر کھڑا ہو تو عبدیت کے مرتبہ پر کھڑا ہو جائے فرمایا کہ ترک تدبیر حضرت عطاء فرماتے ہیں کہ میں نے ابوالعباس سے سنا وہ فرمائے تھے۔

سلامتی اس وقت تک نہیں آتی جب تک کتم تدبیر کے معاملے میں اہل قبور جیسے نہ ہو جاؤ۔ اور عطاء فرماتے میں نے ابوالعباس کو یہ فرماتے ہوئے سن تھا۔

ہمارے لئے سرو و خوشی اللہ کی تدبیر میں ہے اور محرومی ہماری اپنی تدبیر میں ہے۔

فائدہ:..... اس لئے کہ بندے کی تدبیر ناٹھ ہوتی ہے اس لئے ناکامی کا امکان زیادہ کامیابی کا امکان زیادہ کامیابی کا بہت کم ہوتا ہے جب کہ اللہ کی تدبیر مضمبوط اور کامیاب ہوتی ہے اس لئے توکل کا اعلیٰ مقام یہی ہے بندہ مکمل اپنے آپ کو اللہ کی تدبیر کے سوابے از روئے سستی و کامیابی نہیں بلکہ بطور توکل علی اللہ۔ (از مترجم)

بعض علماء کی نصیحت

۲۲۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمر زاہد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن علی الفزاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے انہوں نے کہا میں نے ساسفیان ابن عینیہ سے کہتے تھے کہ علماء فرماتے تھے۔ جو شخص اللہ کی تدبیر پر قناعت نہیں کرتا وہ اپنے نفس کی تدبیر پر بھی قناعت نہیں کر سکتا۔

۲۲۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے اس نے سا عبد اللہ بن محمد بن عبد الرحمن رازی سے وہ فرماتے تھے کہ میں نے سا ابوالعباس احمد بن محمد بن سروق طوی سے وہ فرماتے تھے۔

جو شخص تدبیر (کا سہارا کرنا) چھوڑ دے (بلکہ اللہ کا سہارا کرے) وہ راحت و سکون کی زندگی گذارتا ہے۔ ① مسروق کہتے ہیں میں نے سا ابوالعباس سے وہ کہتے ہیں میں نے سا ابو الحسن فارسی سے کہتے تھے کہ میں نے سا عباس بن عامر سے وہ کہتے تھے میں نے ساکل سے وہ کہتے تھے۔

آزمائش اور پریشانی اللہ کی طرف سے وہ طرح کی ہوتی ہے یا تو بطور رحمت کے یا بطور سزا کے بطور رحمت وہ ہوتی ہے جو انسان کو ترک تدبیر پر اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں فقر و فاقہ کے اظہار پر ابھارتی ہے اور بطور سزا وہ ہوتی ہے جو انسان کو اپنی پسند اپنی مریضی کرنے اور اپنی تدبیر کرنے پر اکساتی ہے۔

جب فقر مقدر ہو تو غذا نہیں آتا

۲۲۳:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن یوسف اصحابی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے ابوسعید بن اعرابی نے انہوں نے کہا

① وفى الأصل والمطبوعة على (اظهاره قدرة) وهو خطأ والصحيح (على إظهار فقره ولا فاقته) كما فى الحلية

(۲۲۴)..... آخر جهه أبو نعيم في الحلية ۱۹۶/۱۰ قال أبو نعيم سمعت أبي يقول سمعت أبا بكر يقول سمعت سهل بن عبد الله يقول فذ كره

(۲۲۵)..... شقيق هو أبو علي البلخي

ہمیں حدیث بتائی ہے محمد بن اسماعیل اصحابی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوتراب سے ناواہ فرماتے تھے میں نے حاتم سے شاکتے تھے میں نے شفیق سے ناواہ کہتے تھے۔

اے فقیر (یعنی اللہ کا فقیر) دنیا میں مشغول نہ ہو۔ اور غنا کی تلاش میں مشقت نہ اخہاں لئے کہ جب فقر تیرے لئے مقدر ہو پچاہے تو تو غنی نہیں ہو سکے گا۔

۲۲۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضلقطان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے عبداللہ بن جعفر نے اس نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے سلیمان بن حرب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے حادثے وہ کہتے ہیں کہ ایوب نے کہا۔ جو کچھ تو ارادہ کرتا ہے جب وہ نہیں ہو تو پھر تو بھی وہی ارادہ کر جو خود ہو گا۔

۲۲۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلیمانی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن احمد بن سعید رازی نے کہ بات بتائی ہے عباس بن حمزہ نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے احمد بن ابو حواری نے سفیان سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں۔

وَمِنْ يَوْمِنْ بَا لِلَّهِ يَهْدِي قِيلَيْهِ (تفابن ۱۱)

جو شخص اللہ کے ساتھ ایمان لے آئے اللہ اس کے دل کو ہنسائی کرتا ہے۔ فرمایا کہ ہنسائی فرماتا ہے تسلیم و رضاء کے ساتھ۔

۲۲۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلیمانی نے اس نے کہا ہمیں نے ساعلی بن عبد العزیز قزوینی سے اس نے کہا ہمیں نے شاکتے ہیں میں نے سنا ابو العباس بن عطاء سے وہ کہتے تھے کہ رضا اللہ تعالیٰ کی مخالفت ترک کرنے کو کہتے ہیں ان امور کے اندر جو کچھ وہ بندے پر جاری کرے۔

عمربن عبد العزیز کی جامع دعا

۲۲۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو فخر عمر بن قادہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے ابو العباس محمد بن علیؑ صبغی نے اس نے کہا ہمیں بات بتائی ہے حسن بن علی بن زیادہ نے کہ بات بتائی ہے ہمیں اسحاق مردی نے اس نے کہا ہمیں بات بتائی ہے مالک نے تیجی بن سعید نے کہ عمر بن عبد العزیز نے فرمایا۔

مجھے ان دعاؤں نے چھوڑا دیا ہے مجھے تمام امور میں کوئی دلچسپی نہیں (یعنی تمام امور کی دعا ایک بجا ایک جامع دعا کرتا ہوں) میں چاہتا ہوں کہ اللہ کی تقدیر کی جگہ ہو جاؤ۔ (اس لئے کوہ) یہ دعا کرتے تھے۔ اے اللہ مجھے اپنی قضاء اور فیصلے کے ساتھ راضی رکھا پی تقدیر میں میرے لئے برکت عطا فرمایہاں اُنک کتو جس چیز کو موخر کر دے میں اس کی جلدی پسند نہ کروں اور جس چیز کو تو جلدی دے میں اس کی تاخیر پسند نہ کروں۔

یونس بن عبد کا ارشاد:

۲۲۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو ذر کریاب بن ابو الحلق نے کہ ہمیں بات بتائی ہے ابو الحسن احمد بن حسین بن یزید قزوینی نے مقام رائے میں کہ ہمیں بات بتائی ہے محمد بن ایوب بن تیجی نے انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے سلیمان علکی نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے حادثے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تیجی بن سعید نے اس نے کہا ہمیں نے ساتھا عمر بن عبد العزیز سے دہ کہتے ہیں۔

(۲۲۸)..... ایوب ہو ایوب بن کیسان السختیانی۔

(۲۲۹)..... احمد بن ابی الحواری ہو احمد بن عبد اللہ بن میمون بن العباس بن الحارس الصعلبی الحسن بن ابی الحواری ثقة زائد

کہ مجھے اللہ کی تقاضا اور فیصلے کے سوا کوئی خواہش نہیں ہوئی۔

۲۲۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو حسین بن بشران نے کخبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہمیں بات بتائی ہے یعنی بن عین نے کہ ہمیں بات بتائی ہے جان نے شعبہ سے اس نے کہا کہ مجھے یوسف بن عبید نے کہا تھا۔
”کہ میں نے کبھی کسی چیز کی تمنا اور آرزو ہی نہیں کی۔“

حضرت فضیل بن عیاضؓ کا ارشاد:

۲۳۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو حازم حافظ نے کہ خبر دی ہے ہمیں محمد بن احمد بن سنان نے کہ ہمیں بات بتائی ہے یعنی بن حنبل نے وہ کہتے ہیں میں نے ابراہیم الحنفی سے نادہ کہتے تھے کہ اپنے مرتبے اور مقام سے اوپر راضی ہونے والا یار راضی ہونا کوئی چیز نہیں ہے۔

حضرت ذوالنون مصریؓ کا ارشاد:

۲۳۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بتائی ہے حسن بن محمد بن الحنفی نے انہوں نے کہا میں نے سا ابو عثمان خیاط سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا ذوالنون مصری سے وہ کہتے تھے۔

①..... تسلیم و رضا کی (یعنی اپنے آپ کو اللہ کے پروردگار نے اللہ کے فیصلے پر راضی ہونے) کی تین علامات ہیں۔

قضاء کے مقابلے میں رضا۔ آزمائش پر صبر کرنا۔ خوشحالی پر شکر کرنا۔

②..... اور تقویف کرنے اور اللہ کے پروردگار نے کی تین علامات ہیں۔

ترک حکم اللہ کے فیصلوں میں اور اس کے اندازوں میں ایک وقت سے دوسرے وقت کی طرف۔ اور اپنے ارادے کے لئے معطل کرنا نوافل میں اور دنیا کے اسباب میں۔ اور اس بات پر نظر رکھنا کہ اس بارے میں اللہ کی تدبیر کیا واقع ہوتی ہے۔

③..... دل روشن یا روش منیر ہونے کی علامات تین ہیں۔

ہر چیز کو اللہ طرف سے دیکھنا۔ ہر شی کو اسی سے قبول کرنا۔ ہر شے کی نسبت اسی کی طرف کرنا۔

ابو عبد اللہ بن باجیؓ کا ارشاد:

۲۳۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سا ابو احمد حافظ سے وہ کہتے ہیں خبر دی ہے ابو عثمان سعید بن عبد العزیز حلیؓ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی۔ احمد بن ابی جواری نے وہ کہتے ہیں میں نے سا ابو عبد اللہ بن باجی سے وہ کہتے تھے۔

عظیم ترین عبادات میرے نزدیک تین ہیں:

①..... کہ آپ اللہ کے احکام میں سے کسی حکم کو دونہ نہ کیجئے۔

②..... اللہ کے سوا کسی اور سے کوئی حاجت نہ مانگئے۔

③..... اس سے کوئی چیز ذخیرہ نہ کیجئے۔

محمد بن احمد بن شمعون کا ارشاد:

۲۳۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمیؓ نے وہ کہتے ہیں میں نے ساختا۔ محمد بن احمد بن شمعون سے جب کہ ان سے رضاۓ کے بارے

(۲۳۱)..... آخرجه ابونعیم فی الحلۃ (۳۲۲/۹ و ۳۶۳) من طریق سعید بن عثمان الخیاط عن ذی النون الشلاتۃ الاولی فقط اثناء حدیث طوبیل

پوچھا گیا تھا) کہ اللہ سے راضی ہونے کی کیا حقیقت ہے) انہوں نے جواب دیا۔ (کہ اس کی تین صورتیں ہیں) اللہ کے ساتھ راضی ہوتا۔ اللہ سے راضی ہونا اللہ کے لئے راضی ہوتا۔ اللہ کے ساتھ راضی ہونا یہ ہے کہ وہی میر ہے وہی مختار ہے اور اس سے راضی ہونا یہ ہے کہ وہی قسم کرنے والا ہے۔ وہی عطا کرنے والا ہے اور اس کے لئے رضایہ ہے کہ وہی اللہ ہے وہی رب ہے۔

ابن فرجی کا ارشاد:

۲۲۲: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن نے کہ انہوں نے شا منصور بن عبد اللہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سما عباس بن یوسف شکل سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سما ابن فرجی سے وہ کہتے تھے کہ رضا کے مفہوم میں تین اقوال ہیں:

۱..... اپنی پسند کرنا۔

۲..... تقفا کے گزرسے دل کا سر در۔

۳..... اپنے نفس سے تدبیر کو ساقط کرنا۔ یہاں تک کہ وہ اس کے خلاف فیصلہ دے۔

”ابو عثمان بن یکنند ری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد“:

۲۲۵: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن نے کہ انہوں نے سما ابو بکر بن شاذان سے کہتے تھے کہ ابو عثمان بن یکنند سے رضا کے بارے پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

جو شخص پیشان نہ ہوا اس پر جو دینا کے اسباب میں سے اسے حاصل نہ ہو بلکہ اس سے رہ جائے اور نہ ہی اس پر افسوس کرے نہ ہی اس پر افسوس کرے۔

حضرت عبد اللہ بن عباس کی نصیحت:

۲۲۶: ... ہمیں خبر دی ہے ابو سعیدالمقنسی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے احمد بن محمد بن حسن نے انہوں نے لہا ہمیں بات بتائی ہے ابو عباس بن حکمودیرازی نے انہوں نے کہا میں نے ساتھ ایکی بن معاذ رازی سے وہ کہتے تھے۔

اے آدم کے بیٹے اس غیر موجود شی پر افسوس نہ کر جو مر کر بھی جگہے دل سکے اور اس موجود شی پر نہ اتر اجب موت تیرے ہاتھوں میں نہ رہنے دے۔

۲۲۷: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن موسی نے سفیان سے انہوں نے سماک سے انہوں نے عمر میں انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

لکبلاً تأسو على مفاتيكم ولا تفر حوا بما تاكم (الحدید ۲۳)

”ما آنکہ افسوس نہ کرو تم اس پر جو تم سے رہ جائے اور تاکہ تم نہ اڑا اس پر جو کچھ تمہیں وہ دے دے۔

حضرت ابن عباس نے فرمایا کہ ہر انسان خوش بھی ہوتا ہے اور غلکن بھی۔ لیکن مطلب یہ ہے کہ جس وقت اسے مغیبت پہنچے اس کو سبیر بنا دے اور اگر اسے خیر و مکملی ملے تو اس کو شکر بنا دے۔

(۲۲۷) آخر جه الحاکم فی المستدرک (۲/۲۷۹) من طریق سفیان به و صحیحه الحاکم و افاقه الذهنی و عزاء السیوطی فی الدر المنور

(۱۸۷/۶) لابن أبي ذیہة وعبد بن حمید وابن جریر وابن المنذر والحاکم وصحیحه والمصنف فی الشعب.

امام یہی کا قول:

حضرت عبداللہ بن عباس کے قول سے اس آیت کے بارے میں شیخ حسین رحمۃ اللہ علیہ کے قول کی تائید ہوتی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ حزن و غم سے مراد ہے زبردستی ناراضی ہونا اور گالی گلوچ کرنا ہے اور فرج و خوشی سے مراد اترانا اور اکٹھانا ہے۔

حضرت ذوالنون مصری کا تقوے پرمنی نصیحت آمیز واقعہ

۲۳۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعد مالینی نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابو محمد حسن بن ابو الحسن عسکری نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے محمد بن احمد بن عبد العزیز عامری نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن صدق محال نے انہوں نے فرمایا: کہ میں اٹھیم شہر میں حضرت ذوالنون مصری سے ساتھ گیا ہوا تھا۔ انہوں نے وہاں پر حکیل کو دیکھ لے اور ذھول بجھنے اور بڑائی کرنے یا اترانے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ یہ کیما جرا ہے؟ انہیں بتایا گیا ہے کہ یہ شہر کے کسی آدمی کے ہاں شادی ہو رہی ہے اور دوسرا جانب انہوں نے روئے چیختے اور بلبلانے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ فلاں شخص کا انتقال ہو گیا ہے۔ تو انہوں نے مجھ سے فرمایا اے عمر بن صدق (وہ لوگ جو شادی پر غیر شرعی کام کر رہے ہیں) یہ لوگ ہیں جنہیں اللہ کی نعمتیں عطا کی گئیں ہیں مگر ان کا شکر ادا نہیں کیا۔ (اور یہ دوسرے لوگ جو روپیت رہے ہیں) اتنا اداء اور آزمائش میں مبتلا کئے گئے ہیں مگر انہوں نے صہرنہیں کیا۔ مجھ پر اللہ کی ناراضکی واقع ہو گی اگر میں اس شہر میں رات گزار لوں چنانچہ وہ اسی لمحے شہر اٹھیم سے شہر فسطاط کی طرف نکل گئے۔ کیونکہ بے صبری اور ناشکری اللہ کی ناراضکی اور بے یاری و بے مدعاگاری کو لاتے ہیں اور صبر و شکر اللہ کی رضا اور نصرت کو۔ (از مردم)

حضرت علی المرتضی رضی اللہ عنہ کا نماز تجدید میں بارگاہ الہی میں عجز پیش کرنا

۲۳۹..... ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے ابوالولید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ بن عوفی نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے احمد بن ضبل نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے اس نے کہا ہمیں خبر دی ہے، مسلم نے بشر بن جبابا صناعی سے انہوں نے مجرم بن قیس مدری سے انہوں نے کہا کہ میں نے امیر المؤمنین علی بن ابی طالب کے ہاں رات کو قیام کیا وہ رات نماز پڑھ رہے تھے اور زور سے قرأت کر رہے تھے۔ قرأت کے دوران جب وہ اس آیت پر پہنچے:

الفرأيتم ماتمتنون أنتم تخلقونه، ام نحن الخالقون۔ (الواقف ۵۸-۵۹)

بھلا جلا و جو تم شکم مار میں منی کا قطرہ ذاتے ہو کیا تم اس سے پچ پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

(حضرت علی نے یہ پڑھنے کے بعد کہا) بلکہ آپ اسے رب پیدا کرنے والے ہیں۔ تین وفعیہیں جملہ دہر لیا۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی:

الفرأيتم ما تحرثون أنتم تزرعونه ام نحن الزارعون۔ (الواقف ۶۲-۶۳)

بھلا جلا جو تم بھتی کاشت کرتے ہو اسے تم لمبھاتے کھیت بنا لیتے ہو یا ہم بنا نے والے ہیں:

حضرت علی نے کہا۔ بلکہ تو ہی یہ کرتا ہے یارب تین بار بھی کہا۔ اس کے بعد یہ آیت پڑھی۔

الرأيتم الماء الذي تشربون. أنتم انزلتموه من المعن ام نحن المنزلون۔ (الواقف ۶۸-۶۹)

بھلا تم بتاؤ تو کسی یہ پانی جنم پیتے ہو کیا اسے بادولیں سے تم اتارتے ہو یا ہم اتارنے والے ہیں۔

(پھر حضرت علی نے کہا۔ بلکہ یارب تو ہی یہ کرتا ہے تین بار بھی جملہ کہا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی):

افرایتم النار التي تورون النعم انشأتهم شجرتها م نحن المنشئون۔ (لواقعہ۔ ۷۸)

بھلام تم لوگ بتلا و کریا آگ یہ جسے تم سلکاتے ہو کیا اس کا درخت تم نے بنایا ہے یا کہ تم بنانے والے ہیں۔

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا بلکہ یا رب تو ہی ہے۔ تین بار تکی کہا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب پرمغز اور جامع دعا

۲۳۰۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی صنعاوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی اخلاق بن ابراہیم نے۔ کخبر دی ہے عبد الرزاق نے تمہرے انہوں نے جعفر بن بر قان سے کہ عیسیٰ بن مریم علیہ السلام یہ فرماتے تھے۔ اے اللہ میں تو ایسا ہوں یہ جو چیز میں ناپسند کرتا ہوں اس کو بھی ہٹانہیں سکتا۔ اور جس چیز کی میں آرزو کرتا ہوں اس کے نفع کو حاصل کرنے کا بھی میں مالک نہیں ہوں۔ میر اعمال تو میر سے سوا کسی اور کے ہاتھ میں ہے۔ اور میں خود بھی اپنے عمل کاراکن ہوں۔ مجھ سے بڑا فقیر کوئی نہیں۔ اے اللہ میرے دشمن کو میرے معاملہ میں خوش نہ فرم۔ اور میرے دوست کو میرے معاملے میں دکھنے پہنچا۔ اور میری مصیبت کو میرے دین میں واقع نہ فرم اور اس شخص کو مجھ پر مسلط نہ فرماجو مجھ پر رحم نہ کر۔۔۔

بعض اہل نظر کا قول:

۲۳۱۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے اس چیز کے بارے میں جوان کے سامنے پڑھا گیا بعض حضرات سے بطور حکایت کے کہ انہوں نے کہا تھا کہ دین کا کمال نیکی کی طاقت اور بدی سے رکنے کی طاقت سے نیزار ہونے اور سب چیز میں ہر چیز کے خالق مالک کی طرف رجوع ہونے میں ہے۔

حضرت سہل کا قول:

عبد الرحمن سلمی نے کہا کہ حضرت سہل نے فرمایا:

جس شخص نے (از را خود پسندی) اپنے نفس کی طرف نظر رکھی وہ کامیاب نہیں ہوا۔

اور جس نے اپنے نفس کے لئے کسی حال کا دعویٰ کیا اس کا وہ دعویٰ پورا نہیں ہوا۔

خلق میں سے خوش نصیب و سعادت مندوہ ہے جس نے اپنے افعال و اقوال سے نظر ہٹائی۔

اس شخص کے لئے فضل حاصل کرنے اور دوسروں کو فضل پہنچانے کا اور تمام افعال میں اللہ کے احسان کی روکیت کا دروازہ کھول دیا جاتا ہے۔

اور خلق میں سے ثقی اور بد نصیب وہ ہے جس کے اپنے افعال و اقوال اس کی اپنی نظر میں اچھے لگیں اور وہ ان پر غیر کرنے اور اپنے لئے ان کا دعویٰ کرے وہ دعویٰ اس کو ایک دن جاتا کر دے گا۔

اگر چرپی الوقت وہ تباہی سے بچا رہا ہو کیا آپ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قارون کے بارے کیسے واقعہ بیان فرمایا ہے۔ (خصوصی طور پر یہ نقرہ قابل غور ہے)

انما اویتہ علی علم عندی۔ (القصص۔ ۸۸)

کہ یہ ماں کیشیر میرے اپنے اس علم کی بدولت ہے جو میرے پاس ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اللہ کے فضل کو بکر ہوں گیا تھا۔ اور اس نے اپنی ذات کے لئے فضیلت اور خوبی کا دعویٰ کر لیا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اسی کی پاداش میں اسی ماں و علم میت زمین میں دھن سادیا۔ اور کتنے اسی شریروں کو اللہ نے (قارون کی طرح) زمین میں دھن سایا اس حال میں کروہ

شریر اپنے فضل کا ادعا کھنے والے اس ہلاکت اور زمین میں حفس جانے کا شعور و اور اسکی بھی نہیں کر سکے۔ اور اشرار کو زمین میں دھن دینا (دراصل) حفاظت کو ختم کر دینا ہے اور گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی قوت کے حوالے کرتا ہے۔ اور چڑھے چڑھے دعووں کے ساتھ زبان کھولنا۔ اور اللہ کے فضل اور اس کی عنایت سے انداز ہن جانا۔ اور اللہ کے العلام اور احسان پر شکر کرنا (جب یہ کیفیات آ جائیں تو یہی زوال کا وقت ہوتا ہے۔ یعنی ایسا انسان ہمیشہ کے لئے ان خرایوں کی بدولت زوال سے دوچار ہو جاتا ہے۔ ۲۲۲)..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ہے۔ ابو بکر محمد بن جعفر اردی قاری نے کہ ہمیں بات بتائی ابوالعیناء نے انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے۔

عمر بن اسماعیل بن مجالد بن سعید ہمدانی نے ہمیں بات بیان کی ہمارے والد نے مجالد سے انہوں نے ٹھیکی سے انہوں نے محمد بن اشعت کندی سے انہوں نے کہا کہ ہر شے کے لئے غلبہ اور حکومت ہوتی ہے۔ یہاں تک کہ حجات کے لئے بھی عقل پر غلبہ اور حکومت ہوتی ہے۔
امام تیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

امام تیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ غلبہ اس کے لئے ہے کہ قضاۃ وقد رحم کی موافقت کر لے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

و نلک الايام نداولها بين الناس۔ (آل عمران ۲۰)

یہی ایام ہیں ہم جنہیں لوگوں کے درمیان پھرستے رہتے ہیں۔

۲۲۳)..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سا ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بن حمش سے وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے فرماتے تھے۔

کہ جب تو اپنے رب کی اطاعت نہیں کرتا تو اس کا دیا ہوا رزق بھی نہ کہا۔

جب تو اس کی منح کی ہوئی بات سے باز نہیں آتا تو اس کی حکومت سے باہر نکل جا جب تو اس کے فعل سے راضی نہیں ہے تو توبہ بھی ا۔ لئے اس کے سوا کوئی دوسرا املاش کر لے جب اس کی تافرمانی کرتا ہے تو اسی جگہ چلا جا جہاں وہ تجھے نہ کیجھے۔
ابراہیم بن حمش زاہد کا قول:

۲۲۴)..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے ساتھا ابو منصور صوفی سے جو کہ ابراہیم بن حمش زاہد کے نور سے ہوتے تھے وہ کہ تھک کر میں نے اپنے ناتا سے ساتھا دکھتے تھے کہ۔ دھنا نہیں ہے۔ حفاظتی تدبیر پر۔ موت نہیں امیدہ آرزو پر تقدیر نہیں ہے۔ تدبیر پر نصیباً قسم نہیں ہے کوشش اور غنی ہونے پر۔

بعض اہل نظر کے منظوم ارشادات

۲۲۵)..... ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے شعر نئے اور کہا کہ مجھے شعر نئے تھے ابو محمد حسین بن علی علوی شہید نے انہوں نے کہا کہ مجھے امشی۔ اپنے یہاںی شعر نئے تھے۔

و بعین مفتقر الیک رأیتی فهجرتی و نزلت بی من حالق.

(اے میرے مالک) اپنی بارگاہ میں اٹھی ہوئی میری حاجاج و سائلی نظر دوں کو دیکھ کر آپ نے جدا کر دیا ہے
اور میرے ساتھ مصیبت اتر پڑی ہے۔

لست المعلوم انا المعلوم لا نتی. انزلت حاجاتی بغیر الحالق.

آپ کے اوپر کوئی ملامت نہیں بے ملامت تو مجھ پر ہے اس لئے کہ میں نے اپنی حاجات نیر خالق دامک کے آگے پیش کر دیں۔

”عمر و زید کا ارشاد“:

۲۳۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنا ابو محمد حسن بن احمد بن یعقوب مامونی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا عمر و زید سے شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے لئے شعر کہتے تھے:

و اذا سمعت بان مجدوداً حوى . عوداً فاثمر في يديه فصدق .

جب آپ یہ بات سنیں کہ کئی ہوئی سیاہ لکڑی اس کے ہاتھوں میں پھل آور ہو گئی ہے تو اس بات کی تصدیق کروئے۔

و اذا سمعت بان محرومأً اتي . ماء لشربه فغاض فحق .

اور جب آپ یہ سنیں کہ کوئی نام کام (پیاس انسان) پانی کی پاس آیا ہے پینے کے لئے اور وہ نیچ ہو گیا اور خٹک ہو گیا تو مان لے۔

و من الدليل على القضاء و كونه بغير سفيه و طيب عيش الا حمق .

یہ بات قضاۓ کے ہونے اور وجود کے دلائل میں سے ہے کہ علمند بھوکار ہتا ہے اور بے توفیق عیش کرتا ہے۔

عبداللہ بن شبیب کا ارشاد:

۲۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں بات بیان کی ابو اصر احمد بن فضل کاتب نے ہمان میں کہ ہمیں شعر نئے تھے احمد بن سیجی طلب نے انہوں نے کہا ہمیں شعر بیان کے عبد اللہ بن شبیب نے۔

لیس اختیار ولا عقل ولا ادب . يجده عليك اذا لم يسعد القدر .

جب تقدیر معاونت نہ کرے تو نہ بزرگی فائدہ تجھے دے گی نہ علم نہ ہی عقل۔

ما يقضى الله لا يعيك مطلبة . والسعى في نيل مالم يقضىه عسر .

اور جس چیز کا اللہ فیصلہ کر دے اس کی تلاش تجھے نہیں تھکائے گی۔ اور جس چیز کا اس نے فیصلہ کیا ہو۔

اس کے حصول کی کوشش بھی گمراہ ہوتی ہے۔

كم مانع نفسه اربابها حذرأ للفقير ليس له من ماله ذخر .

بہت سے لوگ اپنے نفس کو فقر کے خوف سے اس کی خواہشات پوری کرنے سے باز رکھتے ہیں مگر پھر بھی ان کے پاس مال جنم نہیں ہوتا۔

ان کا ان امساکہ للفقير يحذر فقد يعجل فقراً قبل يفتقر .

احمد بن عبد اللہ دارمی کا ارشاد:

۲۳۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں شعر نئے تھے ابو عمر محمد بن احمد بن الحنخوی نے اس نے کہا ہمیں شعر نئے تھی احمد بن عبد اللہ دارمی نے اطاعت کیا ہے۔ اپنے کلام میں سے۔

يا لأم الدهر على مابنا . لاتلم الدهر على غدره .

ہمارے ساتھ جو گذر رہی ہے اس پر زمانے کو اے ملامت کرنے والے، زمانے کو اس کی بے وفائی اور دھوکے پر ملامت نہ کر۔

فالله رحمة ما مور له امر . ينصرف الدهر الى امرة .

اس لئے کہ زمانہ کو تو حکم ملا ہوا ہے (وہ مجبور ہے) اس کے حکم دینے والا موجود ہے جو زمانے کو اپنے حکم کی طرف پھر رتا ہے۔

تم کافر بالله امواله . تذداد اضعافاً على كفره .

بہت سے اللہ کے ساتھ کفر کرنے والے کافر ہیں جن کے مال دو گئے چو گئے بڑھ رہے ہیں ان کے لفڑکے باوجود بھی۔

وَمَنْ لِيْسَ لِهِ دَافِقًا يَزْدَادُ اِيمَانًا عَلَىٰ فَقْرَهُ۔

اور بہت سے مومن ایسے ہیں جن کے پاس کوئی پائی پیش نہیں بلکہ وہ اپنے فقر کے باوجود ایمان میں بڑھ رہے ہیں۔

لَا خَبَرٌ فِيْ مِنْ لَمْ يَكُنْ عَاقِلًا يُسْطِرُ رَجُلَيْهِ عَلَىٰ قُدْرَهِ۔

اس شخص میں کوئی اچھائی نہیں ہے وہ تکنید نہیں ہوتا۔ جو تقدیر کے آرے پر پھر پار لیتا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ کا ارشاد:

۲۴۹: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے اس نے کہا مجھے خبر دی ہے ابو زکریا یحییٰ بن محمد غزیری نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے۔

محمد بن عبد السلام نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتلائی ہے اسحاق بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے ابو معاذ ویہ نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتیاں کی ہے اُمش نے انہوں نے منہال بن عمرو سے انہوں نے سعید بن جبیر سے انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ اور انہوں نے سلیمان بن داؤد علیہما السلام کا تصدیق کر فرمایا یعنی ان کے سفر کے بارے میں فرمایا وہ جنگل میں سفر کر رہے تھے اچانک پانی کی ضرورت پیش آئی لبڑا حد حد پیش ہو گیا اور زمین پر ٹھوکریں مارنے لگا اور اس نے پانی کا مقام پالیا۔ اتنے میں جنات آگئے انہوں نے اس مقام مقام کو پوچھیل دیا جیسے جانور کی کھال اتاری جاتی ہے لہذا انہوں نے پانی حاصل کر لیا۔

نافع بن ازرق نے کہا۔ خبر یہے ذرا۔ آپ نے حد حد کو دیکھا ہے کہ وہ آکر زمین کو ٹھوکریں مارتا ہے اور وہ پانی کا مقام پالیتا ہے۔ اور جب وہ شکار کے جال کے پاس آتا ہے تو اسے نہیں دیکھتا یہاں تک کہ وہ اس کے گلے میں پھنس جاتا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کا قول:

فرماتے ہیں:

اَنَّ الْقَدْرَ اَذَا جَاءَ حَالَ دُونَ الْبَصَرِ۔

تقدیر جب آتی ہے نظروں کے آگے حاکم ہو جاتی ہے۔

۲۵۰: میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلیمانی سے وہ فرماتے تھے میں نے سناسن بن احمد بن موسیٰ قاضی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا ترمذی سے وہ کہتے تھے۔

اَذَا جَاءَ الْقَدْرَ عَمِيَ الْبَصَرُ وَ اَذَا جَاءَ الْحَيْنُ غَطَى الْعَيْنَ۔

جب تقدیر آتی ہے آنکھیں انہی ہو جاتی ہیں۔ اور جب موت آتی ہے تو آنکھوں پر پردہ ڈال دیتی ہے۔

ابو عمر وزاہد کا ارشاد:

۲۵۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں شعر بتائے ابو الحسین محمد بن احمد بن ثابت بغدادی نے انہوں نے کہا ہمیں شعر نئے ابو عمرو زاہد نے۔

اَذَا اَرَادَ اللَّهُ اَمْرًا بَأْمَرِيْ وَ كَانَ ذَارِيْ وَ عَقْلَ وَ بَصِيرَ۔

جب اللہ تعالیٰ کی آدمی کے ساتھ کسی امر کا ارادہ کرتے ہیں، اور وہ صاحب رائے صاحب عقل و صاحب بصیرت ہوتا ہے۔

وَ حَلَلَيْهِ بِعَمَلِهَا فِيْ كُلِّ مَا يَاتِي بِهِ مَحْمُومٌ اسْبَابُ الْقَدْرِ۔

اس کو ایسی تدبیر سکھاتا جسے وہ اس چیز میں بروے کارانا ہے جس کے ساتھ تقدیر کے حقیقی اسباب پیدا ہو جاتے ہیں۔

اغواہ بالجھل واعمی عینہ۔ فسلہ عن عقلہ سل الشعرو۔

بھالست میں واقع کرتا ہے اس کو اندھا کر دیتا ہے اس کی آنکھ کو۔ اس کی آنکھ کو اس کی کھینچ لیتا ہے جیسے بال کھینچا جاتا ہے۔
حتیٰ اذا انفذ فيه حکمه۔ رد علیہ عقلہ لیعتبر۔

یہاں تک کہ جب اس میں اپنے حکم کو جاری کرتا ہے۔ تو اس کی عقلی بھی واپس کر دیتا ہے تاکہ وہ نصیحت عبرت حاصل کرے۔

محمود بن حسن و راق کا ارشاد:

۲۵۲..... استاذ ابوالقاسم حسن بن محمد بن جبیب نے شعر بیان کئے انہوں نے کہا۔

مجھے شعر بیان کئے ابو حضر بن محمد بن صالح اوری نے انہوں نے کہا ہمیں شعر نہائے۔

حمد بن علی بکراوی نے۔ اور یہ شعر محمد بن حسن و راق کے ہیں۔

تو کل علی الرحمن فی کل حاجة اردت فان الله يقضى ويقدر۔

ابنی ہر ہر حاجت اور مراد میں رحمن پر بھروسکیجئے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی تقدیر و قضا کا مالک ہے۔

متی ما یرد ذوالعرش امر ابعده۔ یصبه و ما للعبد مایتخیر۔

جس وقت عرش کا مالک اپنے بند کے کے ساتھ جس چیز کا ارادہ کرتا ہے وہ اسے یہ بخش جاتی ہے اور بند کے لئے کوئی پسند و اختیاراتیں ہے۔

و قد يهلك الانسان من وجه امنه۔ و ينجو بحمد الله من حيث يحدُّر۔

کبھی انسان امن کے طریق سے بھی بلاک ہو جاتا ہے۔ اور کبھی بحمد اللہ خطرے کی جگہ سے بھی نجات پالیتا ہے۔

ابوالغوارس جنید طبری کا ارشاد:

۲۵۳۔ استاذ ابوالقاسم نے کہا کہ مجھے شعر نہائے ابوالغوارس جنید بن احمد طبری نے۔

العبد ذو ضجر والرب ذات القدر۔ والدھر ذو دول والرزق مفصول۔

بندہ مقام کی علی اور رب تقدیر کا مالک ہے۔ اور زمانہ دول اور بادلوں والا ہے اور رزق تقسیم شدہ ہے۔

والخيرا جمع فيما اختار خالقنا، وفي اختيار سواء اللوم والشوم۔

ہر چیز اسی میں جمع ہے جو ہمارے خالق نے اختیار فرمایا ہے۔ اور اللہ کے اختیار کے انتخاب کے مساوا انتخاب میں

خوف اور ملامت اور انعام کی خرابی اور نجاست ہے۔

ایمان کا چھٹا شعبہ یوم آخوند کے ساتھ ایمان

شیع علی بن رئوف اللہ علیہ السلام تقدیر میں

کہ یوم آخوند کے ساتھ ایمان کا مطلب ہے اس بات کی تصدیق کرنے کے لیے ایام و نیا کے لئے آخوند اور ایضاً ہے لیجنی یوں یوں ثابت ہے والی ہے اور اس جہان دنیا کی بنا پر ایک دن بوت چوتھا کرپڑا ہو جاتے والا ہے اور اس کی ترکیب ایک وقت خلیل ہے تاہم ہے حقیقت میں ایسا کے اعمم ہو جانے کے اعتراض میں دنیا کی بندگی اور اس کی ایجاد ہے کہ بھی اگر یہ عالم قدیم ہو تو اس کی ایجاد اسی ولی تو شکار ہوتا اور نہ ہے تھلیل ہوتا۔

آخوند کا عقیدہ ہے اور اس کے پڑے میں شرع صدر حاصل کرنے تین وسائل ہے جو اس سے اور نہ کی اخلاقیں پر اعتماد ہیں۔ اور تو اکر دینا کی طرف میلان کمر کھے اور دینی کی بصیرتوں اور غلوں کو تحقیق کریں۔ اور اس پر پھر از رسانہ اور فوائد اخلاقیات کے پر بیان نہ کرے پر صبر کرے۔ اور جسم تعالیٰ کے پاس جو نیزاء اور ثواب ہے اس کے ساتھ یقین رکھو، اس پر اجر کی حوصلہ کی نیت وار وہ رسم اللہ تعالیٰ تذکری نامہ میں اشارہ فرمایا ہے:

وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ إِيمَانَ اللَّهِ وَيَا لِيَوْمِ الْآخِرِ وَمَا هُمْ بِمُؤْمِنِينَ (۱۸۰، ۲۱۵)

ارکوں میں سے یقین و اؤالہ کی جس جو یہ کہتے ہیں کہ تم اپنے یقین کا نہ ہیں اور آخوند کے دن سے ساتھ ہیں
وَالْأَكْثَرُ مِنَ الْمُنْذَرِ لَمْ يَنْبَغِي

اور ایک ارشاد ہے

فَتَهْوَى الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ (۱۸۱، ۲۱۶)

جیسا کہ دنیا کو کوئی کہتے ہیں کہ تم جو اس سے آخوند کے ساتھ ہو تو اس کے ساتھ ایمان نہیں اور نہ اسے۔

ان کے بعد دوسری بہت تی آیت یہ ہے۔

امام شافعی کا قول:

باقی متنیں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ تم نے حضرت ایں مردانی حضرت عمر بن حنفی اللہ عنہ سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے رواہت میں جب کہ آپ سے ایمان کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ رواہت کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا تھا:

ان نومن بالله وملائکته وکبھی ورسنه والیوم الآخر وتوقعن بالقدر حبرہ وشرہ۔

پر قواعد ایمان کا اور اس کے شرائیں۔ اس کی تکالیف اس کے ساتھ میں کہ ساتھ اور آخوند کے دن کے ساتھ۔

اور تو ایمان لا اچھی اور بری لقدر یہے ساتھ۔

۲۵۹۔ یہیں خوبی ہے الیوبید اللہ علیہ تک رسیں خوبی ہے ابوکمر بن محمد صوفی نے کہ یہیں حدیث تھی ہے۔ جیسا محدث فضل نے کہ یہیں حدیث یہیں ہے عبد القدر بن زید نے میں بن سحر سے انہوں نے حضرت ایں مردانی اللہ عنہ سے بھروسی مذکور حدیث ذکر فرمائی ہے۔

شیخ علیؑ کی رحمت اللہ علیہ کا ارشاد:

شیخ علیؑ رحمت اللہ علیہ نے قرآنی اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ملکی نہ پان اقدس کے ذریعہ خبریں بھی کیں وہیں کوئی نہ رہے گا جو وہیں کوئی نہ رہے گا۔
دھنی پر سے اور اس بھرپوری کو درست کرنے کا اور خیر وی رہی ہے کہ درج لیہیت ویجاہے کا اور سندھ اُسے کوئی کچھ نہیں گزگزے۔
اور ستارے پھر جائیں گے آہن پھٹ جائے گا، اور پچھلے ہوئے ہنے کی شش ہو جائے گا۔ پھر ایسے لیہیت ویجاہے کا جیسے کوئی محروم قدری جائی
ہے۔ اور پہاڑ، جنگی ہری اون کی طرح وہ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اکر بھیر دے گا۔ اور پھر وہ دے گا اس میں جعل میدان۔ نہ کچھ مل کے
اس میں کوئی نیلہ اور نہیں کوئی باندھی والا رہی سب آنکھوں دالا ہے۔ میں اس کے ہاتھے حدیث شریف آنکھیں ہے اللہ و عده چاہا ہے اور اس کا
قول ہے: حق ہے۔

شیخ علیؑ کی فرمادی:

کہ ”اللہ“ نبیؑ کا اکر بھیر آنے میں کم رہا یا بے داد طبع ہے۔

اول: بدینا کی سماں میں سے آخری ساعت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

بسطو نک عن المساعۃ ایام مرسها (العرف ۱۸۷)

(۱۔ خیر یا لوگ) آپس قیامت کے پڑے میں ہو پھر تین کسی کے داشت ہوئے کا وقت اب ہے۔
یہ سوال اسی دنیا کی آخری ساعت کے پڑے میں ہے۔ اس لئے کہ اس کا جواب اللہ تعالیٰ کی طرف ان الفاظ میں دیا گیا ہے
لَا تَأْتِيکُمُ الْأَبْغَةُ

کہ تمہارے پاس اپاکہ تھی آجئے گی۔ (سرقة العرف ۱۸۷)

اسی طرح ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

وما يدريك لعل المساعۃ تكون فربا (الازف ۲۲)

او تمہیں کیا معلوم کریں یہ قیامت قسم ہو گی۔

وو... آخرت کی سماں میں ہلکا ساعت۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و يوم نقوم المساعۃ (درہات ۱۵۵)

س دن سماں ا قیامت قسم ہو گی۔

لجن جس دن وہ لوگ اخلاقے پنچیں گے جو قبروں میں پڑے تھے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

یقسى المجرموں هالیثرا غیر ساعۃ۔

(دورہ ۶۵)

بس، قیامت کا تمہاری کی تھیجہ قسم کیا کیں گے۔ کہ دنیا میں ایک کھڑی سے زیادہ نہیں رہے تھے۔

اسی طرح ارشاد میں ارشاد ہے۔

و يوم نقوم المساعۃ ادخلوا ال فرعون اشد العذاب (نافع ۳۶۶)

جس دن قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا) کفر یعنی کوئی کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

امام بن یهیقی کا قول:

امام بن یهیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ تحقیق قرآن اس بات کے ساتھ ناطق ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یہیں جانتے تھے کہ قیامت کب قائم ہوگی اور نہ ہی اس بات کو اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایک جانتا ہے۔

(اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اگر نہیں جانتے تو اس حدیث کا کیا مطلب ہے؟)

بعثت انہو الساعۃ کہا تین۔

میں بھیجا گیا ہوں اور قیامت ان دونوں گھنیوں کی طرح (جیسے شہادت کی اور حجج کی انگلی ملی ہوئی ہیں)۔

اس سے معلوم ہوتا ہے آپ جانتے تھی کہ قیامت کب قائم ہوگی) (تو اس کا جواب یہ ہے) کہ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ میں آخری نبی ہوں۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا ہاں میرے بعد قیامت ہی آئے گی۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ ترقیب ہے اس لئے کہ اس کی اشراف میرے اور قیامت کے درمیان متواتر اور مسلسل ہوں گی۔ ہاں پہلی اور آخری شرط کے مابین کتنا وقت ہے۔ وہ نامعلوم ہے۔ ہم نے کتاببعث والنشور۔ میں وہ تمام اخبار و احادیث ذکر کر دی میں جو قیامت اور اس کی علامات کی بابت وارد ہوئی ہیں۔ جس کی وجہ سے یہاں ان کا اعادہ کرنا ضروری نہیں ہے۔

ہم نے شعیب بن حمزہ سے۔ ابی زناد سے۔ اعرج سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے قیامت ضرور قائم ہوگی حالانکہ دو آدمی خرید و فروخت کرنے کے لئے کچڑے کے تھان کو پھیلا کیں گے۔ وہ ابھی تک اس کا سودا کر کے تھا نہیں پیٹ سکیں گے کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

قیامت ضرور قائم ہوگی۔ حالانکہ کوئی آدمی اپنے پانی کے حوض کو پلاسٹر کر بگاوہ اس سے پانی نہیں پی سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ اور قیامت ضرور قائم ہوگی۔

حالانکہ ایک آدمی اپنی اونٹی کا دودھ نکال کر اونٹی کے نیچے سے بٹے گا وہ اسے پی نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔ کھانے پینے بیٹھا ہوا بندہ لقمہ منہ کی طرف اٹھائے گا وہ اسے کھان نہیں سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

..... ۲۵۵..... میں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے آخری دور ایتوں کے بارے میں انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بتائی ہے۔ محمد بن خالد نے انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی ہے بشر بن شعیب نے اپنے باپ سے پھر اسی حدیث کوڈ کر کیا ہے۔

اور بخاری نے اس کو صحیح بخاری میں ابوالیمان سے اس نے شعیب سے روایت کیا ہے۔ اور امام مسلم نے اس کو حدیث سفیان سے انہوں نے ابو زناد سے روایت کیا ہے۔ ①

① آخر الجزء الثالث من المخطوط بتلوه ابن شاء اللہ الجزء الرابع "الجامع من شعب الإيمان"

(۲۵۵) أبو الزناد : عبد الله بن ذكوان : والأعرج هو عبد الرحمن بن هرمن.

آخرجه البخاری (۱۳/۸۱ فتح) عن أبي الإيمان. به، ومسلم (۲۷۰/۳) عن زهير بن حرب عن سفيان بن عيينة عن أبي الزناد. به.

ایمان کا ساتواں شعبہ

موت کے بعد دوبارجی اٹھنے زمین سے نکل یڑنے پر ایمان

دوبارہ جی اٹھنے کے بارے میں قرآنی آیات بکثرت ہیں، ان میں سے کچھ یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

قرآن سے استدلال

(١) زعم الذين كفروا ان لن يبعثوا. (تفاين ٧)

جو لوگ کافر ہیں ان کا اعتقاد ہے کہ وہ دوپارہ ہرگز نہیں اٹھائے جائیں گے۔

(٢)..... قل الله يحيكم ثم يميتكم . (الجاثية ٢٦)

کہ وہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی تمہیں جان بخشنا ہے پھر وہی تم کو موت دیتا ہے۔

(٣).....افحسبتم انما خلقنكم عبشا وانكم اليها لا ترجعون. (المومنون ١١٥)

کیا تم یہ خپال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو بے فائدہ پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف لوٹ نہیں آؤ گے۔

حدیث سے استدلال

ہم نے مطر الوراق سے روایت کیا ہے اس نے عبد اللہ بن بریدہ سے اس نے سعیج بن جھر سے اس نے حضرت اہن عمر سے انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث ایمان کے بارے میں حضرت عمر کہتے ہیں کہ سائل نے کہا یا رسول اللہ ایمان کیا چیز ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لا اور اس کے فرشتوں اس کی کتابوں۔ اس کے رسولوں کے ساتھ اور مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے کے ساتھ اور بوری تقدیر کے ساتھ۔

۲۵۶.....ہمیں خبر دی ہے ابو بکر احمد بن محمد اشتابی نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن محمد بن عبدوس سے اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید وارثی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے مطر سے پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

اور وہ مسلم شریف میں منقول ہے۔

مر کر دوبارہ زندہ ہو کر اٹھنے کے عقیدے کی تشریع

دوبارہ اٹھنے پر ایمان لانا یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ اور ایمان رکھے کہ اللہ تعالیٰ مردہ اجسام کے چورے کا اور ذرات کو دوبارہ زندہ کر کے لوٹائے گا۔ اور ان کے وہ ذرات جو دریاؤں اور سمندروں میں پھر گئے تھے، جو درندوں وغیرہ کے پیٹوں میں چلے گئے تھے جمع کرے گا۔ حتیٰ کہ وہ انسان اپنی ہیلی ہٹلی دصوت پر کھڑا ہو جائے گا۔ پھر تمام انسانوں کو زندہ کر کے جمع کرے گا اسی طرح اللہ تعالیٰ کے حکم کے ساتھ تمام لوگ زندہ ہو کر اللہ تعالیٰ کے آگے کھڑے ہوں گے چھوٹے بھی بڑے بھی۔ یہاں تک کہ وہ کچے ضائع ہونے والے حلل بھی جن کی خلقت مکمل ہو جکی تھی اور روح پر چکی تھی۔ اور وہ بھی جن کی خلقت مکمل نہیں ہوئی تھی۔ یاروں نہیں پڑی تھی بالکل بھی وہ بھی اور تمام مردے اللہ تعالیٰ کے زندہ یک ایک جیسے ہیں۔

(٢٥١) أخرجه مسلم (١/٣٦) من طريق عبدالله بن بريدة عن يحيى بن يعمر. به.

وَاللَّهُ أَعْلَمْ۔

بہر حال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان۔ قیامت کی صفت کے بارے میں:

ان زلزلة الساعة شنی عظیم۔ یوم ترونها تذہل کل مرضعہ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملها۔ (سچ ۲)

بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی چیز ہے جس دن اس کو پہنچیں گے ہر دوہ بلانے والی ماں اپنے بچے کو بھول جائے گی اور ہر حمل والی اپنا حمل ساقط کر دے گی۔

تحقیق اینیق

(مصنف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں) مذکورہ آیت میں مذکور حمل والیوں سے مراد وہ حمل والیاں ہیں۔ (جو حاملہ ہو گئی) تھیں اور ان کی دنیا میں وضع حمل نہیں ہوئی تھی۔ جب وہ زندہ کر کے انھیں جائیں گی تو قیامت کے ہونٹا کی کی وجہ سے اپنے ان حملوں کو ساقط کر دیں گی۔ پھر اگر وہ حمل دنیا میں زندہ تھے تو قیامت میں وہ ان کو زندہ ہی گردایں گی اور ان پر موت کرنے والیں آئے گی اور اگر وہ حمل دنیا میں اپنے تھے کہابھی ان میں روح نہیں پڑی تھی تو ما میں ان کو مردہ ہی گردایں گی جیسے وہ دنیا میں بے جا تھے۔ اس لئے کہ زندہ کرنا حیات کا احادیث کرنا ہے اس کی طرف جزو زندہ تھا پھر مار دیا گیا۔ اور جس کا دنیا کی زندگی میں کوئی حصہ نہیں تھا اس کا آخرت کی زندگی میں بھی کوئی حصہ نہیں ہو گا۔

قرآن مجید سے زندہ ہو کر اٹھنے کا اثبات

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی کئی آیات میں بعثت بعد الموت کے اثبات کو ذکر فرمایا ہے ان میں سے ایک آیت یہ ہے۔

(۱) اولیس الذى خلق السموات والارض بقدر على ان يخلق مثلهم (یس ۸۰)

کیا وہ ذات جس نے آسمان اور زمین (جیسی بڑی بڑی تلوقات) پیدا فرمایا میں کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ وہ ان انسانوں کو پہلے کی طرح پیدا کر دے۔

اور ارشاد فرمایا:

(۲) اولم يروان اللہ الذى خلق السموات والارض ولم يعن بخلقهن بقدر على

ان يحيى الموتی؟ بلی انه علی کل شنی قدیر۔ (احقاف ۳۲)

کیا ان لوگوں نے دیکھائیں کہ وہ اللہ جس نے زمین آسمان بنائے اور وہ ان کو بنانے میں تھکا بھی نہیں وہ اس بات پر پوری تدریت رکھتا ہے کہ وہ مردوں کو زندہ کرے ہاں بے شک وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے مردوں کو زندہ کرنے کے عمل کو اللہ تعالیٰ کے ارض و سماء کو پیدا کرنے کی تمثیل سے ثابت فرمایا ہے حالانکہ وہ اپنے جسم کے اعتبار سے انسانوں سے بہت بڑے ہیں (تو جو ذات اتنی بڑی مخوق پیدا کر سکتی ہے اس کے لئے انسان کو دوبارہ پیدا کرنا کیا شکل ہو سکتا ہے۔

تخالق اول سے دوسرا تخالق پر استدلال

اور ارشاد ہے:

(۳) قال من يحيى العظام وهي رميم قل يحييها الذى انشاءها اول مرة وهو بكل خلق عليم۔ (یس ۷۸)

کہتا ہے کون زندہ کرے گا ہبیوں کو حالانکہ وہ بوسیدہ ہو چکی ہے۔ آپ فرماد تجھے وہی ان کو زندہ کرے گا جس نے ان کو جلی پار پیدا کیا تھا اور وہ ہر ٹلوں کو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہبھی تخلیق کو دوسری تخلیق کے لئے دلیل بنایا ہے کیونکہ یہ بالکل اسی صیغہ ہے۔

پھر مریضہ ارشاد فرمایا:

سربرز درخت سے آگ کی تخلیق سے قدرت پر احیاء اموات پر استدلال۔

الذی جعل لکم من الشجر الا خضر ناراً فاذَا انتم منه تقدون۔ (یس ۸۰)

اور وہ وہی ذات عالی ہے جس نے تمہارے لئے سربرز درخت سے آگ پیدا فرمائی ہے اور تم اسی سے آگ جلاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ نے اس درخت سے آگ کے ظہور کو آگ کی حرارت اور خلکی کے باوجود اور درخت کے سربرز ہونے اور تروتازہ ہونے کے باوجود پیدا کرنے گو۔ دلیل بنایا ہے پرانی اور بوسیدہ ہبھیوں میں نئی حیات پیدا کرنے کی اور اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی کئی کئی آیات کے اندر مردوں کو زندہ کرنے پر زمین کی مثالاں دے کر ہم لوگوں کو منتبہ فرمایا ہے۔

کہ زمین زندہ ہوتی ہے اور پودے اور رکھیت کی نشوونما کرتی ہے اور پھل دار کرتی ہے، پھر وہ مر جاتی ہے اور اسکی ہو جاتی ہے کہ اب وہ بالکل کچھ نہیں آگائے گی اسی طرح ایک عمر تک لوگوں کے قدموں تسلیروندی جاتی رہتی ہے پھر اس پر جب پانی پڑتا ہے تو پھلوٹی اور حرکت کرتی ہے اور پھر زندہ اور آباد ہو جاتی ہے اور پھر سب چیز کو اگاتی اور اس کی نشوونما کرتی ہے۔ حالانکہ اس سارے عمل میں اس کی موت و حیات پھر زندہ ہے اور اس کا اعلیٰ حقیقتی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ جب وہ اس تسلسل پر قادر ہے تو اس کو کوئی چیز عاجز کر سکتی کہدا انسان کو مار دینے اور زندگی کے تمام آثار حیات کا اعلیٰ حقیقتی وہی اللہ تعالیٰ ہے۔ اور اس کے بعد پھر دوبارہ اس کو زندہ کر دے اور پھر دوسری سائی بنا دے جیسا کہ وہ پہلے سے تھا۔ اور اسی خالق و مالک نے ہمیں منتبہ فرمایا ہے نطفہ کے زندہ کرنے پر جو کہ بے جان تھا پھر تا انسان بنا دیا ہے اسی طرح وہ مردوں کو زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ اور ارشاد فرمایا:

کیف تکفرون بالله و کنتم امواتا فاحیا کم۔ (البقرہ ۲۸)

تم اللہ کے ساتھ کیسے کفر کر گئے حالانکہ تم بے جان تھے سو اسی نے ہمیں جان بخش دی۔

یعنی باب کی پتوں اور مال کے حمولوں میں نطفے تھے اسی سے ہمیں اس نے چلتے پھر تے کام کاچ کرتے انسان بنا دیا۔ اور ارشاد فرمایا:

اللہ نخلقکم من ماء مهین۔ فجعلناہ فی قوار مکین الی قدر معلوم۔ فقلدننا فنعم القدر ون۔ (المرسلات ۲۳-۲۰)

کیا ہم نے ہمیں ایک حقیر سے پانی سے نہیں بنایا؟ ہم نے اس پانی کا ایک مخنوٹ جگہ میں ایک خاص وقت تک ٹھہرایا ہوئم نے (اس کے تمام مرافق) کا ایک خاص اندازہ مقرر فرمایا اور ہم ہی بہتر اندازے اور قدرت کے مالک ہیں۔

اس نے انسانوں کو آگاہ کر فرمایا کہ جب وہ باب کی پشت سے نطفے کو کالتا ہے تو وہ بے جان ہوتا ہے۔ پھر وہ اس کو حرم بادر میں زندہ کرتا ہے۔ جس کو پیدا کرنا ہوتا ہے اس سے پیدا کرتا ہے اور اس میں حیات کی ترکیب کرتا ہے، یہ مردہ اور بیجان کو زندہ کرنا روزمرہ کے لوگوں کے مشاہدہ میں ہے جو ذات اس زندگی عطا کرنے پر قادر ہے۔ وہ اس بات سے عاجز نہیں ہے کہ وہ اس کو موت دے دے پھر وہ اس کو دوبارہ زندہ کر دے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو ایک دوسری آیت میں ذرا تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ اور ارشاد ہوا۔

تحقیق انسان، اور تحقیق شجر اور کھیت سے مسئلہ بعث بعد الموت پر استدلال

الم یک نطفہ من منی یمنی۔ ثم کان علقة فخلق فسوی۔ فجعل منه الزوجین الذکر والاثنی
الیس ذالک بقدر علی ان یحیی الموتی۔ (القیام ۳۰-۳۱)

کیا انسان (پانی کی بولہ یعنی) نطفہ نہیں تھا منی کا جو پکا گیا؟ پھر وہ خون کی پھیکی تھا سوا اس کو اللہ تعالیٰ نے تناسب اعضا والا بنایا۔ پھر اس سے مرد اور عورت کے جوڑے بنائے کیا وہ اللہ (جو ان تمام امور پر قادر ہے) کیا وہ اس بات پر قادر نہیں ہے کہ مردوں کو زندہ کرے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو اس مسئلہ بعث بعد الموت پر دانہ اور گھٹھلی کی پیدائش کے ساتھ متذہب فرمایا۔ ارشاد ہوا۔

ان الله فالحق الحب والنبوى. يخرج الحى من الميت (نعام ۹۵)

جب کہ اللہ تعالیٰ دانہ اور گھٹھلی کو (اگانے کے لئے) چیز تھے، وہی زندہ چیز کو بے جان چیز سے پیدا کرتا ہے۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ دانہ جب پورا ہو جاتا اور پک کر سوکھ جاتا ہے اور اس کے بڑھنے کے چانس ختم ہو جاتے ہیں یہی حال گھٹھلی کا ہے کہ وہ بھی جب بڑھنے سے رک جاتی ہے اور سوکھ جاتی ہے تو یہ دونوں چیزیں مردہ اور بے جان ہوتی ہیں، پھر جب دونوں کو زندہ کر تازہ زمین میں امانت رکھا جاتا ہے تو نہیں سے لبے لبے بھجور کے درخت اور الہماتے کھیت پیدا ہوتے ہیں جو کہ بڑھنے اور نشوونما پاتے ہیں یہاں تک کہ اپنی صدائیا کو تکثیج جاتے ہیں۔ اسی تمثیل میں داخل ہے افلا بھی کہ وہ جب افرا دینے والی چیز سے جدا ہو جاتا ہے تو اس پر بھی موت کا اور بے جان ہونے کا حکم لگ جاتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسی مردہ و بے جان اٹھے سے زندہ اور جاندار پیدا کر دیتا ہے۔ آپ نے کبھی غور فرمایا کہ یہ کہیہ سب کچھ کیا ہے یہی ہے مردہ کو زندہ کرنا بے جان کو جاندار بنانا اور یہ امر ایسا ہے جو سب کے ظروروں کے سامنے ہے سب کے مشاہدے میں ہے اور اس کا علم یہی ہے جس سے کسی کو انکار کی مجال نہیں ہے۔ یہی دلیل ہے اس بات کی کہ جو ذات یہ نذکورہ تصرف کرتی ہے وہی ذات تمام انسانوں کو قیامت میں دوبارہ زندہ کر کے حساب و کتاب کے لئے اپنے سامنے لا کھڑا کرے گی جس طرح اس کے لئے یہ نذکورہ امور پچھہ مشکل نہیں ہیں بلکہ آسان ہیں اسی طرح اس کے لئے انسانوں کو دوبارہ پیدا کرنا بھی کچھ مشکل نہیں بلکہ آسان ہے۔

ابراهیم علیہ السلام کے واقعہ سے مسئلہ بعث پر استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کو مردوں کے زندہ کرنے پر اس واقعہ کے ساتھ آگاہ فرمایا ہے جب اس نے ابراہیم علیہ السلام کو مردہ چیزوں کو زندہ کر کے دیکھایا تھا اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی اطلاع ہم لوگوں کو قرآن مجید میں دی ہے۔ اور اس واقعہ کو تمام اہل مل میں نقل کیا ہے۔

مسئلہ بعث بعد الموت پر حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعث بعد الموت کو حضرت عزیر علیہ السلام کے واقعہ کے ساتھ مطلع فرمایا ہے جب وہ ایک ویران اور تباہ شدہ بستی سے گزرے تھے اور وہ سنتی اپنی چھتوں پر گرچکی تھی۔ از راہ تجربہ یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ کہاں؟ اس کو زندہ کریں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے ان کو سوال تک موت کی نیند سلا دیا۔ پھر ان کو زندہ کر کے اٹھایا۔

مسئلہ بعث بعد الموت قوم عمالقه کے ہزاروں افراد کی موت پھر زندگی سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعث بعد الموت کو ہمارے لئے اس واقعہ کی تفصیل بیان فرمایا کہ جب فی اسرائیل یا قوم عمالقه کے

ہزاروں لوگ موت کے خوف سے اپنے گھروں کو چھوڑ کر بھاگے تھے (مگر موت نہیں ملتی اپنے وقت پر آ جاتی ہے) اللہ تعالیٰ نے حکم فرمایا کہ تم سب مر جاؤ لہذا وہ مر گئے پھر اللہ نے اس کو زندہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ سے یہ واضح فرمایا ہے میں نے ان ہزاروں کو زندہ کیا اسی طرح تمام اموات کو زندہ کروں گا۔

مسئلہ بعثت بعد الموت پر موئی علیہ السلام کے عصا کے واقعہ سے استدلال

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے مسئلہ بعثت بعد الموت پر نہیں آگاہی فرمائی ہے موئی علیہ السلام کے ساروں کے ساتھ مناظرے والے واقعہ کے ساتھ کہ موئی علیہ السلام کا عصا لکڑی تھی اللہ نے اس کو سانپ بنادیا۔ پھر پھر اللہ کے حکم سے اس کو موئی علیہ السلام نے پکڑا توہہ لکڑی بن گئی۔ یعنی لکڑی کا سانپ کے ساتھ بدل جانا پھر سانپ کا لکڑی سے بدل جانا پھر جادوگروں کے مقابلے کے وقت اس کا سانپ بن جانا اس کے بعد اس کا لکڑی بن جاتا۔ اس واقعہ کو نقل کرنے میں تمام الٰہی ملک شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ جو اللہ ایک چیز کی ماہیت بدل دینے پر قادر ہے وہ مرد کو زندہ کرنے پر کیوں قادر نہیں ہو سکتا؟

بعثت بعد الموت پر واقعہ اصحاب کہف سے استدلال

اور اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اصحاب کہف کے واقعہ سے مسئلہ بعثت بعد الموت پر دلیل قائم فرمائی ہے۔ جن کے کافنوں پر اللہ تعالیٰ نے تین سال کے عرصے سے زیادہ عرصے تک ہیر مارڈی (یعنی موت کی نیند سلا دیا) پھر ان کو زندہ کیا تاکہ ان کا قوم ان کے حالات پر مطلع ہونے کے بعد اس بات پر دلیل پکڑیں کہ وہ ان کو جس مسئلہ بعثت بعد الموت سے ڈراستے رہے وہ حق ہے اور لاریب ہے۔ ہم نے اپنی کتاب ”البعث والنشور“ کے شروع میں اس مسئلہ کی شرح و تفصیل میں بہت سے ارشاد بھی نقل کر دیے ہیں۔

ایمان کا آٹھواں شعبہ

”ایمان بالحشر“

قبوں سے اٹھائے جانے کے بعد لوگوں کا وہر تی کے اس مقام پر جمع ہونا

جو ان کے لئے مقرر ہے (اس کے ساتھ ایمان)

جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا لوگ میدان حشر میں کھڑے رہیں گے۔ جب وہ وقت آجائے گا جب اللہ تعالیٰ ان سے حساب لینے کا ارادہ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے اور تمام اعمال نا سے لائے جائیں گے جو کرنا کہتیں نے لکھے تھے لوگوں کے اعمال کے بارے میں۔ اور وہ لوگوں کو اس طرح دیے جائیں گے کہ بعض کو سیدھے ہاتھ میں اور بعض کو اٹھے ہاتھ میں یا پیٹھے کے پیچے سے جن کو سیدھے ہاتھ میں اعمال نا سے ملیں گے وہ سعید اور خوش نصیب ہوں گے۔ اور جن جن کو باہمیں ہاتھ میں یا پیٹھے کے پیچے سے ملیں گے وہ ثقی اور بد نصیب ہوں گے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الا يظن أولئك انهم مبعوثون ليوم عظيم . يوم يقوم الناس لرب العالمين . (المطففين ۵-۷)

کیا لوگ تھیں جانتے کہ اٹھائے ہجھی جائیں گے۔ یعنی ایک بڑے دن میں، دن تمام لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ قیامت کے دن لوگ اپنے قدموں پر کھڑے ہوں گے اور واضح فرمایا کہ اس دن قیام کے علاوہ ان کی اور کوئی حالت نہ ہوگی۔

قیامت میں لوگوں کا پسینے میں ڈوبنا

۲۵۷:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ حسن علوی نے خبر دی ہے ہمیں ابو حامد نے اور وہ آن شرقی ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ ذ حلی نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ میرے والد نے صالح بن کیمان سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ نافع نے یہ کہ عبد اللہ بن عمر نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

يقوم الناس يوم القيمة لرب العالمين حتى يغيب احدهم في رشحه الى انصاف اذنه

قیامت کے دن لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے۔ یہاں تک کہ انسان اپنے کانوں کے

نصف تک اپنے پسینے میں ڈوب جائے گا۔

امام مسلم نے صحیح میں حدیث یعقوب سے اس کو روایت کیا ہے۔

قیامت میں سورج کا قریب ہو جانا

۲۵۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو بکر بن عبد اللہ نے کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے۔ ہمیں حدیث بیان کی حکم بن موئی نے ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن حمزہ نے عبد الرحمن بن زید بن جابر سے، اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے سلیمان بن عامر

نے، انہوں نے کہا مجھے حدیث یہاں کی مقداد بن اسود نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ناسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن سورج لوگوں کے قریب کر دیا جائے گا یہاں تک کہ ان کے قریب ہو گا جیسے ایک تہائی فرنگ یا جیسے سرمه کی سلاٹی۔ سلیم بن عامر نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ آپ نے میں سے کیا چیز مرادی ہے لیکن زمین کی مسافت یا سرمه کی سلاٹی۔ جس سے آنکھ میں سرمه لگایا جاتا ہے۔ فرمایا کہ لوگ اپنے پسینے میں اپنے اپنے اعمال کے حساب سے غرق ہوں گے۔ بعض ان میں سے اپنے ٹخنوں تک بعض گھنٹوں تک بعض اپنی کمرک اور بعض لگام لگائے جائیں گے پسینے کی یعنی منہ تک پسینے میں ڈوبے ہوں گے۔ مقداد نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ تک پسینے کا اشارہ کیا، اس کو سلم نے صحیح میں حکم بن موئی سے روایت کیا ہے۔ اور ہم نے اس مسئلے میں تمام احادیث کتاببعث میں ذکر کر دی ہیں۔

اعمال نامہ سب کے گلے میں لکھا ہوا ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَكُلْ أَنْسَانُ الزَّمْنِ طَائِرٌ فِي عَنْقِهِ وَنَخْرُجُ لِهِ يَوْمَ الْقِيمَةِ كَذَا بِالْيَقِينِ مَنشُورًا أَقْرَأْ

كُتُبَكَ كَفَى بِنَفْسِكَ الْيَوْمَ عَلَيْكَ حَسِيَّاً . (سورۃ اسرائیل، ۱۳-۱۴)

ہر انسان کے اعمال کا پڑھ (صورت کتاب) ہم نے اس کی گروں میں لکھا دیا ہے۔ ہم اس کے لئے قیامت کے دن ایک تحریر (دہ کتاب) نکالیں گے، جسے دہ کھلی ہوئی پاے گا۔ کہا جائے گا پڑھ لے تو اپنی کتاب تحریر نش کے ساتھ تو ہم آج حساب کرنے والا کافی ہے۔

اعمال لکھنے کے لئے فرشتے مقرر ہیں

ایک اور ارشاد ہے:

إِنَّ عَلَيْكُمْ لِحَافِظِينَ كَرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ مَا تَفْعَلُونَ . (النَّظَارَ، ۱۰)

بے شک تمہارے اور پرحاافظ مقرر ہیں جو عزت والے افسی ہیں، وہ جانتے ہیں تم جو کچھ کر رہے ہو۔

ہربات کو فرشتے لکھتے ہیں

اور ارشاد ہے:

عَنِ الْيَمِينِ وَعَنِ الشَّمَالِ قَعِيدَةً . مَا يَلْفَظُ مِنْ قَوْلِ الْالَّادِيَهِ رَقِيبُ عَتِيدٍ (ق، ۱۷-۱۸)

وائیں اور بائیں جانب بیشتر ہیں لکھ رہے ہیں۔ انسان کی بھی بات کا لفظ نہیں کرتا مگر اس کے پاس تکرار تیار بیٹھا ہے۔

اعمال نامے میں ہر چھوٹا بڑا عمل لکھا ہوا ہے

اور ارشاد ہے:

هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق انا كنا نستنسخ ما نكتسم تعلمون (الباشر، ۲۹)

یہ (کتاب) ہماری تحریر ہے جو تمہارے اور پرحاافظ بولتی ہے۔ بے شک ہم لکھ لیا کرتے تھے جو کچھ تم عمل کرتے تھے۔

(۲۵۸) سلیم بن عامر ہو: أبو یحییی الخبائوی.

آخرجه مسلم (۲۱۹۶/۳)، والترمذی (۲۳۲۱) من طریق عبد الرحمن بن یزید بن جابر. به و قال الترمذی صحیح.

اور اللہ تعالیٰ نے اس بات کی بھی خبر دی ہے کہ جو لوگ اپنے اعمال نامے پر حسین گے تو وہ یہ کہیں گے:
 مالیہذا الكتاب لا يغادر صفيوة ولا كثيرة الا حصها (الکلیف ۲۹)

کیا ہوا اس کتاب کوئی چھوٹی کوچھوڑتی ہے نہ کسی بڑی بات کو بلکہ سب کو اس نے محفوظ کر رکھا ہے۔

اعمال نامہ سید ہے ہاتھ میں ملا تو حساب آسان ہو گا اور نہ مشکل ہو گا

جس کو نامہ اعمال وائیس ہاتھ میں ملے گا وہ کہے گا:

ہاواقرو اکتابیہ انى ظنت انى ملاق حسابیہ فهو في عیشة راضیۃ في جنة عالیہ (الحائز ۱۹۷)

آؤ میر اعمال نامہ پر حسین یقین رکھتا ہوں کہ میں اپنے حساب کو ملے والا ہوں۔ پس وہ شخص خوشی کی زندگی نہیں بہشت بریں میں ہو گا۔

واما من اوتی کتابہ بشمالہ فيقول ياليتني لم اوت کتابیہ ولم ادر ما حسابیہ ياليتها كانت الفاضية (الحاکم ۲۵۷)

بہر حال جس شخص کو کتاب (اعمال نامہ) باسیں ہاتھ میں دیا جائے گا وہ کہے گا یعنی افسوس کریں اعمال نامہ نہ دیا جاتا اور میں یہ بھی نہ جان سکتا ہے کہ میر اصحاب کیا ہے؟ اے کاش وہی موت ہی مجھ سے نہ لتی۔ (یعنی یہیں یہیں کے لئے مر چکا ہوتا)۔

فاما من اوتی کتابیہ بیمنه فسوف يحاسب حساباً يسراً وينقلب الى اهلہ مسرورا

واما من اوتی کتابیہ وراء ظهرہ فسوف يدعوا ثبوراً . ويصلی سعیراً (سورة الشحاذ ۷-۱۲)

بہر حال جو شخص کیا پنا اعمال نامہ اس کو سید ہے ہاتھ میں دیا گیا عقریب آسان حساب لیا جائے گا اور وہ اپنے گھر والوں کی طرف خوش خوش اونٹے گا۔ بہر حال جس شخص کو اعمال نامہ اس کی پیچھے کے پیچھے سے دیا گیا وہ عقریب بلاکت (موت) کو پکارے گا اور وہ جہنم میں داخل ہو گا۔ لوگ جب ان صحیفوں کے ذریعے اپنے اعمال پر مطلع ہو جائیں گے تو انہیں کے ذریعے سے حساب لئے جائیں گے۔ یہ شاید اس لئے ہو گا کہ لوگ جب قبروں سے انہیں گے تو انہیں اپنے اپنے اعمال یاد نہیں ہوں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يوم يبعثهم الله جمیعاً فی بنہم بما عملوا احصاه الله ونسوه (بخاری ۶)

جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو قبروں سے اخھائے گا پس خبر دے گا ان کو اس کی جو کچھ انہوں نے اعمال کے تھے۔ اللہ نے ان کو یاد اور محفوظ کر کھاتا اور وہ اس کو بھول چکے تھے۔ لہذا جب وہ ان اعمال کو یاد کر کے ان سے واقف ہو جائیں گے، ان کے بارے میں حساب لئے جائیں گے۔

اور مجاہد کی کیفیت کے بارے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں، جنہیں ہم نے اپنی کتاب البعث والمشور میں ذکر کر دیا ہے۔ بعض ان میں سے یہ ہیں:

لوگوآگ سے پچوگر چدا آدمی کھجور سے ہو

۲۵۹.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر محمد بن عمر دراز نے کہ انہیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن شاکر نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو واسم نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے اعمر نے چشم بن عبد الرحمن سے، انہوں نے عذر بن حاتم سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ کلام فرمائیں گے۔ اللہ کے اور بندے کے درمیان نہ کوئی پردہ حائل ہو گا اور نہ ہی کوئی تر جہاں ہو گا۔ چنانچہ انسان اپنے دائیں طرف دیکھنے کا مگر کچھ بھی ناظر نہیں آئے گا۔ سو اے اس عمل کے جو آگے بھیجا تھا۔ پھر باسیں جانب دیکھنے کا مگر کچھ

بھی نظر نہیں آئے گا سوائے اس عمل کے جو آگے بھیجا تھا۔ آگے دیکھنے تو آگ ہی آگ نظر آئے گی۔ لوگوآگ سے پچا اگرچہ بھجو کے آدھے دانے کے ساتھ ہی سکی۔ اس کو بخاری نے صحیح میں۔ یوسف بن ابی حمیں بن ابی اسماعیل نے نقل کیا ہے۔

اس حدیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام مکلفین کا حساب خود لے گا اور اس کو ایک ساتھ مخاطب کرے گا۔ ایک کے بعد ایک اور باری باری خطاب نہیں کرے گا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام احادیث بھی اس پر دلالت کرتی ہیں۔ ہاں اہل رحمت کے ساتھ اس کی سکلائی ان کی بشارت و کرامت میں اضافہ کرے گا اور اہل عذاب کے ساتھ سکلائی ان کی حسرت اور ان کے خسارے میں اضافہ کرے گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الْمَعْهُدُ إِلَيْكُمْ يَا أَيُّوبَ إِذَا تَعْبَدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَذَابٌ مَّبِينٌ (۶۰) ۲۰۰
اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تمہارا واضح دشمن ہے۔

علاوہ اس کے جتنے کتاب و سنت میں ارشادات آئے ہیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں کو خلق کے محاشرے کرنے کا حکم دیں گے وہ اللہ کے حکم کے ساتھ حساب لیں گے اور یہ بھی ہماگیا ہے کہ اہل ایمان کے حساب کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ اپنے ذمہ لیں گے اور کفار کا حساب فرشتوں کے ذمے لٹا میں گے۔ اور ظاہر کتاب و سنت جس چیز پر دلالت کرتے ہیں وہ ہی ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں اور اس بارے میں تمام اقوام میں سے صحیح ترین قول کی طرف اشارہ کر چکے ہیں۔ جب حساب و کتاب مکمل ہو جائے گا تو پھر اعمال کا وزن کیا جائے گا۔ اس لئے کہ وزن کرنا جزو اعطاؤ کرنے کے لئے ہے۔

ابو یوسف زہد کا قول:

۲۶۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سا ابو الحلق ابراہیم بن محمد بن بیہقی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سا عبد اللہ سعد بن ابراہیم عبدوی سے، وہ کہتے تھے میں نے سا ابراہیم بن ابی طالب سے، وہ کہتے تھے میں نے سا اسحاق بن ابراہیم بن خلدونظلی سے، وہ کہتے تھے میں نے سا اپنے والد سے، وہ کہتے تھے میں نے سا ابوسفیان زہد سے: وہ کہتے تھے میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ ہمارے حساب کی ذمہ داری غیر اللہ کے ذمہ ہے۔ اس لئے کہ کریم ذات ہی در گذر کرے گی۔

فرشتے کیا معاف کر سکتے ہیں؟

۲۶۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ ہمیں خبر دی ہمیں بن عرو نے بیہقی بن ہمان سے، انہوں نے کہا کہ میں حدیث بتائی ہے، اس نے کہا مجھے حدیث بتائی ہے ہمیں بن عرو نے بیہقی بن ہمان سے، انہوں نے کہا سفیان ثوری نے کہا:

میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ میر اصحاب میرے والد کے پردوہ، اس لئے کہ میر ارب میرے لئے میرے والد سے بہتر ہے۔

”امام نبیقی کا قول“:

امام نبیقی فرماتے ہیں:

مذکورہ مفہوم ایک مندرجہ حدیث میں مردی ہے۔ لیکن قوی خیال ہے کہ وہ موضوع روایت ہے۔ میں نے اس کے نقل کرنے کی جسارت نہیں کی تھی۔ پھر میں نے اسے مذکورہ حضرات کے ہاں شہرت کی بنا پر نقل کیا ہے۔ میں اس کی ذمہ داری سے بری ہوں۔

(۲۵۹)..... آخرجه الخماری (۱۴۲/۹) عن یوسف بن موسی۔ ۴۶

(۲۶۱)..... آخرجه البیهقی فی الشعب (۲۱۹/۲) من طریق ابن ابی الدین ایضاً

ایک متروک الحدیث راوی سے اعرابی کا واقعہ

۲۶۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ”التاریخ“ میں کہا ہے میں بات بیان کی ہے ابو محمد بن محمد بن الحنفی زہری نے اس نے کہا ہے میں بات بیان کی ہے محدث کریما غلبی نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد مجھی نے، انہوں نے کہا ہمیں بات تالی ہے نیرے والد نے اپنے چچا سے، انہوں نے ربیعہ بن ابو عبد الرحمن سے، انہوں نے سعید بن میتب سے، انہوں نے ابو ہریرہؓ سے کہ انہوں نے کہا کہ اعرابی نے کہا یا رسول اللہ مخلوق کا حساب کون لے گا قیامت کے دن؟

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے خوب جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ حساب لے گا۔ اعرابی نے سوال کیا واقعی اللہ تعالیٰ حساب لے گا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا، ہاں اللہ تعالیٰ حساب لے گا۔ تو اعرابی نے کہا، رب کعبہ کی قسم پھر ہم نبیات پا جائیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال کیا، اعرابی وہ کیسے؟ اعرابی نے جواب دیا، اس لئے کہ یہ جب قادر ہے تو وہ معاف کر دے گا۔

۲۶۳: ہمیں خبر دی ہے ابو حسن بن علی بن محمد مقری اسفرائی نے اس کے بارے میں کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد بن الحنفی نے، پھر اس نے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل بات ذکر کی ہے۔ اس میں محمد بن زکریا غلبی کا تفرد ہے۔ عبد اللہ بن محمد بن عائش سے اور غلبی خود بھی متروک الحدیث ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ:

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ محاسبہ نبیا اور شہداء کی شہادت کے ساتھ ہو گا۔

ارشاد فرمایا:

۱: وَحِيَ بِالْبَيِّنِ وَالشَّهِدَاءِ وَقُضِيَ بِيْنَهُمْ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يَظْلَمُونَ (الزمر ۱۹)

انہیں اور شہداء کو نا یا جائے گا اور لوگوں کے مابین انصاف کے ساتھ فصل کیا جائے گا۔ ان پر ظلم نہیں ہو گا۔

قیامت میں رسولوں اور امتيوں سے ایک دوسرے کی بابت سوال ہونا ہے

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

۲: فَكَيْفَ إِذَا جَنَّا مِنْ كُلِّ أَمَةٍ بِشَهِيدٍ وَجَنَّابَكَ عَلَى هُؤُلَاءِ شَهِيدًا (النَّاسَ ۷۰)

اس وقت یہ حال ہو گا: بہمہ امت سے ایک گواہ لا میں گے اور (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ کو ان پر بطور گواہ لا میں گے۔ اس دوسری آیت میں لفظ شہید یعنی ٹواد سے مراد نہیں کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اس لئے کہ ہر امت کا گواہ اس امت کا اپنا نبی ہو گا اور پہلی آیت میں شہداء یعنی گواہوں سے مراد ظاہر ہے کہ اعمال کے لکھنے والے فرشتے دکاتب مراد ہیں۔ ہر امت اور اس کا رسول حاضر کیا جائے گا اور قوم سے سوال کیا جائے گا کہ:

ما ذا احیتم المرسلین؟

(۲۶۴) اخر جهہ ابن النجاش کما فی کنز العمال (۳۹۷۴۹) عن أبي هريرة

(۲۶۵) میزون الاعتدال (۳/۵۵۰ رقم ۵۵۳) قال النبی: محمد بن زکریا الغلبی البصري الأخباری أبو جعفر عن عبد الله بن رجاء الغداني وأبي الوليد والطیفة وعنه أبو القاسم الطبراني، وطاقة وهو ضعيف وقد ذكره ابن حبان في كتاب الثقات وقال: يعتبر بحديثه إذا روى عن ثقة وقال ابن منده تكلم فيه وقال الدرقطني بعض الحديث.

تم لوگوں نے رسولوں کو کیا جواب دیا تھا؟

اور رسولوں سے پوچھا جائے گا کہ:

ماذا اجتmet?

تمہیں ۶۴ تیوں سے کیا جواب ملا تھا۔

اللہ کے رسول جواب دیں گے:

لاعلم لنا انك انت علام الغيوب . . . (نامہ ۱۰۹)

ہمیں کوئی علم نہیں، بلکہ تو ہی غیب کو جانے والا ہے۔

(اس آہت کا مطلب ہے کہ) گویا کہ ان بیانوں و رسول بھول چکے ہوں گے کہ لوگوں نے ان کو کیا کیا جواب دیئے تھے اور ان کے دلوں کی گہرائیوں میں اللہ تعالیٰ کی بیعت پہنچ چکی ہو گی۔ لہذا اسی ساعت میں وہ جواب بھول جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ان کو مضبوط اور ثابت قدم بنائیں گے اور ان کے لئے یادداشت بیان فرمائیں گے، لہذا پھر وہ اس بات کی شہادت دیں گے جو ان کی اموتوں نے ان کو جواب دیئے تھے۔

امام تہذیب فرماتے ہیں:

بے شک بعض امت اپنے رسول کو جھڑا دے گی اور کہے گی ہمارے پاس کوئی ذرانتے والائیں آیا تھا۔

امت محمدیہ اور حضرت نوح علیہ السلام کی تائید

۲۶۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں بات بیان کی ہے محمد بن عبد الوہاب فڑا نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ہے جعفر بن عون نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے امش نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ حضرت نوح علیہ السلام قیامت کے دن بلاۓ جائیں گے اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ نے اللہ کا پیغام لوگوں کے پاس پہنچا دیا تھا۔ وہ عرض کریں گے، جی ہاں، میں نے پہنچا دیا تھا۔ لہذا آپ کی امت کو طلب کیا جائے گا اور ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا نوح علیہ السلام نے تم لوگوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ جواب دیں گے کہ ہمارے پاس نہ ہی کوئی ذرانتے والہ آیا تھا اور نہ ہی کوئی ہمارے پاس آیا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت نوح علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ آپ کے گواہ کون ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام جواب دیں گے کہ میرے گواہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ان کی امت ہے۔ پھر (حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ تم لوگوں کو (اے امت محمدیہ) لا یا جائے گا اور تم لوگ یہ گواہی دو گے کہ حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ کا پیغام اپنی امت کو پہنچایا تھا، یہی بات مذکور ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے اندر:

وَكَذَلِكَ جعلناكم أمة و سلطاناً لتكونوا شهداء على الناس ويكون الرسول عليكم شهيداً (البرة ۱۸۳)

اسی طرح ہم نے تمہیں بہترین امت بنایا ہے تا آنکہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہو جائے۔

بغاری نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے جعفر بن عون سے۔ اور اسی مفہوم کے ساتھ اس کو روایت کیا ہے ابو اسماعیل امش سے اور روایت کیا ہے اس کو ابو معاویہ نے امش سے انہوں نے حدیث میں فرمایا:

کوئی نبی قیامت کے دن ایسا بھی آئے گا کہ اس کے ساتھ صرف تم امتی ہوں گے اور بعض کے ساتھ چار امتی ہوں گے۔ بعض کے ساتھ صرف دو امتی ہوں گے۔ یہاں تک کہ کوئی نبی ایسا بھی آئے گا جس کے ساتھ ایک بھی امتی نہیں ہوگا۔ ان نبیوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا آپ لوگوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ وہ کہیں گے، تی ہاں، ہم نے پیغام پہنچایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر ان کی قوم کو بدلایا جائے گا، ان سے پوچھا جائے گا کہ کیا ان نبیوں نے تمہیں اللہ کا پیغام دیا تھا۔ وہ سچ کر دیں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر نبیوں سے پوچھا جائے گا کہ کیا ان نبیوں نے تمہیں اللہ کا پیغام دیا تھا؟ نبی جواب دیں گے کہ امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم گواہی دے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بدلی جائے گی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امتی گواہی دیں گے کہ ان نبیوں نے اللہ کا پیغام پہنچایا تھا (اس لئے کہ امت قرآن مجید میں تمام نبیوں کے تبلیغ کرنے کی وضاحت پڑھ چکے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس امت کے لوگوں سے پوچھا جائے کہ تمہیں اس بات کا کیسے علم ہے کہ نبیوں نے اپنی امتوں کو اللہ کا پیغام پہنچایا تھا؟ لہذا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی جواب دیں گے کہ ہمارے پاس ہمارے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کتاب لے کر آئے تھے اور انہوں نے ہمیں خبر دی تھی کہ نبیوں نے اللہ کا پیغام اپنی امتوں کو دیا تھا۔ لہذا ہم نے اس کی تصدیق کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان سے کہا جائے گا کہ تم لوگوں نے حق کہا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی بات اللہ کی کتاب میں اس آیت میں ہے:

وَكَذَالِكَ جَعَلْنَاكُمْ أَمَةً وَ مُسْلِمًا تَكُونُوا شَهِداءً عَلَى النَّاسِ وَ يَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا (البقرة ۱۳۳)

اسی طرح ہم نے تمہیں امت متعال بنایا ہے تاکہ تم لوگوں پر گواہ بتاوہ پتختیر آخراً مان ہم پر گواہ نہیں۔

۲۶۵..... ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابو العباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معادی یعنی، پھر اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

اعمال کے صحیفے اور فرشتے گواہ ہوں گے

یہ تو وہ تفصیل تھی جو نبیوں اور ان کی امتوں کے مابین سوال و جواب اور شہادت اور گواہوں کے بارے میں تھے۔ باقی رہا ہر قوم کا انفرادی طور پر معاملہ تو ہر امت اور ہر قوم پر انفرادی طور پر گواہ بتاوہ متعال نے فرمائی تھی اعمال لکھنے والے گواہ ہوں گے۔ اس لئے کہ ہر شخص کو دنیا میں یہ بتادیا گیا تھا کہ اس پر وہ فرشتے مقرر ہیں، جو اس کے اعمال کی حفاظت کرتے ہیں اور ان کو لکھ لیتے ہیں۔ (لہذا وہ فرشتے گواہی دیں گے اور ان کی وہ تحریر اور اعمال ان کے صحیفے شہادت دیں گے)۔ اس کے علاوہ انسانی اعضاء و جوارج بھی اپنے خلاف گواہی دیں گے۔

اپنے اعضاء کے انسان کے خلاف شہادت دینے کی خبر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دی ہے۔

انسان کے خلاف اس کے اپنے اعضاء گواہی دیں گے

ارشاد ہوا:

۱: یوم تشهد عليهم المستهم و ایدیهم و ارجلهم بما كانوا يعملون (النور ۲۲)

(قیامت کا دن وہ ہوگا) جس دن (لوگوں کے خلاف) ان کی زبانیں اور ان کے ہاتھ اور ان کے پیروں گواہی دیں گے جو کچھ دہ عمل کر رہے تھے۔

نیز ارشاد پاری ہے:

٢: وما كنتم تسترون ان يشهد عليكم سمعكم ولا ابصاركم ولا جلودكم

ولكن ظنتم ان الله لا يعلم كثيراً مما ت عملون (ساتر ٢٢)

او تم اس بات کے خوف سے تو پر دہیں کرتے تھے کہ تمہارے کان اور تمہاری آنکھیں اور تمہارے چڑھتے تبارے خلاف شہادت، ایں گے، بلکہ تم یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کو تمہارے بہت سے علموں کی خبر نہیں ہے۔

٣:.....وقالوا جلودهم لم شهدتم علينا قالوا انطقنا الله الذى انطلق كل شيء (فصلت ٢١)

وہ اپنے چیزوں (یعنی اپنے اعضاء) سے کہیں گے کہ تم نے ہمارے خلاف کیوں شہادت دی ہے؟ وہ کہیں گے کہ جس اللہ نے سب چیزوں کو گویا یہ بخشی، اسی نے ہم کو بھی گویا یہ دی (اور گواہی دینے کا حکم دیا)۔

۲: ...اليوم نختتم على افواههم وتكلمنا ايديهم وتشهد ارجلهم بما كانوا يكسبون (٦٥) آج ہم ان کے منہوں پر مہر لگا کر بند کر دیں گے اور ہم ان کے ہاتھوں کو بلوا کیں گے اور ان کے پیر گواہی دیں گے اس کی جو کچھ وہ مل کر آتے ہے

ہم نے حضرت ثابت کی روایت میں حضرت انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ آپ نہ پڑے۔ پھر خود فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ میں کیوں ہنا؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ بندے کے اپنے رب سے مخاطب ہونے سے، بندہ کہے گا کہ اے میرے رب کیا آپ مجھے ظلم سے پناہ دیں گے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جی ہاں ضرور۔ بندہ کہے گا میں اپنے نفس پر بخششیں نہیں کرتا مگر گواہ کے ساتھ جو مجھ سے ہوا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے:

كفى بنسك اليوم عليك شهيداً أو بالكرام الكاتبين شهوداً

وہ آج اپنا آب ہی کافی سے گواہ اور کراما کا تین فرختے گواہ ہیں۔

پھر اس کے مکنہ پر مہر لگادی جائے گی اور اس کے اعضا سے کہا جائے گا کہ تم بولو، سو وہ اس کے اعمال کے بارے میں بولیں گے۔ پھر اور کلام کے ماہین تخلیک کر دیا جائے گا۔ پھر منہدہ کہیں گا دوری ہو، دوری ہو، میں تھہراہی تو دفاع کرتا تھا۔

۲۶۶.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن الحنفی صنعتی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابوکبر بن ابونصر نے ابھی سے، انہوں نے سفیان سے، انہوں نے عبید بن مکتب سے، انہوں نے فضیل بن عمرو سے، انہوں نے شعیی سے، انہوں نے انس بن مالک سے، پھر اس نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔ امام مسلم نے اس کو صحیح مسلم میں ابوکبر بن انصر سے روایت کیا ہے۔

ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ بندے سے ملیں گے اور فرمائیں گے کہ اے فلاں بن فلاں، کیا میں نے تجھے عزت نہیں بخشی؟ اور تجھے سرداری دی، تجھے جوڑا بنا دیا، تیرے اوٹھوڑے تابع فرمان کر دیئے، جن کی گردن جھکا کر تم ان پر سوار ہوتے ہو اور اس سے اپنی حفاظت کا سامان کرتے ہو۔ بندہ جواب دے گا، جی ہاں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تیرا کیا یہ یقین تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ بندہ عرض

کرے گا کہ نہیں، میرا یہ خیال نہیں تھا۔ لہذا اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ آج میں تجھے اس طرح بھلا دیا تھا۔ پھر دوسرے بندے سے ملیں گے، اس سے بھی پہلے جیسے سوال و جواب کریں گے۔ وہ بھی اسی طرح جواب دے گا۔ پھر تیری شخص سے ملاقات کریں گے اور اس کے ساتھ بھی پہلے دو کی طرح سوال و جواب کریں گے، مگر وہ جواب میں یہ کہے کہ کامے اللہ میں تیرے ساتھ ایمان لایا اور تیری کتاب کے ساتھ اور تیری رسول کے ساتھ اور میں نے نمازیں پڑھیں، روزے رکھے، صدقے کئے۔ اس سے کہا جائے گا کہ اب ہم تیرے اور اپنا گواہ اٹھائیں گے۔ وہ انسان دل ہی دل میں سوچے گا کہ کون میرے اور کوئی شہادت دے گا۔ پھر اس کے منہ پر مہر کرو جائے گی اور اس کی ران سے کہا جائے گا تو بول۔ لہذا اس کی ران بولے گی اور اس کا گوشت اور اس کی بذی اس کے عمل کے بارے میں کہ اس نے کیا کیا۔ یہ اس لئے کہ وہ اپنے نفس سے مجبور ہو جائے اور یہ وہی متفاق ہو گا اور یہ وہی شخص ہو گا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا۔

۲۶۷..... ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن الحنفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن موئی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سہیل بن ابی صالح نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وہی مذکورہ حدیث۔ اور یہی حدیث مسلم میں بھی ہے۔

اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ قیامت میں بعض لوگوں کے خلاف ان کی زبانیں شہادت دیں گی (اور بعض لوگ اپنے غلط اعمال سے) انکار کریں گے تو ان کے منہ پر مہر کرو جائے گی اور ان کے خلاف ان کے اعضاء و جوارح گواہی دیں گے۔

عین ممکن ہے کہ یہ انکار مخالفین کی طرف سے ہو اور جیسے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور یہ بھی عین ممکن ہے کہ مخالفوں کی طرف سے ہو اور تمام کافروں کی طرف سے ہو جن کے پاری میں اللہ چاہے گا کہ جب وہ دیکھیں گے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اہل اخلاص کے گناہوں کو معاف فرمائے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے لئے کوئی گناہ بڑا نہیں ہے جس کو وہ نہ بخشش، ہواۓ شرک کے تو یہ لوگ آپس میں کہیں گے کہ ہمارا رب گناہوں کو معاف فرمائے ہے، لیکن شرک معاف نہیں کر رہا، لہذا اس بآ جاؤ، ہم مل کر کہیں گے کہ ہم لوگ گناہگار تھے، لیکن شرک نہیں تھے۔ جب وہ شرک کو چھپائیں گے تو اللہ تعالیٰ حکم دیں گے کہ ان کے منہ پر مہر کرو، لہذا ان کے منسلک، مہر کر دیئے جائیں گے۔ پھر ان کے ہاتھ بولیں گے اور ان کے پیور شہادت دیں گے کہ وہ شرک کرتے تھے اور فلاں فلاں عمل کرتے تھے۔ اب شرک سمجھ جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات چھپ نہیں سکتی، یہی ارشاد باری ہے اس آیت میں:

يَوْمَنِدِيُودَالَّذِينَ كَفَرُوا وَعَصَمُوا الرَّسُولَ لَوْتَسُوِيْ بِهِمِ الْأَرْضَ وَلَا يَكْحُمُونَ اللَّهَ حَدِيثًا (النَّازِعَةُ ۲۲)

قیامت کے دن کافر اور رسول کے نافرمان چاہیں کے کہاں کہاں پر زمین برابر کرو، لہذا ان کے منسلک اور وہ اللہ تعالیٰ سے کوئی بات نہیں چھپ سکیں گے۔

اور یہی مفہوم ہے اس حدیث کا ہے ہم نے روایت کیا ہے سعید بن جبیب سے این عبار سے کہ وہ اس بارے میں سوال کئے گئے تھے انہوں نے یہی ذکر فرمایا۔

گناہگاروں کے گناہ کے بارے میں زمین گواہی دے کی

اور اللہ تعالیٰ نے سورۃ الزلات میں ارشاد فرمایا کہ:

یومِنذ تحدث اخبارها (زلات)^۲

قیامت کے دن زمین اپنی خبریں بیان کر دے گی۔

هم حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوع اور ایت کرچکے ہیں کہ ان سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا تو انہوں نے فرمایا کہ ہر مرد اور عورت کے بارے میں زمین اس عمل کی شہادت دے گی جو اس کی پیشہ پر کیا تھا، لہذا وہ اس طرح کہے گی کہ اس انسان نے فلاں فلاں دن فلاں کام کیا تھا، سبکی ہیں اس کی خبریں جن کے بیان کرنے کی خبر قرآن نے دی ہے۔
اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث اُنکی ہیں جو اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ اہل ایمان کی کثیر تعداد جنت میں بغیر حساب کتاب کے داخل ہوں گے اور کثیر تعداد بڑا آسان حساب لئے جائیں گے اور کثیر تعداد اونچت حساب لئے جائیں گے۔

وہ ستر ہزار خوش نصیب جو بغیر حساب کتاب جنت میں داخل ہوں گے

۲۶۸: ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو حضیر بن علی بن دحیم شیباني نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابی غزہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فضیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین نے کہ میں نے ساختاً حسید بن جریر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا تھا:

کہ میری امت کے ستر ہزار لوگ بغیر حساب کے جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ اس کے بعد آپ گھر میں طے گئے اور ان کے بارے میں کوئی وضاحت نہ فرمائی۔ لوگوں نے اپنی اپنی قیاس آرائیاں کیں اور بولے کہ تم لوگ اللہ پر ایمان لائے ہیں، تم نے اللہ کے رسول کی اتباع کی ہے، وہ لوگ ہم میں ہوں گے یا ہماری وہ اولاد میں ہوں گی جو اسلام میں پیدا ہوئیں، تم تو جاہلیت کے دور میں پیدا ہوئے تھے۔ یہ باقی آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ لوگ وہ ہوں گے جنہوں نے کبھی داع غنیمیں دلوائیں ہوں گے، جنہوں نے کبھی جادو منتر نہیں کروائے ہوں گے، جنہوں نے کبھی بد شکونی و بد فدائی نہیں پکڑی ہوگی بلکہ محض اپنے رب پر توکل کئے ہوں گے۔ (یعنی کہ) حضرت عکاشہ بن حسن نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں ان میں سے ہوں گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں تو ان میں سے ہو گا۔ پھر ایک اور آدمی نے کہا، کیا میں کبھی ان میں سے ہوں گا یا رسول اللہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عکاشہ تم سے اس اعزاز کے ساتھ سبقت لے گئے ہیں۔

سلم نے اس حدیث کو اپنی صحیح میں ابو بکر بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

اور بخاری نے اس حدیث کو عمران بن میسرہ سے، انہوں نے ابن فضیل سے روایت کیا ہے۔

(۲۶۸).....آخرجه مسلم (۱/۲۰۰) عن ابن ابی شیبہ. به.

وآخرجه البخاری (۱/۱۵۵) فتح عن عمران بن میسرہ عن ابن فضیل. به.

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا کی برکت سے ستر ہزار میں سے ہر ایک فرد کے ساتھ ستر ہزار کا داخلہ اور ہم نے اس حدیث کو تمرین بن ہرم۔ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم انہوں سے تمن دان تک نظر وہن سے اوچھل رہے۔ صرف فرش نماز کے لئے باہرا تھے تھے، آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ رہنے مجھ سے وسدہ نہیں ایامت میں سے ستر ہزار لوگوں کو بغیر حساب و کتاب کے جنت میں واٹھل کریں۔ میں نے اُڑشتہ تم روز میں ہر یہ لوگوں کو بغیر حساب اے جنت میں واخدلی التجویی ہے تو میں نے اپنے رب کو پالنے والا، مجدد ہرگزی والا اور کرم کرنے والا پایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے ستر ہزار میں سے ہر ایک بندے کے ساتھ ستر ستر ہزار کی تعداد جنت میں بغیر حساب کے اغذیے لئے دیے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے وہشی اے رب یہی ایامت اتنی بڑی تعداد و پیشی جائے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تیرے لئے یہ تعداد میں دیہات سے مکمل کروں گا۔

ہم نے اس روایت و کتاب ابعاث و اخلاق رہیں تھیں درج کیا ہے۔

جس سے مناقشہ کیا گیا وہ تباہ ہو جائے گا

۲۶۹: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ نبیس حدیث بیان کی ہے ابو مکرم بن الحنفی نے بطور امام کے کہ نبیس حدیث بیان کی ہے ابو سلم اور یوسف بن یعقوب نے، ان دونوں نے کہا کہ نبیس حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے، انہوں نے کہا نبیس حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے ایوب سے، انہوں نے اتنی ابی ملیکہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من حوسب عذب

جو شخص حساب لیا گیا وہ عذاب میں جتا کیا گیا۔

(اس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا) یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کا پھر کیا مطلب ہوگا:

فاما من اوتی کتابہ بیسمیه فسوف بمحاسب حسابا یسیرا (اشتعان ۱۷-۱۸)

بہر حال جو شخص اپنا اعمال نام اپنے سیدھے ہاتھ میں دیا گیا، عقریب وہ آسان حساب لیا جائے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ حساب یہی سے مراد ہے صرف حساب پیش کرنا یا صرف بندے کا پیش ہونا ہے۔ لیکن جو شخص مناقشہ کیا وہ ہلاک ہو گیا۔ (یعنی جس سے کیوں کے ساتھ سوال کیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا) اس لئے کہ کیوں کا جواب کسی کے پاس نہیں ہے۔ اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں سلیمان سے روایت کیا ہے۔ اور سلم نے اس کو ابو ماریع سے تعداد سے روایت کیا ہے۔

آسان حساب اور مناقشہ کی وضاحت

۲۷۰: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ نبیس حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ نبیس حدیث بیان کی ہے ابو زرعة رازی اللہ مشقی نے کہ نبیس حدیث بیان کی ہے احمد بن خالد و مسکی نے کہ نبیس حدیث بیان کی ہے محمد بن الحنفی نے۔ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ

(۲۶۹) آخر حصہ البخاری ۱۱-۱۹ شیع، غصہ سلیمان بن حرب بہ، سنه ۲۲۰۶ھ، عن أبي الربع العنکی و اسی کا ملک فلا حدث

نے کخبر دی ہے احمد بن جعفر قطعی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن احمد نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میری والد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد الواحد بن حمزہ بن عبد اللہ بن زبیر نے عباد بن عبد اللہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اپنی بعض نماز میں دعا کرتے تھے:

اللهم حاسبنی حساباً يسيراً
اے اللہ میراً آسان حساب کیجیو۔
فَلِمَا انْصَرَفَ قَلَتْ يَارُسُولُ اللَّهِ مَا الْحِسَابُ الْيَسِيرُ؟

آپ جب نماز پڑھ چکے تو میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آسان حساب کیا ہوتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی انسان کے تمام اعمال کو دیکھ کر اس سے درگذر کر لیا جائے گا اور جس کے حساب میں کیوں؟ پوچھ لیا گیا وہ ہلاک ہو جائے گا۔ ہاں ہر وہ تکلیف جو کسی مومن کو پہنچتی ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس انسان کے لئے کفارہ بنا دیتے ہیں۔ حتیٰ کہ وہ کاشا جو اس کو پچھتا ہے وہ بھی کفارہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کے ساتھ سرگوشی اور معافی

۱۷۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عمر محمد بن عبد اللہ الدایب نے کخبر دی ہے ابو مکرم اسماعیل نے کہ مجھے خبر دی ہے سحن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہد بین خالد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حام بن میجھی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قادہ نے صفوان بن محزز سے، انہوں نے کہا کہ میں حضرت عبد اللہ بن عمر کے ہاتھ پڑھے ہوئے تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا اور کہا آپ نے کیا ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ بخوبی اور سرگوشی کے بارے میں کیا فرماتے تھے۔ آپ نے یہ فرمایا میں نے یہ فرماتے ہوئے سننا تھا:

اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بندے کو اپنے قرب کریں گے۔ یہاں تک کہ اس پر اتنا سایہ رکھ گے اور اس کو دیگر لوگوں سے چھپا دیں گے۔ پھر فرمائیں گے میرے بندے، کیا تم اپنا فلاں فلاں کیا جانتے ہو؟ بندہ عرض کرے گا۔ میں اے اللہ یہاں تک کہ جب اس سے اس کے گناہوں کا اقرار کر لیں گے اور وہ دل ہی دل میں سوچے گا کہ آج وہ نہیں ہے گا، بس آج تو وہ بتاہ ہو ہی گیا۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ فرمائیں گے بندے میں نے دنیا میں تیرے گناہوں پر پردہ ڈالا تھا اور آج میں ان گناہوں کو معاف کر دیتا ہوں تیرے ڈالٹے۔ اس کے بعد اس کو اپنے حساب کی کتاب دیا جائے گا۔ جہاں تک کافر اور منافق کا تعلق ہے تو ان کے بارے میں تو گواہ یہ کہیں گے بھی ہیں وہ لوگ جنہوں نے اپنے رب پر جھوٹ باندھے تھے۔ خبار دار اللہ کی اعتنت ہے ظالموں پر۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے، انہوں نے ہمام سے اور بخاری و مسلم نے اس کو دوسرے طریقے سے حضرت قادہ سے بھی روایت کیا ہے۔

(۲۷۰) آخر جو عبد اللہ بن احمد (۴/۳۸)، الحاکم (۱/۵۷) من طریق احمد بن حبیل بن اسماعیل۔ به وصحیحه الحاکم علی شرط مسلم ووافقه النہی

(۲۷۱) آخر جو البخاری (۵/۹۶) فتح عن موسیٰ بن اسماعیل عن ہمام۔ به۔

وآخر جو البخاری (۸/۳۵۳) من طریق سعید وہشام قال حدثنا قاتدة۔ به۔

وآخر جو مسلم (۳/۲۱۲۰) من طریق هشام الدسوی عن قاتدة۔ به۔

امام نبیقی کا قول:

امام نبیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

موسیٰ کو اللہ قریب کرے گا کا مطلب ہے اپنی خاص عنایت سے اور اپنے خاص کرم سے بندے کو نزدیک بنادے گا اور اس پر اپنا سایر کھدے کا مطلب ہے اپنا میلان اپنی شفقت اور اپنی رعایت مراد ہے۔

حضرت ابن عطیہ کا ارشاد:

۲۷۲: ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابی همرو نے کہ خبر دی ہے ابوعبد اللہ صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوکبر بن ابودنیا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن صالح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جو یعنی اشعث سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شمر بن عطیہ نے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

ان ربنا لغفور شکور (فاطر ۳۲)

بے شک ہمارا رب البتہ معاف کرنے والا، قول کرنے والا ہے۔

در اصل یہ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کا مقولہ بیان فرمایا ہے کہ وہ جنت میں داخلے کے بعد یہ کہیں گے، ابن عطیہ نے فرمایا کہ آیت کا مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے وہ عمل جو انہوں نے گناہ کئے تھے معاف کر دیے ہیں اور ان کی وہ خیر قول کر لی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ان کو بتائی تھی اور انہوں نے اس پر عمل کئے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کے عمل کا ثواب دیا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد:

۲۷۳: اور ہمیں خبر دی ہے ابوسعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابی دینار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احراق بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینہ نے عمرو بن دینار سے، انہوں نے طاؤس سے، وہ کہتے ہیں میں نے سنائے ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے تھے:

کل ابن ادم خطاء الا مارحم الله

آدم کی ساری اولاد کا ہمارا ہے، مگر جس پر اللہ نے رحم کیا۔

یعنی اللہ کی رحمت سے کوئی نفع گیا تو نفع کیا ورنہ سب گناہ کار ہیں۔ (متجم)

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

۲۷۴: فرمایا کہ خبر دی ہے ابن ابی دینار نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے سعدویہ نے ابن مبارک بن فضالہ سے، انہوں نے حسن سے، وہ کہتے تھے کہ:

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس کے گناہ کی جزا نہیں دیتے، اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ نے ہر گز کسی بندے کو خیر اور شر کی جزا اور بد لذیں دیا مگر وہ ہلاک ہو گیا۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کی شکیاں دو گئی کر دیتے ہیں اور اس کی غلطیاں اس سے ساقط

کر دیتے ہیں۔

شیخ حلیمی کا ارشاد:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل ایمان میں سے جو شخص اللہ کی رحمت سے قریب تر ہوگا اس کو بغیر حساب کتاب کے جنت میں داخل کر دیں گے اور کچھ بعینہیں ہے کہ کفار میں سے بھی کوئی شخص اللہ کی نار انسکی کے قریب تر ہو لہدہ اس کو بھی بغیر حساب کے جہنم میں داخل کر دیں۔

امام نہجتی کا قول:

اما منہمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و لا يسئل عن ذنبهم المجرمون (القصص ۷۸)

ک مجرم اپنے گناہوں کی بابت نہیں پوچھ جائیں گے۔ (یعنی ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں ہوگا)۔

اور دوسری آہت میں ارشاد ہے:

۱:فَإِذَا انشقت السمااء فَكانت وردة كا لدهان (الرثى ۳۷)

جب آسمان پھٹ پڑے گا اور رنگے ہوئے چڑی کی طرح سرخ ہو جائے گا۔

۲:فَيُوْمَنْدَ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْ وَلَاحَان (الرثى ۳۹)

اس دن کوئی انسان اور شکوئی جن سے اس کے گناہوں کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا۔

۳:يَعْرُفُ الْمُجْرِمُونَ بِسِيمَاهِمْ فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيِّ وَالْأَقْدَامِ (الرثى ۴۰)

مجرم اپنی پیشانیوں سے بچانے جائیں گے بلہ اپنی پیشانیوں اور قدموں سے چڑے (اوہ گھینٹے جائیں گے)

ان مذکورہ تینوں آیات کا ظاہر مفہوم یہی ہے کہ قیامت میں گناہگاروں سے ان کے گناہوں کے بارے میں سوال و جواب نہیں کیا جائے گا۔

یعنی حساب و کتاب نہیں ہوگا بلکہ ان کی پیشانیوں سے پہچان کر ان کو پیشانیوں اور قدموں سے گھیث کر جہنم میں ڈالا جائے گا۔ جبکہ آنے والی چند آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ سب کا حساب، ہوگا، پوچھو گھو ہوگی۔ (مترجم)

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

۱:احسرووا الَّذِينَ ظلمُوا زَارُوا جَهَنَّمَ وَمَا كَانُوا يَعْدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ فَاهِدُ

و هُمْ إِلَى صِرَاطِ الْجَحِيْمِ وَقَفُوْهُمْ أَنْهَمْ مَسْتَوْلُونَ (الصافات ۲۲-۲۳)

جس کرو ظالموں (گناہگاروں) کو اور ان کے ہم جنسوں کو اور (اللہ کے سوا) جن کی وہ عبادت کرتے تھے

پھر ان کو جہنم کے راستے پر روانہ کرو۔ اور ہاں روک لو ان کو بے شک ان سے سوال و جواب ہوگا۔

۲:فَوَرِيْكَ لِنَسْتَلِنُهُمْ اجْمَعِينَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ (الجیحون ۹۲-۹۳)

پس تم ہے تیرے رب کی، ہم ان سب سے ضرور پوچھیں گے اس کے بارے میں جو کچھ وہ عمل کرتے تھے۔

ان آیات میں واضح طور پر موجود ہے کہ گناہگاروں سے ضرور پوچھا جائے گا بلکہ کلام میں زور اور تاکید کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس بات پر تم بھی کھاؤ ہے کہ ضرور سوال ہوگا۔ سورہ قصص اور سورہ حمل کی مذکورہ آیات سے سوال و جواب کی لفظ ثابت ہو رہی ہے اور صافات اور مجرم کی آیات سے اثبات ہو رہے ہے۔ ظاہر آیات کے مفہوم میں تضاد اور اختلاف ہے، جبکہ قرآن نے واضح طور پر اس بات کو مسترد کر دیا ہے۔ سورہ النساء میں کہ:

لو كان من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافاً كثيراً

اگر قرآن غیراللہ کی طرف سے ہوتا تو اس میں بہت اختلاف ہوتا۔ یعنی اس میں کوئی اختلاف و تضاد نہیں ہے۔

لہذا امام نبھلی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ آیات نقل کرنے کے بعد ان میں تطبیق یعنی باہم مطابق ہونا بیان فرمایا ہے اور ظاہر تصادم کو فرع فرمایا ہے۔ (متجم)

فرماتے ہیں کہ:

ان آیات میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ان آیات کے مفہوم میں جمع و تطبیق کی صورت وہ ہے جو ہم نے روایت نقل کی ہے علی بن ابی طلحہ سے۔
انہوں نے ابن عباس سے کہا ہوں نے فرمایا تھا کہ (جن آیات میں سوال نہ کیا جانا ذکر ہے ان سے مراد یہ ہے کہ) اللہ تعالیٰ ان سے ان کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھنے گا کہ وہ کیا کیا تھے، کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے گناہوں کی تفصیل ان سے بھی زیادہ جانتا ہے بلکہ ان سے پوچھنے کی بجائے ان سے کہہ گا کہ تم نے ایسے گناہ کے تھے (لہذا تمہیں پیشانی اور قدموں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال جائے گا)۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت:

ہم نے بلکلی سے ابی صالح سے حضرت ابن عباس کی روایت اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں نقل کی ہے:

ولا يسئل عن ذنبهم المحرومون (قصص ۲۷۸)

کہ مجرم اپنے جرم کے بارے میں نہیں پوچھنے جائیں گے۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ کافروں سے ان کے گناہ کے بارے میں سوال نہیں ہو گا بلکہ ہر کافر اپنی خاص علامات سے پہچانا ہوا ہو گا اور معروف ہو گا کہ یہ کافر ہے۔ اس پہچان کی بناء پر اس کے لئے جہنم میں داخل ہو گا۔ جرم کی تفصیل پوچھنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ (متجم)

یعنی اس روایت کے مطابق ابن عباس رضی اللہ عنہ کے بقول یہ آیت کافروں پر محبوں ہے۔

اور سورۃ الرحمن کی آیت:

فَيُوْمَنْدَ لَا يُسْأَلُ عَنْ ذَنْبِهِ إِنْسَ وَلَا جَانَ . (الرّحْمَن ۳۹)

کہ اپنے گناہ کے بارے میں کسی جن و انس سے سوال نہیں ہو گا۔

یعنی جس دن آسمان پھٹ جائے گا اور پیٹ دیا جائے گا اس دن کسی جن و انس سے اس کے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھا جائے گا اور یہ عمل حساب و کتاب سے فارغ ہو جانے کے بعد ہو گا۔ علاوہ ازیں ہر ایک مصروف بھی ہو گا۔ لہذا مجرم اپنی اپنی ناشیتوں سے پہچانے جائیں گے۔ کافر اپنے چہرے کی سیاہی سے اور آنکھوں کے نیل گول ہونے سے اور مومن و ضو کے اثر سے ہاتھوں اور چہرے کے روشن ہونے سے۔

۲۷۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبید الرحمن دھان بنے کے خبر دی ہے حسین بن محمد ہارون نے کے خبر دی ہے کہ ہمارے کہ ہمیں حدیث یہاں کی ہے یوسف بن بلال نے کہ ہمیں حدیث یہاں کی ہے محمد بن مروان نے مذکورہ روایت ذکر کی ہے۔

مذکورہ آیات کے بارے میں شیخ حلیمی کا قول:

شیخ حلیمی نے فرمایا کہ مجرم اپنے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھنے جائیں گے اور اس دن اپنے گناہ کے بارے میں کسی جن اور انسان سے سوال نہیں ہو گا کا مطلب یہ ہے کہ مومن اور کافر کی تیز کرنے کا اور فرق سمجھنے اور واضح کرنے کا سوال نہیں ہو گا۔ یعنی فرشتوں کو اس بات کی ضرورت اور احتیاج نہیں ہو گی کہ وہ قیامت کے دن کسی کے بارے میں سوال کریں اور کہیں کہ تم اگناہ کیا تھا؟ اور تو دنیا میں کیا کرتا تھا؟ بلکہ ہر

شخص اپنے بارے میں خود پر خرد سے گا کہ وہ موسم تھا یا کافر تھا۔

علاوه ازیں موسم ترویاز چہروں والے شرح صدر والے اور مطہن ہوں گے جبکہ ان کے مقابلے میں مشرک منکارے، آنکھیں گندی اور کبیدہ خاطرہ ہوں گے۔ جب فرشتوں کو حکم ہو گا مجرموں کو آگ کی طرف ہاتھے کا اور موقف پر ان کو اہل ایمان سے علیحدہ کرنے کا تو ان کے مناظر ان کے گناہوں کو سمجھے اور جانے کے لئے کافی ہوں گے۔ (ان سے سوال کرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ مترجم)

امام تہذیق کا قول:

امام تہذیق فرماتے ہیں:

یہ ہے وہ تفصیل جو شیخ طیبی نے ذکر فرمائی ہے میں ممکن ہے کہ یہاں کی روایت سے ماخوذ ہے جو ہم نے تفسیر کلبی سے نقل کی ہے اور اس کے معنی کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے مقالہ بن سلیمان نے آخری آیت کے بارے میں۔ مگر انہوں نے حساب سے فراقت کا ذکر نہیں کیا اور ولایت نہیں عن ذنبوهم المجرمون کے بارے میں کہا ہے کہ کفار کہ یہ کہتے تھے کہ اگر ہمارے پاس ذکر ہوتا یعنی پہلے لوگوں کی خبر ہوتی اور اطلاع ہوتی کہ وہ کس وجہ سے بلاک کئے گئے ہیں تو ہم اللہ کے قلعہ بندے بن جاتے۔

لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ مجرم ان کے گناہوں کے بارے میں نہیں پوچھتے جائیں گے۔ مطلب یہ ہے کہ اس امت کے مجرم اہم سابق کے مجرموں کے بارے میں نہیں پوچھتے جائیں گے جو دنیا میں عذاب میں مبتلا کئے گئے تھے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اہم اعمال خبیث کو اور ان کے علم کو خود محفوظ کر لیا ہے۔

۷۶:..... ہمیں خبر دی ہے اسٹاذ ابوالحنفی نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بتائی ہے عبدالحق بن حسن نے خبر دی ہے عبد اللہ بن ثابت نے کہ خبر دی ہے مجھے میرے والد نے حدیل سے، اس نے مقالہ سے بھروسے ذکر کیا ہے۔

۷۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے عبدالرحمٰن بن حسن تھی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقہ نے اہن الی تھی سے، انہوں نے مجاہد سے اس آیت کے بارے میں کہ کوئی جن و انس اپنے گناہ کے بارے میں نہیں پوچھتا جائے گا۔

مجاہد نے کہا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ فرشتہ مجرم کے بارے میں سوال نہیں کریں گے، نہ کسی انسان سے اور نہ کسی کسی جن سے، بلکہ ان کو ان کی علامتوں سے پیچائیں گے۔ یعنی مجاہد کے بقول عدم سوال کا تعلق فرشتوں کے ساتھ ہے۔ (مترجم)

امام تہذیق کا قول:

امام تہذیق فرماتے ہیں کہ جس نے یہ گمان کیا ہے کہ کفار اسلامی شرائع کے خاطب نہیں ہیں، اس نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ وہ ان امور کے بارے میں نہیں پوچھتے جائیں گے جو کچھ ہو جانتے ہیں۔ ان کی ملتیں جس امر کو تقاضا کرتی ہیں اگرچہ وہ امور اسلام میں گناہ ہوں، ہاں البتہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں اور اس کے رسولوں کے بارے میں اور فی الجملہ ایمان کے بارے میں پوچھتے جائیں گے اور ہم نے اہل تفسیر سے جو کچھ نقل کیا ہے وہ زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔

فصل:.... اعمال کا وزن کرنا

جب حساب و کتاب کا مرحلہ گذر چکے گا تو اس کے بعد اعمال وزن کئے جائیں گے اور ایک خاص ترازو میں تو لے جائیں گے۔ یہ وزن اجر اور جزا دینے کے لئے ضروری ہے۔ اس نے مناسب بھی ہے کہ یہ وزن کا معاملہ معاہدہ کے بعد ہو کیونکہ حساب تو اعمال ثابت کرنے کے لئے ہے اور وزن ان کی مقدار میں واضح کرنے کے لئے تاکہ اجر و ثواب اسی اندازے اور مقدار کے مطابق دیا جائے۔

وزن اعمال کا اثبات قرآن مجید سے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) وَنَصِّعُ الْمَوَازِينَ الْقَسْطَ لِيَوْمِ الْقِيَمَةِ فَلَا تُظْلِمْ نَفْسًا شَبَّيْهًا (الاعیا، ۷۴)

هم قیامت کے دن انصاف کے ترازو میں گے، کسی نفس پر ذرا سبھی غلطیں کیا جائے گا۔

اعمال کا وزن کیا جانا حق ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۲) وَالْوَزْنُ يَوْمَنَ الْحَقِّ (اعراف، ۸)

قیامت کے دن اعمال کا توازن حق ہے اور حق ہے۔

جس کے اعمال کا پلے بھاری ہوا وہ کامیاب ہو گیا

(۳) فَمَنْ نَقْلَتْ مَوَازِينَهُ فَالنَّكَ هُمُ الْمُفْلُحُونَ (اعراف، ۹-۸)

جن اشخاص کے اعمال والے پڑے بھاری ہو گئے بس وہی لوگ کامیاب ہوں گے۔

جن لوگوں کے پڑے ہلکے پڑ گئے وہ لوگ خارے میں ہوں گے

(۴) وَمِنْ خَفْتِ مَوَازِينَهُ فَالنَّكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوا بِأَيَّاتِنَا يَظْلَمُونَ (اعراف، ۹-۸)

جن لوگوں کے پڑے اور ترازو ہلکے ہو گئے بس وہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو خارے میں ڈالا تھا، اس وجہ سے کوہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم کرتے تھے۔

قیامت کا سارے بحث ہی لوگ تمام رشتے ناتے خوف کے مارے ختم کر بیٹھیں گے

ارشاد باری ہے:

(۵) فَإِذَا نَفَخْ فِي الصُّورِ فَلَا إِنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَنَدُ لَا يَتَسَاءَلُونَ (المؤمنون، ۱۰)

جب صور پھونکا جائے گا تو ان کے درمیان رشتے ناتے نہیں رہیں گے اور نہ ہی وہ ایک دوسرے کو پوچھیں گے۔

جن کے پڑے اعمال کے بھاری ہوئے وہ کامیاب ہوں گے

(۶) فَمَنْ نَقْلَتْ مَوَازِينَهُ فَالنَّكَ هُمُ الْمُفْلُحُونَ (المؤمنون، ۱۰)

جس کے (نکیوں) کے پڑے بھاری ہوں گے وہ کامیاب ہوں گے۔

جن کے ترازو ملکے ہوں گے وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے

(۷) وَمِنْ خُفْتِ مَوَازِينَ فَالْوَلْكَ الَّذِينَ خَسِرُوا نَفْسَهُمْ فِي جَهَنَّمَ خَلَدُونَ (المومنون ۱۰۳)
جن کے (نکیوں کے) پڑے بھکے ہو گئے وہ لوگ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو خوارے میں رکھا تھا وہ جہنم میں ہمیشور ہیں گے۔

ملکے پڑے والے جہنم میں جلس جائیں گے

(۸) تَلْفُعٌ وَجَهَنَّمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالْعَرَنَ (المومنون ۱۰۲)
ان کے چہروں کو آگ جلس دے گی اور وہ اس میں بدھکل بنے ہوں گے۔

اور ارشاد باری ہے:

(۹) فَإِمَامُنَّ نَقْلَتْ مَوَازِينَ فَهُوَ فِي عِبَشَةٍ رَاضِيَةٍ (القارئ ۷/۶) إِلَى آخره
جس کے اعمال کے وزن بھاری نکلیں گے وہ دلپسند عیش میں ہو گا۔

(۱۰) وَإِمَامُنَّ خُفْتِ مَوَازِينَ فَأَمَّهُ هَاوِيَهُ (۹) بِمَا ادْرَاكَ مَاهِيدَ، (۱۰)
اور جس کے وزن بھکے نکلیں گے اس کا تمکانہ حاوی ہے، تم کیا سمجھے کہ حاوی کیا چیز ہے۔

(۱۱) نَارٌ حَامِيَةٌ (۱۱)

وہ حکمتی ہوئی آگ ہے۔

وزن اعمال کا اثبات حدیث سے

میزان کا ذکر حدیث ایمان میں وارد ہوا ہے۔ لہذا اعمال کے وزن کے ساتھ ایمان لانا اسی طرح ضروری ہے اور لازم ہے جس طرح دوبارہ اٹھائے جانے کے ساتھ اور جنت اور جہنم کے ساتھ ضروری اور لازم ہے۔

میزان کے ساتھ ایمان کو دیگر تمام ایمان والی چیزوں میں ذکر فرمایا

۲۷۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد اللہ منادری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسخر بن سلیمان نے اپنے باپ سے، انہوں نے مجھی بن سحر سے، انہوں نے ان عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایمان کے بارے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ایمان یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ ایمان لا اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں، اس کے رسولوں کے ساتھ اور تو ایمان لا جنت کے ساتھ اور جہنم کے ساتھ اور میزان کے ساتھ اور تو ایمان لا الموت کے بعد اٹھنے پر اور تو ایمان لا تقدیر کے ساتھ اچھی ہو یا بُری ہو۔ اس کے بعد اس نے کہا یعنی سائل نے کہ جب میں یکام کروں گا تو کیا میں مومن ہوں گا۔ (آپ نے) فرمایا، جی ہاں۔ (سائل نے) کہا کہ آپ نے کیا فرمایا۔

معلوم ہوا کہ ایمان بالمیزان دیگر تمام ان چیزوں کی طرح ہے جن کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔ (مترجم)

امام نبیقی کا قول:

امام نبیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

جو آیت ہم نے درج کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کفار کے اعمال بھی وزن کے جائیں گے، اس لئے کوہ و سری آیت میں یہ الفاظ ہیں :

بعا کانوا بایاتنا یظلمون (اعراف ۹)

و لوگ خارے میں اس لئے ہوں گے کہ وہ ہماری آیات کے ساتھ ظلم و نا انصافی کرتے تھے۔

اور اللہ کی آیات کے ساتھ ظلم ان کے ساتھ استہزا کرتا ہے اور ان کا یقین نہ کرنا ہے۔

اور ایک آیت میں یہ بھی کہ:

فی جہنم خالدون (مدون ۱۰۳)

کوہ جہنم میں ہمیشور ہیں گے۔

اور اسی تسلسل میں یہ بھی ہے کہ:

اللہ تکن ایاتی تعلیٰ علیکم فکنتم بها تکذبون (مدون ۱۰۵)

کیا تم لوگوں پر بیری آیات پڑھی نہیں جاتی تھیں مگر تم ان کی بخندیب کرتے تھے۔

(اس سے معلوم ہوا کہ کفار کے اعمال کا وزن ہو گا) اور ایک آیت میں یہ بھی ہے کہ:

فَإِمَّا هُوَيْدَهُ وَمَا اشْرَاكَ مَاهِيَّةً نَارَ حَمِيمَةٍ (التاریخ ۹-۱۱)

جس کے وزن اعمال بلکہ ہوں گے ان کا مکان جہنم ہے، تم کیسے جاؤں کروہ کیا ہے، وہ آگ ہے دھکائی ہوئی ہے۔
یہ عید اور دھمکی مطلقاً کفار کے لئے ہی ہے۔ جب اس آیت اور آئندے والی آیت کے مفہوم کو بلا کر غور کیا جائے۔ یعنی:

وَإِن كَانَ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِّنْ خَرْدَلٍ أَبْيَأُوا لَهَا (الاعیاء ۲۲)

اگرچہ کوئی عمل رائی کے دانے کے برادر ہو تو ہم اس کو بھی لا سمجھیں گے۔

دولوں آیات کے مفہوم کو بلا کر غور کرنے سے ثابت ہوتا ہے کہ کفار سے ہر اس بات کا سوال ہو گا جس میں انہوں نے دین کے اصول یا فروع میں سے حق کی خلافت کی تھی۔ کیوں کہ اگر وہ نہ پوچھتے جاتے ان باتوں کے بارے میں جن میں انہوں نے موافق تھی اپنی اصل دین داری میں مغلظت قسم کا باہم دیالیماں کا اور اس کا حساب بھی نہ کئے جاتے تو وزن میں اس کا شمار بھی نہ ہو گا۔ جس وقت وہ اعمال وزن کے وقت تو لے گئے تو یہ بات ولالت کرتی ہے کہ وہ ان تمام باتوں اور تمام چیزوں کے بارے میں بھی پوچھتے جائیں گے۔ حساب کے موقف میں یہ تحقیق اور یہ فیصلہ اس شخص کے قول پر ہے جو یہ کہتا ہے کہ کفار بھی شرائع کے خاطب ہیں اور ملکف ہیں اور وہ صحیح ہے، اس لئے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَوَيْلٌ لِلْمُشْرِكِينَ الَّذِينَ لَا يُؤْتُونَ الذِّكَارَ (فصلت ۶)

پس بلا کت شرکوں کے لئے جو زکوٰۃ ادائیں کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے کفار و شرکیں کو زکوٰۃ نہ یہ پر دھمکی دی ہے (اس سے معلوم ہوا کہ وہ لوگ احکام شریعت کے مکلف ہیں)۔

اور اللہ تعالیٰ نے مجرموں کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ قیامت میں ان سے سوال ہو گا:

مَا ملِكُكُمْ فِي سَقْرٍ؟ قَالَ الْمَلِكُ نَكْ منَ الْمُصْلِينَ وَلَمْ نَكْ نَطِعْ الْمُسْكِينَ وَكَانَ حُوش

مِنَ الْخَاطِفِينَ وَكَانَ كَذَبٌ بِيَوْمِ الْحِسْنَى حَتَّىٰ اتَّلَّا الْيَقِينُ (المڑح ۲۲-۲۳)

تمہیں جہنم میں کیا چیز لے گئی؟ وہ کہیں گے، ہم لوگ نماز نہیں پڑھتے تھے اور مسکن کو کھانا نہیں کھلاتے تھے اور اہل باطل کے ساتھ مل کر رحم کا انکار کرتے تھے اور روز جزا کو ہم جھلاتے تھے۔ یہاں تک کہ نہیں مت آگئی۔

ان آیات سے واضح ہوا کہ مشرکین بھی ایمان بالبعث مرکراخنے، نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے کے مخاطب ہیں اور مکلف یہں اور ان سے ان چیزوں کا سوال ہو گا اور ان چیزوں میں سے جس کے ساتھ وہ کوتا ہی کریں گے اس کی ان کو سزا دی جائے گی۔ واللہ عالم۔

احتفاف کا مسلک

احتفاف کا مسلک اس کے برعکس یہ ہے کہ کفار و مشرکین جب تک ایمان و اسلام قبول نہ کر لیں اس وقت تک وہ شرعی احکامات کے مکلف و مخاطب نہیں ہیں۔ ان سے ان اعمال وغیرہ کا سوال نہیں ہو گا بلکہ ان سے ایمان باللہ اور ایمان بالرسول ایمان بالقرآن کا سوال ہو گا اور ان کے اعمال کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا اور اس پر ان کو اجر و ثواب بھی نہیں ملے گا بلکہ ان کے سارے اعمال دنیا میں ہی اکارت ہو گے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کفار و مشرکین کے اعمال کے بارے میں واضح طور پر ارشاد فرمایا ہے:

(۱) الَّذِينَ ضلَّلُ سَعْيُهِمْ فِي الْحَوْلَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسِبُونَ أَنَّهُمْ يَحْصُنُونَ صُنْعًا (کعب ۱۰۷)

یہ لوگ ہیں جن کی ساری سعی دنیا کی زندگی میں بر باد ہو گئی ہے، حالانکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اپنے کام کر رہے ہیں۔

(۲) اُولُّنَّكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَلَقَاهُنَّ فَحِجَّطُتْ أَعْمَالَهُمْ فَلَانَقِيمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيَمَةِ وَزَنَا (کعب ۱۰۵)

یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیات کے ساتھ کفر کیا ہے اور اس کی ملاقات کے ساتھ بھی کفر کیا ہے۔ لہذا ان کے اعمال ضائع ہو گئے ہیں اور ہم قیامت کے دن ان کے لئے کچھ بھی وزن قائم نہیں کریں گے۔

قرآن مجید کی یہ آیات نص صریح ہیں اس بات پر کہ کفار و مشرکین کے اعمال دنیا کی زندگی میں ہی بر باد ہو چکے ہیں اور قیامت میں ان کا وزن بھی نہیں کیا جائے گا۔ لہذا اس پر ان کو ثواب بھی نہیں ملے گا اور نہ ہی پر سزا ہو گی۔ یہ سب اعمال ایمان کے تابع رہیں گے۔ (از مترجم)

امام نسیعیؑ کی وضاحت:

امام نسیعیؑ رحمۃ اللہ علیہ سلسلہ کام جاری رکھتے ہوئے فرماتے ہیں:

اہل علم نے اعمال کے وزن کرنے کی کیفیت میں اختلاف کیا ہے۔ کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ کافر بھی صدر حرجی بھی کرتے ہیں۔ لوگوں کے ساتھ غنو اری بھی کرتے ہیں، کمزور پر شفقت بھی کرتے ہیں، پریشان حال کی فریادی بھی کرتے ہیں، مظلوم کا دفاع بھی کرتے ہیں، غلام آزاد بھی کرتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ ایسے اعمال میں کہ اگر وہ ایک مسلم کی جانب سے ہوتے تو ضرور وہ نیکی اور طاعت شمار ہوتے تو جس کافر کے پاس اس قسم کی بھلاکیاں ہوں گی وہ جمع کر کے اس کے میزان میں رکھی جائیں گی۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں فلا تظلم نفس شيئاً (نبیا، ۲۷) کہ کسی نفس پر ذرہ بھر بھی ظلم نہیں کیا جائے گا۔

یعنی ایسا نہیں کہ اس کے ترازو اور وزن میں سے کچھ لے لیا جائے اور کم کر لیا جائے۔ لیکن جب اس کے کفر کا اس کے اچھے اعمال سے مقابلہ ہو گا تو وہ اچھائیوں سے بھاری ہو جائے گا اور ادھر اللہ تعالیٰ نے جنت کو کافروں کے لئے حرام کر رکھا ہے (جنت تو ان کو نہیں سکتی) لہذا اس کے خیراتی امور کی جزا اس کو اس طرح دی جائے گی، اس سے عذاب ہلکا کر دیا جائے گا، لہذا اس کو عذاب دیکھ کفار کے مقابلے میں نہستاً کم دیا جائے گا جنہوں نے ان خیرات میں سے کچھ بھی نہیں کیا تھا۔

۲۷۹ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابوالولید نے کہ حسن بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد

بن ابی بکر مقدمی نے ابوالولید نے کہا خبر دی ہے عبد اللہ بن محمد نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد الملک بن ابی شوارب نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عوانہ نے عبد الملک بن عیسیٰ سے، انہوں نے عبد اللہ بن حارث بن نوبل سے، انہوں نے عباس بن عبد المطلب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہایا رسول اللہ کیا آپ نے ابو طالب (چچا) کو کچھ فائدہ دیا، وہ آپ کی حفاظت کیا کرتا تھا اور آپ کے لئے لوگوں سے ناراضی مول لیتا رہتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جی ہاں، وہ جنم میں ٹھنڈوں ٹخنوں سک ہو گا۔ اگر میں نہ ہوتا تو وہ جنم کے سب سے نچلے طبقے میں ہوتا۔ اس کو جماری نے صحیح میں موی بن اسماعیل سے ابو عوانہ سے روایت کیا ہے اور اس کو مسلم نے محمد بن ابی بکر اور ابن شوارب سے روایت کیا ہے۔

امام نبیقی کا قول:

امام نبیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

کچھ لوگ اس طرف گئے ہیں کہ کافر اچھائیں اس لئے نہیں تو لی جائیں گی تاکہ وہ ان کے ساتھ عذاب میں تخفیف کی صورت میں جزا اور اجر دیا جائے بلکہ اس کی جھٹ کتم کرنے کے لئے تو لی جائیں گی بیہاں تک کرو لئے کے بعد جب ان کے ساتھ اس کو تولا جائے گا تو وہ ان پر بھاری ہو کر ان کو تباہ کر دے گا۔ یا سرے سے بالکل تو لی جائیں گی۔ بلکہ اس کافر اور اس کی دیگر تمام سینات ایک ہی پڑھے میں رکھ دی جائیں گی۔ پھر اس سے کہا جائے گا کہ کیا تیرے پاس کوئی طاعت یعنی اللہ کی فرمانبرداری بھی ہے جسے ہم دسرے پڑھے میں رکھیں۔ چنانچہ وہ اس کے پاس نہیں ہو گی۔ لہد اتزادہ کا یہی پڑھہ بھاری ہو جائے گا اور خالی پڑھہ جائے گا اور پھر اور پڑھہ اپنی جگہ باقی رہے گا۔ یہی ہو گا اس کا لہذا پڑھہ ہو جانا۔ باقی اس کی اچھائیں وہ کفر کے ہوتے ہوئے کچھ بھی شمار نہیں کی جائیں گی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا مَنَّا إِلَيْنَا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مُنثُرًا (الفرقان ۲۲)

ہم متوجہ ہوں گے کفار کے اعمال کی طرف پس کر دیں گے ہم ان کو ازتا ہو غبار۔

یعنی کفر کے ہوتے ہوئے کوئی اچھے عمل بھی مقبول نہیں ہوں گے۔ (متترجم)

ابن جدعان کو کچھ نہ ملا

اور ہم نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے، وہ فرماتی ہیں انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص ابن جدعان تھا، جامیت کے دور میں وہ صدر تھی کرتا تھا اور مسکین کو کھانا دیتا تھا، کیا یہ کام اس کو فائدہ دیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو کوئی فائدہ نہیں دیں گے، اس لئے کہاں نے ایک دن بھی نہیں کہا تھا:

رَبِّ الْأَغْرِيفِ لِيَخْطَبِنِي يَوْمَ الدِّينِ

اَيْ مِنْ رَبِّ قِيَامٍ مِنْ مِيرِي خَطَامٍ حَافَرِيَّاً۔

حاتم کو کچھ نہ ملا

اور ہم نے عدی بن حاتم سے روایت کیا ہے کہ اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے والد حاتم کے بارے میں پوچھا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا تھا کہ:

اَنِ اِيَّاكَ طَلَبَ اُمَّرَا فَادِرَكَهُ

بے شک تیرے والد نے جو کچھ طلب کیا تھا اس نے اس کو پالیا تھا۔
اس سے آپ تذکرہ اور شہرت مرادے رہے تھے۔ یعنی وہ چاہتا تھا کہ میر انام ہو میر اچھا چاہو، شہرت ہو کہ بڑا تھی ہے۔ وہ اس نے پالیا ہے۔
اب آخرت میں اس کو کیا ملتا ہے۔ (مترجم)

مؤمن کو دنیا آخرت میں جبکہ کافر کو صرف دنیا میں اجر ملتا ہے

ہم نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بے شک اللہ تعالیٰ کسی مؤمن پر ظلم نہیں کرتا بلکہ اس کی ایک نیکی پر اسے دنیا میں بھی ثواب دیتا ہے اور آخرت میں بھی اس پر جزاۓ گا
بہر حال۔ رہا کافر تو وہ اپنی نیکیوں کا بدلہ دنیا میں دے دیا جاتا ہے۔ جب وہ آخرت کی طرف لوٹتا ہے تو اس کی کوئی نیکی باقی نہیں ہوتی۔ جس پر اس کو کوئی خیر عطا کی جائے۔

۲۸۰..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل قطان نے خبر دی ہے احمد بن زیاد ابو سحل قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے
احسن بن حسن حروی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمام نے قمادہ سے
انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک اللہ عزوجل..... پھر مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔
اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ہمام کی روایت سے۔

امام نبیقی کا قول:

امام نبیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:
جو لوگ پہلی توجیہ کے قائل ہوئے ہیں انہوں نے یہ خیال کیا ہے کہ آیات اور احادیث کی مراد و مطلب یہ ہے کہ کافر کی نیکیاں اس کو جنم سے
بچانے اور جنت میں داخل کرنے کے لئے کوئی کام نہیں آتیں، ہاں بھی یہ جائز ہوتا ہے کہ اس کی سینمات کی وجہ سے اس کے لئے جو عذاب
واجب ہو چکا تھا وہ لہکا ہو جاتا ہے اس کی نیکیوں کی وجہ سے۔
اور یہ ایک مرفوع حدیث میں آپ کا ہے۔

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی

۲۸۱..... ہمیں حدیث بیان کی ہے امام ابو الطیب سحل بن سلیمان نے خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یزید جوزی نے کہ ہمیں حدیث بیان
کی ہے ذکر بیان نبیقی براز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یہ زید بن الحزم طائی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمار بن مذکون نے کہ ہمیں حدیث
بیان کی ہے عقبہ بن يقہان نے قیس بن طارق بن شھاب سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

ما محسن من محسن کافر اور مسلم الا اتابه اللہ عزوجل
کوئی بھی نیکی کرنے والا جو نیکی کرتا ہے سلم ہو یا کافر ہو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے۔

ہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کا کافر کو ثواب دینا کیسا ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر وہ صدر حجی کرتا تھا یا صدقہ

کرتا تھا یا کوئی نیک عمل کرتا تھا اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے اور اس کو مخصوص شوالیب یہ ہے کہ اس کو مال دیتا ہے، اولاد دیتا ہے، محنت دیتا ہے اور اس کی مثل کچھ اور بھی۔ ہم نے عرض کی کہا فر کو آخوت میں شوالیب کیسے دیا جائے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، زیادہ عذاب کے مقابلے میں کم عذاب دیا جائے گا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہا بت پڑھی:

ادخلوا ال فرعون اشد العذاب (وَمِن ۲۶)

فرعونیوں کو خت ترین عذاب میں داخل کرو۔

جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کچھ کفار کم عذاب اور کچھ کو ترین عذاب بھی دیا جائے گا۔ (متجم)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام تیقی تبرہ کرتے ہیں کہ اگر یہ روایت ثابت ہو جائے تو اس میں محنت و دلیل ہے۔ اگر ثابت نہ ہو تو پھر دلیل بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد میں وہ راوی بھی ہے جس کے ساتھ محنت نہیں پڑی جاتی۔

اور ابوطالب کے واقعہ والی حدیث صحیح ہے۔ باقی شیعہ طیبی کے اس حدیث کا انکار کرنے کا کچھ مطلب نہیں ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کی محنت ان سے کیوں کرو۔ جمل رہی ہے۔ وہ تو کمی وجہ سے مردی ہے۔ عبدالملک بن عمير سے اور ایک اور صحیح طریقہ سے حضرت ابوسعید خدری سے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی حدیث کے مفہوم میں مردی ہے۔

اور اس روایت کو صاحب صحیح بنے بھی نقل کیا ہے اور ان دونوں کے علاوہ کئی ائمہ نے اپنی صحابہ کتب میں نقل کی ہے۔

جو شخص کافر کی نیکیوں کی بابت نہ سب ہائی کی طرف گیا ہے اس کے لئے صحیح ہے کہ وہ یہ کہہ کر حدیث ابوطالب خاص ہے صرف اسی کے عذاب کی تخفیف کے لئے۔ اس نے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سلوک کیا تھا اسی کی وجہ سے اس تخفیف کے ساتھ ابوطالب مخفی کیا گیا۔ تھا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تایف قلب کے لئے اور آپ کوئی نفر شوالیب دینے کے لئے ابوطالب کے لئے نہیں اس لئے کہ ابوطالب کی نیکیاں اس کے کافر کی وجہ سے اس کی مغفرت پر اتنا ہوا غبارہ ہو گئی تھیں۔

رحمۃ للعلمین کی وجہ سے ابوالہب کو پانی کا گھونٹ ملنا

اسی حدیث ابوطالب کی مثل ہے حدیث عروہ بن ذییر جس میں ابوالہب کی طرف سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کی خوشی میں اپنی لوگوں کو آزاد کرنا اور ثوبیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلانا کر دیا ہے۔ جب ابوالہب کا انتقال ہو گیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی ایک کوہو خواب میں دکھایا گیا۔ بری بری حالات میں اور ناکامی میں تھا۔ اس نے اس سے پوچھا تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا۔ ابوالہب نے کہا کہ میں نے تم لوگوں سے جدا ہونے کے بعد مکمل مایوس و بکھری، اسید کی نہیں کوئی صورت نہیں تھی۔ ہاں ثوبیہ کو آزاد کرنے کے بعد میں مجھے اتنا سا گھونٹ پایا گیا ہے (یعنی تھوڑا سا) اس نے اگوٹے اور شہادت کی اٹکی کے درمیان جو فاصلہ یا سوراخ بنتا ہے اسی کا اشارہ کر کے دکھایا۔

یہ بات بھی اسی معنی ہے اس لئے کہ اس واقعہ میں بھی احسان کا مردح و ہی ذات رسالت ہے، اہمہ اور میکی ضائع نہ کی گئی۔

بہر حال اہل ایمان کا حلب لیا جائے گا اور ان کے اہل کا وزن کیا جائے گا اور وہ دو گروہ ہوں گے۔

پہلا گروہ:

میں تھی جو کبیرہ گناہوں سے بچتے رہتے تھے۔ ان کی نیکیاں روشنی کے پڑھے میں رکھی جائیں گی اور ان کے صفحہ گناہ اگر ہوئے تو وہ

دوسرا پڑے میں رکھے جائیں گے۔ اللہ پاک ان صیغہ گناہوں کا کوئی وزن نہیں بنا سکیں گے۔ لہذا روشنی والا پڑا ابھاری ہو جائے گا اور دوسرا پڑا اللہ جائے گا۔ جیسے فارغ اور خالی اٹھ جاتا ہے۔ پھر ان کے لئے جنت کا حکم ہو جائے گا اور ان میں سے ہر ایک کو اس کی حسنات اور طاعت کے بقدر ثواب دیا جائے گا۔ جیسے ہم و نضع الموازین والی آیت بیان کرچکے ہیں۔

دوسرا اگر وہ:

مousen خطا کاروں کا ہوگا۔ یہہ لوگ ہوں گے جو قیامت میں کبیرہ گناہوں اور فواثیں اور بے حیائیوں کی سزا دیئے جائیں گے۔ مگر وہ شرک نہیں کرتے ہوں گے۔ ان کی نیکیاں بھی روشنی کے پڑے میں رکھی جائیں گی اور ان کے گناہ اور سینات تاریک پڑے میں رکھے جائیں گے۔ آج ان کے ان کبیرہ گناہوں کا جو وہ لائے ہوں گے بھی بوجھ ہو گا اور ان کی نیکیوں کا بھی بوجھ ہو گا۔ مگر نیکیاں ہر حال میں بھاری ہوں گی۔ اس لئے کران کے ساتھ اصل ایمان بھی ہو گا۔ جبکہ سینات اور گناہوں میں کفر نہیں ہو گا۔ اس لئے کوئی ہی شخص میں ایمان بھی ہو اور کفر بھی یہ عجال ہے۔

اور دوسرا یہ وجہ بھی ہے کہ حسنات اور نیکیوں کا مقصد اور منشاء صرف اللہ کی رضا تھا۔ جبکہ اس کے مقابلے میں گناہوں کا مقصد اللہ کی خلافت کرتا یا اللہ سے بغض نہیں تھا بلکہ وہ محض نفسانی خواہشات کی بناء پر تھا۔ جس کے ساتھ ساتھ اللہ کا خوف، اللہ کے غضب سے ذرنا بھی ساتھ تھا۔ لہذا ای تو محال ہو گا کہ سینات بھی برابر ہو جائیں، اگرچہ زیادہ بھی ہوں۔ تاہم نیکیوں کے برابر نہیں ہوں گی۔ لہذا الاحوال گناہوں کا بوجھ تو ہو گا اور ان کے ساتھ ترازوں بھی بھلکے گا۔ یہاں تک کہ بعض سینات کا بوجھ بعض حسنات کے بوجھ کی طرح ہو گا۔ سواں وقت وہی معاملہ ہو گا جو قرآن میں مذکور ہو۔ آیت و نضع الموازین القسط میں مذکور ہے کہ کوئی نفس ذرہ برابر ظلم نہ کیا جائے گا اور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت بھی دلالت کرتی ہے اس کی تفصیلات کے بارے میں۔

اور اس کا خلاص اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

ان الله يغفر الذنوب جميعا (المرسال ۵۳)

بې شىك اللہ تعالیٰ سارے کے سارے گناہ بخشن دے گا۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

و يغفر ما دون ذالك لمن يشاء (المساء ۱۲)

جس کے لئے چاہے گا شرک کے علاوہ گناہ معاف کردے گا۔ جس کو چاہے گا اپنے فضل سے بخشن دے گا اور جس کے لئے چاہے گا اپنی اجازت کے ساتھ شفاعت کرائے قبول کرے گا اور جس کو چاہے گا اس کے گناہ کی مقدار عذاب دے گا۔ پھر اس کو جہنم سے اپنی رحمت کے ساتھ جنت میں داخل کرے گا۔ جیسے کہ اس بارے میں خبر صادق وارد ہوئی ہے۔

اور کتاب اللہ دلالت کرتی ہے مؤمنوں کے مطبلے اعمال کے وزن ہونے پر اور وہ یہی ارشاد ہے:

ونضع الموازين القسط ليوم القيمة فلا تظلم نفس شيئاً و ان كان مثقال حبة

من خردل اتینا بها و كفى بنا حاسبين (الإيمان ۲۷)

ہم انصاف کے ترازو قائم کریں گے قیامت کے روز لہذا کوئی نفس ذرہ برابر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ اگرچہ کسی کی کوئی تکلی رائی کے دانے

کے برادر ہوگی تو ہم اس کو بھی ضرور لے آئیں گے اور ہم حساب کرنے کے لئے کافی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی اس آیت میں مراد یہ ہے کہ کسی انسان کی کوئی نیکی چھوڑی نہیں جائے گی۔ بلکہ وہ تو لی جائے گی۔ یہ معاملہ ہو گا اس موسمن کا جس کے مطے جملے اعمال ہوں گے، کیونکہ اگر اس کی کوئی نیکی چھوڑی جائے اور اس کا وزن رہ جائے تو اس کی جگہ اس کے گناہ کا وزن زیادہ ہو جائے گا اور یہ زیادتی اس کے لئے عذاب کو واجب کر سکتی ہے۔

وزن اعمال کی کیفیت

بہر حال وزن اعمال کیسے ہو گا؟ اس کی دو صورتیں ہیں۔

پہلی صورت:

یہ ہے کہ نیکیوں کے صحیفے ایک روشن پڑے میں رکھے جائیں گے اور گناہوں کے صحیفے تاریک پڑے میں کیونکہ اعمال ایک ہی صحیفے میں نہیں لکھے جاتے اور ان کا لکھنے والا بھی ایک نہیں ہے۔ جو فرشتہ اسیں طرف ہوتا ہے وہ نیکیوں کو لکھتا ہے اور جو باسیں طرف ہوتا ہے وہ برا کیوں اور گناہوں کو لکھتا ہے۔ لہذا دونوں اپنے صحیفے لکھنے میں الگ الگ ہوتے ہیں۔ جب وزن کرنے کا وقت آئے گا تو ہمیں صحیفے میزان اور ترازوں میں رکھے جائیں گے۔ سو جس کو بھاری کرنے کا حق ہوگا اللہ تعالیٰ اس کو بھاری کرو گی اور جس کو بہکار کرنے کا حق ہوگا اس کو بہکار کر دیں گے۔

دوسری صورت:

یہ ہے کہ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کچھ مخصوص اجسام پیدا فرمادیں جو حسنات اور سیاست کی تعداد کے مطابق ہوں اور وہ سب ایک دوسرے سے ایسی صفات کے ساتھ ممتاز اور نمایاں ہوں جن کے ذریعے وہ پہچانے جاسکیں۔ پھر وہی اجسام وزن کئے جائیں۔ جیسے دنیا میں بعض اجسام بعض کے ساتھ وزن کئے جاتے ہیں۔ واللہ اعلم۔ اور وزن اعمال میں اعتبار اس بات کا ہو گا کہ اللہ کی رضا اور اللہ کی نار نہیں جس جگہ واقع ہو۔

اہلتفسیر اس میزان کو دو پڑوں والا ثابت کرنے کی طرف گئے ہیں اور احادیث میں بھی اس پر دلالت آئی ہے اور کبھی نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا:

میزان ایسی ہو گی کہ اس کی ایک زبان ہوگی اور اس کی دو ہتھیاریاں یا دو پڑے ہوں گے۔ اس میں نیکیاں اور بدیاں تو لی جائیں گی۔ نیکیاں خوبصورت شکل میں لائی جائیں گی اور میزان کے پڑے میں رکھو دی جائیں گی اور وہ گناہوں اور غلطیوں کا بھاری ہو جائیں گی۔ اہن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ پھر وہ اٹھا کر جنت میں ان کے نہ کافوں کے پاس رکھ جائیں گی۔ پھر مومن سے کہا جائے گا۔ آپ اپنے عمل کے ساتھ لاقر ہو جائیے۔ فرمایا کہ پھر وہ اٹھا کر جنت کی طرف چلے گا اور اپنے اپنے نہ کافے کو اپنے اپنے عمل سے پہچان لے گا۔

اور انہوں نے فرمایا کہ ہر ایک بذریعی صورت میں لائی جائیں گی اور میزان کے پڑے میں رکھو دی جائیں گی اور وہ ہمکی پڑ جائیں گی۔ اس لئے کہ باطل ہلکا اور بے وزن ہوتا ہے۔ پھر وہ اٹھا کر جنم میں ان کے نہ کافے پر رکھو دی جائیں گی۔ پھر اس بندے سے کہا جائے گا کہ آپ اپنے عمل کے ساتھ جنم میں لاقر ہو جائیے۔ فرمایا کہ پھر وہ انسان جنم کی طرف آئے گا اور اپنے عمل کے ذریعے اپنا نہ کافے پہچان لے گا اور اس کو بھی جو اللہ نے اس کے لئے مختلف اور رنگ اور قسم کے عذاب تیار کر کے ہوں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ سب لوگ اپنے اپنے اعمال کی وجہ سے اپنے اپنے منازل کو اور مقامات کو سب سے زیادہ پہچانے والے ہوں گے وہ جمع ہونے کے دن جائیں گے۔ اپنے اپنے

مقامات کی طرف رجوع کرنے والے ہوں گے۔

۲۸۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن رضا عن کثیر دی ہے حسین بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سیف بن بالا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کلبی سے، پھر اس نے ذکر کیا ہے۔

۲۸۳: ہمیں بیان کی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے عبد اللہ بن حسین قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابی اسامہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے کہ تجھے حدیث بیان کی ہے عامر بن یحییٰ نے انہوں نے ابو عبد الرحمن معاشری طبی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے ساتھ عبد اللہ بن عمرو بن العاص سے، انہوں نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ سب لوگوں کے سامنے قیامت کے دن ایک انسان کے ساتھ خصوصی بات چیت کریں گے اور اس کے آگے ننانوے رجڑ کھول کر رکھدیں گے۔ رجڑ تاحد نظر تک لمبا ہو گا۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھیں گے کیا تو اس تحریر کی کسی ایک شے سے انکار کر سکتا ہے؟ کیا میرے محافظ کتابوں نے تجوہ پر ظلم و زیادتی کی ہے؟ وہ بندہ کہہ گا نہیں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ سوال کریں گے کیا تمیرے پاس اس کے بر عکس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہہ گا نہیں یا رب۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں ہماری پاس تیری ایک نیکی بھی ہے اور آج تیرے اوپر کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ چنانچہ ایک پرچہ نکالا جائے گا۔ اس میں لکھا ہو گا "اَللّٰهُ أَكْبَرُ" اَللّٰهُ أَكْبَرُ وَالشَّهُ أَكْبَرُ وَاللهُ أَكْبَرُ وَرَسُولُهُ وَرَسُولُهُ وَرَسُولُهُ۔ وہ بندہ عرض کرے گا اے میرے رب یہ چھوٹا سا پرچہ اتنے بڑے طوماروں کے مقابلے میں کیا ہے؟ یعنی کچھ بھی تو نہیں ہے۔ اس سے کہا جائے گا کہ تجوہ پر ظلم نہیں ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ شہادتیں والا پرچہ یہ میں رکھ دیا جائے گا اور وہ رجڑ یا طومار دوسرے پڑھے میں رکھے جائیں گے۔ لہذا وہ فخر ہے کہ پڑھا جائیں گے اور وہ شہادتیں والا پرچہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلے میں کوئی شے بھاری نہیں ہو سکتی۔ اس کو روایت کیا ہے عبد اللہ بن صالح نے لیث سے اسی اسناد کے ساتھ اور انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، قیامت کے دن ایک بندے کو پکارا جائے گا تمام لوگوں کے سامنے اور اس کے سامنے ننانوے رجڑ کھولے جائیں گے۔ پھر آگے حدیث ذکر کی ہے۔

فصل:.....بڑے بڑے گناہ اور چھوٹے چھوٹے گناہ اور بے حیا بیاں

گناہوں میں حد سے بڑھ جانا فخش اور فواحش کہلاتا ہے

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن (الافراء: ۳۷)

فرماد مجھے اے سخیر کمیرے درب نے بے حیا بیوں کو حرام قرار دیا ہے۔ خواہ وہ طاہر ہوں خواہ وہ پوشیدہ اور ہاطنی ہوں اور ارشاد فرمایا:

ان تعجبوا کیا نہ مانہوں عنہ نکفر عنکم سینا تکم (الفتاویٰ: ۳۱)

اور تم کبیرہ گناہوں سے پرہیز کرو گے جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے۔ مثادیں گے ہم تم سے تمہاری غلطیاں۔

اور ارشاد ہے:

(۲۸۴)آخرجه العاکم (۱/۱) بنفس الاستاذ وصححه على شرط مسلم وافقه النھی.

وآخرجه الترمذی (۲۶۳۹) من طریق البیت. به.

وقال حسن غوب

والذین يجتبنون کیانی اللئم والفواحش الا اللئم (النجم ۳۴)

جو لوگ کبیرہ گناہوں سے احتساب کرتے ہیں اور بے حیائیوں سے سوائے جھوٹی جھوٹی باتوں کے اور کبائر کی تعداد کی وجہت ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم وارد ہوئے ہیں۔

سات ہلاکت خیز جرام

۲۸۳.....ہمیں خبر دی ہے ابو ذر کریما بن ابو الحسن مزکی نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن عثمان اوری نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعید ترمذی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اوسی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن بلال نے تیمور بن زید سے، انہوں نے ابو الحیث سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا تھا:

اجتباوا السبع الموبقات قالوا يار رسول الله وماهن؟ قال الشرك بالله والسحر وقتل النفس التي حرم الله

الابالحق واكل الربا واكل مال العيتم والتولى يوم الزحف وقدف المحصات المؤمنات الغافلات

سات ہلاک کرنے والی چیزوں سے بچو۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ سات چیزیں کوئی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱).....اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔

(۲).....جادو کرنا۔

(۳).....نا حق کسی نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے ہم حق کے ساتھ۔

(۴).....سود کھانا۔

(۵).....تیم کمال کھانا۔

(۶).....میدان جہاد سے فرار ہونا۔

(۷).....پاکداں موتمنہ گناہ سے بے خبر ہو تو ان کو ناقص تہمت لگانا۔

اس کو بخاری نے اپنی صحیح میں عبد العزیز بن عبد اللہ اویسی سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو درست طریق سے سلیمان سے روایت کیا ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بیرہ گناہوں کو سات کی تعداد میں مقید کرنے کا مطلب سات میں بند کرنا نہیں اور سات سے زیادہ کو منع کرنا مقصود نہیں ہے۔ صرف اس میں ان سے نچھے کی تاکید مقصود ہے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ ان کے علاوہ کوئی ان میں شامل کیا تھا۔

اور ہم نے عبید بن عسرے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ الکبار ارتعش۔ بیرہ گناہ نو ہیں۔ پھر سات مذکورہ اور دو مزید کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ یہ ہیں:

(۲۸۳) ... آخر جه البخاری (۱۲/۳) عن عبد العزیز بن عبد اللہ الأوسی. به.

وآخر جه مسلم (۹۲/۱) من طريق ابن وهب عن سلیمان بن بلال. به.

عفوق الوالدين، واستحلال البيت الحرام

- (۱) ایک والدین کی نافرمانی کرنا۔
 (۲) بیت الحرام کی بے حرمتی کرنا۔
 اور حضرت ثابت کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کبیرہ گناہوں کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الشُّرُكُ بِاللَّهِ وَ قُتْلُ النَّفْسِ وَ عَقْوَقُ الْوَالِدِينِ وَ قَالَ إِلَّا أَنْتُمْ كُمْ بِأَكْبَرِ الْكُبَاثَ.

قوله الزها او قال شهادة الزور بدل اقول الزور

- (۱) اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔
 (۲) کسی نفس کو قتل کرنا۔
 (۳) والدین کی نافرمانی کرنا۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا میں تمہیں سب کبیروں سے بڑا کبیرہ گناہ نہ بتا دوں۔ وہ ہے جھوٹی بات کرنا یا فرمایا تھا جھوٹی گواہی دینا، جھوٹی بات کی جگہ کہنا۔

اور حدیث ثابت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور عرض کرنے والا کبیرہ گناہ کون کونے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا: اللہ کے ساتھ شرک کرنا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: والدین کی نافرمانی کرنا۔ اس نے پوچھا اس کے بعد کیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جھوٹی قسم کھانا۔

کسی کے والدین کو برا کہنا ایسے ہے جیسے اپنے والدین کو گالی دینا

اور ثابت کی روایت میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے کہ کوئی انسان اپنے والدین کو گالیاں دے۔ لوگوں نے پوچھا ہے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ماں باپ کو بھی کوئی بھلاکالیاں دیتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہاں دیتا ہے کہ یہ کسی کے باپ کو گالیاں دیتا ہے اور وہ بھی اس کے باپ کو یہ کسی کی ماں کو گالی دیتا ہے اور وہ جواب میں اس کی ماں کو گالی دیتا ہے۔

تین کبیرہ گناہ

اور اسی طرح ثابت کی روایت میں حضور رضی اللہ عنہ کے زادیک سب سے بڑا گناہ کونا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے بڑا گناہ یہ ہے کہ تو اللہ کا شریک تھرائے حالاً لکھا اس نے تجھے پیدا کیا ہے۔ پھر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کونسا گناہ بڑا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے بیٹے کو اس لے قتل کرے وہ تیرا کھائے گا۔ میں نے عرض کیا اس کے بعد کونسا بڑا گناہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو اپنے پڑوی کی بیوی سے زنا کرے۔

بیعت کرنا یعنی پکا عہد کرنا بارے کاموں سے بچنے کے لئے سنت ہے

اور ثابت کی روایت میں حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارد گرد آپ کے صحابہ کی جماعت تھی۔ تم لوگ میرے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کرو کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں بھرا دے گے اور چوری نہیں کرو گے، زنا یعنی بد کاری نہیں کرو گے۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کرو گے۔ کسی پر بہتان نہیں باندھو گے اور اچھے کام میں نافرمانی نہیں کرو گے۔

فائدہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سات کبیرہ گناہ، عبید بن عمر رضی کی روایت میں نو کبیرہ گناہ، اُس بن۔ نک رضی اللہ عنہ کی روایت میں پانچ کبیرہ گناہ، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت میں تین کبیرہ گناہ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں اپنے والدین کو اور دوسرے کے والدین کو گالی دینا کبیرہ گناہ، عبد اللہ بن مسعود کی روایت میں تین کبیرہ گناہ۔ عبادہ بن صامت کی روایت میں چھ کبیرہ گناہ مذکور ہیں۔ (متترجم)

قرآن مجید میں وارد ہونے والی محترمات

کتاب اللہ میں مندرجہ ذیل کی تحریم وارد ہوئی ہے۔

(۱)..... مری ہوئی چیز کی حرمت۔

(۲)..... خون کی حرمت۔

(۳)..... سور کے گوشت کی حرمت اور ان کے ساتھ مذکورہ تمام چیزوں کی حرمت ان میں یہی مذکور ہیں:

(۴)..... شراب کی حرمت۔

(۵)..... جوئے کی حرمت اور اس میں یہی مذکور ہوئی ہے۔

(۶)..... شیقہ کا حق مال کھانے کی حرمت۔

(۷)..... باطل طریق سے لوگوں کے مال کھانے کی حرمت۔

(۸)..... ناقل نفس کی حرمت۔

(۹)..... زنا کی حرمت۔

(۱۰)..... چوری کی حرمت وغیرہ۔

یہ تمام امور اپنی اپنی جگہ مذکور ہیں۔

جبکہ سنت میں حضرت جابر بن عبد اللہ کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردی ہے:

لیس بین العبد و بین الشرک الا ترك الصلاة

بندے اور شرک کے مابین فرق نماز نہ پڑھتا ہے۔

اس سے شاید آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد صلوٰۃ کی تخصیص ہے۔ وجوب قتل کے لئے اس کی ترک کے ساتھ۔

قول شیخ حلیی:

شیخ حلیی رحمۃ اللہ علیہ اس سلسلے میں وہی امور لائے ہیں جنہیں ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد فرمایا کہ کتاب و سنت میں جب جتوں کی جائے

تو محربات کیشیر ہیں۔ ہم نے یہاں اس لئے ذکر کئے ہیں۔ تاکہ ہم صغار اور کبائر کا جامع بیان کریں۔ ہم اس بارے میں اللہ کے حکم سے تمام ضروری چیزوں کو ذکر کریں گے۔

(۱)..... ہم کہتے ہیں کہ حق کی نفس کو قتل کرنا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر قتول باپ ہو یا بینائی ان الجما۔ وہ قریبی رشتہ دار ہو یا بالکل غیر ہو محترم ہے۔ حرمت ہو یا محترم بوجہ اشہرام ہو۔ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ فاحشہ اور بے حیائی ہے بال فوچنا اور ذمہ نے سے پہنچا تو غیرہ ایک بار یاد و بار یہ صغيرہ گناہوں میں سے ہے۔

(۲)..... اور زنا (بدکاری) گناہ کبیرہ ہے۔ اگر وہ پڑوں کی عزت سے ہو یا کسی اور عزت والی، حرمت والی سے ہو یا ان دونوں سے تو نہ ہو، لیکن اگر یہ فعل یاد ادھرام لئی مکہ اور مدینہ میں یا ماہ رمضان میں ہو تو پھر یہ فاحشہ اور بے حیائی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمِنْ يُرْدَ فِيهِ بِالْحَادِ بِظُلْمٍ نَذْقَهُ مِنْ عَذَابِ الْيَمِ (انج ۲۵)

جو شخص حرم میں بے دینی کا ارادہ کرے ظلم کے ساتھ ہم اس کو درد دینے والا عذاب دکھائیں گے۔

(۳)..... بہر حال زنا موجب للحد کے سواباتی فعل صغيرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگرچہ باپ کی مکونودھ سے ہو یا بینے کی بیوہ سے ہو۔ اجنبی یعنی غیر ائمہ بیوہ سے ہو لیکن اگر باباجنر ہو گا تو پھر وہ کبیرہ گناہ ہو گا۔

(۴)..... اور پاکدا من عورت کو جھوٹی زنا کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر تہمت لگنے والی خاتون ماں ہو (تہمت لگانے والے کی) یا بہن ہو یا اس کی بیوہ ہو زانیہ، تو پھر یہ تہمت فاشی اور بے حیائی ہو گی۔

(۵)..... نابالغ بڑی کی تہمت لگانا، بونڈی کو لگانا، آزاد عورت جس کی عزت اتر پچکی ہو، یہ سب صغار میں سے ہیں۔

(۶)..... خیانت، جھوٹ اور چوری کی تہمت کا بھی بھی حال ہے۔

(۷)..... میدان جہاد سے فرار کبیرہ گناہ ہے۔ اگر فرار ہو۔ نے والا ایک اسکیے کو یا دو کمزوروں کو چھوڑ کر فرار ہوا ہے جبکہ یہ دونوں سے تو یہ اور طاقتور تھیا دنوں یا ایک بغیر تھیار کر رہے اور فرار ہو۔ نے والا مسلح تھا اور اسلحہ سیست بھاگا تو یہ قش کام بھی ہو گا۔

(۸)..... والدین کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔ ارنا فرمانی کے ساتھ ساتھ گالی گلوچ کیا ہے یا امر پیمائی کی ہے تو یہ فاشی اور بے حیائی بھی ہے۔ اگر نافرمانی بوجہ بھاری سمجھنے کے ہے، ان کے حکم کو یاد دنوں کی نہیں کو یاد دنوں کے چہروں پر چوری چڑھنے کے سبب سے ہے یاد دنوں سے الگ تھلک رہنے کے لئے ہے مگر ساتھ ساتھ اطاعت کرتا ہے اور خاموشی کو لازم رکھنے کے لئے ہے تو یہ صغيرہ گناہ ہے۔

اگر اس کا سارا عمل ان کو مجبور کرتا ہے کہ وہ اس سے سمجھ جائیں اور اس کو کوئی امر یا نہیں نہ کریں اور ان کو اس سے صدمہ یا نقصان پہنچتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

(۹)..... چوری کبیرہ گناہ ہے، لیکن چوری کے ساتھ ساتھ اکڑا لانا فاحش ہے۔ اس لئے چور کا ہاتھ کا ناجاتا ہے اور اکڑا کا ہاتھ اور پر بیرونی مخالف سنت سے کا ناجاتا ہے۔

(۱۰)..... اور اکڑ کے ساتھ بندے کو قتل کرنا فاحش ہے۔ اس لئے والی کو اس کا معاف کرنا بھی عمل نہیں کرتا۔ جب وہ توبہ سے قبل اس پر قادر ہو۔

(۱۱)..... بے کار اور نقیر چیز کی چوری صغيرہ گناہ ہے۔ جس شخص کی چوری ہوئی ہے اگر وہ مسکن ہو اور وہ مسرود قہ چیز اس کی ضرورت ہو بلکہ اس

کی مجبوری ہو تو اس صورت میں یہی کبیرہ گناہ ہو گی اگرچہ اس چیز کی چوری سے چور پر حد و اجنب نہیں ہو گی۔
(۱۲).....اور لوگوں کا مال حق لے لینا کبیرہ گناہ ہے۔ اگر یا ہو مال مالک کی ضرورت اور مجبوری ہو یا مالک لینے والے کا باپ ہو یا اس کی مال ہو یا لینے والا جبر و قہر سے لے لئے تو یہ فاحشہ ہے اور اسی طرح اگر وہ لینا بطور تقدیر و جوئے کے ہو تو بھی فاحشہ ہے اور اگر ماخون اور لی ہوئی شے حقیر چیز ہو اور مالک غنی ہو جس کو اس کے لے لینے سے کوئی پریشانی نہ ہو تو یہ صفات میں سے ہو گا۔

(۱۳).....شراب نوشی کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگر شراب پینے والا زیادہ پی لے یہاں تک کہ نہ میں ہو جائے یا اس کی وجہ سے برہمنہ ہو جائے تو یہ فواحش میں سے ہے۔ اگر شراب میں برابروں پانی ملادیا ہے اور اس کی شدت اور نہ ختم ہو گیا ہے اور پیتا ہے تو یہ صیرہ گناہ ہے۔
(۱۴).....نمایز ترک کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ اگر ترک کرنے کی عادت ہو جائے تو یہ فواحش میں سے ہے۔ اگر نمازوں قائم کرتا ہے مگر اس کا حق نہیں دیتا یعنی خشوع و خضوع نہیں پڑھتا اور نمازوں میں ادھر ادھر متوجہ ہوتا ہے یا انگلیاں چھٹاتا ہے یا نمازوں میں لوگوں کی باتوں کی طرف کان لگاتا ہے یا نمازوں میں بکنریاں سیدھی کرتا ہے یا باضورت کنکریوں وغیرہ کو بلاعذر چھوٹا رہتا ہے تو یہ کبیرہ گناہوں میں سے ہے اور اگر اس کو عادت بنایتا ہے تو یہ فواحش میں سے ہے۔

(۱۵).....اگر جماعت ترک کرتا ہے تو یہ صیرہ گناہوں میں سے ہے اور ترک جماعت کی عادت بنایتا ہے اور اس سے وہ جماعت سے دوری اور جدائی رکھنے کی نیت رکھتا ہے یا ان سے الگ تھلگ رہنے کا قصد نہیں کرتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔ اگر کوئی بستی والے اس عمل پر اتفاق کر لیں یا کوئی شہروں لے تو یہ فواحش میں سے ہے۔

(۱۶).....زکوٰۃ روک لینا اداۃ کرنا اور سائل کو خالی لوٹا دینا یہ صیرہ گناہ ہے۔ پس اگر زکوٰۃ کے روک لینے پر لوگ اکٹھے ہو جائیں یا منع کرنا ایک آدمی کی طرف سے ہو گر منع کرنے کے ساتھ ساتھ وہ ذات ڈپٹ اور سخت گوئی کا اضافہ بھی کر دے تو یہ بات کبیرہ گناہ ہے۔
اور اسی طرح سے اگر کوئی حاجتمند کی ایسے آدمی کو دیکھتا ہے جو کھانا دینے کی وسعت رکھتا ہے اور حاجتمند کا دل اس کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور وہ اس سے سوال کرتا ہے اور وہ اس کو خالی لوٹا دیتا ہے تو یہ کبیرہ گناہ ہے۔

شیخ حلیمی نے فرمایا:

اصل اس باب میں یہ ہے کہ ہر حرام کی ہوئی چیز کسی ذاتی مفہوم اور حقیقت کی وجہ سے منوع ہوتی ہے۔ بے شک کسی محروم اور منوع چیز (یا کام) کا ایسے طریقہ پر ارتکاب کرنا جس طریقہ سے حرمت کی دو یا یاد و جوہ اکٹھی ہو جائیں (وہ کام صرف منوع نہیں بلکہ وہ فاحشہ ہوتا ہے۔ اور اس منوع اور محروم کام یا چیز کا ارتکاب ایسے طریقہ پر جس طریقہ سے وہ منصوص کے مرتبہ سے قاصر ہو یا اس کا ارتکاب ماسوائے منصوص کے جو کہ منصوص کے مفہوم کو پورا نہ کر سکے یا منصوص کا ارتکاب جس سے ممانعت ہے اس لئے کو دوسرے کے لئے ذریعہ نہ ہوا، پس یہ (ذکورہ امور) سب کے سب صفاتوں میں سے ہے۔

اور صیرہ گناہ کا ارتکاب کرنا ایسے طریقہ پر جو طریقہ حرمت کی دو وجوہ کی یاد یاد و جوہ کو جمع کر لے کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ اس کی مثال اس تفصیل میں موجود ہے جس کا ذکر ابھی پچھے گزر رہے اور اس کا یہاں پر اعادہ بھی (شیخ نے) فرمایا ہے اور جو کچھ ذکر کیا ہے (شیخ نے) اس میں ذریعہ بننے کو زیادہ کیا ہے۔ مثلاً یہ کوئی شخص کسی آدمی کو کسی مطلوب پر دلالت و رہنمائی کرے تاکہ حق قتل کرے یا قاتل کو جھوڑی لا کر دے (اس قسم کے فعل کا ارتکاب کرنا) حرام ہے (اور یہ حرمت اس) ارشاد باری تعالیٰ سے ثابت ہے:

و لاتعاونوا على الاتم والعدوان (المائدہ ۲)

کہ ایک دوسرے کا تعاون نہ کرو گناہ کے کام پر اور کثی کے کام پر، لیکن اس کے باوجود وہ صفات میں سے ہے۔ اس لئے کہ اس کے بارے میں جو نبی ہے اس لئے ہے تاکہ ظالم کے لئے ذریعہ ہو اور وہ اپنے ظلم پر قدرت نہ حاصل کر سکے۔ (اور اس مذکورہ حکم میں ہے) کسی آدمی کا دوسرے آدمی کو جس پر کہنے والے کی اطاعت لازم ہی نہیں یہ کہنا کہ تو فلاں آدمی کو قتل کر دے یہ کہنا کبیرہ گناہ نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس میں دوسرے کی بلاکت کا ارادہ ہے، فعل قتل و بلاکت میں شرکت نہیں ہے۔ واللہ عالم۔

امام شیعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام شیعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم (کتاب اللہ میں) پاتے ہیں کہ لفظ فاحش کا اطلاق اور قوع زنا پر ہوا ہے۔ اگرچہ اس کی طرف حرمت کی زیادتی نہیں ملی، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ کبائر اور فواحش میں فرق ہے ذکر میں تو اللہ تعالیٰ نے دونوں کے مابین فرق کیا ہے۔ پس ہر وہ چیز جس کا ذکر بھی زیادہ فحش ہے اس کو کبیرہ پر زیادہ کیا ہے۔ واللہ عالم۔

مقاتل بن سلیمان کا قول:

مقاتل بن سلیمان نے وضاحت کی ہے کہ کبیرہ گناہ وہ ہیں جن پر جہنم کی دھمکی ہے یا جن کا انعام جہنم ہے اور فواحش وہ گناہ ہیں جن پر دنیا میں حد قائم کی جائے۔ تحقیق شیخ حلیمی اور ان کے اسکا کلام دلالت کرتا ہے کہ صغیرہ گناہ پر اصرار کرنا کبیرہ گناہ بن جاتا ہے۔ تحقیق اسکی احادیث اور حکایات اور ہوئی ہیں جو صغریہ گناہوں سے اعتناب کرنے پر ابھارتی ہیں۔ اس بات کے ذر کے لئے کہ میں ان پر اصرار کے نتیجے میں وہ کبیرہ گناہ نہیں جائے۔

اپنے اعمال کو بے وقار کرنے والے امور سے پچو

۲۸۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن جیب نے کثیر دی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن قطان نے قادہ سے، انہوں نے عبد رب سے انہوں نے ابو عیاض سے انہوں نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تم لوگ بجاواد اپنے آپ کو اعمال کو تھیر و بے وزن کرنے والے امور سے۔ وہ انسان میں اکٹھے ہو کر اس کو بلاک کر ڈالتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مثال بیان فرمائی ہے، جیسے کچھ لوگ مل کر کسی میدان یا جنگل میں اترنے ہیں اور قوم کے کار بیگڑاتے ہیں، کوئی آدمی کٹڑی لاتا ہے، کوئی چھوٹی سی لکڑی لاتا ہے، حتیٰ کہ ایک ڈھیر جنح ہو جاتا ہے، پھر وہ آگ سلاگاتے ہیں اور وہ اس سب کو کھا جاتی ہے جو اس میں پھینکتا جائے۔

بلال بن سعد کا ارشاد:

۲۸۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کثیر دی ہے علی بن احمد بن دین علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسما عیل بن مہران اسما عیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عثمان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن سلم نے اوزاعی سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سنا بلال بن سعد سے وہ فرماتے تھے: تم گناہ اور نسلی کے چھوٹے ہوئے کونہ دیکھو بلکہ یہ دیکھو کتم نافرمانی کتنی بڑی ذات کی کر رہے ہو۔

عباس بن عطاء کا ارشاد:

۲۸۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلیمانی نے کہ میں نے منصور بن عبد اللہ سے سنائے اس کو کہتے تھے کہ میں نے سناء عباس بن عطاء سے وہ فرماتے تھے کہ:

پرہیز گاروں کی پرہیز گاری اور متفقین کا آقوٰی ذرے اور رائی کے دانے سے پیدا ہوتا ہے اور ہمارا رب وہ ہے جو خیال و نظر پر پیشہ پچھے پیشہ لگانے، سامنے طعنہ پر بھی حساب لے گا اور وہ محاسبہ کرنے میں ہر چیز کوشال کرنے والا اور احاطہ کرنے والا ہے اور اس سے زیادہ سخت بات یہ ہے کہ وہ ذرے ذرے کی مقداروں اور رائی کے دانوں کے برابر بھی حساب لے گا۔ جس ذات کا حساب ایسا سخت ہو وہ واقعی اس بات کی حقدار ہے کہ اس سے بچا جائے اور تعویٰ اختیار کیا جائے۔

۲۸۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضلقطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن حضیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زید بن بشر نے کہ خبر دی ہے اس وصب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن زید نے اور ذکر کیا ہے عمر بن اور بابا بکر ابن منکد رکے دو بیٹوں کا انہوں نے فرمایا کہ:

دونوں میں سے ایک پر جب موت آئی تو وہ روپڑا۔ پوچھا گیا کہ آپ کو کس چیز نے رالیا، ہم تو آپ کے موت اچھا ہونے پر رشک کرتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ میں اس لئے نہیں روایا کہ خدا خوستہ میں نے اللہ کی کسی نافرمانی و گناہ کرنے کی جہالت کر لی تھی۔ لیکن اس بات سے ڈرتا ہوں کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں کسی چیز کو معمولی سمجھو کر کرتا رہا ہوں اور وہ اللہ کے ہاں بہت بڑی ہوں (اور اس کا مجھ سے محاسبہ ہو جائے)۔ اور وہ سرے بیٹے اپنی موت کے وقت روئے، ان سے روئے کی وجہ پر بھی گئی تو فرمایا کہ میں نے ساہے کہ اللہ تعالیٰ ایک قوم کے لئے فرماتے ہیں:

وَبِدِ الْهَمَّ مِنَ اللَّهِ مَا لِمَ يَكُونُ وَيَحْتَسِبُونَ (الزمر ۳۷)

ان پر اللہ کی طرف سے وہ امر ظاہر ہو جائے گا، جس کا وہ گمان بھی نہ کرتے تھے۔

میں وہی کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم سب دیکھ رہے ہو اور اللہ کی قسم میں بالکل نہیں جانتا کہ اللہ کے ہاں میرے سامنے کیا کچھ ظاہر ہو گا؟ اور کیا کچھ سامنے آئے گا؟ اور انہوں نے فرمایا: کہا جاتا ہے کہ محمد ان کا بھائی تھا (محمد بن منکد رعابد تھے) اور عبادت میں ان سے قریب تر تھا اور کوئی چیز تھے محمد اپنے زمانے میں؟

۲۸۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشر ان نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن احمد بن الحنفی طبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن حسین حمد اپنی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن ابو ایاس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضررة بن رہیم نے حضرت سفیان ثوری سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

فَيَغْرِي لِمَنِ يَشَاءُ بِيُعَذِّبُ مِنْ يَشَاءُ (ابقرۃ ۲۸۳)

اللہ تعالیٰ جسے چاہیں گے معاف فرمادیں گے اور جسے چاہیں گے عذاب دیں گے۔

فرمایا کہ جس کو چاہیں گے بڑے سے بڑے گناہ پر معاف کر دیں گے اور جس کو چاہیں گے چھوٹے سے چھوٹے گناہ پر عذاب دیں گے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صغار اور کبائر میں فرق ہے۔

اور ان سے یہ بھی روایت ہے کہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔

کبیرہ گناہ وہ ہے جس پر جہنم یا عذاب یا لعنت کی وعید آئی ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

۲۹۰: ہمیں خبر دی ہے ابو ذر کریما بن ابو الحسن مزکی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابو الحسن طراغی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید داری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے انہوں نے علی بن ابو طلحہ سے انہوں نے ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

ان تجتبوا کبائر ماتھیوں عنہ (النساء ۳۱)

اگر تم بڑے بڑے گناہوں سے پر ہیز کرو جس سے تم منع کئے گئے ہو۔

فرمایا کہ کبیرہ گناہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے آگ کے ذکر کے ساتھ ختم کیا ہے یا عذاب یا غصب یا لعنت کے ساتھ ختم کیا ہے۔

اکبر الکبار شرک ہے

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

۲۹۱: مذکورہ اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ تمام کبیرہ گناہوں میں سے بڑا گناہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

(۱) اَنَّهُ مِنْ يَشْرُكُ بِاللَّهِ فَقَدْ حُرِمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ (المائدہ ۷۶)

بے شک جو شخص اللہ کے ساتھ شرکیک ہے اسے تحقیق اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی۔

اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی سے مایوسی (کے ذکر کے ساتھ مذکور ہونا بھی کبیرہ گناہ ہونے کی نشانی ہے) کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۲) لَا يَنَاسُ مِنْ رَحْمَةِ اللَّهِ إِلَّا قَوْمٌ الْكَافِرُونَ (یوسف ۸۷)

اللہ کے لطف و کرم سے نامید نہیں ہوتے مگر کافر۔

اور اللہ کی تدبیر اور گرفت سے مژو بے باک ہونا (یعنی کبیرہ گناہ ہونے کی علامت ہے)۔

ارشاد باری ہے:

(۳) فَلَا يَأْمُنُ مُكَرِّرُ الْأَلْقَوْمَ الْخَاسِرُونَ (اعراف ۹۹)

اللہ تعالیٰ کی تدبیر سے بے خوف نہیں ہوتے مگر خسارے پانے والے لوگ۔

انہیں کبیرہ گناہوں میں سے ہے والدہ کا نافرمان ہونا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے نافرمان کو جبار اور شقی اور عصی شرکش، بدجنت، نافرمان قرار دیا ہے۔

اور انہیں میں سے ہے اس نفس کو قتل کرنا جس کو اللہ نے حرام کیا ہے بغیر حق کے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۴) جَزَاءُ هَجَنَّمَ (النساء ۹۶)

کرقاتل کی سزا جہنم ہے۔

اور پا کدا سن عورت کو بدکاری کی تہمت لگانا کبیرہ گناہ ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۵) لعنوا في الدنيا والآخرة ولهم عذاب عظيم (الاور ۲۳)

دنیا آخرت میں تہت لگانے والے لفڑت کے گئے ہیں اور ان کے لئے عذاب عظیم ہے۔

تیم کا ناقص مال کھانا کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۶) ان الذين يأكلون أموال البيضي ظلماً إنما يأكلون في بطونهم ناراً وسيصلون سعيراً (النساء ۱۰)

بے شک جو لوگ تیم کا مال کھاتے ہیں ناقص وہ اپنے بیٹوں میں آگ بھرتے ہیں، وہ عنقریب جہنم میں داخل ہوں گے۔

میدان جہاد سے فرار ہونا کبیرہ گناہ ہے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۷) ومن يولهم يومئذ ذرراً الامتناع فالقتال او متحير الى فتنة فقد باهء بغضب من الله (انفال ۱۶)

جس شخص نے (اس دن جہاد میں) پیٹھ بھر لی، اس کے ماسوا جس نے جنگ کی چال چلنے یا دوسروی اپنی ثولی سے مٹنے کے لئے پینچھے پھیری۔ (جس نے فرار کے لئے پینچھے بھری) اس نے اللہ کے غضب کی طرف رجوع کیا۔

کبیرہ گناہوں میں سے سود خوری بھی ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۸) الذين يأكلون الربوا لا يقيمون الا كما يقيمون الذي يخطبه الشيطان من المس (ابقرہ ۲۴۵)

جو لوگ سود کھاتے ہیں قبروں سے نہیں کھڑے ہوں گے مگر مثل اس شخص جو کھڑا ہوتا مجبو ط الحواس شیطان کے چھوڑنے سے اور کبیرہ گناہ بھر ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۹) ولقد علموا لمن اشرأه ماله في الآخرة من خلاق (ابقرہ ۱۰۶)

البیت تحقیق وہ جانتے ہیں کہ البیت جو اس کو خریدتا ہے اس کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے اور کبیرہ گناہ زنا (بدکاری) بھی ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۰) ومن يفعل ذلك يلق اثاماً يضاعف له العذاب يوم القيمة ويخلد فيه مهاناً (الفرقان ۶۹)

جو شخص اس کا رنکاب کرے وہ کبی گناہوں کو ملا ہے اس کے لئے دو گناہ عذاب ہو گا قیامت کے دن اور اس میں ذلیل ہو گا

اور جھوٹی اور گناہ کی قسم بھی کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۱) ان الذين يشترون بعهد الله و ايمانهم ثمناً قليلاً او لئک لاخلاق لهم في الآخرة (آل عمران ۷۷)

بے شک جو لوگ خرید کرتے ہیں اللہ کے عهد اور اپنی قسموں کے بد لے میں تھیسی قیمت وہ لوگ ہیں

جن کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ غلوں اور مال غنیمت کی چوری بھی کبیرہ گناہ ہے۔

کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۲) ومن يغلل يات بما غل يوم القيمة (آل عمران ۶۱)

جو شخص مال غنیمت میں چوری کرے گا قیامت کے دن چارائی ہوئی چیز لے کر آئے گا۔

فرض زکوٰۃ کو منع کرنا یعنی دنیا یا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

(۱۳) فحكونى بها جاهم (ابقرہ ۲۵)

جو مال دیا دیا کر رکھتے ہیں اس کی زکوٰۃ نہیں دیتے قیمت میں ان کی پیشانیاں داغی جائیں گی۔

جموٹی گواہی دینا اور گواہی چھپا بھی کبیرہ گناہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کافر مان ہے:

(۱۴) وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ أَثِمٌ قَلْبَهُ (ابقر، ۲۸۳)

جو شخص شہادت کو چھپائے گا اس کا دل گناہ گار ہے۔

اور شراب پینا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتوں کی پوچھا کو اس کے برادر کیا ہے اور جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا یا اللہ کی فرض کردہ چیزوں میں سے کوئی چیز ترک کرنا یہ بھی کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ رسول اللہ کافر مان ہے:

(۱۵) مِنْ تَرْكِ الصَّلَاةِ مَتَعْمِداً فَقَدْ بَرِيَ مِنْ ذَمَّةِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ

جو شخص قصد انماز ترک کر دے وہ اللہ کے ذمہ سے خارج ہو گیا۔

عہد ٹکنی کرنا اور قطع حجی کرنا بھی کبیرہ گناہ ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

لَهُمُ الْأَلْعَنَةُ وَلَهُمْ سُؤَالُ الدَّارِ

ان کے لئے لعنت ہے اور ان کے لئے برآگھر ہے۔ (الاعداد، ۲۵)

امام تیہمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

بہر حال دونوں میں فرق کو ترک کر دیا پس کسی چیز میں ہے۔

۲۹۲: ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قادہ نے کہ خبر دی ہے ابو عرب و بن نجید نے کہ خبر دی ہے ابو مسلم الکجی نے کہ خبر دی ہے عبد الرحمن بن حماد حصیش نے کہ خبر دی ہے ابن عون نے محمد سے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا:

کل مانہی اللہ عنہ کبیرہ

ہر وہ کام ہے جس سے اللہ نے روکا ہے وہ کبیرہ گناہ ہے۔

اسی طرح فرمایا اور تیہمی بن عتیق نے اور هشام نے محمد بن سیرین سے، انہوں نے عباس رضی اللہ عنہ سے اسی طرح کہا ہے۔

۲۹۳: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بشران نے کہ خبر دی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے کہ ہیں حدیث بیان کی ہے کہ احمد بن منصور نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرزاق نے کہ خبر دی ہے محرنے یوپ سے، انہوں نے ابن سیرین سے، انہوں نے عبیدہ سے کہ انہوں نے فرمایا:

کل ماعصی اللہ ربہ فهو کبیرة

ہر وہ کام جس میں اللہ کی نافرمانی کی جائے وہی کبیرہ گناہ ہے۔ اور تحقیق نادر چیز ذکر کی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

(۱۶) قُلْ لِلْمُؤْمِنِينَ يَغْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (النور، ۳)

مُؤْمِنُونَ سے کہہ دیجئے کہ وہ اپنی لگائیں پنجی کھیل۔

۲۹۴: اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں محرنے حدیث بیان کی ہے ابن طاؤس سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ حضرت ابن

(۲۹۱) عزاء السیوطی فی الدر المنثور (۱۳۸/۲) لابن جریر و ابن المنذر و ابن أبي حاتم والطبرانی و ابن مردویہ عن ابن عباس.

(۲۹۲) عزاء السیوطی فی الدر المنثور (۱۳۲/۲) لعبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر والطبرانی والمصنف من طرق عن ابن عباس.

(۲۹۳) عزاء السیوطی فی الدر المنثور (۱۳۲/۲) لعبد الرزاق و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن أبي حاتم والمصنف من طرق عن ابن عباس.

عباس رضی اللہ عنہ سے کہا گیا ہے کہ کبیرہ گناہ سات ہیں؟ انہوں نے فرمایا: قریب قریب ستر ہیں۔

امام بنی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام بنی ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اپنے عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول اختال رکھتا ہے کہ یہ انہوں نے اللہ کی حرمتوں کی تعظیم میں اور محترمات کے ارتکاب سے تربیت اور ذرا نہ کئے لئے فرمایا ہے۔ بہرحال صفات اور کبائر کے مابین فرق کرنا دینا اور آخرت کے احکامات سے لازمی اور ضروری ہے ان نصوص کی بنیاد پر جو کتاب و سنت میں آئی ہیں۔

مسلمان اہل قبلہ بڑے گناہوں کے مرتكب لوگ قیامت میں جب بغیر توبہ کے آئیں گے

ہمارے احباب رضی اللہ عنہم نے فرمایا کہ:

اصحاب کبائر اہل قبلہ جب قیامت میں بغیر توبہ کے آئیں گے ان کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے حوالے ہے۔ اگر چاہے گا تو ان کو ابتداء ہی میں معاف کر دے گا۔ اگر چاہے گا تو ان کے حق میں ان کے نبی کی شفاعت قبول کر لے گا۔ اگر چاہے گا تو ان کو جہنم میں داخل کرنے کا حکم فرمائے گا۔ پھر وہ ایک خاص مدت تک عذاب میں بھتار ہیں گے۔ پھر ان کو جہنم سے جنت کی طرف نکالنے کا حکم دے گا یا شفاعت کے ساتھ یا بغیر شفاعت کے۔ اور ہمیشہ جہنم میں تو صرف کفار ہی رکھے جائیں گے۔

ہمارے احباب نے اس بات پر استدلال اللہ تعالیٰ کے اس قول سے کیا ہے:

بلی من کسب سیئة و احاطت به خطیته الخ (ابقرہ ۸۱)

ہاں جس نے برائی کا کسب کیا اور اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ میں لے لیا۔ وہی لوگ جتنی ہیں اور وہ ہمیشہ اسی میں رہیں گے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خودی ہے کہ ہمیشہ آگ میں رکھنا اس کے لئے ہے جس کو اس کے گناہوں نے تھیر لیا ہوگا۔ (وہ کافر ہی، ہو سکتا ہے) اس لئے کہ مومن ایک کبیرہ گناہ کا مرتكب ہو یا بہت سے کبائر کا اس کے گناہوں نے اس کا احاطہ نہیں کیا ہوتا، اس لئے کہ تمام گناہوں کا سروار اور بڑا گناہ کفر ہے۔ وہ مومن کے گناہوں میں موجود نہیں ہوتا ہے۔ لہذا یہ صحیح ہوا کہ وہ ہمیشہ آگ میں نہیں رہے گا۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے اس دوسرا قول کے معارض و مخالف ہے۔ وہ یہ ہے:

والذین امنوا و عملوا الصالحات اولنک اصحاب الجنة هم فيها خالدون (ابقرہ ۸۲)

وہ لوگ جو ایمان لائے ہیں اور انہوں نے نیک عمل کئے ہیں وہی لوگ حصتی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جنت کا وعدہ دیا ہے اس شخص کو جس نے ایمان کی اصل اور اس کی فروع (دونوں چیزیں) جمع کر لی ہیں۔ جبکہ کبیرہ گناہ کا مرتكب یا کبائر کا مرتكب صالحات اور نیک اعمال کا تارک ہوتا ہے تو یہ بات صحیح ہو گی کہ جنت والا وعدہ اس کے لئے نہیں ہے۔ تو معتبر غرض کو جو بایک کہا جائے گا کہ کبیرہ یا کبائر کا مرتكب جب ان سے توبہ کر لے اور قیامت میں ان گناہوں سے تائب ہو کر آئے، مگر صالحات اور نیکیوں کا تارک ہو ایمان کے اور اس کی فروعات کے مابین جمع کرنے والا نہ اس کے باوجود وہ جنت میں داخل ہو گا۔ حالانکہ اس کی توبہ ان نیکیوں کے قائم مقام نہیں ہو سکتی جو اس نے چھوڑ دی ہیں۔ اس لئے کہ اس کے اوپر شرعاً برائی سے ہمیشہ دور ہنا لازم تھا۔ پس جب اس نے کچھ وقت شر اور گناہ کا اقدام اور تکاب کیا اور پھر کچھ وقت اس سے دور ہو گیا تو گویا ایسا کرنے سے وہ کچھ غرض کو ادا کرنے والا (اور کچھ کا تارک ہوا) اور کچھ غرض ممکن نہیں ہے اور جائز نہیں ہے کہ پورے فرض کا بدل نہ رکھے۔ اور جب یہ بات ممکن ہے اور جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ گناہوں سے

تائب ہونے والے پر احسان فرمائے اور اس کی توبہ کے بد لے میں اس کے گناہ مناد سے اور معاف کردے تو یہ کیوں کھو جائز نہیں ہوگا اور کیونکہ درست نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ گناہوں پر اصرار کرنے والے پر بھی احسان فرمائے اور اس کے ایمان کے سبب جو کہ تمام نبیوں سے احسن اور بہتر نہیں ہے اس کے گناہ معاف فرمادے؟ اور اس کی صلوٰۃ اور دیگر بعض حسنات کے سبب وہ غلطیاں بھی منادے جو اس کی سینات کی مدت میں زیادہ ہوئی تھیں۔ چیز کہ اللہ تعالیٰ نے خود ارشاد فرمایا ہے:

ان الحسنات بذهن السبات (ص ۱۵۵)

بے شک نبیوں برائیوں کو ختم کر دیتی ہیں۔

اس کو لے لجئے اور محفوظ اور یاد رکھئے۔ دونوں اس بات میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں اور جدا ہیں کہ تائب مغفور ہوتا ہے بغیر عذاب دینے کے اور گناہوں پر اصرار کرنے والا بھی اپنے گناہوں کے سبب کچھ دت تک عذاب دیا جائے گا، پھر جنت میں داخل کیا جائے گا۔ اس لئے کہ خبر صادق اس کے بارے میں وارد ہو چکی ہے اور ہمارے اصحاب نے اس پر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے ساتھ استدلال کیا ہے:

ان الله لا يغفر ان يشرك به ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء (النساء ۲۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں معاف فرمائے گا اس بات کو کہ اس کے ساتھ شریک غمہ برا یا جائے اور معاف فرمادے گا
اس کے مساوا (گناہ) جس کے لئے چاہے گا۔

اور یہ جائز نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی خبر میں اختلاف فرض کر لیا جائے اور اسی کے ساتھ حدیث بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے وارد ہوئی ہے۔
۲۹۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے کہ خبر دی ہے ابو حامد بن بالا نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میکی بن ریج کی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے زھری سے، انہوں نے ابو اوریس سے، انہوں نے عبادہ بن صامت سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورتوں کی بیعت کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا تھا:

میرے ساتھ تم لوگ اس بات پر بیعت کرو کہ تم اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرو گے، چوری نہیں کرو گے، بدکاری نہیں کرو گے۔ یعنی پوری آیت بیعت والی باتوں کا ذکر فرمایا۔ (پھر فرمایا کہ) جو شخص تم میں سے ساری باتیں پوری کرے گا اس کا اجر اللہ تعالیٰ کے ذمے ہوگا اور جو شخص ان باتوں میں سے کسی چیز کا ارتکاب کر بیٹھا اور اس کو سزادے دی گئی وہ سزا اس کے لئے کفارہ ہوگی اور جس نے کسی کام کا ارتکاب کیا اور اللہ تعالیٰ نے اس پر پردہ ڈال دیا (یعنی اس کا گناہ سامنے نہ آ کا) وہ اللہ عزوجل کے حوالے ہوگا۔ اگر وہ چاہے گا معاف کردے گا اور چاہے گا تو اس کو عذاب دے گا۔

بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی صحیح میں اس حدیث کو سفیان بن عینہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

امام تیہی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تیہی نے فرمایا:

عبادہ بن صامت کا قول فی بیعت النساء اے انہوں نے یہ راوی ہے کہ جیسے عورتوں کی بیعت میں ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

بایهَا النَّبِيُّ إِذَا جَاءَكَ الْمُؤْمِنَاتِ يَا يَعْنَكَ عَلَى أَنْ لَا يَشْرُكَنَّ بِاللَّهِ شَيْئًا وَلَا يَسْرُقْنَ وَلَا يَرْزُقْنَ وَلَا يَقْتُلْنَ

او لادْهُنَ وَلَا يَأْتِنَ بِهَتَانٍ بَيْنَ أَيْدِيهِنَ وَارْجَلِهِنَ وَلَا يَعْصِنَكَ فِي مَعْرُوفِ الْخَ

اے نبی جب تیرے پاس ایمان والی عورتیں تیرے ساتھ بیعت ہونے کے لئے آئیں تو (ان شرائط پر ان کی بیعت قبول کر لیجئے) کہ:

- (۱).....اللہ کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کریں گے۔

(۲).....چوری نہیں کریں گی۔

(۳).....زننہیں کریں گی۔

(۴).....اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی۔

(۵).....اور بہتان نہیں باندھیں گی، جیسے وہ اپنے ہاتھوں اور پیروں کے آگے اخڑا زکریں۔

(۶).....اور ہر اچھے کام میں تیرتی بافر باتی نہیں کرس گی۔

ومن اصحاب من ذلك شيئاً فسراً والله عليه

کو جو شخص ان مذکورہ مگنا ہوں میں سے کسی گناہ کا ارتکاب کرے اور اللہ تعالیٰ اس کے اور برداشت دے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد اس سے شریک کے مساوا باتی گناہ ہے۔ جیسے آپ کا یہ قول کرنا (فَعُوْفَ بِهِ) یعنی جس نے مذکورہ گناہوں میں سے کسی کا ارتکاب کیا اور اس کو حراز دی گئی۔ اس سے مراد ہمیں مساواۓ شرک کے گناہ مراد ہے۔ جبکہ تو سزا الور حکوم کفارہ قرار دے دیا اس غلطی کا اور گناہ شرک کے بعد جس کا ارتکاب کیا اور جس گناہ کے ارتکاب کے بعد اس میں حد جاری نہیں کی گئی اس کو اللہ کی مشیت کے پر دیکھا۔ اگر چاہے تو اس کے لئے معافی فرمادے اگر چاہے تو اس کو عذاب دے پھر عذاب دی گئی نہیں ہوگا۔ اس بات کی دلیل شفاعت قول کر کے جنت میں سمجھنے والی احادیث میں اور وہ آیات ہیں جو کتاب اللہ میں اس معنی میں آئی ہیں۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ آیت مغفرت میں یہ فقرہ کہ جس کو چاہے بخش دے گا مطلب یہ ہے کہ اس شخص کے صیرہ گناہ معاف کرو گا جو بکیرہ گناہوں سے اعتناب کرنے والا ہوگا اور اس کے لئے بخش نہیں کرے گا جو کسی ارتکاب کرنے والا ہوگا جیسے کہ ورسی آہست میں ارشاد ہے:

ان تجتبيوا كيائـر ماتـهـون عـنهـ زـكـفـ عنـكـ مـيـاتـكـ وـنـدـخـلـكـ مـدـخـلـاـ كـرـيـماـ (الـآـيـةـ ٣ـ١ـ)

اگر تم کیر و گناہوں سے اختناک کرو گے جس سے تم منع کئے گئے ہو تو منادوں گے ہم تم سے تمہاری غلطیاں

اور داخل کرس، ہم تم کو باعزت مقام میں۔

تو جواب میں کہا جائے گا کہ وہ کبائرِ جن سے احتساب کرنے کو مغفرت کے لئے شرط قرار دیا گیا ہے اس سے مراد شرک ہے اور یہ اس آہت میں مطلق ہے اور اس کے ساتھ بینات کی تکفیر کرنا اور شرعاً بھی مطلق ہے اور وہ دونوں اس آہت میں جس کے ساتھ ہم نے جدت پکڑی ہے ذنوں حکم و نور حفظہ ہیں۔ لہذا دونوں کے ماہین جمع کرنا واجب ہے اور مطلق کو مقدم رمحول کرنا۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے کبیرہ گناہوں کے ارتکاب کرنے والوں کو آگ کی اور اس میں ہمیشہ رہنے کی وعید اور دھمکی دی ہے اور ان سے توہ کرنے والوں کے سوا کسی کو طیحہ نہیں کیا۔ چنانچہ ارشاد فرمایا:

وَلَا تُقْتِلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ (٢٨) إِنَّمَا مِنْ قَاتِلٍ

نہیں تھا اس کو کہ کسی افسوس کو حرم کو اللہ نے حرام کیا۔ سے مگر حق تک آتا ہے کے ساتھ۔

(یہاں تک کفر میا) مگر وہ شخص جو تو بکرے تو جواب میں کہا جائے گا کہ اس عید اور حکمی کا تعلق صرف اسی سے نہیں بلکہ تمام ان امور سے اُنہوں اشیاء سے ہے جن کا سلسلے ذکر ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس آیت کی ابتداء شرک کے ذکر کے ساتھ کی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہوا:

وَالَّذِينَ لَا يَدْعُونَ مَعَ اللَّهِ أَلْهًا أُخْرٍ (الْقَرْآن ٦٨)

وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے الاکنیں پڑتے۔ (یعنی شرک کی نفع کی ہے)

لہذا آئت میں فقرہ:

وَمَنْ يَفْعُلُ ذَالِكَ يُلْقَى إِثْمًا

جُو شخص یہ کام کرے گا وہ ملے گا کافی کافی لگا ہوں کو ہمرے گا۔

اور جو عکر کرے گا ان تمام سابق چیزوں کی طرف جو پہلے نہ کوہ رہیں۔

جس نے ان کبائر اور اس دعید کے اواس پر جو دلیل دلالت کرتی ہے وہ یہ قول ہے:

يَضَاعِفُ لَهُ الْعَذَابُ

کاس کے لئے دھرا عذاب ہے۔

کے درمیان جمع کیا ہے اس نے یہ راہ کیا ہے۔ وہ شخص جس نے شرک اور اس کے علاوہ کبائر کے مابین جمع کیا ہے۔ اس پر جمع کردیے ہیں
شرک کے عذاب کے ساتھ کبائر کے عذاب، لہذا اس پر عذاب دھرا ہو گیا ہے۔ پھر فرمایا:

الْأَمْنُ قَابِ وَامْنُ وَعَمَلٌ صَالِحٌ

مَگرْ جُو شخص ایمان لا لیا اور نیک عمل کئے۔

تو یہ ایمان اور عمل صالح کا ذکر کیا ہے اور یہ اس لئے تاکہ اس کا ایمان اس کے کفر کو تباہ کر دے اور ختم کر دے اور ایمان میں اس کی اصلاح اس کو
تباه کر دے جو پہلے سے کفر میں اس سے خرابی ہوئی چیز ہے، ہم نے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ
اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وَمَنْ يَقْتَلُ مُؤْمِنًا مَتَعَمِّدًا فَجزَاؤهُ جَهَنَّمُ خَالِدًا فِيهَا (النَّاسَ ۳۶)

جو شخص کسی مؤمن کو قتل کرے گا اس کی جزا جہنم ہے وہ اس میں بیشتر رہے گا۔

(جواب میں) کہا جائے گا کہ اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ آیت اس شخص کے بارے میں تازل ہوئی تھی جس نے قتل کیا تھا اور مرتد ہو گیا
تحا اسلام سے اور ہمارے بعض اصحاب اس طرف گئے ہیں کہ یہ آیت اپنے سبب یا شان نزول پر بند ہے۔

۲۹۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن بن محجوب دھان نے ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن حارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد
بن محمد بن نصر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن بیال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مروان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے کلی
بن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا متعین بن هنیاب نے اپنے بھائی حشام بن ضبا کو نجار کے محلہ میں
مقتول پایا جبکہ حشام مسلمان تھا۔ متعین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کی خدمت میں اس بات کا تذکرہ کیا۔ آپ صلی اللہ
علیہ وسلم نے نبی فہر کے ایک آدمی کو نہانتہ بنا کر سمجھا اور اس کو فرمایا کہ تم نبی نجار کے پاس جاؤ اور جا کر میر اسلام کہو اور ان سے کہو کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ اگر تم حشام کے قاتل کو جانتے ہو تو اس کے بھائی کو حشام کا قاتل حوالے کر دو کہ وہ اس سے (بدلہ) تھاصل لے
گا۔ اور اگر تم نہیں جانتے تو تم لوگ اس قتل کی دیت اس کے حوالے کرو۔

چنانچہ فہری نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کو یہ پیغام پہنچایا۔ نبی نجار والوں نے کہا کہ اس کے حوالے کے لئے اور اس
کے رسول کے لئے۔ (یعنی ہم یہی کچھ کریں گے جو آپ نے فرمایا ہے) اللہ کی شرم ہم حشام کے قاتل کو نہیں جانتے، لیکن ہم اس کے بھائی کو دیتے
دیں گے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے متعین کو موادنت دیئے۔ پھر وہ فہری اور متعین وہاں سے ہٹے اور مردینے کی طرف چلے۔

جب مدینے کے قریب پہنچے تو عقیس بن ضباب کے پاس شیطان آیا اور اس نے ملکیں کے دل میں وسوسہ الا و رکھا کہ کیا کیا تم نے؟ تم نے اپنے بھائی کی دہت (اس کا خون بہما) قبول کر لیا۔ سیو تیرے اوپر گالی ہو گئی۔ ایسا کہ کہ تیرے ساتھ جو آدمی ہے اس کو قتل کرنے کا بدلافس ہو جائے گا اور دہت بھی اضافی طور پر بچے گی۔ لہذا اس نے پتھر اٹھایا اور فہری کو دے مارا اور اس کا سر کچل دیا۔ پھر وہاں سے اونٹ پرسواں ہوا اور اونٹ ہائک کر کمک کی طرف کافر ہو کر روانہ ہو گیا اور اپنے شوروں میں یہ کہنے لگا:

میں نے اپنے بھائی کے بد لفہری کو قتل کر دیا اور میں نے اس کا خون بہما نوجار کے ارباب شوریٰ کی پیٹھ پر لا دیا۔ اور میں نے اپنے بھائی کا قصاص بھی پالیا اور تکیر لگا کر لیٹ گیا ہوں اور میں پہلا شخص ہوں جو بتوں کی طرف لوٹ گیا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت اسی واقعہ میں اسی عقیس کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔

وَمِنْ يَقْتَلُ مُؤْمِنًا مَتَعْمِدٌ فِي جَهَنَّمِ الْخَ (النساء، ۹۳)

جو شخص کسی مؤمن کو جان بوجہ کر قتل کرے اس کی جزا جہنم میں ہے۔

امام زہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام زہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ایک دوسرا جوب بھی ہے، وہ ہے جو ہم نے روایت کیا ہے ابو جلوالحق بن حمید سے اور وہ بڑے بڑے تابعین میں سے تھے۔ انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس کی جزا ہے۔ اگر اللہ چاہے گا کہ اس کی جزا سے درگذر کرے تو وہ خود کرے گا۔

۲۹۷.....ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو علی حسین بن محمد روزباری نے کہ خبر دی ہے محمد بن بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو شہاب نے سلیمان شیخی سے، انہوں نے ابو جلوالحق بن حمید سے، پھر اس نے اس بات کو ذکر کیا ہے اور سبیک بنی کریم حلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مردی ہے۔ لیکن اس کی اسناد ثابت نہیں ہے۔

امام زہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام زہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مجھے بخیر بچنی ہے ابو سلمان خطابی سنتی رحمۃ اللہ علیہ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ: پورا قرآن مجید بکسر لام کلمہ کے ہے۔ جس کا نزول پہلے ہوا اور حسر کا بعد میں ہوا اس پر عمل کے وجوب میں سب برابر ہے جب تک اول اور آخر میں مناقفات واقع نہ ہو۔ مثال کے طور پر اگر اس قول زیغفر ما فون ڈالک لمن یشانہ میں اور ومن یقتل مؤمنا مصعدنا فجزاءہ جہنم خالدا فیها (ناء، ۱۹۳) میں جمع کیا جائے اور اس کے ساتھ لمن یشانہ کو لاحق کیا جائے۔ یہ باہم متفاضل و مخالف نہیں ہو گا۔ مشیت کی شرط قائم ہے سب کے سب گناہوں میں مساوی شرک کے اور اسی طرح ہے یہ بخیر اہم جہنم و احتمال برکھا ہے کہ اس کا معنی یہ ہو فخر اہم جہنم اس کی جزا جہنم ہے۔ اگر اللہ اس کو جزا دینے پر آئے اور اس کو معاف نہ کرے تو اس طرح پہلی آیت خبر ہے اس میں کوئی خلاف نہیں ہے اور دوسری آیت وحدو ہے جس میں عخور درگذر کی امید ہے۔ واللہ عالم۔

۲۹۸.....ہمیں خبر دی ہے ابو سعد مالکی نے کہ خبر دی ہے ابو احمد بن عذری حافظ نے، انہوں نے کہا میں نے سن اعراب بن محمد و مکیل سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے معاذ بن شیخی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سوار بن عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اصمی نے، انہوں نے

(۲۹۹) قال الذهبی في التجزی (۱۲۰/۲) هشام بن ضباب الكناٹی الليبي أخوه عقیس۔ اسلام و وجد قبلاً من بنی التجار وقال ابن اسحاق وغيره قتل في غزوة المريسيع قتله أنصاری وظنه من العدو والحدث عزاه السبوطي في البر المتنور (۱۹۵/۲) للمعنى.

(۳۰۰) أخرجه أبو داؤد (۳۲۷۶) عن أحمد بن يونس. به وأخرجه المصنف في البصائر (۳۵)

کہا کہ عمر و بن عبد العمر و بن ابی العلا کے پاس آئے اور ان سے کہا اے ابو عمر و! کیا اللہ اپنے وعدے کے خلاف کرتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف ہرگز نہیں کرتا۔ عمر نے کہا اللہ نے خود فرمایا۔ انہوں نے پوچھا، کیا فرمایا ہے؟ انہوں نے عجیب کی کوئی آیت ذکر کی جو عمر و کو یاد نہیں رہی تو ابو عمر و نے کہ کوئی عجیب تر ویسا گیا ہے۔ وعدہ، العیاد سے مختلف ہوتا ہے۔ پھر ابو عمر و نے شعر کہا:

وانی وان او وعدته او وعدته سا خلف ایعادی و انجز موعدی
اور بے شک میں نے اگرچہ حملکی دی ہے اس کو یاد وعدہ دیا ہے۔ بہت جلدی میں اپنی حملکی کے خلاف کروں گا
اور پورا کروں گا میں اپنا وعدہ۔

امام تہلیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:
اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمِنْ بَعْضِ اللَّهِ وَرْسُولِهِ وَيَصُدُّ حَلْوَدَةً يَدْخُلُهُ نَارًا حَالَدًا فِيهَا (النساء ۱۲۶)

جو شخص اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرے اور اللہ کی حدود سے تجاوز کرے اس کو اللہ تعالیٰ آگ میں داخل کرے گا اور وہ اس میں ہمیشہ رہے گا۔

(اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ مون گناہ کار ہمیشہ جہنم میں رہے گا؟) کہا گیا ہے کہ اس طرح ہم نہیں گے الحدو۔ اسی حق ہے متعدد ہوتا اللہ کی حدود کے لئے۔ جمع بنا یا گیا ہے بوجہ ترک ایمان کے اور تارک ایمان ہمیشہ آگ میں رکھا جائے گا۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا ہے:

وَإِنَّ الْفَجَارَ لِفِي جَحِيمٍ يَصْلُوْنَهَا يَوْمَ الدِّينِ وَمَا هُمْ بِغَانِبِينَ (القطار ۱۴)

بے شک گناہ ہماری بتہ جہنم میں ہوں گے۔ قیامت کے دن اس میں داخل ہوں گے اور اس سے وہ غائب نہیں ہوں گے۔

کہا گیا ہے کہ اللہ نے فرمایا ہے:

أَنَّ الْأَبْرَارَ لَفِي نَعِيمٍ (القطر ۱۳)

بے شک نیک کار لوگ البتہ نعمتوں میں ہوں گے۔

(جواب ہے) کہ ایسا فاقس جو ایمان رکھتا ہو وہ اپنے ایمان کی بدولت بڑی نیک ہوتا ہے۔ اگر اعتراض کیا جائے کہ وہ مطلق بڑا اور نیک نہیں ہے۔

جواب میں کہا جائے گا کہ اسی طرح وہ مطلق فاجر بھی نہیں ہے۔

اگر اعتراض کیا جائے کہ اس کے خور نے اس کے ایمان کو تباہ کر دیا ہے۔

جواب دیا جائے گا کہ اس قول میں پھر کوئی فرق نہیں رہے گا جو یہ کہتے ہیں کہ اس کے ایمان نے اس کے خور اور گناہوں کو تباہ کر دیا ہے۔ یہ بات دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فخر سے وہ لوگ مراد لئے ہیں جن کے درمیان اور ابرار کے درمیان تقابل ہے۔ اس لئے کہ تمام نیکیوں کی سردار نیکی ایمان ہے اور تمام فجور کا سردار فجور کفر ہے اور ہمارے موقف کی صحت پر جو چیز دلالت کرتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان ہیں:

(۱) أَن لَانْضِعَ اجْرٌ مِنْ أَحْسَنِ عَمَلٍ (الکہف ۳۰)

بے شک ہم اس کا اجر ضائع نہیں کریں گے جس نے اچھا عمل کیا۔

(۲) لا اضيع عمل عامل منكم (آل عمران ۱۹۵)

تم میں سے کسی عمل کرنے والے کے عمل کو میں ضائع نہیں کروں گا۔

(۳) ان الله لا يظلم مثقال ذرة و ان تک حسنة يضاعفها ويؤت من لدننے اجرًا عظيمًا (الساعة ۲۸)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کریں گے۔ ایک ذرے کی مقدار اگر تسلی ہو گی تو اس کو دگنا کروں گے

اور اپنی طرف سے بہت بڑا اجر عطا کریں گے۔

(۴) فمن يعمل مثقال ذرة خيراً يأبره (الزلزال ۷)

جو شخص ایک ذرے کی مقدار خیر کا عمل کرے گا اس کو عمل وہ دیکھ لے گا۔

(۵) يوم تجد كل نفس ماعملت من خيراً محضرا (آل عمران ۳۰)

جس دن پالے گا اپنے جو کچھ اس نے خیر کا عمل کیا تھا حاضر کیا ہوا (پالے گا)۔

(۶) فالذين امنوا منكم و اتفقوا لهم اجر كبير (الجید ۷)

پس جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور خرچ کیا ہے ان کے لئے بہت بڑا اجر ہے۔

(۷) وعد الله المؤمنين والمؤمنات جنات (اتکب ۷۲)

اللہ تعالیٰ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کے لئے باغات (بیشوون) کا وعدہ فرمایا ہے۔

(۸) هل جزاء الاحسان الا الاحسان (العنین ۶۰)

یہی کا بدله صرف یہی ہے۔

یہ نہ کوہہ آیات اور دیگر وہ سب آیات جو اس مفہوم میں وارد ہوئی ہیں، وہ سب کی سب اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کا عمل ضائع نہیں فرمائیں گے جو اچھا عمل کرے گا اور سب اعمال سے احسن عمل اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لانا ہے۔ جس شخص نے مومن کو دیکھی طور پر آگ میں رکھنے کا قول کیا ہے۔ وہ حقیقت اس نے اس کے اعمال کے اجر کو ضائع کیا ہے اور اس کے لئے کوئی معادھن نہیں بنایا ہے۔ حالانکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے طاعات پر ثواب دینے کا وعدہ فرمایا ہے اور گناہوں پر عذاب کا۔ لہذا کسی کو یہ حق حاصل نہیں ہے کہ یہ کہہ کہ اللہ تعالیٰ اس کے معاصی کے اعمال کو دیکھے گا اور طاعات کے عمل کو نہیں دیکھے گا۔ حالانکہ درس بے کے اعمال طاعات ہوں یا معاصی اسی نے خود کے ہیں۔ مگر پھر درس بے کو بھی یقین ہو گا کہ وہ اس کے بر عکس کہے یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ مومن کی طاعات کو دیکھے گا۔ معاصی اور گناہوں کو نہیں دیکھے گا۔ مگر اس کا کہنا تو درست ہے کوئی بھی اس کا قائل موجود نہیں ہے۔ درس بے یہ کہ تم سب مسلمانوں کا اس بات پر اتفاق ہے اور اجماع ہے کہ طاعات کا اجر حاصل ہو گا اور طاعات کے حکم کے زوال میں ہم نے اختلاف کیا ہے۔ لہذا ہم نے جس چیز کا یقین کیا ہے بعض طاعات پر اجر کا حصول معصیت کے سبب ہے اس کا حکم نہیں اٹھ جائے گا۔ بعض لوگوں نے عقیدہ شفاعت کو اس آہت سے استدلال کرتے ہوئے باطل تراویہ ہے۔

ماللظالمين من حميم ولا شفيع يطاع (غافر ۱۸)

ظالموں کے لئے کوئی ولی دوست ہو گا اور نہیں کوئی سفارشی جس کی شفاعت قول کی جائے گی۔

(تو اس کا جواب یہ ہے کہ) یہاں پر ظالموں سے مراد کافر ہیں۔ اس آیت کا آغاز اس بات کی شہادت ہے کیونکہ یہ آیت کافروں کے ذکر میں واقع ہے۔

اگر ایسے لوگ اس آیت سے دلیل پکڑیں:

وَلَا يُشْفَعُونَ إِلَّا مَنْ أَرْتَضَى (بِهِمَا ۚ ۲۸)

(سفارش) سفارش نہیں کریں مگر اس شخص کے لئے جس کے لئے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا کہا گیا ہے کہ یہ ہماری دلیل ہے۔ اس لئے کہ فاسق بھی اپنے ایمان کے سبب مرتضی اور پسند میں ہوتا ہے۔ (اور یہ بات بھی قرآن مجید کی آیات سے ثابت ہے) اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ثُمَّ أُرْثَنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِهِ

بِهِمْ نَنْهَا إِنَّ الْوَغُوْنَ كُوْكَتَابَ كَوَارِثَ ثُبُرَيَا جَنَّ كُوْاپِنَے بَنْدُوْنَ مِنْ سِيرَ گَزِيدَهَ كِيَا۔

سورۃ انبیاء کی مذکورہ آیت میں ارضی فرمایا اور اس آیت یعنی فاطر میں ہے اصطافینا فرمایا۔ دونوں زبان کے لغت کے اقتبار سے ایک ہیں۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا:

فَمِنْهُمْ ظَالِمُونَ لِنَفْسِهِ

تُوْ كَمَانَ مِنْ سِيرَ آپِ پُرَظُلمَ كَرْتَے ہیں۔

یعنی مصطفین اور بر گزیدہ لوگوں میں سے بعض اپنے آپ پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں اور ظلم سے مراد ہی فتنہ ہے۔

اسی طرح اللہ نے یہ خبر دی ہے کہ ان میں ظالم بھی ہیں، یعنی فاسق ہیں اور اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کے قصہ میں فرمایا کہ یوسف علیہ السلام نے اپنے بارے میں کہا تھا:

أَنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِينَ (الأنبياء ۸۷)

کبے شک میں ظالم ہوں (قصوردار ہوں)۔

اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقوں سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں روایت کی ہے:

ثُمَّ أُرْثَنَا الْكِتَابَ الَّذِينَ اصْطَفَيْنَا

بِهِمْ نَنْهَا إِنَّ الْوَغُوْنَ كُوْكَتَابَ كَوَارِثَ ثُبُرَيَا جَنَّ كُوْاپِنَے بَنْدُوْنَ سِيرَ گَزِيدَهَ کِيَا۔

(نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ وہ سب کے سب جنت میں ہوں گے۔ یہ کتاببعث و المشور کی ساتویں جز میں اپنے شواہد سمیت مذکور ہیں۔

اور آیت الامن ارتضی کی ایک توجیہ یہ کی گئی ہے کہ الامن ارتضی ان یشفعوں ہے۔ یعنی اگر جس کے لئے اللہ تعالیٰ پسند کرے گا کہ شفاعت کرنے والے اس کے لئے شفاعت کریں۔

اسی طرح کا قول یہ بھی ہے:

مِنْ ذَلِكَيْ شَفَاعَتُهُ إِلَّا بِأَذْنِهِ (ابتر ۲۵۵)

کوئی ہے جو اس کے آگے سفارش کر سکے مگر اس کی اجازت کے ساتھ۔

یعنی جس کے لئے اللہ پسند کرے گا کہ اس کے لئے سفارش کی جائے اللہ خود اجازت دیں گے۔

شیخ علی بن رحمة اللہ علیہ کا قول:

شیخ علی بن رحمة اللہ علیہ نے فرمایا کہ آیت: إِلَّا مَنْ أَرْتَضَى (کی بھی مذکورہ توجیہ یہی ہے) اس کے علاوہ دوسری کسی توجیہ کا احتمال نہیں رکھنی۔

اس لئے کہ اللہ کے ہاں برگزیدہ لوگ نہ تو کسی فرشتے کی شفاعت کے محتاج ہوتے ہیں اور نہ اسی کسی نبی کی شفاعت کے۔ (لہذا یہ بات ثابت ہوئی کہ) جو ہم نے کہا ہے وہی آیت کامعنی تھی ہے۔

اور یہ کہنا صحیح نہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ پسند نہیں کرتے کہ کسی کبیرہ گناہ کے مرتكب کے لئے سفارش کی جائے۔ اس لئے کہ گناہ کا رحمی شفاعت کا محتاج ہوتا ہے اور اس کا ضرورت مند ہوتا ہے۔

تو جس قدر رکنا ہگار کا گناہ بڑا ہو گا اسی قدر وہ شفاعت کا بھی زیادہ محتاج ہو گا۔ پھر یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے اور یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ شفاعت کے لئے اس کی شدت احتیاج اس کے درمیان اور شفاعت کے درمیان حائل ہو جائے۔ (یعنی اللہ تعالیٰ صاحب کبیرہ کے لئے شفاعت کو پسند نہ کریں اور شفاعت نہ ہو سکے) (پھر رسول ہو سکتا ہے کہ پھر تو کافر کے لئے بھی شفاعت ممکن ہونی چاہئے کیونکہ اس کا گناہ بھی بڑا ہے) تو بواب یہ ہو گا کہ شفاعت کا امتحان تو کافروں کے لئے بھی نہیں ہے۔ اس اعتبار سے کہ ان کا گناہ بڑا ہے۔ لیکن (کافر کے لئے سفارش اس لئے منوع ہے کہ اللہ تعالیٰ کا امتحان تو کافروں کی جائے گی یا اس لئے کہ وہ رسول کا منکر ہے جو اس کے حق میں سفارشی ہے یا اس لئے منوع ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے کہ وہ کافر کے حق میں کسی کوی سفارش قبول نہیں کرے گا جبکہ یہ سارے معانی اہل مرتكب کبیرہ میں مونے کے حق میں معدوم و منقوص ہیں۔

پھر یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ قرآن مجید میں تو یہی آیا ہے:

بُوْم لَاتِمْلَكْ نَفْسْ لَنْفْسْ شِبَّاً (انظار ۱۹)

کاس وان کوئی نہیں کسی نہیں کے لئے کسی چیز کا بھی مالک نہیں ہو گا۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شخص کسی کے حق میں سفارش نہیں کر سکے گا۔ لہذا اس آیت سے شفاعت کا امتحان ثابت ہوا؟ تو جواب یہ ہے کہ یہ آیت شفاعت کو منع نہیں کرتی۔ اس لئے کہ آیت میں حملک کا لفظ آیا ہے کہ کوئی مالک نہیں ہے۔ ملک سے بنا ہے اور ملک سے مراد ہے قوت و طاقت کے ساتھ رہا کہ۔ یہ تو واقعی اللہ تعالیٰ کو قوت و طاقت سے کسی معاطلے میں کوئی نہیں روک سکے گا۔ اس آیت کا شفاعت کے مفہوم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے کہ شفاعت، شفاعت کرنے والے کی طرف سے بارگاہ الہی میں انتہائی تمیل اور عاجزی خویش کرنے کا نام ہے اور اپنے آپ کو اس انتہائی اظہار عجز کے ذریعہ اس کے قائم مقام کرنا ہوتا ہے جس کے لئے سفارش کر رہا ہے۔ لہذا اس کام کے لئے سب سے زیادہ لائق اور اس کے احوال کے لحاظ سے زیادہ قیامت کے روز سے زیادہ کوئی موقع اور وقت نہیں ہو سکتا۔

تحقیق سید ناصر مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاعت کے ثابتات میں اور اہل توحید کی ایک جماعت کو جہنم سے نکالنے اور ان کو جنت میں داخل کرنے کے پر۔ میں اخبار صحیح وارد ہو چکی ہیں جو اخبار متواترہ کے تحریک تحریک ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل کبار کی ایک جماعت۔ بارے نہیں۔ اہل شریف نہیں۔ فخرت کرتا بغیر عذاب کے بطور اس کے فضل اور رحمت کے بارے میں احادیث آچکی ہیں۔ اللہ بڑا وحشت والا ہے، کریم ہے۔

امام شیعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے یہ احادیث کتاب البیعث و المنشور میں ذکر کر دی ہیں اور ہم یہاں ان سے بعض کی طرف اشارہ کریں گے۔

الله تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ارشاد فرمایا ہے:

وَمِنَ الْلَّيْلِ فَهَجَدَ بِهِ نَافِذَةً لَكَ عَسَى أَنْ يَعْثُكَ رَبُّكَ مَقَاماً مُحَمَّداً (الاسراء ۲۹)

اور رات تہجد کی نماز ادا کر تو یہ حکم زیادہ اس کے قریب ہے کہ تیرارب تجھے پہنچا دے مقام محمود پر۔ اور ہم نے حدیث ثابت میں روایت کیا ہے زینہ المفقر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ یہ آہت شفاعت کے بارے میں ہے۔

اواسی طریق ہم نے حذیف بن یحیان سے اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ اور دیگر سے بھی روایات کی ہیں۔

۲۹۹: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس دوری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤ نے اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے دادا ابو عمرو نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن موسیٰ طواني نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے، عمرو بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع بن جراح نے ہمیں حدیث بیان کی ہے داؤ ذ عافری نے اپنے باپ سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

المقام المحمود الشفاعة

کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

اور ایک روایت میں ہے محمد بن عبید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آہت کے بارے میں:

علیٰ ان یعتک ربک مقاماً معموداً

قریب ہے کہ تیرارب تجھے مقام محمود پر پہنچائے گا۔

قال هوا المقام الذی یشفع فیه لامه

فرمایا کہ وہ مقام ہے جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

۳۰۰: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن داؤ و بن سلیمان نے۔ انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن احمد اهوازی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اپنی مند میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے اور ہمیں اودی سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

۳۰۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ میں نے سنایا ابو بکر بن داؤ نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سناعبدان سے وہ کہتے تھے وہ یہ حدیث ہے جس کا لوگوں نے ہمارے اوپر انکار کیا ہے۔

۳۰۲: ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر نے کتاب الشیر میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وکیع نے داؤ ذ عافری سے انہوں نے اپنے والد سے انہوں نے ابو ہریرہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ مقام محمود شفاعت ہے۔

لام اتنی نے فرمایا کہ عبدان کی روایت میں لوگوں نے اس لئے انکار کیا کہ اس کا کسی روایت میں تقریر ہے، ورنہ سارے لوگوں نے اس کو روایت کیا ہے وکیع سے اور داؤ سے۔

۳۰۳: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ

(۲۹۹) اخوجه احمد (۳۷۸/۲) عن وکیع. بد.

(۳۰۲) اخوجه احمد (۳۳۳/۲) عن وکیع. بد.

کدیکی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن خالد بن عثمان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن محدث نے صالح بن کیسان سے، انہوں نے زہری سے انہوں نے علی بن حسین سے، انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک آدمی اصحاب رسول سے کہ اس نے سنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ قیامت کے دن زمین دراز کی جائے گی رحمٰن کی عظمت کے لئے کسی کے لئے اس پر جگلنگیں ہو گی مگر صرف اس کے ایک قدم کی۔ پھر میں پہلا شخص ہوں جو بلا یا جائے گا۔ میں جبریل کو رحمٰن کے دامیں طرف کھڑا ہوا پاؤں گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ و قدرت میں میری جان ہے اس سے پہلے اس نے اللہ کو بھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر میں عرض کروں گا کہ اے میرے رب جب جبریل میرے پاس آیا تھا اور اس نے یہ دعویٰ کیا تھا کہ آپ نے اس کو میرے پاس بھیجا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جبریل خاموش کھڑا ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ اس نے صحیح کہا تھا میں نے اس کو تیرے پاس بھیجا تھا۔ آپ کوئی اپنی حاجت پوچش کریں۔ میں عرض کروں گا اے میرے رب میں تیرے بندوں میں سے کچھ بندوں کو چھوڑ کر آیا ہوں جنہوں نے شہر شہر تیری عبادت کی ہے اور ٹیلوں کی چھاؤں میں تیراڑ کر کیا ہے وہ جواب کے منتظر ہیں کہ میں تیرے بیہاں سے کیا لے کر جاتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے خبردار ہو شیار میں ان کے بارے میں تجھے شرمندہ نہیں کروں گا۔

رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہی مقام محدود ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:
عسْنِی رَبِّکَ اَن يَعْنِکَ رَبِّکَ مَقَامًا مُحَمَّدًا (اسراء ۲۹)

قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محدود پر پہنچا دے۔

اس کو ایک جماعت نے روایت کیا ہے ابراہیم بن محدث۔

امام تہذیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ مذکورہ روایت کی مکمل عبارت ان تمام روایات میں وارد ہوئی ہیں جو شفاعت کے سلسلوں میں آئی ہیں۔
اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلِسُوفِ يَعْطِيكَ رَبِّكَ فَتْرَضْنِي (الخطی ۵)

اور البتہ غتریب آپ کو آپ کارب (اتقی) عطا کرے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔
اس آیت میں بھی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

اور ہم نے روایت کی ہے۔ عبد اللہ بن عمر و بن العاص کی حدیث ہے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

رَبِّ اَنْهَنِ اَخْضَلَنِ كَثِيرًا مِنَ النَّاسِ فَمَنْ تَعْنِي فَانَّهُ مَنِي (ابراہیم ۳۶)

اسے میرے رب بے شک ان ہتوں نے تو بہت سارے لوگوں کو گراہ کر دیا ہے، لیں جو شخص میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہو گا۔
اس آیت میں بھی شفاعت کی طرف اشارہ ہے۔

او عَسْنِیْ بْنُ مُرْتَیْمَ نَزَّقَمَا:

اَن تَعْذِيْبَهُمْ فَانْهُمْ عَبَادُكَ الْخَ (المائدہ ۱۱۸)

اے اللہ! اگر قوان ا لوگوں کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر قوان کو معاف کر دے تو غالب اور حکمت والا ہے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی آیت تلاوت کی اور دعا کے لئے با تھاخا ہے۔ اے اللہ میری امت، اے اللہ میری امت..... یہ کہتے کہتے رو

پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے جبریل! آپ جائیے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کئے، بے شک ہم آپ کا آپ کی امت کے بارے میں راضی کر دیں گے اور آپ کو تکلیف نہیں دیں گے۔

بصورت دعاں حدیث میں واضح شفاعت کے الفاظ موجود ہیں امت کے لئے۔ (مترجم)

۳۰۴..... ہمیں اس کی خبر دی ہے محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو محمد زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن الحنف نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن عبد الأعلیٰ نے کہ خبر دی ہے ابن وصب نے انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے۔ عمرو بن حارث نے کہ بکر بن سواہ اس کو حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن بن جبیر سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پھر دی ہی مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں یونس سے روایت کیا ہے۔

تیہلی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تیہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم نے یزید افقیر سے روایت کی ہے جابر بن عبد اللہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے پانچ چیزوں ایسی دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کوئی دی گئی پھر آپ نے ان کو ذکر فرمایا اور انہوں نے یہ بات فرمائی:

واعطیت الشفاعة

کمیں شفاعت کرنے کا حق بھی دیا گیا ہوں۔

۳۰۵..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو حازم حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عمرو بن مطر نے خبر دی ہے ابراہیم بن علی نے کہ خبر دی ہے تجھی بن تجھی کے خبر دی ہے ھشم نے سیار سے اس نے یزید افقیر سے پھر اس حدیث کا ذکر کیا ہے اورہ بخاری و مسلم میں منقول ہے۔

۳۰۶..... ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ یوسف اصفہانی نے کہ خبر دی ہے ابوسعید بن اعرابی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد رعزفانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن عبادہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے قادہ سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

بے شک ہر نبی کے لئے ایک مخصوص دعا ہوتی تھی جس کے ساتھ انہوں نے دعا کی امت کے بارے میں اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کے حق میں شفاعت کرنے کے لئے چھپا کھی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے زہیر وغیرہ سے روح سے اور بخاری مسلم و دنوں نے اس کو روایت کیا ہے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور اس کو مسلم نے بھی جابر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کیا ہے اور مسلم نے اس کو حدیث ابی بن کعب سے قراءۃ کے قصے میں نقل کیا ہے۔

امام تیہلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول: اے الشمیری! امت کو بخش دے اور تمیری بار دعا کو موخر کرنا اس دن کے لئے جس دن تمام ٹلوں آپ کی خدمت میں رجوع کرے گی۔ یہاں تک کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی۔ (یہ بھی آپ کی شفاعت کی دلیل ہے)۔ (مترجم)

(۳۰۴) اخراجہ مسلم (۱/۱۹۱) عن یونس بن عبد الأعلیٰ الصدقی۔ بد.

(۳۰۵) اخراجہ البخاری (۱/۱۹۱) و مسلم (۱/۳۷۰) من طریق هشیم۔ بد.

(۳۰۶) اخراجہ مسلم (۱/۱۹۰) عن زہیر بن حرب وابن أبي خلف کلاہما عن روح۔ بد.
واخراجہ البخاری (۱/۹۰/۹) و مسلم (۱/۱۹۰) من حدیث أبي هریرة.

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے سفارشی ہوں گے اور سب سے پہلے آپ ہی کی سفارش قبول ہوگی ۳۰۷۔ ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے کہ خبر دی ہے ابو سعید بن اعرابی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عقان بن سلم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الواحد بن زیاد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مختار بن ففل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

میں تابعوں کے اعتبار سے سب نبیوں سے زیادہ ہوں گا قیامت کے دن (یعنی میرے تابعوں سے زیادہ ہوں گے) کوئی نبی ایسی بھی آئے گا کہ اس کی تصدیق کرنے والا ایک آدمی کے سوا کوئی نہیں ہوگا اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا اور میں پہلا ہوں گا جس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ اس کو مسلم نے نقل کیا ہے ایک دوسرے طریقے سے مختار سے۔

امام تیقین رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ تم نے اس کا مظہوم جابر بن عبد اللہ سے اور عبد اللہ بن سلم سے اور ابی بن کعب سے اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ یہ اس لئے کہ تم کریم صلی اللہ علیہ وسلم قیامت کے دن مخصوص کے جائیں گے اجتماعی شفاعت کے لئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اجتماعی طور پر سب کو اس جگہ سے چھکا کارا عطا فرمائیں گے جہاں وہ کھڑے ہوں گے۔ اس کے بعد دیگر انہیا اور فرشتے اور صدیقین شفاعت کے عمل میں شریک ہوں گے اور یہ شفاعت انفرادی اور مسلمانوں کے افراد کے لئے ہوگی۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی مخصوص کے جائیں گے ان سب میں سے اہل توحید میں سے اہل کبار کی شفاعت کے لئے انہیا، ملائکہ و صدیقین میں سے۔

شفاعت کبریٰ اور شفاعت صغیری

۳۰۸۔ ہمیں خبر دی ہے استاذ ابو بکر بن فورک نے کہ خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن حبیب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام نے قادہ سے، انہوں نے حضرت انس سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ قیامت کے دن تمام اہل ایمان جمع کے جائیں گے اور گلر مند ہو جائیں گے اور وہ کہیں گے کہ کاش کر، ہم اپنے رب کی بارگاہ میں سفارش کروائیں، یہاں تک کہ وہ ہمیں اس جگہ سے اور اس حالت میں سے چھکا کارا دے دے۔ چنانچہ وہ سب آدم علیہ السلام کے پاس آئیں گے اور عرض کریں کہ اے آدم، آپ سب لوگوں کے باپ ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا تھا اور آپ کے سامنے اپنے فرشتوں کو جھکایا تھا اور آپ کو ہر چیز کے نام سکھلانے تھے، آپ ہمارے رب کے آگے سفارش کرو دیجئے کہ وہ تمیر اس حالت سے چھکا کارا دے دے۔ وہ کہیں گے میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں اور لوگوں کے آگے اپنی مطلوبی کا تذکرہ کریں گے جس کو انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم لوگ جاؤ تو حمایہ الاسلام کے پاس وہ پہلے رسول ہیں جن کی اللہ نے بعثت فرمائی تھی۔ لوگ نویں حمایہ الاسلام کے پاس آئیں گے اور اپنی مجبوری بتائیں گے۔ وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں اور وہ بھی اپنی اس مطلوبی کا ذکر کریں گے جو انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم جاؤ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس وہ رحلن کے غلیل ہیں۔ لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئیں گے، وہ بھی کہی فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں وہ بھی اپنی خطہ کا ذکر کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ ایسا بندہ ہے جسے اللہ نے توراة عطا فرمائی تھی اور اسے ہمکاری کا شرف بخشتا تھا۔ لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ بھی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں وہ بھی اپنی مطلوبی کا ذکر کریں گے جس کا انہوں نے ارتکاب کیا تھا۔ لیکن تم لوگ جاؤ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس وہ اللہ کا بندہ، رسول اور کلمۃ اللہ ہے۔ روح اللہ ہے۔ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آئیں گے۔ وہ

بھی بھی کہیں گے کہ میں تمہارے اس کام کے لائق نہیں ہوں۔ لیکن تم جاہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس وہ ایسا بندہ ہے کہ اللہ نے جس کے پہلے پچھلے گناہ معاف کر دیے ہیں۔ لہذا سب لوگ میرے پاس آئیں گے۔ میں جاؤں گا اور میں اپنے رب سے کچھ کہنے کی اجازت چاہوں گا۔ مجھے اس کی اجازت ملے گی۔ جس وقت میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کی ہیبت و عظمت کے پیش نظر جدے میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ مجھے (کمال بے پرواہی کے ساتھ) جب تک چاہیں گے چھوڑ دیں گے (میں کمال بغیر سے بحمدے میں رہوں گا۔ کچھ کہنے کے لئے سراخانے کی جرأت نہیں کروں گا) پھر کمال و عنایت سے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا جائے گا کہ اٹھے اے محمد اور کچھ کہے آپ کی بات سنی جائے گی اور کچھ مانگئے آپ کی دعا قبول کی جائے گی۔ آپ کی سفارش سمجھے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لہذا میں اپنے رب کی تعریفیں کروں گا جو اللہ مجھے سکھائے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا لہڈ امیرے لئے (قبول ہونے کی) ایک حد مقرر کی جائے گی تو میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ اس کے بعد پھر میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا (تو اس کے جلال و عظمت کے آگے) سجدے میں گر جاؤں گا۔ لہذا جب تک اللہ تعالیٰ مجھے اسی حالت میں چھوڑ ناچاہے گا چھوڑ دے گا (کمال بے پرواہی کے ساتھ) پھر شخص اس کی رحمت و عنایت سے یہ کہا جائے گا کہ اٹھے اے محمد! کہے تیری بات سنی جائے گی۔ سوال سمجھے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ سفارش سمجھے تیری سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی تعریفیں کروں گا جن کی تعلیم و خود مجھے دے گا۔ پھر میں سفارش کروں گا، پھر میرے لئے (تعداد کی) ایک حد مقرر کی جائے گی۔ میں ان کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں اپنے رب کی طرف رجوع کروں گا۔ جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو اس کے لئے سجدہ میں گر جاؤں گر جاؤں۔ پھر وہ مجھے جب تک چاہے گا جنت میں چھوڑ دے گا (بے نیازی کے ساتھ) پھر کہا جائے گا اٹھے اے محمد کہے آپ کی بات سنی جائے گی، سوال سمجھے آپ کو عطا کیا جائے گا، سفارش سمجھے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ پھر میں اپنے رب کی حمد بیان کروں گا جو مجھے سکھلا گئے گا، پھر میں سفارش کروں گا، پھر میرے لئے (لوگوں کی بخشش) کی حد مقرر کی جائے گی۔ لہذا میں اتنے لوگوں کو جنت میں داخل کروں گا۔ پھر میں کبوتوں گا اے میرے رب:

ما بقى فِي النَّارِ إِلَّا مِنْ حَسْبِ الْقُرْآنِ (إِذْ وَجَبَ عَلَيْهِ الْخَلُودُ)

جہنم میں صرف وہ باقی رہ گئے ہیں جن کو قرآن نے روک رکھا ہے۔ یعنی جس پر جہنم میں ہمیشہ ہنا واجب ہو چکا ہے۔ از روئے قرآن یعنی شرک باقی رہ گئے ہیں۔

اس کو بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے اور مسلم، حشام، دستوائی وغیرہ کی روایت سے ابو عوانہ کی حدیث میں قادة سے مردی ہے کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کریں گے۔

اور ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام پہلوؤں اور تمام پچھلوؤں کو ایک ہی میدان میں جمع کریں گے اور ان کو بلا نے والا سوائے گا (یعنی تاحد آواز لوگ جمع ہوں گے) اور گذرے گی ان سب سے نظر (یعنی تاحد ٹکہ لوگ ہوں گے) اور قریب آجائے گا سورج اور لوگ غم اور کرب کے مارے اس کی تاب نہیں رکھیں گے اور برداشت نہیں کر پائیں گے۔ پھر آپ نے بھی مذکورہ قصہ ذکر کیا۔

امام تہذیقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تہذیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

یہ حدیث جامع ہے مسئلہ اجتماعی شفاعت نبی علیہ السلام کے لئے جس کے نتیجے میں آپ تمام لوگوں کو اس مقام پر اس غم اور کرب سے نجات

دوا میں گے سورج کے سامنے طویل قیام کی وجہ سے لوگ جس فتاب نہ لاسکیں گے۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی امت کے گناہگاروں کے لئے سفارش کرنا اس کے بعد ہوگا۔

گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ طرح کی شفاعت کا اعزاز حاصل ہوگا۔ پہلی اجتماعی شفاعت جس کو شفاعت کرنی کہتے ہیں جو کہ تمام لوگوں اور امتوں کے لئے بات امتیاز ہوگی اور دوسری شفاعت انفرادی جو صرف آپ کی امت کے گناہگاروں کے لئے ہوگی۔ اس کو شفاعت صغری کہتے ہیں۔ (از مترجم)

اہل کبار کے لئے شفاعت

اور معید بن حلال کی روایت میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قصہ میں وہ بات بھی ہے جو دلالت کرتی ہے کہ یہ شفاعت صغری آپ کی امت کے اہل کبار کے لئے ہوگی۔ یعنی جو کبیرہ گناہ کے مرتكب تھے۔ آپ نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا کہ میں یہ کہوں گا کہ اے میرے رب میری امت۔ میری امت۔ لہذا مجھے کہا جائے گا کہ آپ جائیے، دیکھنے جہنم میں جو اپے لوگ ہیں، تن کے دل میں گندم یا جو کے دانے کے برابر ایمان ہوان کو بھی جہنم سے نکال لیجئے۔ اور دوسری بار یہ فرمایا کہ مجھے کہا جائے گا کہ جائیے جس کے دل میں رائی کے دانے برابر ایمان ہوان کو بھی جہنم سے نکال لیجئے اور تیسرا بار میں کہا جائے گا کہ جس کے دل میں رائی کے دانے سے کم تر سے کم تر مقدار میں ایمان ہوان کو بھی نکال لیجئے۔ (ظاہر ہے ایسی لوگ اہل کبار ہی ہو سکتے ہیں، لہذا یہ شفاعت اہل کبار کے لئے ہوگی۔ مترجم)

اہل کبار کے لئے رحمت عالم کی شفاعت

ہمیں خبر دی ہے ابوحسن علی بن محمد مقری نے کہ خبر دی ہے حسن بن محمد بن اٹھن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یوسف بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابی بکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معتمر بن سلیمان نے اپنے باب سے، انہوں نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کے حوالے سے، انہوں نے فرمایا محمد صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ جہنم سے ہروہ آدمی نکال لیں گے جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر خیر ہوگی۔ پھر آپ شفاعت کریں گے یہاں تک کہ ہر اس انسان کو جہنم سے نکال لیں گے جس کے دل میں ایک رائی کے دانے کے برابر ایمان ہوگا۔ اس کے بعد پھر آپ شفاعت کریں گے، یہاں تک کہ جہنم سے ہر اس انسان کو نکال لیں گے جس کے دل میں رائی کے دانے کے نصف سے بھی کم خیر ہوگی۔

امام تکلی رحمة اللہ علیہ نے فرمایا کہ ان تمام مذکورہ روایات میں اس بات پر دلالت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے اہل کبار کے لئے شفاعت فرمائیں گے۔

۳۶۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیر نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد آبادی نے اور ابو بکر قطان نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرزاق نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عبد الحمید منعائی نے مکہ مکرمہ میں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اٹھن بن ابراہیم عباد نے کہ خبر دی ہے عبد الرزاق نے کہ خبر دی ہے معمربن ثابت نے ثابت

(۳۱۰) اخرجه الحاکم (۱/۲۹) عن محمد بن علی بن عبد الحمید. به.

واخرجه الترمذی (۲۳۳۵) من طریق عبد الرزاق. به وقال حسن صحیح غریب من هذا الوجه و اخرجه ابو داود (۳۷۳۹) من طریق اشعش العروانی عن انس.

سے، انہوں نے حضرت اُنس رضی اللہ عنہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لاهل الكبار من امتي

میری شفاعت میری امت کے لئے اہل کبار کے لئے ہوگی۔

یہ حدیث اشعث حدائی سے اور مالک بن دینار سے اور ثابت سے اور قادہ سے اور زیاد نیری سے اُنس بن مالک سے بھی مروی ہے۔

(۳۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسن محمد بن حسن علوی نے کہر دی ہے ابو حامد بن شرقي نے کہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یوسف سلمی نے کہمیں حدیث بیان کی ہے ابو حفص عمرو بن ابی سلمہ نے کہمیں حدیث بیان کی زہیر بن محمد نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے جابر سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

شفاعتی لاهل الكبار من امتي

میری شفاعت میری امت کے اہل کبار کے لئے ہے۔

امام تہذیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اس حدیث کو ولید بن سلم نے زہیر بن محمد سے اسی طرح روایت کیا ہے اور یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان تلاوت کیا تھا:

ولايشفعون الا لمن ارتضي (الایماء ۳۸)

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ میری تفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہوگی۔

(۳۲) ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو بکر محمد بن جعفر بن احمد مزکی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن ابراہیم عبدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن کعب طبی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید بن سلم نے، پھر اسی حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(۳۳) خبر دی ہے ہمیں ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معادیہ نے، انہوں نے کہا کہ مجھے خردی ہے ابو عمر ورنے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو کربلہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو معادیہ نے اعمش سے ابی صالح نے انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر نبی کی ایک مقبول دعا ہوتی ہے ہر نبی نے اپنی دعائیں جلدی کر لی ہے اور میں نے اپنی مقبول دعا اپنی امت کے لئے قیامت میں شفاعت کرنے کے لئے چھپا کر گی ہے۔ انشاء اللہ وہ ملنے والی ہے اس شخص کو جو اس حال میں مر گیا میری امت میں سے کہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں کرتا

(۳۴) آخرجه الترمذی (۲۰۳۶) و الحاکم (۱۹۱) من طریق جعفر بن محمد. به.

وقال الترمذی هذا حدیث حسن غریب من هذا الوجه يستغرب من حدیث جعفر بن محمد.

(۳۵) آخرجه الحاکم (۳۸۲۲) عن محمد بن جعفر بن احمد المزکی. به وصححه الحاکم علی شرط الشیخین ووافقه الذہبی ولكن علی شرط مسلم.

وآخرجه این ماجہ (۳۳۱۰) من طریق الولید. به دون ذکر الآية.

(۳۶) آخرجه مسلم (۱۸۹) عن ابی کریب وابن ابی شيبة عن ابی معاوية. به.

تحکیمی بھی شے کو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو کریب سے۔

امام ہنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عمرو بن ابی سفیان نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ اس کے حقیقی کو روایت کیا ہے ابو زر اور معاذ بن جبل اور ابوموسیٰ اور عوف بن مالک وغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

۳۱۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبد العزیز نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبد الصفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اساعلیٰ بن اعجل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عارم بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے حضرت جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم شفاعت کے سبب سے جہنم سے نکلے گی اور وہ اگئیں گے کویا کوہ پودے میں اور بیلیں ہیں (تعاریر) کا لفظ استعمال فرمایا۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہوتا۔ آپ نے (خفافیں) کے ساتھ اس کا مفہوم واضح کیا۔ (خفافیں) جمع ہے ضغبوں کی جو صفور کے وزن پر ہے۔ کھیرے اور گلزاری کے بیچ کو کہتے ہیں۔ یعنی ایسے اگئیں گے جیسے کھیرے گلزاری کے بیچ سیالاب کے کنارے پر اگتے ہیں۔

حmad نے کہا وہ اس میں ساقط تھا۔ حmad نے کہا کہ میں نے عمرو سے کہا اے ابو محمد میں نے ساتھا جابر بن عبد اللہ سے فرماتے تھے کہ ایک قوم آگ سے باہر آئے گی شفاعت کی بدلت۔ انہوں نے جواب دیا کہ جی ہاں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عارم سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اور بیفع سے حmad سے اور روایت کیا ہے اس کو عمران بن حصین وغیرہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے بعض معنی کے ساتھ۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے سوال

۳۱۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد بکر بن محمد صیری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حریبی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو فیض فضل بن دکین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عاصم محمد بن ابوبکر ثقیل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زید المفتقر نے، اس نے کہا کہ مجھے خارجیوں کی آراء میں سے ایک رائے دل کو لگ گئی تھی۔ میں جوان آدمی تھا، تم لوگ ایک گروہ کی صورت میں بیچ کے ارادے سے نکل گئے۔ پھر ہم لوگوں کی ملاقاتوں کے لئے نکلے۔ جب مدینہ منورہ میں ہمارا گذر ہوا تو ہم نے دیکھا کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ لوگوں کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں سنارے تھے۔ مسجد کے ایک ستون سے نیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے جہنسیوں کا ذکر کیا تو میں نے کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی، یہ کیا حدیثیں ہیں جو تم لوگوں کو بیان کرتے ہوئے، حالانکہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماتا ہے:

انك من تدخل النار فقد أخزىته (آل عمران ۱۹۲)

بے شک اے رب آپ نے جس کو جہنم میں ڈال دیا اس کو تو آپ نے رسوائی کر دیا۔ اور

وَكُلُّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أَعْيَدُوا فِيهَا (سجدہ ۴۰)

جب بھی جہنمی جہنم سے نکلنے کا ارادہ کریں گے اس میں اوتادیے جائیں گے۔

(یعنی ان آیات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ جہنمی جہنمی میں رہیں گے۔ باہر کی طرح بھی نہیں نکل پائیں گے اور آپ ہیں کہ شفاعت کی

(۳۱۳).... آخر جہ البخاری (۱/۸۲) و مسلم (۱/۱۷۸) من طریق حماد۔ به۔

(۳۱۵).... آخر جہ مسلم (۱/۱۷۹) عن حجاج بن الشاعر عن الفضل بن دکین۔ به۔

باتیں جہنم سے نکلنے اور اس کی مغفرت، پھر جنت میں داخلی کی باتیں کرتے ہیں اور اس کی حدیثیں سناتے ہیں (امتحن) یہ کیا ہے جو آپ لوگوں کو کہہ دے ہے؟

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا جواب

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: یعنی قرآن مجید پڑھتے ہو؟ میں نے کہا، تی ہاں۔ آپ نے فرمایا: کیا آپ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم عاید و علم کے مقام محدود کا سنا ہے جس پر اللہ تعالیٰ آپ کو مجھیں گے یعنی پہنچائیں گے؟ میں نے جواب دیا، تی ہاں سناتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام محدود ہے جس کے سبب سے اللہ تعالیٰ جہنم سے جس کو نکالنا چاہیں گے نہیں گے۔ انہوں نے کہا پھر حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے پل کو نصب کرنے کا ذکر کیا اور لوگوں کا اس پر گزرنا کہا۔ مجھے اس بات کا خوف ہوا۔ لگا کہ میں ان باتوں کو یاد رکھنیں رکھ سکوں گا۔ انہوں نے یہ دعویٰ کیا کہ کچھ لوگ جہنم سے نکلیں گے جہنم میں رہنے کے بعد اور تکوں کے پودوں کی (کالی) لکڑیوں کی طرح ہوں گے پھر وہ جنت کی نہروں میں سے ایک نہر میں ڈالے جائیں گے وہ اس میں غسل کریں گے۔ انہوں نے فرمایا، پھر وہ غسل کے بعد نکلیں گے تو ایسے ہوں گے جیسے سفید کاغذ ہوتا ہے۔ زین الدقیر راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد ہم واپس لوٹ گئے۔ پھر جنم نے آپس میں کہا تمہاری ہلاکت ہو کیا خیال ہے تمہارا کسی شیخ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ بول رہا ہے؟ ہم واپس لوٹے تو اللہ کی قسم جنم میں سے کوئی شخص خارجی نہ رہا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں جماجم بن شاعر سے، انہوں نے فضل بن دیکیں سے۔

۳۱۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے احمد بن سلمان فیقہ نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عاب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن اساعیل نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے وہب بن خالد نے عمرو بن میخی سے، اس نے اپنے باپ سے اس نے ابوسعید سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جب جنتی جنت میں داخل ہو جائیں اور جہنمی جہنم میں داخل ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، جس کے دل میں رانی کے دانہ کے برابر خیر ہو اس کو جہنم سے نکال لو۔ لہذا انکا لے جائیں گے جبکہ وہ خوب جل چکے ہوں گے اور کوئلہ ہو چکے ہوں گے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر وہ ایک نہر میں ڈالیں جائیں جس کو نہر حیات کہا جاتا ہے۔ پھر وہ ہاں سے ایسے نکلیں گے جیسے سیال ب کے کنارے دانہ اگتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا تم دیکھتے نہیں ہو وہ اگتا ہے تو مزاہ ہو پڑتا ہو اور پیلا ہوتا ہے۔

بنخاری نے اس کو صحیح میں موسیٰ بن اساعیل سے روایت کیا ہے اور مسلم نے اس کو درسرے طریق سے وہب سے روایت کیا ہے۔

۳۱۷: ہمیں خبر دی ہے امام ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بتائی ہے ابو بکر بن اخْلَق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ نے یعنی ابن اخْلَق انصاری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن ابی شیبہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے، اس نے کہا قادہ نے کہا تھا کہ میں نے سنائے ابوذر سے وہ حدیث بیان کرنے تھے سرہ، ہن جنوب سے کہ انہوں نے سنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا ہے تھے:

کچھ لوگ ایسے ہوں گے جنہیں آگ نے گھنٹوں تک پکڑ کھا ہو گا اور بعض کو کمر تک اور بعض کو پسلیوں تک پکڑ کھا ہو گا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابن ابی شیبہ سے اور سعید کی ایک روایت میں قادہ سے ہے کہ ان میں سے بعض لوگ وہ ہوں گے جنہیں آگ نے گھنٹوں تک

(۳۱۶) اخرجه مسلم (۱/۱۷۲) من طریق عفان عن وہب. به.

(۳۱۷) اخرجه مسلم (۲/۱۸۵) عن ابی بکر بن ابی ذیبة. به

پکڑ لیا ہوگا۔

امام تیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے حدیث ثابت بن عطاء بن یسار سے ابوسعید خدری سے تبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روئت۔ صراط اور اہل ایمان کے اس پر گذرنے کی روایت کیا ہے بھر ان سے یہ کہتا کہ:

”اے ہمارے رب ہمارے بھائی تھے جو کہ ہمارے ساتھ نہایں پڑھتے تھے اور روزے رکھتے تھے۔ حج ہمارے ساتھ کرتے تھے، جہاد ہمارے ساتھ کرتے تھے، انہیں آگ لگی ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ جس کی تم مثل صورت پہنچانے ہو اس کو جہنم سے نکال لو اور ان کی صورتیں آگ پر حرام کر دی گئی ہوں گی۔ یہ لوگ دیکھیں گے کہ کسی کو آگ نے اس کے قدموں تک پکڑ رکھا ہو گا اور بعض کو صعب پنڈلیوں تک بعض کو گھٹنوں تک، بعض کو کرنک۔ لہذا وہ بہت سے انسانوں کو نکالیں گے پھر لوٹیں گے اور کلام کریں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے دیکھو جس شخص کے دل میں ایک قیراط کے بر ابر خیر ہو اس کو نکال لو۔ لہذا اس طرح بھی وہ بہت سے لوگوں کو نکالیں گے۔ پھر لوٹیں گے اور اللہ تعالیٰ سے پھر کلام کریں گے۔ بار بار اللہ تعالیٰ اسی طرح فرماتا رہے گا۔ یہاں تک کہ فرمائے گا کہ جاؤ جس کے دل میں ایک ذرے کے بر ابر خیر ہو اس کو بھی نکال لو۔“

اور حضرت ابوسعید خدری جب یہ حدیث بیان کرتے تھے تو فرماتے تھے اگر تم مجھے سچا نہ سمجھو تو یہ آیت پڑھ کر دیکھو:

ان الله لا يظلم مثقال ذرة و ان تک حسنة يضاعفها (المسا ۳۰)

بے شک اللہ تعالیٰ نہیں ظلم کرے گا ایک ذرے کے بر ابر اور اگر کوئی نیکی ہوگی تو اسے دگنا کر دے گا۔

(پھر یہ سفارشی) کہیں گے، اے ہمارے رب، ہم نے باقی لوگوں کے دل میں کوئی خیر نہیں پائی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ بس ارحم الراحمین باقی رہ گیا ہے۔ ابوسعید نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فرشتے خغاوت کر چکے۔ نی شغاوت کر چکے۔ مومن بھی خغاوت کر چکے، باقی کوئی نہیں رہا۔ سو اے ارحم الراحمین؟ اللہ تعالیٰ آگ کا قبضہ خود سنبھالیں گے۔ پھر ایک اسکی قوم کو آگ سے نکالیں گے جو کوئلہ ہو چکے ہوں گے جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے لئے بھی بھی کوئی عمل نہیں کیا ہو گا اور وہ جنت کی نہر میں ڈالے جائیں گے جس کا نام ہے نہر حیات۔ پھر وہ اس میں پیدا ہوں گے قسم ہے اس ذات کی۔ جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ جیسے سیالاپ کے کنارے دنا آتا ہے۔ کیا تم نے اسے دیکھا نہیں جو سایہ میں ہوتا یہاں اور دھوپ میں ہوتا بزر؟ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ تو ایسے نقش سمجھ کر ہے ہیں جیسے آپ دیہات میں ہیں۔ فرمایا کہ پھر وہ اگیں اسی طرح پھر وہ ایسے نہیں گے جیسے موئی، پھر وہ اپنے گردنوں میں خاتموں کا زیور پہنانے جائیں گے۔ پھر وہ جنت میں بیجے جائیں گے۔ یہ جنہیں ہوں گے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آگ سے نکالا ہو گا بغیر کسی عمل کے اور بغیر کسی خیر کے جس کو انہوں نے آگے بھیجا ہو۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے لے لو جنت میں سے جو کچھ لو گے وہ تمہارا ہے۔ پھر وہ جنت سے لیں گے یہاں تک کہ تحک کر کر جائیں گے۔ فرمایا کہ پھر کہیں گے اگر ہمیں اللہ بتاتا تو ہم اور چلتے۔ اب اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہیں تھیں اس سے افضل دوں ہا جو تم لے چکے ہو۔ فرمایا کہ پھر کہیں گے اے ہمارے رب جو لیا ہے اس سے افضل اور کیا ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے وہ ہے میری رضا، آج کے بعد میں بھی ناراض نہیں ہوں گا۔

۳۱۸.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے اور ابوذر کریما بن الحنفی نے دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبد اللہ محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد الوہاب نے کہ خبر دی ہے جعفر بن عون نے کہ خبر دی ہے ہشام بن سعد نے کہ خبر دی ہے زید

بن اسلم نے عطاء بن یسار سے، ابی سعید خدری سے انہوں نے مذکورہ حدیث کوڈ کر فرمایا۔ اس کوسلم نے روایت کیا ہے ابوکبر بن ابوشیب سے جعفر بن عون سے۔

امام ہبھتی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ہبھتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے سعید بن میتب اور عطاء بن زید کی حدیث ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہے۔ اس قصہ کے بارے میں جس کے آخر میں یہ فرمان ہے کہ حقیقی سے کہا جائے گا کہ آپ کسی بھی شے کی تمنا کرے۔ پھر تمنا کرنے کا جب اس کی تمنا ختم ہو جائے گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ فلاں فلاں چیز کے بارے میں سوال کر۔ اس کا رب اس کی یاد دلائے گا یہاں تک کہ جب اس کی تمنا کیں ساری ختم ہو جائیں گی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے یہ جو کچھ آن ملا ہے یہ تیرا ہے اور اس کی مثل مزید او بھی تیرا ہے۔

ابو سعید خدری نے فرمایا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ بھی تیرا ہے اور اس کی مثل یعنی اس سے مزید وسیع بھی تیرا ہے۔ ہم نے ابو صالح کی حدیث میں ابو سعید سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو جہنم سے نکالیں جائیں گے۔ پھر وہ جنت میں ایک وقت خاص تک مخبر رہ رہیں گے۔ پھر ان سے کہا جائے گا کیا تم کسی شے کی خواہش کرتے ہو؟ وہ کہیں گے کہ ہم سے یہاں اٹھا دیا جائے پھر وہ بھی اٹھا دیا جائے گا۔

۳۱۹:..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیر نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد آبادی نے کہ خبر دی اے عباس، بن محمد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن موئی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے منصور سے انسوں سے ابراہیم نے انبیاء سے انہوں نے عبیدہ سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے انہوں نے فرمایا: بے شک میں جانتا ہوں جنت میں سب سے آخر میں داخل ہونے والے انسان کو اور جہنم میں سے سب سے آخر میں نکلے والے کوہ ایسا آدی ہو گا جو گھنٹوں کے بل دو ذکر جہنم سے نکلے گا اور اس سے اس کا رب کہے گا جاتا جنت میں داخل ہو جا، وہ کہہ گا میں نے دیکھ لیا ہے جنت بھر چکی ہے (یعنی اب میرے لئے جگہ باقی نہیں ہے) اللہ تعالیٰ اس کو تین بار ہبھی حکم دیں گے اور وہ ہر دفعہ یہی جواب دے گا کہ جنت بھر چکی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسے فرمائیں گے تیرے دنیا سے دل گناہ برداری جنت ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں محمد بن خالد نے اس نے عبد اللہ سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے اس کو جریر بن منصور کی روایت سے بھی نقل کیا ہے۔

امام ہبھتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہم نے یا انبیاء کتاب البیت و المشور میں نقل کر دی ہیں۔ لیکن ان میں سے بعض ابواب شفاقت میں اور بعض درسرے بابوں میں خصوصاً اس باب میں ہیں۔ جہنم سے آخر میں کون نکلا جائے گا؟ ہم نے اس کے ساتھ اور بھی ذکر کی ہیں مگر یہاں پر جو کچھ ذکر کیا ہے اتنا ہی کافی ہے اور توافق کاملنا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔

۳۲۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن احمد قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبد الوہاب فراء نے انہوں نے کہا کہ خبر دی ہے ابوالحسن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلام بن مکین نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو ظلال نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

ایک انسان جہنم کی آگ میں ہزار سال تک پکارتا رہے گا اے مہربان رب، اے احسان کرنے والے رب (مگر اللہ تعالیٰ اپنی بے پرواہی میں) (۳۱۹) اخرجه البخاری (۱۳۲/۱۲) فتح) عن محمد بن خالد عن عبد الله. به و اخرجه البخاری (۱۳۶/۸) و مسلم (۱/۱۷۳) من طریق جریر. به.

رہیں گے) (جب چاہیں گے) فرمائیں گے اے جبریل جاؤ میرے اس بندے کے کولا کر پیش کرو۔ فرمایا کہ جبریل جا کر دیکھیں گے تو وہاں تو اہل جہنم من کے مل پڑے رور ہے ہوں گے۔ جبریل واپس آ کر اپنے رب کو اس بات کی خبر دیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ جاؤ اسی کو لے آؤ (جو ہزار سال سے مجھے پکار رہا ہے) اس کا فلاں فلاں مرتبہ بھی تھا۔ جبریل جا کر اس کو لے آئیں گے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پوچھیں گے کہمیرے بندے تم نے پناہ مکان کیما لیا جنم میں اور اپنی آرام گاہ کیسی پائی۔ عرض کرے گا؟ یا رب بدترین مکان، بدترین آرام گاہ ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا واپس لے جاؤ۔ اس کو اس کے اسی مقام پر جہاں سے آیا ہے۔ وہ عرض کرے گا، اے رب مجھے تو آپ سے یقون نہیں تھی بلکہ یقون تھی کہ جب مجھے آپ جنم سے نکالیں گے تو وہیں نہیں بھیجنیں گے۔ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرمائیں گے چھوڑ دو میرے بندے کو۔

امام تیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، اسی طرح مردی ہے اس حدیث میں اور، ہم نے شریف بن مفضل کی حدیث کو روایت کیا ہے ابو مسلم سے ابو نظرہ ابوسعید سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بہر حال اہل جہنم جو واقعی اس کے اہل ہیں وہ جہنم میں نہیں ہریں گے اور نہ ہی جنیں گے۔ لیکن ان کو آگ پہنچی گی ان کے گناہوں کے سبب سے۔“ ذوب کاظم یا خطلیا کا لفظ فرمایا تھا۔ دونوں سے مراد گناہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ موت دیں گے ان کو یہاں تک کہ جب وہ کوئی دن جائیں گے۔ شفاعت کی اجازت مل جائے گی اور ان کو لایا جائے گا جلی ہوئی لکڑیوں کی گشی کی طرح جلس چکے ہوں گے پھر وہ جنت کی نہروں میں پھینک دیے جائیں گے، پھر کہا جائے گا اے اہل جنت ان پر پانی اٹھیں دو، پھر وہ ایسے اگیں گے جیسے سیلاپ کے کارے اگتا ہے۔ ایک آدمی کہتا ہے کہ جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیہات میں تھے۔

۳۲۱: ...ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو نظر فیقر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصر بن احمد بغدادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصر بن علی جہضی نے، انہوں نے کہا اور مجھے خبر دی ہے ابو نظر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ جعفر بن احمد شافعی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالابعث احمد بن مقدام نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن مفضل نے پھر اس حدیث کو اس نے ذکر کیا ہے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے نصر بن علی سے اور سیمان تیہقی نے اس کو روایت کیا ہے ابو نظر سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ارشاد فرمایا اور آپ اس آئت پر آئے:

انه من يات ربہ مجرماً فان له جهنم لا يموت فيها ولا يحيى (طہ ۷۴)

جو شخص اپنے رب کے پاس بحیثیت مجرم آئے گا اس کے لئے جنم ہے اس میں نہ مرے گا اور نہ جنمے گا۔

آپ نے جب یہ آیت بیان فرمائی تو اس کے بعد اسی مذکورہ حدیث کا مفہوم بیان فرمایا ہے جسے ہم نے ابو مسلم سے ابو نظر سے روایت کیا ہے۔

امام تیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

احتمال ہے کہ اللہ تعالیٰ کا بھی سلوک ہو بعض ان اہل توحید کے ساتھ جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور جیسے کہ پہلی حدیث میں ہے اگر اس کی اسناد صحیح ہو جو ان کے بعضوں کے ساتھ اس کا سلوک مذکور ہے اور اسی طرح ہم نے یہاں نقل کیا ہے۔ اور کتاب البیث والمشور میں ان کا حال مختلف ہوا جاؤ گے تو تکلیس گے وہ اپنے اپنے گناہوں کے مطابق ہوں گے اور اس مقدار کے مطابق جو اللہ تعالیٰ ان کو سزا دینا چاہیں گے،

(۳۲۰) اندرجه المصنف فی البعث والنشور (۵/۷)، وأحمد (۲۳۰/۳) من طریق سلام بن مسکن. به.

(۳۲۱) اندرجه مسلم (۱/۲۷) عن نصر بن علی الجھضمی. به

اللہ تعالیٰ ہمیں اپے فضل اور رحمت کے ساتھ آگ سے بچائے۔

۳۲۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن مرزوق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسلم بن ابراہیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد بن زید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اشعث بن جابر نے معاں نے کہا کہ میں نے کھا صن سے اے ابوسعید اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں کیا کہتے ہیں:

بِرِيدُونَ إِن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ بِخَارِجٍ مِنْهَا (ماہ ۲۷)

جابرنے کہا کہ حضرت ابوسعید صن نے اپنا تھا اپنی ران پر مار الاور فرمایا کہ یہ لوگ اہل جہنم ہیں۔ یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا تھا اور ان کو اس پر مسواد نہ بھی کیا گیا تھا۔ تو ان سے اس کا انتقام صراط پر لیا جائے گا۔
پھر اللہ تعالیٰ ان کو معاف کر دے گا۔

روایت کیا گیا ہے کہ جابر نے اسی جیسا جواب دیا تھا۔

۳۲۳: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدالان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عثمان اهوazi نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن علی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایوب بن عتبہ نے قیس بن طلق بن علی سے اس نے اپنے باپ سے کہ میں شفاعت کے عقیدے کا خفت ترین خلاف تھا۔ یہاں تک کہ میں جابر بن عبد اللہ کے پاس آیا۔ میں نے ان کے سامنے ہر وہ آیت پڑھی جس پر میں قادر تھا اہل جہنم کے خلواد اور دائی جہنم کے بارے میں۔ انہوں نے مجھے فرمایا اسے طلق تو مجھے کے کتاب اللہ کو زیادہ جانتا ہے اور سنت نبی کو بھی زیادہ جانتا ہے۔ بے شک جو کچھ تم نے آیات پڑھی ہیں ان کے اہل اور ان کے مصدق اور ہیں۔ لیکن یہ لوگ جنہوں نے گناہوں کا ارتکاب کیا ہے یہ عذاب دینے جائیں گے۔ پھر اس میں سے نکال لئے جائیں گے۔ ہم بھی پڑھتے جیسے تم نے پڑھا ہے اور اس روایت کی شاہد روایت جابر بن عبد اللہ سے اسی جلد میں گذر پھی ہے۔

۳۲۴: ہمیں خبر دی ہے علی بن عبدالان نے کہ خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نعیم بن حماد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عینیہ نے عمرو بن دینار سے انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ ایک جماعت آگ سے نکالی جائے گی اس کے بعد کوہ اچھی طرح جل پھے ہوں گے۔ پھر وہ جنت میں داخل ہوں گے۔ عمرو بن دینار نے کہا کہ عبید بن عیسر نے فرمایا کہ ایک قوم با جماعت جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عبید سے ایک آدمی نے کہا اے ابو عاصم، یہ یہ کہی حدیث ہے جو تم بیان کرتے ہو۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ عبید بن عیسر نے کہا مجھ سے ہٹ جائے اج اگر میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے میں صحابے نہیں ہوتی تو میں اس کو بیان نہ کرتا۔

۳۲۵: سفیان کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عمرو بن عبید آئے اور ان کے ساتھ ایک آدمی تھا جو کہ ان کی خواہشات کا تابع تھا۔ چنانچہ عمرو بن عبید حظیم میں داخل ہوئے اور اس میں نماز پڑھی۔ اس میں سے ان کے ساتھی نظری اور وہ عمرو بن دینار پر کھڑے ہو گئے اور اہن دینار اس

(۳۲۲) عزاه السیوطی فی الدر المثور (۲۸۰/۲) لامن المنذر والمصنف فی الشعب.

(۳۲۳) آخرجه مسلم (۱۷۸/۱) من طریق سفیان بن عینیہ به بلفظ.

"إِنَّ اللَّهَ يَخْرُجُ نَاسًا مِنَ النَّارِ فَيُدْخِلُهُمُ الْجَنَّةَ"

آدمی کو حضرت جابر بن عبد اللہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث بیان کرنے لگا وہ آدمی عمر و بن عبید کی طرف آیا اور ان سے کہنے کا اسے گراہ آدمی کیا تو ہمیں یہ خبر نہیں دیتا تھا کہ جہنم میں سے کوئی ایک بھی نہیں نکلا گا۔ اس نے کہا جی ہاں۔ اس آدمی نے کہا یہ ہے عمر و دینار یہ دعویٰ کرتے ہیں۔ انہوں نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنا تھا۔ وہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ لوگوں کی ایک جماعت جہنم سے نکالے جائیں گے اور جنت میں داخل کئے جائیں گے۔ سفیان کہتے ہیں کہ عمر و بن عبید نے کہا اس کا بھی ایک معنی اور مطلب ہے جسے ہم نہیں جانتے۔ سفیان کہتے ہیں کہ اس کا کوئی معنی ہے؟ سفیان کہتے ہیں اس کی دوستی چھوڑ دی اور ان سے جدا ہوا۔

۳۲۶..... اور ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیر نے خبر دی ہے ہمیں ابو حامد بن پلال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالازھر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوالماج نے عیسیٰ بن سنان سے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رجاء بن حیۃ نے، انہوں نے کہا کہ جابر بن عبد اللہ سے پوچھا گیا تھا کہ کیا تم گناہوں کو فرکا نام دیتے ہو یا شرک کا یا نفاق اور منافقت کا؟ انہوں نے کہا: اللہ کی پناہ (ہم ایسے نہیں کہتے بلکہ یہ کہتے ہیں) گناہ گارم تو من۔

امام تہذیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے اسی کے معنی میں روایت کی ہے علی بن ابی طالب سے اور سعد بن ابی و قاص سے اور حذیفہ بن یمان سے اور دیگر سے۔

تحقیق ثابت ہو چکا ہے۔ (ان روایات کے ساتھ) جو ہم نے یہاں ذکر کی ہیں اور کتاب البیعت والمشور میں کہ موسیٰ اپنے گناہوں کے سبب ہمیشہ جہنم میں نہیں رکھا جائے گا سوائے اس کے کہ وہ مقدار اور اندازہ نامعلوم ہو جو وہ جہنم میں رہے گا اور وہ شخص جس کو شفاقت ابتداء نصیب ہو جائے گی۔ یہاں تک کہ بالکل بھی عذاب نہیں دیا جائے گا وہ بھی نامعلوم ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ گناہ کا خطرہ عظیم ہے اور اس کا معاملہ بہت بڑا ہے۔ لیکن ہمارا رب غفور ہے جیسی ہے اور اس کی کوئی بھی خخت ہے در دنا کے۔

ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس اصم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے کہ ابراہیم بن مرزا وق نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عامر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی حشیش البوزر نے کہتے ہیں میں نے سنا تھا ابو عمر ان جوں سے وہ کہتے تھے تجوہ سے پہلے بھی لوگ نجات پائیں گے اور تمہارے بعد بھی۔

**فصل: وہ امورِ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی گرفت نہیں کریں گے
بلکہ اپنے فضل و کرم سے درگذر فرمائیں گے**

۳۲۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ مجھے خبر دی ہے ابو نصر محمد بن محمد بن یوسف فقیر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید داری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن محال نے کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریح نے اور خبر دی ہے ہمیں ابو عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زکریا یحییٰ بن محمد عزیزی نے اور یہ لفظ اسی کے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم عبدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امیریہ بن بسطام نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن زریح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح بن قاسم نے علاء سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیت اتری:
للہ ما فی السموات والارض و ان تبدوا ما فی انفسکم او تخفوه یحاصلکم به اللہ (ابقر، ۲۸۲)

جو کچھ آنون اور زمین میں ہے وہ سب کو جھوٹہ مارے دل میں ہے تم اس کو ظاہر کرو یا چھپاو اللہ تعالیٰ تم سے اس کا حساب لے گا۔ (اس میں ہے کہ جو بات دل میں ہے اس کا بھی حوالہ دینا پڑے گا)۔ یہ بات اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر گراں گذری، لہذا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے سامنے ادب سے دوز انوں ہو کر میٹھے۔ پھر سوال کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم اعمال میں ایسی تکلیف دیے گئے ہیں جس کی نیمیں استطاعت ہے، جیسے نماز ہوئی، روزہ اور زکوٰۃ اور صدقہ ہوئے اور اب آپ کے اوپر یہ آہت جو اتری ہے نیمیں تو اس عمل کی طاقت نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا تم یہی چاہتے ہو کہ تم وہی کہو جو کچھ تم سے پہلے الٰہ کتاب یہود اور نصاریٰ نے کہا تھا کہ ہم نے سنائے اور اس پر ہم نے تافر مانی کر لی ہے، بلکہ تم یوں کہو کہ سمعنا و اطعنا کہ ہم نے سنائے اور ہم نے اطاعت کی ہے۔ ہم تجھے سے تیری مغفرت کا سوال کرتے ہیں۔ اے ہمارے رب تیری طرف ہی لوٹا ہے اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہی کہا:

سمعنَا واطعنا غفرانك واليڪ المصير

ہم نے سنائے اور اطاعت کر لی ہے، ہم تجھے سے بخشش مانگتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف ہی رجوع کرنے کی جگہ۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے اس کو پڑھا تو ان کی زبانیں اس کے ساتھ جھک گئیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے پیچھے یہ نازل فرمایا:

آمنَ الرَّسُولَ بِمَا أَنْزَلَ إِلَيْهِ مِنْ رِبِّهِ وَالْمُؤْمِنُونَ كُلُّ أَمْنٍ بِاللَّهِ وَمُلْتَكِهِ وَكَتَبِهِ وَرَسُولُهُ لَا يَنْفَرِقُ بَيْنَ أَحَدٍ

مِنْ رَسُولِهِ وَقَالُوا سَمِعْنَا وَاطعْنَا غفرانك ربنا واليڪ المصير

رسول ایمان لایا ہے اس کتاب کے ساتھ جو اس کے رب کی طرف سے اس کی طرف اتاری گئی ہے اور ہم من بھی ہر ایک ایمان لایا ہے اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر۔ (وہ کہتے ہیں) ہم (ایمان لائے ہیں) کوئی فرق نہیں کرتے، اسی ایک کے ساتھ بھی اس کے رسولوں میں سے اور مؤمنوں نے کہا کہ ہم نے سنائے اور ہم نے اطاعت کی ہم آپ سے آپ کی مغفرت کا سوال کرتے ہیں اے ہمارے رب اور تیری طرف ہے جائے رجوع۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے یہ کام کیا تو اللہ تعالیٰ نے آہت کے اس حکم کو منسوخ فرمادیا۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی:

لَا يَكْلُفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسَعَاهَا لَهَا مَا كَسِبَتْ وَعَلَيْهَا مَا كَتَبْتَ رِبِّنَا لَا تَؤَاخِذُنَا إِنْ نَسِينَا أَعْطَنَا
نِئِينَ تَكْلِيفَ رِبِّنَا اللَّهُ تعالِيٰ کسی نفس کو گہرا اس کی طاقت کے مطابق اسی کے قائدے کے لئے جو اس نے نیک کام کیا اور اس کے اوپر وال
ہے جو اس نے غلط کام کیا۔ اے ہمارے رب اسیں گرفتہ کرنا اگر ہم سے بھول ہو جائے یا چوک ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ہاں میں نے دعا قبول کر لی۔

رِبِّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا أَصْرًا كَمَا حَمَلْنَاهُ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِنَا

اے ہمارے رب ہمارے اوپر ایسا بوجہ نہ رکھنا چیز کہ آپ نے ہم سے پہلے لوگوں پر بار کھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں نے دعا قبول کر لی ہے۔

رِبِّنَا وَلَا تَحْمِلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ

اے ہمارے رب ہم سے وہ مداری نہ ہو جس کی نیمیں طاقت نہ ہو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میں نے دعا قبول کر لی ہے۔

واعف عنا واغفر لنا وارحمنا انت مولانا فانصرنا على القوم الكافرين

ہمیں معاف فرماء، ہماری مغفرت فرمائے، تمازے اور حرج فرمائے تو یہ ہمارا ملک ہے اور کافروں کے اور پر ہماری مد فرمائے۔ (سورۃ قرآن ۱۸۶)

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں، میں نے یہ دعا قبول کر لی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے امری بن بسطام اور محمد بن منھال سے۔

۳۲۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موئی نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن فضل صالح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے عطا ابن سائب سے، انہوں نے سعید بن جبیر سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَإِنْ تَبْدُوا مَا فِي الْفَسْكِمْ أَوْ تَخْفُوهُ (ابقر، ۲۸۴)

اگر تم ظاہر کر دیا چھپا دیں کو جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اللہ تعالیٰ اس کا تم سے حساب لے گا۔

(استدرآک) یعنی یہ حکم صحابہ کرام رضی اللہ عنہ پر مشکل گزرا تو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انہوں نے اپنی تکالیف اور پریشانی بیان کی، اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص رحمت کے ساتھ آسانی پیدا کر دی اور دوسرا آسان حکم اتنا ردیا وہ یہ تھا:

لَا يَكْلُفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا لَهَا مَا كَسِبَتْ وَعَلَيْهَا مَا كَسِبَتْ (ابقر، ۲۸۵)

اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے جو شکی کرتا اس کے فائدے کے لئے ہے

اور جو نظری کرتا ہے وہ اسی پر دبالتا ہے۔

۳۲۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے کہ خبر دی ہے عبد اللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد العزیز بن عبد اللہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے سعید بن مر جان سے اس نے کہا میں حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں بیٹھا ہوا تھا، انہوں نے یہ آیت تلاوت کی:

لَهُ مَا فِي السَّمَاوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ

آخر تک پڑھنے کے بعد روپڑے، یہاں تک کہ میں نے ان کا گلا بھرانے کی آواز سنی۔ میں وہاں سے اٹھ کر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور میں نے ان کو اس بات کی خبر دی جو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے تلاوت کی تھی۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ابو عبد الرحمن کو یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہ کو معاف فرمائے۔ البتہ تحقیق مسلمان اس وقت بھی اسی طرح رنجیدہ خاطرہ اور دلکشی ہوئے تھے جب یہ آیت اتری تھی جیسے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو کبھی ہوئی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی:

لَا يَكْلُفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وَسْعَهَا

اللہ تعالیٰ کسی کو اس کی طاقت سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتے۔

اور وہ سوہ بھی ان پاتوں میں سے تھا جس کے ساتھ مسلمانوں کی طاقت نہیں تھی۔ پھر معاملہ اللہ کی قضاء کے پرداز ہو گیا کہ نفس کے بھلے کے لئے ہے جو شکی کرے گا اور اسی کے برے کے لئے جو رائی کرے گا، خواہ یہ بات قول میں ہو خواہ عمل میں ہو۔

۳۳۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو علی حسین بن علی حافظ نے کہ خبر دی ہے محمد حسین بن کرم نے بصرہ میں کہ ہمیں

(۳۲۸) ... عزاء السیوطی فی الدر المتنور (۱/ ۱۵۷) للطبرانی والمصنف فی الشعب.

(۳۲۹) ... عزاء السیوطی (۱/ ۳۷۴) لابن أبي شيبة وابن جریر والصحاح فی ناسخه والحاکم وصححه من طریق سالم عن ابیه.

حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن بن شیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے روح نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ خالد خدا سے، انہوں نے مردان سے، اس نے اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے ایک آدمی سے، میراگمان ہے اب عمر خلیفہ اللہ عنہ سے فرمایا کہ وان تبدوا مافی افسکم او تخفوه یا حاسکم بہ اللہ (ابقرہ ۲۸۳)

فرمایا کہ اس کو منسوخ کر دیا ہے اس کے بعد والی آیت نے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے اسماق بن منصور سے، اس نے روح سے۔

امام نبھی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام نبھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ شیخ بمعنی تخصیص و تمیز ہے اور پہلی آیت عموم کے مورہ میں وارد ہوئی ہے۔ لہذا بعد والی آیت آئی ہے اور آ کر یہ بیان کیا ہے کہ وہ چیزیں نہیں ہے جس کا موافقہ نہ کیا جائے گا۔ وہ ہے حدیث نفس (دل کی بات دل کا خیال) انسان جس کو دل سے دفع کرنے یا روکنے کی استطاعت نہیں رکھتا، یہ انسان کی طرف سے اس خیال کو پیدا کرنے اور باقی رکھنے میں انسان کا کسب نہیں ہے۔ اور معتقد میں سے بہت سے لوگ اس پر شیخ کے نام کا اطلاق کرتے تھے بر بنا، اتساع کے اور وسعت کرنے کے باس معنی کہ اگر دوسری آیت نہ ہوتی تو پہلی آیت ان تمام امور کے موافقہ پر دلالت کرتی۔

احتمال:

امام نبھی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

احتمال یہ ہے کہ یہ آیت اسکی چیز ہے جو حکم کو حسم ہے، گویا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے ان تمام چیزوں کے ساتھ موافقہ کرنے کا فیصلہ فرمایا اور ان سے اس چیز کو عبادت بنانے کا حکم فرمایا ہے اور اللہ تعالیٰ کو پورا پورا اختیار ہے کہ جس چیز کو چاہے ان کے لئے عبادات ہادے۔ جب انہوں نے شیخ اور طاعت کے ساتھ اس کا قابل کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے تخفیف کر دی اور ان سے حدیث نفس والی بات رکھ دی، یعنی فتح کر دی۔ لہذا اس اعتبار سے یہ جملہ یا سکم بہ اللہ۔ خبر ہوگی جو حکم کو تضمیں ہے۔ یعنی اس نے تمہارے محابے کا حکم و فیصلہ فرمایا ہے، اس کی مثال اسکی ہے جیسے اس آیت میں ہے:

ان یکن منکم عشرون صابروں یغلبوا مائین (الأنفال ۲۵)

اگر تم میں سے بیش جوان صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسرا کافروں پر غالب آ جائیں گے۔ یعنی حکم ہے اس بات کا۔

اس کے بعد فرمایا:

الآن حخف اللہ عنکم وعلم ان فيکم ضعفا فان یکن منکم مائة صابرہ یغلبوا مائین (الأنفال ۲۶)

اب اللہ تعالیٰ نے تم سے (حکم میں) تخفیف کر دی ہے اور جان لیا ہے کہ تمہارے اندر کمزوری ہے، اگر تم لوگوں میں سے ایک سو (مجاہد) صبر کرنے والے ہوں تو وہ دوسرا کافروں پر غالب آ جائیں گے۔

پہلا ستم منسوخ کر دیا اور دوسرا حکم پکا کر دیا۔ اور والی زیر بحث آیت کا بھی بھی حال ہے اور یہی حکم ہے کہ پہلے حصہ میں حدیث نفس اور دل کے خیال داروں پر بھی باز پرس کرنے کا حکم فرمایا تھا۔ جب مسلمانوں نے اپنی کمزوری اور اپنی مشکل کی بارگاہ درسالت میں شکایت کی تو اللہ تعالیٰ نے حکم میں تخفیف اور آسانی کر دی اور پہلا حکم منسوخ اور دوسرا پکا کر دیا۔ (متترجم)

امام بن تیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

یہ جو کچھ میں نہ لکھا ہے یا اس مجموعے کا خلاصہ ہے جس کو شیخ امام ابو بکر اسماعیلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس بارے میں ذکر کیا ہے بہ طابق اس کے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابو عمرو ادیب نے ان امور کی بحث میں جن کے بارے میں موآخذہ نہیں ہوا گا بلکہ ان کے حدیث اُس ہے۔ اس بارے میں ہی انہوں نے فرمایا ہے جس کا مفہوم ہم نے ذکر کیا ہے۔ پھر یہ لکھا ہے کہ اسی مفہوم میں یہ حدیث بھی ہے:

لک النظرة الاولی ولیست لک الثانية

کہ پہلی نظر (ہونا گہانی اٹھی) اس کی معانی ہے اور دوسری جو قصد اہوا اس کی معانی نہیں ہے اس لئے کہ پہلی نظر قصد و ارادے سے نہیں تھی لیکن جب نظر کا اعادہ کرے گا تو ایسے ہو گا جیسے اس نے خطرے کو پکا کر دیا ہو۔

امام بن تیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب خطرہ پکا ہو گی تو ایسے ہو گا جیسے نظر کو پکا کیا اور ثابت کیا۔

ابو سلیمان خطباتی کا قول:

ابو سلیمان خطباتی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کے بارے میں خبر دی ہواں میں نفع جاری نہیں ہوتا۔ مثلاً اس طرح کی خبر کہ فلاں کام ایسے تھا لیا اس نے یہ کام کیا ہے، یعنی گذرے ہوئے کام کے بارے میں، کیونکہ اگر اس میں نفع ہو تو کذب اور خلاف بتتا ہے۔ لیکن بعض کے نزد یہ کیک نفع اس میں بھی جاری ہوتا ہے۔ مگر اس صورت میں جب وہ خبر دے کہ وہ اس طرح کرے گا یہ اس لئے کہ جب وہ یہ کہہ کر ایسا کرے گا تو تمکن ہے کہ کسی شرط کے ساتھ مشرود ہو۔

اور جب اللہ تعالیٰ یہ خبر دے کہ اس نے یہ کام کیا ہے اس میں کوئی شرط داخل نہیں ہو سکتی۔ صحیح ترین وجوہات میں سے ہے۔ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے توجیہ کے مطابق آیت کی تاویل کی تھی اور یہ غفو اور تحفیف کے قائم مقام جاری ہو گی۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے تحفیف کی اور یہ اس کی طرف سے کرم ہے اور فضل ہے، اپنے قول کی خلاف ورزی نہیں ہے۔ ابو سلیمان نے فرمایا کہ وہ اخبار امر نبی جو شرط کے ساتھ متعلق ہوں ان میں نفع لوگوں کی ایک جماعت کے نزد یہ کیا جائز ہے، خواہ یہ خیر ماضی کے بارے میں ہو یا زمانہ مستقبل کے بارے میں۔

۳۳۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے کہ خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد مصری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن پیغمبر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن بارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی مسعود بن کدام نے قادہ سے، انہوں نے زرارہ بن ابی اوپنی سے، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تجوز لامتی عمما و سوت به انفسها او حدثت به انفسها مالم تکلم به او تعمل به

میری امت سے درگذر کیا گیا ہے۔ ان کے نفس جس چیز کا وسوسہ کریں یا ان کے نفس دل میں کوئی بات کریں جب تک تلمذ رکرے یا

اس کے ساتھ عمل نہ کرے۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسعود رضی اللہ عنہ سے۔

۳۳۲..... ہمیں خبر دی ہے علی بن محمد بن عبد اللہ بن بشران نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عفرا محمد بن عمر ورزاز نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفرا بن محمد شاکر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمام اور حماد اور بابان اور ابو گوانہ نے یہ سب حدیث

(۳۳۱).... آخر جه البخاری (۱۹۰/۳) و مسلم (۱/۱۷) من طریق مسعود.

(۳۳۲).... آخر جه مسلم (۱/۱۱۶) عن سعید بن متصور و قیۃ و محمد بن عبیدالکبری کلہم عن ابی عوانة. بد

بیان کرتے تھے قادہ سے، انہوں نے زرادہ بن ابی اویس سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے درگذر فرمایا ہے میری امت کی ان یاتوں سے جوان کے دل کی بات ہو یادل کا خیال ہو جب تک ان کے ساتھ کلام نہ کریں یا ان کا عمل نہ کر لیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن منصور سے اور ابو عوانہ سے۔
اور بخاری و مسلم نے اس کو قتل کیا ہے کنی وجہ سے حضرت قادہ سے۔

۳۳۳..... ہمیں خبر دی ہے علی بْن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن الحنفی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسد نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الوارث بن سعید نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، مجھے خبر دی ہے عبدالرحمن بن احمد بن حمودیہ مؤذن نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بغوی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے عبد الوارث بن سعید سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر ابو عثمان نے ابورجاء عطاروی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں لکھ دی ہیں، پھر ان کو بیان کر دیا ہے جو شخص ارادہ کرے نیکی کا اور اس کا عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اس کے لئے (صرف ارادہ کرنے پر) ایک نیکی لکھ دیتے ہیں اور جو شخص نیکی کا عمل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ان کے بد لے میں دس نیکیاں لکھتے ہیں۔ سات سو گناہ اور سات سو گناہ سے زیادہ تک بھی۔ اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کا عمل نہیں کرتا اللہ تعالیٰ صرف اس کا ارادہ کرنے پر بھی ایک پوری نیکی لکھتے ہیں اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے پھر اس پر عمل بھی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے صرف ایک گناہ لکھتے ہیں۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔

۳۳۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو صالح بن ابو طاہب عنبری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا تھیجی بن منصور قاضی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تھیجی بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن سلیمان ظہبی نے بعد ابو عثمان سے، انہوں نے ابورجاء عطاروی سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس میں جو آپ اپنے رب سے روایت کرتے ہیں کہ بے شک تمہارا رب رحیم ہے جو شخص نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا اس کے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور اگر نیکی پر عمل کرتا ہے تو وہ دس گناہ سے سات گناہ تک اور بہت ساری امثال نیکی لکھی جاتی ہے اور جو شخص برائی کا ارادہ کرتا ہے اور اس پر عمل نہیں کرتا (نہ کرنے پر) ایک نیکی لکھی جاتی ہے اور اگر برائی کا ارادہ کر لیتا ہے تو اس کے لئے ایک برائی لکھ دی جاتی ہے یا اللہ تعالیٰ اس کو بھی مٹا دیتے ہیں اور نہیں بلکہ ہوتا اللہ تعالیٰ کی طرف سے مگر بلاک ہونے والا۔

۳۳۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تھیجی بن محمد بن تھیجی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تھیجی بن تھیجی نے کہ خبر دی ہے جعفر بن سلیمان نے اسی اسناد کے ساتھ اسی حدیث اسی ذکر کی مشل۔ اس کو مسلم نے صحیح میں تھیجی بن تھیجی سے روایت کیا ہے۔

امام تھیقی کا قول:

امام تھیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے حام بن مدیہ کی حدیث میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاست و ای حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر ارادہ کرنے والا برائی کو ترک کر دے تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں (کہ برائی کو ترک

(۳۳۳) ... آخر جه مسلم (۱/۱۱۸) عن شیبان بن فروخ. به.

(۳۳۵) ... آخر جه مسلم (۱/۱۱۸) من طریق جعفر بن سلیمان. به.

کرنے پر) بھی اس کے لئے ایک سیکل کھدو۔ اس لئے کہاں نے گناہ کو جو ترک کیا ہے وہ بھی میری جزا کے لئے کہا ہے۔
یہ حدیث باب توبہ میں مذکور ہے۔

۳۳۶..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حضر بن محمد بن فضیر خلدی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موی بن ہارون نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تھبیہ بن سعید نے کہ خبر دی ہے مغیرہ بن عبد الرحمن حرامی نے ابوالزاناد سے، انہوں نے اعرج ہے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میرا کوئی بندہ کسی برائی کا ارادہ کرے تو اس کو نہ لکھو، یہاں تک کہ وہ اس کا عمل کر لے۔ اگر برائی کا عمل کر لے تو اس کی مثل یعنی ایک برائی لکھو اور اگر میرے لئے برائی کو ترک کر دے تو اس کے لئے (برائی نہ کرنے پر بھی) ایک سیکل کھدو اور جب سیکل کرنے کا ارادہ کرے اور ابھی عمل ہے کہ تو ارادہ کرنے پر اس کی ایک سیکل کھدو اور اگر سیکل کا عمل کر لے تو اس کی دس مثل کھدو سات مثل تک۔ اس کو بخاری نے صحیح میں حضرت قتیبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۳۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے اور احمد بن حسن نے اور محمد بن موی نے..... لوگوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن الحنفی صناعی سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الجواب عمار بن زریق سے انہوں نے اعمش سے، انہوں نے ابو صالح سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا: ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بعض اوقات دل میں ایسی بات کرتا ہوں جس کو زبان پر لانا یا بتانا تھی مشکل ہے جتنی کہ میرا آسمان سے نیچے گر جانا مشکل نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ذالک صریح الایمان یہ تو واضح ایمان ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں صناعی سے۔

اور اس کو روایت کیا ہے کہل بن الی صالح نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ لوگ آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اپنے نقوسوں میں کوئی بات پاتے ہیں جسے ہم زبان پر لانا پسند نہیں کرتے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیا تم یہ کیفیت پاتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا، جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہی صریح ایمان ہے۔

۳۳۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن الحنفی فیقد نے کہ خبر دی ہے احمد بن سلمہ نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے الحنفی بن ابراہیم نے کہ خبر دی ہے جریر نے کہل بن الی صالح سے، پھر اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔
اس کو روایت کیا ہے سلم نے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔

۳۳۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فیقد نے اپنے اصل ساعت سے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عثمان عمرو بن عبد اللہ بصری نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو احمد محمد بن عبد الوہاب نے انہوں نے کہا کہ میں نے سنا تعالیٰ بن عثمان سے، وہ کہتے تھے میں سعیر بن حس کے پاس آیا اور میں نے اس سے پوچھا، وہ سوسرہ الی حدیث کے بارے میں؟ اس نے مجھے حدیث بیان نہیں کی۔ میں روتا ہوا اپس ہو گیا۔ پھر بعد میں وہ مجھے خود ملے تو مجھ سے فرمایا: ہمیں حدیث بیان کی ہے مغیرہ نے ابراہیم بن علقہ سے، انہوں نے عبد اللہ سے، انہوں نے فرمایا کہ ہم نے

(۳۳۶) آخر جوہ البخاری (۱/۱۷۷) عن قتيبة بن سعید. به.

(۳۳۷) آخر جوہ مسلم (۱/۱۱۹) عن محمد بن اسحاق وغیرہ. به.

(۳۳۸) آخر جوہ مسلم (۱/۱۱۹) عن زہیر بن حرب عن جریر. به.

(۳۳۹) آخر جوہ مسلم (۱/۱۱۹) عن یوسف بن یعقوب عن علی بن عذام. به.

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آدی کے بارے میں پوچھا جو دل میں کوئی خیال پاتا ہو۔ اگر وہ آسان سے گرے اور اس کو پرندے اچک لیں تو یہ بات اس کو زیادہ محجوب ہوتی ہے اس سے کہ وہ اس بات کو زبان پر لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ تم حضن ایمان ہے یا فرمایا تھا کہ صرف ایمان ہے۔

اس کو سلم نے صحیح میں یوسف بن یعقوب صفار سے، انہوں نے علی بن عثمان سے روایت کیا ہے۔

امام تیقین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کو روایت کیا ہے جو ریسے اور سیمان تھی نے اور ابو عوانہ نے اور جعفر رازی نے مغیرہ سے، انہوں نے ابراہیم سے مرسل۔ جس میں اس کو ہمارے شیخ ابو عبد اللہ نے ابو علی حافظ سے روایت کیا ہے۔

۳۲۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیر نے کہ خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو قلاب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ شعبہ نے منصور و سیمان سے، انہوں نے ذر سے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے کہا، ایک آدی نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میر افس مجھ سے باتمیں کرتا ہے رب کے بارے میں۔ البتہ اگر میں جل کر کوئلہ ہو جاؤں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں ان بالوں کو زبان پر لے آؤں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الحمد لله الذي لم يقد لكم الاعلى السوسة الخ

ایک سے فرمایا: اللہ کا شکر ہے جس نے قدرت نہیں دی تھیں مگر صرف دوسرا۔ پر۔

اہر دوسرے سے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا معاملہ لوٹایا ہے دوسرا کی طرف۔

۳۲۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو عبد اللہ الحنفی بن محمد یوسف سوی نے اور محمد بن حوی نے ان لوگوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس اصم نے، انہوں نے کہا، ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن سلیمان اصفہانی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد الرحمن بن محمدی نے سفیان سے، انہوں نے منصور سے، انہوں نے ذر سے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اپنے دل میں سکی بات پاتا ہوں کہ اے میں بڑ کر کوئلہ ہو جاؤں تو مجھے وہ پسند ہے مگر زبان پر انا پسند نہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کا شکر کہ جس نے اپنا معاملہ دوسرا۔ پر طرف پھیردیا ہے۔

۳۲۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے کہ خبر دی ہے ابو بکر بن محمد بن احمد بن محمد بن حمودیہ عکری نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جعفر بن محمد قلائی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے آدم بن الیا اس نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قادہ نے ذر بن عمر سے، انہوں نے عبد اللہ بن شداد بن حاد سے، انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ایک آدی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک کوئی ایک ہم میں سے اپنے نفس سے باتمیں کرتا ہے، اے کوئی اسکی شے بھی پوشاں آتی ہے کہ اگر وہ جل کر کوئلہ ہو جائے یا اس کو پسند ہوتا ہے گمراں کو زبان پر لانا گوارا نہیں ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: البتہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے۔ اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا معاملہ دوسرا کی طرف پھیردیا ہے۔

(۳۲۰)۔ اخرجه احمد (۱/۳۳۰) من طریق شعبہ۔ به۔

(۳۲۱)۔ اخرجه احمد (۱/۲۲۵) من طریق سفیان۔ به۔

(۳۲۲)۔ اخرجه ابوداؤد (۵/۱۱۲) من طریق منصور۔ به۔

۳۲۲ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فضل نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن جعفر نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد العزیز بن عبد اللہ الولی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے ائمہ شاہاب سے، انہوں نے یحییٰ بن عمارہ بن ابی حسن مازنی سے، اس کو بغیر پچھلی ہے کہ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کچھ جوانوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دوسرے کے ہاتھے میں سوال کیا جن کا شیطان ان کے دلوں میں دوسرا ذات ہے۔ وہ لوگ کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم لوگ اپنے نفسوں میں اور دلوں میں ایسے ایسے خیال پاتے ہیں کہ اگر ہم ریاستارے پر جا کر نیچے گر جائیں (اور ہلاک ہو جائیں) تو یہ ہمیں پسند ہو گا، مگر اس خیال کے ساتھ کلام کرتا پسند نہیں ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ واقعی تم ایسے ایسے خیالات پاتے ہو؟ یہ تو صریح صاف ایمان ہے۔ (کہ بری بات کو زبان پر لانا بھی، گوارانہ ہو، اور برائی دوڑ کی بات ہے، اس کو زبان پر لانا بھی اس قدر بامحسوں ہو) بے شک شیطان یہ چاہتا ہے کہ وہ بندے کو ایسی ایسی برائی میں واقع کر دے۔ مگر جب بندہ ایسی برائی سے محفوظ رہتا ہے تو پھر وہ اسی برے خیال میں واقع کر دیتا ہے۔

امام تیہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بے شک کسی انسان کا دل برے خیال کے آنے پر ٹمکن ہو جاتا ہے جو کہ انسان کے اپنے اختیار سے نہیں آیا۔ جس کے روکنے پر وہ قادر بھی نہیں ہوتا اور ایسے برے خیال سے کراہت کرنا اور اس سے ذرالت اللہ کی محبت ہے اور حفاظت اور حقیقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو برائیوں سے اور برے خیالات سے حفاظت فرمائے اور اپنے خصوصی فضل و کرم سے ہماری مغفرت فرمائے اور آخرت میں عذاب جہنم سے بچائے اور دخول جنت سے سرفراز فرمائے۔ آمین یا رب العالمین (مترجم)

فصل: ظلم اور زیادتیوں کی قصاص اور بدالے

۳۲۳ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے کہ خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن نعیم نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تھبیہ بن سعید نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن جعفر نے علاء بن عبد الرحمن سے۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کیا تم جانتے ہو کہ غریب اور مفلس کون ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ مفلس وہ ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ نہ ہو، سامان ضرورت نہ ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزے، زکوٰۃ (غرضیکہ ساری نیکیاں لے کر آئے گریں (دنیا میں) کسی کو گالی دی ہو گی، کسی کو تہمت لگائی ہو گی، کسی کامال کھایا ہو گا۔ کسی کا نحق خون بھایا ہو گا۔ کسی کو پینا ہو گا۔ لہذا سب کو باری باری اس کی نیکیاں اس کی زیادتیوں کے بدالے چکانے کے لئے) اسی جائیں گی۔ پھر اگر اس کی نیکیاں اس کے مظالم کا بدل پورا کرنے سے پہلے ختم ہو گیں (تو بدلہ پورا کرنے کے لئے) مظلوموں اور زیادتی شدہ لوگوں کے گناہ لے کر اسی بندے کے اوپر ڈالے جائیں گے (اب صور تعالیٰ کچھ یوں ہو جائے گی کہ نیکیاں ساری بر باد اور گلام لازم، وہ بھی دوسروں کے گناہ۔ اب وہ غریب اور مفلس ترین انسان ہو گا، آخرت کے اور اعمال کے اعتبار سے) پھر اسے گھیت کر جہنم میں ڈال دیا جائے گا۔ (اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے بچائے) اس کو سلم نے صحیح میں تھبیہ سے روایت کیا ہے۔

قول تیہی رحمۃ اللہ علیہ:

امام تیہی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس حدیث کا متن باب زیادة الایمان و نقصانہ میں ذکر کیا ہے اور اس کی وضاحت بھی ذکر کی

(۳۲۲) ... اخرجه احمد (۲۳۱) من حدیث ابی هريرة دون قوله "إن الشيطان يربى أن يوقع ... " الخ.

(۳۲۳) ... اخرجه مسلم (۱۹۹۷) عن قبیہ بن سعید. به.

ہے۔ وہ یہ ہے کہ جو لوگ اس بات کے قائل نہیں ہیں کہ ایمان کے ہوتے ہوئے گناہوں کے بد لے میں نیکیاں بر باد ہو جائیں وہ کہتے ہیں کہ خصم کو اور دعویدار کو اس کی نیکیوں کے اجر میں سے دیا جائے گا۔ ان نیکیوں کا اجر جو اس کے گناہوں کی سزا کے بد لے میں ہوں گی تھام نیکیاں گناہ کے بد لے میں نہیں جائیں گی۔ اس لئے کہ نیکیوں کے اجر کی انتہا نہیں ہوتی اور گناہوں کی سزا کی حدود انتہاء ہوتی ہے۔ لہذا جس چیز کی حدود انتہاء ہے۔ اس کے بد لے میں وہ چیز لینا جس کی حد نہیں ہے۔ یہ کسی طرح بھی قرین انصاف نہیں ہوگا۔ باقی رہاضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ہے: ان فنیت حسناتہ۔ اگر اس کی نیکیاں فتاہ گئیں سے آپ کی مراد ہے ان کا آخر ہو جانا یعنی آخری نیکی اس کی نیکیوں میں سے جو سب کے مقابل ہو گی۔

۳۲۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عمر محمد بن عبد اللہ الدادیب نے خبر دی ہے ابو بکر اسماعیلی نے کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے اور ابو یعلی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد نے اور وہ اتنی منحال ہیں۔ انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ یزید بن زریع نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید نے قادہ سے انہوں نے ابوالموکل سے انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آہت کے بارے میں:

ونزعنما مافق صدورهم من غل اخوانا على سرور متقابلين (ابجر ۷۷)

اہل جنت کے سینوں میں سے ہم کھوٹ اور کدورت نکال دیں گے۔ بھائی بھائی ہوں گے تختوں پر آئے سامنے یعنیں والے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

موسیں (جنت کے) راستے پر گزر رہے ہوں گے کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک پل کے اوپر رُوك لئے جائیں گے اور بعض سے بعض کے ایک دوسرے کے لئے مظالم کا جو دنیا میں ہوتے تھے بدل لیا جائے گا۔ یہاں تک کہ جب لوگ خوب تہذیب و تقید کر لئے جائیں گے (یعنی گناہوں سے صاف ہو جائیں اور ایک دوسرے کے حقوق سے تو ان کے لئے جنت میں داخلے کی اجازت دی جائے گی۔ اللہ کی قسم ہر انسان جنت میں اپنے مٹکانے کو اس سے زیادہ پہچانے گا جتنا وہ دنیا میں اپنے گھر کو پہچانتا ہے۔ حضرت قادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ان کی مثال اس جماعت سے دی جاسکتی ہے جو اپنے مجتمع سے لوث گئی ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں صلت بن محمد سے انہوں نے یزید بن زریع سے۔

امام نہجۃ الہدی کا قول:

یہ حدیث احتمال رکھتی ہے کہ اس سے یہ مراد ہو کہ جب لوگ تہذیب و تقید اور صاف ہونے کے عمل سے گذر جائیں گے۔ بایس صورت کہ ان سے ان کے مخالف اور دعویدار رضی ہو جائیں گے اور ان کا رضی ہونا۔ بھی تو قصاص اور بد لے کے سبب ہوگا۔ جیسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اور کبھی بایس صورت ہوگا کہ اللہ تعالیٰ مظلوم کو ظالم کے ظلم سے بہتر اور زیادہ ثواب عطا فرمائیں گے اور ظالم کو اپنی رحمت سے معاف فرمادیں گے۔

۳۲۶..... اس بارے میں وہ حدیث بھی مردی ہے جو ہمیں ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر محمد بن حسین قطان نے کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین بن ابو عیسیٰ ہلالی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو داؤد طیاری کی نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبد القاهر بن سری نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن الکنانہ بن عباس بن مرداں سیلی نے اپنے والد سے، اس نے اپنے والد سے ادعا عباس

(۳۲۵)..... آخر جه البخاری (۱۳۸/۸ و ۱۳۹) عن الصلت بن محمد۔ به یزید بن زریع۔ به۔

(۳۲۶)..... آخر جه عبد الله بن أحمد في زواجها على المستند (۱۵، ۱۲/۳) من طريق عبد القاهر بن السري۔ به۔

بن مرواس سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرف کی شام کو اپنی امت کے لئے مغفرت اور رحمت کی دعا کی اور دعا کی کشافت فرمائی۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے وحی کی کہ میں نے ساری دعا میں قول کر لی ہیں مگر ایک دوسرے پر ظلم و زیادتی کے۔ باقی رہے ان کے آنہ توہہ میرے اور بندوں کے مابین ہیں وہ میں نے معاف کر دیئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر دعا کی کامے میرے رب تو اس بات پر بھی قادر ہے کہ مظلوم کو اس پر ہونے والے ظلم سے بہتر ثواب عطا کر دے اور ادھر ظالم کو بھی معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس دعا کو اس شام قبول نہیں فرمایا، پھر جب مزلف کی صبح ہوئی تو آپ نے پھر دعا کی۔ اب اللہ تعالیٰ نے اس دعا کو شرف قبولیت بخشنا اور فرمایا کہ میں نے ان کو بھی بخش دیا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسکرائے، آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ اس وقت مسکرانے ہیں جبکہ بظاہر مسکرانے کی کوئی وجہ نہیں تھی۔ فرمایا کہ میں مسکراہوں اللہ کے دشمن اٹھیں پر اس کو جب یہ معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے میری امت کے بارے میں میری دعا قبول کر لی ہے تو وہ پلٹ کر دیں اور ہلاکت کو پکار رہا ہے اور اپنے سر میں مٹی ڈال رہا ہے۔

امام تہذیبی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تہذیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث کے شواہد کثیر ہیں جنہیں ہم نے کتاب البیعت والنشور میں ذکر کر دیا ہے۔ اگر یا اپنے شواہد سمیت صحیح ہے تو اس میں مسئلہ نہ کو روکی جوت ہے اور اگر صحیح نہیں ہے تو (بھی مسئلہ کی جوت قرآن میں موجود ہے) اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ (السباء: ۳۸۷)

شرک کے مساوات میں کامعاف فرمادے گا۔

اور لوگوں کے ایک دوسرے پر مظلوم مساواتے شرک میں داخل ہیں۔

اور ثابت کی حدیث میں زید بن وہب سے ابوذر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبریل علیہ السلام آئے اور مجھے خبر دی کہ جو شخص میری امت میں سے مر گیا جو اللہ کے ساتھ شرک نہیں کرتا تھا وہ جنت میں داخل ہو گیا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ وہ زنا کرے اور چوری کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (بالکل جنت میں جائے گا) اگر چونا کرے اور چوری کرے۔

۳۷۴: ہمیں خبر ہے ابوزری بن حافظ نے ان کو محمد بن سالم بن ہانی نے اس کو سری بن خزیم نے ان کو عمر بن حفص نے ان کے والد نے، ان کو اعمش نے ان کو یہ بزری و ادب نے پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں عمر بن حفص سے اور مسلم نے کنیطریقوں سے اور اعمش سے روایت کیا ہے۔

امام تہذیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس کو ابوالاسود دیلی نے ابوذر رضی اللہ عنہ سے، اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو بھی بندہ لا الہ الا اللہ کہتا ہے پھر مر جاتا ہے وہ جنت میں داخل ہو جاتا ہے۔ ابوذر کہتے ہیں، میں نے عرض کیا، اگرچہ اس نے پوری اور زنا کی بھاویں۔ آپ نے فرمایا اگرچہ چوری اور زنا بھی کیا ہے وہی ذریعہ رضی کے خلاف ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے اور اس حدیث کے کئی شواہد ہیں۔ حضرت ابوورداء رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلم بن عفان رضی اللہ عنہ سے اور عبد اللہ بن مسعود عبادہ بن سامت رضی اللہ عنہ، جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ وغیرہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان

(۳۷۴) ... آخر جه البخاری (۱۱/۱۱) فتح) عن عمر بن حفص بن عیاث عن ابی بد.

وآخر جه مسلم (۶۸۷/۲) من طریق ابی معاویہ عن الاعمش. بد.

تمام روایات میں اور ابو ہریرہ اور ابو عسید کی روایات میں کوئی خالق بات نہیں ہے۔

گناہگار مومن کا جنت میں دخول بھی تو قصاص اور بد لے کے بعد ہوگا اور بدله بھی عذاب۔ یہ ساتھ ہوگا۔ ہمیں صورت کی مظلوم کی غلطیاں اور گناہ اس پردازی دینے جائیں گے۔ لہذا یہ بے چارہ اپنے اور اپنے خالق دعویدار کے گز ہوں میں پھنس کر رہ جائے گا اور کبھی اللہ تعالیٰ مظلوم کو از خود ثواب دیں گے اور ظالم کو بھی از خود معاف فرمادیں گے۔ شرطیک اس بارے میں آنے والی حدیث صحیح ہو۔

بانی رہا قصاص اور بدله نفس کا نفس کے ساتھ تو اس کا کوئی عقل مند قائل نہیں ہے، جو انسان دانت کے در و اور ایک دن کے بخار کے ساتھ صبر نہ کر سکتا ہے چاہئے کہ ہر ایسے امر سے اجتناب کرے جو اس کو دردناک عذاب اور خطرناک سزا سے دوچار کر دے، جس کی شدت اور تخفی کا کسی کو اندازہ نہیں اور انتہا کا علم نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ حدیث ابی ظلال میں حضرت انس بن مالک سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردی ہے کہ ایک بندہ قیامت کے دن جہنم میں ہزار سال تک پکارتا رہے یا دن ان یا منان پھر جریل علیہ السلام کو حکم ہوگا تو وہ اسے جہنم سے نکالیں گے۔ ہم اللہ کے عذاب سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔

۳۲۸... سبی خیر دی ہے ابو عسید بن ابو عمر نے، ان کو ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابو الدنیا نے، ان کو محمد بن حسان اور قرنے، ان کو عبد الرحمن بن مہدی نے، وہ کہتے ہیں کہ حزم بن ابی حزم کہتے تھے: اے اللہ جس پر ہم نے کوئی ظلم، زیادتی کی ہوا اللہ تو اس کو ہماری زیادتی کے بد لے میں بہتر ثواب عطا فرماؤ راس ظلم کو ہم سے معاف فرماؤ اور جس نے ہمارے اپر کوئی زیادتی کی ہوا اللہ تو ہمیں اس کے ظلم کے بد لے میں ثواب عطا فرماؤ راس زیادتی کو اس سے معاف فرم۔

۳۲۹... انہوں نے کہا کہ نہیں حدیث بیان کی ہے کہ ایک آدمی نے عبد القیون سے اہل بصرہ سے، اس نے کہا بعد بصریہ مابعدہ کہتی تھیں اے اللہ میں نے اس کو معاف کیا ہے، جس نے مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اے اللہ تو بھی مجھے اس سے معاف کروادے جس پر میں نے زیادتی کی ہو۔

فصل: حیات دنیاوی کے اختتام اور حیات اخروی کے آغاز کی کیفیت

اور قیامت کے دن کی وضاحت ”اشراط و علامات“

اما متنہی رحمۃ اللہ طیبیہ نے فرمایا دنیوی حیات کے اختتام کے متعدد مقدمات اور پیش آمدہ امور ہیں۔ جنہیں قیامت کی شرطیں کہا جاتا ہے اور وہی قیامت کی علامات اور نشانیاں ہیں۔

- (۱) دجال کا لکھنا۔
- (۲) حضرت عیسیٰ بن مریم کا نزول۔
- (۳) دجال کا قتل ہونا۔
- (۴) یا جو ج ماجو ج کا لکھنا۔
- (۵) دلبۃ الارض کا لکھنا۔
- (۶) سورج کا مغرب سے طلوع ہونا۔

یہ قیامت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔ اور وہ امور جو ان مذکورہ اشراط و علامات سے پہلے ہو جو میں آئیں گی وہ یہ ہیں:

- (۱) علم کا قبضہ ہونا۔
- (۲) جہالت کا غایہ ہونا۔
- (۳) اہل علم میں تکبر و تعالیٰ۔
- (۴) علم و حکمت کو پہنچنا۔
- (۵) گانے بجانے کے آلات کا ظاہر ہوجاتا۔
- (۶) شراب نوشی کا عالم ہونا۔
- (۷) عورتوں کا عورتوں سے اپنی خواہش پوری کرنا۔
- (۸) مردوں کا مردوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنا۔
- (۹) بڑی بڑی عمارات بنانا۔
- (۱۰) لڑکوں (یعنی غیر پختہ رائے رکھنے والوں) کا حکومت و اقتدار کرنا۔
- (۱۱) امت مسلمہ کے پچھلے طبقے کا پہلے طبقے کا لاعنت کرنا (یا برآ کہتا یا غلط کہنا)۔
- (۱۲) قتل کی کثرت ہوجاتا وغیرہ وغیرہ۔

یہ تمام مذکورہ امور اسباب حادث ہیں اور ان تمام مخبروں کے عیاں ہوجانے اور ظاہر باہر ہوجانے کے باوجود ان کے بارے ذرا نے اور متتبہ کرنے والی احادیث کو نقل کرنا تکلف ہے اور غیر ضروری ہے۔ علاوه ازیں وہ احادیث جو بڑی بڑی نشانوں کے بارے میں آئیں، ہم نے ان کو کتاب البعث والنفور میں درج کر دیا ہے۔ لہذا یہاں اب ان کے دوبارہ تعلیٰ کی ضرورت نہیں ہے۔ توفیق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

جب قیامت قائم ہونے کی شرائط پوری ہوجائیں گی اور وہ وقت آن پہنچ گا جو اللہ تعالیٰ تمام زندہ مخلوقات کو خواہ وہ آسمانوں میں رہتی ہوں یا زمین میں یا سمندر میں مارنے اور ختم کرنے کا ارادہ فرمائیں گے تو اسرافیل علیہ السلام کو حکم دیں گے، وہ بعض اہل علم کے نزدیک عرش الہی کو اٹھانے والے فرشتوں میں سے ایک ہیں اور صاحب لوح محفوظ ہیں۔ وہ صور پھوٹکیں گے۔ وہی قرن ہے۔

۳۵۰۔... ہمیں خبر دی ہے ابو علی زرود بادی نے، ان کو ابو بکر محمد بن عمر و یہاں ازی نے، ان کو عمرو بن حیثی نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو سلیمان بھی نے، ان کو اسلم علی نے، ان کو بشیر بن شفاف نے، ان کو عبد اللہ بن عمر و بن العاص نے، انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صور کے بارے میں پوچھا گیا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ایک قرن (یعنی سینگ) ہے۔ اس میں پھونک ماری جائے گی۔

۳۵۱۔... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو نعماں بن سالم نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سانیعقوب بن عاصم بن عمرو وہ بن مسعود سے، انہوں نے کہا کہ میں نے سا ایک آدمی سے اس نے کہا میں نے سانعبد اللہ بن عمر سے کہا اپ یہ کہتے ہیں کہ قیامت ایسے ایسے قائم ہو گی۔ انہوں نے فرمایا میں نے ارادہ یا تھا کہ میں تم لوگوں کو کوئی حدیث بیان نہیں کروں گا۔ میں کہتا ہوں کہ تم لوگ تھوڑے ہی دنوں کے بعد بہت بڑا معاملہ دیکھو گے (تھوڑے ہی

(۳۵۰) اخرجه احمد (۱۶۲/۲) والترمذی (۲۲۳۰ و ۳۲۲۳) والحاکم (۵۰۶/۲) من طریق سلیمان التیمی. به.

وقال الترمذی "حسن" إنما نعرفه من حديث سليمان التیمی. وصححة الحاکم ووافقه الذہبی.

(۳۵۱)....آخرجه مسلم (۲۲۰/۲) عن محمد بن بشار. به.

دنوں کے بعد) بیت اللہ کے جلے کا واقعہ میش آگیا۔ شعبہ نے کہا یہ بات یہاں جیسی بات۔
عبداللہ بن عمرو نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میری امت میں دجال نکلے گا اور وہ چالیس رہے گا ان میں۔ میں نہیں جانتا کہ دن، میتینے یا سال۔ پھر اللہ تعالیٰ ان میں عیسیٰ بن مریم کو بھیجیں گے۔ وہ عروہ بن مسعود نقیبی ہیسے ہوں گے۔ آ کر دجال کو تلاش کریں گے اور اس کو قتل دیں گے۔ پھر سات برس تک لوگ اس طرح رہیں گے کہ داؤ دیس میں بھی جھگڑا نہیں ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ شام کی طرف سے خندی ہوا چلا کیسیں گے۔ جس سے ہروہ آدمی انتقال کر جائے گا۔ جس کے دل میں ایک ذرہ کے برادر ایمان ہوگا یہاں تک کہ اگر کوئی شخص کسی پیہاڑ کے جگہ میں داخل ہو جائے تو وہ ہواں پر بھی بیٹھنے جائے گی۔ عبد اللہ بن عمرو نے کہا کہ میں نے یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنی تھی اور بدترین لوگ زندہ ہاتھی رہ جائیں گے۔

پرندوں کے ہلاک ہونے میں اور درندوں کے خواہوں میں (یعنی برائیوں کی طرف پرندوں کی طرح اڑ کر جائیں، اخلاق میں درندوں کی طرح) جو کسی نیکی کو نیکی نہیں سمجھیں گے اور کسی برائی کو برائی نہیں جائیں گے۔ شیطان ان کے سامنے بھیں بدل کر آئے گا اور ان سے کہہ گا کیا تم لوگ شرمنہیں کرتے۔ وہ لوگوں کو کہے گا اور وہ بتوں کی عیادت کریں گے۔ وہ اس کیفیت میں رزق کی فرداں میں ہوں گے، زندگی میش کی ہوگی۔ اس کے بعد صور پھونک دیا جائے گا جو بھی سنے گا، ہی کان لگائے گا اور کان لگاتے ہی مر جائے گا۔ جو نظر انہائے گا نیچے کرنے سے پہلے مر جائے گا۔ جو کروٹ پھرے گا مرنے سے پہلے مر جائے گا۔

پہلا شخص جو اس کی آواز سنے گا وہ پانی کا حوض پلاسٹر کر رہا ہو گا ان کر بے ہوش ہو جائے گا۔ اس کے بعد کوئی بھی باقی نہیں رہے گا، سب لوگ بے ہوش ہو جائیں گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ بارش کریں گے۔ پھنوار کی طرح یا سامنے کی طرح۔ نعمان کو شک ہے۔ اس بارش سے لوگوں کے جسم اگیں گے۔ اس کے بعد دوسرا بار صور پھونکا جائے گا۔ (جس کے نتیجے میں لوگ) اچانک لہرے دیکھ رہے ہوں گے۔ (زندہ ہو کر) اس کے بعد لوگوں سے کہا جائے گا چلو تم اپنے رب کے پاس (اعلان ہوگا) رکو، ان کو ان کا حساب ہوگا۔ اس کے بعد کہا جائے گا کہ آگ اور جہنم کے لئے لوگوں کو نکالو۔ پوچھا جائے گا کہ کتنی تعداد میں؟ جواب آئے گا ہر ایک ہزار میں سے نو سو نانوے چہنم میں۔ صحبو۔ محمد بن جعفر نے کہا کہ شعبہ نے مجھے یہ حدیث کئی بار بیان کی اور میں نے اس کو اس پر پیش بھی کیا تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ صحیح میں محمد بن بشار سے۔

امام تکمیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ عبد اللہ بن عمرو نے اس حدیث میں تمام بڑی بڑی انسانیاں ذکر نہیں فرمائیں ہیں یا جو جن ما جو جن کا لکھنا۔
دلبة الارض کا ظہور۔ سورج کا مغرب سے طلوع۔ عبد اللہ بن عمرو کے سواباتیوں نے عیسیٰ بن مریم کے نزول کے بعد یا جو جن ما جو جن ذکر کیا ہے اور اللہ تعالیٰ کا یا جو جن پر وہ بائی مرض کے ساتھ موت بھیجنایا قیامت قائم ہوئے پر اور انہوں نے نبی ریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ قیامت کی نشانیوں میں سے ظہور کے اعتبار سے پہلی نشانی سورج کا مغرب کی طرف سے طلوع ہوتا ہے اور دلتہ الارض کا ظہور صحیح چاشت کے وقت ہوگا۔ دنوں میں سے جو پہلے ظاہر ہوئی دوسرا چیز اس کے چیچھے ہوگی۔ پھر انہوں نے اپنی طرف سے یہ بات کہی کہ میراً مان ہے کہ ظہور کے اعتبار سے پہلی نشانی سورج کا مغرب سے طلوع ہونا ہوگا۔ ہاں یہ بات عبد اللہ بن عمرو نے اس وقت کی تھی۔ جب انہوں نے مرداں بن حکم کے قوم کے بارے میں خبر دی تھی کہ خود جن کے اعتبار سے پہلی نشانی دجال کا ظہور ہوگا۔ جب حدیث عبد اللہ صحیح ہے تو وہ اپنے ماسوں سے اولی ہے۔ اور وہ صحیح ہے۔ اس میں کوئی شک بھی نہیں ہے۔ اس لئے کہ اس کی اسناد صحیح ہے۔ واللہ اعلم۔ ان نشانیوں کے صور پھونکنے سے قبل ہے۔ میں کوئی شک نہیں ہے۔ بعض پہلے یا بعض بعد میں ہوں گی۔ مگر جو چیز آنے والی ہے وہ قریب ہے۔

تفیلی نے، ان کو موسیٰ بن اعین نے اعمش سے، انہوں نے ابی صالح سے، انہوں نے ابی سعید سے اور عمران باریتی سے، انہوں نے عطیہ سے، انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:
کسی لگی ہیں یہ نعمتیں، حالانکہ صور پھونکنے والے فرشتے نے اسے منہ میں لے لیا ہے اور حکم سننے کے لئے کان لگالیا ہے اور جیسی جھکائے منتظر ہے کہ کب حکم ہوا اور وہ پھونک مار دے۔ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر ہم کیا کہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تم یوں کہو:

حسبنا اللہ ونعم الوکیل علی اللہ تو کلنا

بسم اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کار ساز ہے، ہم نے اللہ پر ای بھروسہ کیا ہے۔

۲۵۲... ہمیں خبر دی ابو محمد عبد الرحمن بن محمد بن بالویہ مرکی نے، ان کو ابو ولید فتحی نے، ان کو ابراہیم بن علی نے، ان کو موسیٰ بن اعین نے، اس نے ابو صالح والی حدیث اس کے معنی کے ساتھ ذکر کی۔
امام نبیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

جب صور پھونکا جائے گا تو اہل زمین اور اہل آسمان سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ونفح فی الصور فصعب من فی السموات ومن فی الارض الا من شاء اللہ (الزمر: ۶۸)

قرن میں پھونک ماری جائے گی۔ پس بے ہوش ہو جائیں گے وہ سب جو آسمان میں اور جوز میں میں ہیں۔ مگر جس کو اللہ چاہے گا۔

(یعنی اللہ تعالیٰ جسے بے ہوشی سے بچانا چاہیں گے وہ بے ہوش نہیں ہو گا اور بے ہوشی سے محفوظ رہے گا)۔ (مترجم)

الا شاء اللہ فاما کر اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کے وقت اہل ارض و اہل آسمان پر ہونے والی بے ہوشی سے کن لوگوں کو استثنیٰ کیا ہے؟ وہ کون عظیم بستیاں ہوں گی؟ اس کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان بستیوں میں سے ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہوں گے۔ وہ ایک بار کوہ طور پر تخلیقاتِ اللہ کو دیکھ کر بے ہوش ہو گئے تھے۔ اس لئے کہ حدیث ثابت میں حضرت ابو یحیہ رضی اللہ عنہ سے اس مسلمان کے قصے میں ہے جس نے یہودی کو چھپڑا مار دیا تھا۔ جب یہودی نے یہ کہا تھا تم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر پر برگزیدہ بنالیا ہے۔ تو میں کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ تم لوگ اللہ کے بیوں کے درمیان کسی کو فضیلت دیتے ہوئے نہ کیا کرو۔ کیونکہ جس وقت صور پھونکا جائے گا تو آسمانوں اور زمین کی تخلیقات سب بے ہوش ہو جائیں گی، مگر جسے اللہ تعالیٰ بے ہوش نہ کرنا چاہیں گے وہ نہیں ہو گا۔ پھر دوسری بار اس میں پھونک ماری جائے گی اور میں پہلا شخص ہوں گا جو انھیما جائے گا۔ یا فرمایا تھا کہ میں بھی ان میں سے ہوں گا جو پہلے انھائے جائیں گے۔ (تو میں کیا دیکھوں گا کہ) موسیٰ علیہ السلام عرشِ اللہ کو پکڑے کھڑے ہوں گے۔ پس میں نہیں جانتا کہ کیا یوم طور والی بے ہوشی کے ساتھ حساب چکاوائے گے یا بے ہوش ہوئے مگر مجھے سے پہلے انھائے گئے۔

یہ حدیث صحیح ہے۔

امام نبیقی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام نبیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۲۵۲... اخیر حجہ ابن المبارک فی الرzed (۱۵۹/۷) و الترمذی (۲۳۳۱) و ابن ماجہ (۲۳۷/۳) و احمد (۳/۷۴ و ۳۷) و ابو نعیم فی

الحلیة (۵/۷۰۱ و ۱۳۰) من طرف عن عطیہ العوفی۔ بد و قال الترمذی حسن۔

وآخر حجہ ابن حبان (۲۵۶۹ موارد) والحاکم (۵۵۹/۳) من طریقین عن الأعمش عن ابی صالح۔ بد.

میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب میانچے میں انگیاء کی ایک جماعت کو دیکھنے کی خبر دی تھی۔ سوائے اس کے نہیں کہ یہ انگیاء کو دیکھنا اس تقدیر پر صحیح ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی ارواح کو ان کی طرف لوٹا دیا تھا۔ وہ اپنے رب کے ہاں زندہ ہیں، جب صور پھونکا جائے گا تو نجاشی اولیٰ کے وقت وہ بھی ہے ہوش ہونے والوں کے ساتھ بے ہوش ہوں گے۔ پھر یہ موت نہیں ہو گی اپنے تمام مفہومات کے ساتھ گھر صرف شعور اور سمجھنے کی قوت چلی جانے کے مفہوم میں۔ پھر اگر موئی علیہ السلام ان میں سے ہوں جنہیں اللہ تعالیٰ نے الامن شاہزاد کے ساتھ مستثنیٰ کیا ہے تو آپ کا شعور اور سمجھا اس حالت میں نہیں جائے گا۔

اور ہم نے سعید بن جبیر سے راویت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ وہ جنہیں اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ کیا ہے وہ شہداء ہوں گے جو تواریخ حائل کے عرش کے گرد کھڑے ہوں گے۔

اس بارے میں زید بن اسلم سے مرفوع حدیث مردوی ہے۔ انہوں نے اپنے والد سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ نے جبریل ائمہ سے اس آیت کے بارے میں سوال کیا کہ الامن شاہزاد کے ساتھ ہے وہ کون لوگ مراد ہیں جن کو اللہ تعالیٰ بے ہوش کرنا نہیں چاہیں گے؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ اللہ کے نام پر ہونے والے شہداء ہیں۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں خبر دی ہے کہ:

احیاء عند ربهم يرزقون (آل عمران ۱۶۹)

وَهُنَّا وُلْدٌ ہیں، اپنے رب کے پاس رزق دیے جاتے ہیں۔

اپنے وُلْدٌ اولیٰ (پہلی دفعہ صور پھونکنے میں) ان لوگوں کے ساتھ نہیں مریں گی جو اس وقت مریں گے زندوں میں سے۔

اور ہم نے زید بن اسلم سے راویت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جن لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے صور پھونکنے کے وقت بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے وہ بارہ عدد ہوں گے:

①..... جبریل علیہ السلام۔

②..... میکائیل علیہ السلام۔

③..... اسرافیل علیہ السلام۔

④..... ملک الموت۔

اور آٹھ حملہ العرش (عرش الہی کو اٹھانے والے فرشتے)۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے قول کو اختیار کیا ہے جن کا موقف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جن کو بے ہوش ہونے سے مستثنیٰ کیا ہے وہ شہداء ہیں اور انہوں نے اس بات کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اور شیخ حلیمی نے موئی علیہ السلام کے بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کو جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میں نہیں جانتا کہ وہ دیگر انگیاء سے پہلے اٹھائے گئے ہیں یا بے ہوش ہی نہیں ہوئے۔ اس کو تخصیص پر محال کیا ہے کہ ان کی تخصیصت ہے جیسے دنیا میں ان کی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمکاری ان کی فضیلت و تخصیصت تھی۔ یا ان کو اٹھانا دیگر انگیاء پر مقدم کیا گیا ہے۔ صرف اسی تدریختی وہ کوہ طور پر بے ہوش ہوئے تھے۔ جب ان کے رب نے پہاڑ پر اپنی ٹنگی تا آنکر وہ ہوش میں آگئے تھے۔ پہلے ہوش میں لانا اس لئے ہو گا تاکہ ان کے لئے اس ذریعہ سے اس بے ہوشی کا بدلت اور جزا ہو جائے۔ اس

میں نہیں ہے کہ فتح اولیٰ کے وقت وہ مریں گے۔

شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان لوگوں کے موقف کو ضعیف اور کمزور قرار دیا ہے جن کا خیال ہے کہ الامن شاہزادہ اللہ کا استثناء فرشتوں کے لئے۔ یعنی جبریل، میکائیل، اسرافیل، ملک الموت اور آٹھ حاملین عرش۔ یہ موقف اس لئے کمزور ہے کہ آئیت نے یہ خبر دی ہے کہ زمین و آسمان کے رہنے والے بے ہوش ہو جائیں گے۔ جبکہ یہ فرشتے زمین و آسمان کے ساکن نہیں ہیں۔ اس لئے کہ عرش تمام آسمانوں سے اور پر جاہے اور جبریل اور میکائیل ان فرشتوں میں سے ہیں جو صفاتیں دارے ہیں عرش کے کرو۔ لہذا آئیت کے مدلول کے تحت داخل ہی نہیں ہیں۔

اور اسی طرح آئیت کے تحت مخصوص بچ جو جنت میں ہیں وہ اور حوریں بھی داخل نہیں ہیں جو جنت میں ہیں۔ اس لئے کہ جنت آسمانوں سے اور پر ہے، جبکہ آئیت الہ زمین و اہل آسمان کے بارے میں ہے۔

پھر بعض آثار میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاملین عرش کو موت دے دے گا اور جبریل اور میکائیل اور ملک الموت کو سب کو موت دے کر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ:

لمن الملک الیوم

آج بادشاہی کس کی ہے؟

لہذا اسے کوئی جواب نہیں دے گا۔ لہذا وہ خود فرمائے گا:

للہ الواحد القهار

آج بادشاہی اکلیل اللہ زبردست کے لئے ہے۔

نیز ایک مرفوع حدیث میں روایت ہے کہ گوکار اس کی اسناد میں ضعف ہے اس لئے تم نے کتاب البعث والنشور میں ذکر کیا ہے۔

باتی رہی جنت کی بات تو جنت اور جو کوئی اس میں ہے حوریں وغیرہ وہ سب کچھ بقا کے لئے بنایا گیا ہے فنا کے لئے نہیں۔ جنت لذت و سرور کی

جگہ ہے اس میں جلوگ رہتے ہیں ان کے مرنے کی حدیث اور جہنم اور بارے پاس نہیں ہے۔ اور اگر کہا جائے کہ:

کل نفس ذاتۃ الموت (آل عمران)

ہر تنفس کو موت کا مزہ چکھتا ہے۔

کل شيءٌ هالك الا وجهه (القصص ۸۸)

ہر شے ہلاک ہونے والی ہے اللہ کی ذات کے سوا۔

شیخ حلبی نے اس کا جواب یہ دیا ہے کہ احتمال ہے کہ اس کا یہ معنی ہو کہ ہر شے ہلاکت کے قابل ہے۔ مطلب ہے جب ہلاکت کے قابل ہے تو اگر اللہ تعالیٰ اس کی ہلاکت کا ارادہ کریں گے تو وہ ہلاک ہو گی، مگر اللہ کی ذات۔ وہ برتر ہے، اس کی ذات قدیم ہے، ہلاکت وزوال سے پاک ہے اور وہ قدیم ہے تو قدیم وہی ہو سکتا ہے جس کے اوپر فنا جائز نہ ہو، ممکن نہ ہو۔ اور اللہ کے ماسوا ہر شے محدث ہے عدم سے وجود میں آئی ہے اور حادث شے عدم سے وجود میں آنے والی شے اسی وقت تک باقی رہ سکتی ہے جب تک اس کو باقی رکھنے والا اور بیجاد کرنے والا باقی رکھے۔ جب وہ بقا کو روک لے گا وہ چیز فنا ہو جائے گی اور ہمارے پاس اس بات کی بھی کوئی خوبی نہیں پہنچی کہ اللہ تعالیٰ عرش کو ہلاک کرے گا اور فنا کرے گا۔ لہذا چاہئے کہ جنت بھی اسی کی شش ہے۔ واللہ عالم۔

اما منہجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے اس کو روایت کیا ہے سفیان ثوری سے کہ انہوں نے اس آئیت کی تفسیر میں کہا:

کل شیء هالک الا وجہہ یعنی هالک الا مایبید به وجہہ
ہر شے ہلاک ہونے والی ہے مگر میں جس چیز کے ساتھ میں ارادہ کروں بقا کا۔

اور ایک روایت میں یوں ہے کہ ہر شے فنا ہونے والی ہے۔ مگر وہ اعمال جن کے ذریعہ اللہ کی رضا عنصوروں ہو اعمال صالح میں سے وہ ہلاک و تباہ نہیں ہوں گے۔

جب تمام زندے مر جائیں گے اور دوسرا نجح یعنی دوسری بار صور پھونکے کا وقت آجائے گا تو حدیث صور میں آیا ہے اور وہی حدیث ہے جو محمد بن کعب سے مروی ہے ایک رجل سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مگر اس کی سند میں مقابل ہے۔ راوی نے اس میں قصہ ذکر کیا ہے نجح اولیٰ کے بارے میں اور اس کے بعد کے بارے میں اور اس نے جرسیل، میکائیل کی موت کا ذکر بھی کیا ہے۔ پھر حاملین عرش کی موت کا اسرافیل کی موت کا۔ پھر کہا کہ عرش کے نیچے سے انسانوں کی منی کی کشل پانی اترے گا پھر آسمان کو حکم ہوگا کہ بارش برسا، چالیس دن تک اور تمام حسموں کو حکم دے گا کہ تم اگو جیسے کھبی اگتی ہے یا جیسے بزرہ کی انگوری اگتی ہے۔ پھر اس تک کہ جب ان کے جسم پورے ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ حملہ العرش کو جاہنے کی وہ زندہ ہو جائیں سو وہ زندہ ہو جائیں گے۔ پھر جرسیل اور میکائیل کو زندہ ہونے کا حکم ہوگا۔ میرا خیال ہے کہ دونوں کا اکٹھنے کر کیا تھا، ان کو ان کے مساوی کے ساتھ۔ سوب زندہ ہو جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دیں گے وہ سوراخاۓ گا اور اس کے منہ میں رکھے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام ارواح کو بلا کیں گے۔ وہ حاضر کئے جائیں گے۔ اہل ایمان کے ارواح چمک رہے ہوں گونور سے اور اہل کفر سے تاریک ہوں گے ان ارواح کو رکھے گا۔ قرن میں پھر اللہ تعالیٰ اسرافیل کو حکم دے گا کہ آب و اس میں نعمتیانی کے لئے دوبارہ جی اختنے کی پھونک مارے گا۔ چنانچہ روحیں ایسے نہیں گی جیسے تمہدی کی کھیاں لکتی ہیں۔

ان ارواح سے زمین و آسمان کے درمیان کی فضا بھر چکی ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مجھے اپنی عزت کی قسم اور اپنے جلال کی قسم ہے۔ ہر روح ضرور اپنے اپنے جسم کی طرف لوٹ جائے گی۔ لہذا ارواحیں ناکوں میں داخل ہو جائیں گی پھر حسموں میں ایسے چلیں گی۔ جیسے زہر یہ جانور کے ذنے ہوئے کہ جسم میں زہر چلتا ہے پھر ان سے جلدی جلدی زمین پھٹ پڑے گی۔

۳۵۲..... یہ حدیث ان میں ہے جن کی اسناد استاذ ابو الحاق اسفرائی کے سامنے پڑھی گئی تھی اور میں سن رہا تھا۔ یہ کہ ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے ان کو خبر دی۔ ان کو ابو قلاب بر قاشی نے ان کو ابو عاصم نے ان کو اساعیل بن رافع نے محمد بن یزید بن ابو زیاد سے انہوں نے محمد بن کعب قرقی سے اس نے انصار کے ایک آدمی سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور ہم نے روایت کیا ہے ایک دوسری حدیث میں ضعیف اسناد کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قیامت کے بیان میں اس میں صور اور قرن کی وضاحت اور اس کے بڑے ہونے کی اور اسرافیل کے بڑے ہونے کی بھی ہے، پھر اس میں کہا ہے کہ جب وہ وقت آجائے گا جس کا اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا۔ اسرافیل کو حکم ہوگا۔ وہ قرن میں چہل بار پھونک مارے گا۔ لہذا قرن سے پھونک تمام آسمانوں کی طرف نیچے آئے گی اور آسمانوں کے رہنے والے سارے اپنی کثرت سمیت بے ہوش ہو جائیں گے اور سمندر کے رہنے والی مخلوقات اپنی کثرت سمیت بے ہوش ہو جائیں گے۔ پھر وہ پھونک زمین کی طرف اترے گی۔ لہذا دھرتی پر رہنے والی تمام مخلوقات بے ہوش ہو جائیں گی اور اللہ کا سارا جہاں اور اس کی ساری مخلوقات جن انسان، زمین کے اندر کے جانور اور مویشی سب بے ہوش ہو جائیں گے۔ اور فرمایا کہ قرن میں بہت سارے سراخیں ان کی تعداد اتنی ہے کہ جنکی مخلوقات موت کا مزہ چکھیں گے جب سب بے ہوش ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اسرافیل سے کہیں گے کہ اے اسرافیل کون زندہ باقی رہ گیا ہے۔ وہ کہے گا صرف اسرافیل ہے اور میں جو کہ تیرا نمرور غلام ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے تو بھی مر جائے

اسرا فیل۔ وہ بھی مر جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائیں گے آج کس کی بادشاہت ہے؟ نہ کہیں سے آواز سنائی دے گی نہ آہ۔ بلکی کسی اور نہ کوئی بولنے والا ہو گا جو کلام کرے۔ نہ ہی کوئی جواب دینے والا جو سمجھا جائے اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے بھی مر چلے ہوں گے اور اسرا فیل بھی اور ملک الموت بھی اور ہر مخلوقات پھر جبار خود اپنے آپ کو جواب دے گا:

للہ الواحد الفھار الیوم تجزی کل نفس بما کسبت لا ظلم الیوم ان اللہ سریع الحساب (غافر ۱۶)
صرف ایک اکیلے اللہ زبردست کا انتہا رہے آج۔ آج ہر شخص کو اس کا بدلو دیا جائے گا جو اس نے کمایا تھا۔ آج کوئی ظلم نہیں ہو گا۔ اللہ تو اسی جلدی حساب لینے والا ہے۔ یہ وقت ہو گا۔

تمت کلمة ربک صدقہ وعدلاً لمبدل لکلماته وهو السميع العليم

تیرے رب کا کلمہ پورا ہو چکے گا سچائی اور انصاف کا اس کے کلمات کو اس کی بات کو بد لئے والا کوئی نہیں ہے۔ وہی سننے والا اور جانے والا ہے۔ اور اس کا کلمہ اور کلام پورا ہو گا۔

اہل ارض پر اور اہل آسمان پر اس کی قضا اور فیصلے کے ناذکرنے کی بات اس کے ارشاد کے مطابق کہ:

کل شیء هالک الا وجہه له الحكم والیه ترجعون (القصص ۸۲)

ہر شے ہلاک ہونے والی ہے۔ مگر صرف اس کی ذات ہی باقی رہے گی، اسی کا حکم ہو گا اور اس کی طرف تم سب لوٹائے جاؤ گے۔ (سورہ قصص ۸۲)
بہر حال اسرا فیل تو میریں گے پھر زندہ ہو جائیں گے آنکھ جھپکنے کی دری میں اور حاملین عرش تو اس پلک جھپکنے سے بھی جلدی زندہ ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نفر اولیٰ کے بعد اسرا فیل کو حکم دیں گے۔ چالیس کا۔ اور اسی طرح تورۃ میں ہے کہ دنخوں کے درمیان (بھی اسرا فیل کے دوبار قرون میں پھونک مارنے کا درمیانی وقف) چالیس ہو گا۔ معلوم نہیں کہ اس سے کیا مراد ہے۔ جب چالیس پورا ہو جائے گا تو اللہ تعالیٰ اہل آسمان اور اہل زمین کو دیکھیں گے اور فرمائیں گے مجھے اپنی عزت اور غلبے کی قسم ہے، میں تم سب کو دوبار پیدا کروں گا جیسے کہ میں نے تمہیں پہلی بار پیدا کیا تھا اور بالبست ضرور میں تمہیں زندہ کر دیا گی جیسے کہ میں نے تمہیں مارا ہے۔ پھر اسرا فیل کو حکم دیں گے، وہ دوسرا بار پھونک مارے گا۔ حالانکہ تمام ارواح اس قرون میں جمع کر دیے گئے ہوں گے۔ جب پھونک ماری جائے گی تو ہر روح اس کے خصوص سوراخ اور دشداں سے نکلے گی۔ پس اچانک روشن آسمان و زمین کے درمیان حیران ہو کر بھٹکیں گی اور ان کی بھجننا ہوتے ہو گی جیسے شہر کی لمبھیوں کی بھجننا ہوتے ہوئی ہے۔ (اس لئے کہا پنے اپنے جسموں کو ڈھونڈنے گی اور جسم تو گل سر زکر ختم ہو چکے ہوں گے، کچھ بھی نہیں ہو گا زمین پر الہدی اسرا فیل پکارے گا اسکے نکلے ہوئے والی کھالو۔۔۔ اے چورا چورا ہو جانے والے اعضا۔۔۔ اے بو سیدہ ہو جانے والی بُدیوں۔۔۔ اے بکھر جانے والے جسموں۔۔۔ اے گل جانے والے بالوں۔۔۔ حساب و کتاب کی جگہ اکٹھے ہونے کے لئے اور بڑی پیشی کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔

سو ہر روح اپنے جسموں میں داخل ہو جائے گی۔ فرمایا کہ اللہ بارش کریں گے عرش کے نیچے سے تمام موتو پر۔ لہذا ایسے زندہ ہو جائیں گے جیسے مردہ زمین بارش سے زندہ ہو جاتی ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ تمام اجسام کو اسی حالت میں اٹھائیں گے جس حالت میں وہ دنیا میں تھا اور ہر ہر جگہ تھا اٹھائیں گے جہاں کہیں بھی تھے۔ بعض کو درندوں کے پیٹ سے بعض کو پرندوں کے پوٹوں میں سے۔ بعض سمندر کی تھہ میں بعض زمین کے پیٹ میں اور بعض زمین کی پشت پر تو ہر طرح اپنے جسم میں داخل ہو جائے گی۔ پس اچانک وہ کھڑے دیکھ رہے ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ مشرقوں کی طرف سے آگ بھیجیں گے جو لوگوں کو مغربوں کی طرف ہائیکے گی اور لوگ اس زمین پر جمع ہوں گے، جس کا نام سا ہو رہا ہے۔ بیت المقدس کی پاک سر زمین ہے۔ جس پر نہ کوئی گناہ ہو اے اور نہ ہی کوئی ظلطی ہوئی ہے۔ یہی بات اس آیت میں مذکور ہے۔

(۱) فانماهی زجۃ واحده فاذہم بالساهرہ (النائزات ۱۲)

سو اس کے نہیں کہ بس وہ ایک ڈاٹ ہے۔ پس اچا کنک و میدان ساہرہ میں ہوں گے۔

(۲) یوم یقوم النام لوب العلمین (لصلی اللہ علیہ وسلم وآلہ واصحیہ واصحیہ) (۶)

اس دن لوگ کھڑے ہوں گے رب العلمین کے لئے۔

(۳) و حشرناهم فلم تغادر منهم احدا (الکشف ۷۷)

ہم لوگوں کو حج کریں گے، ہم ان میں سے کسی ایک کو بھی نہیں چھوڑیں گے۔

(۴) وفتح في الصور فجمعناهم وعرضنا جهنم يوم ذلك للكافرين عرضنا الذين كانت
اعيئهم في غطاء عن ذكرى (الکشف ۹۹)

قرن میں پھونک ماری جائے گی۔ سو ہم لوگوں کو حج کر لیں گے اور اسی دن کافروں کے سامنے کر دیں گے جہنم کو جلوگ کہا رہے ذکر
سے ان کی آنکھیں پردے میں تھیں۔

۳۵۳: اور یہ حدیث ان میں سے ہے جس کی تھیں ابو عبد اللہ حافظ نے خردی۔ ان کو ابو بکر محمد بن طلحہ ان منصورقطان نے، ان کو ابیر ایم
بن حارث بغدادی نے، ان کو ابو الحسن علی ابن قدامہ نجوي نے، ان کو مجاشع بن عمر نے میرہ عبدالکریم بزری نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن
جیبریل نے کہ انہوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے قیامت کے بارے میں سوال کیا تھا اور قیامت میں جو کچھ ہوگا آپ نے ان کو حدیث
بیان کی اور وہ سب کچھ ذکر کیا۔ اس روایت میں ہم جو کچھ پیچھے لکھا ہے اور یہ اسناد ضعیف ہے ایک بارگر جو کچھ ہم نے حدیث ثابت میں اعمش
سے، ابوصالح سے، ابوہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ صحیح ہے۔ صور پھوٹنے کے دفعوں کے درمیان
چالیس کا وقفہ ہوگا۔ لوگوں نے پوچھا اے ابوہریرہ کیا چالیس دن؟ انہوں نے فرمایا، میں نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا کیا چالیس میئے؟ انہوں نے
فرمایا میں اس کو بھی نہیں جانتا۔ لوگوں نے کہا پھر کیا چالیس سال؟ انہوں نے فرمایا میں اس کا بھی انکار کرتا ہوں۔ فرمایا کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ
آسمان سے باش اتا ریں گے۔ جس سے لوگ ایسے اگیں گے جیسے بزہ آگتا ہے اور فرمایا کہ انسانی اعضاء میں سے ہر شے بوسیدہ ہو کر گل جائے
گی مگر ایک بڑی واد ہے جو دیگری کی بڑی ہے، اسی میں قیامت کے روز غلوق کی ترکیب ہوگی۔

۳۵۵: ہمیں خردی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو بکر بن اخْلَق نے، ان کو موسیٰ بن اخْلَق نے، ان کو عبد اللہ بن الیثیب نے،
ان کو ابو معاوية نے اعمش سے اسی حدیث کے بارے میں، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، انہوں نے ابو معاوية سے اور
بنخاری نے اس کو نقل کیا ہے ایک در مرے طریق سے اعمش سے۔

اما مہمّتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے مرفو عاروایت کیا ہے ابو غالب سے، انس بن مالک سے۔

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو اٹھائیں گے، حالانکہ آسمان ان پر آگ برسا رہا ہوگا۔

ہم نے صحیح اسناد کے ساتھ عبد اللہ بن مسعود سے قیامت کے اشارات کے بارے میں تجویلی کی بابت روایت کیا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا عرش کے
نیچے سے انسانوں کی تنی کی طرح پانی اتارتا، پیہاں تک کہاں کے جسم اور گوشت اس پانی سے اگیں گے۔ پھر صور پھوٹنے والے فرشتے کا کھڑا ہوتا

(۳۵۵) اخرجه مسلم (۲۲۷۰/۳) عن ابی کریب محمد بن العلاء عن ابی معاویة. به و اخرجه البخاری (۱۵۷/۶) عن عمر بن حفص بن
غیاث عن ابیه عن اعمش. به.

وانظر البعث لابن ابی داؤد (۳۲)

اور اس میں دوسری بار پھونک مارنا اور ہر روح کا اپنے جسم کی طرف جانا، اس میں داخل ہونا، پھر لوگوں کا رب العالمین کے آگے پیش ہونے کے لئے کھڑا ہوتا۔ یہ روایت ان تمام امور کی تائید کرتی ہے جن کو ہم نے نقل کیا ہے۔ واللہ عالم۔

۳۵۶: ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن بن محبوب نے، ان کو حسین بن محمد بن ہارون نے، ان کو احمد بن محمد بن نصر نے، ان کو یوسف بن ہلال نے، ان کو محمد بن مروان نے کلبی سے، انہوں نے ابو صالح سے، انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ (اس آیت کی تشریح یوں ہے) ویقولون وہ کہتے ہیں۔ یعنی اہل مکہ متى هذا الوعد کب ہو گا وعدہ۔ یعنی قیامت کب آئے گی؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا مایسنظرون نہیں انتظار کرتے۔ کفار قریش جب جھلاتے ہیں الا صيحة واحدة مگر صرف ایک چنگھاڑ کا۔ جو دوبارہ نہیں ہو گا تأخذهم وهم يخصمون جو پکڑ لے لگی ان کو حالانکہ وہ جھگڑ رہے ہوں گے۔ یعنی بات کر رہے ہوں گے، اپنے بازاروں میں خرید و فروخت کر رہے ہوں گے فنلا يسطّطعون نہیں نہیں طاقت رکھیں گے یعنی نہیں قادر ہوں گے توصیۃ وصیت کرنے پر۔ یعنی کلام کرنے پر ولا الی اهلهم یرجعون اور نہ ہی وہ اپنے اہل خانہ کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ یعنی واپس آ کر ان کے ساتھ بات کرنے کلام کرنے کا اختیار دیے جائیں ونفح فی الصور اور قرنیں پھونک ماری جائے گی یقیناً ثانیاً یعنی دوسری بار پھونک ہو گی فاذا هم من الاجداد پس اچانک وہ اپنی قبروں سے السی ربہم مسلموں اپنے رب کی طرف دوڑیں گے۔ یعنی اپنی قبروں سے نکلیں گے قالو بایوبلنا من بعثنا من مرقدنا اور وہ بولیں گے اے ہماری بلاکت کس نے اٹھایا ہمیں ہماری آرامگاہوں سے۔ یہ کہیں گے کہ ہماری نیند سے۔ یہ اس وقت کہیں گے جب وہ اپنی قبروں سے نکلیں گے اور یہ گمان کریں گے کہ وہ سور ہے تھے اور نیند میں تھے۔ اور یہ اس لئے کہیں گے کہ دونوں نجخوں کے درمیانی مدت میں ان سے عذاب اٹھالیا جائے گا۔ اور دونوں کے درمیان چالیس سال کا وقفہ ہو گا۔ لہذا وہ عذاب کو بھول جائیں گے۔ فرشتے ان سے کہیں گے هذا ما وعد الرحمن وصدق المرسلون یہی ہے وہ وقت جو رحمٰن نے وعدہ دیا تھا اور سچ کہا تھا رسولوں نے۔ یعنی رسولوں نے قبروں سے اٹھنے کی تصدیق کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ان کانت الا صيحة واحدة نہیں ہو گی یہ مگر ایک چنگھاڑ۔ یعنی ایک پھونک فاذا هم جمیع لدینا محضرون پس اچانک وہ ہمارے پاس حاضر کئے ہوئے ہوں گے۔ حساب کے لئے۔ (سورہ پیس، آیات ۵۲-۵۳)

امام ہبھی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام ہبھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے اسامہ بن زید سے انہوں نے زہری سے، انہوں نے انس بن مالک سے، انہوں نے فرمایا جب جنگ احمد کا دن آیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت حمزہ بن عبد المطلب کی لاش کے پاس آئے اور ان کے کان کے پڑے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر مجھے صنیفہ کے رنجیدہ خاطر ہونے کا اندیشہ ہوتا تو میں اسی حالت میں لاش کو چھوڑ دیتا (اور پرندے اور جانور کا جاتے) اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کو پرندوں اور درندوں کے پیٹ سے اٹھاتے۔

۳۵۷: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ بن حسین قاضی نے، ان کو حارث بن ابی اسامہ نے، ان کو روح نے، ان کو اسامہ نے، پھر اسی اوپر والی حدیث کو ذکر کیا۔
امام ہبھی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ہم نے مقصم کی حدیث میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے (ای مذکورہ حدیث کو) اس کے سوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ اگر عورتوں کے بے صبری کرنے کا اندیشہ ہوتا تو میں اس کی لاش کو یوں ہی چھوڑ دیتا (قیامت کے دن) یہ پرندوں کے پتوں اور درندوں کے پیٹوں سے اٹھایا جاتا۔

ان مذکورہ احادیث میں اس بات کی دلیل ہے کہ جو کچھ لوگ کھاجاتے ہیں ایک دوسرے کو اور وہ ان کا جزو بدن بن جاتا ہے۔

تحقیق شیخ طیبی رحمۃ اللہ علیہ بنے یہ گمان کیا ہے کہ وہ اپنے اصل کی طرف نہیں لوٹا جائے گا۔ لیکن جس میں وہ جز ہوگا اس سے وہی جز پیش کیا جائے گا اور شیخ نے دونوں کے مابین فرق کیا ہے۔ باس طور کردہ حصہ ایک مکف سے دوسرے مکف کی طرف منتقل ہوا ہے۔ لہذا اس کو واپس لوٹانا سبب ہو گا کافر کی ایک جز کو جنت میں داخل کرنے اور مومن کی ایک جز کو آگ میں داخل کرنے کا۔ جبکہ غیر مکف میں ایسی بات نہیں ہو سکتی، بلکہ وہ ایسے ہو گا جیسے کہ اس کو زمین کھا گئی ہو پھر وہاں سے دوبارہ اٹھایا جائے گا۔ شیخ نے اس بارے میں بڑی تفصیلی بات کی ہے۔

جس وقت اللہ تعالیٰ تمام لوگوں کو زندہ فرمائیں گے تو سب کفرے ہو جائیں گے جلدی جلدی۔ اور وہ دیکھیں گے کہ ان کے بارے میں کیا ارادہ کیا گیا۔ یہی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثُمَّ نَفْعَ فِيهِ أَخْرَى فَإِذَا هُمْ قَامُوا يَنْظَرُونَ (الذار ۶۸)

پھر قرآن میں دوسری بار پوچھ ماری جائے گی۔ پس اچاک سب لوگ کفرے دیکھ رہے ہوں گے۔

اور اللہ تعالیٰ نے کفار کے بارے میں یہ خبر دی ہے کہ وہ کہیں گے:

يَا وَيْلَنَا مِنْ بَعْثَانَ مِنْ مَرْقَدِنَا (یس ۵۲)

اور ہماری ہلاکت ہمیں ہماری خواب گاہوں سے کس نے اٹھایا ہے؟

اور یہی کہیں گے:

هَذَا يَوْمُ الدِّين

یہی ہے جزا کا دن۔

اور فرشتے ان سے کہیں گے:

هَذَا يَوْمُ الْفَصْلِ الَّذِي كُنْتُمْ بِهِ تَكْذِبُونَ (ساقات ۲۱-۲۰)

یہی ہے فیصلے کا دن جس کی تم حکم دیب کرتے تھے۔

مقام حشر یا میدان ساہرہ

پھر حساب اور پیش کے مقام کی طرف لوگ جمع کئے جائیں گے اور وہ ساہرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَإِنَّمَا هِيَ زَجْرَةٌ وَاحِدَةٌ فَإِذَا هُمْ بِالسَّاهِرَةِ (النَّازُعَاتِ ۱۲)

بس وہ تو ایک زانٹ ہو گی صرف ایک ہی بار پس اچاک سب لوگ مقام ساہرہ میں (پنج) ہوں گے۔

وہب بن مدبہ کا قول کہ ساہرہ بیت المقدس ہے

امام تیہق رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تکلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے وہب بن مدبہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اسی مذکورہ آیت کو تلاوت کیا اور وہ اس دن بیت المقدس تھے۔ پھر فرمایا کہ اس آیت میں جو لفظ ساہرہ آیا ہے اس سے مراد یہی بیت المقدس ہے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ارض شام میدان حشر ہے

اور ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے موقوف روایت کے ساتھ نقل کیا ہے اور مرفوع روایت کے ساتھ بھی جو دلالت کرتی ہے کہ شام کی سر زمین میدان محشر ہوگی۔

امام خوفرؑ کا قول ہے کہ ساہرہ سے مراد روئے زمین ہے

امام فڑؑ نے فرمایا کہ الساہرہ روئے زمین ہے۔ گویا کہ یہی نام رکھا گیا ہے۔ اس لئے کہ اس میں تمام جاندار جمع ہوں گے۔ ان کی نیزد اور جا گناہی وہیں ہوگا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ ساہرہ روئے زمین ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ان کی اسناد کے ساتھ مردی ہے کہ انہوں نے فرمایا: الساہرہ زمین ہی ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کا معنی ہے کہ لوگ زمین کے پیٹ میں ہونے کے بعد اپاکنک زمین کی پشت پر ہوں گے۔ اور ایک قول یہی ہے کہ:

ساہرہ صحراء ہے اور وہ کنارہ جہنم کے قریب ہے۔ واللہ عالم۔

اور ہم نے حدیث ثابت میں حصل بن سعد کے واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو قیامت کے دن سفید سر زمین پر جمع کئے جائیں گے جو صاف اور روئی کی طرح (گول ہے) اور صاف ہے۔

اور ایک روایت میں ہے صاف روئی کی مثل ہے۔ جس کے اوپر کسی قسم کا کوئی نشان نہیں ہے۔ نقی صاف ستری روئی جس پر نشان اور دھبہ نہ وہ زمین پر نشان نہ ہونے کا مطلب ہے، ہمارا درسیدھی زمین جس میں نہ کوئی نیلیہ ہونے چنان اور نہ ہی کوئی عمارت۔

ٹھری لیعنی لوگوں کو جمع کرنے کی کیفیت

حشر کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

یوم نحشر المُتَّقِينَ إلی الرَّحْمَنِ وَلَدَا، وَنَسُوقَ الْمُجْرَمِينَ إلی جَهَنَّمَ وَرَدَا (سورہ مریم، آیت ۸۶-۸۵)

جس دن ہم اہل تقویٰ کو جن میں کی طرف جمع کریں گے بطور مہماں اور مجرموں کو ہائکس گے جہنم کی طرف بیا۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول:

ہم نے علی بن ابی طلحہ کے واسطے سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ مذکورہ آیت میں الفظ و فدا آیا ہے۔ اس کا مطلب اکباتا ہے۔ یعنی ہم آقوی کوسوار کر کے لا کیں گے اور وہ کام مطلب ہے پیاسے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول:

ہم نے روایت کی ہے نعمان بن سعد سے۔ انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے مذکورہ آیت کے بارے میں فرمایا کہ اللہ کی قسم مہماںوں کو پیدل جمع نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی وہ بائکے جائیں گے بلکہ ان کوسواری کے لئے ایسی ایسی اونٹیاں دی جائیں گی کچھ مخلوق نے جن کی مشکل کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ ان پر سونے کے پالان ہوں گے اور ان کے مہماز بر جد کے ہوں گے۔ ان پر وہ سوار ہیں گے، یہاں تک کہ جنت کے دروازوں تک پہنچ جائیں گے۔

۳۵۸:... ہمیں اس کی خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوحاب نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو عبد الرحمن بن اسحاق نے نعمان بن سعد سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

۳۵۹:... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عصمه بن ابراہیم نے، ان کو سرسی بن خزیر نے، ان کو معلیٰ بن اسد نے، ان کو وحیب نے، ان کو عبد اللہ بن طاؤس نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گے۔ امید کرنے والے اور خوف کرنے والے۔ ایک اونٹ پر دو دو۔ ایک اونٹ پر تین تین۔ ایک اونٹ پر چار چار۔ ایک اونٹ پر دس دس۔ اور باقیوں کو آگ جمع کرے گی، جہاں وہ دو پھر کا آرام کریں گے اور رکیں گے، وہ بھی رکے گی جہاں وہ رات گذاریں گے۔ وہ بھی رات گذارے گی جہاں وہ منجع کریں گے وہ بھی منجع کرے گی جہاں وہ شام کریں گے، وہ بھی شام کریں گی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے معلیٰ بن اسد سے۔

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے وہ سرے طریق سے وحیب سے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول اور مذکورہ حدیث کی وضاحت:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اختال ہے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کا مطلب کہ لوگ تین طریقوں پر جمع کئے جائیں گی ارشاد مقصود ہے۔ (۱) ابرار (۲) مخلط۔ یعنی ملے ملے۔ (۳) کفار۔

کفر کی طرف سے ابرار وہ ہوں گے جو اللہ عزوجل کی طرف مشتاقد ہوں گے اس ثواب کے لئے جو اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے تیار کر

(۳۵۸).....عزة السیوطی فی الدر المنشور (۲۸۳/۳) لابن ابی شيبة وعبد اللہ بن احمد فی زوائد المسند وابن جریر وابن المنذر وابن ابی حاتم وابن مردوہ والحاکم وصححه والبیهقی فی البیت عن علی رضی اللہ عنہ والحدیث عند الحاکم فی المستدرک (۳۷۷/۲) عن محمد بن یعقوب۔ به وصححه علی شرط مسلم وقال الذہبی:

عبد الرحمٰن هذا مل برو له مسلم ولا نخاله النعمان وضعفه احادیث۔ والحدیث لم اجدہ فی البیت للبیهقی المطبوع.

(۳۵۹).....آخر جه البخاری (۱۳۵/۸) عن معلیٰ بن اسد وآخر جه مسلم (۲۱۹۵/۳) من طریق احمد اسحاق وبهر کلاما عن وہیب۔ به۔

رکھا ہے۔

اور ذرنے والے وہ لوگ ہوں گے جو خوف اور امید کی کیفیت میں ہوں گے۔ لہذا البر ار لگ (نیک لوگ) بہترین حواریاں دیئے جائیں گے، جیسا نظرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے اور مخلط اور ملے جلے وہ ہوں گے جو اس حدیث میں باہیں طور مذکور ہیں کہ وہ اونٹوں پر سوار کئے جائیں گے۔ غالب گمان ہے کہ وہ اونٹیاں جنت کی اونٹیاں نہیں ہوں گی۔ اس لئے کہ ان لوگوں میں سے بعض وہ بھی ہوں گے جس کی کتابہ ابھی معاف نہیں کئے گئے ہوں گے۔ یہاں تک کہ ان کو کچھ سزا نہ دے دی جائے۔ اور جس شخص کا جنت کی نعمتوں میں سے کسی نعمت کے ساتھ اکرام کیا جائے، اس کے بعد اس کی جہنم کی آگ کے ساتھ تو ہیں رسولی نہیں کی جائے گی۔

امام تہجی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تہجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ علی بن زید بن جدعان سے روایت کی گئی ہے، وہ قوی نہیں ہے اور اوں بن خالد سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ لوگ قیامت کے دن تین اقسام پر جمع کئے جائیں گے۔ سوار..... پیدل..... اور منہ کے بل۔ ایک آدمی نے کہا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگ منہ کے بل کیسے چلیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس ذات نے ان کو ان کے قدموں پر چلایا ہے وہ ان کو منہ کی بل چلانے پر بھی قادر ہے۔

یہ تین اقسام والی روایت اگر صحیح ہے تو پھر کویا کہ بعض ملے جلے اعمال والے مومن سوار ہوں گے، جیسے پہلی حدیث میں آیا ہے اور ان میں سے کچھ پیدل ہوں گے جیسے اس حدیث میں آیا ہے۔ یا کچھ راستہ سوار ہوں گے اور کچھ راستہ پیدل چلیں گے۔ اور باقی رہے منہ کے بل چلنے والے تو وہ کفار ہی ہوں گے اور احتمال ہے کہ بعض ان کے بعض سے سرکش مذکور ہوں گے تو وہ اپنے منہ کے بل اکٹھے کئے جائیں گے اور جو ان مذکورین کے تابعدار ہوں گے وہ اپنے قدموں پر پیدل چلیں گے اور جب وہ حساب کے موقف سے آگے جہنم کی طرف بڑھ جائیں گے تو پھر وہ منہ کے بل بھیستے جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يوم يسْجِبونْ فِي النَّارِ عَلَىٰ وَجْهِهِمْ (اقرٰہ ۲۸)

جِسْ دُنْ وَهُ أَپْنِيْنْ مَنْ كَبِيْرْ جَاهِيْنْ گَـ۔

دوسرا ارشاد یوں ہے:

الَّذِينَ يَحْشُرُونَ عَلَىٰ وَجْهِهِمِ الْجَهَنَّمُ أَوْ لَكِ شَرْ مَكَانًا وَأَضَلْ سَبِيلًا (الفرقان ۳۲)
وہی لوگ ہیں جو اپنے مونہوں کے بل جہنم کی طرف اکٹھے کئے جائیں گے۔ وہی لوگ بدتر ہیں جگہ کے اعتبار سے اور گمراہ تر ہیں راستے کے اعتبار سے۔

کافروں کا حشر قیامت کے دن انداھا کر کے ہوگا

اور کفار اس حالت میں اندر ہے، گونے اور سہرے ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَنَحْشِرُهُمْ يَوْمَ الْقِيمَةِ عَلَىٰ وَجْهِهِمِ عَمِيَا وَبَكْمَا وَصَمَا مَا وَهُمْ جَهَنَّمُ (اسراء ۹۷)
ہم ان کفار کو قیامت کے دن ان کے مونہوں کے بل اندر ہے، گونے اور سہرے کر کے جمع کریں گے۔ مکان ان کا جہنم ہوگا۔
جبکہ وہ اس حالت سے قل کامل الحواس ہوں گے اور کامل الاعضاء ہوں گے۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

یعما فون بینهم (یونس ۲۵)

باهم ایک دوسرے کو ٹھپا جائیں گے۔

اور ارشاد ہے:

یعما فون بینهم ان لبشم الا عشرہ (ظہر ۱۰۳)

یوگ چکے چکے ایک دوسرے سے کہیں گے، نہیں ظہرے تھے تم دنیا میں مگر دس دن۔

علاوه ان آیات کے وہ تمام آیات جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں ان کے اقوال، ان کی نظر، ان کی سمع کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے جو خبریں دی ہیں وہ سب دلالت کرتی ہے کہ پہلے وہ کامل الحواس ہوں گے۔ مگر اب حشر کے وقت وہ اندھے، گونے، بہرے کر دیئے جائیں گے۔ پھر جب وہ آگ میں داخل کئے جائیں گے تو ان کے حواس واپس لوٹا دیئے جائیں گے تاکہ وہ آگ کا مشاہدہ کر سکیں اور اس عذاب کا بھی جو جہنم میں ان کے لئے تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

کلمـا الـقـى فـيـهـا فـوـرـجـ سـالـهـمـ خـرـنـتـهـاـ الـمـ يـاتـكـمـ نـذـيـرـ قـالـوـاـ بـلـىـ قـدـ جـاءـ نـاـ نـذـيـرـ فـكـذـبـناـ (الملک ۹-۸)
جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا جہنم کے درمیان سے سوال کریں گے کیا تمہارے پاس کوئی ذرا نے والا تھا۔ آیا تھا۔ وہ یوں گے ہمارے پاس ذرا نے والا آیا تھا مگر ہم نے اس کو جھوٹا کہہ دیا تھا۔

اس کے علاوہ دیگر وہ تمام آیات بھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کے بارے میں ان کے اقوال اور ان کے سننے اور دیکھنے کی بابت اللہ تعالیٰ نے جو خبر دی ہے وہ سب دلالت کرتی ہے کہ جتنی جہنم میں پہنچ کر کامل الحواس ہوں گے اور عذاب کو پائیں گے۔

پھر جب وہ جہنم میں ہمیشہ رہنے کی منادی اور اعلان کئے جائیں گے، پھر وہ اپنے کان چھین لئے جائیں گے۔

چنانچہ ارشاد باری ہے:

لهم فـيـهـا زـفـيرـ وـهـمـ فـيـهـا لـاـيـسـمـعـونـ (الاعـياـ ۱۰۰)

جہنم میں جہنیوں کے لئے شور اور چلانا ہو گا، مگر وہ نہیں سن سکیں گے۔

اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس وقت ان سے قوت گویا بھی جیسیں لی جائے گی۔ اس لئے کارشاد باری تعالیٰ ہے:

اخـسـنـاـ فـيـهـا وـلـاـ تـكـلـمـونـ (الـمـونـ ۱۰۸)

ذیل ہو جاؤ جہنم میں اور تم لوگ مجھ سے کلام بھی نہ کرو۔

(علاوہ ازیں) ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ لوگوں میں کھڑے ہوئے اور ان کو عظیز فرمایا اور فرمایا: لوگوں ام اللہ کی طرف جمع کئے جاؤ گے اس حال میں کتم نہیں پاؤں، نہیں بدن اور غیر ختنہ شدہ ہو گے۔ پھر آپ نے اپنی تائید میں یہ آیت تلاوت کی:

كـمـاـ بـداـنـاـ اـولـ حـلـقـ نـعـيـدـهـ (الـاعـياـ ۱۰۷)

جیسے ہم نے پہلی بار بیدا کیا تھا۔ اسی نجف پر دوبارہ اس کو جوٹا میں گے۔

اور یہ بھی فرمایا کہ:

پہلا شخص جو قیامت کے دن کپڑے پہننا جائے گا وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہوں گے۔

اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مردی ہے، وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: لوگ قیامت کے دن ننگے پاؤں اور ننگے بدن بغیر خندک کے جمع کئے جائیں گے۔ تو میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مردوں کوں سے کہاں جائیں گے؟ یعنی اس حالت میں لباس و حجاب کے بغیر کیسے ساتھ رہنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن معاملہ مردوں عورت کے خیال و تصور سے بہت بی زیادہ عجین ہوگا۔ (یعنی کسی کو اس حالت کا ہوش تک نہیں ہوگا۔ خوف کے عالم میں لوگ حیران اور گھبراہت سے پریشان ہوں گے)۔

یہ کیفیت ننگے پاؤں، ننگے بدن والی جس کو ہم نے ذکر کیا ہے، جس بر مذکورہ نصوص دلالت کرتی ہیں، یہ ان کا حال ان کی قبروں سے نکلتے وقت ہوگا۔ پھر اللہ تعالیٰ اہل تقویٰ کا اور جس کے ملے جلے اعمال والوں میں سے جائیں گے کپڑا پہنانے اور سواری کروانے کے ساتھ اکرام کریں گے۔ جیسے اس کا ذکر ہم پہلے سرچکے ہیں۔ باقی ہی وہ حدیث جواب سعید خدراً وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میت کو ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جن میں وہ مراتحتا۔ اختہا ہے کہ لباس سے مراد یہاں اعمال مراد ہوں۔ یعنی خیر و شر کے جن اعمال میں مراتحتا انہیں اعمال میں اٹھایا جائے گا۔ جیسے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر بندہ اس حالت پر اٹھایا جائے گا جس حالت پر وہ مراتحتا۔

اور یہ بھی اختہا ہے کہ ان کپڑوں میں اٹھایا جائے گا جس میں وہ مراتحتا۔ پھر وہ اس سے جھٹکہ لوگوں سے جھٹکہ ختم ہو جائیں گے۔ پھر حساب کے موقف کی طرف ننگے حالت میں جمع کئے جائیں گے۔ پھر اس کے بعد جنت کے لباس میں سے کپڑے پہنانے جائیں گی۔ اور کفار کی کیفیت کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(۱) ... خاشعة ابصارهم (اقلم ۳۳)

ان کی نگاہیں بھکی بوئی ہوں گی۔

اور دوسرا ارشاد ہے:

(۲) خشعا ابصارهم (اقلم ۷)

ان کی آنکھیں بھکی ہوں گی۔

والله عالم اس سے مراد حساب و کتاب کے موقف کی طرف جاتے ہوئے ان کی یہ حالت ہوگی کا بیان ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

(۱) مهطعین مقتني رؤسهم الخ (ابراہیم ۳۳)

دوزتے ہوں گے اوپر اٹھائے اپناء پھر لوٹ کر نہیں آئیں گی ان کی طرف ان کی آنکھیں اور ان کے دل اڑ گئے ہوں گے۔

یہ کیفیت ہوگی جب ان پر قیام طویل ہو جائے گا۔ موقف میں انتظار کرتے کرتے جرانی اور پریشانی میں ہوں گے۔ ایسے جیسے کہ ان کے دل میں نہیں، لہذا جب وہ سر اٹھائیں گے از راہ پریشانی تو طویل اور دلکش نظر سے دیکھیں گے اور ان کی نظر ان کی طرف پلٹ کر نہیں آئے گی اور وہ ایسے ہو جائیں گے گویا کہ وہ نظریں جھکانا بھول چکے ہیں یا نیچے دیکھنا سرے سے جانتے ہی نہیں۔ پریشانی سے آنکھیں پھٹی کی پھٹی رہ جائیں گی اور قیامت کے دن لوگوں کے مختلف احوال ہوں گے اور مختلف موقف اور مٹکانے ہوں گے۔ مختلف نھکانوں اور مختلف احوالوں کی وجہ سے ان کی خبریں بھی مختلف ہوں گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فلا انساب بینهم یومئذ ولا یتساء لون (امونون ۱۰۱)

جب صور پھونکا جائے گا تو گویا کہ نقراتیں ہوں گی ان کے درمیان اس دن اور شہی وہ ایک دسرے کو پوچھیں گے۔ تو اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرچکے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ یہ تجھے اولی ہو گا صور پھونکا جائے گا۔ لہذا وہ مخلوقات جو آسمانوں میں ہیں اور جزو میں میں سب بے ہوش ہو جائیں گے، مگر اللہ جس کوچاہے گا بے ہوشی سے بچائے گا۔ لہذا اس وقت ان کے درمیان نہ کوئی رشتہ ناتے ہوں گے اور نہ ہی وہ اس وقت ایک دسرے کو پوچھیں گے۔ بلکہ مارے خوف اور رہشت کے سب ایک دسرے کو بھول جائیں گے۔ پھر جس وقت دسری بار صور پھونکا جائے گا پھر وہ انھی کھڑے ہوں گے۔ پھر بعض ان کے بعض کی طرف متوجہ ہوں گے اور اس وقت ایک دسرے سے احوال بھی پوچھیں گے۔

فصل:..... مجرم جہنم کی طرف پیاسے ہائے جائیں گے

حقیق ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں فرمایا:

ونسوق المجرمين الى جهنم وردا

ہم مجرموں کو جہنم کی طرف بائیں گے پیاسے۔

وردابعثی عطا شا..... حالانکہ احادیث دلالت کرتی ہیں کہ اس دن پیاس عام ہوگی (یعنی سب لوگوں کو پیاس ہوگی) مگر مجرموں کی پیاس نہیں بجھے گی، بلکہ بڑھتی چلی جائے گی۔ یہاں تک کہ جہنم میں ڈال دیئے جائیں گے۔

وہاں جا کر کھوتا ہوا پانی پیاسے اونٹ کی طرح پیسے گے۔ ہم اللہ کی پناہ پکڑتے ہیں اللہ کے عذاب سے۔

اہل تقویٰ نبی علیہ السلام کے حوض سے پلاۓ جائیں گے

بہر حال تدقیق لوگ اور جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ چاہیں گے ملے جلے اعمال والے مومنین وہ سب ہمارے پیارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پلاۓ جائیں گے۔ حوض کی کیفیت اور اس کے پانی کی تعریف ہم نے کتاببعث و المشور میں ذکر کر دی ہے۔

۳۶۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابو نصر فقیر نے، ان کو عثمان بن سعید داری نے، ان کو سعید بن ابی مریم نے،

ان کو ابو عسان نے، ان کو ابو حازم نے، ان کو سہل بن سعد نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی فرطکم على الحوض من مر على شرب ومن شرب لم يظما ابدا

بے شک میں حوض پر تم سب سے آگے جانے والا اور پیش رو ہوں جو شخص بھی میرے پاس آئے گا وہ پیئے گا

اور جس نے پی لیا وہ کبھی بھی پیاسا نہیں ہوگا۔ اور پوری حدیث کو ذکر کیا۔

بنواری مسلم نے اس صحیحین میں نقل کیا ہے۔

قول تبہقی رحمۃ اللہ علیہ:

امام تبہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

مناسب ہے کہ تدقین بھی پیاسے ہوں تاکہ جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض سے پلاۓ جائیں تو حوض کوثر کے پانی کی لذت حاصل کر سکیں۔ اس لئے کہ سیر شدہ انسان اس قدر لذت نہیں پا سکتا جس قدر پیاسا انسان شد یہ پیاس کے بعد پانی کی لذت حاصل کرتا ہے۔

فصل: اللہ تعالیٰ نے قیامت کی کیا کیا ہونا کیاں بیان کی ہیں

امام تہجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا ہے کہ جو کچھ دھرتی پر ہوگا:

(۱) زمین کا ہلاکا جانا۔

(۲) زمین کا تبدل ہونا۔

(۳) زمین کی هستیت و صورت کا بدنا۔

(۴) زمین کا کھنپنا اور دراز ہونا اور پہاڑوں میں جو کچھ ہوگا۔

(۵) پہاڑوں کا چلنा۔

(۶) اڑ کر کھڑنا۔

(۷) ہباءً منثوراً یعنی اڑتا ہوا غبار بنا دینا۔

(۸) دھنی ہوئی اون کی طرح کرو دینا۔

اور دریاؤں اور سمندروں میں جو کچھ ہوگا:

(۹) دریاؤں اور سمندروں کا اعلیٰ پڑنا۔

(۱۰) دریاؤں کا جھوٹ کا جانا۔

(۱۱) قبروں کا اکھڑ جانا۔

(۱۲) زمین کا اپنے اشغال اور بوجھ سے باہر نکال چیننا۔

(۱۳) زمین کا اپنے اوپر ہونے والے جرام و واقعات کی خبریں بیان کرنا۔

(۱۴) زمین سے دلبے الارض کا لکھنا۔

(۱۵) دس ماہ گا بھن اونٹیاں معطل اور بے کار ہونا۔

(۱۶) حشی اور جنگلی جانوروں کا جم جم ہو جانا۔

(۱۷) زندہ فتن کی ہوئی سے سوال ہونا کہ کس جرم میں قتل کی گئی تھی۔

(۱۸) جسموں اور روحوں کا جوڑا جانا۔

اور آسمانوں میں جو کچھ ہوگا:

(۱۹) آسمانوں کا پھٹ جانا۔

(۲۰) آسمانوں کو لپیٹنا جانا۔

(۲۱) سورج پیٹ دینا۔ یعنی اس کی دھوپ تبند ہونا۔

(۲۲) چاند کا بے نور ہونا۔

(۲۳) ستاروں کا گدلا اور میلا ہونا۔

- (۲۴) ستاروں کا بکھر جانا۔
 (۲۵) ماں کا اپنے بچوں کو بھول جانا۔
 (۲۶) حاملہ عورتوں یا جانداروں کا اپنے حمل کو ضائع کر دینہنا۔
 (۲۷) صحیفوں کا پھیلایا جانا۔
 (۲۸) آسمان کو چڑا چھلتا۔
 (۲۹) جہنم کا درہ کایا جانا۔
 (۳۰) جنت کا قریب لایا جانا۔ وغیرہ وغیرہ۔
- بہت سے امور وقوع پذیر ہوتا۔ ان تمام امور کا ذکر کتاب اللہ میں موجود ہے۔

مذکورہ امور کے وقوع کے بارے میں اہل علم کا اختلاف

اہل علم نے ان تمام حوادث کے وقوع کے وقت کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل تفسیر اس طرف گئے ہیں کہ یہ واقعات جعلی بار صور پھونکنے کے بعد ہوں گے اور دوسری بار پھونکنے سے پہلے ہوں گے اور وہ حدیث روایت کی گئی ہے جسے ہم نے اس کی استاد کے ساتھ ذکر کیا ہے محمد بن کعب سے، اس نے ایک انصاری آدمی سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صور کے بارے میں۔

اور اکثر اہل علم اس طرف گئے ہیں کہ یہ واقعات دوسری بار پھونک مارنے کے بعد ہوں گے۔ لوگوں کا اپنی قبروں سے نکلا اور قیامت کے دن ان کا کھڑا ہونا اس سے پہلے ہو گا اور وہ دیکھیں گے تاکہ یہ ممتاز درد دیکھ کر ان کے پیش ہونے کار عرب اور زر ہوا اور ان کے احوال کے لئے زیادہ سخت ہو۔ اکثر آیات جوان حوادث کے بارے میں آئی ہیں ان کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی اسی طرح روایت ہے اس حدیث میں جس کی استاد ہم نے قیامت کی کیفیت کے بیان میں ذکر کی ہے اور دو میں سے ایک حدیث ہم نے کتاببعث و الشور میں بھی ذکر کی ہے۔ اسی کی مثل پر اکثر احادیث دلالت کرتی ہیں۔ ان میں سے بعض ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے اور دیگر کی بھی ہے آگ بھینٹنے کے بارے میں۔

۳۱۳: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل حسن بن یعقوب عدل نے، ان کو ابو حضرت محمد بن علی بن حییم شیبانی نے کوفہ میں ان دونوں کو ابراہیم بن عبد اللہ عسلی نے، ان کو کوئی نے اور ان کو خبر دی ابو عبد اللہ نے، اس کو خبر دی ابو بکر بن عبد اللہ نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو محمد بن عبد اللہ نسیر نے، ان کو کوئی نے اعمش سے، ان کو ابو صالح نے، ان کو ابو سعید نے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے:

اے آدم! مجھ آگ والوں کو آگ میں۔ وہ عرض کریں گے میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کرتا ہوں اور خرقوتی رے ہاتھ میں ہے۔ آگ میں بھیجا کس قدر ہوگا؟ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے۔ ہر ہزار میں سے نو سو نانوے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس وقت اس دن کی شدت سے بچے بوڑھے ہو جائیں گے اور ہر حمل والی اپنا حمل ضائع کر دے گی اور آپ لوگوں کو دیکھیں گے کہ نشکی حالت میں حالانکہ وہ نشہ میں نہیں ہوں گے۔ لیکن اللہ کا سخت عذاب ہوا۔ لوگ کہیں گے ہم میں سے کون ہو گا جنت کے لئے بچنے والا باقی ایک۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نو سو نانوے یا جوچ ما جوچ میں سے ہوں اور تم لوگوں میں سے ایک ہو گا۔ لوگوں نے کہا: اللہ اکبر۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک

میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ اہل جنت میں سے ایک چوتھائی ہو گے۔ واللہ میں امید کرتا ہوں کہ تم اہل جنت میں نصف ہو گے۔ لوگوں نے اللہ اکبر اللہ اکبر کہا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ اس دن اپنے ہو گے جسے سیاہ حکم پر ایک سفید بال یا سفید نفل کے حکم پر ایک سیاہ بال۔

اس کو سلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو مکرا بن ابی شیبہ سے، انہوں نے وکیع ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ نے علیہ نے فرمایا کہ: بخاری اور سلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے جو ریکی حدیث سے اعمش سے اور اس کی روایت میں ہے کہ خوش ہو جاؤ، بے شک یا جو ج ما جو ج میں سے ایک ہزار ہوں گے جہنم کے لئے اور تم میں سے ایک آدمی۔

ہم نے روایت کیا ہے عمران بن حصین اور انس بن مالک سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت کی:

يَا يَهُوا النَّاسُ اتَّقُوا رَبِّكُمْ إِنَّ زِلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَبَّنِي عَظِيمٍ (انۚ ۲۰۲) دو آیات تک۔

اے لوگو! تم لوگ اپنے رب سے ذروہ بے شک قیامت کا زلزلہ بہت بڑی شے ہے۔ (آخر ک)

پھر دونوں نے اس کا مفہوم بیان کیا جو کچھ ابوسعید نے روایت کیا ہے۔ علاوه اس کے کہ دونوں کے حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

عمل کرو اور خوش ہو جاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ بے شک تمہارے ساتھ دھکتو قیں ایسی ہیں وہ جس کے ساتھ ہوں گے ان سے زیادہ ہو جائیں گے۔ یعنی بنی آدم اور بنی اہلیں کے بلاک ہونے والوں سے (یعنی جنوں اور انسانوں کے جہنمیوں سے ان دھکتو قیات کی تعداد زیادہ ہو جائے گی)۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ جو جن اور ما جو جن ہیں۔

اور ہم نے روایت کیا ہے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ انہوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے اس فرمان کو دیکھا:

يَوْمَ تَبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرُ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ وَبِرْزَوَاللَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ (ابراهیم ۲۸)

جس دن یہ زمین دوسری زمین سے تبدیل کروی جائے گی اور آسمان بھی ظاہر ہو جائیں گے اللہ واحد القہار کے لئے۔

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے سوال کیا؟) کہاں ہوں گے؟ لوگ اس دن۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صراط پر (راستہ)۔

اور حضرت ثوبان کی روایت میں نبی کریم سے یہ الفاظ زیادہ ہیں (کہ آپ نے جواب میں فرمایا) کہ لوگ اس دن اندھیرے میں ہوں گے بل سے پہلے اور بل وہی صراط ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

وَإِذَا لَرَضَ مَدْتُ وَالْقَتْ مَافِيهَا وَتَخَلَّتْ (الإِنْفَاق٢)

اور روز میں جب دراز کی جائے گی اور جو کچھ اس میں ہے سب کچھ کمال پھینٹنے کی اور خالی ہو جائے گی۔

اس کا یہی مطلب ہے کہ جو کچھ اس میں ہے اس کو کمال دے گی۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

إِذَا زَلَّتِ الْأَرْضُ زَلَّ الْهَا وَأَخْرَجَتِ الْأَرْضُ أَنْفَالَهَا (الزلزال۲)

(۳۶۱).....آخر جه مسلم (۲۰۲) عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن وکیع. به.

وآخر جه البخاری (۱۳۷/۸) و مسلم (۲۰۱) من طریق جریر عن الأعمش. به

جب زمین ہلائی جائے گی سخت ہلایا جانا اور زمین نکال دے گی اپنے بوجھ کو۔
اس کا مطلب ہے زمین اپنے اندر کے بوجھ نکال دے گی۔ آیت کا سیاق اسی پر دلالت کرتا ہے۔
اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد:

(الحادي) فاذانفع في الصور نفحة واحدة وحملت الارض والجبال فدكها دكة واحدة

جس صور پوچا جائے گا یکبارگی اور اخیراً جائے گی زمین، بس ٹھوک کر ماری جائے گی۔
اس سے مراد ہے نجہ آخرہ۔ واللہ عالم۔

فصل:.....اللہ تعالیٰ کے اس قول کا مطلب

تعرج الملائكة والروح إليه في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة (الخارج ٣)

تمام غرستے اور روح الامین اس کی طرف چڑھ جائیں گے اس دن میں جس کی مقدار بچا سب سال ہے۔

ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے خزانہ کے مالک کے بارے میں جب وہ زکوٰۃ ادا نہیں کرتا ہوگا، قیامت کے دن وہ لایا جائے گا اور اس کا مال (سوچاندی وغیرہ) گرم کر کے اس کا ماتھا اور پیشانی اور کروٹیں اور پیٹھ داغے جائیں گے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کر لے گا اس دن جس کی مقدار پیچا سہزار سال ہوگی۔

ہم نے روایت کی ہے کہ علی بن ابو طلحہ سے، اس نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے پارے میں فرمایا:

يُعرج إليه في يوم كان مقداره ألف سنة (العدد ٥)

جس کی مقدار پر اسال ہے۔

فرمایا کہ سدنامیں سے (معنی و نتائج ارسال) کے برابر۔

13

في يوم كان مقداره خمسين ألف سنة (العامين ٣٢)

اس دن جس کی مقدار بجا کر، نہ ارسال کے۔

سے تماستہ کاروں سے الشرعاً نے اک ادا نکالا فرما، اسی عالم میں اس کا نام دیا گیا۔

اور ہم نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ قیامت کا دن مومن پر ایسے ہو گا جیسے ظہر اور عصر کی نماز کے در میان کا وقت اور سر غمام و کی سے۔

اور اذکن لصیعہ کی روایت میں دراج سے مردی ہے وہ ابو الحیث سے روایت کرتے ہیں اور وہ ابوسعید سے انہوں نے کہا کہ تبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس دن کے بارے میں دریافت کیا گیا تھا جس کی مقدار پچاس ہزار سال ہے کہ اس دن کا طول کتنا ہوگا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کہ بے شک وہ مومن پر ہلاکا کیا جائے گا، یہاں تک کہ وہ اس سے زیادہ آسان ہوگا۔ حقیقتی دری میں وہ دنیا میں ایک فرش نماز پڑھتا تھا۔ تم نے ان احادیث کی اسانید کو کتاب البعث والمشور میں ذکر کر دیا ہے۔

^{۳۶۲} ...ہمیں خبر دی ابوالنصر بن قادہ نے، ان کو ابو عمرو بن مطر نے، ان کو حمزہ بن محمد بن عیشیٰ کا تب نے، ان کو فتحم بن جمادا نے، ان کو ابین

مبارک نے، ان کو سحر نے، ان کو هام بن معبہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے میر اگمان ہے کہ انہوں نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوٰ نقش کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ آسان کر دے گا۔ جس پر چاہے گا اپنے بندوں میں سے قیامت کے دن کی لمبائی کو فرض نماز کے وقت کے مثل۔

امام تہذیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کوئی نے پایا ہے ابو عمر کے فوائد میں۔ مگر میں یہ نہیں جانتا کہ اس کے کہنے والا کون ہے۔ میر اگمان ہے کہ اسی طرح اس کو روایت کیا ہے ابو حصل اسفرائی نے خود سے۔

۳۶۳..... یہ حدیث ان میں سے ایک ہے جس کی تہذیق خبری ابو الحسن العلاء بن محمد بن ابو سعید نے، ان کو ابو الحسن اسفرائی امام نے، ان کو عبد القاتل بن حسن بنے، ان کو عبد اللہ بن ثابت نے، اس کو ان کے والد نے، ان کو ہذیل نے، ان کو مقائل بن سلیمان نے، انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا:

تعریج یعنی چڑھا کیں گے... الملائکہ... فرشت۔ یعنی اس کے قول کے مطابق:

فی یوم کان مقداره خمین الف سنتة

فرماتے ہیں کہ اگر مظلومات کے حساب و کتاب کی ذمہ داری میرے سوا کوئی اور لے لیتا تو وہ اس سے فارغ نہ ہو سکتا مگر پچاس ہزار سال کی مدت میں۔ لیکن اللہ تعالیٰ جب ان کے حساب و کتاب میں شروع ہوں گے تو دنیا کے ایام میں سے صرف آدھے دن کی مقدار میں فارغ ہو جائیں گے۔ وہ دن بھی آدھائیں ہونے پائے گا کہ (حساب و کتاب سے فارغ کر کے) اہل جنت، جنت میں اور اہل جہنم، جہنم میں پہنچ پکھے ہوں گے۔ یہی مطلب ہے اس آیت کا:

اصحاب الجنة یومئذ خیر مستفرا او احسن مفلا (القرآن ۲۲)

جنت والے اس دن بہترین ٹھکانے اور بہترین آرام گاہ میں ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ ان کے دو پھر کے آرام کا وقت اہل جہنم کی طرح نہیں ہوگا۔

اگر اللہ کے سوا کوئی اور بالفرض حساب کتاب کرتا تو پچاس ہزار سال لگتے، کلبی کا قول:

اگر فرشتوں کے علاوہ کوئی اور اوپر چڑھتا تو پچاس ہزار سال لگتے، فراہ کا قول:

کلبی اپنی تفسیر میں اسی مفہوم کی طرف گیا ہے جسے اس نے ابو صالح سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔ یعنی اگر بندوں کے محاہے کی ذمہ داری اللہ کے سوا بالفرض کوئی اور لیتا تو وہ اس سے پچاس ہزار سال میں ہی عہدہ برآ ہو سکتا۔ امام تہذیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ تم نے فراہ سے روایت کیا ہے کہ اس نے فرمایا اس آیت کے بارے میں مطلب یہ ہے کہ اگر فرشتوں کے سوا کوئی اور اوپر چڑھ سکتا ہو تو وہ پچاس ہزار سال میں چڑھتے۔

اور اس کے مفہوم کی طرف گئے ہیں شیخ حییی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور وہ فرماتے ہیں وہاے اسکے نہیں کہ یہ اندازہ فرشتوں اور جبریل کے زمین سے عرش تک چڑھنے کا ہے۔

اور اس آیت کے علاوہ کے بارے میں فرمایا:

يَدِيرُ الْأَمْرَ مِنَ السَّمَااءِ إِلَى الْأَرْضِ ثُمَّ يَعْرِجُ إِلَيْهِ فِي يَوْمٍ كَانَ مُقْدَرَهُ خَمْسِينَ الْفَسَنَةَ مَا تَعْدُونَ (السید ۵)

آسان سے زمین تک ہر صائمے میں تدبیر و نصرت کرتا ہے۔ پھر اس کی طرف چڑھ جائے گا

اس دن جس کی مقدار تمہاری گنتی کے مطابق پچاس ہزار سال ہے۔

ایک دوسری توجیہ کا احتمال

احتمال ہے کہ یہ معنی اور یہ مطلب ہو کہ وہ (جبریل) آسمان سے زمین کی طرف اترتا ہے۔ پھر زمین سے آسمان دنیا کی طرف اسی دن چڑھ جاتا ہے اور اتنی مسافت کو طے کرتا ہے کہ اگر لوگ اس مسافت کو طے کرنے کی ضرورت محسوس کریں تو نہ طے کر سکیں گے مگر ہزار سال میں تمہاری گنتی کے مطابق۔ اور وہ عرش سے زمین تک اترتا ہے۔ پھر زمین سے عرش تک اسی دن چڑھ جاتا ہے۔ اگر بالفرض لوگ اس مسافت کو طے کرنے کی ضرورت محسوس کریں تو نہ طے کر سکیں گے مگر پچاس ہزار سال میں تمہاری گنتی کے مطابق۔ اور یہ قیامت کے دن کے اندازے میں نہیں ہے بلکہ یہ فقط ذ المعارض کے صدر کے طور پر ہے اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول:

انهم يرون نه بعيداً و نراه قريباً (معارج ۷)

لوگ اس کو دور سمجھتے ہیں اور ہم اس کو قریب دیکھتے ہیں۔

اس کا حلقت اس عذاب سے ہے جس کا بیان سورہ کے شروع میں ہے۔ اس توجیہ کو وہ روایت پکا کرتی ہے جو وہ سب بن مدب سے مردی ہے کہ انہوں نے فرمایا: زمین سے عرش تک کافاصلہ پچاس ہزار سال کا ہے ہمارے دنوں اور ہمارے میتوں اور ہمارے برسوں کے مطابق۔

ایک اور امکان توجیہ

شیخ نے فرمایا: ممکن ہے کہ یہ کہا جائے قیامت قائم ہونے سے پہلے فرشتے آسمان میں اپنے بلند تر مقام سے زمین کی طرف اترنے کی استعداد رکھتے تھے۔ پھر اپنے اسی بلند تر مقام کی طرف اس دن میں چڑھتے جس کی مقدار ہزار سال ہوتی۔ لیکن قیامت کے دن وہ اس کی طاقت نہیں رکھیں گے۔ یا تو اس لئے کہ جب آسمان پیٹ دیئے جائیں گے تو اس دن ان کے لئے اوپر چڑھنے کا راستہ نہیں رہے گا جس پر وہ نہ ہر سکیں۔

یا اس لئے کہ جب وہ اللہ کی عظمت اور جلال کا مشاہدہ کریں گے اور اس کے غصب کی شدت کو دیکھیں گے جو کہ اس کے بندوں میں سے اہل عناد پر ہو گا تو فرشتوں کی قوتیں جواب دے جائیں گی۔ لہذا وہ اپنے اوپر چڑھتے کے لئے جس قدر مت کے حاجت مند تھے اس سے زیادہ لمبی مدت کے لئے ہوں گے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے اس کا اندازہ پچاس ہزار سال بتایا۔ بایس معنی کہ اگر فرشتوں کے سوا کوئی اس فاصلے کو طے کرتا تو پچاس ہزار سال سے کم میں طے نہ کر سکتا۔

اور اسی طرح کی توجیہ ہو گی اس کی بھی جس کے بارے میں احادیث آئی ہیں کہ عرش چار فرشتوں کے کندھوں پر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خبردی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ حالمین عرش فرشتے قیامت کے دن آٹھوں ہوں گے:

وبِحَمْلِ عَرْشٍ رَبِّكَ يَوْمَنِ ثَمَانِيَةٍ (الإنشاد)

اور مناسب ہے کہ یہ اس لئے ہو کہ ان کی قوتیں کمزور ہو گئی ہوں گی۔ اس لئے نہ کوہ بلا ہولناک امور کی وجہ سے لہذا وہ دوسرے فرشتوں کے ذریعہ دو کئے جائیں گے۔ لیکن اللہ تعالیٰ ان تمام احوال کو خوب جانتا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے اس دن کی خیر کا سوال کرتے ہیں اور اس دن کے شر سے اللہ کی پناہ مانگتے ہیں۔

۳۶۲:.....ہمیں خبردی ابوسعید بن الجویر نے، ان کو ابوالعباس اسماعیل نے، ان کو عباس بن ولید بن مرید نے، انہوں نے کہا مجھے خبردی میرے

والد نے، انہوں نے سناؤزائی سے، اس نے کہا مجھے حدیث بتائی حارون بن رأب نے، اس نے کہا عرش کو والھانے والے چار فرشتے خوبصورت اور زم آواز کے ساتھ ایک دوسرے سے گفتگو کریں گے اور جوابات کا مقابلہ کریں گے۔ چار کہیں گے:
سبحانک و بحمدک علی حلمک بعد علمک

اور دوسرے چار کہیں گے:

سبحانک و بحمدک علی عفوک بعد قدرتک
تو اپنی حمد کے ساتھ پاک ہے کہ سب کچھ جانے کے باوجود تو حلم کا برنا و کرتا ہے۔
تو اپنی حمد سمیت پاک کہ سب کچھ پر قدرت رکھے کے باوجود تو در گذر کرتا ہے۔

ایمان کا نواں شعبہ

مَوْمُونُوْلَ کَا گھر اور ان کا ٹھکانہ جنت ہے
اور کافروں کا گھر اور ٹھکانہ جہنم ہے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

بَلِّيْ مِنْ كَسْبِ مَيْتَةٍ وَاحاطَتْ بِهِ خَطِيبَتْهُ فَأَوْلَىْكَ اصحابَ النَّارِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ وَالذِّينَ امْتَوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أَوْ لَكَ اصحابُ الجَنَّةِ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ (البقرہ ۸۲-۸۱)

ہاں جو عمل کیا گناہ کا اور اس کے گناہ نے اس کو گھیر لیا، یہ وہی لوگ ہوں گے جہنم والے۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک اعمال کئے، وہی لوگ جنت والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے قیامت کے دن کی صفت کے بارے میں:

يَوْمَ يَاتِي لَاتَّكَلِمُ نَفْسَ الْاَبَادَةِ (قراءۃ الیٰ قولہ تعالیٰ) عَطَاءُ غَيْرِ مَجْلُوذٍ (حدیث ۱۰۵۱)

جس دن قیامت قائم ہو گی تکلام کرے گا کوئی نفس گراللہ تعالیٰ کی اجازت کے ساتھ تو کچھ میں میں سے بدجنت ہوں گے اور کچھ نیک جنت ہوں گے۔ جو لوگ بدجنت ہوں گے وہ جہنم میں ہوں گے، جہنم میں ان کی حق پہنچا رہو گی۔ وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے جب تک کہ آسمان وزمین مگر جتنی مقدار تیر ارب چاہے، بے شک تیر ارب وہی کرتا ہے جو کچھ ارادہ کرے۔ اور جو لوگ سعادت مند ہوں گے وہ جنت میں ہوں گے وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے، جب تک زمین و آسمان رہیں گے۔

مگر جو کچھ تیر ارب چاہے وہ عنایت ہے نہ ختم ہونے والی۔

اس آیت میں:

الاماشاء ربک

مَغْرِبُ كَوْكَبِ تِيرَابِ چَاهِيْ ہے کا استثناء ہے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد ہے کہ جن کو اللہ تعالیٰ چاہے گا ان کو اسی جگہ روک لے گا جہاں وہ پہلے سے تھے اس وقت تک جب تک کہ لوگوں کا حساب و کتاب کیا جائے اور ان کے اعمال کا وزن کیا جائے اور ہر فریق اپنے اس محکامے کی طرف چلا جائے جو ان کے لئے فصلہ کیا گیا ہوگا۔

اس طرح یہ فرمان:

مادامت السموات والارض

جب تک کہ زمین و آسمان باقی رہیں گے۔ جتنی جنت میں اور جہنم میں رہیں گے۔

اس سے اللہ تعالیٰ کی مراد تباہی اور دوام ہے۔ یعنی ہمیشہ رہتا۔ عرب اپنے محاورے میں کسی شے کے لئے قیام اور دوام کے لئے بھی محاورہ استعمال کرتے تھے۔ یعنی فلاں انسان فلاں جگدا۔ اس وقت تک رہے گا جب تک زمین اور آسمان باقی ہیں اور دوام ہیں۔ اس سے ان کی مراد ہمیشہ رہنا ہوتی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت و جہنم میں ہمیشہ رہنے کو انہیں کے اس محاورے میں سمجھایا کہ مادامت السموات والارض..... یعنی ہمیشہ

رہیں گے۔ ظاہری الفاظ کا ظاہری مفہوم مراد نہیں ہے کیونکہ ارض و ساء ہوں گے نہیں وہ ختم ہو چکے ہوں گے۔
امام شیعی رحمۃ اللہ علیہ اور مدادامت السموات والارض الا ماشاء ربک کی ایک اور توجیہ کیا گیا ہے کہ:

مدادامت السموات والارض الا ماشاء ربک

یہ اس پر زیادت میں سے ہے اور الامعنى سوا کے ہے اور یہ حسن ہوتا ہے جب مستثنی مستثنی منہ سے زیادہ ہو۔ مثال کے طور پر جیسے کوئی شخص یہ جملہ بولے:

لفلان علی الف درهم الا الفین النی ہی المی سنتہ

فلان آدمی کامیرے ذمہ ایک ہزار درهم ہے مگر اس اس دو ہزار کے جو سال کے بعد واجب الادا ہے۔ گویا دو ہزار کے سوا کی مراد رکھتا ہے۔ اور ہم نے اس پر تفصیل سے کلام کی ہے کتاب البعث والنشور میں فڑاء اور حلبی رحمۃ اللہ علیہ سے۔

۳۶۵..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو عبد اللہ بن عبد الحمید حنفی نے، ان کو قرہ بن خالد نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوصالح بن ابو طاہب عزیزی نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے داوسیجی بن منصور قاضی نے، ان کو حمید بن سلمہ نے، ان کو اخْنَقُ بن ابراہیم نے، ان کو قرہ بن خالد نے ابو زبیر سے، انہوں نے جابر بن عبد اللہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا پے صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ تعالیٰ کو اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی شے کو بھی شریک بناتا ہو گا وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

اور ذکر کیا ہے اس حدیث کو ابو طاہب ریک روایت میں اور یہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ سے اس حال میں ملے کہ اس کے ساتھ کسی شے کو شریک نہیں کرتا ہو گا جنت میں داخل ہو گا اور جو اس کو ملا اور شرک کرتا ہو گا وہ جہنم میں داخل ہو گا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں جماں بن شاعر سے اور ابو ایوب سليمان بن عبد اللہ الغیلانی سے اس نے ابو عامر سے۔

شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب یہ بات واضح ہو گئی ہے کہ مسلمانوں کا نہ کاشہ جنت ہے اور کافروں کا نہ کاشہ آگ ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمادیا ہے کہ:

(۱)..... ان کتاب الفجار لفی سجين (مطہفین ۷)

(۲)..... ان کتاب الابرار لفی علیین (مطہفین ۸)

کہ بد کرداروں کی تحریر بھین میں ہے اور نیکوکاروں کی علیین میں ہے۔

تو مفہی یہ ہوا کہ فیار کے لئے وہ ہے اور ابرار کے لئے یہ ہے۔ تو یہاں سے ہمیں یہ بھی معلوم ہوا کہ بھین الگ ہے اور علیین الگ ہے۔ جیسا کہ فیار الگ اور ابرار الگ ہیں اور مختلف ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آگ کی صفت حاویہ..... کھائی بتائی ہے اور جنت کی صفت جنت عالیہ بلند بتائی ہے۔ اور حدیث میں ہے کہ مومن کی روح اوپر لے جائی جاتی ہے اور کافر کی روح نیچے لے جائی جاتی ہے۔

(۳۶۵).... آخر جه مسلم (۱) ۹۷ عن ابی ایوب سليمان بن عبد اللہ الغیلانی وحجاج بن الشاعر کلامہما عن ابی عامر العطی. به.

اور ہم کی ایک کو بھی نہیں جانتے جس نے یہ قول کیا ہو کہ جنت زمین پر ہے۔ لہذا یہیں سے ثابت ہوا کہ جنت آسمانوں سے اوپر ہے اور عرش سے نیچے ہے اور یہاں یہت احتمال رکھتی ہے و اذا السماء كشطت (بکریہ) کہ جس وقت آسمان کی کھال اتاری جائے گی۔ احتمال ہے کہ وہ حصہ چھیلا جائے گا جو آگے گر ہے جنت کے تاک چھیلنے کے بعد ہم جنت کے آثار دیکھ سکیں۔ اور اس طرح جنت قریب ہو جائے۔ واز لفت العجنة للمنتففين کا یہی مطلب ہو کہ جنت متفینوں کے قریب کر دی جائے گی۔

امام شہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

۳۶۶..... ہمیں خبر دی ابو الحسن فخری نے، ان کو حسن بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابو یعقوب نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن اسماء نے، ان کو مهدی بن میمون نے، ان کو محمد بن عبد اللہ بن ابو یعقوب نے، ان کو بشر بن شفاف نے، وہ فرماتے ہیں، ہم لوگ حضرت عبد اللہ بن سلام کے پاس بیٹھے تھے، انہوں نے حدیث ذکر فرمائی یہاں تک کہ فرمانے لگے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام تخلوقات سے زیادہ عزت والے ابو القاسم (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں اور جنت آسمانوں پر ہے اور جہنم زمین پر۔ جب قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ تمام تخلوقات کو ایک ایک جماعت اور ایک ایک ایک نی کو اخا میں گے۔ پھر جہنم کے اوپر پلی ذاتی جائے گی۔ پھر منادی کرنے والا منادی کرنے کا کہاں ہے احمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور ان کی امت؟ لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم اخیں گے اور آپ کے پیچھے ہو گی۔ نیک بھی ہوں گے، بد بھی ہوں گے وہ پل کو پکڑیں گے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دشمنوں کی آنکھیں منادے گا۔ لہذا اس کی دلائیں اور باعیں طرف سے جہنم میں گریں گے۔ نیجات پائیں گے اور ان کے ساتھ صاحب لوگ بھی اور ان کو فرشتے ملیں گے، دوڑ کر اور ان کو جنت میں ادا کے شکانے دکھائیں گے کہ تیری دائیں طرف سے ہے اور تیری باعیں طرف سے ہے۔ پھر عبد اللہ بن سلام نے اسی طرح ہر بُنی اور ہر امرت کے گزرنے کا تذکر فرمایا۔

شیخ طیبی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

شیخ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صراط جو کہ جہنم کا پل ہے۔ اس کے ذکر کے ساتھ احادیث کا وارد ہونا اس بات کا پیان و ثبوت ہے کہ جنت اور بلندی میں ہے۔ جیسے کہ جہنم نیچے اور بُختی میں ہے۔ اس لئے کہ اگر ایمان ہوتا تو اس کی طرف یعنی جنت کی طرف جانے والا پل کھتاج نہ ہوتا۔

شیخ طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جہنم پر ایک پل ہے جو کہ بال سے باریک اور تکوار سے تیز ہے۔ اس کا اوپر والا حصہ جنت کی طرف ہے، پھنسنے کی جگہ ہے اور پل کے جانبیں سے جہنم کی کھانیاں ہیں، آگ کی آواز بھجھنے والی دسے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہیں گے اس پر روکیں گے اس دن پھنسنے والے مرد اور پھنسنے والی عورتیں بہت ہوں گی اور دونوں طرف سے فرشتے کھڑے ہوں گے جو دعا کی صدائیں بلند کر رہے ہوں گے اے اللہ، پھانا، اے اللہ پھانا جو شخص حق کو لائے گا گذر جائے گا وہ اس دن اپنے ایمان و اعمال کی مقدار سے نور اور روشنی عطا کئے جائیں گے۔ ان لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہوں گے جو پل پر سے بچل کی چمک کی طرح گذر جائیں گے اور بعض ہوا کی طرح گذر جائیں گے اور بعض اس میں سے آگے آگے دوڑنے والے گھوڑے کی طرح گذر جائیں گے۔ اور بعض ان میں سے تیزی سے گذر جائیں گے اور بعض دوڑ کر۔ بعض کو ان شر سے روشنی ملے گی ان کے قدموں تک۔ اور بعض گھنٹوں کے بل دوڑیں گے اور ان میں سے بعض کو اس کے گناہوں کے سبب آگ پکڑ لے

گی اور وہ اس کو جلائے گی جس کا اللہ چاہے گا ان کے گناہوں کے اندازے کے مطابق یہاں تک کروہنجات پا جائے گا۔ اور سب سے پہلاً گردہ جو نجات پائے گا وہ ستر ہزار افراد ہوں گے جس پر نہ حساب ہوگا اور نہ یہ کوئی عذاب ہوگا۔ ان کے چہرے ایسے چمکتے ہوں گے جیسی چودھویں کا چاند اور جو لوگ ان کے قریب قریب ہوں گے وہ آسان کے روشن ترین ستارے کی طرح ہوں گے۔ یہاں تک کہ اللہ کی رحمت کے ساتھ جنت تک پہنچ جائیں گے۔

امام تہذیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث ان میں سے ہے (جو آنے والی سند کے ساتھ ہمیں موصول ہوئی ہے)۔

۳۶۷:..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدالان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو اساعیل بن محمد نے ان کو کوکی بن ابراہیم نے ان کو سعید بن زربی نے بیزید رقاشی سے، انہوں نے انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مذکورہ حدیث ذکر کی۔

امام تہذیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ مذکورہ اسناد ضعیف ہے، علاوه اس کے کامیک بعض روات کا مفہوم ان صحیح احادیث میں موجود ہے جو صراط کے ذکر میں وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ انہیں ہم نے کتاب البصائر و المنورین میں ذکر کر دیا ہے۔

بال سے باریک اور تکوار سے تیز کا کیا مطلب ہے؟

شیخ حییی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صراط کے بارے میں بال سے باریک ہونے کا معنی و مطلب یہ ہے کہ صراط اور اس پر گذرنے کا حکم بال سے باریک ہے۔ یعنی اس کا شکل ہوتا اور آسان ہوتا طاعات اور گناہوں کے اندازے کے مطابق ہوگا۔ ظاہر ہے کہ اس بات کے حدود کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ کیونکہ اس کا معاملہ گہرائے اور تخفی ہے۔ عربوں کی یہ عادت جاری ہے کہ وہ تخفی اور گہرائی والی بات کو دقت اور باریک کا نام دیتے ہیں اور اس کے لئے بال کی باریک کی ہماری کی مثال دی جاتی تھی اور اس قول کا مطلب کہ تکوار سے تیز تر ہے، اس کا معنی یہ ہے کہ وہ امر دقت جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرشتوں کی طرف جو لوگوں کو صراط پر گذرنے کی بابت ہو گا وہ اپنے جاری ہونے میں اور نفاذ میں تکوار کی طرح تیز ہوگا اور فرشتوں کی طرف سے اس کی اطاعت و اتباع کا جاری ہوتا بھی اسی قد تیز ہوگا اور اس کے لئے کوئی روکنے اور رکرنے والا نہیں ہو گا یہی کہ تکوار جب محل جاتی ہے اپنی تیزی اور اپنی قوت مار کے ساتھ کسی بھی بیٹے میں تو اس کے بعد اسے روکنے والی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔

امام تہذیب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ حدیث کے یہ الفاظ میں نے صحیح روایات میں نہیں پائے۔ اور زیادتی سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے کہ صراط، چھری کی دھار یا تکوار کی تیزی کی طرح ہے۔ مگر یہ بھی روایت ضعیف ہے۔

اور اس کا کچھ معنی عبید بن عییر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرسل امر وی ہے کہ آپ سے میں قول آیا ہے۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ صراط جہنم کے اوپر سیدھیں گناہگاروں کے پھٹلے کی جگہ ہے جیسی تیز تکوار ہوتی ہے۔ اور سعید بن ابی ہلال سے مردی ہے کہ انہوں نے فرمایا: ہمیں (یہ حدیث پہنچی ہے) کہ صراط قیامت کے دن وہ پل ہوگی جو بعض لوگوں پر بال سے باریک ہوگی اور بعض پر گمراہی طرح اور محلی وادی کی طرح ہوگی۔

احتمال ہے کہ اس پر گذرنے کی تیزی اور اس سے گرنے کی وجہ سے یہ مذکورہ تشبیہ وی گئی ہو۔ اللہ اعلم۔

بہر حال جو کچھ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں کہا گیا ہے کہ میل کا اور جنت کی جانب ہے۔ اس میں اس بات کا بیان می ہے کہ اس کا نیچو والا حصہ اور سر از میں کی طرف ہے، کیونکہ اس بات کا بیان گذر چکا ہے کہ جہنم نیچے ہے اور جنت اوپر ہے۔

۳۶۸:..... ہمیں خبر دی لوگوں مقرری نے ان کو حسن بن محمد بن احمد بن الحنفی نے ان کو خبر دی محمد بن براء نے ان کو خبر دی عبد القسم بن ادریس

نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے وحی بن مدبر سے، انہوں نے کہا، جب قیامت قائم ہوگی تو اللہ تعالیٰ الہ جنت واللہ جہنم کے مابین فیصلہ فرمائیں گے تو اللہ تعالیٰ جہنم کے ایک خاص کوئی کے بارے میں حکم دیں گے۔ چنانچہ ستر کو کھولا جائے گا اور وہ اس کا ذکر کرنا ہے۔ اس سے اسکی آگ نکلے گی جو خود جہنم کو جلا دے اور کھا جائے جیسے دنیا میں آگ دھنی ہوئی روئی کو کھا باتی ہے اور پھر جب سمندر جہنم کے کنارے سے ملے گا، حالانکہ وہ جرا لبھو رہے۔ یعنی سب دریاؤں سے بڑا دریا ہے تو آنکھیں جھپکنے سے پہلے اس کو اڑا دے گی تو رایے سوکھ جائے گا جیسے اس جگہ کبھی پانی تھا بھی نہیں اور وہی جا بہت حاذہ ہے جہنم کے اور سات زمینوں کے درمیان پھر جب اس دریا یا سمندر کا پانی بھٹکے گا تو ساتوں طبق زمین میں آگ لگ جائے گی، لمبہ اور ساتوں زمینوں کو جلا کر صرف ایک ہی کونڈہ کر کے چھوڑے گی۔

اور ہم حضرت علی رضی اللہ عنہ سے یہ روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے ایک یہودی سے کہا کہ جہنم کہاں ہے اس نے کہا کہ سمندر کے نیچے ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اس نے بھی کہا ہے، پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

والبحر المسجور (والطور ۶)

قُمْ هِيَ الْيَتَّى هُوَ سَمَنْدَرُكِيَّ

امام تبعیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم نے مذکورہ روایت جو وحی بن مدبر سے نقل کی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے معنی و مفہوم کا احتمال رکھتی ہے:

یوم تبدل الارض غيرالارض والسموات (ابراهیم ۲۸)

جُنْ دَنْ بَدَلَ جَاءَنَّى گِيَزْ مِنْ دَوْرَى زَمِنْ كَسَاتِهِ اَوْ رَآسَانَى گِيَ-

اور یہ سب کچھ تمام لوگوں کے بنی صراط پر چڑھ جانے کے بعد ہو گا۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہم روایت کر چکے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تھا اس بارے میں اور عرض کی تھی کہ اس دن لوگ کہاں ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ صراط پر ہوں گے۔

بعض علماء کا قول

بعض علماء نے کہا ہے کہ کفار صراط پر نہیں گزریں گے اس لئے کہ وہ سب آگ کی کان میں ہوں گے۔ جب مومن چھکنا کاراپالیں گے اور وہ صراط پر چڑھ جائیں گے تو باقی کفار ایسی اپنے اپنے موقف پر اور اپنی جگہ پر باقی رہ جائیں گے۔ گیا یہ چھے اب باقی آگ میں انہیں کاہی مقام رہ جائے گا۔

ویگر علماء کا موقف

بعض دیگر علماء نے کہا ہے کہ کفار بھی صراط پر سوار ہوں گے۔ پھر کبھی جہنم کے دروازے سوراخ ہو جائیں گے جس توں کے دروازوں کی مثل پھر کفار انہیں میں سے جہنم میں پھیکے جائیں گی۔ تاکہ ان کا غم زیادہ شدید ہو اور زیادہ ہبہت ناک ہو اور ان کو پل کے اوپر سے پھیکنا زیادہ ہو راؤ نا اور ہولناک ہو اور چھکارے کے ساتھ مومنوں کی خوشی بہت زیادہ اور بہت بڑی ہو۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ اِبْهَا الْمَعْجَمُونَ (س ۵۹)

آج علیحدہ ہو جاؤ اے مجرموں۔

شاید یہ اعلان اسی وقت ہو گا اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی:

کلمہ القی فیہا فوج سالم خرنتها الم یاتکم نذیر (الملک ۸)

جب بھی جہنم میں کوئی گروہ ڈالا جائے گا۔ ان سے جہنم کے دربान پوچھیں گے کہ کیا تمہارے پاس کوئی ذرانتے والا نہیں آیا تھا؟

اور یہ فرمان بھی:

القیافی جہنم کل کفار عنید (۲۲۵)

پھیکو جہنم میں ہر بڑے کافر عنا دی کو۔

یہ بھی اسی پر دلیل کی طرح ہے (جوہم پہلے کہ آئے ہیں) کیونکہ پھینکنے کے حوالے سے جو طریقہ زیادہ تمستقبل ہے وہ اسی طرح ہے کہ بلندی سے پتی کی طرف اور سے نیچے کی طرف پھینکا جاتا ہے۔ باقی اللہ تعالیٰ بھی اس کی کیفیت کو خوب جانتے ہیں۔

پل صراط پر منافقوں کا انجام

زیادہ یقین یہ ہے کہ منافقین لوگ پل کے اوپر مومنوں کے ساتھ ساتھ سوار ہوں گے تاکہ مومنوں کے نور میں وہ بھی چلتے جائیں۔ مگر اللہ تعالیٰ منافقوں پر اندر ہیرا کر دیں گے، لہذا منافقین اسی موقع پر مومنوں سے کہیں گے:

انظرونَا نَفْسِيْسِ مِنْ نُورٍ كُمْ قَبْلَ ارْجَعُوا وَرَاءَ كُمْ فَالْتَّمَسُوا نُورًا (الدیر ۱۳)

مومنوں ہماری طرف دیکھو نا کہ ہم بھی تمہاری روشنی سے کچھ روشنی حاصل کر لیں گے۔ کہا جائے گا

وابس پیچے چلے جاؤ اور روشنی ڈھونڈ کر آؤ۔

لہذا منافق اس جگہ کی طرف واپس لوٹیں گے جہاں روشنی لوگوں کے ایمان و اعمال کے اندازے کے مطابق تقسیم کی گئی تھی۔ وہ وہاں کچھ بھی نہیں پائیں گے۔ پھر وہ دوبارہ مومنوں کی طرف لوٹ کر آئیں گے۔ اس دوران ان کے اور ان کے درمیان دیوار حائل ہو چکی ہوگی۔ قرآن مجید نے اس مقام کی مظہر کشی فرمائی کہ:

ضرب بینهم بسور له باب۔ باطنہ فیه الرحمة و ظاهره من قبله العذاب۔ ينادونهم الم نکن معکم

ان کے درمیان دیوار حائل ہو جائے گی۔ اس میں ایک دروازہ ہو گا اس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور سامنے کی طرف عذاب ہو گا۔

(جوست منافقوں کی ہوگی) پھر منافق مومنوں کو پکاریں گے کہ کیا دنیا میں ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے؟ یعنی ہم تمہاری طرح نمازیں بھی

پڑھتے تھے اور تمہارے ساتھ جہاد بھی کرتے تھے۔ اہل ایمان ان سے کہیں گے:

فَالْوَابَلِي وَلِكُمْ فَسْتِمُ الْفَسْكِم

مومن ان سے کہیں گے، ہاں ہم تمہارے ساتھ تو تھے لیکن تم نے اپنے نفسوں کو فتووں میں واقع کر کھا تھا۔ (الدیر ۱۳)

ایک خاص کیفیت کا اختصار

اختصار ہے کہ یہ دیوار پل صراط کے آخر میں نصب کی جائے گی اور اس میں سے ایک دروازہ چھوڑ دیا جائے گا جس سے مومن جنت کے راستے کی طرف خلاصی پائیں گے۔ یہی ہوگی وہ رحمت جو اس کے اندر کی جانب ہوگی۔ بہر حال اس کا ظاہر وہ آگ کے متصل ہو گا۔ اگر چہ آگ اس سے نیچے ہوگی۔ اس کے موازی اور مقابل نہیں ہوگی۔ منافق بھیش کے لئے دیوار کے اندر کی طرف راست نہیں پائیں گے، لہذا وہ لا محالہ پل صراط کے اوپر سے بھی پھیک دیئے جائیں گے جہاں سے وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقے میں گرتے چلے جائیں گے۔ یہ سلوک ان کے ساتھ ان کے اس استہزا کی پاداش میں ہو گا جو وہ مومنوں کے ساتھ دنیا میں کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ ہم کتاب الاسلام عوالصفات میں اس کی وضاحت کر چکے ہیں۔

فصل

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

فَوَرَبِكُلْخَشْرِنَهُمْ وَالشَّيَاطِينَ ثُمَّ لِنَحْضُورِنَهُمْ حَوْلَ جَهَنَّمْ جَهَنَّماً ثُمَّ لِنَزْعِنَ مِنْ كُلِّ شِبَعَةٍ إِيمَانَهُمْ أَشَدَّ عَلَى
الرَّحْمَنِ عَيْنَاهَا تَ وَنَذِرَ الطَّالِمِينَ فِيهَا جَهَنَّماً (مریم ۲۸-۲۶)

پس تم ہے تیرے رب کی ہم ان لوگوں کو ضرور اکٹھا کر لائیں گے اور شیطانوں کو بھی پھر ہم ان کو ضرور جہنم کے گرد گھٹنوں کے بل حاضر کر لیں گے۔ پھر ہم ضرور سمجھ کر علیحدہ کر لیں گے ہرگز وہ میں سے اس کو جو جہن پر پراکرنے میں زیادہ بخت تھا۔ پھر بالہ ہم خوب جانتے ہیں ان لوگوں کو جو جہنم میں داخل ہونے کے لئے زیادہ مناسب ہیں۔

اور تم میں سے کوئی بھی نہیں (بچے گا) مگر (ہر ایک) جہنم پر آئے گا۔ تیرے رب کا یہ لازمی فصل ہے۔ پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے جو (اللہ کی نافرمانی اور کفر و شرک سے) بیچھے رہے اور ہم خالموں (کافروں مشرکوں) کو جہنم میں اونٹھے گرے ہوئے چھوڑ دیں گے۔

مذکورہ بالا آیات کے مفہوم میں اہل تفسیر کا اختلاف

اہل تفسیر نے مذکورہ بالا آیات میں لفظ دارو ہما کے مفہوم و مطلب کو بیان کرنے میں اختلاف کیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مردی ہے دو میں سے زیادہ صحیح روایت کے مطابق دارو ہونے سے مراد جہنم میں دخول مراد ہے۔ اور اہل تفسیر نے اس بات پر دلیل اسی دوسری آیت سے پکڑی ہے:

أَنَّمِنْ لَهَا وَارِدُونَ لَوْ كَانَ هُؤُلَاءِ الَّهُمَّ مَا وَرَدُو هَا وَ كُلْ فِيهَا خَالِدُونَ (الإِيمَان ۹۸-۹۹)

(اے مشرکو) تم اور وہ جن کی تم عبادت کرتے ہو اللہ کے سوا (سب) جہنم کا ایندھن ہیں۔ تمہیں اس میں ضرور داخل ہونا ہے۔ اگر یہ (بت وغیرہ) ال (معبود و مختار) ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے، سارے اس میں سدا پڑے رہیں گے۔

اور دوسری اس آیت سے بھی دلیل پکڑی ہے مفسرین نے:

فَأَوْرَدْهُمُ النَّارُ وَبَشَّرَنَسُ الْوَرَدُ الْمُوَرَّدُ (حدیث ۹۸)

پس داخل کرے گا ان کو آگ میں اور بری ہے داخل ہونے کی جگہ۔

تو اس مقام پر دوسرے مراد دخول ہی ہے۔ چنانچہ الارادہ کا قول بھی اسی طرح ہے۔ یعنی اس سے مراد بھی دخول ہی ہے۔

اور یہی بات ہوئی جب ان سے نافع بن ازرق نے بحث کی تھی تو انہوں نے اس کے جواب میں یہ کہا تھا کہ آپ نے اور میں نے دونوں نے اس میں داخل تو ہونا ہی ہے، پھر میں دیکھوں گا کیا ہم نہ لکھتے ہیں یا نہیں؟

اور عبداللہ بن سائب سے مردی ہے اس نے اس شخص سے سنایا ہے اس نے اس شخص سے سنایا کہ اس نے اس کا سب سے سنا تھا کہ اسنے عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جہنم میں دارو ہونے والے کفار ہوں گے۔ مونی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ جبکہ یہ روایت منقطع ہیں اور پہلی روایت اس نے عباس رضی اللہ عنہ سے اکثر ہے اور زیادہ مشہور ہے۔

اور ہم نے عبداللہ بن رواحد سے روایت کی ہے کہ ایک مرتبہ وہ روپڑے تھے اور ان کو روتا دیکھ کر ان کی الجیہ بھی روپڑی تھیں اور فرمائے گئے کہ میں خوب جانتا ہوں کہ میں جہنم میں دارو ہوں گا اور یہ مجھے نہیں معلوم کر سکتا اس سے نجات بھی پاؤں گا یا نہیں؟ اور سدی نے فقرہ ہمدانی سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے روایت کی ہے کہ انہوں نے ان لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی تھی کہ انہوں نے فرمایا لوگ

جہنم میں داخل ہوں گے، پھر اس سے اپنے اپنے اعمال کے ساتھ نکلیں گے۔

اور ان مسعود رضی اللہ عنہ کی ایک اور روایت میں ہے فرهہ سے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ انہوں نے فرمایا: یہ ظوحاً یعنی ورود کی جگہ واضح دخول کا لفظ استعمال فرمایا۔ یہ تو خافر مایا و نوں کا مطلب داخل ہوتا ہے۔ یعنی جہنم میں داخل ہوں گے، پھر اس سے اپنے اعمال کے ساتھ نکلیں گے۔

اور ایک اور روایت میں ابوالاحرض سے عبداللہ سے ہے کہ (وان منکم الا وار دها) یعنی تم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہو گا۔ فرمایا کہ راستے کا پل جہنم پر تکوار کی دھار کی طرح ہے۔ (جس پر) پہلاً گروہ بھلی کی مثل گذر جائے گا اور دوسرا طبقہ بوا کی مثل اور تیسرا طبقہ بہترین گھوڑے کی مثل اور پچھا طبقہ بہترین اونٹ اور موشیوں کی مثل گذریں گے اور فرشتے کہتے ہوں گے اے ہمارے رب بچائیو بچائیو۔

اور ان آثار کی اسناد، ہم نے کتاب البعث والمشور میں ذکر کردی ہیں اور ہم نے روایت کی ہے سفیان سے، ان کو زہری نے، ان کو سعید بن میتب نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مسلمان کے تین بچپن میں مریں گے کہ پھر وہ جہنم میں داخل ہو جائے، مگر قسم کو پورا کے لئے پھر سفیان نے یہ آیت پڑھی:

وان منکم الا وار دها

یعنی ایسا انسان ہر صرف اسی آیت کا تقاضا پورا کرنے کے لئے داخل ہو گا اور بس۔

۳۶۹.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن حفیز نے ان کو عبد اللہ بن احمد بن حبیل نے ان کو ان کے باپ نے ان کو سفیان اسی مذکورہ حدیث کے بارے میں۔

لامہ تہجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ روایت صحیح بخاری میں بھی نقل ہوئی ہے اور امام مالک کی ایک روایت میں ہے زہری سے اس حدیث کے بارے میں کہ اس کو آگ چھوئے گی صرف قسم پوری کرنے کے لئے اور یہ حدیث اس کے قول کی تاکید کرتی ہے۔ جو یہ کہتا ہے کہ وارد ہونے سے مراد داخل ہوتا ہے۔

۳۷۰.....ہمیں خبر دی ابو علی بن احمد بن ابراہیم بن شاذان بغدادی نے اس بارے میں، ان کو عبد اللہ بن حفیز نے کہا یعقوب بن سفیان نے کہہ میں حدیث سیان کی سلیمان بن حرب ابو ایوب والٹی نے ان کو ابو صالح غالب بن سلیمان نے کیثر بن زیاد بر سانی سے ان کو ابو سعید نے، انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے بصرے میں جہنم پر وارد ہونے کے مسئلے میں آپس میں اختلاف کیا تھا۔ ایک گروہ نے کہا کہ موسیٰ جہنم میں داخل نہیں ہو گا اور کچھ لوگوں نے کہا کہ سب لوگ داخل ہوں گے۔ (اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے) پھر ہم ان لوگوں کو نجات دیں گے (جونا فرمانی سے بچتے رہے یا کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں (یعنی کافروں و شرکوں) کو جہنم میں اونٹھے پڑے رہنے دیں گے۔

سو میں نے حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات کی اور ان سے میں نے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جہنم میں سب لوگ داخل ہوں گے۔ میں نے کہا کہ ہم نے تو ہم اختلاف کیا ہے۔ پھر لوگوں کے اختلاف کا تذکرہ ہوا ابو سعید نے کہا (اس کے بعد) حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے اپنے کا نوں کو ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ میں بھی یہ بتیں سن کر خاموش ہی ہو جاتا اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں یہ حدیث نہ سنبھلی تو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ ایوڑھوں ہے نہ کوئی نیک بچے گا اور نہ ہی کوئی بد بچے گا۔ مگر ہر کوئی جہنم میں داخل ہو گا۔

(۳۶۹)....آخرجه المصنف من طريق احمد بن حبیل في المسند (۲۳۹/۲) عن سفیان. ب.

(۳۷۰)....آخرجه احمد (۳۲۹/۳) عن سلیمان بن حرب. ب.

وقال الهیشمی فی المجمع (۵۶/۷) رواه احمد و رجاله ثقات

پھر مونوں پر وہ خندی اور سلامتی والی بن جائے گی۔ جیسے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہو گئی تھی۔ یہاں تک کہ جہنم کے لئے خندی سانس لینا ہو گا ان کی خندی سے۔ پھر ان لوگوں کو نجات دیں گے جو ذرگئے تھے اور ہم ظالموں کو اس میں اونڈھا پڑا چھوڑ دیں گے۔

امام شیعی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام شیعی نے فرمایا کہ:

یہ اسناد حسن ہے۔ بخاری نے اس کو اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے اور اس کا شاہد وہ حدیث ہے جو ثابت ہے ابو زبیر سے جابر سے، ام مبشر سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کا مثل مروی ہے۔ مگر اس نے فرمایا جادہ کہ جامد ہے۔ ابو عبید نے کہا کہ رسول اے اس کے نہیں کہ انہوں نے و ان منکم الاواردہا کی تاویل کا ارادہ کیا ہے۔

فرماتے ہیں کہ جہنم میں ذکر کیا ہے اور اس کی گرفتاری ان کو نہیں پہنچے گی۔ کچھ بھی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی قسم پوری کریں گے۔

۱۷۲:.....ہمیں خردی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، ان کو محمد بن احشاق صنعاوی نے، ان کو جو جان بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ان جہنم کے کہا تھا مجھے خردی ابو زبیر نے، اس نے ساجابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے: مجھے خردی ام مبشر نے، اس نے سنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ام المؤمنین حفص رضی اللہ عنہ کے آگے فرمایا کہ انشاء اللہ جہنم میں اصحاب شجرہ داخل نہیں ہو گے جنہوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ ام مبشر نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لہذا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حظر کا۔ اتنے میں سید و حفصہ نے کہا:

و ان منکم الاواردہا (مریم ۱۷)

تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے مگر سب کو اس میں داخل ہوتا ہے۔

تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے (حضرت کا جواب سن کر) فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الطالمين فیها جثیا (مریم ۱۷)

پھر ہم ان کو جہنم سے نجات دیں گے (جو کفر و شرک سے) بچتے رہے اور ہم ظالموں کو اس میں اونڈھے مند پڑا چھوڑ دیں گے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ہارون بن عبد اللہ سے جان بن محمد سے۔

امام شیعی رحمۃ اللہ علیہ کی توجیہ:

امام شیعی رحمۃ نے فرمایا کہ مذکورہ روایت یا احتمال رکھتی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اصحاب شجرہ سے جس دخول جہنم کی نفی فرمائی ہے وہ نفی جہنم میں بھا کی اور وہاں بھرپر رہنے کی وہ (مطلق داخل ہونے کی نہ ہو) یعنی ایسے دخول کی ہو جو ان کو تکلیف پہنچائے۔ اصل دخول کی نفی نہ ہو۔ کیا آپ دیکھتے نہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے اس قول سے دلیل پکڑی تھی:

ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الطالمين فیها جثیا

پھر ہم ان کو نجات دیں گے جو بچتے رہے ہوں گے اور ہم ظالموں کو اسی میں اونڈھا پڑا ہوا چھوڑ دیں گے۔

کچھ ہوتا ہے محفوظ حدیث اول میں یعنی سفیان بن عینی کی روایت میں کہ یہ حفص دخول ہو گا بغیر آگ کے اور بغیر پہنچنے کی تکلیف کے۔ جیسا کہ ہم نے روایت کیا ہے حامد بن معدان سے اور وہ اکابرین تابعین میں سے ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جب ال جنت، جنت میں داخل

ہو جائیں گے تو جتنی پوچھیں گے اے ہمارے رب، کیا آپ ہمیں وعدہ نہیں دیتے تھے کہ ہم لوگ آگ میں وار ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے ہاں، ہاں، تم اس میں سے گذر کر آئے ہو گروہ (محرک نہیں تھی) بلکہ وہ اس وقت جلد تھی (ٹھہری ہوئی اور اپنی صفت احراق اور شدت حرارت سے رکی ہوئی تھی)۔

اور ہم نے مقابل بن سلیمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس دن آگ کو مونوں پر خندی اور سلامتی والی بندادیں لے گئے جیسے کہ ابراہیم علیہ السلام پر خندی اور سلامتی والی بندادیا تھا۔

۳۲۲.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن علی بن محمد قاضی نے، ان کو احمد بن سلمہ بن عبد اللہ بزار نے، ان کو عمر بن موسیٰ قراز نے ان کو عبد الوارث نے ان کو جریدی نے ان کو ابو سلیل نے ان کو عقبہ بن عامر نے۔ قیامت کے دن آگ حتم جائے گی۔ یہاں تک کہ سفید ہو جائے گی۔ جیسے وہ جبی کی پیشہ ہے جب اس پر لوگوں کے قدم بر ابر اور درست جم جائیں گے خواہ وہ نیک ہوں یا برے ہوں اس وقت ایک اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے جہنم اپنے لوگ لے لے اور میرے لوگوں کو چھوڑ دے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم اپنے لوگوں کو اس سے زیادہ پہچانتی ہے جیسے کوئی انسان اپنے بیٹے کو پہچانتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، لمَّا دَهَّ جَهَنَّمُ وَالْوَوْنُ كَوَدْ حَسَدَ يَا جَاءَ گَا وَرْ مُؤْمِنٌ اس سے انکل آئیں گے۔ جبکہ ان کے کپڑوں پر بھی نشان نہیں ہوگا۔ درحال انکو اور اسی طرح ہی ہے الکتاب میں۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا۔
مُرْكَبَتْهُ وَلَىٰ كَاتِمَ ذَكْرِنِيْسْ كَيْ جَبَكَوْهُ كَعْبُ الْأَخْبَارِ كَسَّا تَحْمَهُ مَعْرُوفٌ هُوَ۔

۳۲۳.....ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو ابو الحسن کارزی نے، ان کو علی بن عبد العزیز نے ان کو زیریڈ نے ان کو جریری نے ان کو ابو سلیل نے، ان کو غنیم بن قیس نے، ان کو ابو العوام نے، ان کو کعب نے، انہوں نے کہا کہ قیامت میں جہنم لائی جائے گی، گویا کہ وہ جبی کی پیشہ ہے (یا جبی کی زمین ہے) یہاں تک کہ جس وقت تمام مخلوقات کے قدم اس پر جم جائیں گے اعلان کرنے والا اعلان کرے گا کہ (اے جہنم) اپنے اصحاب لے جائے اور میرے اصحاب چھوڑ دیجئے (یعنی جہنمیوں کو پکڑ لیجئے اور جہنمیوں کو چھوڑ دیجئے) کعب نے فرمایا کہ پھر ان سب، (جهنمیوں کو) یقینے حضادیا جائے گا (یعنی جہنم کی گھرائی میں گردایا جائے گا)۔

ابوسیدہ نے کہا: اہالوہ چیز ہوتی ہے جو دنہ کی چکلی سے اور جبی سے پکھلائی جائے اور متن اہالوہ جبی کی پشت ہے۔ جب تکھنے والی شے اس سے برتن میں نشہ آور ہو جائے۔ حضرت کعب نے جہنم کے سکون کو تشبیہ دی ہے اس سے قل کہ، ہو جائے کافراس کے پیٹ میں۔ یہ چیز خالد بن معدان والی حدیث میں جو پکھ بیان ہوا ہے۔ ابوسیدہ نے فرمایا کہ ہمیں مردان، بن معادی نے حدیث بیان کی، ان کو بکار بن ابو مردان نے، ان کو خالد بن معدان نے، انہوں نے فرمایا جب اہل جنت، جنت میں داخل ہو جائیں گے تو عرض کریں گے اے ہمارے رب کیا آپ نے ہمیں کو خالد بن معدان نے کہا (یعنی جہنم میں) وعدہ نہیں دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے جی ہاں دیا تھا اور تم جہنم سے گذر بھی آئے ہو، مگر وہ جلد تھی ساکت تھی رکی ہوئی تھی۔

ابوسیدہ کہتے ہیں ہمیں انجمنی نے غیان سے حدیث بیان کی ہے۔ ان کوثر نے، ان کو خالد بن معدان نے اسی مذکورہ حدیث کی شیل، مگر انہوں نے جامدة کی بجائے خامدة یعنی بخشی ہوئی کہا ہے۔ ابوسیدہ کہتے ہیں کہ بخشی ہوئی کو ان منکم الاواردھا کی تاویل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔ پس فرماتے ہیں کہ جہنم میں وار ٹو ہوں گے لیکن اس کی گرفت اکل نہیں پہنچ گی اور وودو خول بھس اس لئے ہو گاتا کہ اللہ تعالیٰ اپنی حسم پوری کر لے۔

امام تیہنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

امام تیہنی نے فرمایا: بھی یہ وار دہونا صراط کے پہنچے ہوگا، جیسے ابوالاحوص نے کہا ہے حضرت عبد اللہ بن سعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے اور

اس کا نام آگ رکھا ہے۔ اس نے کہ جہنم کا بیل ہے اور جو شخص جہنم میں ڈالا جائے گا وہیں سے ڈالا جائے گا۔ اور وہیں سے جہنم کی حاصلیاں اچک لیں گی جس کو بھی اچکیں گی اور اسی پر خاردار گوکروں ہوں گے اور گونہ گوں قسم کے عذاب ہوں گے۔ ایک اللہ تعالیٰ نبہت محبہ تھا اور لوگوں کو جو کفر و شرک سے بچتے رہے تھے (یعنی نجات دے گا) میں صراط پر گذرنے کے ماتحت) اور ظالموں کو جہنم میں مختalonے میں جہنم میں پڑا جہنم میں چھوڑ دے گا (یعنی پل صراط سے اس میں گرانے جانے کے بعد)۔

اور ہم نے اس حدیث میں روایت کیا ہے کہ حضرت ابوسعید خدري رضي اللہ عنہ سے نبی کرمہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت میں ثابت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جہنم پر پل نصب کی جائے گی اور وہ کہیں گے اے اللہ سلامتی دے، اے اللہ سلامتی دے۔ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پل کیا چیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محسنا بوجا اور بچلنے کا مقام بوجا اور اچکنے والے سیاہ پرندے ہوں گے اور کھانیاں ہوں گے آگ کی اور خاردار پودوں یا گوگھروں کو چجانا بوجا اور گرم کے جائیں گے اس میں کائنے ہمیں عداں کہا جاتا ہے (وہ خاردار بولی ہے جسے اونٹ شوق سے کھاتا ہے)۔ (یعنی تمثیلات میں انسانوں کی فہم سے بات کو قریب تر کرنے کے لئے ہے، ورنہ تو جہنم کی کسی چیز کو دنیا کی کسی چیز سے کوئی مانعت نہیں ہے وہ عذاب خداوندی یہیں اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس سے محفوظ فرمائے۔)۔ (آمین) مترجم۔

خلاصہ یہ ہے کہ مومن اس پر سے آنکھ بچکنے کی دیر میں گذر جائیں گے۔ بعض بچلی کی طرح بعض اعلیٰ نسل کے تیز رفتار گھوڑوں کی طرح۔ بعض پیدل کی طرح۔ مومن آگ سے خلاصی پالیں گے اور منافق و کافر آگ میں اونٹ ہے ذالے جائیں گے۔ نجات پانے والے مسلم ہوں گے، تو پچھے ہوئے، خیل جہنم میں چھوڑ جائیں گے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مسعود کی روایت میں ہے۔ لوگ پل صراط پر اپنے اعمال کے بقدر گذر جائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ شخص گذرے گا جس کا نور اور روشی پیر کے انگوٹھے پر ہوگی۔ وہ جہنم سے ایک ہاتھ کو بچائے تو دوسرا اس میں الجھ جائے گا اور ایک چور کو بچائے تو اس کے پہلو میں آگ پہنچ جائے۔ پھر جب چھکارا پالیں گے تو کہیں گے اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اے جہنم تجھ سے نجات تکشی، تجھے ہمیں دھادیئے کے بعد۔

اور ہم نے ان دونوں مذکورہ روایتوں کی اسناد ان کے شواہد سمیت کتاببعث و النشر کی فصل خاص میں ذکر کر دی ہے۔ اور یہ بیان کرتی ہیں کہ وارد ہونے کے باہت ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ یہ ہے کہ یہ احتمال ہے کہ وارد ہونے سے مراد ہی پل صراط پر مرور اور چلتا ہو۔

۲۷۲:..... ہمیں خبر دی محمد بن موئی بن فضل نے، اس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، اس کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے، اس کو عبد الرحمن بن ابی حادنے بیکجی بن بیمان سے، انہوں نے عثمان بن اسود سے، اس نے مجاهد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں وان منکم الاواردہا کتم میں سے ہر شخص جہنم پر وارد ہوگا۔ فرمایا کہ مسلمانوں میں جس شخص کو بخار آجائے بس وہ جہنم پر وارد ہو گیا۔

۲۷۵:..... ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابی اسحاق نے، ان کو ابوالعباس محمد بن عبد اللہ مژری نے، ان کو ابوالحسن احمد بن حسین صوفی نے، ان کو سلیمان بن منصور ابن عمار نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے باپ نے حدیث بیان کی تھی صقل بن زیاد سے، ان کو خالد بن دریک سے، ان کو بشیر بن طلحہ سے یعنی یعلی بن معید سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کرمہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک جہنم قیامت کے دن ہے گے اے مومن جلدی گذر جاتی رے نور اور روشی نے میرے شعلے کو بخادا یا۔

اسی روایت میں سلیمان بن منصور کا تفرد ہے اور وہ شکر ہے۔

فصل: مومن کے بد لے کے بارے میں

۳۷۵.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن احمد مجوبی نے مقام مرد سے ان کو سعید بن مسعود نے ان کو علی بن مسعود نے اور ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیر نے، ان کو ابو حامد بن بلال نے، ان کو ابو الازھر نے، ان کو ابو اسامة نے، ان کو علی بن مسعود نے، ان کو ابو بردہ بن ابو موسیٰ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب قیامت کا دن ہوگا، ہر مومن کو دیگر اہل زمہب میں سے ایک آدمی دیا جائے گا اور اس سے کہا جائے گا کہ یہ جہنم سے تیراندی یا در بد لے ہے۔

یہ ابو طاہر کی حدیث کے الفاظ ہیں۔ اس کوسلم نے صحیح میں روایت کیا ابو بکر ابن ابی شیبہ سے۔ اس نے اسماہ سے اور اس کو انہوں نے ہون کی روایت سے اور سعید بن ابی بردا سے نقل کیا ہے اور اس کو ایک جماعت نے نکریں کے علاوہ ابو بردہ سے روایت کیا ہے۔

۳۷۶.....ہمیں خبر دی ابو القاسم علی بن ابراہیم بن حامد براز نے حمد ان میں، ان کو ابو القاسم عبد الرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو محمد بن سنان حوثی نے، ان کو حام نے قاتا دے سے، سعید بن ابی بردا سے اور ہون بن عبد اللہ سے اور وہ دونوں ابو بردہ کے پاس حاضر تھے۔ وہ حدیث بیان کر رہے تھے عمر بن عبد العزیز کو اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: جب بھی کوئی مسلمان آدمی مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بد لے میں کسی یہودی یا اصرافی کو جہنم میں داخل کرتا ہے۔ پس ہون نے کہا حدیث کن کر ہون پر سعید نے انکار نہیں کیا تھا اس کے قول کا۔

پھر اس سے عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ نے تم اٹھوائی (جنی کہ تم اس طرح قسم اخھاؤ کر) مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے سوا کوئی مسجد و نہیں بس وہی موجود ہے اور تم بار قسم کھا کر کہو کہ تیرے باپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بیان کی تھی۔ سواس نے قسم کھائی۔ اس کوسلم نے صحیح میں عفان سے حام سے نقل کیا ہے۔

نیہتی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام نیہتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تم نے وہ حدیث روایت کی ہے جو ابو زباد سے اعرج ابو ہریرہ سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

(۳۷۵).....قال الزبیدی فی الاتحاف (۴۳۲/۹) رواه الطبرانی وابن نعیم والیہمی والخطب وبنضھر البیهقی ورواہ الحکیم الترمذی فی النوادر۔ اخرجه ابن نعیم فی الحلیة (۳۲۹/۹) والخطب فی التاریخ (۱۹۲/۵) من طریق سلیمان بن منصور۔ به۔

ورواه الخطب من طریق محمد بن جعفر عن منصور بن عمار عن خالد بن دریک عن یعلیٰ، به و قال الخطب: هكذا قال عن منصور بن عمار عن خالد بن دریک. وروی هذا الحديث سلیم بن منصور بن عمار عن أبيه و اختلف عليه فقال اسحاق بن الحسن الحرسی عن سلیم عن أبيه عن بشیر بن طلحة عن خالد بن دریک عن یعلیٰ.

ورواه احمد بن الحوین بن اسحاق الصوفی عن سلیم عن أبيه عن هفل بن زیاد عن الاوزاعی عن خالد بن الدریک عن بشیر بن طلحة عن یعلیٰ بن منهی والله اعلم.

وقال البیهقی فی المجمع (۱۰/۳۶۱) رواه الطبرانی وفیه سلیم بن منصور بن عمار وهو ضعیف. خالد بن دریک.

۳۷۵ مکرر.....آخرجه مسلم (۲۱۹/۳) عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن عفان بن مسلم عن همام. به۔

۳۷۶.....آخرجه مسلم (۲۱۹/۳) عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن عفان بن مسلم عن همام. به۔

ثابت ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کوئی شخص جنت میں داخل نہیں کیا جاتا مگر اس کو اس کا جہنم والا مکانہ نہ دکھادیا جاتا ہے۔ اگر اس نے گناہ کیا تھا تو تائکوہ وہ اس پر التذکار زیادہ سے زیادہ شکر کرے (کہ اللہ نے مجھے اس بری بجھ سے بچالیا ہے) اور کوئی شخص جنم میں داخل نہیں کیا جاتا مگر اس کو اس کا مکانہ جنت والا دکھادیا جاتا ہے اگر اس نے کوئی سُکنی کی تھی تو اس پر حسرت و فسوس زیادہ سے زیادہ ہو۔^{۳۷۷}

۳۷۷:.....ہمیں خبر دی ابو هریرہ رضیب نے، ان کو ابو بکر اساعیل نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو فیاض بن زیر نے، ان کو علی بن عیاش نے، ان کو شعیب نے ابو زندہ سے پھر اس کوڈ کیا ہے اور اس کو بخاری نے صحیح میں ابوالیمان سے شیعیب بن ابو جزہ سے روایت کیا ہے۔ امام تہذیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ روایت کیا گیا ہے ابوصالح سے ابو هریرہ سے بھی مرفوعاً اور ان سے ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر آدمی کی دو منزلیں ہیں۔ ایک جنت میں دوسرا جہنم میں۔ اگر مر کر دہ جہنم میں چلا جاتا ہے تو ال جنت اس کے جنت والے گھر کے دارث بن جاتے ہیں۔ سچھر کہا کہ یہی مطلب اس آہت کا ہے:

اوٹک ہم الوارثون (امرو منون ۱۰)

کوئی لوگ ہی وارث ہیں۔

۳۷۸:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس رحم نے، ان کو ابو معاویہ نے، ان کو اعمش نے، ان کو ابوصالح نے، ان کو ابو هریرہ نے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، پھر ابوصالح رحمۃ اللہ علیہ نے نکوہ حدیث یعنی آخری روایت ذکر کی۔ امام تہذیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

زیادہ انساب یہ ہے کہ یہ حدیث فدیہ اور بد لے والی حدیث کی تغیر ہوا اور کافر جب اپنی جنت والی جگہ کا مومن کو وارث بنتا اور مومن جب کافر کو اپنی جنم والی جگہ کا وارث بنتا تو تقدیر میں گویا یہ ہے کہ کافر مومن کے بد لے میں دیا جائے۔ اور تحقیق امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فدیہ والی حدیث کی تقلیل بیان کی ہے برید بن عبد اللہ وغیرہ کی روایت کے ساتھ ابو رده سے۔ اس نے انصار کے ایک آدمی سے، اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

اور ابو حصین کی روایت کے ساتھ جو کہ عبد اللہ بن زید سے مردی ہے۔

اور حمید کی روایت کے ساتھ جو اصحاب رسول کے ایک آدمی سے مردی ہے۔

پھر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کہا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاقت کے بارے میں یہ حدیث کہ ایک قوم کے لوگ عذاب دیے جائیں گے، پھر جہنم سے نکالے جائیں گے۔ یہ حدیث زیادہ اکثر ہے اور زیادہ واضح ہے۔

اور ابو رده والی حدیث ابو موسیٰ سے، اس کے والد سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مسلم بن جحان وغیرہ حبہم اللہ کے نزدیک صحیح ہے کی وجہ سے وہ جن کی طرف ہم نے اشارہ کیا ہے اور اس کے علاوہ بھی۔ لور اس کی توجیہ وہی ہے جس کو ہم نے ذکر کیا ہے اور یہ حدیث، حدیث شفاقت کے منافی نہیں ہے۔ بے شک فدیہ والی حدیث اگرچہ ہر مومن کے بارے میں عموم کے موردنہ وارد ہوئی ہے، احتمال رکھتی ہے کہ اس سے مراد برمومن ہوتا اس کے گناہ اس کی زندگی میں آنے والی آزمائشوں اور مصیبتوں کے ساتھ مت جائیں گے۔ وہ ان کا کفارہ بن جائیں گی۔ اس روایت کے بعض الفاظ یہ ہیں:

۳۷۸.....اخرجه البخاری (۱۴۲/۸) عن أبي الحسان. به.

۳۷۸.....آخرجه بن أبي حاتم (کمالی بن کثیر ۲/۲۶۲) من طريق الأعمش. به.

ان امتی امة مرحومۃ جعل الله عذابها بایدیها فاذا کان یوم القيمة دفع الله الی کل (جل من المسلمين
رجلاس اهل الاٰدیان فکان فداء من النار

بے شک میری امت مرد مہبے (رحمتی ہوئی ہے) اللہ تعالیٰ اس کی سزا اس کے ہاتھوں سے کریں گے جب قیامت کا دن
ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد کو دلدار ایمان میں سے ایک آدمی دیں گے جو کہ جہنم سے اس کا ندی یا اور بدله ہو گا۔ لہذا
شفاعت والی حدیث اس اعتبار سے پھر ان لوگوں کے بارے میں ہو گی جن کے گناہوں کا دنیا کی زندگی میں کوئی کفارہ نہیں
ہو سکا ہو گا اور وہ نہیں مست ملکے ہوں گے۔

دوسری احتمال یہ ہے کہ یہ قول ان مومنوں کے لئے ندیہ والی حدیث میں شفاعت کے بعد ہو۔ واللہ اعلم۔

بہر حال شداد بن ابی طلحہ اہمی والی حدیث غیلان بن جریر سے ابو بردہ بن ابو موسیٰ سے ان کے والد سے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ
آپ نے فرمایا تھا:

قیامت کے دن کچھ مسلمان لوگ پہاڑوں کی مثل گناہوں کے ساتھ لائے جائیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کے لئے ان کو بخش دے گا اور ان
کے گناہوں کو یہود و نصاریٰ پر رکھ دے گا۔ میرے خیال کے مطابق اس کو بھی ذکر وہ روایت کے راویوں نے کہا ہے۔

مگر یہ اسکی حدیث ہے جس کے راویوں میں شک ہے اور شداد ابو طلحہ ان لوگوں میں ہے جس کے بارے میں اہل علم بالحدیث نے کلام کیا
ہے۔ اگر چدام مسلم بن ججاج نے اپنی کتاب میں اس کے ساتھ شہادت پکڑی ہے۔ تاہم وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہو سکتا کہ اس کی وہ روایت
قویوں کی جانبے جس میں اس کی مخالفت کی گئی ہوا رحمن لوگوں نے لفظ حدیث میں اس کی مخالفت کی ہے وہ متعدد ہیں۔ اور جبکہ وہ خود اکیلا ہے اور
ہر ایک ان میں سے جس نے اس کی مخالفت کی ہے اس سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہے لہذا اجر و رایت اس نے نقل کی ہے اس کی تاویل کے ساتھ
افتخار کا کوئی مطلب نہیں اور کوئی معنی نہیں اس کے باوجود کہ وہ اس کے خلاف ہے جو ظاہر اصول صحیح رحمن کی بنیاد اس اصول پر ہے:

ان لا تغزو و ازرة و زر اخری (النجم ۲۸)

کوئی بوجاحاٹانے والی کسی دوسری کا بوجنہیں اٹھائے گی۔

جو روایت اس اصول کے مطابق مروی احادیث کے ظاہر کے خلاف ہواں کی تاویل میں مشغول ہونے کا کوئی مقصد نہیں۔

۲۷۹: نہیں حدیث بیان کی ابو عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور اماماء کے ان کو ابو بکر بن محمد بن محمد اساعل قاضی نے، ان کو عفرون بن محمد
سوار نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو حیثی بن آدم نے، انہوں نے کہا کہ سفیان بن عینیہ نے کہا جب یہ روایت نازل ہوئی:

وَرَحْمَتِي وَسُعْتِ كُلِّ شَيْءٍ (الإراف ۱۵۶)

اور میری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے۔

تو یا میں نے گردن اپنی اوپر نکا کر کہا میں بھی شیء ہوں۔ (یعنی جب تیری رحمت ہر چیز سے وسیع ہے تو مجھ سے بھی وسیع ہوئی۔ کیونکہ میں بھی
شیء ہوں۔ لہذا میری بھی مفترت ہوئی چاہئے) تو پھر یہ آئت نازل ہوئی۔

فَسَاكِنِهَا لِلَّذِينَ يَقْنُونَ وَيَزْتَوْنَ الزَّكُورَةَ وَالذِّينَ مَا يَا تَنَا يَؤْمِنُونَ (اعراف ۵۶)

میں جلدی لکھ دوں گا رحمت ان لوگوں کے لئے جو نافرمانی سے بچتے رہے، وہ زکوٰۃ ادا کرتے رہے اور جو لوگ ہماری زبان پر ایمان رکھتے ہیں۔
سفیان بن عینیہ نے کہا کہ پھر یہود و نصاریٰ نے اپنی گردیں دراز کیں اور بولے ہم تو راہ پر ایمان رکھتے ہیں اور انجیل پر بھی۔ ہم زکوٰۃ بھی
دیتے ہیں۔ فرمایا کہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو ایمیں سے بھی اچک لیا اور تھیسن لیا اور اسی امت کے لئے مخصوص کر دیا اور

الذین يجعون الرسول النبی الامی الذی یجلونه مکھو با عنہم فی التوراة والانجیل (اعراف ۷۴)۔
 (وہ ذکر وہ بالوگ کوہ ہیں جو رسول اُنی کی ایجاد کرتے ہیں جس رسول کا ذکر وہ ہو و نصاریٰ اپنے پاس توراة و انجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔)
 ۳۸۰.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عمر بن احمد زاہد نے، انہوں نے کہا ہم نے اپنے اصحاب میں سے ثقہ اور مضبوط شخص سے تا
 وہ ذکر کر رہے تھے کہ انہوں نے ابو بکر بن حمیں بن مہران رحمۃ اللہ علیہ کو نیند میں خواب میں دیکھا جس رات کو وہ دفن کئے گئے تھے۔ کہتے ہیں میں
 نے ان سے پوچھا ہے استاذ محترم اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہے شک اللہ عزوجل نے میرے برادر
 میں ابو الحسن عامری کو کھڑا کیا اور مجھ سے فرمایا یہ تیرا فدیہ ہے اور بدلتے ہے جہنم سے۔ کہتے ہیں کہ جس دن استاذ ابو بکر فوت ہوئے تھے اسی دن
 ابو الحسن عامری بھی فوت ہوئے تھے اور استاذ نے اسی بات کی طرف اشارہ فرمایا جو کہ وہ یعنی ابو الحسن عامری اپنے الحاد کی وجہ سے مشہور تھے۔ ہم
 اللہ کی پناہ مانگتے ہیں کفر سے فوق سے اور برے خاتمے سے۔

فصل:.....اصحاب الاعراف

امام نہائی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اعراف شرف و عظمت
 والی جگہ ہے۔

اور ہم نے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا:

اصحاب اعراف وہ لوگ ہیں جن کی نیکیاں ان کو جہنم سے بچائی ہیں اور ان کی غلطیاں ان کو جنت سے قاصر کر رہی ہیں۔

فاما صرفت ابصارهم تلقاء اصحاب الشار قالوا ربنا لا تجعلنا مع القوم الظالمين (اعراف ۷۷)

جب ان کی نگائیں جہنمیوں کی طرف پھیرجائیں گی (تو جہنمیوں کی برقی حالت دیکھ کر) کہیں گے، اے ہمارے پروردگار ہمیں ظالموں کے
 ساتھ نہ کرنا۔ بس وہ اسی حال میں ہوں گے، اچاک تیرا رب ان پر جھاٹک کر فرمائے گا۔ کھڑے ہو جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ بے شک
 تمہیں معاف کر دیا ہے۔ اور یہ روایت معنار فرعی ہے۔

اوعلیٰ بن ابی طلحہ کی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت میں ہے اس قول باری تعالیٰ کے با۔ میں:

وَبِيَّنَهُمَا حِجَابَ وَعْلَى الْأَعْرَافِ رِجَالٌ يَعْرَفُونَ كَلَّا بِسِمَاعِهِمْ (الاعراف ۷۶)

جہنم اور جنت کے درمیان آڑ اور پرده ہو گا اور مقام اعراف پر ایسے مرد ہوں گے جو پچائیں گے سب کو ان کی نشانیوں سے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ بالل جہنم منہ کی سیاہی سے اور بال جنت پھروں کی روشنی سے پچائیں جائیں گے اور اعراف و جنت و جہنم
 کے درمیان دیوار ہو گی اور اللہ تعالیٰ کا یہ قول کہ:

لَمْ يَدْخُلُوهَا وَهُمْ يَطْمَعُونَ
 وَجَنَّتٌ مِّنْ دَافِلٍ نَّبِيسٍ هُوَكَسِيسٍ كَمْرَطْمَعٍ كَرِيسٍ كَرِيسٍ

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

یہ وہ لوگ ہیں جن کے گناہ بہت بڑے ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کا معاملہ بھی اہم ہو گا۔ مقام اعراف پر کھڑے ہوں گے۔ جب
 جنت کی طرف دیکھیں گے تو جنت کی تھنا کریں گے کہ اس میں داخل ہو جائیں اور جس وقت جہنم کی طرف دیکھیں گے تو اس سے اللہ کی پناہ مانگیں

گے۔ پھر اللہ تعالیٰ ان کو جنت میں داخل کر دے گا۔ یہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کا۔

اہلواءُ الذین اقْسَمْتُ لِابنِهِمُ اللّٰهُ بِرَحْمَةِ

کیا یہی وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں تم قسمیں کہایا کرتے تھے کہ نہ پہنچے گی ان کو رحمت اللہ کی۔ یعنی اصحاب اعراف کو۔

ادْخُلُوا الْجَنَّةَ لَا خُوفَ عَلَيْكُمْ وَلَا انْشُمْ تَحْزِنُونَ (اعراف ۲۹)

اے اعراف والوادل ہو جاؤ تم جنت میں (اے اعراف والے) اندر ہے تمہارے ساوپر تتم غمکن ہو گے۔

۳۸۱..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو زکریا نے، ان کو ابو الحسن طراغی نے، ان کو عثمان بن سعید داری نے۔ ان کو عبد اللہ بن صالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، ان کو علی بن ابو طلحہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے، پھر نہ کروہ روایت ذکر کی ہے۔

امام سہیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہم نے مرسل اور ضعیف حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اصحاب اعراف کے بارے میں پوچھا گیا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ وہ لوگ ہوں گے جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ہوں مگر وہاں باپ کے ہو فرمان ہوں گے۔ لہذا الدین کی نافرمانی ان کو جنت سے روک دے گی اور اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور شہید ہو جانا ان کو جہنم سے روک دے گا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

وَنَادَى اصْحَابَ الْاَعْرَافِ رَجَالًا يَعْرَفُونَ نَهْمَ بِسِيمَاهِمْ قَالُوا مَا الْغَنِيُّ عَنْكُمْ جَمِيعُكُمْ

وَمَا كُنْتُمْ تَسْتَكْرُونَ (اعراف ۲۸)

اعراف والے پکاریں گے کچھ ان جوانوں کو جہنم وہ ان کی نشانیوں سے پہچانتے ہوں گے۔ نکام آئی
تمہاری جماعت اور نہایتی تمہارا اترانا۔

اعراف والوں کی یہ بات دیوار کے پاس ہو گی اور جنت میں ان کے داخلے سے قبل کافر مروں سے ہو گی۔ پھر اعراف والے اصل جنت کو دیکھیں گے تو ان میں ضعیف اور مسکین لوگ نظر آئیں گے۔ کفار جن کے ساتھ دنیا میں استہزا کرتے تھے۔ پھر اعراف والے کافروں کو پکار کر کہیں گے کیا یہی ضعفاء اور مسکین تھے جن کے ساتھ تم قسمیں کھاتے تھے جب تم دنیا میں تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی۔ یعنی جنت نہیں ملے گی اور اللہ تعالیٰ اصحاب اعراف سے فرمائیں گے تم جنت میں داخل ہو جاؤ تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں اور نہایت تم غمکن ہو گے۔

کلبی نے اسی طرح ان آیات کی تفسیر کی ہے اس روایت کے مطابق جسے ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

اور مقائل بن سلیمان نے کہا کہ یہ قول اصحاب اعرف کا اہل جہنم کے کچھ لوگوں کے لئے ہو گا جو جہنم میں ہوں گے۔ پہچانیں گے ان کو ان کی نشانیوں سے (اور کہیں گے کہ) تمہاری جماعت نے اور تمہارے اکٹنے کوئی فائدہ نہیں دیا۔ چنانچہ جہنمی قسمیں کہاںیں گے کہ اعراف والے بھی ان کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے اور وہ فرشتے کہیں گے جنہوں نے اصحاب اعرف کو راستے پر روک رکھا ہوا (جہنمیوں سے) کہ کیا یہی لوگ تھے۔ یعنی اعراف والے جن کے بارے میں تم اے اہل جہنم قسمیں کھاتے تھے کہ ان کو اللہ کی رحمت نہیں پہنچے گی اور وہ لوگ تمہارے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے۔ (تم داخل ہو جاؤ اے اعراف والو جنت میں تمہارے اوپر کوئی خوف نہیں نہ تم غمکن ہو گے موت کے ساتھ)۔

یہ قول زیادہ انسب ہے اس روایت کے جسب جسے ہم نے علی بن ابی طلحہ سے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

اور اصحاب اعرف کا معاملہ اس اصول اور قاعدے کے مطابق ہے جس کا ذکر ہم نے پہلے کر دیا ہے اور وہ یہ کہ جو شخص قیامت کے دن ایمان کی حالت میں آیا اور اس کے گناہوں کا اس کے ترازو میں وزن بھی بن گیا، وہ اس کیفیت کے درمیان ہو گا کہ اسے بغیر عذاب کے بخش دیا جائے

یا اس کے گناہوں کی مقدار کے مطابق عذاب دیا جائے۔ اس کے بعد اس کو بخشن دیا جائے۔ لہذا اپاں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو فی الحال نہ توجہت میں داخل ہوں گے اور نہ ہی جہنم میں۔ لیکن اعراف پر روک لئے جائیں گے اور وہ دیوار ہے۔ مقابل کے بقول صراط پر ہے۔ جب اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو جنت میں داخل کرنے کا ارادہ کرے گا تو ان کو اپنی رحمت سے یاسفارش کرنے والوں کی سفارش سے جنت میں داخلے کا حکم دے گا۔ واللہ اعلم۔

فصل

اس باب میں جس چیز کی معرفت لازمی ہے اور ضروری ہے وہ یہ ہے کہ آپ یہ جان لیں کہ جنت و جہنم دونوں مغلوق ہیں، جو اپنے اپنے مسْتَحْقِ
لُوگوں کے لئے بنائی چاہکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جنت کے پارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

اعدت للمتفقين (آل عمران ١٣٣)

اور جہنم کے بارے میں فرمایا کہ:

اعدات للكافرين (البقرة: ٢٢)۔

تپار کرنے کی وضاحت فرمائی ہے اور تپار وہی چیز ہوتی ہے جو پیدا ہو جکی ہو اور موجود ہو۔ نیز جنت کے پارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

و جنة عرضها السموات والأرض (آل عمران ١٣٣)

جنت کا عرض اور جوڑائی آسمانوں اور زمین کے پر امیر ہے۔

اور محدود اور غیر موجود شے کا عرض نہیں ہوتا۔ سآیات اس بات کی دلیل ہیں کہ جنت و جہنم بن پھکی اور تارہ پھکی ہیں اور موجود ہیں۔

۳۸۲.....ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن عفان نے، ان کو عبد اللہ بن نمير نے، ان کو امش نے، انہوں نے کہا: ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو ابو محاویہ نے اعمش سے، ان کو ابو صالح نے، ان کو ابو ہریرہ و رضی اللہ عنہ نے و فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اعلیٰ اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے وہ چیز تیار کی ہے جسے نتوکی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہی کی کان نے شاہے اور نہی وہ کسی انسان کے دل میں لکھی ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہاں پڑھی:

فلا تعلم نفس ماخفي لهم من فرة اعين جزاء بما كانوا يكسبون (آية ١٧٤)

کوئی شخص نہیں حانتا جوان کے لئے آنکھوں کی خندک جسما کر کر کی گئی سے سان کے اعمال کی جزا ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے الیوم معاوہ کی روایت سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے ابن نعیر کی روایت سے۔

۳۸۲.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو سعید بن محمد بن سعید نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو لیٹھ بن سعد نے تافع سے، اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی آدی مر جاتا ہے تو اس کا اصل شکا نصیح و شام اس پر پیش کیا جاتا ہے۔ اگر وہ اہل جنت میں سے ہے تو جنت والا شکا نہ اگر وہ اہل جہنم میں سے ہے تو جہنم

(٣٨٢) آخر جه البخاري (١٣٥/٢) ومسلم (٣٧٥/٣) من طريق أبي معوية. به
وآخر جه مسلم (٣٧٥/٣) من طريق ابن نمير عن أبيه عن الأشعش

والاً مُحَكَّمًا نَاسٌ پُرْبُوشٌ كَيَا جاتا ہے۔ اس کو بخاری نے صحیح میں احمد بن یوسف سے روایت کیا ہے اور بخاری و مسلم دونوں نے مالک بن نافع سے روایت کیا ہے۔ امام تیقین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس روایت میں کچھ زائد الفاظ بھی وہ یہ ہیں کہ مکانہ دکھانے کے بعد اس سے کہا جاتا ہے کہ یہ تیرا اصل مکان یہاں تک کہ اللہ تجھے اٹھائے گا اس کی طرف قیامت کے دن۔

اور سالم کی ایک روایت میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے اگر اہل جنت میں سے ہے تو جہنم و کھانی جاتی ہے۔

۳۸۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابوسعید عبد الملک بن ابی عثمان زابد نے بطور املاکے ان کو خبر دی ابو عمرو بن مطر نے ان کو محمود بن محمد و اسطلی نے ان کو وصب بن یقنس نے ان کو خالد بن عبد اللہ، ان کو محمد بن عمر نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جب جنت اور جہنم بنائی تو جبریل علیہ السلام کو جنت کی طرف بھیجا اور فرمایا کہ جاؤ جا کر جنت کو دیکھو اور میں نے اس میں جواہل جنت کے لئے نعمتیں تیار کی ہیں وہ دیکھو جبریل گئے جنت ویکھی اور جنت میں اہل جنت کے لئے جو کچھ تیار کیا گیا ہے اس کو جا کر دیکھا۔ جبریل واپس آئے اور آ کر عرض کیا، تیری عزت کی قسم ہے جو بھی اس کے بارے میں سنے گا اس میں داخل ہونے سے نہیں روکے گا۔ ضرور اس میں داخل ہو جائے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور جنت کو مشکلات کی بازاگادی گئی۔ پھر فرمایا جبریل واپس جاؤ اور جا کر جنت کو دیکھو اور میں نے اس میں جنت والوں کے لئے تیار کیا ہے۔ اس کو دیکھو فرمایا کہ جبریل نے جا کر دیکھا۔ پھر واپس آئے اور کہا تیری عزت کی قسم سے میں ڈرتا ہوں کہ اس میں تواب کوئی بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

پھر جبریل کو بھیجا جہنم کی طرف۔ فرمایا کہ جا تو اس کو دیکھو اور میں نے اہل جہنم کے لئے اس میں جو عذاب تیار کر رکھے ہیں ان کو دیکھ کر اس نے جا کر جہنم کو دیکھا اور وہ بعض بعض سے مرکب تھی۔ واپس لوٹا اور کہنے لگا تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے (عذاب) کو سنے گا کوئی بھی اس میں داخل نہیں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں حکم دیا اور وہ شہوات ولذات کی بازاگادی گئی۔ اس کے بعد فرمایا کہ اب جا کر اس کو دیکھو اور میں نے اس میں اہل جہنم کے لئے جو کچھ عذاب تیار کیا ہے اس کو بھی دیکھا۔ پھر اس نے جا کر اس کو دیکھا پھر واپس آیا اور عرض کیا تیری عزت کی قسم ہے میں تو اس بات سے ڈرتا ہوں کہ اس سے کوئی بھی نہیں بچے گا بلکہ ہر شخص اب تو جہنم میں داخل ہو جائے گا۔

اماً تیقین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ بہت بڑا باب ہے۔ اس بارے میں احادیث بہت ہیں۔ ہم نے انہیں کتاب البعد و المشور کی آنھوں جملہ میں ذکر کر دیا ہے اور ان کے بعد آخر میں ہم نے وہ اخبار و آثار ذکر کی ہیں جو جنت کی تعریف اور اس کی تعداد کے بارے میں اور جہنم کی وضاحت اور اس کی تعداد کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔ جس کے بعد اب ان کا یہاں اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

چار جنات ہیں

کتاب و سنت اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جنتوں کی تعداد چار ہے۔ یہاں لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الرحمن میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَلِمَنْ خَافَ مَقْامَ رَبِّهِ جَنَّاتٍ (الرحمن ۳۶)

جو شخص اپنے رب کے آگے پیشی کے لئے کمرے ہونے سے ڈر گی اس کے لئے دو جنات ہیں (یادو باغ ہیں)۔

(۳۸۳)۔۔۔ اخرجه البخاری (۱۴۲/۲) عن احمد بن یونس۔ به

واخرجه البخاری (۱۴۲/۲) و مسلم (۲۱۹۹/۲) من طریق مالک۔ به

(۳۸۴)۔۔۔ اخرجه الترمذی (۲۵۶۰) والنسائی (۷/۳) و احمد (۳۳۲/۲) من طریق محمد بن عمرو۔ به۔ وقال الترمذی: هذا حديث حسن صحيح.

اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی وصف بیان کی ہے۔ پھر ارشاد فرمایا کہ:

وَمِنْ دُونُهُمَا جَنَّتٌ (الرَّحْمَن ۲۲)

اور ان دونوں کے علاوہ یا ان کے سواد و باغ اور ہیں۔

پھر ان دونوں کی وصف بیان فرمائی ہے۔

اور ہم نے حضرت ابو موسیٰ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَجَتْنِي إِسْكِیْ ہیں کہ دونوں سونے کی ہیں۔ اس کے برتن اور سب کچھ جوان دونوں میں ہے (سونے کا ہے) اور وہ جنتیں چاندی ہی ہیں، ان کے برتن بھی اور وہ سب کچھ جو ان میں ہے (وہ چاندی کا ہے) اور ایک دوسری روایت میں ہے۔ وہ جنتیں سونے کی سابقون کے لئے ہیں اور وہ جنتیں چاندی کی دائیں ہاتھ والوں کے لئے ہیں۔ (یعنی جن کو اعمال النامے دائیں ہاتھ میں دیئے جائیں گے)۔

اور بعض اہل علم نے ذکر کیا ہے کہ (جنة الماء) سب کا اور جمیع کا نام ہے۔ اسی طرح (جنة عدن) اور (جنة نعیم) (اور) (دار الخلد) اور (دار السلام) اور مناسب ہے کہ (جنة الفردوس) بھی جمیع کا اور سب کا نام ہو اور حقیقت یہ کہا گیا ہے کہ یہ درجے کے اعتبار سے ان سب سے اوپرچی کی جنت کا نام ہے۔

اور جنت کے دروازے آٹھ ہیں۔ جن کے بارے میں ہم نے حدیث میں حضرت عمر حضرت عبدال بن سعد اور ان دونوں کے سوائی کی روایت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کی ہیں۔

اور ہم نے عقبہ بن عبد سلیم سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں اور جہنم کے سات دروازے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لَهَا سَبْعَةٌ بَابٌ لِكُلِّ بَابٍ مِنْهُمْ جُزٌءٌ مَفْسُومٌ (ابن ماجہ ۲۲۳)

جہنم کے ساتھ دروازے ہیں۔ ہر دروازے کے لئے جہنمیوں کا ایک کوڈ مقرر ہے۔

اور ہم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جہنم کے دروازے اس طرح ہیں یعنی ایک دروازہ دوسرے کے اوپر ہے۔

اور ہم نے ایک مرسل حدیث میں یہ بات روایت کی ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں ① لطی ② اخطر ③ احریر ④ ستر ⑤ نجیم ⑥ الماء وی۔

اور بعض اہل علم نے کہا کہ جہنم نام ہے تمام طبقات جہنم کا اور اس کے طبقات سات ہیں۔ انہوں نے مذکورہ چھ کا نام لکھا ہے اور ان کے ساتھ یہ ذکر کیا ہے۔ ①.....لحراق۔ باقی رہا اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر نظر کرم کے ساتھ اکرام کرتا تو ہم نے اس کو کتاب الرؤیت میں ذکر کر دیا ہے اور اس کے ساتھ وہ دلائل بھی ذکر کر دیئے ہیں جو اس بارے میں کتاب و سنت میں آئے ہیں۔ جو شخص اس کی معرفت کا ارادہ کرے وہ اس کو دیکھے۔ امام زین العابدین رحمۃ اللہ علیہ کا موقف:

اور میرے نزدیک (حقیقت یہ ہے کہ) اگر شیخ علیؒی رحمۃ اللہ علیہ صفت ایمان کے بارے میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ والی حدیث پر واقف ہوتے اور اس میں مذکورہ اللہ کی طاقت کی وہ تاویل کرتے جو ہمارے اصحاب رحمۃ اللہ کی جماعت میں سے شیخ ابو سیلیمان خطابی نے کی ہے تو وہ بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ طاقت کرنے پر ایمان لانے کو ایمان کے شعبوں میں سے ایک شعبد قرار دیتے اور اللہ تعالیٰ کی

ملاقات وہی اس کی رویت ہے اور اس کی طرف نظر کرنا اور دیکھنا ہے، جبکہ اس کے بارے میں اخبار صحیح کے ساتھ ساتھ کتاب اللہ کی آیات بھی آئی ہیں جو اس پر کتاب اللہ میں سے دلالت کرتی ہیں۔

۳۸۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے ان کو تیجی بن محمد بن یحییٰ نے ان کو مسدود نے، ان کو اسماعیل بن علیہ نے، ان کو ابو حیان نے، ان کو ابو زرعہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے فرمایا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں میں تشریف فرماتھ۔ آپ کے پاس ایک آدمی آیا اور اس نے پوچھا کہ ایمان کیا جیز ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایمان یہ ہے کہ تو اللہ کے ساتھ ایمان لے آؤ اس کے فرشتوں کے ساتھ اور اس کی کتاب کے ساتھ اور اس کی ملاقات کے ساتھ اور اس کے رسولوں کے ساتھ اور تو ایمان لے آمر نے کے بعد جی کر اٹھنے کے ساتھ۔

اور حدیث ذکر فرمائی اس کو بخاری اور مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔ شیخ ابو سلیمان خطابی نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یقہل: ان تؤمن بلقاہ اس میں اللہ تعالیٰ کی رویت کا اثبات ہے آخرت میں۔

۳۸۶..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دروی نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، ان کو ان کے والد نے ابو صالح بن کیسان سے، ان کو نافع نے یہ کہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اہل جنت میں داخل ہوں گے اور اہل جہنم جہنم میں داخل ہوں گے۔ پھر ان کے درمیان اعلان کرنے والا کھڑے ہو کر اعلان کرے گا اے جنت والو (آج کے بعد) کوئی موت نہیں ہے اور اے جہنم والو (آج کے بعد) کوئی موت نہیں ہے۔ ہر ایک جہاں ہے اُس وہی ہمیشہ رہے گا۔

اس کو بخاری نے علی بن عبد اللہ سے روایت کیا۔

اور مسلم نے اس کو محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر کی روایت سے ان کے دادا سے نقل کیا ہے اور روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ موت کو جنت اور جہنم کے درمیان ذبح کر دیا جائے گا۔ ہم نے اس کو کتاب البعث والنشور میں نقل کیا۔

۳۸۷..... ہمیں خبر دی ابو محمد حسن بن علی مؤملی سے، ان کو ابو عثمان عمر بن عبد اللہ بصری نے ان کو ابو احمد محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو علی بن عبید نے، ان کو اعمش نے اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالولید نے، ان کو مسدود بن فطن نے ان کو عثمان بن ابن ابی شیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابو صالح سے، انہوں نے ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب جنت میں اور جہنم جہنم میں داخل ہو جیسے گے، موت لاہی جائے گی، گویا کہ وہ مینڈھا ہے بغیر سینگ والا۔ پھر اعلان کرنے والا اعلان کرے گا اے جنت والوں، کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ لہذا اسپ اسے گردن اٹھا کر دیکھیں گے اور اسے دیکھ جکھیں گے۔ بولیں گے کہ ہاں یہ موت ہے۔ پھر اسے پکڑ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر کہا جائے گا اے اہل جنت دوام ہے ہمیشہ رہتا ہے کوئی موت نہیں ہے اور اے جہنمیوں دوام ہے ہمیشہ رہتا ہے، کوئی موت نہیں ہے۔

(۳۸۵)..... آخر جه البخاری (۱/۲۰، ۱۹) و مسلم (۱/۳۹) من طریق اسماعیل بن علیہ۔ به

(۳۸۶)..... آخر جه البخاری (۱/۱۱ فتح) عن علی بن عبد اللہ عن یعقوب بن ابراہیم۔ به

وآخر جه مسلم (۲۱۸۹/۳) من طریق عمر بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر عن ابی شیہ عن جده۔

(۳۸۷)..... آخر جه مسلم (۲۱۸۹/۲) عن عثمان بن ابی شیہ۔ به

ابوسعید کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ذکر فرمایا:

وانذرهم يوم الحسرة اذ قضى الامر وهم في غفلة (مریم ۲۹)

اور (اے پیغمبر) ذرا تو ان کو سرت و افسوس کے دن سے جب فیصلہ ہو چکے گا اور وہ بے خبری میں ہوں گے۔

فرمایا کہ اہل دنیا غفلت میں ہیں۔

اور حدیث یعنی کو سلم نے صحیح میں عثمان بن ابی شیبہ سے روایت کیا ہے۔

۳۸۸:..... ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو الحسن ابراہیم بن فراس مالکی نے، اس کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو ابو القاسم بن سلام نے، ان کو اشجعی نے تیکی بن عبد اللہ مدینی سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا پڑھی کہ میں نے جہنم جیسی کوئی چیز نہیں دیکھی جس سے بھاگنے والا غفلت کی نیند سور ہا ہو۔

۳۸۹:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو العباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو محمد بن صابر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو شیبہ بن ابو بکر بن ابو شیبہ سے کہا کیا آپ کو عبد الرحمن بن شریک نے حدیث بیان کی ہے؟ اس نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، ان کو محمد النصاری نے، ان کو سدی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: میں نے جنت جیسی کوئی شے نہیں دیکھی جس کا طالب ستار ہے اور نہی میں نے جہنم جیسی کوئی چیز دیکھی ہے جس سے دور بھاگنے والا بھی غفلت کی نیند ستار ہے۔ لیکن آپ نے اس کا اقرار کیا اور فرمایا کہ ہاں۔

اور یہی حدیث نامم سم سے بھی مردی ہے۔ ان کو ذرنے، ان کو عبد اللہ بن مسعود نے مرفوعاً بیان کی اور انہیں سے مرفوعاً بھی مردی ہے۔

۳۹۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں میں نے سن ابو بکر محمد بن عبد اللہ عباس بن حمزہ کے نواسے سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سن جیری سے، انہوں نے سن احمد بن حنبل سے، وہ کہتے تھے اللہ تو پا کے، مغلوق کو اس چیز سے کس نے غافل کر دیا ہے۔ ان امور سے جوان کے آگے ہیں، ان سے ذر نے والا کوتا ہی کرتا ہے اور ان کی امید رکھنے والا کامل ہے۔

۳۹۱:..... ہمیں خبر دی ابو محمد عبد الرحمن بن علی بن عبد الرحمن ساوی نے، ان کو احمد بن جعفر بن حمدان قطیع نے، ان کو الحنفی حریق نے، ان کو سلم بن عمار نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو صقل بن زیاد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو بلال بن سعد نے، وہ کہتے ہیں قیامت کے دن جہنم کو چار پکاریں لگیں گی۔ اے آگ پکڑ لے، اے آگ ختم ہو جو جائے آگ کھا جا، مگر اے آگ ہلاک نہ کر۔

امام تکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ہم نے کتاب البعث والنشور میں جنت اور جہنم کی صفت کے بارے میں کتاب و سنت میں سے اور ارشاد میں سے جو کچھ ذکر کر دیا ہے اس پر ہم اتفاقاً کرتے ہیں۔

اس بات کا بیان کہ جب اہل جہنم کے چڑے جل جائیں گے وسرے بدل دیئے جائیں گے اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان کے بارے میں جس کی توضیح کی معرفت ضروری ہے وہ درج ذیل ہے:

کلمـا نضـجـت جـلـودـهـم بـدـلـتـاـهـم جـلـودـأـغـيـرـهـا لـيـذـوقـ العـذـابـ (اتسـاءـ ۵۶)

(۳۸۸)..... آخر جه الترمذی (۲۶۰۱) من طریق یحیی بن عبید اللہ، به و قال الترمذی.

هذا حدیث إنما نعرفه من حدیث یحیی بن عبید اللہ و یحیی بن عبید اللہ ضعیف عن أكثر أهل الحديث تکلم فيه شعبه و یحیی بن عبید اللہ هو ابن موهب وهو مدنی.

جب بھی انہیں جنم کے چڑے جل جائیں گے، ہم ان کے چڑے بدال دیں گے تاکہ (زیادہ سے زیادہ) عذاب نکھنے رہیں۔
۳۹۲..... میں اس کی خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو عمر زاہد نے، ان کو شغلب نے، ان کو سلمان نے، ان کو فراء (خوی) نے کو عربی
محاورے میں یوں کہا جاتا ہے:

ابدلت الخاتم بالحلقة

میں نے انگوٹھی کو رنگ سے یعنی رنگ سے بدال دیا ہے۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب اسے گھر کر انگوٹھی کی جگہ حلقة بنالیں۔ (اس محاورے میں ابدلت ابدال سے یعنی باب افعال سے ہے) اور دوسرا
محاورہ یوں ہے:

بدلۃ الحلقة به الخاتم

میں نے حلقة کو انگوٹھی سے تبدیل کر لیا ہے۔

یہ اس وقت کہتے ہیں جب آپ رنگ اور حلقة کو پھلا کر انگوٹھی بنالیں۔ یہ انہوں کی تحقیق تھی۔ اس دوسرے محاورے میں بدلۃ تبدیل سے
یعنی باب تفضیل سے ہے۔

اور شغلب نے کہا کہ بدلۃ کی تبدیل کی حقیقت یہ ہے کہ جس وقت آپ کسی شے کی شکل و صورت کو دوسری شکل و صورت سے متغیر کر لیں
اور بدل لیں جبکہ اس کا اصل جوہر بعینہ رہے اور ابدلت کی یعنی ابدال کی حقیقت یہ ہے کہ جب آپ اصل جوہر کو گھر کر اس کی جگہ دوسرے جوہر
کرویں۔ ابو عمر نے کہا کہ میں نے یہ کلام محمد بن زید مبرد (خوی) پر پیش کیا۔ انہوں نے اس کی تحسین کی اور مجھ سے کہا کہ اس میں ایک دوسرा
فاضل باتی رہ گیا ہے۔ میں نے کہا وہ کیا ہے؟ اللہ آپ کو عزت دے۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ عربوں نے ایک بدلۃ کو کھنی ابدلت کیا ہے۔
چنانچہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول اسی معنی میں ہے۔

فَأَوْنَكَ يَبْدِلُ اللَّهُ مِبْنَاتِهِمْ حَسَنَاتٍ (الفرقان ۷۷)

بس وہی لوگ ہیں اللہ نے جن کی سینات کو حسنات سے بدال دیا ہے۔

کیا آپ دیکھتے نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سینات کا ازالہ کر کے اور ہنہا کر کے اس کی جگہ حسنات کو کر دیا ہے۔

بهر حال احمد بن حیثی تھعلب نے جو شطر لگائی ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے معنی میں ہے:

كَلَمًا نَضَجَتْ جَلَودُهُمْ بَدْلَنَا هُمْ جَلَودًا غَيْرُهَا (المساء ۵۱)

جب بھی ان کے چڑے جل جائیں گے ہم ان کے چڑے دوسرے تبدیل کر دیں گے۔

مبرد نے کہا، یہ تو اہل جوہر میں ہے اور ان کی تبدیلی ان کی شکل و صورت کو دوسری میں بدالنا ہے۔ اس لئے کہ جلد تدازہ تھی اور عذاب کے
ساتھ سیاہ ہو گئی۔ لہذا ان کے چڑوں کی پہلی صورت واپس لوٹادی جائے گی جب بھی یہ صورت جلے گی۔ اور اصل جوہر ایک رہے گا اور شکلیں
مختلف ہوں گے۔

امام تہذیب رحمة اللہ علیہ کا قول:

امام تہذیب رحمة اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے کتاب البعث میں حضرت صن بصری رحمة اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس آیت
کے بارے میں فرمایا کہ جہنمیوں کو آگ ہرون ستر ہزار مرتبہ کھا جائے گی۔ جب بھی انہیں کھا لے گی ان سے کہا جائے گا کلوٹ آؤ، لہذا وہ لوٹ
آئیں گے جیسے کہ پہلے تھے۔

قیامت کے دن جہنم میں کافر کی داڑھ احمد پھاڑ کے برابر ہوگی، اور جلد ستر ہاتھ موٹی ہوگی

۳۹۲ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کوئی بن حامد قاضی نے ان کو حامد بن شعیب نے ان کو سرتین بن یوسف نے، ان کو حیدر بن عبدالرحمن نے، ان کو حسن بن صالح نے، ان کو حارون بن سعد نے، ان کو حازم نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جہنم میں کافر کی ایک داڑھ احمد پھاڑ کے برابر ہوگی اور اس کی جلد کی موٹائی تین رات کے سفر کے برابر ہوگی۔
اس کو مسلم نے صحیح میں سرتین بن یوسف سے روایت کیا ہے۔

اور ہم نے کتاب البعث میں مقدمہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ:
کافر آگ کے لئے بڑا ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ اس کی جلد چالیس ہاتھ ہو جائے گی اور اس کی داڑھوں میں سے ایک داڑھ یادانتوں میں سے ایک دانت احمد پھاڑ کے برابر ہو جائے گی۔

اور ہم نے اس کے سوا اور روایت کی ہے جو شخص جس کے علم کو پسند کرتا ہے اسی کی طرف رجوع کرے۔

قیامت میں کافر کی زبان دو فرنگ لٹک جائے گی

۳۹۳ ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن بالویہ نے بطور الملاعہ کے، ان کو ابو بکر محمد بن ابراہیم مریع حافظ نے بغداد میں، ان کو محبی بن معین نے، ان کو مروان بن معاویہ فزاری نے، ان کو فضل بن یزید شتمی نے، ان کو عجلان محاربی نے، انہوں نے کہا کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کافر قیامت کے دن اپنی زبان کو دو فرنگ تک گھسیتے گا اور لوگ اس کو روندتے جائیں گے۔

(۳۹۳) آخر حمد مسلم (۲۱۸۹/۲) عن سریع بن یونس. به.

وانظر البعث والشور رقم (۳۲۵)

(۳۹۳) آخر حمد احمد (۴۲.۲) والترمذی (۲۵۸۰) من طریق الفضل بن یزید الشعابی. به.

وقال الترمذی : هذا حديث غريب إنما نعرفه من هذا الوجه

والفضل بن یزید هو كوفي قد روی عنه غير واحد من الأئمة وأبوالمخارق ليس بمعروف.

وقال ابن حجر في التقریب (۳۵۰/۲) أبو العجلان المحاربی وقيل فيه أبوالمخارق مقبول من الرابعة

(۱) من آخر المطبوعة مانصه:

”آخر الجزء الخامس، يتلوه في الذي يعقبه إن شاء الله تعالى فصل في عذاب القبور.“

الجزء السادس من كتاب الجامع لشعب الإيمان.

تصنیف الإمام الحافظ شیخ السنة أبي بکر احمد بن الحسین البیهقی رحمہم الله.

بسم الله الرحمن الرحيم

أخبرنا الحافظ الثقة بهاء الدين أبو محمد القاسم بن الإمام الحافظ أبي القاسم على بن الحسین الشافعی الدمشقی أیدهم الله قراءة عليه

ونحن نسمع في ربيع الأول حمس قال : أبنا الشیخان ابو عبد الله محمد بن الفضل الصاعدی، وابو القاسم زاهر بن طاهر الشحامی.

وأخبرنا أبي رحمة الله وأبوا الحسین على بن سليمان المرادي قالا : أنا أبو القاسم الشحامی قالا : أنا شیخ السنة الحافظ أبو بکر احمد بن

الحسین البیهقی رحمة الله.

فصل: عذاب قبر کی بحث

آخرت میں ہر ایک کو عذاب ہوگا، خواہ وہ کافر ہو یا مسُن (ہاں پچھے لوگ ایسے بھی ہوں گے جن کو عذاب نہیں ہوگا)۔
کس کو عذاب ہوگا؟ اور کس کو نہیں ہوگا؟ اس میں فرق اور تمیز اس وقت ہوگی:
 ① جب فرشتے اس کی روح قبض کرنے کے لئے اس پر آتیں گے۔
 ② اور قبض کرنے کی حالت میں۔
 ③ اور اس مقام اور جگہ میں جس کی طرف اس کی روح لے جائی جاتی ہے یا جہان جا کر رہتی ہے۔
 ④ اور دُن کے بعد۔
 چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) ... ان الذين قالوا ربنا الله ثم استقاموا الخ (صلوات) (۲)

اہل ایمان و اہل استقامت سے بوقت موت فرشتوں کی بشارت اور تسلی

تحقیق جہنوں نے کہا رب ہمار اللہ ہے، پھر اسی پر قائم رہے۔ ان پر اترتے ہیں فرشتے کتم مت ذرہ اور شرم کھاؤ اور خوشخبری سنواں، بہشت کی جس کا تم سے وعدہ تھا، ہم میں تمہاری رہیق دنیا میں اور آخرت میں اور تمہارے لئے وہاں ہے جو چاہے جی تمہارا اور تمہارے لئے وہاں ہے جو کچھ مانگو۔ میریانی ہے اس بخشش والے میریان کی طرف سے۔
مجاہد کا قول:

حضرت جاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ (مذکورہ بات ہوگی) موت کے وقت۔

کفار کو روح قبض کرتے وقت فرشتے مارتے ہیں اور آگ کے عذاب کی دھمکی دیتے ہیں

(۲) اور کفار کے بارے میں فرمایا:

ولو تری اذیتوفی الذین کفروالملائکة بضریبون وجوههم وادبارهم وذوقوا عذاب الحربیق (انفال: ۵)
اگر تو دیکھیے جس وقت جان قبض کرتے ہیں کافروں کی فرشتے مارتے ہیں ان کے منہ پر اور ان کے پیچے
اور یہ کہتے ہیں چھوڑ عذاب جلنے کا۔

یعنی یہ بات فرشتے جہنوں سے کریں گے۔ یہ ان کے لئے تعریف ہے اور کنایہ ہے۔ (اس طرح ان کے لئے رسوائی ہے کہ) وہ
جلانیوں لے عذاب کے لئے لے جائے جا رہے ہیں

ظالموں کی موت کے وقت فرشتے آگے ہاتھ بڑھاتے ہیں اور کہتے ہیں اپنی جان خود کا لو

(۳) نیز یہ بھی ارشاد ہے:

ولو تری اذا الظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطوا ایدیهم (الانعام: ۹۳-الذیۃ)
اگر تو دیکھیے جس وقت ظالموں کی موت کی خیتوں میں اور فرشتے ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہاں والوپنی جائیں آج تم کو بد لے میں ملے گا ذلت کا

عذاب اس دا سلے کتم کہتے تھے اللہ پر جھوٹی باتیں۔ اور اس کی آیات سے تکبر کرتے تھے۔
یہ آیات اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ کفار پر ان کے ارواح کو سمجھنے اور ان کے نفس کو نکالنے کے وقت ان پر خستہ اونٹ پڑتی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ وہ سمجھتے ہیں کہ وہ ذلت اور شدید عذاب کے لئے جاری ہے ہیں اور ایسے میں موننوں کے ساتھ زمی کا سلوک کیا جاتا ہے اور انہیں بشارت دی جاتی ہے کہ وہ اُن اور راٹنی مناقوں پر آئے ہیں۔

دنیاوی اور اخروی زندگی میں اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مضبوط کرتا ہے

(۴)..... اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

**بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
بِسْمِ اللَّهِ الَّذِينَ أَمْنَوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَيَضْلِلُ اللَّهُ الظَّالِمِينَ
وَيَفْعُلُ اللَّهُ مَا يَشَاءُ** (ابراهیم ۲۷)

مضبوط کرتا ہے اللہ ایمان والوں کو مضبوط ہات سے دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں اور بچلا دیتا ہے اللہ بے انصافوں کو اور کرتا ہے اللہ جو چاہے۔

①..... ہم نے حضرت براء بن عازب سے اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ آیت مُمْنَنَ کے بارے میں ہے، جب قبر میں اس سے سوال ہو گا۔

②..... اور اسی طرح سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مردی ہے۔

③..... اور اسی طرح حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر میں بھی آیا ہے۔

(۵)..... اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

**وَحَاقَ بِأَلِ فَرْعَوْنَ سُوءُ الْعَذَابِ النَّارِ يَعْرَضُونَ عَلَيْهَا غَلُوْا وَعَشِيَا وَيَوْمَ نَقْوَمُ السَّاعَةِ
اَدْخُلُوا إِلَى فَرْعَوْنَ اَشْدَا الْعَذَابِ (غافر ۳۵)**

اور اس پر افرادون والوں پر بری طرح کا عذاب۔ وہ آگ ہے کہ دکھلادیتے ہیں ان کو صبح و شام اور جس دن ۶۰۰م ہو گی قیامت۔
حکم ہو گا داخل کرو فرعون والوں کو خستہ سخت عذاب میں۔

حضرت جیاپر فرماتے ہیں کہ یعرضون علیہا غلو و عشید صبح و شام ان کو عذاب دکھلاتے ہیں۔ یعنی جب تک دنیا قائم ہے۔
اور حضرت قیادہ فرماتے ہیں کہ ان کے کہا جاتا ہے اے آل فرعون۔ یہ ہیں تمہارے ٹھکانے، یہ ان کو بطور ذات کے بطور ذات کے طور پر اُنگلی اور غصے کے کہا جاتا ہے۔

(۶)..... اور اللہ تعالیٰ مناقوں کے بارے میں فرماتے ہیں:

مَسْعَلَتِهِمْ مُوتٌنِ ثم يُرَدُونَ إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ (۶۷)

ان کو ہم عذاب دیں گے دوبارہ پھر وہ لوٹائے جائیں گے ہر سے عذاب کی طرف۔

حضرت قیادہ فرماتے ہیں ایک عذاب تو قبر میں ہو گا اور دوسرا عذاب جنم میں

(۷)..... اور جو شخص اللہ کے ذکر (یعنی قرآن) سے اعراض کرے گا اس کے بارے میں فرماتے ہیں:

وَمَنْ اعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّهُ لِمَعِيشَةٍ ضَنِكًا وَنَحْشِرُهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ أَعْمَى (طہ ۱۲۳)

جس نے مذہ پھیرا ایمری یاد سے (یا میرے قرآن سے) تو اس کوٹنی ہے گذر ان حکمی کی اور لا نہیں گے کو قیامت کے انداہا اور وہ کہنے گا اے میرے رب کیوں اخھا لایا تو مجھے انداہا اور میں تو تھاد کیھنے والا۔

اور ہم نے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مرفوع اور ان دونوں تک موقوف دونوں طرح کی روایت کی ہے اور پھر اسی طرح حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ان دونوں کا قول روایت کیا ہے کہ یہ آیت عذاب قبر کے بارے میں ہے۔

اور ہم نے حضرت عطاء سے روایت کی ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

(۸) ...إِذَا لَاقَكُوكَ ضُعْفَ الْحَيَاةِ وَضُعْفَ الْمَمَاتِ (الْأَسْرَارُ ۷۵)

سب تو ضرور چکھاتے ہم تجھ کو دونا مزہ زندگی میں اور دونا مزہ مرنے میں۔

عطاء نے فرمایا ضعف الہمات، عذاب قبر ہے۔

اور ہم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں روایت کی ہے۔

(۹) ... وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عِذَابًا دُونَ ذَلِكَ

اور بے شک ظالموں کے لئے ایک اور عذاب ہے اس عذاب کے سواب

ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، یہ قیامت کے دن کا عذاب ہے۔

اس باب میں جو احادیث وارد ہوئی ہیں ہم نے انہیں کتاب عذاب القبر میں ذکر کر دیا ہے جس کی وجہ سے اب یہاں ان کو مکمل ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن کچھ مقدمہ اڑ کر کر دیتے ہیں جس سے اس باب کا مقصود واضح ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ توفیق دینے والا ہے۔

۳۹۵... ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، ان کو مسعدان بن نصر نے، ان کو ابو معاویہ ضریور نے ان کو منہماں بن عمر نے، ان کو زاد ان ابو عمر نے ان کو براء بن عازب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ انصار کے ایک آدمی کے جائزے میں نکلے۔ ہم لوگ قبر تک پہنچ، ابھی تک لمحہ نہیں بنی تھی۔ حضرت براء فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہنچ گئے۔ ہم لوگ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے گرد پہنچ گئے (سنا چھا گیا) گویا کہ ہمارے سروں پر پرندے بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں لکڑی تھی جس کے ساتھ زمین پر آپ ہلکے ہلکے سے مار رہے تھے۔ براء فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر اوپر اخایا اور فرمایا اللہ کی پناہ مالگو عذاب قبر سے، بے شک مومن آدمی جب دنیا سے ناطقوئے اور آخرت میں قدم رکھنے میں ہوتا ہے تو آسمان سے اس کی طرف غیر وطن چہروں والے فرشتے اس کی طرف اترتے ہیں، گویا کہ ان کے چہرے (مچتے ہیں) سورج کی طرح ہیں، ان کے پاس جنت کی خوبیوں میں سے ایک (حنوٹ) اور خوبیوں ہوتی ہے اور جنت کے کفن میں سے ایک کفن ہوتا ہے۔

یہاں تک کہ (مرنے والے) کے پاس تاخندنگا بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ملک الموت (موت کا فرشتہ) آتا ہے۔ وہ آکر اس کے سر کے پاس بیٹھ جاتا ہے۔ پھر وہ کہتا ہے اے پاکیزہ روح تو باہر آ جا اللہ کی طرف سے مفترت اور رضامندی کی طرف جانے کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کی روح بہتی ہے جیسے ملکیزے کے منہ سے قطرہ بہتا ہے۔ پس (ملک الموت) اسے لے لیتا ہے۔ جب اسے لیتا ہے تو اسے آنکھ جھکنے کی دیر بھی اپنے ہاتھ میں نہیں چھوڑتا (بلکہ فوراً اسے) اس کافن میں لپیٹ دیتا ہے اور اسی خوبیوں بسادیتا ہے اور اس روح سے کتوڑی کی پاکیزہ ترین خوبی جسی خوبی جو روئے زمین پر ہو سکتی ہے وہ مہکتی ہے (اور اس روح کو ایک پر لے جاتے وقت جب فرشتوں میں سے کسی فرشتے کے ساتھ گزر رہتا تو وہ کہتے ہیں یہ کس چیز کی آتی پاکیزہ خوبی ہے (اہم اروح کو لے جانے والے فرشتے) کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں

لَا تَفْسِحْ لَهُمْ أَبْوَابُ السَّمَاءِ

(اعراف۔ ۴۰۔ آخر تک)

حضرور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اس کی تحریک کہ دو بھین میں سب سے بچی ساتویں زمین میں اور اس کوز من کی طرف لوٹا دو۔ بے شک میں نے انہیں اسی سے پیدا کیا تھا اور اسی میں ان کو لوٹا دیں گے۔ پھر اس سے ہم ان کو ایک اور بار تکالیس گے۔ فرمایا کہ پھر اس کی روح کو پھینک دی جاتی ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت خلاوت فرمائی:

وَمَنْ يَشْرُكْ بِاللَّهِ فَكَانَ مَا خَرَمْ مِنَ السَّمَاءِ (۱۷)

کی روح ہے اور اسے خوبصورت ترین نام سے موسوم کرتے ہیں، جس کے ساتھ وہ دنیا میں موسوم کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ اسے لے کر آسمان دنیا تک پہنچتے ہیں اور اس روح کے لئے وہ آسمان کھولا جاتا ہے، پھر خوش آمدید کہی جاتی ہے، ہر آسمان سے ایک آسمان سے، ایک آسمان سے دوسرے کو قریب کرتے ہوئے، حتیٰ کہ اسے ساتویں آسمان تک پہنچایا جاتا ہے۔ پھر اللہ عز و جل فرماتے ہیں کہ میرے بندے کو علیین میں ساتویں آسمان میں لکھ لیں اور اس کو ز من کی طرف لوٹا دو۔ بے شک میں نے انہیں اسی سے پیدا کیا تھا اور اسی میں ان کو لوٹا دیں گا۔ اور دوسری باری میں ان کو اسی سے نکالاں گا۔ پھر اس کی روح اس کے جسم میں لوٹادی جاتی ہے۔ پھر اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کو بخاتے ہیں، پھر وہ کہتے ہیں تیرارب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میر ارب اللہ ہے۔ وہ دونوں پوچھتے ہیں تیرادین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرادین اسلام ہے۔ وہ دونوں پوچھتے ہیں یہ وہ آدمی جو تمہارے اندر بھیجا گیا تھا اس کا مقام کیا ہے؟ وہ کہتا ہے کوہ اللہ کار رسول ہے۔ وہ دونوں پوچھتے ہیں تجھے کیسے معلوم ہوا (کوہ اللہ کار رسول ہے؟) وہ جواب دیتا ہے میں نے اللہ کی کتاب (قرآن مجید) پڑھی تھی۔ لہذا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لے آیا تھا اور اس کی تصدیق کی تھی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر آسمان سے منادی کرنے والا منادی کرتا ہے کہ میرے بندے نے کچ کہا ہے، اس کو جنت کا بستر دے دو یا پچھا دو اور جنت کا لباس پہنادا اور اس کے لئے جنت میں دروازہ کھول دو۔ پھر اس کی خوشبو اور خوشبو دار ہوا اس کے پاس آتی رہتی ہے اور اس کی حد نگاہ تک اس کی قبر اس کے لئے کشادہ کروی جاتی ہے اور اس کے پاس خوبصورت چہرے والا آدمی پا کیزہ خوشبو دال آتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ تو اس چیز کے ساتھ خوش ہو جا جو تجھے خوش کر دے گی۔ یہ وہی دن ہے جس کا تجھے وحدہ دیا گیا تھا۔ پھر یہ انسان پوچھتا ہے کہ تو کون ہے؟ تیراچھہ تو وہ پھر ہے جو خیر لے آتا ہے۔ وہ کہتا ہے میں تیرا نیک عمل ہوں۔ پھر وہ انسان کہتا ہے اے میرے رب قیامت قائم فرماتا کہ میں اپنے اہل اور اپنے مال میں لوث جاؤں۔ بہر حال بندہ کافر جب دنیا سے کوچ کرنے اور آخرت کی طرف آنے کی حالت میں ہوتا ہے تو آسمان سے سیاہ چروں والے فرشتے اترتے ہیں اس کی طرف۔ ان کے پاس ناث ہوتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کی حد نگاہ تک اس کے پاس بیٹھ جاتے ہیں۔ پھر ان کے پاس ملک الموت آتا ہے۔ آ کر اس کے سر کے قریب بیٹھتا ہے اور کہتا ہے اے خبیث روح اللہ کی نارِ نگنی اور اللہ کے غضب کی طرف (چلنے کے لئے) باہر آ جا۔ لہذا اس کے جسم میں نوٹ پھوٹ شروع ہو جاتی ہے۔ پھر ملک الموت (اس روح خبیث کو) کھینچتا ہے۔ اس کے ساتھ تم رگ و پٹھے کھینچ جاتے ہیں۔ جیسے خاردار جہازی گیلی اون میں سے کھنپی جائے، فرشتے یوں کھنپ کر اسے لے لیتے ہیں۔ لہذا اسے اس بد یو دار کفن میں لپیٹتے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس روح سے مری ہوئی اور سڑی لالش سے زیادہ بد یو ٹکنی ہے جو روئے زمین پر سب سے بڑی بد یو ہو سکتی ہے۔ تو فرشتوں میں سے جس فرشتے کے پاس سے اسے لے کر گذرتے ہیں تو فرشتے کہتے ہیں یہ کیسی یا کس کی بد یو دار خبیث روح ہے؟ فرشتے کہتے ہیں کہ یہ فلاں بن فلاں کی روح ہے اور دنیا میں جس بدترین نام سے اسے پکارا جاتا تھا اس قبیع ترین نام سے اسے موسوم کرتے ہیں۔ اسی طرح اسے آسمان دنیا تک لے جاتے ہیں اور دروازہ کھلوانے کی کوشش کرتے ہیں گر اس کے لئے دروازہ نہیں کھولا جاتا ہے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کہ وہ آسمان سے گرے اور اسے پرندے اچک لیں (اور پھاڑا لیں) یا ہوا سے گہرائی میں پہنچا دے۔

فرمایا اس کے بعد اس کی روح اس کے اندر لوٹا دی جاتی ہے اور دو فرشتے اس کے پاس آتے ہیں، اسے بیخاتے ہیں اور اس سے کہتے ہیں تیرارب کون ہے؟ وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں تیرارب کیا ہے؟ پھر وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ وہ پوچھتے ہیں کہ وہ آدمی کون ہے جو تمہارے اندر بھیجا گیا تھا؟ وہ حیران و پریشان ہو کر کہتا ہے، میں نہیں جانتا۔ اتنے میں آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا ہے، اس کو جہنم کا بستر یعنی آگ کا آگ دادا اور اس کا آگ کا لباس پہندا دا اور جہنم کی طرف اس کے لئے دروازہ ہکول دوتا کہ اس کی طرف اس کی پیش اور گرم ہوا آتی رہے اور اس پر اس کی قبر تنگ کر دی جاتی ہے حتیٰ کہ اس کی (دائیں بائیں) پسلیاں باہم ل جاتی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ پھر اس کے پاس ایک بد صورت بدبو دار آدمی آتا ہے اور وہ کہتا ہے تو خوش ہو جاؤ اس عذاب کے ساتھ جو تجھے برالگے گا۔ یہ وہی دن ہے جس کا تجھے وعدہ دیا جاتا تھا۔ یہ پوچھتا ہے تو کون ہے؟ تیر تو چیرہ بھی شر قیش کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں تیرا خبیث عمل ہوں۔ چنانچا سے دیکھ کر یہ بندہ کہتا ہے اے رب قیامت قائم نہ کر، اے رب قیامت قائم نہ کر۔

امام تیکنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ حدیث صحیح الاستاذ ہے اور ہم نے اس حدیث کے سوا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو معید خدری رضی اللہ عنہ، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، سیدہ اماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما اور دیگر صحابہ رضی اللہ عنہم کی روایات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کی ہیں اور اس کو عیسیٰ بن میتب نے عدی بن ثابت سے، براء سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے اور اس نے اس میں دو فرشتوں کا ذکر کیا ہے اور مومن کے تذکرہ میں فرمایا کہ اسے پھر اس کے پیشے کی جگہ کی طرف لوٹا دیا جاتا ہے۔ پھر اس کے پاس منکر اور نکیر آتے ہیں جو کہ اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہیں، ان کے ہونٹ زمین سے لگتے ہیں (اور زمین کو لگاتے ہیں۔) ان کی آوازیں ایسے جیسے بخل کرکتی ہے۔ ان کی آنکھیں جیسے آنکھوں کو اچک لینے والی بخلی، اسے بیخاتے ہیں، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ اسے فلا نے تیرارب کون ہے؟ پھر قبر کی طرف سے آواز آتی ہے تو نہیں جانا پھر اس کو لو ہے کہ ہتھوڑے مارتے ہیں۔ اگر اس پر مشرق و مغرب جمع ہو جائیں اسے کم نہ سمجھیں اس ضرب سے اس کی قبر آگ سے روشن ہو جاتی ہے اور شعلے مارنے لگتی ہے اور اس کی قبر اس پر تنگ ہو جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کی پسلیاں ایک دوسرے کی جگہ آ جاتی ہیں۔ ذا ایں پسلیاں باعیں جانب اور باعیں پسلیاں داعیں جانب۔

۳۹۶.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن الحنفی صاغانی نے، ان کو ابو العضر حاشم بن قاسم نے، ان کو عیسیٰ بن میتب نے، ان کو عذری بن ثابت نے، مگر اس کا ذکر کم زیادہ ہوتا ہے۔
۱.....امام تیکنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے دو فرشتوں کا نام اسی طرح روایت کیا گیا ہے۔

(۳۹۵)هذا الحديث أخرجه المصنف بنفسه المصادف في إثبات عذاب القبر (۵۵)

وأخرج له أبو داود (۳۷۵۳) وأحمد (۲۸۷/۲) والحاكم (۱/۲۷ و ۳۹) وابن المبارك في الزهد (۱۲۱۹) من طريق الأعمش. به وقال الحاكم صحيح على شرط الشيخيين.

- اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت کی حدیث میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں یہ آگہ کرتا ہوں کہ میری طرف وحی کی گئی ہے کہ بے شک تم لوگ قبروں میں آزمائے جاؤ گے۔
- اور ہم نے سیدہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تحقیق میری طرف وحی کی گئی ہے کہ تم لوگ قبروں میں فتنے میں بھلا ہو گے، فتنہ جاہل کے قریب۔
- اور ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اخبار کشہرہ میں روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے اور قبر کے فتنہ سے اللہ کی پناہ مانگتے تھے۔
- اور ہم نے نافع سے، انہوں نے صفیہ زوجہ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک قبر کا گھٹنا اور تنگ ہوتا ہوتا ہے، اگر اس سے کوئی نجات پاسکتا تو حضرت سعد بن معاذ ضرور نجات پا جاتے۔
- ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحجاج محمد بن الحنف نے، ان کو ہاشم بن قاسم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعد بن ابراہیم نے، ان کو نافع نے، پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔
- امام تحقیق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک اور حدیث میں روایت کی ہے (کعذاب قبر اس لئے ہوا کہ) وہ صاحب قبر کوتا ہی کرتا تھا، بعض دفعہ پیشاب سے طہارت کرنے میں۔

نفس اور روح ایک شے ہے

مومن اور کافر کی روح کو قبض کرنے کے بارے میں جو احادیث آتی ہیں ان کے سیاق میں اس بات کی دلالت ہے (عرب الیل زبان) روح کو نفس کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ نفس اور روح شے واحد ہے اور الفاظ دو ہیں اور نہ کوہ احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حیات کے لئے جسم شرط نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مکھرے ہوئے یا بعض اجزاء میں حیات کا اعادہ کرنے پر پوری طرح قادر ہے اور مکھرے ہوئے اجزاء میں سے ان بعض اجزاء کو عذاب دینے پر بھی قادر ہے، جن کو چاہے اور حس وقت چاہے۔ ہمارے ذمے صرف اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور تسلیم کرنا ہے ہر اس بات کو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ہیں اور تو مفہوم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ قبر پر رُک کر روتے تھے، حتیٰ کہ واڑھی تر ہو جاتی

۷۹۶ ہمیں خبر دی ابو نصر قادہ نے، ان کو ابو محمد عبد اللہ بن احمد بن سعد حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم بو شجی نے، ان کو حمیل بن عبد اللہ مدینی نے، ان کو ہاشم بن یوسف نے، ان کو عبد اللہ بن بکیر القاص نے، ان کو علی مولی عثمان نے فرمایا کہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ جب کسی قبر پر رُک جاتے تو روپڑتے، یہاں تک کہ آپ کی واڑھی مبارک تر ہو جاتی تھی۔ ان سے پوچھا گیا کہ آپ جنت اور جہنم کا ذکر کر کے اتنا نہیں روتے مگر قبر کے ذکر سے روتے ہیں، کیوں؟

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا قبر آخرت کی منزلوں میں سے کہی منزل ہے۔ اگر یہاں سے نجات ہو گئی تو اس کا مابعد زیادہ آسان ہو گا اور قبر سے نجات نہ ہوئی تو اس کا مابعد اس سے زیادہ سخت ہو گا اور فرمایا کہ اللہ کی قسم، میں نے جو بھی منظر دیکھا ہو، قبر سے زیادہ مگر اہم و الا منظر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں کی قبروں سے عذاب کی آوازیں سننا

۳۹۸..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حسین بن حسن عھاری نے اور ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابو طاہر دقاق نے بغداد میں، دونوں نے کہا ہے میں حدیث بیان کی ابو بکر احمد بن سلمان بن حسن نجاد نے، ان کو حسن بن کرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو شعب بن عون بن ابی حیفہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت براء بن عازب نے، ان کو حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گھر سے اس وقت نکل جب سورج غروب ہو چکا تھا (اور آوازیں سنائی دیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ یہودیوں کی آوازیں ہیں اور وہ اپنی قبروں میں عذاب دیے جا رہے ہیں۔

بخاری اور سلم نے اس کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے کہ طریقوں سے شبہ بن حجاج سے۔

سورۃ تکاثر کے نزول کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ و دیگر کو عذاب قبر کا یقین ہو گیا

۳۹۹..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن یحییٰ حلوانی نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، انکو حکام نے، ان کو عمرو بن ابو قوس نے، ان کو حجاج بن ارطاة نے مہماں بن عمرو سے، انہوں نے ذر سے، انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ تم عذاب قبر کے بارے میں ہمیشہ شک میں رہے تھے، یہاں تک کہ یہ سورۃ نازل ہوئی:

الہکم التکاثر حتی زرتم المقابر (الٹکٹا۔ ۲)

مال کی کثرت کی طلب نے تمہیں غالی کئے رکھا، یہاں تک کہ تم قبروں سے جاتے۔

حسن بن عبد الاول نے حکاہن سلیم سے اس کا تائیع بیان کیا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا روزانہ دوبار اعلان

۴۰۰..... ہمیں خبر دی ابو لصر بن قادہ نے، ان کو ابو منصور نظری نے، ان کو احمد بن نجده نے، ان کو عیین بن منصور نے، ان کو عشیم نے، ان کو عطاء نے، ان کو میمون بن میسرہ نے، اس نے کہا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روزانہ صبح شام دو مرتبہ چھٹے تھے اور اعلان کرتے تھے صبح جب رو تے تو یہ کہتے کہ رات جا چکی ہے اور دن آچکا ہے اور آل فرعون جہنم پر پیش کر دیے گئے ہیں جو بھی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی آواز سنتا

(۳۹۸) آخر جه المصنف في إثبات عذاب القبر (۹۸) عن أبي عبد الله الحافظ وأبوزكريا بن أبي إسحاق وأبوعبد الله محمد بن أبي ظاهر الدفاق كلهم عن أبي بكر احمد بن سلمان التجاد وباقي الإسناد سواء والحديث في البخاري برق (۱۲۷۵) فتح و مسلم برق (۲۸۶۹)

(۳۹۹) آخر جه الترمذی (۳۲۵۵) عن ابی کربل عن حکام بن سلم. به و قال الترمذی : قال أبو كربل عن حکام بن أسلم به . وقال الترمذی : قال أبو كربل مرة عن عمرو بن ابی قیس : هو رازی و عمرو بن قیس الصلاہی کوفی عن ابی لیلی عن المنهال بن عمرو وقال الترمذی : هذآ حديث عرب

تبیہ: فی الترمذی المطبوعة (اسلم) بدلاً من (سلم) وهو خطأ

والحدیث اخر جه ابی حاتم کما فی ابن کثیر (۳۹۲/۸) من طریق محمد بن سعید الأصبهانی عن حکام بن سلم الرازی. به.

والحدیث فی إثبات عذاب القبر للمصنف برق (۲۳۷)

(۴۰۰) الحدیث بنفس الإسناد فی إثبات عذاب القبر (۲۲) تبیہ فی إثبات عذاب القبر (میمون بن میسرہ) بدلاً من (میمون بن ابی میسرہ)

جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا۔ اور جب وقت شام ہوتی تو پھر اعلان کرتے، دن جاپکا ہے اور رات آگئی ہے۔ آل فرعون جہنم پر پیش کر دیئے گئے ہیں۔ اب جو بھی ان کی آواز سنتا وہ جہنم سے اللہ کی پناہ مانگتا۔

۳۰۰:.....ہمیں خبر دی ابوالقاسم حسن بن محمد بن حسیب نے اپنی اصل کتاب سے ان کو محمد بن صالح بن حنفی نے، ان کو عبدان بن محمد بن عثیمین مروزی نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو منصور بن عمار نے ان کو هشقل بن زیاد نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو بلال بن سعد نے، انہوں نے فرمایا کہ قبر روز انشا آواز دیتی اور پکارتی ہے، میں مسافرت کا گھر ہوں۔ میں کیڑوں مکوڑوں کا گھر ہوں، میں وحشت و تہائی کا گھر ہوں، میں آگ کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہوں۔ یا میں جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہوں اور فرمایا کہ جہنم کو قیامت میں آواز دی جائے گی: اے آگ بھون دے۔ اے آگ جلا دے۔ اے آگ کھا جا، مگر قتل نہ کر۔

اور فرمایا کہ مومن جب اپنی قبر میں رکھا جاتا ہے نیچے سے زمین اس سے کلام کرتی ہے اور کہتی ہے: اللہ کی قسم میں اس وقت تجھ سے محبت کرتی تھی جب تو میری پشت پر رہتا تھا۔ پس کیا حال، ہو گا تیر اجکہ آج میرے پیٹ میں آپ کا ہے۔ پس آج جب میں تیری مالک نبی ہوں تو بہت جلدی جان لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ چنانچہ اسی لمحہ وہ اس کے لئے اس کی حد نگاہ تک فراخ ہو جاتی ہے۔

اور جب کافر قبر میں رکھا جاتا ہے تو زمین اسے کہتی ہے: اللہ کی قسم جب تو میری پشت پر رہتا تھا تو اس وقت مجھے مبغوض تھا، مجھے بہت را لگتا تھا۔ حالانکہ تو میری پشت پر چلتا تھا۔ اب جبکہ میں تیری مالک بنا دی گئی ہوں تو بہت جلدی جان لے گا کہ میں تیرے ساتھ کیا سلوک کرتی ہوں۔ چنانچہ اسی لمحے اسے وہ گھٹتی ہے اور دباتی ہے جس سے اس کی دائیں پسلیاں باعیں طرف ہو جاتی ہیں اور باعیں پسلیاں دائیں طرف آ جاتی ہیں۔ اللہ ہم سب کو عذاب قبر سے بچائے۔ (متترجم)

موت کے وقت ملک الموت معلوم کو سلامتی کی دعا دیتے ہیں

۳۰۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بیکر ایشی نے، ان کو ابو حییی بزار نے ان کو محمد بن عبد الرحمن نے، ان کو عبد الصمد بن حسان نے، ان کو سفیان نے، انکو یزید بن ابو یزاد نے، ان کو محمد بن کعب قرقٹی نے، انہوں نے فرمایا کہ جب مومن کی زندگی خرج ہو جاتی ہے اور پوری ہو جاتی ہے تو اس کے پاس ملک الموت آتا ہے اور کہتا ہے تجھ پر سلام ہواے اللہ کے ولی، بے شک اللہ تعالیٰ تجھ پر سلامتی بھیجنگا ہے۔

راوی نے کہا کہ پھر قرقٹی نے اس آیت کو پڑھا:

الذين توفاهن الملائكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنـة بما كـنتم تعملون (الخل ۳۲)

جن کی جان قبض کرتے ہیں فرشتے اور وہ حسین و پاکیزہ ہیں۔ کہتے ہیں فرشتے سلامتی ہوتم پر،

جاوتم بہشت میں یہ بدلہ ہے اس کا جو تم کرتے تھے۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موت کے وقت معلوم کو ملک الموت سلام کہتا ہے

۳۰۳:.....ہمیں خبر دی ابوعبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو ابو بیکر حناف نے، انہوں نے کہا کہ میں نے ناہر جان عابد سے،

کہتے تھے کہ حضرت عبداللہ بن مبارک سے پوچھا گیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کا کیا مطلب ہے؟
 تھیتم یوم یلقونہ سلام (الازاب ۲۲)

دعا ان کی جس دن اس سے ملیں گے سلام ہے۔

ہم نے حدیث نقل کی ہے محمد بن مالک سے، انہوں نے براء بن عاذب سے سے، فرمایا کہ جس دن ملک الموت سے ملیں گے، جس مومن کی روح کو وہ بخش کرتا ہے اس پر سلام کہتا ہے۔

اس کے علاوہ اس کے ہارے میں اور بھی روایات ہیں اور وہ کتاب الرؤیت میں مذکور ہیں۔

ایمان کا دسوال شعبہ

”اللہ کی محبت“

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۱) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَتَعَذَّلُ مِنْ دُونِ اللَّهِ أَنْدَادًا يَحْبُّونَهُمْ كَحْبِ اللَّهِ وَالَّذِينَ امْنَوْا أَشَدَ حِبَّ اللَّهِ (ابرٌ ۱۶۵)

کچھ لوگ وہ ہیں جو اللہ کے سوا کوئی کوئی شریک بناتے ہیں ان سے محبت کرتے ہیں اللہ کے ساتھ محبت جیسی اور جو لوگ ایمان والے ہیں وہ بہت سخت محبت کرتے اللہ کے ساتھ۔

امام تہمتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ بیانات دلالت کرتی ہے کہ اللہ کے ساتھ محبت کرنا ایمان میں سے ہے۔ اس لئے کہ والذین امنوا أشَدَ حِبَّ اللَّهِ۔ کہ ایمان والے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شدید ترین محبت کرتے ہیں، یہ قدرہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ ایمان اللہ سے محبت کرنے پر تحریک دیتا ہے اور اللہ کی محبت کی طرف دعوت دیتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

(۲) قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تَعْبُونَ اللَّهَ فَلَا تَبْغُونِي بِحِبِّكُمُ اللَّهِ۔ (آل عمران ۳۱)

(۱۔) محدث اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیجئے اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو تم میری اتباع کرو (میرے یہچے یہچے چلے آؤ) اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات واضح فرمادی ہے کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا، اللہ تعالیٰ کے محبت کرنے کے اساب و موجبات میں سے ہے، جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنا ایمان ہے تو پھر یہ ضروری ہے کہ اللہ کی محبت جو ایمان رسول کو تقاضا کرتی ہے وہ عین ایمان ہو۔ اس لئے اللہ تعالیٰ یہ ارشاد فرماتے ہیں:

(۳) قُلْ إِنَّ كَانَ أَبِنَكُمْ وَأَبْنَاءَكُمْ وَأَخْوَانَكُمْ وَإِزْوَاجَكُمْ وَعَشِيرَتَكُمْ وَأَمْوَالَ الْقَرْنَمُوْهَا وَتِجَارَةَ تَخْشُونَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنَ تَرْضُونَهَا أَحَبُّ الْيَكْمِنَ مِنَ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَجَهَادَ فِي سَبِيلِهِ فَرُبَصُوا حَقِّيْ بِاللَّهِ بَامْرِهِ وَاللَّهُ لَا يَنْهَا فِي الْقَوْمِ الْفَسَقِينَ۔ (الخوب ۲۲)

(۱۔) محدث اللہ علیہ وسلم) آپ فرمادیجئے اگر تمہارے مال باپ، تمہارے بھائی ہو اور تمہاری بیویاں تمہارے کنبے قبیلے تمہارے مال جنمیں تم نے کیا ہے، اور تمہاری تجارت، جس کے نقصان سے تم ڈرتے ہو۔ اور تمہارے پسندیدہ گھر، تمہیں بہت محظوظ اور پیارے ہیں اللہ سے بھی اور اس کے رسول سے بھی اور جہاں ویں کیلیں اللہ سے بھی تو پھر تم غافر، بواس دلت کے جب اللہ تعالیٰ اپنا عذاب لے آئے گا اور اللہ تعالیٰ تنہیا روں نافرماں کو رہنمائی نہیں فرماتا۔

امام تہمتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ساتھ یہ واضح کر دیا ہے کہ اللہ کی محبت اور جہاد نی کیلیں اللہ فرض ہیں۔ اور یہ بات واضح کر دی ہے کہ یہ کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے کہ اللہ کے سوا کوئی دوسری ہٹھی مؤمنوں کے زدیک اللہ سے زیادہ محظوظ ہو۔

۳۰۳ ہمیں خبر دی ہے۔ ابو عبد اللہ حافظ نے اکتوبر العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن ولید بن فرید بیرونی نے ان کو ان کے باب نے انہوں نے سناؤ زدی سے ان کو حدیث بیان کی تھیں بن کثیر نے ان کو ہلال بن الیومی میون نے ان کو عطا بن یسار نے ان کو فائدہ بن عرب جھنی نے،

انہوں نے کہا تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کے سے نکلے لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگنے آپ ان کو اجازت دینے لگے۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا حال ہے کہ تم لوگوں کو درخت کا وہ حصہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف قریب ہے وہ تمہیں دوسرا طرف کے مقابلے میں زیادہ ناپسند ہے۔ حضرت رفاعة فرماتے ہیں کہ تم نے اس کے بعد دیکھا کہ حاضرین میں سے ہر شخص رورہا تھا، رفاعة کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر صدیق کہنے لگے وہ شخص جو آپ سے اجازت مانگتا ہے، میرے دل کی بات ہے، اس کے بعد بھی تو وہ کم عقل ہے۔ رفاعة کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوئے اللہ کی حمد کی اور شناکی پھر فرمایا۔ میں اللہ کے نزدیک شہادت دیتا ہوں۔ جب کہ آپ کی عادت تھی کہ جب طف او قسم کے ساتھ بات کرتے تو یوں فرماتے تھے قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے، (مگر اس دفعہ اسلوب بدلتا ہے) (اس کے بعد فرمایا) کتم میں سے جو بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے۔ پھر درست چلتا رہے، اس کو جنت میں لے جائیا جائے گا، میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ شیری امت میں سے ستر ہزار کو جنت میں اس طرح داخل کرے گا کہ ان پر کوئی حساب کتاب نہیں ہوگا اور کوئی عذاب نہیں ہوگا اور میں البتہ امید کرتا ہوں کہ تم جنت میں داخلے سے پہلے پہلے تمہارا جنت میں نہ کاشہ تھیں، ہو جائے گا تمہارا الوران کا بھی جو نیک ہیں تمہاری بیوی کی اور بیویں شش سے۔ اور حدیث ذکر فرمائی۔

۳۰۵..... ہمیں خبر دی ابو صالح بن ابو طاہر عزیزی نے ان کو خبر دی ان کے دادا الحجی بن منصور قاضی نے ان کو احمد بن ابراہیم نے ان کو محمد بن بشار عسیدی نے ان کو عبد الوہاب نے ان کو ایوب نے ان کو ابو قلاب نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں ہیں جس میں وہ آجائیں وہ ان کے ذریعے ایمان کی حلاوت اور محساص پالیتا ہے۔

۱..... یہ کہ اس کے نزدیک اللہ اور اللہ کا رسول اپنے تمام اسوسے زیادہ محظوظ اور پیارے ہوں۔

۲..... یہ کہ کسی انسان سے محبت کرنے تو وہ هصرف اور صرف اللہ واسطے کرے۔

۳..... یہ کہ (مسلمان ہونے کے بعد) وہ کفر کی طرف واپس لوٹ جانے کو اس طرح ناپسند کرے جیسے وہ اس بات کو ناپسند کرتا ہے کہ اس کے لئے آگ جلائی جائے اور پھر اسے اس میں جھوک دیا جائے۔

حدیث کے الفاظ محمد بن بشار کی روایت کے ہیں بخاری نے اسکو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن شنی سے اس نے عبد الوہاب ثقفی سے۔ اور مسلم نے اس کو نکل کیا ہے محمد بن بشار وغیرہ سے۔

گذشتہ وحدی شیوں پر امام یہودی کا تبصرہ:

امام یہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں یہ واضح فرمایا ہے، کہ جب الہی اور حب رسول ایمان میں سے ہے۔ اور اس سے قبل والی حدیث میں واضح فرمایا کہ آپ کی اجائی کوتزک کرنا عدم محبت آپ کی ایجاد اور آپ کی موافقت پر بھی واجب ہے۔

۳۰۶..... ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد المانی نے کہ اس نے سن عبد الرحمن بن احمد سے کہتے تھے کہ انہوں نے سن ابو عبد اللہ بن حیف سے کہتے تھے کہ حسن بصری داخل ہوئے ابو عباس بن سرتؓ پر تو ابن سرتؓ نے ان سے کہا آپ کتاب اللہ کی نص اور نصرتؓ میں کہاں یہ پاتے ہیں کہ اللہ کی محبت فرض ہے؟ انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں جانتا لیکن قاضی کہتے ہیں ابن سرتؓ نے ان سے کہا کہ وہ آیت و نص یہ ہے:

(۳۰۳) اخوجه الطبرانی فی الکیر (۳۲/۵)، واحمد (۱۱/۳)، وابن حبان (۹ موارد) وابونعیم فی الحلۃ (۲۸۶/۲) وقال الہبی فی المجمع (۱۰/۸۰) رواه الطبرانی والبزار بأسانيد ورجال بعضها عند الطبراني والبزار رجال الصحيح.

(۳۰۴) اخوجه البخاری (۱۰/۱) عن محمد بن المثنی. به اخوجه مسلم (۲۶/۱) عن محمد بن بشار وابحراق بن ابراهیم و محمد بن یحیی بن ابی عمر کلهم عن الثقفی عبد الوهاب. به

قل ان کان اباء کم وابناء وکم واخوانکم وازواجکم وعشیرتکم واموال اقترفتموها وتجارۃ تخشنون
کسادها ومساکن ترضونها احب اليکم من الله ورسوله وجہاد فی سبیلہ فربصوا۔ (التوبہ ۲۲)

اس میں محبت نہ کرنے پر وعید ہے دھمکی ہے اور دھمکی هر فرض کو ترک کرنے سے ہوتی ہے۔
۷۰:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان خیاط نے ان کو احمد بن ابو الجواری نے
انہوں نے کہا کہ میں نے ساتھا حضرت سفیان بن عینیہ سے وہ فرماتے تھے۔

وَاللَّهُ لَا يَبْلُغُو ذُرْوَةً هُدًى إِلَّا مَرَ حَتَّىٰ لَا يَكُونُ شَيْئًا أَحَبُّ إِلَيْكُمْ مِّنَ اللَّهِ عَزَّوَجَلَ وَمِنْ أَحَبِّ الْقُرْآنَ
فقد احب الله عزوجل.

اللہ کی قسم تم لوگ دین کی یا محبت الہ کی بلندی اور چوپی تک رسائی حاصل نہیں کر سکتے اس وقت تک جب تک کہ تھا رے نزدیک کوئی چیز
بھی اللہ سے زیادہ پیاری نہ ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی محبت سب شے سے زیادہ ہو۔ اور جو شخص قرآن سے محبت کرتا ہو حقیقی اللہ سے محبت
کرتا ہے (یا جس نے قرآن سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی۔)

اللہ کی محبت کے مفہوم و معانی

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ”اللہ کی محبت“ نام ہے بہت سے مفہوم اور معانی کا۔

اللہ کی محبت کا پہلا مفہوم اور معنی:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ پر اعتبار محدود اور قابل تعریف ہے، اللہ تعالیٰ کی حقیقی صفات میں وہ اس کی مدح و تعریف ہیں۔

دوسرा مفہوم و معنی:

یہ اعتقد رکھنا کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا محسن ہے، نعمیں عطا کرنے والا ہے اور ان پر فضل و عنایات کرنے والا ہے۔

تیسرا مفہوم و معنی:

یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہونے والا ہر احسان اس بات سے بہت بڑا ہے اور عظیم ہے کہ بندے کا کوئی قول یا کوئی عمل اس کا شکر
اوکر سکے اگر چہ قول یا عمل کتنے ہی اچھے ہوں اور کتنے ہی زیادہ ہوں۔

چوتھا مفہوم و معنی:

یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فیضوں کو مکر نہ سمجھے نہ قلیل سمجھے اور اس کے احکامات کو بہت اور پورا سمجھے کم نہ سمجھے۔

پانچواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ عام اوقات اور زیادہ تر اوقات میں اس بات سے ذریار ہے اور خوف رکھ کے کہیں اللہ تعالیٰ اس سے اعراض نہ کر لے مدد نہ پھیر لے
اور کہیں اللہ تعالیٰ اس سے اپنی وہ معرفت نہ چھین لے جو اسے عطا کر کے اس کو عزت دی تھی اور کہیں اس سے اپنی وہ توحید نہ چھین لے جس کے
ساتھ اس کو آ راستہ و مزن کیا تھا۔

چھٹا مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اپنی امیدیں اور آرزوئیں اللہ تعالیٰ سے باندھ کے اور وابستہ کر کے رکھتا ہم حالات میں سے کسی بھی حال میں یہ خیال بھی نہ کرے

کہ یہ اس سے مستغثی ہے۔
سوال مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ مذکورہ تمام معانی کا اس کے دل میں پکا ہونا اور جگہ پکڑنا اسے اس بات پر اکسائے کہ یہ اللہ کے ذکر پر مدامت اور ہیئت کرے اسکے احسن طریقے پر جو اس کی قدرت میں اور اسکے لئے بس میں ہو سکے۔

آٹھواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اللہ کے فرائض کو ادا کرنے میں حوصلہ کرے اور حسب استطاعتات نقلی عبادات و خیرات کے ذریعے اللہ تقرب حاصل کرنے کے لئے بھی حوصلہ کرے۔

نواں مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ دوسرے بندے سے (اپنے سوا) اللہ کی تعریف سنئے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرب کر جئے۔
اور اللہ کی راہ میں خفیہ اور ظاہر جہاد و مجاہدہ کرے ان چیزوں سے جو غافل کرنے والی ہیں اللہ سے محبت کرے اس شخص بھی جو اللہ سے محبت کرتا ہے۔

وسام مفہوم و معنی:

یہ ہے کہ اگر کسی سے بھی اللہ کا ذکر (تذکرہ) سنے تو اس کی اعانت والادا کرے اس کی، ان امور کے خلاف جو اس کی راہ میں خلل اور رکاوٹ بنیں یا محسوس کرے اور سمجھے اس سے بحکمت اور مگراہ ہونا اس کی راہ سے خفیہ یا ظاہر تو جذا ہو جائے اس سے اور دور ہو جائے اس سے جب یہ مذکورہ معانی اور مقاصد کسی ایک دل میں جمع ہو جائیں۔ تو ان امور کا اکھنا ہو جانا وہ چند سے جس کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور جس کو اللہ کی معیت کا نام دیا جاتا ہے۔ (پھر اگر کوئی سوال کرے کہ یہ دس محبت کے مفہوم قرآن حدیث میں کہاں مذکور ہیں تو جواب یہ ہے کہ) اگرچہ یہ امور اور یہ معانی کسی ایک مقام پر تو نہ کوئی نہیں ہیں مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے متفرق طور پر ضرور آئے ہیں۔ اور نبی کریم کے سو (باتی اہل علم سے کثرت سے مذکورہ ہیں۔)

۳۰۸..... ہمیں خبر دی ابو محمد جعفر بن محمد بن حسن ابغری صوفی نے ہماراں میں ان کو ابو الحسن علی بن عمر بن محمد بن حسن بن شاذان صوفی نے ان کو احمد بن حسن بن عبد الجبار نے ان کو سمجھیں بن معین نے ان کو رہشام بن یوسف نے ان کو عبد اللہ بن سلیمان نوٹی نے ان کو محمد بن علی یعنی ابن عبد اللہ بن عباس نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کتم اللہ سے محبت کرو اس لئے کروہ تمہیں اپنی نعمتوں کا (رزق دیتا ہے) اپنی نعمتوں کھلاتا ہے اور مجھ سے محبت کرو اللہ کی محبت کے لئے اور میرے گھروالوں سے محبت کرو میری محبت کی وجہ سے۔

شیخ حلیی کا قول:

شیخ حلیی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔ یہ حدیث احتمال رکھتی ہے کہ تمام نعمتوں کے لئے عام ہو اور اس حدیث میں مذکور لفظ غذا احتیقتہ طعام اور پسند کی چیز کا نام ہو اور یہی مراد ہو۔ اور ان کے علاوہ تو حقیقی عطا ہونا ہدایت ملت۔ اور اس معرفت کے اس طبق میسر ہونا اور عقل و حواس کا صحیح و سالم

(۳۰۸) آخر جملہ الترمذی (۳۷۸۹) و الحاکم (۱۵۰/۳) و الطبرانی (۳۲۲/۱۰) من طریق یحیی بن معین، به۔

وقال الترمذی حسن غریب إنما نعرفه من هذا الوجه وصححه الحاکم ووافقه الذهبی.

ہونا یہ سب چیزیں بجا لفظ عذاء سے مراد ہوں۔ یا یہ تمام مذکورہ چیزیں اور امور لفظ اور عذاء کے نام سے یہی مراد ہوں۔ اس لئے کہا پڑے صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث آئی ہے کہ تم باتیں جس انسان میں آ جائیں وہ ایمان کی حلاوت کو پالیتا اور بعض روایات میں حلاوت کی جگہ طعم والا ایمان آیا ہے یعنی ایمان کا ذائقہ اور مزہ پالیتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ذائقہ اور مزہ عذاء کا ہوتا ہے یا ان چیزوں کا جو عذاء اوس کا قائم مقام ہوتی ہیں۔ جب یہ جائز ہے کہ ایمان کی وصف طعم اور ذائقہ کے ساتھ لاٹی جائے تو یہ بھی جائز ہے کہ ایمان کو عذاء کے نام کے ساتھ موسم کیا جائے (جب ایمان عذاء قرار پا جائے تو پھر) یہ ایمان اللہ تعالیٰ کی دیگر ان تمام نعمتوں میں داخل ہو جائے گا جو ان حدیث میں مذکور ہیں۔

(۳۰۹)..... ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو صحیح بن بکیر نے ان کو لیتھ نے ان کو ابن عجلان نے ان کو واقد بن سلام نے بزید رقاشی سے انہوں نے حضرت انس بن مالک نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں خبر نہ دوں ان لوگوں کے بارے میں جو نہ تو انہیاء ہیں اور نہ ای شہداء ہیں مگر قیامت کے دن انہیاء اور او شہدا ان پر رشک کریں گے ان کی منازل کو دیکھ کر اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کے مراتب کو دیکھ کر وہ نور کے مبروں پر برآ جان ہوں گے صحابہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا جو اللہ کے بندوں کو محبوب رکھتے ہیں اللہ تک اور اللہ کو محبوب رکھتے ہیں اس کے بندوں تک اور وہ زمین پر چلتے تو محض خیر خواہ ہی ہوتے ہیں۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم لوگوں نے عرض کی کہ اللہ کو محبوب رکھتے ہیں اس کے بندوں تک تو کچھ آتا ہے مگر یہ کچھ میں نہیں آیا کہ وہ بندوں کو محبوب رکھتے اللہ تک، وہ کیسے؟ آپ نے جواب دیا وہ اس طرح ہے کہ وہ لوگوں کو اللہ کی محبت کی تلقین کرتے ہیں۔ اور انہیں روکتے ہیں یعنی جس چیز کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے جب لوگ اس کی بات مان لیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو محبوب بنالیتا ہے۔

امام تہجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت ہے کہ اللہ کی محبت کی علامت اللہ کے ذکر سے محبت ہے، اور اللہ سے بعض کی علامت اللہ کے ذکر سے بعض ہے۔

(۳۱۰)..... ہمیں اس کی خبر دی علی ابن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ابو بکر عمر بن جعفر معلی نرسی نے ان کو معلی بن مہدی نے ان کو یوسف بن میمون نے ان کو انس بن مالک نے وہ فرماتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا وہ فرماتے تھے کہ اللہ سے محبت کی نشانی اللہ کے ذکر سے محبت کرنا ہے اور اللہ سے بعض کی علامت اللہ کے ذکر سے بعض رکھنا ہے۔

امام تہجی نے فرمایا کہ دوسرے طریق سے روایت کیا گیا ہے زیاد بن میمون سے جب کہ زیاد مذکور ہے (غیر معروف ہے) اور ایک دوسرے ضعیف طریقہ سے حضرت انس بن مالک سے بھی مروی ہے (والله اعلم) اور ہم نے اسی کی مثل سلف صالحین سے (روایت کیا ہے)

(۳۱۱)..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو عبد اللہ بن جعفر بن دستویہ خوی نے انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے ان کو عبد اللہ بن عثمان نے ان کو عبد اللہ بن مبارک نے ان کو ابو بکر بن مریم نے ان کو خالد بن محمد ثقفی نے ان کو بلال بن ابو درداء نے ان کو ابو درداء نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

تیرا کسی شے سے محبت کرنا اندھا کر دیتا ہے اور بھرا کر دیتا ہے۔ (یعنی محبت اندھا اور بھرہ کر دیتی ہے۔)
امام تہجی نے فرمایا کہ یہ روایت موقوف ہے۔

(۳۰۹)..... آخر جهہ أبو سعید النقاش فی معجمہ وابن النجار والمصنف عن انس (کنز العمال ۵۵۶۵)

(۳۱۰)..... آخر جهہ المصنف فقط کما فی الکنز (۱۷۴۱)

(۳۱۱)..... آخر جهہ أبو داؤد (۵۱۳۰) واحمد (۵/۲۰۱۹۳) من طریق ابی بکر بن ابی مریم۔ بہ۔

۳۱۲: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو حسن بن مکرم نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو حریز بن عثمان نے ان کو بالاں بن ابو رداء نے اپنے والد سے انہوں نے کہا۔ جبک الشیئی یعمی و بصیر تھی کسی شے سے محبت کرنا اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔ (یعنی محبت کسی بھی شے کی ہواندھا کر دیتی ہے)۔

امام تیہنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس روایت کو سعید بن ایوب نے محمد بن مسلم مشقی سے انہوں نے بالاں بن ابو رداء سے انہوں نے اپنے والد مرتوف روایت کے طور پر نقل کیا ہے اور یہ تاریخ بخاری میں ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

ان روایات سے یہ بات سمجھی جاسکتی ہے کہ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ ان مصائب کو جن کا اللہ تعالیٰ اس پر فیصلہ فرماتا ان کو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنے خلاف برائی نہیں سمجھتا۔ اور زادی اللہ تعالیٰ کی عبادت کے وظیفے کو وجہ سمجھتا ہے اور زادی ان تکالیف کو وجہ سمجھتا ہے جو اس پر فرض ہیں جیسے وہ انسان جو انسان کے ساتھ محبت کرتا ہے وہ محبوب سے کچھ نہیں دیکھتا مگر جس کو وہ اچھا سمجھتا ہے یعنی اس کو محبوب کی ہر بات اور ہر رادا محبوب لگتی ہے اور اس کی پسند میں اضافہ کرتی ہے اور محبوب کے بارے میں خبر دینے والوں کو سچا نہیں مانتا مگر صرف اسی بات میں جس میں اس کی محبت میں غلوہ ہو یا جو بات اس کی محبت میں اسے مجبور کروے۔

۳۱۳: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو علی حسین بن صفوان نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابو الدنیا نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو شام بن عبید اللہ نے ان کو ابن الحمیع نے انکو عبد الحمید بن عبد اللہ بن ابراہیم قریشی نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے کہا کہ جب عباس بن عبد المطلب پر موت آئی تو انہوں نے اپنے بیٹے سے کہا اے عبد اللہ میں تجھے وحیت کرتا ہوں کہ اللہ سے محبت کرنا اور اللہ کی اطاعت سے محبت کرنا۔ اللہ سے ذرتے رہنا۔ اور اللہ کی نافرمانی کرنے سے ذرتا جب تم ایسے ہو جاؤ گے تو تم موت کو تابع نہیں کرو گے جب تھی آجائے اور میں تیری وحیت اللہ کو کرتا ہوں (یعنی تجھے اللہ کی امان میں دیتا ہوں) اے بیٹے، اس کے بعد قبلہ کی طرف منہ کیا اور کہا لا الہ الا اللہ، اسکے بعد اسکی نظر اور پر کو اٹھ گئی اور فوت ہو گئے۔

۳۱۴: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو خضر بن ابان نے ان کو سیار نے ان کو جعفر نے ان کو مالک بن دینار نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ اللہ کے نبی حضرت داود علیہ السلام اپنی دعائیں یہ کہتے تھے۔

اللهم اجعل حبک احبابی من سمعی وبصری ومن الماء البارد.

اے اللہ تو اپنی محبت کو میرے لئے میرے کانوں اور آنکھوں سے بھی زیادہ محبوب بناوے اور ہندے پانی سے بھی۔

۳۱۵: مذکورہ اسناد کے ساتھ جعفر نے فرمایا کہ میں نے مالک بن دینار سے میا انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی طرف وحی تھی کہ میں تمہارا قول قبول نہیں کروں گا لیکن میں تمہاری فکر اور تمہاری سوچ کو قبول کروں گا جس شخص کی سوچ اور فکر جس کا فکر غم میری محبت کے دائرے میں گھومے گا اس کا چپ رہنا بھی میرے زرد یک تسبیح و لقتلیں اور قریقر عزت شمار ہو گا۔

۳۱۶: ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کو خبر دی حسن بن رشیق نے بطور اجازت کے ان کو حدیث تبلیغی علی بن یعقوب بن سوید درافت نے ان کو محمد بن ابراہیم بغدادی نے ان کو محمد بن سعید خوارزی نے انہوں نے کہا کہ میں نے ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا (جب کہ) ان سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تھا انہوں نے جواب دیا کہ آپ اسی چیز کو محبوب رکھیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے۔ اور آپ اس چیز کو برآ گھیں جس چیز کو اللہ تعالیٰ ناپسند کرتا ہے، اور ہر خیروں کی محض اللہ کے واسطے کریں، اور ہر وہ کام

چھوڑ دیں جو اللہ تعالیٰ سے غافل کرے اور اللہ کے دین کے بارے میں آپ کسی ملامت کرنے والے کی طاعت کا خوف نہ کریں اس کے ساتھ ساختہ ممنون پر شفقت کریں۔ او۔ کافروں کے معاملے میں ختنی کریں اور دین میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی اتباع کرتے رہیں۔

۳۱۷:.....ہمیں حدیث بیان کی ابوسعید عبد الملک بن ابوثمان زاہد رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علی بن حسین فیضہ نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے کہا کہ سنا معرفہ سے میرے پچا بسطامی کے ساتھ وہ کہتے تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے ابو یزید سے پوچھا گیا تھا کہ اس بات کی کیا علامت ہے کہ فلاں شخص اللہ سے محبت رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ فلاں سے محبت کرتا ہے۔ فرمایا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی عبادت میں مشغول رہتا ہے، کبھی رکوع میں تو کبھی جدے میں جب اس سے تحکمتا ہے تو زبان سے اللہ کا ذکر اور حمدنا کرتے ہوئے آرام کرتا ہے۔ اگر اس سے بھی تحکم جاتا ہے تو پھر دل ہی دل میں ذکر نے اور غور و فکر کرنے میں آرام و استراحت پاتا ہے اور وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے اسے سعادت عطا کرتا ہے سمندر و دریا کی سفاوت کی طرح۔ اور اسے شفقت عطا کرتا ہے سورج کی شفقت جیسی اور اسے عمرو و قاضع عطا کرتا ہے زمین کی عاجزی بھی۔

بندوں سے اللہ تعالیٰ کب محبت کرتا

۳۱۸:.....ہمیں خبر دی ہے سعید بن محمد ضعیی نے اس نے ساتھا میں نے ساتھا میں بن حسن بن شی صوفی سے وہ کہتے تھے میں نے سنا حسن بن علویہ کہتے ہیں میں نے سایکی بن معاذ رازی سے وہ فرماتے تھی کہ محبت صحیح نہیں ہوتی مگر محبوب کی جانب جو شخص محبوب کو پسند کرتا ہے اس سے محبت کرتا ہے وہ اس جیسا نہیں ہو سکتا جس کو محبوب پسند کرے اور اس سے محبت کرے۔

اللہ تعالیٰ کی مرضیات کے لئے سخت کوشش کرنے والے کو اللہ محبوب بنالیتا ہے

۳۱۹:.....ہمیں حدیث بیان کی ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کو ابو عفر محمد بن احمد بن سعید رازی نے ان کو ابو الفضل عباس بن حمزہ نے ان کو احمد بن ابو المخواری نے انہوں نے فرمایا اللہ کی محبت کی علامت اللہ کی اطاعت سے محبت ہوتا ہے اور کہا گیا ہے اللہ کی محبت کی علامت اللہ کے ذکر سے محبت کرنا ہے۔ جس وقت اللہ تعالیٰ بندے کو محبوب رکھتا ہے تو بندہ کبھی اللہ تعالیٰ کو محبوب رکھتا ہے اور بندہ اللہ کو محبوب رکھنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے۔ کبھی بندے کو (محبوب بنانے کی ابتداء اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے، اور یہ بات اس وقت ہوتی ہے جس وقت اللہ تعالیٰ یہ بھیج لیتے ہیں اس کا بندہ اس کی رضا جوئی کے لئے سخت جدوجہد کرتا ہے۔

یہ محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے محبت تو کریں مگر اس کا ذکر نہ کریں۔

۳۲۰:.....ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ بن شاذان سے سنا وہ کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن علی مریدی سے سنا وہ فرماتے تھے کہ یہ بات محال ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کو پہچان لیں پھر اس سے محبت نہ کریں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ آپ اللہ سے محبت تو کریں مگر اس کا ذکر نہ کریں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ آپ اس کا ذکر تو کریں مگر آپ اس کے ذکر میں ذائقہ اور لذت نہ پائیں۔ اور یہ بھی محال ہے کہ اس کے ذکر کی لذت کو تو پا لے مگر وہ تجھے دنیا کے دیگر کاموں سے ذکر تجھے مصروف نہ کر دے (یعنی ذکر کی لذت آپ نے پا لی تو آپ ذکر کے سوا سارے مشاغل ترک کریں گے)۔

ذوالنون مصری کا قول

۳۲۱:.....ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن نے انہوں نے کہا کہ میں نے سا عبد الرحمن بن حسن حداد سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سا حسن بن محمد بن اسحاق سے کہتے تھے کہ میں نے سا سید بن عثمان سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا ذوالنون مصری سے وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کی علامت میں سے ہے کہ انسان ہر اس شیٰ کو ترک کر دے جو اس کو اللہ سے صروف کرے اور وہ کے لیہاں تک کہ اس کی ساری مصروفیت اور ساری مشغولیت صرف اللہ وحدہ کے ساتھ ہو جائے۔

محبت کی حقیقت یہ ہے آپ اللہ کے سوا کہنا دیکھیں

۳۲۲:.....ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن نے ان کو عبد الواحد بن بکر و بنی اشیانی نے ان کو احمد بن علی برذی نے انہوں نے سا طاہر بن اسما علیل رازی سے انہوں نے سا عینی بن معاذ سے وہ کہتے ہیں کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اپنے محبوب کے سوا کسی شیٰ کو نہ دیکھیں اور اس کے مساوا نہ پانہ مددگار سمجھیں نہ معین سمجھیں اور مخلوق کی طرف دیکھ کر (اس محبوب حقیقی اللہ) سے اپنے آپ کو مستغنى نہ سمجھیں۔

جس نے اپنے آپ کو اللہ کے حوالے کر دیا اللہ سے غیر کے حوالے نہیں کرے گا

۳۲۳:.....ہمیں خبر دی ابو سعید مالکی نے انہوں نے سا ابو القاسم عمر بن احمد بن محمد بغدادی سے شیراز میں کہتے تھے کہ میں نے سا ابو حسن علی بن محمد واعظ سے وہ کہتے تھے کہ میں نے سا حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ هل جزاء الا حسان (الرثی ۶۰)

نیکی کا بدل نیکی ہی ہو سکتا ہے۔

(جب یہ حقیقت ہے تو پھر بتائیے) کہ جو شخص اپنی ذات سے بھی تعلق منقطع کر لے کیا اس کا بدل اس کے رب کے ساتھ اس کا تعلق نہیں ہے؟ جو شخص ہمارے اوپر صبر کر لے اس کی جزا ہمارا اصل ہے۔ اور جو شخص ہم سے واصل ہو جائے کیا اسکو یہ بات ذہب دیتی ہے کہ وہ ہمارے اوپر کسی اور کو ترجیح دے۔ لیا و نیا میر مشقت اور تکلیف اٹھانے کی جزا آخرت میں راحت کے سوا اور ہو سکتی ہے؟

جو شخص مصائب اور آزمائشوں پر صبر کرتا رہا کیا اس کی جزا مولیٰ کے تقریب کے علاوہ کوئی اور ہو سکتی ہے؟ وہ شخص جس نے اپنادل ہمارے حوالے کر دیا تھا کیا اسے ہم اپنے سوا کسی غیر کے حوالے کر سکتے ہیں؟ وہ شخص جو مخلوق سے دور ہو گیا اس کی جزا تقریب الی اللہ کے سوا کچھ نہیں۔

۳۲۴:.....میں نے سا ابو عبد الرحمن سلمی سے انہوں نے سا ابو بکر رازی سے انہوں نے یوسف بن حسین سے کہتے ہیں کہ ذوالنون مصری سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا:

هل جزاء الا حسان الا الا حسان (الرثی ۶۰)

نیکی کا بدل نیکی کے سوا کچھ نہیں۔

کامطلب ہے کہ میں نے جس جس پر احسان کیا ہے اس کی جزا اور بدل نیکی ہے کہ میں اپنے احسان کی حفاظت کروں جو کوئی کسی سے احسان کرے گا وہ احسان کے بدلے میں احسان ہو گا یا یہ مطلب ہے کہ جس پر احسان کرے تمہیں چاہئے کہ وہ اپنے اوپر سرے احسان کو بھی یا دکرو اس طرح نیکی اور احسان کا بدل نیکی اور احسان ہو گا۔

۳۲۵:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو علی بن محمد تیجی نے مقام مرد میں ان کو محمد بن عبد اللہ جوہری نے ان کو فیض بن اسحاق نے ان کو

عبداللہ بن ابو عیسیٰ نے کہتے ہیں اہل بصرہ میں سے ایک آدمی تھا صیغم کہلاتا تھا کھڑے کھڑے عبادت کرتا رہا حتیٰ کہ بیٹھ گیا (یعنی قیام کے قابل شدہ) پھر بیٹھ کر عبادت کرتا رہا حتیٰ کہ ایسٹ گیا (یعنی بیٹھنے کا قابل جب نہ دہا) پھر لیئے لیئے عبارت کرتا رہا یہاں تک کہ خوب روایا (یا جب بخت مشقوں میں پڑ گیا اٹھنے کے قابل بھی نہ رہا تو) ایشنا بھی مشکل ہو گیا تو کہا کہ مجھے اٹھا کر بیٹھاؤ (بیٹھ کر) اپنی نظر آسان کی طرف اٹھائی اور کہنے لگا:

سبحانک عجبا للخلیفۃ کیف انست باحد سواک

حقوق پر حیران ہوں کہ تیرے سو اکسی ایک کے ساتھ کیسے افس و محبت کرتی ہے۔

۳۲۶: یہیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن ایش نے ان کو ابو عثمان حناظ نے ان کو احمد بن ابی حواری نے انہوں نے سا اب او جذید و حب بن ابی حافظ لیشی سے انہوں نے کہا کہ راحبوں میں سے ایک راہب نے کہا تھا کہ جب اللہ کی محبت دل میں جگہ بنا لتی ہے تو انسان الہ و عیال واولا دکوبول جاتا ہے۔

اور حافظ لیشی کہتے ہیں کہ یہیں بات بتائی احمد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مقام خلد کے گرجے میں ایک راہب سے سنا وہ حسن بن شوذب سے کہدا ہے تھے۔ کہ اللہ سے محبت کرنے والا محبت کرنے والا نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ اس سے محبت کرے پوری پوری چنانچہ حسن بن شوذب کی حیثیت نکل گئی۔

حافظ لیشی کہتے ہیں کہ مجھے بات بتائی احمد نے انہوں نے کہا میں نے سا مضاء بن عیسیٰ سے کہتے تھے۔ کہ اللہ کی محبت تیرے دل میں اللہ کے لئے عمل کو خود الہاما کرے گی بغیر دلیل کے، تجھے اس کی طرف مجبور کرنے لگی۔

۳۲۷: یہیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو ابو عمرو بن ساک نے ان کو جعفر بن محمد رازی نے ابو سعیدی نے ان کو محمد بن عبد العزیز بن غزوہ ان مروزی نے یعنی ابن رزمه نے ان کو ابراہیم بن محمد بن اساعیل کوئی نے حبیب بن ابوالعلیاء سے انہوں نے مجابہ سے انہوں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

هل جزاء الاحسان الا الاحسان (الزمین ۲۰)

مطلوب ہے کہ جس پر میں نے تو حید کا انعام کیا اس کی جزا جنت ہی ہے۔

امام تہذیقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے؟ ہیں اس روایت کے ساتھ ابراہیم بن محمد کوئی اکیلا ہے اس میں وہ متفرد ہی ہے اور وہ نگر بھی ہے۔

۳۲۸: یہیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو انصار محمد بن محمد بن یوسف فیقیہ نے ان کو فضل بن عبد اللہ بن شکری نے انہوں نے سافیض بن ایش سے کہتے ہیں انہوں نے کہا فضیل بن عیاض نے فسفیوں میں سے ایک فسفی نے کہا مجھے شرم آتی ہے کہ میں فقط جنت کی لائچ میں اپنے رب کی عبادت کروں تو میری مثال اس برے مزدور کی سی ہو جائے کہ جس کو کچھ دیا جائے تو کام کرے نہ ملے تو کام بھی نہ کرے لیکن اس کی محبت مجھے سے وہ نکلا سکتی ہے جو اور کوئی چیز نہیں نکلا سکتی۔

۳۲۹: یہیں حدیث میان کی ابو سعد احمد بن محمد مالینی نے ان کو ابو الفضل عبد اللہ بن عبد الرحمن زہری نے ان کو محمد بن احمد بن مہدی نے کہتے ہیں کہ میں نے علی بن مونق سے ساجے میں پورا پورا محفوظ نہیں کر سکا کہتے تھے۔ اے اللہ اگر تو جانتا ہے کہ میں تیری عبادت تیری جہنم کے خوف سے کرتا ہوں تو تو مجھے جہنم میں عذاب دیجو۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ تیری عبادت تیری جنت کے ساتھ میری محبت اور اس کے شوق کے لئے ہے تو تو مجھے جنت سے محروم کر دیجو۔ اور اگر آپ جانتے ہیں کہ میں تیری عبادت میری طرف سے تیری محبت اور تیرے وجہ کریم کی زیارت اور دیدار کے شوق میں ہے تو اسے ایک بار میرے لئے جائز اور ممکن بنا دینا اس کے بعد جو تو چاہے سو کرنا۔

۳۳۱: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ قریشی نے مقام سادہ میں ان کو ابو العباس بن مسروق زاہد نے ان کو محمد بن معاذ نے ان کو حکیم بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ضیغم بن حلب نے کہا تھا کہ۔ یہ شک اللہ کی محبت نے اللہ والوں کے دلوں کو دنیا کی لذتوں سے مصروف مشغول اور بے خبر کر دیا ہے لہذا ان کے لئے دنیا میں اللہ کی محبت کے ساتھ کسی شے کی کوئی لذت نہیں ہے اور آخرت میں ثواب کے بر عکس ان کے نزدیک وجد کریم کے دیدار یعنی اللہ تعالیٰ کے چہرے انور و اقدس کی طرف نظر کرنے کی آزاد کے علاوہ کوئی آزاد نہیں ہے۔

۳۳۲: ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابو عمر محمد بن محمد بن جاذب زاہد نے انہوں نے عبد الرحمن بن عبد ربہ سے کہتے تھے کہ ذوالنون مصری نے کہا تھا جس کو اللہ کی عبادت نے قتل کیا اس کا خون بہا اس کی جنت ہے اور جس کو اس کی محبت نے قتل کیا اس کا فردیہ اور بدلا اس کی طرف دیکھتا ہے۔

۳۳۲: میں نے سن عبد الملک بن ابو عنان زاہد سے کہتے ہیں کہ میں نے سن ابو الحسن علی بن عبد اللہ صوفی سے مکہ میں انہوں نے کہا ہمیں بات بتائی محمد بن دراق نے ان کو عبد اللہ بن بلال نے انہوں نے کہا میں نے سن حمیل بن معاذ سے کہتے تھے کتنی فرق ہے ان دو آدمیوں کے مابین کہ ایک ان میں سے ولید میں جاتا ہے صرف ولید کی نسبت سے اور دوسرا ولید میں ان لئے جاتا ہے کہ تانکہ ولید میں جا کر محبوب سے ملاقات کرے۔

(مراد یہ ہے کتنا فرق ہے ان دو انسانوں میں جن میں سے ایک تو جاتا صرف جنت میں داخلے کے لئے دوسرا جنت میں بھی اس لئے جاتا تانکہ اللہ تعالیٰ کو جا کر دیکھنے ظاہر ہے دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ (از مرجم)

۳۳۲: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو محمد بن احمد بن باولیہ نے ان کو محمد بن احمد بن نصر نے خبر دی ہے ان کو عبد الصمد صانع مردویہ نے کہتے ہیں حضرت سفیان ثوری حضرت بی بی رابعہ عدویہ کے پاس گئے رابعہ نے ان سے کہا کہ اے سفیان تم لوگ اپنے تینیں ہی کس کو کہتے ہو، حضرت سفیان نے فرمایا کہ اہل دین کے نزدیک تو تھی وہ ہوتا ہے جو اپنے مال کے ساتھ حجاوت کرتا ہو۔ اور اہل آخرت کے نزدیک جو شخص اپنے نفس کی حجاوت کرتا ہو۔ رابعہ نے کہا سفیان آپ نے اس جواب میں مطلی کی ہے حضرت سفیان ثوری نے پوچھا کہ حضرت مولانا آپ کے اوپر حرم کرے آپ کے نزدیک حجاوت کیا ہے؟

رابعہ نے جواب دیا۔ میرے نزدیک حجاوت یہ ہے کہ تم لوگ اللہ کی عبادت کرو صرف اس کی محبت کے لئے نہ جزا طلب کرنے کے لئے اور نہ بی سزا سے بچنے کے لئے ناحسان کا بدلہ کرنے کے لئے پھر شرپڑھے للیلیں اور کہا:

لولاک ماطابت الجنان ولا نعيم لجنة الخلد

فَوْمَ ارَادُوك لِلْجَنَانِ وَقَلْبِي سَوَاكَ لِمَ يَرِد

اَفَرْ تَوَهَّنَتْ هُوَتْ تَوَهَّنَتْ اَوْرَنَهَ هُونَتْ كَيْ دَائِيْ نَعْتِيْنَ هُونَتْ

يُلُوكَ تَوَهَّنَتْ مَجْبَتَ كَرَتْ هِنَّ حَنَوْنَ كَرَتْ اَوْرَيْ اَوْلَيْرَ تَيْرَ سَوَاكَيْ شَيْنَ سَمْبَتَ دَارَادَتَ هِنَّ كَرَتْ

۳۳۳: ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے ان کو ابو زکریا عبد اللہ بن احمد بلاذری حافظ نے ان کو محمد بن عبد اللہ عمری نے ان کو برائیم بن جنید نے ان کو امامیل بن عبد الرحمن کوئی نے جو کہ عابد تھے انہوں نے کہا کہ مجھ سے بہلوں دیوانہ لہا اور مجھ سے کہنے لگا کہ میں اپنے سے سوال کروں گا؟ میں نے کہا ٹھیک ہے آپ پوچھئے کیا پوچھنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا۔ حجاوت کیا شئی ہوتی ہے؟ میں نے جواب دیا کہ خرچ کرنا۔ اور دینا۔ بہلوں نے کہا کہ یہ دنیا کی حجاوت ہے۔ آخرت کی حجاوت کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ مالک کی فرمائیرداری میں ایک دوسرے سے

جلدی کرنا۔ بہلوں والا، کہ پھر آپ مالک سے جزا اور بدله بھی چاہیں گے میں نے کہا کہ بالکل (صرف برابر کا اجر نہیں بلکہ) ایک کے بدلتے میں دل۔ بہلوں مجنون بولا کر یہ تو دین میں قیچ اور برآ ہے۔ ہاں میرے مالک کی اطاعت کے لئے ایک درسے سے آگے بڑھنا درست ہے (جزا اور بدله والی بات نہ ہوتا کہ وجب) تیرے دل پر جھانک کر دیکھئے تو یہ نہ ہو کہ تو اس سے ایک ششی کے بدلتے میں دوسری ششی کا ارادہ رکھتا ہو۔ (یعنی عمل کے مقابلے اجر و ثواب کا۔)

۲۲۵:ہمیں خبر دی ابوسعید مالینی نے ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن حسن نے انہوں نے سن اجاعیح بن احمد خراف سے انہوں نے مجی بن معاذ سے ناکہتے تھے کہ۔

عارف لوگ و قسم ہوتے ہیں، ایک تو وہ ہوتے ہیں جو اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ انہوں نے اس کی عبادت کی ہے اور دوسرا وہ ہوتے ہیں جو اس بات پر خوش ہوتے ہیں اس نے اس کو پہچان لیا ہے۔ لہذا پہلا شخص تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خوش ہوتا ہے اپنے نفس سے اپنے نفس کے لئے اور دوسرا شخص خوش ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اللہ سے اللہ کی کے لئے اور فرمایا کہ خیر کا سرور ہے لہذا اسر و نظر کیسا ہوگا؟

حضرت جنید بغدادی سری سقطی کا قول:

۲۲۶:ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے کہ انہوں نے سن اعلیٰ بن محمد بن حفص سے مکہ میں کہتے تھے کہ انہوں نے سن اعلیٰ بن محمد بن حاتم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سن اجید رحمۃ اللہ علیہ (بغدادی) سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے (مشہور متصوف) سری سقطی کے ہاں ایک رات گزاری، جب کچھ رات گذر گئی اس نے مجھ سے کہا۔ جنید کیا آپ سور ہے ہو؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں۔ کہتے گا اسی ساعت مجھے حق تعالیٰ نے اپنے سامنے کھڑا کر کے فرمایا ہے اسے سری کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے خلق کو کیوں پیدا کیا تھا؟ میں نے جواب دیا کہ نہیں یعنی مجھے معلوم نہیں ہے۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے خلق کو پیدا کیا تو ان میں سے سب نے میرے ساتھ محبت کا دعویٰ کیا میرے بارے میں۔ انہوں نے میرے محبت کا دعویٰ کیا تو میں نے دنیا بنا دی تو ہر دل ہزار میں مشغول ہو گئے۔ باقی رہے ایک ہزار پھر میں نے جنت بناؤں۔ لہذا انوسو جنت میں مشغول ہو گئے باقی رہے ایک سو، لہذا میں نے ان پر آزمائش سلط کر دی چنانچہ سو میں سے نوے مجھ سے آزمائش کے ساتھ مشغول ہو گئے (وہ اسی میں پھنس کر رہ گئے) باقی پنج صرف دس افراد، میں نے ان سے پوچھا کہ تم کیا چیز ہو کیا شئی ہو؟ نہ تو تم نے دنیا سے محبت کی اور نہ یہ تم نے جنت میں رفت کی۔ اور نہ یہ آزمائش اور مصیبت سے بھاگے۔ انہوں نے کہا۔ وانک لتعلیم مانور بد۔ آپ خوب جانتے ہیں ہم جو کچھ چاہتے ہیں۔ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمہارے اور پاتنی آزمائش اور مصیبت اتاروں گا کہ جس کی ضبط پہاڑ بھی طاقت نہیں رکھیں گے تم اس کے لئے کپے ہو؟ انہوں نے کہا کہ کیا آپ ایسا کرنے والے نہیں ہیں ہمارے ساتھ؟ تحقیق: تم راضی ہیں میں نے کہا کہ تم ہی میرے سچ سچ بندے اور غلام ہو۔

ذوالنون مصری کا قول:

۲۲۷:ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سن ابو عثمان سے انہوں نے کہا کہ میں نے ذوالنون سے سن کہتے تھے تین چیزیں محبت کی نشانیوں میں سے ہیں ناپسندیدہ حالات پر راضی رہنا، پوری استطاعت و مقدور بکر اللہ کے ساتھ حسن نہیں رکھنا۔ مخدوم و منوع میں اس کی طرف سے اختیار ملنے پر تحسین کرنا۔

معرفت کی نشانیاں تین ہیں اللہ کی طرف آتا..... اور اللہ کی طرف منقطع بہتراب مخلوقات سے۔

اللہ عزوجل پر فخر کرنا۔ میں چیز اللہ ساتھ تو جو اور لگا کی علامات میں سے ہیں۔ ہر چیز سے اللہ کی طرف بھاگنا۔ ہر شے اللہ تعالیٰ سے مانگنا۔ ہر وقت اللہ کی طرف دلالت کرنا یعنی اسی کا سب کو استدھانا۔

ذوالنون مصری کا قول:

۳۲۸..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سماں بن علی بن جعفر سے وہ کہتے ہیں میں نے فارس سے سنا وہ کہتے تھے ذوالنون مصری کہتے تھے۔ بے شک اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ایسے ہیں کہ ان کی ہمیشہ لکھی ہوئی ہوتی ہیں۔ معرفت کے خلاصے اور پنجڑ سے وہ محبت کے پیالے سے ایک گھونٹ پلانے گئے ہیں لہذا وہ چل پڑے ہیں اپنے من کے مل اپنے رب کی طرف وہ سیدھے راستے پر چل پڑے ہیں اور اللہ کی رضا کی طرف لپکے ہیں۔

تو حید پر غور کرنے والی مجلس میں بیٹھھو، قرآن سے تفریق و تکیین قلب حاصل کرو، بھی رازی کا قول:

۳۲۹..... ہمیں خبر دی ابو سعید شعیی نے کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن علی بن حسن بن ثابت صوفی سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو علی حسن بن علویہ سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں نے بیکی بن معاذ رازی سے سنا ان سے پوچھا گیا کہ کون اسی مجلس زیادہ خواہش اور زیادہ چاہت کے لائق ہے اور سب سے زیادہ لذت والی ہے فرمایا کہ میدان توحید میں غور و فکر کرنے والی مجلس میں بیٹھنا۔ آپ کو معرفت کی خوبیوں سمجھنے کو ملے گی۔ اور آپ کو محبت کے پیالے بینے کو ملے گا۔ سجان اللہ کتنی لذت والی مجلس ہوگی، اور یہ کتنی مشجھی شربت ہوگی پوچھا گیا کہ کون سا سماکھا نار غوب ترین ہے؟ فرمایا کہ ایک لقر اللہ کے ذکر میں سے صبر کے من میں اللہ کی توحید کے ساتھ جسے اللہ کی رضا کے دست خوان سے اٹھایا گیا ہو اللہ کی عنایت کی نظر کرم کے وقت۔

پوچھا گیا کہ مؤمن کی عید کیا ہے؟ فرمایا کہ ایمان کے ساتھ سرور اور خوشی، اور قرآن کے ساتھ تفریق و تکیین قلبی حاصل کرنا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفر حواه خير مما يجمعون (يونس: ۵۸)

فرمایا و بتھے اللہ کے نعل اور راحت کے ساتھ اسی کے ساتھ چاہنے کر خوش ہوں وہ بہتر ہے اس سے جو جمع کرتے ہیں۔

غیر اللہ کے ساتھ مسرور ہونا دھوکہ ہے

۳۳۰..... ہمیں خبر دی محمد بن حسن سلمی نے وہ کہتے ہیں انہوں نے سماں بن بندار سے وہ کہتے تھے انہوں نے سماں بن عبد الرحیم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے سنا وہ کہتے تھے۔ کہ اللہ کے ساتھ سرور ہی درحقیقت سرور ہے اور اللہ کے سو اسی اور کے ساتھ سرور درحقیقت غرور ہے اور دھوکہ ہے۔

مشہور عابدہ ریحانہ مجذونہ کی دعا

۳۳۱..... ہمیں خبر دی ابو علی روز باری نے ان کو ابو زکریا بلاد فارسی نے ان کو ابراہیم حید نے، ان کو محمد حسین نے ان کو اوس انور نے انہوں نے کہا کہ میں نے ایک رات ریحانہ مجذون (دیوانی) کو دعا کرتے دیکھا۔ وہ اپنی دعائیں کہہ رہی تھی اے اللہ میں ایسے وجود سے اور جسم سے تیری پناہ مانگتی ہوں جو تیرے آگے کھڑا بھی نہ ہو سکے۔ اور انہی ہو جائیں وہ آنکھیں جو تیرے شوق و محبت میں روشن کیں۔ اور وہ باتھ سوکھ جائیں اور اس ہو جائیں جو تیری بارگاہ میں گریہ یوز اری کے ساتھ اٹھنے دیکھیں، پھر شر پڑھتے ہو کہنے لگیں:

یا حبیب القلوب انت حبیبی

لم تزل انت منیتی و موری

اے سارے دلوں کے محظوظ تو ہی میرا محظوظ ہے۔ تو ہی ہمیشہ میری آرزوؤں کا اور خوشیوں کا مرکز رہے گا۔

ولہان مجنوں کی محبت الٰہی کی پکار

۳۲۲:.....ہمیں خبر دی محمد بن حسین نے کہتے ہیں انہوں نے سا محمد بن عبد اللہ بن شاذان سے۔ وہ کہتے ہیں میں نے سا یوسف بن حسین سے وہ کہتے ہیں میں نے سا تھاڑا ذوالنون مصری سے وہ کہتے تھے۔ کہ میں بیت اللہ کا طوف کر رہا تھا اسی اثنائیں میں نے۔ ولہان مجنوں (دیوانہ) کو دیکھا۔ وہ کہہ رہے تھے (اے اللہ) تیری محبت نے مجھے قتل کر دیا ہے اور تیرے شوق نے مجھے تلف کر دیا ہے۔ اور تیرے سا تھوڑا صل نے مجھے بیمار کر دیا ہے۔ ملعون ہو جائیں وہ دل جوتیرے سوا کے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اور گم ہو جائیں وہ خیال جوتیرے ماسوا کے ساتھ انس پکڑتے ہیں۔

مشہور عابد ذالنون مصری کا قول:

۳۲۳:.....ہمیں خبر دی ابو عاصد شعیی نے ان کو ابو علی حسین بن محمد زیری نے وہ کہتے تھے کہ میں نے سا ابو محمد سن بن محمد بن نصر رازی سے شہر لٹھ میں انہوں نے یوسف بن حسین سے۔ انہوں نے سا ذوالنون مصری سے کہتے تھے۔ کہ

اللہ کے ساتھ انس و محبت بلند ہونے والا نور اور روشنی ہے۔ اور انسانوں کے ساتھ انس و محبت واقع ہونے والا غم ہے۔

۳۲۴:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو سعید علاف نے ان کو عبد اللہ بن قاسم واعظ نے انہوں نے سا ابو جانہ سے انہوں نے سا ذوالنون بن ابراہیم سے وہ کہتے تھے۔

اللہ کے ساتھ محبت کر بلند ہونے والا نور ہے اور بندوں کے ساتھ محبت کرنا زہر قائل ہے۔

محبت۔ وصل۔ شوق کی تین علامات

۳۲۵:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن الحنفی نے ان کو ابو عثمان حناظ نے کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سا کہتے تھے اللہ کے ساتھ محبت کی تین نشانیاں ہیں۔ خلوت میں لذت حسوس کرنا۔ جلوت سے وحشت ففرست کرنا۔ وحدت کو شیریں سمجھنا۔ اور (الله تعالیٰ) وصل کی تین علامات ہیں۔ تمام حالات میں اللہ کے ساتھ انس و محبت رکھنا اور تمام اعمال میں اسی کی طرف سکون پانا۔ اور تمام اشغال میں غلبہ شوق (دیدِ الہی) میں موت کی محبت رکھنا۔ اور فرمایا کہ شوق کی تین علامات ہیں۔ راحت و سرور کے باوجود موت کی محبت۔ اور سکون و آرام کے باوجود زندگی سے فرست ہمیشہ کافم ہر ضرورت پوری ہونے کے باوجود۔

ریحانہ مجنوں کے اشعار

۳۲۶:.....ہمیں خبر دی ابو علی روز باری نے ان کو ابو زکریا عبد اللہ بن احمد بن بلاذری حافظ نے ان کو محمد بن عبد اللہ مصری نے ان کو ابراہیم بن جنید نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو بکار بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو صالح مری نے انہوں نے کہا کہ میں نے ریحانہ مجنوں کو دیکھا ان کے پچھلے دام پر لکھا ہوا تھا۔ (یعنی اللہ کی محبت کی دیوانی)

انت انسی و منبی و سوری

قد ابی القلب ان یحب سوا کا

تو ہی میری محبت ہے تو ہی میری آرزو ہے تو ہی میر اسرور ہے۔ دل تیرے سو اکسی اور سے محبت کرنے سے انکار کرتی ہے
یا عزیزی و منبی و اشیا فی

طال شوقی متی یکون لفا کا

اسے میرے پیارے اسے میرا آرزو اسے میرے اشتیاق۔ میر اشوق طویل ہو گیا ہے تیری ملاقات کب ہو گی؟

لیس سولی من الجنان نعیم

غیر اتنی ارید ہا لا را کا

میر اسوال (تجھے سے) جنت کی نعمتوں کا نہیں ہے۔ میں اس کے سوا کچھ نہیں چاہتی کہ میں تیرا دیدار کروں
(سامنے دیکھا تو) سیزد کی جانب لکھا ہوا تھا۔

حسب المحب من الحبيب بعلمه

ان المحب ببابه مطروح

عاشق کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اس کے محظوظ کے علم میں ہے۔ کہ عاشق اس کے دروازے پر پڑا رہے۔

والقلب فيه وان تنفس في الدجى

بسہام لوعات الهوى محروم

عاشق اگر چرات کی تاریکی میں سانس لیتا ہے مگر دلوں کی محبت میں گرم عاشق و محبت کے تیروں سے زخمی ہے۔

علی بن سہل کی نصیحت

۳۲۷: میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمی سے کہتا ہے میں نے سنا ابو نصر اصفہانی سے کہتے ہیں میں نے سنا ابو حضیر حداد سے وہ کہتے تھے

میں نے سنا علی بن سہل سے کہتے تھے:

اللہ کے ساتھ محبت یہ ہے کہ تجھے تلوق سے دشت ہو مگر صرف اللہ سے محبت کرنے والوں سے، بے شک اللہ سے محبت رکھنے والوں سے
محبت کرنا اللہ سے محبت کرنا ہے۔

عبداللہ رازی کی نصیحت:

۳۲۸: ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے کہتے ہیں میں نے عبداللہ رازی سے کہتے تھے میں نے اسے ابو عثمان کی کتاب سے لکھا تھا۔ اس
نے ذکر کیا تھا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے۔ محبت الہی کی علامت۔ غافل لوگوں سے وحشت محسوس کرنا۔ اور وحدت میں سکون محسوس کرنا۔ احباب
سے زخمی کرنا ہے۔

ابو عثمان رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

کہتے ہیں کہ میں نے عبداللہ رازی سے سنا کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو عثمان سے وہ کہتے ہیں:

جب انسان کے لئے اللہ کے لئے اللہ کے ساتھ خوشی اور سرور کا مقام ٹھیک ہو جائے تو اس سے اس کے ساتھ اُس کا مقام پیدا ہوتا ہے اور

جب اللہ کے ساتھ ان وحبت نہیں ہو جائے تو اللہ کے سوا ہر شخص سے دشمن و نفرت کرتا ہے۔
فضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کی بیٹی کی بات کو نصیحت:

۲۴۹: ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن اسحاق نے ان کو مثان حناظ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے ناتھادہ کہتے تھے کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا وہ اپنی بیٹی کے بارے میں بتاتے تھے کہ اس کی آنکھی میں تکلیف ہو گئی تھی انہوں نے اس سے اس کے بارے میں یہاں پری کی اور کہا کہ اے بینا تیری آنکھی اب کیسی ہے؟ اس خاتون نے کہا اے میرے بابا جان، اللہ تعالیٰ نے میرے لئے اس کا ثواب (یعنی تکلیف زیادہ کر کے) بڑھا دیا ہے۔ اس قدر کہ میں اس پر بھی بھی شکر اور انہیں کر سکتی (فضیل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ) میں اس کے حسن یقین سے خوش ہو گیا۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں اسی بیٹی کے ہاں بینا تھا کہ اچانک میرا چھوٹا بینا۔ جس کی عمر بھی تین سال کی تھی میرے پاس آگیا میں نے اسے بوس دیا اور اسے اپنے بیٹے سے لے گالیا۔ تو میری بیٹی بولی بابا حضور میں آپ سے اللہ کی قسم کے ساتھ پوچھتی ہوں کیا آپ اس بیٹے سے محبت کرتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں بینا میں اس کو محبوب رکھتا ہوں۔ بیٹی نے کہا میرے بابا جی یہ بات اللہ کے ہاں آپ کے لئے باعث شرم و عار ہے۔ میرے بابا جان میں تو خیال کرنے تھی کہ آپ اللہ کے ساتھ اللہ کے مساوا کی محبت نہیں رکھتے (یعنی محبت صرف اللہ سے کرتے ہیں اور بُس) میں نے اسے جواب دیا کہ بینا کیا تم لوگ اولاد سے محبت نہیں کرتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ محبت تو خالق کے لئے ہوتی ہے اور اولاد کے لئے رحمت و شفقت ہوتی ہے فرماتے ہیں کہ فضیل نے (بیٹی کا جواب سن کر خفت محسوں کرتے ہوئے) اپنا سر پیٹ لیا اور کہنے لگے اے میرے پروردگار میری بیٹی نے مجھے (لا جواب) اور ذمیل کر دیا ہے اپنی محبت کے بارے میں بھی اور اپنے بھائی کی محبت کے بارے میں بھی (اہذا آج کے بعد) مجھے تیری عزت کی قسم ہے میں تیرے ساتھ کسی کی محبت نہیں رکھوں گا یہاں تک کہ میں مجھے ملوں (یعنی زندگی بھر) اللہ کے مساوا کی سے محبت نہیں کروں گا۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۲۵۱: ہمیں خبر دی محمد بن یوسف نے ان کو احمد بن محمد بن زیاد نے ان کو سلم بن عبد اللہ ابو محمد خراسانی نے انہوں نے کہا کہ میں نے فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ سے سنا وہ کہتے تھے:
اللہ محبت کرنے والا کافی ہے۔ قرآن موسیٰ دل بہلانے والا کافی ہے، اور موت نصیحت کرنے والا واعظ کافی ہے اور خیشت الہی و خوف خدا کے لئے علم کافی ہے۔ اور غافل رہنے کے لئے جہالت کافی ہے۔

ابراہیم بن احمد خواص رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۲۵۲: میں نے سما ابو محمد عبد اللہ یوسف سے وہ کہتے تھے میں نے ابو الحسن ابراہیم بن فراس سے سنا کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم بن احمد خواص سے سنا وہ فرماتے تھے کہ:
فضلوں گوئی کے ساتھ دل کی زری کی توقع نہ کرنا۔ حب مال و جب جاہ و مرتبہ کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہ کرنا تھوڑے کے ساتھ ان وحبت کے ساتھ اللہ کی محبت کی توقع نہ کرنا۔

مشہور عابد وزہب ابراہیم بن ادھم کی بات:

۲۵۳: ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران نے ان کو ابو عمرو بن ساک نے ان کو محمد بن علی بن بحر نے ان کو محمد بن ابراہیم بر جلانی نے کہ نہیں اور

عمدہ چیزوں کو ترک کرنے میں ان کے کھانے سے زیادہ ان کو لذت ملتی تھی۔

اور بشر نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤڈ علیہ السلام کو وحی کی تھی کہ میں نے خواہشات اور لذات اپنے کمزور بندوں کے لئے پیدا کی ہیں۔ اے داؤڈ آپ پسے دل کو ان میں سے کسی شے کے ساتھ نہ لکانا (ورنہ اس پر) سب سے کم تر گرفت جو میں تجھے سے کروں گا وہ یہ ہو گی کہ میں اپنی محبت کی حلاوات تیرے دل سے ختم کر دوں گا۔

ابوالحواری کے بھائی کی بات:

۲۵۳ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ ان کو حسن بن محمد بن ابو الجواری نے ان کو ان کے بھائی بن انبوی اسرائیل کے ایک آدمی نے سند رکے ایک جزیرہ میں چار سال تک عبادت کی اور اس کے بال لبے ہو گئے بیہاں تک کہ جب وہ جزیرے کی جماڑیوں سے گذرتا تو اس کے بال ان کی ٹینیوں میں الجھ جاتے ایک دن وہ اس جزیرے کی جماڑیوں اور درختوں میں گھوم رہا تھا کہ ایک درخت سے گذر رہا جس پر کسی پوندے کا گھونسلا تھا چنانچہ اس نے اپنے مصلے کی جگہ اس کے قریب خلک کر دی کہتے ہیں کہ اسے آواز آئی کہ تم نے میرے سواغیر سے اُس کر لیا ہے پس میری عزت کی قسم ہے میں نے تجھے اس مقام سے جس پر تو تھا دو درست پچیس اتار دیا ہے۔

مشہور بزرگ شیلی کی بات:

۲۵۴ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے انبوی نے سنا ابو فخر منصور بن عبد اللہ اصفہانی سے وہ کہتے ہیں کہ (مشہور بزرگ) شیلی سے دریافت کیا گیا کہ معرفت کی کیا علامت ہے؟ انبوی نے جواب دیا اپنے محبوب کے سواہشی کے دیکھنے سے انداھا ہو جاتا۔ کہتے کہ میں نے شیلی سے اس آیت کے بارے میں سنا تھا:

و ما كناع عن الخلق غافلين۔ (مؤمنون ۷۱)

ہم اپنی حقوق سے غافل نہیں ہیں۔

فرمایا کہ اس کا مطلب ہے یعنی جو تم سے قریب ہے تم اس سے بے خبر نہیں ہیں، اور جو ہمارے پاس آئے ہم اس سے مصروف نہیں ہیں۔
علی بن سہل کا قول:

۲۵۲میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلمی سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو بکر محمد بن عبد اللہ طبری سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا علی بن سہل بن از ہر سے وہ کہتے تھے کہ عالی لوگ جیتے ہیں اللہ کے حوصلے میں۔ اور ذکر الہی کرنے والے جیتے ہیں اللہ کی رحمت میں۔ عارف لوگ جیتے ہیں اللہ کے لطف کرم میں صادق لوگ جیتے ہیں اللہ کے قرب میں۔ عاشق لوگ جیتے ہیں اللہ کے انس و محبت میں اور اس کی طرف شوق میں۔

ذوالون مصری کا قول:

۲۵۳ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے انبوی نے سنا علی بن قادہ سے انبوی نے علی بن عبد الرحمن سے ان بے پوچھا گیا کہ محبت اور عشق میں کیا فرق ہے؟ فرمایا کہ محبت ایسی لذت ہے جو محبوب کے سواب کو دیکھنے سے انداھا کر دیتی ہے۔ پھر جب وہ انتہاء کو پہنچاتی ہے تو تو اس کا نام عشق رکھا جاتا ہے اسی طرح نبی کریم (اکی موقوف روایت میں) امر وحی ہے:

حُبُ الشَّفَنِ يَعْمَى وَيَضْمَمْ۔

تیرا کسی شیٰ سے محبت کرنا انحصار اور ہر اکر دیتا ہے۔

۳۵۸..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن شاذ ان رازی نے ان کو یوسف بن حسین نے انہوں نے ذوالنون مصری سے سن کہتے تھے کہ شوق (اللہ کو ملنے اور دیکھنے کا) سب سے اونچا درجہ ہے، اور (معرفت الہی کا) اونچا مقام ہے، جب بندہ اس مقام پر چکنچا جاتا ہے۔ (انتظار) موت کو تاخیر سمجھتا (جنی موت کو جلدی چاہتا ہے) اپنے رب کے شوق اور اس کی ملاقات اور اس کے دیدار کی محبت کی وجہ سے۔

عشق الہی کا مقام اپنے محبوب کی رضا تلاش کرنا ہے

۳۵۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلیمانی نے انہوں نے سن عبد اللہ بن محمد رازی سے کہتے تھے کہ میں نے ابو عثمان کی کتاب میں سے نقل کیا تھا اور ذکر کیا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے انہوں نے کہا کہ۔ عاشق الہی لوگوں کا مقام ان کا شوق ہے ان کے محبوب کی طرف اور ان کا اپنے محبوب کی رضا طلب کرنا اور اس کی خدمت کے لئے حوصل کرنا۔

عشق الہی کے دس مقام

اور اسی استاد کے ساتھ شاہ سے مردی ہے انہوں نے کہا کہ مشتاق لوگوں کے دس مقامات ہیں:

۱..... (اللہ) کے ساتھ قلب کا تعلق۔

۲..... اسی کی طرف نیئے کا اڑانا۔

۳..... اس کی یاد اور ذکر کے وقت حرکت کرنا تحریک پیدا ہونا۔

۴..... وحدۃ کے ساتھ انہیں محبت کرنا۔

۵..... الفت سے بھاگنا۔

۶..... کلامِ حُمَن کے معانی میں تدریج اور غور کرنا۔

۷..... خلوٰۃ میں بیٹھ کر اپنے نفس پر رونا۔

۸..... اللہ سے فریاد و استغاثہ کرنا۔

۹..... اسی سے سرگوشی کرنا۔

۱۰..... میرا خیال ہے کہ فرمایا تھا۔ اسی کی ملاقات کا شوق کرنا۔

ابو عثمان نے کہا کہ شوق وہی محبت ہے۔ جو شخص اللہ سے محبت کرتا ہے وہ اس کی ملاقات کی طرف مشتاق ہوتا ہے۔ اور ابو عثمان نے اللہ کے اس قول کے بارے میں کہ:

ان اجل اللہ لا ت۔ (عکبوت ۵)

بے شک اللہ کا مقرر و وقت آنے والا ہے۔

فرمایا کہ یہ دراصل عاشق اور مشتاق لوگوں کو سبز دلایا گیا ہے، یعنی اللہ تعالیٰ گویا کہ یہ فرماتا چاہتے ہیں کہ میں جانتا ہوں کہ تمہارا اشتیاق میری طرف غالب ہے۔ اور میں نے تمہاری ملاقات کے لئے ایک وقت مقرر کر دیا ہے، عنقریب تمہارا اوصال اس ذات کے ساتھ ہو جائے گا جس کی طرف تم مشتاق ہو۔

اور ابو عنان نے کہا۔ کہ بندے کے دل کو اللہ کے ساتھ جس قدر سرور ملے اسی قدر اس کی طرف مشائق ہوتا ہے۔

اور جس قدر اس کا شوق ہوتا ہے اسی قدر اس سے دوری سے اور مسترد ہونے سے ذرتا ہے۔

۳۶۰..... میں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے انہوں نے سناعلیٰ بن بندار سے انہوں نے سن حفظ سے اس نے سنابو حفص سے کہتے تھے اللہ

کی کچی محبت یہ ہے کہ آپ اس بات سے ذرتے ہیں کہ تیرے بارے میں غیب میں اور ازال میں اس کا کیا راز ہے۔ کہ اس نے تجھے کس جلت پر

اور کس فطرت پر پیدا کیا تھا؟ اور کون سے ففر میں تیرنا م اس نے لکھا ہے؟

مالک بن دینار کا واقعہ:

۳۶۱..... میں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے انہوں نے سنابو بکر بن دارم سے ان کو فضل بن جعفر نے ان کو عبد اللہ بن سلم انہوں نے کہا کہ

مالک بن دینار نے کہا تھا ایک دن میں قبرستان کی طرف نکل گیا دیکھا کروہاں دونوں جوان بیٹھے کچھ لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا اللہ تمہارے

اوپر حرم کرے تم کون ہو؟ وہ بولے ہم فرشتے ہیں ہم اللہ عزوجل سے محبت کرنے والوں کو لکھ رہے ہیں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تم سے اللہ کی

قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ دونوں نے کیا مجھے ان لوگوں میں لکھا ہے؟ انہوں نے کہا۔ نہیں۔ مالک بن دینار گرے اور بے ہوش ہو گئے پھر

ہوش آئی اور بولے میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ تم لوگوں نے مجھے نیچے والی مطر میں کیوں لکھا؟ میں تو طفلی ہوں اللہ سے محبت کرنے

والوں سے محبت کرتا ہوں۔ جب رات ہوئی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ مجھے کہا گیا کہ آپ ان میں سے لکھ دیئے گئے ہیں انسان اسی کے

ساتھ ہوگا۔ جس سے وہ محبت کرتا تھا۔

انسان قیامت میں اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرتا ہے

۳۶۲..... میں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو عبد الرزاق نے ان کو معم

نے ان کو زہری نے ان کو انس بن مالک نے کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور سوال کیا یا رسول اللہ قیامت کب

آئے گی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے بولا میں نے اس کے لئے کوئی بڑی تیاری تو نہیں کی جس پر

میں اپنی تعریف کروں مگر میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا انت مع من

احب تو اس کے ساتھ ہو گا۔ جس سے محبت کرتا ہے۔ مسلم نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے محمد بن رافع اور عبد بن حمید سے اور عبد الرزاق سے۔

ابو علی جوز جانی کا قول:

۳۶۳..... میں نے سنابو عبد الرحمن سلمی سے انہوں نے ابو بکر رازی سے انہوں نے ابو علی جوز جانی سے انہوں نے کہا کہ تین چیزیں عقیدہ توحید میں سے ہیں۔

① خوف ② امید ③ محبت۔ گناہوں کی کثرت سے عید اور عذاب کو دیکھنے کے لئے خوف زیادہ ہوتا ہے۔ اور کثرت ذکر سے اس کے احسان کو دیکھنے کے لئے محبت زیادہ ہوتی ہے۔ خیر کے اکتساب سے عذاب سے بچنے کے لئے امید زیادہ ہوتی ہے۔

خوف کرنے والا بھائی سے بینچ کر آرام نہیں کرتا۔ امید کرنے والے طلب کو ترک نہیں کرتا۔ محبت کرنے والا محبوب کے ذکر کرنے سے آرام نہیں کرتا۔ خوف روش کی ہوئی آگ ہے۔ امید روش کیا ہو انور ہے۔ اور محبت نوروں کا نور ہے۔

سیجی بن معاذ کا قول:

۳۶۳:.....ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو علی بن حمدان نے ان کو محمد بن جعفر اشائی نے انہوں نے سایجی بن معاذ سے کہتے تھے۔ ہم تو اس کے درخواں پر کھانے والے ہیں۔ اگر اپنے فضل احسان سے وہ تجھے کھلادے تو وہ تجھے اپنے ذکر کے لئے فارغ نہادیتا ہے۔ اور اگر وہ تجھے اپنے ذکر کے لئے فارغ کر دیتا ہے تو وہ تجھے سے محبت کرنے کا احسان کرتا ہے۔ اور اگر وہ اپنی محبت کا تیر سے اوپر احسان کر دے تو اس نے تجھے اپنے قرب کے ساتھ نجات دیدی۔

اللہ کی محبت ایمان کا شعبہ ہے ابو الحسین وراق کا قول:

۳۶۴: اس میں سے جو میں نے ابو عبد الرحمن سلمی پر پڑھا کہتے کہ ابو الحسین وراق نے کہا تھا۔ کہ محبت الہی ایمان باللہ کا شعبہ ہے اور وہ اولیاء اصفیاء کے تمام مرابط کے لئے اصول ہے۔ اللہ کے احسان کو یہی ذکر کرنے سے محبت کے شکون فی پھونٹے ہیں جو شخص اپنے اوپر اللہ کے احسان کو داگی طور پر ذکر کرتا ہے اس کے لئے اللہ کے قرب سے محبت کی نیم صائمگتی ہے۔

ابن العطا کا قول:

۳۶۵:.....ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے انہوں نے سا ابو الحسین فارسی سے انہوں نے ابن العطا سے وہ اس حدیث کے مطلب کے بارے میں کہتے تھے۔

جللت القلوب على حب من احسن اليها وبغض من اساء اليها.

فطری طور پر دل اس کی محبت پر جو اس کی طرف احسان کرے اور اس کے بغض پر جوان کی طرف برائی کرے پر پیدا کئے گئے ہیں (پھر اس کے بر عکس) آپ کیسے اللہ تعالیٰ سے محبت نہیں کرتے حالانکہ ہم آپ کو اس طرح پاتے ہیں کہ اس کی نعمتوں کا تسلسل اور تواتر بھی آپ سے نہیں رکا اور نہ ہی بھی ختم ہو گا۔ لیکن یقین کی کمزوری معرفت کی کدورت، ایمان کا نقش، اس کی محبت اور اس کی طرف میلان میں بطور حجاب حائل ہو گیا ہے۔

ابو سعید خرازگا کا قول:

۳۶۶:.....کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسین سے سنادہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو محمد جریری سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے ابو سعید خراز سے سنادہ نذکورہ حدیث کے مطلب کے بارے میں کہتے تھے۔

واعجا من لم ير محسنا غير الله فكيف لا يميل بكليته اليه.

جی اُنی ہے اس انسان پر جو اللہ کے سوا کوئی محسن نہیں دیکھتا پھر بھی مکمل طور پر اس کی طرف کیوں نہیں جھکتا؟

ابو الحسین بن مالک صوفی کا قول:

۳۶۷:.....ہمیں خبر دی سعید بن محمد بن احمد شعیی نے کہا کہ میں نے سا ابو القاسم عبد اللہ بن حسین صوفی سے انہوں نے ابو القاسم صن بن محمد بن احمد صوفی سے کہتے تھے کہ ابو الحسین بن مالک صوفی سے سوال کیا گیا اور میں سن رہا تھا۔ کہ محبت کی علامت کیا ہے؟ جواب دیا کہ ترک ماتحب لمن تحب۔ کہ جس سنتی سے تم محبت کرتے ہو اس کے لئے اپنی پسند ترک کر دینا اور جھوڑ دینا۔

۳۶۸:.....میں نے سا ابو عبد الرحمن سے وہ کہتے تھے میں نے سا ابو علی محمد بن ابراہیم براز سے انہوں نے سا ابو عمر ورز جامی سے وہ کہتے

ہیں کہ میں نے حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے پارے میں سوال کیا۔ بولے کیا آپ اشارہ چاہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ بولے آپ دعویٰ چاہتے ہیں؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ بولے پھر کون سی چیز کامِ ارادہ کرتے ہو؟ میں نے کہا کہ یعنی محبت فرمایا۔ (کہ محبت یہ ہے) کہ آپ وہی کچھ اور وہی چیز پسند کریں جو کچھ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں پسند کرتا ہے اور وہ چیز آپ ناپسند کریں جو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں ناپسند کرتا ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے شیوخ کا قول:

۳۷۰:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عضفر بن محمد بن نصر نے کہتے ہیں کہ میں نے سن جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے تھے کہ ہمارے بعض شیوخ نے فرمایا کہ آپ اللہ تعالیٰ کے سچے غلام اس حال میں نہیں ہو سکتے کہ اللہ تعالیٰ جس چیز کو ناپسند کرے آپ چوری چھپے وہ کام کریں۔

بشر بن سرگی کا قول:

۳۷۱:..... ہمیں خبر دی ابوسعید البیانی نے ان کو ابواحمد بن عذری نے ان کو عبد الصمد بن عبد اللہ نے ان کو احمد بن ابوالخواری نے انہوں نے سن بشر بن سہری سے وہ کہتے تھے کہ یہ محبت کی علامات میں سے نہیں ہے کہ آپ وہ پسند کریں جو آپ کا محبوب ناپسند کرتا ہے۔

ابوالخواری کا قول:

۳۷۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلیمانی نے کہتے ہیں کہ انہوں نے سن ابو جعفر رازی سے انہوں نے عباس بن حمزہ سے انہوں نے احمد بن ابوالخواری سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو سليمان دارانی سے کہا وہ چیز کیا ہے جس کے ساتھ اہل محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کو پالیتے ہیں۔ فرمایا کہ عفاف اور اخذ کاف کے ساتھ۔ یعنی حرام سے چنان، پا کدا من رہنا اور بقدر ضرورت روزی پر قناعت کرنا، سوال کرنا۔

فضل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۳۷۳:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلیمانی نے ان کو ابو جعفر نے ان کو عباس نے ان کو احمد نے ان کو ابو عبد اللہ بنیامی نے وہ کہتے ہیں ایک آدمی نے حضرت فضل بن عیاض سے سوال کیا کہ ایک آدمی محبت کی انتہاء کو کب پہنچتا ہے؟ فرمایا کہ جب اس کا تھے عطا کرنا اور اس کا تھے سے عطا روک دینا ابراہیم ہو جائیں۔

کلام شاہ

۳۷۴:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلیمانی نے انہوں نے سن عبد اللہ بن محمد رازی سے کہتے ہیں میں نے ابو عثمان کی کتاب سے نقل کیا اور اس نے ذکر کیا تھا کہ یہ کلام شاہ میں سے ہے۔ کہ محبت کی علامات میں ہیں:

- ناپسندی میں اس سے راضی ہوتا۔
- مشقت میں اس کے ساتھ حسن طلن رکھنا۔
- مخدود و ممنوع اس کے اختیار کی تسلیم کرنا۔

(۳۷۱) اخرجه أبو نعيم في الحلية (۱/۱۰) من طريق احمد بن أبي الخواري، به.

(۳۷۲) اخرجه أبو نعيم في الحلية (۱/۱۲) من طريق احمد بن أبي الخواري، به.

وفي الإكمال (۲/۲۷) : الناجي هو: أبو عبد الله سعید بن بردید أحد الزهاد يحكى عنه أحمد بن أبي الخواري الدمشقى حكایات.

عبد الواحد بن زید کا قول:

۷۲۵:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن علی نے ان کو محمد بن علی نے ان کو مصطفیٰ ابو سعید نے کہتے ہیں کہ عبد الواحد بن زید نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اعمال میں سے صبر پر مقدم ہو سائے رضا کے اور نہیں جانتا کہ رضا سے زیادہ اشرف اور اعلیٰ وارفع کوئی درجہ ہو وہ محبت جان ہے اور اصل ہے۔

عقبہ غلام کی التجا:

۷۲۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی محمد ازہری نے ان کو غلابی نے ان کو شعیب بن واقع نے وہ کہتے کہ مجھے بات بیان کی قراءت میں سے ایک آدی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ عقبہ غلام کو ایک رات میں نے دیکھا کہ پوری رات صبح تک اس نے اس حال میں گزار دی یعنی پوری رات پھر صبح تک یہ کہتے رہے

ان تعذب بُنی فانی لک محب و ان ترحمتی فاناللک۔

اگر آپ مجھے عذاب دیں تو میں تیراہی چاہئے والا ہوں اور اگر آپ پیرے اور پرم کریں تو میں تیراہی ہوں۔

بیکی بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۷۲۷:..... اس میں سے ہے جو میں نے پڑھا علی ابی عبد الرحمن سلمی کے سامنے۔ انہوں نے کہا کہ بیکی بن معاذ نے فرمایا تھا۔ کہ محبت کی حقیقت یہ ہے کہ نیکی کرنے سے زیادہ نہ ہو، اور برائی کرنے سے کم نہ ہو۔

حارث مجاہی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۷۲۸:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کو احمد بن علی نے ان کو ابراہیم بن فاسک نے ان کو جنید بغدادی نے۔ ان کو حارث مجاہی نے ان سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ۔ تیرا کسی کی طرف مکمل طور پر میلان اور جھکا و محبت ہے۔ پھر اس کے بعد تیرا اس کو ترجیح دینا اپنے نفس پر اور مال پر۔ اس کے بعد تیرا اس کی موافقت کرنا ظاہراً بھی اور مخفی بھی اس کے بعد اس کی محبت میں تیری کوتاہی کا تجھے علم ہوتا۔

حضرت جنید بغدادی کا قول:

۷۲۹:..... اس میں سے جو میں نے ابو عبد الرحمن سلمی کے سامنے پڑھا۔ انہوں نے فرمایا کہ جنید بغدادی نے فرمایا تھا کہ قوام محبت۔ محبوب کی موافقت کرتا ہے خوشی میں بھی اور ناراضگی اور غصے میں بھی۔ ان بے محبت کے حقیقی حصول کی خوشی کے بارے میں دریافت کیا گیا تو فرمایا کہ تمام احوال میں محبوب کی موافقت کرنا پھر انہوں نے شعر کہا:

ولو قلت مت مت سمعاً و طاعة

وقلت للداعي الموت اهلا مرحاً

(۳۷۸)..... آخر جه الفشیری فی الرسالہ (ص ۱۳۶) بنفس الإستاد.

(۳۷۹)..... آخر جه أبو نعیم فی الحلبة (۲۲۵/۶) من طریق محمد بن فہد الحدیثی قال : کان عقبہ یصلی هذا اللیل الطویل إذا فرغ رفع راسه فقال : سیدی ان تعذب بُنی فانی ابجک و ان تعرف عنی ابجک

اگر آپ کہیں گے کہ فرمرا تو میں سعی و طاعت بجا لاتے ہوئے فرمرا تو میں گا اور میں ہوت کے داعی سے خوش آمدید بھی کہوں گا۔

ابو الحسین بوحی کا قول:

۳۸۰ میں نے عبد اللہ بن یونس اصحابی سے سنا کہ ابو الحسین بوحی رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجہوب کی

معرفت کے ساتھ پوری پوری طاقت و استطاعت صرف کرڈا تا اور محبوب باد جو داں کے جو چاہے ہو کرے۔

اصمعی کا قول:

۳۸۱ ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوالعمر و نے ان کو خبر دی حسن بن محمد بن الحنفی نے ان کو غلابی نے ابراہیم بن عمر سے ان کا صحنی نے کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی نے کہا۔ اس وقت جب اسے انہوں نے کسی گناہ میں دیکھ لیا تھا فرمایا افسوس ہے تجھ پر کیا تم اللہ سے محبت نہیں کرتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں نے کوئی محبت کرنے والا نہیں دیکھا مگر اپنے محبوب کی خوشی چاہتا ہے۔ اور جو شخص اس بات سے ذرے کرائے کہاں سے شکر کے بارے میں سوال ہو گا وہ اپنے نفس کو اور دل کو فتحتوں کے بغیر خوش کر لے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا رات بھر محبت الہی میں غور و فکر کرنا

۳۸۲ ہمیں خبر دی ابوسعید علیہ سے ان کو ابوالفضل نصر بن محمد صوفی نے انہوں نے سنا ابراہیم بن شیبان سے انہوں نے ابو عبد اللہ مغربی سے کہتے ہیں۔ کہ ایک رات حضرت ابراہیم علیہ السلام پوری رات حضرت آدم علیہ السلام کی شان کی بابت غور فرماتے ہیں اور عرض کرنے لگے اے میرے پروردگار آپ نے خود ہی اسے پیدا فرمایا۔ اور آپ ہی نے اس میں اپنی روح پھوکی۔ اور آپ نے ہی اس کو اپنے فرشتوں سے جدہ کروایا۔ پھر آپ نے صرف ایک ہی نظر کی وجہ سے لوگوں کے منہ پھردا دیئے یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں:

وعصی ادم ربہ فغوی (۱۲۱۳)

نافرمانی کی آدم نے اپنے رب کی پس وہ بھٹک گیا۔

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی فرمائی کہ اے ابراہیم کیا آپ کو معلوم نہیں ہے کہ محبوب کی مخالفت محبوب کے خلاف شدید ہوتی ہے اور سخت ہوتی ہے۔

وہب بن منبه کا قول:

۳۸۳ ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو دین بن احمد نے ان کو قول بن محمد نے ان کو ابراہیم بن سعد جوہری نے ان کو اسمیل بن عبد النکر یہم نے ان کو عبد الصمد بن معقل نے، ان کو وہب نے انہوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤ و علیہ السلام کی طرف وہی فرمائی اے داؤ دا پاس اڑھائیں نے تجھے بخشن دیا ہے سو اے اس کے کہ میرے پاس وہ محبت نہیں ہے جو تھی۔

ذوالنون مصری کا قول:

۳۸۴ ہمیں خبر دی ابو محمد یوسف اصحابی نے ان کو ابو محمد عاصم بن عباس نے شہر ہرات میں ان کو ابو یعقوب یوسف بن یعقوب نے انہوں نے سعید بن عثمان بن عیاش سے انہوں نے سنا ذوالنون مصری سے وہ کہتے ہیں کہ ان سے سوال کیا گیا۔ بندہ اپنے رب سے کہ محبت کرتا ہے فرمایا کہ جب اس سے ذرتا ہے تو اس سے انس و محبت کرتا ہے۔ کیا تم جانتے نہیں ہو کہ جو شخص گناہوں سے ملتا ہے وہ در محبوب سے ایک طرف کر دیا جاتا ہے۔

ذوالنون مصری کا قول:

۲۸۵.....ہمیں خردی ابو محمد بن یوسف نے انہوں نے کہا کہ میں نے ناصاصم بن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابو الحسن مسیی بن عیسیٰ دینوری سے وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سا ابو یعقوب یوسف بن یوسف بن حسین رازی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سا کہتے تھے کہ میں نے صحرہ بیت المقدس پر چند بڑیں لکھی ہوئی دیکھیں لہذا میں ایسے بندے کو لے کر آیا جوان کا ترجمہ کرنے کے تجھے بتادے اس پر جو کچھ لکھا ہوا تھا۔ کل عاص متوحش، ہر گناہ کرنے والا ذرتا ہے۔ و کل مطیع مستانس اور اطاعت کرنے والا، محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ وہ یہ ہے و کل خائف هارب۔ اور ہر ذر نے والا بھاگتا ہے۔ و کل راج طالب اور ہر امید کرنے والا طلب کرنے والا ہوتا ہے۔ و کل قانع غنی اور ہر قناعت کرنے والا غنی ہوتا ہے۔ و کل محبت ذلیل اور ہر عاشق ذلیل ہوتا (ہر محبت کرنے والا عاجز ہوتا ہے۔ ہر محبت کرنے والا کمزور ہوتا ہے) لہذا میں نے ان فقرتوں پر غور شروع کیا تو معلوم ہوا کہ یہ تو سارے کے سارے اصول ہیں۔ جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مخلوق کو اپنا عبد اور بندہ بنانا چاہتے ہیں۔

حضرت یکی بن معاذ رازیؑ کے اللہ محبت میں ڈوبے ہوئے اشعار:

۲۸۶.....ہمیں خردی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر عبد اللہ نے بن سیجی طلحی نے کوفہ میں ان کو ابو الحیرش احمد بن عیسیٰ کلابی نے انہوں نے کہا میں نے حضرت یکی بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ سے سا وہ یہ شعر کہتے تھے:

ان الملیک قد اصطفی خداما

من ددین مواطنین کراما

بیشک بادشاہ (حقیقی) نے کچھ ایسے خدام فتح کرنے ہیں جو محبت کرنے والے اطاعت کرنے والے بزرگ ہیں۔

رزقوا المحبة والخشوع لربهم

فتیٰ دموعهم تسح سجاما

(وہ ایسی خدام ہیں) جو اپنے رب کی محبت اور اس کے آگے عاجزی کرنے کی توفیق دے گئے آپ دیکھیں گے کہ ان کے آنسو مسلسل بہرہ رہے ہیں۔

یحیون لیلهم بطول صلاتهم

لا یستمون اذا لعلی ناما

اپنی بھی نمازوں کے ساتھ اپنی راگوں کو زندہ رکھتے ہیں جب بے فک لوگ سورہ ہے ہوتے ہیں۔ مگر نہیں تھکتے (لبے قیام سے)

قوم اذا رقد العيون رأيتهم

صفوا الشدة خوفه اقداما

وہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ساری آنکھیں سورہ ہیں آپ ان کو دیکھیں گے کہ وہ اللہ کے خوف کی شدت سے (عبادت کے لئے) صفائی ماند ہے چلے آتے ہیں۔

وتخالهم متى لطول سجودهم

يخشون من نار الله غراما

ان کے لبے لبے بحدوں کی وجہ سے آپ انہیں خیال کریں گے کہ وہ مر چکے ہیں (مرے نہیں بلکہ وہ) معبد حقیقی کی جہنم کے عذاب سے

ذرتے ہیں۔

شغفوا بحب الله طول حياتهم

فتحجباوا لوداده اثاما

زندگی بھر کے لئے اللہ کی محبت ان کے دلوں کی کہراں میں رچا بسا دی گئی ہے، لہذا وہ اسی کی محبت کے لئے گناہوں کی آلوگی سے انگ ہو کر صاف سترے ہو گئے ہیں۔

سری سقطی کا قول:

۳۸۸:.....ہمیں خبر دی ابوسعید ععیٰ نے ان کو ابوکبر محمد بن احمد بن محمد یعقوب منیر نے کہتے ہیں کہ میں نے جنید بن محمد سے شادہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے شادہ کہتے تھے حالانکہ میں نے اس کے ساتھ ایک دن محبت کے معاملے میں کچھ بات کی تھی چنانچہ اس نے اپنا تھا پنی کلائی پر مار اور اس کے چڑے کو کھینچا پھر فرمایا اللہ کی قسم اگر میں یہ کہوں کہ اس نے اس پر اللہ کی محبت میں ظلم کیا ہے تو میں سچا ہوں گا پھر اس پر یہوشی طاری ہو گئی پھر اس کا پچھہ روشن ہو گیا یہاں تک چاند کی طرح ہو گیا۔

سری سقطی کا ایک شعر:

۳۸۹:.....میں نے سا ابو عبد الرحمن سلمی سے کہتے تھے کہ میں نے سا ابو الفخر مومنی سے کہتے تھے کہ میں نے سا جعفر خلدي سے انہوں نے سا جنید بغدادی سے کہتے ہیں کہ کسی آدمی نے سری سقطی سے کہا آپ کیسے ہیں؟ پھر اس نے شعر کہا:

من لم يبتِ والحب حشو فواده

لم يدرِ كيف تفت الا كباد

جس شخص کی رات اس حالت میں نہیں گذرتی کہ اس کے دل کے اندر محبت بھر ہوئی ہو وہ یہ کیسے جانے کہ عاشقوں کے گلگیسے پہنچتے ہیں؟

سری سقطی کے اشعار:

۳۹۰:.....ہمیں خبر دی ابوعبدالله حافظ نے ان کو خبر دی جعفر بن محمد نے ان کو بات بتائی جنید بن محمد نے فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ سری سقطی نے میرے پاس ایک رقبہ بھیجا اور فرمایا کہ اس رقبہ کو حفاظت سے رکھنا (میں نے دیکھا تو) اس میں یہ اشعار لکھتے تھے:

ولما شکوت الحب قال كذبني

فمالى ارى الا عضاء منك كواسيا

جب بھی میں نے (درد) محبت کی شکایت کی اس نے کہا کتم نے مجھ سے جھوٹ بولا، اب میرے پاس (کوئی چارہ نہیں سوا اس کے کر) میں دیکھواعضا کو تیری محبت میں کھال کا لباس پہننے والا۔

فما الحب حتى يلخص الجلد بالخشى

ونذيل حتى لا تحيط المناديا

پس نہیں ہے محبت (اس وقت تک) جب تک کہ کھال آنون سے نہ لگ جائے اور تو گھل جائے یہاں تک کہ تو آواز دینے والے کا جواب بھی نہ دے سکے۔

ونحل حتى لا يقى لك الهوى

سيء بقلة تبكي بها او تنا جينا

اور گھل جاتو یہاں تک کہ تیری کوئی بھی خواہش باتی نہ رہے، سوائے آنکھ کے جس کے ساتھ تو وہ تے یا مناجات کر کے۔

(۳۹۰) الخرجة الفضيرى في الرسالة (ص ۱۲۶) من طريق الحبند. به.

حسن بن محمد ابن الحفريہ کا قول اور اشعار:

(۳۹۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن اسحاق نے ان کو ابو عثمان حناظ نے ان کو محمد بن شرکندی نے ان کو ابراہیم بن مسلم مرنی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ حسن بن محمد ابن الحفريہ نے جو شخص کسی محبوب سے محبت کرتا ہے تو اس سے بعض ذفرت نہیں کرتا۔ پھر شعر کہا:

تعصی الا الله وانت تظہر جہ

عار عليك اذا فعلت شیع

میبد عشقی کی تو نافرمانی کرتا ہے حالانکہ تو اس سے محبت کا اطہاری کرتا ہے یہ بات تیرے لئے باعث شرم ہے جب تو فصل قبیح کرتا ہے۔

لو كان حبك صادقاً لا لاعته

ان المحب لمن احب مطبع

اگر تیری محبت پچی ہوتی تو تو اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا۔ بے شک عاشق اپنے محبوب کا فرماں بردار ہوتا ہے۔

اور یہ بھی فرمایا:

ماضر من كانت الفردوس متزلاه

ما كان في العيش من بؤس واقتار

جس شخص کا مکانہ جنت الفردوس ہواں کو یہ بات کوئی نقصان نہیں دے سکتی کہ وہ نوی زندگی میں بخوبی جوک اور افلاس ہو۔

تراء يمشي حزيناً خالفاً شيعناً

الى المساجد يسعي بين اطمارات

(خواہ) آپ دیکھیں اس کو اس حال میں کہ خوف زدہ پریشان حال معموم چلا پھرتا ہے (تمام پریشانیوں کے باوجود) مساجد کی طرف دوڑتا ہے پرانے طمار میں۔

رابعہ بصیریہ کا قول:

(۳۹۲) ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے کہتے ہیں میں نے سا ابو نصر محمد بن محمد بن اسماعیل سے کہتے تھے میں نے سا ابو القاسم رازی واعظ سے کہتے تھے کہ میں نے ابو وجانہ سے وہ کہتے تھے کہ رابعہ بصیریہ پر جب محبت الہی کا غلبہ ہوتا یہ کہتی تھیں۔

تعصی الا الله وانت تظہر جہ

هذا محال في الفعال بدیع

میبد کی تو نافرمانی کرتا ہے اور تو اس کی محبت کا اطہار کرتا ہے یہ حال بے اور گھل و گھل کے اعتبار سے عجیب بات ہے۔

لو كان حبك صادقاً لا لاعته

ان المحب لمن احب مطبع

اگر تیری محبت پچی ہوتی تو تو ضرور اس کی اطاعت کرتا ہے شک محبت کرنے والا جس سے محبت کرتا اس کا مطبع ہوتا ہے۔

ایوب سختیانی کا قول:

۳۹۳: ... ہمیں خبر دی ابو ذر کریما بن ابو الحنفی نے ان کو محمد بن احمد بن محمد بن حماد قرشی نے ان کو ابو الحنفی اور ابی تمیم بن محمد بن جعفر طبری نے ان کو اپنے حافظ سے لکھ رہا تھا فرمایا کہ میں نے ساتھا محمد بن ہارون فقیر سے کہتے تھے کہ میں نے ساختیانی سے وہ کہتے تھے اسماعیل بن قاسم ابو القاسم کے قول کے ساتھ تمثیل پیش کرتے تھے۔

تعصی الا الله وانت تظہر حبه
هذا محال فی القياس بدیع
تو معبودکی نافرمانی کرتا ہے اور تو اس کی محبت کا اظہار کرتا ہے یہ محال ہے اور عقل میں عجیب ہے۔
لو كان حبک صادقاً لاطعنة
ان المحب لمن يحب مطبع
اگر تیری محبت صادق ہوتی تو اس کی اطاعت کرتا محبت اپنے محبوب کا فرمانبردار ہوتا ہے۔

ابو عمر بن سعید جرجانی کے اشعار:

۳۹۴: ... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے انہوں نے سا ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن عبد اللہ جرجانی واعظ سے کہتے ہیں کہ ہمیں نیک بندے ابو عمر بن سعید جرجانی نے اپنے اشعار میں اسے اشارہ کیا ہے۔

وحاجان فی قلبي محال کلامها
محبۃ فردوس و دار غرور
میرے دل میں بیک وقت دھبیتیں موجود ہو نامحال ہے (دو دھبیتیں) جنت الفردوس کی اور دھوک و اے کھر (یعنی دنیا) کی ہیں۔
و من برج مولاہ و بر جو جوارہ
یسابق فی الخبرات غیر فور
جو شخص اپنے مولیٰ کے ملنے کی اور اس کی مہماںگی کی امید کرتا ہے بغیر کسی رکنے کے مسلسل نیکیوں میں مسابقت کرتا ہے۔
و من صادق من بدعی حب ربہ
و امسی عن اللذات غیر صبور
اور جو شخص اپنے رب کی محبت کا ادعا (جھوٹا دعویٰ) کرتا ہے ہمیشہ لذات کے لئے بے صبر رہتا ہے۔
اویس نے اعن الدنیا و عن کل شہوہ.
و عن کل ما یودی بوصل سرور
یاد نیا کا سوال کرتے ہیں اور ہر شہوت و لذت طلب کرتے ہیں اعراض کرتے ہیں اس چیز سے جو مصل و سرور تک پہنچا دے۔

منذر بن جارود اور فرزدق کا واقعہ:

۳۹۵: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو محمد بن جمان ہیرنی نے مرد میں ان کو ابو بکر بن ابو الدین اثرشی نے ان کو عباس بن فرج نے ان کو صنمی نے سلام بن مسکین سے فرمایا کہ ما لک بن منذر بن جارود جمل میں گیا تو فرزدق شاعر بیٹھا تھا۔ منذر بن جارود نے اس سے کہا کہ کیا انہی تک تیرے لئے وہ وقت نہیں آیا کہ تو پاک دا سکن عورتوں کو برائی کی تھمت لگانے سے بازا آجائے؟ وہ کہہ رکا اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ مجھے میری

دونوں آنکھوں سے جن کے ساتھ میں دیکھتا ہوں زیادہ محبوب ہے کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ وہ مجھے عذاب دے گا۔
ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ کے محفل میں ایک شخص کارونا اور اہل مجلس کو بھی رلانا:

۳۹۶..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عبد اللہ محمد بن عباس عصی سے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو بکر بن ابو عثمان سے
وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ابو عثمان سے سفارماتے تھے کہ میری مجلس میں ایک ردمی اہل بغداد میں سے کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ ابو عثمان یہ
 بتائیے کہ بنده اپنے مولیٰ کی محبت میں کب سچا ہوتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ جس وقت بنہ اللہ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے سے خالی
 ہو جائے اس وقت اس کی محبت میں سچا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں اس نے اپنے سر میں مشی ذات لی اور حجج پیچ کرو نے لگا اور بولا کہ میں
 کیسے اللہ کی محبت کا دعویٰ کر سکتا ہوں جب کہ میں آنکھ جھپکنے کی دری بھی اللہ کے حکم کی خلاف ورزی سے خالی نہیں رہا کہتے ہیں، اس پر حضرت ابو
 عثمان اور اہل مجلس روپڑے۔ کہتے ہیں کہ ابو عثمان رو نے لگا اور اپنے رونے کے دوران کہا کہ یہ شخص اللہ کی محبت میں سچا ہے، مگر اللہ کے حق میں
 کوئا ہی کرنے والا ہے۔ امام تکمیلی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ بات جو ابو عثمان نے اس کے بارے میں فرمائی اس شخص کی محبت کی سچائی کی اگرچہ عملی
 زندگی میں اس میں کہتا ہی کرتا تھا۔ یہ بات کہنا اس شخص کے حق میں (بہت بڑے عالم کی) شہادت ہے۔

انسان جس سے محبت کرتا اسی کے ساتھ ہوگا:

۳۹۷..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمد دری نے ان کو محمد بن کناس نے
 ان کو اعمش نے ان کو شفیق نے ابو مونی سے انہوں نے کہا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ ایک آدمی قوم (مسلم) سے محبت کرتا ہے مگر بھی تک
 ان کے ساتھ لا حق نہیں ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ المرء مع من احباب آدمی اس کے ساتھ ہو گا جس سے محبت کرے۔
 بناری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے اعمش کی حدیث سے۔

اور اس سند میں یہ بھی کہا گیا ہے۔ کہ اعمش سے اس نے شفیق سے اس نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے اور دونوں نے اس کو بھی صحیح
 میں نقل کیا ہے۔

انسان جس سے محبت کرتا اسی کے ساتھ ہوگا:

۳۹۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ہمیں خردی ہے اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو زکریا ہن تھیں نے ان کو سفیان نے زہری
 سے اس نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں آدمی نے عرض کیا یا رسول اللہ قیامت کب ہو گی؟ آپ نے فرمایا تم نے اس کے لئے
 کیا تیار رکھی ہے؟ کچھ اس نے زیادہ بات نہیں کی لیں سبی کہا کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
 انت مع من احبابت۔

تو ان کے ساتھ ہو گا جن سے تو محبت کرتا ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں سفیان بن عیینہ کی روایت سے نقل کیا ہے۔

عبد اللہ خمار پر حذر اب جاری ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اس پر لعنت کرنے کو منع کرنا

۳۹۹..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس بن یعقوب نے ان کو محمد بن الحنفی صاغانی نے ان کو عبد اللہ بن صالح نے ان کو لیٹ

(۳۹۷)..... آخر جه البخاری (۷/۲۹۳۲) و مسلم (۲۰۳۲/۲) من طریق الأعمش عن شفیق، به۔

(۳۹۸)..... آخر جه مسلم (۲۰۳۲/۸) طریق سفیان بن عینہ عن الزہری، به۔

نے ان کو خالد بن زید نے ان کو سعید بن بلال نے زید بن اسلم سے ان کو ان کے باپ نے عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ سے ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جس کا نام عبد اللہ تھا اور لقب خمار تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچاتا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر شراب پینے کی حد جاری کی تھی۔ ایک دن لا یا گیا اسے کوڑے مارے گئے جماعت میں سے کچھ لوگوں نے کہا اللهم العنه اے اللہ تعالیٰ کواعظ فرمایا۔ کتنی زیادہ ہے اس کا عمل (شراب نوشی) جس میں اسے پکڑ کر پیش کیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لاتلعنه فو اللہ ماعلمت انه لیحب اللہ ورسوله.

اسے اعانت نہ کیجئے پس قسم ہے اللہی میں جو کچھ جانتا ہوں وہ یہ ہے کہ یہ اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا۔

بخاری نے صحیح میں اس کو روایت کیا ہے تیجی بن بکیر سے اس نے لیٹ سے۔

اور یہ روایت دراصل ابو عثمان کے قول کی تصدیق بن جاتی ہے پیچھے جو گذر رہے کہ انہوں نے مجھ میں روئے والے آدمی کے بارے کہا گیا کہ اللہ کی محبت میں سچا ہے اس کے حق میں کوتا ہی کرتا ہے۔ بے شک بیکریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مذکورہ واقعہ میں اس شخص کی شراب نوشی کے باوجود اس کو محبت کرنے والا قرار دیا ہے۔

اسلامی سزا میں تادیب کے لئے ہیں اور تطہیر کے لئے ہیں تحریر و تذلیل کے لئے نہیں ہیں
میں کہتا ہوں کہ بخاری کی مذکورہ روایت پر غور فرمائیے کہ حد شراب جاری ہو جانے کے بعد عبد اللہ پر اعانت کرنے سے منع فرمایا گیا جس سے یہ مسائل ثابت ہوتے ہیں۔

۱۔ یہ دلیل شرعی ہے اس بات کی حد جاری ہونے کے بعد انسان تطہیر کے عمل سے گذر جاتا ہے اس کے بعد اسے برائی کی اجازت نہیں ہے۔

۲۔ یہ کہ حد و شرعیہ کا مقصد انسانیت کی تحریر و تذلیل نہیں محروم کی صرف تادیب مقصود ہے لہذا یہ سزا میں وحشیان نہیں ہیں۔

۳۔ یہ کوہ شخص اس کے باوجود بدستور مون کو محبت اللہ و محبت رسول رہا تھا اس کا ایمان و اسلام ختم نہیں ہو گیا تھا۔

۴۔ شارع نایر السلام نے اسکو باوجود شراب نوشی کے محبت اللہ کے اور محبت رسول کا نام سے موسوم کیا۔ (از مترجم)

شیخ سنون کا قول:

۵۰۰: ... نہیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلیمانی نے کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر رازی سے سنا کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو علی حافظ سے کہتے تھے کہ شیخ سنون سے محبت کے بارے میں سوال کیا گیا۔ فرمایا کہ محبت صاف و خالص ہونا ذکر کے دوام کے ساتھ ہے۔

مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۵۰۱: ... ابو عبد الرحمن نے کہا کہ حضرت مالک ابن دینار رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اللہ کی محبت کی علامت ذکر اللہ پر مداومت کرنا ہے۔ اس لئے جو شخص کسی شخص کی شنی کو پسند کرتا اس کا تذکرہ زیادہ کرتا ہے۔

شیخ حلبی کا قول:

● شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بعض اہل علم نے کہا ہے کہ محبت کو لازم پڑتا ہے۔ اس لئے کہ جو شخص کسی شیئی سے محبت کرتا ہے اس کے ذکر کو لازم کر لینا ہے۔

● شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جس شخص نے محبت کی تعریف کی ہے یعنی محبت بمعنی لزوم، لازم پڑتا ہے۔ یہ اہل زبان کے قول کے مطابق و متوافق ہے۔ اس لئے کہ اہل زبان کہتے ہیں، احبابِ اجمل۔ اونٹ نے لازم کر لیا ہے یہ محاورہ اس وقت استعمال کرتے ہیں۔ اذ ابرک فلزم مکانے۔ جب اونٹ گھنٹے ڈال کر بیٹھ جائے اور اپنی جگہ کو لازم پکڑے۔

بعض فلسفیوں کا قول

۵۰۲: ...ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو خبر دی جعفر بن محمد بن نصیر نے ان کو ابوالعباس بن مسروق نے انہوں نے سری بن مفلس سے کہتے ہیں کہ میں نے بعض فلسفیوں کی کلام سے پڑھا تھا۔

شرمندگی پیش کیا ہے۔ اور اونٹ سے وہ شخص دور ہے گا۔ جس کا دل ذکر اللہ سے جدا نہیں ہوتا۔ سچا بندہ ہونے کے لئے اللہ کا داعی ذکر کافی ہے۔

ذوالنون مصری کا قول:

۵۰۳: ...ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو بکر حید سے کہتے تھے کہ میں نے سنا ہے اپنے دادا یعنی عباس بن حزہ سے کہتے تھے کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا کہتے تھے کہ:

عارف باللہ اپنے رب کے ساتھ مستغنى ہے لہذا اس سے کوئی بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اس کی لذت اللہ کا ذکر ہے اور کسی مالک کے دروازے پر سواری کی اونٹی کو بیٹھا دیا اور اس کے ساتھ اُنہیں پکڑتا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون مصری سے سنا وہ کہتے تھے۔ جو شخص اپنے رب کی معرفت حاصل کر لیتا ہے وہ عبدیت کا مزہ پالیتا ہے۔ اور ذکر و طاعت کی لذت کو پالیتا ہے۔ وہ اپنی مخلوق کے بدن کے بھی قریب تر ہوتا ہے ان کو ہدم اور غموم اور خطرات سے دور کر لیتا ہے۔

فصل: ذکر اللہ کی مدد اور مت کرنا

شیخ حلبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کو بھیش اور داعی طور پر کرنا۔ جس کے ضمن میں ہم نے محبت الہ کی علامات بھی بیان کی ہیں یہ مسئلہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان اور اس آیت میں آیا ہے۔

(۱) یا ایلہا الذین امنوا اذ کرو اللہ ذکر اکثیراً و سبحوه بکرۃ و احیلا۔ (اذ اذ ۲۳)

اے ایمان والویاد کرو اللہ تعالیٰ کو یاد کرنا زیادہ اور تسبیح و پاکیزگی بیان کرو اس کی صبح و شام۔

(۲) فاذکر و نبی اذکر کم۔ (البقرۃ ۱۵۷)

یاد کرو تم مجھ کو میں یاد رکھوں گا تمہیں۔

فرمایا کہ اس مسئلہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اور ان احوال کے بارے میں جن میں ذکر کرنا مستحب ہے۔ اور ذکر کرنے کی فضیلت کے بارے میں۔ اور ذکر کرنے پر ابھارنے کے لئے۔ کئی اخبار و احادیث ہیں۔ ان میں سے ایک وہ حدیث ہے جو ذکر کی کثرت کرنے پر ابھارنے کے بارے میں آئی ہے۔ چنانچہ انہوں نے ایسی حدیث بھی ذکر کی ہے جو کہ ثابت نہیں ہے۔ اس کے بعد (مندرجہ ذیل)

حدیث) ذکر فرمائی ہے۔

۵۰۳: جوئیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو زکر یا غیری نے ان کو ابو عبد اللہ بو شجی نے ان کو امیہ بن بسطام نے ان کو زید بن زریح نے ان کو وحی بن قاسم نے ان کو علاء نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک راستے پر جمل رہتے تھے، آپ ایک پہاڑ پر سے گذرے اسے جمد ان کہا جاتا تھا آپ نے فرمایا چلو پھر سیر کرو یہ پہاڑ جمد ان ہے پھر فرمایا کہ مفرد لوگ (اللہ کو ایک قرار دینے والے) سبقت کر گئے ہیں۔ آگے بڑھ گئے ہیں۔ اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفرد وون کون ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مردار یاد کرنے والی عورتیں۔ اس کو سلم نے صحیح میں امیہ بن بسطام سے روایت کیا ہے۔

۵۰۴: جوئیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو الحسین احمد بن عثمان مقری نے بغداد میں ان کو عباس بن محمد دوری نے ان کو ابو عامر عقدی نے ان کو علی بن مبارک نے ان کو سعیجی بن ابو کثیر نے ان کو عبد الرحمن بن یعقوب مولی الحرق نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مفرد وون سبقت کر گئے ہیں۔ میں نے پوچھا مفرد وون کون ہیں؟ فرمایا کہ وہ لوگ ہیں جو اللہ کے ذکر میں کثرت کرتے ہیں (ذکر میں مگر رہتے ہیں منہمک رہتے ہیں)۔

ذکر اللہ میں منہمک رہنے والے سبقت کر گئے ہیں

۵۰۵: جوئیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن محمد صحیح نے ان کو عبد اللہ بن شیر ویہ نے ان کو احراق بن راحویہ نے ان کو محمد بن بشر عبدی نے ان کو عمر بن راشد یہاںی نے ان کو سعیجی بن ابی کثیر نے۔ ان کو سلم نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا کہ چلو مفرد وون سبقت کر گئے ہیں۔ کہا گیا یا رسول اللہ مفرد وون کون ہیں؟ فرمایا اللہ کے ذکر کی کثرت کرنے والے ذکر کے دیزاد کر میں مگر رہنے والے ذکر اللہ ان سے ان کے ثقل اور بوجھ بلکہ کردے گا لہذا اقامت کے دن وہ ہلکہ چلکا ہیں گی۔

ذکر کی کثرت کرنے والوں کے گناہ کا بوجھ ذکر اتار دے گا

۵۰۶: جوئیں خبر دی ابو الحسین بن بشران۔ بغداد میں۔ ان کو سعیں بن صفوان نے ان کو ابو الدینیانے ان کو محمد بن زید عجلی نے ان کو محمد بن بشر نے پھر انہوں نے اس کی اسناد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ اسی مذکور کی مثل موالی اس کے کہ یہ کہا ہے۔ کہ وہ لوگ جو ذکر کے ساتھ کثرت کرتے ہیں ذکر ان سے ان کے بوجھ اتار دے گا۔ اور اس کا با بعد ذکر نہیں فرمایا اور یہی اسناد زیادہ صحیح ہے والدہ علم۔

جو شخص شب بیداری مال خرچ کرنا اور جہاد نہیں کر سکتا وہ ذکر کی کثرت کرے

۵۰۷: جوئیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ اور ابو صادق عطار نے دونوں کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو سعید اللہ بن موی نے ان کو اسرائیل نے ان کو سعیجی قلات نے ان کو مجاهد نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

(۵۰۳) ... آخر جه مسلم (۴۰۲۲/۳) عن امیہ بن بسطام العیشی

(۵۰۴) ... آخر جه الترمذی (۳۵۹۶) من طرق یحییٰ بن ابی ذکر، به وقال الترمذی: حسن غرب.

وآخر جه الحاکم (۳۹۲۳۹۵/۱) بنفس الاستاد وصححه ووافقه الذہبی.

(۵۰۵) ... آخر جه ابن عدی (۱۶۷۵/۵) من طریق عمر بن راشد البیمامی. بد ولکن عنده (ابوالدرداء) وبنفرد عن یحییٰ باحداد عداد وہو بالی الضعف اقرب منه بالی الصدق.

علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص تم میں سے رات کی عبادت کرنے سے اور اس کی مشقت اٹھانے سے قاصر ہے۔ اور مال خرچ کرنے سے بخیل ہے۔ اور دشمن کے ساتھ جہاد کرنے سے بزدل ہے اسے چاہئے کہ وہ اللہ کے ذکر کی کثرت کرے۔

ذکر کرنے والے کے ساتھ اللہ کی رحمت ہوتی ہے

۵۰۹: ہمیں خبر دی شیخ امام ابوالمطیب اہل بن محمد بن سلیمان نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن عبد الحکم نے ان کو سحاق بن بکر نے ان کو ان کے والد نے ان کو جعفر بن ربیعہ بن یزید دمشقی سے ان کو اسماعیل بن عبد اللہ مولیٰ بن مخدوم نے کہتے ہیں کہ میں یہی بی ام درواء رضی اللہ عنہ کے پاس گیا جب میں نے سلام کیا تو بیٹھ گیا کہ میں کریمہ بنت حجاج مزنیہ سے سافر میا کہ وہ بی بی ام درواء کی سیلی تھی کہتی تھیں کہ میں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے سماں کے گھر میں ام درواء کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کتنے تھے کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ساتھ اک اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اپنے بندے کے ساتھ ہوتا ہوں جب تک وہ میر ذکر کرتا رہتا ہے۔ اس کے دلوں ہونٹ میرے ذکر کے ساتھ تحرک ہوتے ہیں۔

۵۱۰: ہمیں خبر دی ابوعبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے سماں جابر سے ان کو میان کیا اسماعیل بن عبد اللہ نے کریمہ بنت حجاج مزنیہ نے وہ کہتی ہیں کہ ہمیں حدیث میان کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ان کے یعنی ام درواء کے گھر میں تھے وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سافر ماتے تھے کہ۔ تیرے رب نے فرمایا ہے۔

میں اپنے بندوں کے ساتھ ہوتا جب تک کہ وہ مجھے یاد کرتا ہے اور جب تک اس کے ہونٹ میرے ساتھ تحرک رہتے ہیں۔ اسی طرح بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسماعیل بن عبد اللہ سے اور روایت کیا ہے اس کو ازاگی نے اسماعیل سے انہوں نے ام درواء سے انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ معروف اور دوسری دفعہ موقف طریقہ سے اور دلوں کی روایت ازاگی کی روایت سے زیادہ صحیح ہے اور آنے والی روایت کا معنی و مفہوم بھی ذکر کیا ہے۔

قیامت کے دن اس ساعت پر افسوس ہو گا جو ذکر سے خالی گزاری تھی۔

۵۱۱: اس کی ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کو حسین بن علی حافظ نے ان کو سحاق بن ابراہیم بن یافیس نے مصر میں، ان کو یزید بن سنان نے ان کو عمر و بن حسین نے ان کو محمد بن علاش نے ابراہیم بن ابی عبلہ سے ان کو عمر بن عبد العزیز نے عدو نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ

(۵۰۸) آخر جه الطیرانی فی الکیر (۱۱/۸۲) من طریق ابی یحيی الفقایات و قال الهیشمی فی المجمع (۱۰/۷۸) آخر جه البزار و الطیرانی و فیه ابویحیی الفقایات وقد وفق وضعه الجمھور وبقیة رجال البزار رجال الصحيح.

(۵۰۹) قال الحافظ فی الفتح (۱۳/۵۰) آخر جه البیهقی فی الدلائل من طریق ربیعہ بن یزید الدمشقی۔ به و آخر جه احمد ایضاً و ابن ماجہ والحاکم من روایة الأوزاعی عن اسماعیل بن طریق عبد الرحمن عن ام الدرداء عن ابی هریرۃ ورواه ابن حبان فی صحیحہ من روایة الأوزاعی عن اسماعیل عن کریمة عن ابی هریرۃ۔ ورجح الحافظ طریق عبد الرحمن بن یزید بن جابر وربیعہ بن یزید وبحتمل أن يكون عبد اسماعیل عن کریمة وعن ام الدرداء معاً وهذا من الأحادیث التي علها البخاری ولم يحصلها فی موضوع آخر من كتابه۔

(۱۱) قال الهیشمی فی المجمع (۱۰/۸۰) ورواه الطیرانی فی الأوسط وفیه عمرو بن الحصین العقبی وہ متوفی وآخر جه ابونعیم فی الحلة (۱/۵) من طریق عمرو بن حصین۔ به و قال ابونعیم۔

غريب من حديث عمر بن عبد العزيز وإبراهيم تفرد به ابن علاء

عنهانہ و فرمائی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کوئی ساعت نہیں گذرتی ابن آدم پر حس میں اس نے اللہ کا ذکر کیا ہوا گا مگر اس ساعت پر قیامت کے دن افسوس کرے گا۔
اس سند میں ضعف ہے ہاں مگر اس کے حدیث معاذ سے شواہد ہیں۔

۵۱۲: ہمیں خبر دی ابو نصر بن قاتم نے ان کو ابو عمرو بن مطر نے ان کو حضرت بن محمد بن مستفاض فربابی نے ان کو سلیمان بن عبد الرحمن نے ان کو یزید بن تجھی ترشی نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جبیر بن نظیر نے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کہ اہل جنت کسی کشے پر حضرت و افسوس نہیں کریں گے مگر اسی ساعت پر حس میں انہوں نے اللہ کا ذکر نہیں کیا تھا۔

ذکر سے خالی ساعت پر افسوس کرنا

۵۱۳: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے ان کو عبد اللہ بن حضرت نے ان کو یعقوب بن سفیان نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
اہل جنت کسی ساعت پر حضرت و افسوس نہیں کریں گے مگر اس ساعت پر جوان پر ایسی گذری ہوگی جس میں انہوں نے ذکر اللہ نہ کیا ہوگا۔
یعقوب فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث محمود بن خالد نے سلیمان بن عبد الرحمن سے بیان کی ان کو یزید بن تجھی نے ابو خالد نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جبیر بن نظر نے لیعنی معاف سے۔

ذکر کے سوا ہر فال تو کلام بندے پر و بال ہوگا

۵۱۴: ہمیں خبر دی ابو علی دوزباری نے ان کو ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے ان کو عباس دوری نے ان کو محمد یزید بن حسین نے وہ فرماتے ہیں کہ ہم حضرت سفیان ثوری کے پاس مکہ میں ان کی بیمار پر کرنے کے لئے پہنچے ہمارے اوپر سعید بن حسان مخزوی بھی پہنچ گئے سفیان ثوری نے ان سے کہا وہ حدیث جو آپ نے مجھے امام صالح سے بیان کی تھی اس کو میرے سامنے ذرا ہر ایسے سعید نے ہاں کی (اور شروع ہو گئے) مجھے حدیث بیان کی ام صالح نے ان کو صرفیہ بعت شیبہ نے ان کو جبیر رضی اللہ عنہ نہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اور کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

اہن آدم کا ہر کلام اس کے اوپر و بال ہے اس کے لئے فائدہ مند نہیں ہے۔ سو اسے امر بالمعروف اور نبی عن المکر (اچھائی کی تلقین کرنے اور برائی سے روکنے کے) اور سو اسے اللہ کے ذکر کے۔

تیری زبان ہمیشہ ذکر اللہ سے تر رہے

۵۱۵: ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن حسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو عبد اللہ بن حضرت خوبی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابو

(۵۱۳) قال انهیسمی (۰/۱۰/۷۳) اخرجه الطبرانی و رجاله ثقات و فی شیخ الطبرانی محمد بن ابراہیم الصوری خلاف و عزاء السیوطی
فی الجامع الصغیر (۱۰۷۷) فیض للطبرانی والیہفی فی الشعب و رمزه السیوطی بالحسن و انظر الدیلمی (۵۲۲۹)

(۵۱۴) اخرجه الترمذی (۲۲۰۲) من طریق محمد بن یزید۔ به۔

وقال الترمذی حسن غریب لا تعرفه إلا من حدیث محمد بن یزید بن خسیس۔

(۵۱۵) اخرجه الترمذی (۲۳۲۹) من طریق معاویة بن صالح۔ به۔

صالح نے ان کو معاویہ بن صالح کو عمر و بن قیس کندی نے ان کو عبد اللہ بن بسر نے انہوں نے کہا کہ دودھ بھاتی آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت القدس میں حاضر ہوئے آپ سے کچھ پوچھنا چاہتے تھے۔ ایک نے کہا یا رسول اللہ کون سے لوگ بہتر ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ کوہ شخص جس کی عربی ہو جائے اور اس کے عمل نیک ہوں۔ دوسرا نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک اسلام کے احکامات تو بت ہیں میرے اور آپ مجھ کی ایسی بات کا حکم فرمائیے کہ جس کو میں مضبوطی سے کپڑوں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ترقی چاہئے۔

موت کے وقت زبان پر اللہ کا ذکر ہو

۵۱۶: ابو عبد اللہ حافظ نے ہمیں خبر دی ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو حمید بن داود قیسی نے ان کو یزید بن خالد نے ان کو عبد الرحمن بن ثابت بن ثوبان نے ان کو خبر دی ابو صالح بن ابوداہر غیری نے ان کو خبر دی میرے دادا حبیبی بن منصور نے ان کو محمد بن اساعیل اساعیل نے ان کو عبد الرحمن بن ابراہیم مشقی نے ان کو ولید بن مسلم نے ان کو بن ثوبان نے اپنے والد سے ان کو کھول نے ان کو جیر بن نصیر نے ان کو مالک بن يخامر نے ان کو معاذ بن جبل نے انہوں نے اس کو رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سأکہتے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا:

ای الاعمال احب الى الله

اللہ کے نزدیک کون سے اعمال پسندیدہ ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا۔ یہ کہ تم اس حال میں مرو کر تیری زبان اللہ کے ذکر کے ساتھ تر ہو (یعنی ذکر اللہ کرتے ہوئے موت آئے) دونوں کے الفاظ برابر ہیں۔ سو اس کے کہابو عبد اللہ نے کہا کہ حضرت معاذ بن جبل سے مردی ہے کہ میں نے سوال کیا۔

۵۱۷: ہمیں خبر دی ابوعلی روفزاری نے ان کو ابو بکر محمد بن ہمودیہ بن عباس بن سنان رازی نے ان کو ابو حاتم رازی نے بطور اماء کے ان کو قبیصہ بن عقبہ نے ان کو سفیان نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے طفیل بن ابی بن کعب سے اس نے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکتی کہ جب رات کی ایک تہائی گز جاتی آپ کھڑے ہو جاتے اور فرماتے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا قیامت نے اور موت سے ڈرانا

لوگو! اللہ کا ذکر کرو اللہ کو یاد کرو آگئی ہے کا اپنے والی نیجے آئے گی اس کو پیچھے آنے والی (قیامت) موت اپنی تمام ہلاکتوں کے ساتھ آگئی اور موت اپنی تمام مصیبتوں سمیت آگئی ہے۔

۵۱۸: ہمیں خبر دی ہے ابوعلی بن شاذان نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو محمد بن حمیس غزی نے ان کو بیکی بن سلیم طاہی نے ان کو اساعیل بن امیہ نے ان کو نافع نے ان کو ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہا

(۵۱۹) قال السندری فی الترغیب (۲/۵۹۳) رواه ابن أبي الدنيا والطبراني والبزار وابن حبان فی صحيحه من طریق مالک بن يخامر عن معاذ. به.

(۵۲۰) آخر جه الترمذی (۷/۲۵۵) والحاکم (۲/۱۳۵) من طریق قبیصہ. به.

وقال الترمذی حسن صحیح، وصحیح الحاکم ووافقة الذہبی

(۵۲۱) آخر جه الترمذی (۷/۴۳۳) وابن ماجہ (۰/۹۷۳) من طریق عبد اللہ بن سعید بن ابی هند. به.

میں تمہیں تمہارے اچھے اعمال کے بارے میں خبر نہ دوں جو تمہارے درجات کے اعتبار سے اعلیٰ وارفع ہوں۔ اور تمہارے لئے ان سے بہتر ہوں جن کو سوتا چاندی دیا گیا ہے۔ اور اس اعتبار سے بھی بہتر ہوں کہ اگر تم صبح صبح و نمن پر حملہ کرو اور تم ان کی گردیں ماریں؟ (یعنی جہاد کرو) لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں، یا رسول اللہ آپ نے فرمایا:

فاذکروا اللہ کثیراً
بس اللہ کے ذکر کی کثرت کرو۔

اچھے اعمال

۵۱۹: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے ان کو ابراہیم ابن حمزہ نے ان کو بغیرہ بن عبد الرحمن بن حارث مخزوی نے ان کو عبد اللہ بن سعید بن ابو یوسف نے ان کو زیاد بن ابو زیاد مولیٰ ابن عیاش نے ان کو ابو الحیری نے ان کو ابو درداء رضی اللہ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کیا میں تمہیں تمہارے اچھے اعمال کی خبر نہ دوں جو تمہارے مالک کے نزدیک زیادہ رضاوائے ہوں اور تمہارے درجات میں اعلیٰ وارفع ہوں۔ اور تمہارے لئے سونے چاندی کے عطا کرنے سے بہتر ہوں۔ اور اس سے بہتر ہوں کہ اگر تم اپنے دشمن سے مکرا جاؤ وہ تمہاری گردیں ماریں اور تم ان کی گردیں مارو؟ لوگوں نے عرض کی کیوں نہیں یا رسول اللہ آپ نے فرمایا کہ وہ اللہ کا ذکر ہے کہتے ہیں کہ وہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہا۔ نہیں عمل کرتا کوئی مرد ایسا عامل جو اس کے لئے اللہ کے عذاب سے زیادہ نجات دینے والا ہو اللہ کے ذکر سے ہم نے کتاب الدعوات میں کی بن ابراہیم کی روایت عبد اللہ بن سعید سے بطور سند عالیٰ کی روایت کی ہے۔ اور حدیث کا آخر ایک دوسرے طریق سے حضرت معاذ بن جبل سے مرفوعاً روایت ہے۔

ذکر اللہ اللہ کا محبوب عمل

۵۲۰: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدنيا نے ان کو ابراہیم بن راشد نے ان کو یعقوب بن محمد زہری نے ان کو محمد بن عامر بن خارج بن عبد اللہ بن سعد بن ابو واقع نے ان کو محمد بن عبد الملک بن زراؤه الفصاری نے ان کو ابو عبد الرحمن شامی نے ان کو عبد الرحمن بن غنم نے ان کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر حال میں ذکر اللہ کی کثرت کیا کرو اللہ کی بارگاہ میں دنیا و آخرت میں اللہ کے ذکر سے زیادہ کوئی عمل محبوب نہیں ہے اور نہ ہی بندے کے حق میں زیادہ نجات دینے والا ہے۔

امام تیہنی فرماتے ہیں۔ اسی مذکورہ حدیث کے مفہوم میں ایک دوسری ضعیف وجہ سے مرفوعاً (روایت آئی ہے)۔

۵۲۱: ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن قاسم بن احمد فارسی نے ان کو ابو العباس اسماعیل بن عبد اللہ بن مکیاں نے ان کو عبد ان جو ولیقی نے ان کو زید بن حریش نے ان کو محمد بن زبرقان نے ان کو مروان بن سالم نے ان کو احوص بن حکیم نے ان کو خالد بن معاذ نے ان کو عبد الرحمن بن غنم نے ان کو معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ کے ذکر کی کثرت کرو اس لئے اللہ کے ذکر سے زیادہ اللہ تعالیٰ کو کوئی ٹھیک محبوب نہیں ہے اور نہ ہی کوئی شیئی زیادہ نجات دینے والی ہے کوئی نیکی دنیا و آخرت میں اگر سارے لوگ اچھائی طور پر اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہو جائے جس کا حکم دیئے گئے ہیں تو ہم لوگ جہاد فی بیتل اللہ نہ کرتے۔

مروان بن سالم سے اس روایت میں تفرد ہے واللہ عالم اور اس کے علاوہ دوسروں نے یہ الفاظ زیادہ کئے ہیں کہ:

وَانِ الْجِهَادِ شَعْبَةُ مِنْ ذِكْرِ اللَّهِ
بَيْشَكْ جَهَادِي ذِكْرِ اللَّهِ كَا شَعْبَهُ ہے۔

شیخ حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس حدیث میں (ثبت ہے اس بات کا) کذکر سے مراد صرف ذکر بالسان نہیں ہے۔ لیکن ذکر سے مراد وہ ذکر ہے جو زبان اور قلب کا جامع ہو۔ اور ذکر بالقلب افضل ہے اسلئے کہ ذکر بالسان کسی شیخ سے رہنمی ہوتا۔ اور ذکر بالقلب رد کیا جاتا ہے طاعات میں کو تھیاں کرنے سے اور گناہوں اور برائیوں میں مسلسل گرتے رہنے سے۔

امام نسیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس حدیث کے علاوہ دیگر احادیث میں جو کچھ آیا ہے وہ اس مفہوم میں زیادہ واضح ہے۔

۵۲۲:.....ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس اسم نے ان کو محمد بن الحنفی نے ان کو عیاش نے ان کو سعید بن سنان نے ان کو علی بن عیاش نے ان کو سعید بن سنان نے ان کو ابوالزاہر یہ نے ان کو ابوشجرہ نے ان کا نام کیش بن مرہ ہے ان کو عبد اللہ بن عمر نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ فرمایا کرتے تھے۔ ہرشی کی قلمی اور صفائی ہوتی ہے پیشک دلوں کی قلمی ذکر اللہ ہے۔ اور ذکر اللہ سے بڑھ کر اور کوئی چیز عذاب الہی سے زیادہ نجات دینے والی نہیں ہے۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ جہاد فی سبیل اللہ بھی نہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں اگر چہ تو اوار مارتے مارتے تیری تکوار اللہ کی راہ میں نوث جائے۔ پھر بھی نہیں۔

۵۲۳:.....ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو حامد بلاں نے ان کو ابوالزاہر نے ان کو ابو عقيل نے ان کو عبد اللہ بن زینہ نے ان کو ربیعہ نے کہا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔ کہ بے شک ہرشی کا جلاء یعنی صفائی ہوتی ہے پیشک دلوں کی صفائی ذکر اللہ ہے۔

۵۲۴:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن علی بن عبد الحمید صنعاوی آدمی نے کہ میں ان کو الحنفی بن ابراہیم بن عباد نے ان کو عبد الرزاق نے۔ فرماتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن بالویہ نے ان کو عبد اللہ بن احمد بن حبیل نے ان کو ان کے والد نے ان کو عبد الرزاق نے ان کو سعیر نے ان کو ثابت نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

کسی ایک انسان پر قیامت قائم نہیں ہوگی جو کہ اللہ۔ اللہ۔ سلم نے ایک روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ بن حسید سے ان کو عبد الرزاق نے اور حماد بن سلم کی ایک روایت میں ہے ثابت سے اس حدیث میں کہ قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ دھرتی پر نہ کہا جائے اللہ۔ اللہ۔

۵۲۵:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو الحسن علی بن احمد بن قرقوب تمار نے شهر مدائن میں۔ ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو عفان نے حادسے۔ پھر اس نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔ اس کو سلم نے زہیر بن حرب سے اس نے عفان سے روایت کی ہے۔

۵۲۶:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے ان کو ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل نے ان کو سعید بن کیث نے اور اسخ بن فرج نے دلوں نے کہاں کو خبر دی ہے اس وہب نے ان کو عمر و بن حارث نے ان کو دراج ابو اسحاق نے ان کو ابو حیثم نے ان کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ کا ذکر اتنی کثرت سے کرو یہاں تک کہ لوگ کہیں دیوانہ ہے۔

(۵۲۲).....عزاء المثلوثی فی الترغیب (۳۹۲/۲) لابن ابی الدنیا والمصنف من روایۃ سعید بن سنان۔

(۵۲۳).....اخراجہ مسلم (۱/۱۳۱) عن عبد بن حمید عن عبد الرزاق۔ به۔

(۵۲۴).....اخراجہ مسلم (۱/۱۳۱) عن زہیر بن حرب عن عفان۔ به۔

(۵۲۵).....اخراجہ العاکم (۱/۳۹۹) واحمد (۳۹۹/۲) وابو علی وابن حسان کما فی الترغیب (۳۹۹/۲) من طریق دراج۔ به وصححہ العاکم۔

۵۲۷:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو اساعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابو توبہ نے ان کو ابن مبارک نے ان کو سعید بن زید نے عمر و بن مالک سے ان کو ابو الجوزاء نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا ذکر کثرت سے کر دیا ہاں تک کہ منافق یہ کہیں کتم دیکھاوا کرتے ہو۔ یہ حدیث مرسل ہے۔
شیخ حلیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ بعض وہ احادیث جو ذکر کی جا لس کو لازم پڑنے اور اہل ذکر کی صحبت اختیار کرنے کے بارے میں دار و مولیٰ ہیں۔ ان میں بعض حدیث کے متن ذکر ہیں۔

۵۲۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے دو تکمیلی احادیث میں۔ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ابو شعیب نے ان کو عمر مولیٰ غفرانے۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابو محمد حسن بن احمد بن ابراہیم بن فراس نے مکہ میں۔ ان کو ابو حفص عمر بن محمد مجھی نے ان کو علی بن عبد العزیز نے ان کو محمد بن مخلد حضری نے ان کو بشر بن مفضل نے ان کو عمر بن عبد اللہ مولیٰ غفرانے کہتے کہ میں نے سنایا۔ بہن خالد بن صفوان سے ان کو خبر دی جابر بن عبد اللہ النصاری نے فرماتے ہیں کہ جمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا لوگوں پر شک اللہ عزوجل کے لئے (سریا) گھونمنے والی جماعتیں ہیں فرشتوں میں سے تھرتی ہیں اور داخل ہوتی ہیں ذکر کی مخالف میں پس چرلیا کرو تم جنت کے باغوں میں۔ ہم نے عرض کیا رسول اللہ جنت کے باغ کہاں ہیں؟ فرمایا کہ وہ مخالف ذکر ہے صبح کیا کرو اور شام کیا کرو اللہ کے ذکر میں، اور یاد کیا کرو اس کو اپنے دلوں میں جو شخص چاہے یہ کہ جانے اس کا اللہ تعالیٰ کے ہاں کیا مقام ہے؟ اسے چاہئے کہ یہ دیکھے کہ اللہ تعالیٰ کا اس کے نزدیک کیا مقام ہے؟ اللہ تعالیٰ بندے کو اس مقام پر رکھتا ہے جس مقام پر وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے دل میں رکھتا ہے۔
امام ہنفی فرماتے ہیں کہ یہ الفاظ ابو عبد اللہ کی روایت کے ہیں اور ابو محمد کی روایت میں یہ الفاظ فرماتے ہیں۔

ذکر کی جا لس دھرتی پر۔ اور اس کا مرتبہ اللہ کے نزدیک

۵۲۹:.....ہمیں خبر دی ابو سعد سعید بن محمد شعیی نے ان کو خبر دی ابو الحسن علی بن ہارون سماحری نے بغداد میں ان کو خبر دی موی بن ہارون حال نے ان کو عبد اللہ بن عون ترازو نے ان کو ابو عینہ وحداد نے ان کو محمد بن ثابت نے کہتے ہیں میں نے سنائیں والدے وہ حضرت انس رضی اللہ عنہ بن مالک سے ذکر کرتے تھا انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
جس وقت تم جنت کے باغوں کے ساتھ گذر تو چرلیا کر۔ لوگوں نے سوال کیا رسول اللہ جنت کے باغ کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذکر کے حلقے اور مخالف۔ اسی طرح اس کو بغوی نے انہیں عون سے روایت کیا ہے۔

۵۳۰:.....اور ذکر کیا اس روایت کو جس کی ہمیں خبر دی استاذ ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یوس بن حبیب نے ان کو ابو داود طیلی کی نے ان کو شعبہ نے ابو الحسن نے ان کو اغرنے فرمایا کہ میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور ابو سعید رضی اللہ عنہ پر شہادت دیتا
(۵۲۷).....قال المنذری فی الترغیب (۳۹۹/۲) أخرجه الطبراني عن ابن عباس ورواه البیهقی عن أبي الجوزاء مرسلاً الحديث ضعفة المنذری.
(۵۲۸).....آخرجه ابن أبي الدنيا وأبو يعلى والبزار والطبراني والحاکم (۱/۳۹۲) والبیهقی وقال الحاکم صحيح الإسناد قال المنذری فی الترغیب (۳۰۵/۲) فی اسانیدهم کلها عمر مولیٰ غفرانہ وبقیة اسانیدهم ثقات مشهورون محقق بهم والحدث حسن والله أعلم.

(۵۲۹).....آخرجه الترمذی (۱۰/۳۵۱) من طریق محمد بن ثابت. بہ.

وقال الترمذی هذا حديث حسن غريب من هذا الوجه من حدیث ثابت عن انس.

(۵۳۰).....آخرجه مسلم (۲۰۷۲/۳) من طریق محمد بن جعفر عن شعبة. بہ.

ہوں ان دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر شہادت دی تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی جماعت بھی جب اللہ کا ذکر کرنے بیٹھتے ہیں اللہ کے فرشتے انہیں احاطہ کر لیتے ہیں اور اللہ کی رحمت انہیں دھانپ لیتی ہے اور ان پر سکینہ اور وقار نازل ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ ان کا ذکر ان فرشتوں کے سامنے فرماتے ہیں جو فرشتے اس کے پاس ہیں۔ اس روایت کو مسلم نے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے روایت کیا ہے۔

۵۳۱:..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدینیا نے الحنفی بن اسماعیل نے ان کو جیرینے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو کلیل بن عیسیٰ بن ابراہیم نے ان کو مسدود بن قطن نے ان کو عثمان بن ابن شیبہ نے ان کو جیرینے ان کو عمش نے ان کو ابو صالح نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ جیش اللہ تعالیٰ کے لئے کچھ اضافی عظمت والے فرشتے ہیں ہاتھوں سے لکھنے والے راستے میں گھونٹ پھرتے ہیں جوڑ کرنے والوں کو تلاش کرتے رہتے ہیں وہ جب کسی ایسی جماعت کو پالیتے ہیں جو اللہ عزوجل کا ذکر کر رہے ہوتے ہیں تو وہ پکارتے ہیں (اپنے دیگر ساتھیوں کو بھی) کہ ادھر اپنے حصوں کی طرف آجائے۔ فرمایا کہ پھر وہ اہل ذکر کو اپنے پروں سے گھیر لیتے ہیں آسان دنیا تک۔ فرمایا کہ۔ پھر اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ انہیں اچھی طرح جانتا ہے۔ کیا کہتے ہیں میرے بندے؟ فرمایا کہ وہ کہتے ہیں تیری شمع۔ تیری بکیر تیری تھیمد، تیری تجید کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے مجھے دیکھ رکھا ہے؟ فرمایا کہ وہ جواب دیتے ہیں کہ نہیں انہوں نے آپ کو نہیں دیکھا ہے اللہ کی قسم ہے۔ فرمایا کہ اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو وہ کہتے ہیں کہ اگر تیرے بندے مجھے دیکھ لیں تو پھر بہت زیادہ جنت ہوں گے عبادت کرنے میں اور تیری تھیمد اور شمع کرنے میں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ کیا مانگ رہے ہیں مجھے سے۔ فرشتے بتاتے ہیں کہ وہ تیری جنت کا تجھ سے سوال کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ انہوں نے جنت کو دیکھا ہے؟ فرشتے جواب دیتے ہیں نہیں انہوں نے جنت کو اللہ کی قسم ہے نہیں دیکھا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ جنت کو دیکھ لیتے تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔ اگر وہ دیکھ لیتے تو جنت کا زیادہ حرص کرنے اور جنت کو زیادہ طلب کرتے۔ اور اس میں بہت بڑی رغبت کرتے۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ وہ لوگ کس چیز سے پناہ مانگ رہے ہے تھے؟ وہ کہتے ہیں کہ وہ جہنم سے پناہ مانگ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں کہ کیا انہوں نے اسے دیکھا ہے۔ فرشتے کہتے ہیں نہیں انہوں نے جہنم کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو۔ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ اگر وہ اسے دیکھ لیتے تو بڑی شدت کے ساتھ اس سے بھاگتے اور بڑی شدت کے ساتھ اس سے ڈر رہے اب اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں آپ لوگوں کو گواہ کرتا ہوں کہ بے شک میں نہ انہیں بخشن دیا ہے چنانچہ فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے اے اللہ ان لوگوں میں فلاں آدمی بھی ہے جو ان میں سے نہیں وہ کسی ضرورت کے لئے آیا تھا (اور ان میں بیٹھ گیا تھا) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ ایسے اہل محفل ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

یہ الفاظ میں ابو عبد اللہ کی روایت کے سوا نے اس کے کہ اس کی روایت سے یہ الفاظ ساقط ہو گئے تھے (بس اب تو پوچھتا ہے کہ کس چیز سے وہ پناہ مانگتے ہیں؟ فرمایا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ جہنم سے۔ اور ابن بشران کی روایت میں بھی وہی ہے۔ اور بخاری نے اس کو صحیح میں قبیر سے انہوں نے جریز سے اس کو روایت کیا ہے۔

اور ہم نے اس کو کتاب الدعوات میں وصیب کی روایت میں سہیل بن ابی صالح سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا ہے۔ اور اس میں یہ بات زیادہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ کہ میں نے انہیں پناہ دی ہے جس چیز سے وہ پناہ مانگ رہے

(۵۳۱)..... آخر جه البخاری (۸/۱۰۸.۱۰۷) عن فضیہ بن سعید عن جریز. بد.

وآخر جه مسلم (۳۰۶۹/۳) من طريق بهز عن وهب بن سهیل. بد.

ہیں۔ اور میں نے انہیں عطا کر دیا ہے جو کچھ انہوں نے مانگا ہے۔ اور اسی طریق سے مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ اور بعض ان روایات میں سے ہے کہ۔ فرشتے کہتے ہیں۔ اتنے پورا دگار ان میں فلاں گنہگار بندہ بھی ہے۔ جو کہ ان کے قریب سے گذر رہا تھا ان کے پاس بیٹھ گیا تھا۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس کو بھی میں نے بخش دیا ہے۔ یا ایسے لوگ ہیں کہ ان کے ساتھ بیٹھنے والا بھی محروم نہیں کیا جاتا۔

۵۳۲:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد محمد بن یعقوب نے ان کو تیجی بن محمد بن تیجی نے ان کو مسد نے ان کو مر جوم بن عبد العزیز عطار نے ان کو ابو عمارہ سعدی نے ان کو ابو عثمان نے ان کو حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نکلے مسجد میں ایک حلقة کی طرف۔ اور فرمایا کہ آپ لوگ کس غرض سے بیٹھے ہیں۔ بولے ہم اللہ کا ذکر کرنے کے لئے بیٹھے ہیں۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا واقعی تم اسی مقصد کے لئے بیٹھے ہو؟ بولے اللہ کی قسم ہم صرف اس غرض کے لئے بیٹھے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قسم دی ہے وہ کسی تہمت یا بدگمانی کی بنا پر نہیں تھی۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے میں میراثارکم روایت کرنے والوں میں سے مجھ سے کم کوئی روایت نہیں کرتا۔ بے شک نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ایک حلقة کی طرف نکلے اور پوچھا کہ۔ کس چیز نے تمہیں بیٹھایا ہے، بولے ہم اس لئے بیٹھے ہیں کہ ہم اللہ عز وجل کا ذکر میں اس کی حمد کریں اس نعمت پر کہ اس نے ہمیں اسلام کی ہدایت دی اور ہمارے اوپر آپ کو رسول بنا کر سیجنی کا احسان فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا واقعی تمہیں صرف اسی غرض نے یہاں بیٹھایا ہے بولے اللہ کی قسم صرف اسی مقصد نے ہمیں یہاں بیٹھایا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سنو میں نے تمہیں یہ قسم کی تہمت یا شک کی بنا پر نہیں دی لیکن میرے پاس جراحتیں آیا ہے اور اس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں کے سامنے تہدارے ساتھ فخر فرمادے ہیں۔ اس کو مسلم نے صحیح میں ابو بکر بن ابو شیبہ سے اس نے مر جوم سے روایت کیا ہے۔

۵۳۳:.....ہمیں خبر دی ابو حامد احمد بن ابی خلف صوفی اس فراہمی نے ان کو ابو بکر محمد بن یزداد بن مسعود نے ان کو محمد بن ایوب رازی نے ان کو مسلم بن ابراہیم نے ان کو شداد بن سعید ابو طلحہ رابی نے ان کو ابوالوارث جابر بن عمرہ نے ان کو عبد اللہ بن مغفل نے اس کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرماتے ہیں۔

کوئی جماعت جب کسی محفل میں جمع ہوتی ہے پھر وہ اللہ کا ذکر کے بغیر مجلس برخاست کر لیتے ہیں قیامت کے دن یہ مجلس ان پر حسرت و انسوں کا سبب ہوگی۔

۵۳۴:.....اور اسی اسناد کے ساتھ عبد اللہ بن مغفل سے مروی ہے کہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کوئی قوم یا جماعت جب اللہ کا ذکر کرنے کے لئے جمع ہوتے ہیں تو آسمان سے اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے انہوں نے بخش دیا گیا ہے اور تمہاری خطائیں نیکوں نیں بدل دی گئیں۔

۵۳۵:.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد مدینی نے ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو احمد بن عیسیٰ نے ان کو وہب نے ان کو عمرہ بن حارث نے ان کو دراج نے ان کو ابو یحییٰ نے ان کو ابو سعید نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا۔ رب تعالیٰ فرمائیں گے قیامت کے دن عنقریب اہل قیامت جان لیں گے کہ اہل کرم کون ہیں؟ پوچھا گیا کہ اہل کرم کون ہیں؟ اے اللہ کے

(۵۳۲) آخر جه مسلم (۲۰۷۵/۳) عن ابی بکر بن ابی شیبہ عن مر جوم۔ به۔

(۵۳۳) قال الہیشمی فی المجمع (۸۰/۱۰) رواہ الطبرانی فی الأوسط والکبیر ورجالہم رجال الصحيح۔

(۵۳۴) آخر جه احمد (۶/۳) من طریق ابن لهيعة عن دراج۔ به۔

رسول۔ فرمایا کہ مساجد میں ذکر کی جائیں۔

شیخ طیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ۔ اس سلسلہ کی بعض احادیث وہ ہیں جو گھر کی آبادی کے ذکر کے ساتھ آئی ہیں یعنی اللہ کے ذکر کے ساتھ گھر کی آبادی وہا۔ پھر شیخ نے مندرجہ ذیل حدیث ذکر فرمائی ہے۔

(۵۳۶)..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے ان کو ابواسامة نے ان کو برید بن عبد اللہ نے ان کو ان کے واو ابو بروہ نے ان کو حضرت ابو موئی نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا۔ اپنے فرمایا کہ اس گھر کی مثل جس میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے اور اس کی مثل جس میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا مثال زندہ اور مردہ کی ہے بخاری اور مسلم نے اس کو صحیح میں محمد بن علاء سے اس نے ابواسامة سے روایت کیا ہے۔

ذکر کرنے والے پر پہاڑ خوش ہوتے ہیں

(۵۳۷)..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو محمد بن یعقوب شیبانی نے ان کو محمد بن عبد الوہاب نے ان کو جعفر بن عون سے ان کو ابو اعمیش نے ان کو عون نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ کہ ایک پہاڑ در سے پہاڑ کو آواز دیتا ہے اس کے نام کے ساتھ اے فلا نے کیا آج تیرے ساتھ کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گذر رہے۔ یہ اللہ کے ذکر سے خوشی کا اظہار کرنے کے لئے کہتا ہے۔

(۵۳۸)..... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو بکر محمد بن حسن قطانی نے ان کو احمد بن یوسف سلمی نے ان کو عبد اللہ بن موئی نے ان کو سر نے عبد اللہ بن واصل سے اس نے عون سے کہتے ہیں کہ عبد اللہ نے فرمایا کہ ایک پہاڑ کو آواز دے کر کہتا ہے اے فلا نے کیا تیرے پاس آج کوئی اللہ کا ذکر کرنے والا گذر رہے وہ کہتا ہے جی ہاں خوش ہو جاتا ہے پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت:

لقد جنتم شيئاً ادا، تکاد السموات يتضطرن منه ونشق الارض وتحرج العجال هدا (مریم: ۱۹۰)

البت تحقیق لائے ہو تم لوگ جھوٹی شے جس سے قریب ہے کہ سماں پھٹ پڑیں اور زمین چڑ جائے اور پہاڑ گر پڑیں کیا جھوٹ کو سنتے ہیں اور خیر کو نہیں سنتے؟

ذکر کے بغیر انسان شیطان سے نجات نہیں پاسکتا

ذکر کے فوائد کے بعض وہ احادیث ہیں جن میں شیطان سے بچنے کا ذکر ہے۔ روایت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت میکی بن زکریا علیہ السلام کی طرف وہی بھی۔ پانچ کلمات کے ساتھ کہ ان کے ساتھ کہ ان کے ساتھ عمل کرے اور بنی اسرائیل کو حکم دے کر وہ بھی ان کے ساتھ عمل کریں پھر انہوں نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ فرمایا میں تمہیں حکم دیتا ہوں کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنے کا اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی آدمی کو تیزی کے ساتھ پیچھے سے اس کا دشمن تلاش کر رہا ہو اور وہ کسی مضبوط قلعے میں پناہ لے کر اپنے آپ کو محفوظ کر لے۔ اسی طرح بندہ دو من شیطان سے نجات نہیں پاسکتا ذکر کے ساتھ۔

(۵۳۹)..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن فورک نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن جبیب نے ان کو داؤد نے ان کو ابان بن زیند نے ان

(۵۳۶)..... اخرجه البخاری (۱/۱۱۰ فتح) و مسلم (۵۳۹/۱) عن محمد بن العلاء عن أبي اسامه. به.

(۵۳۷)..... اخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۳۲/۳) من طريق مسعود عن عون بن عبد الله ولم يذكر عبد الله بن مسعود.

(۵۳۸)..... اخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۳۲/۳) من طريق مسعود عن عون بن عبد الله ولم يذكر عبد الله بن مسعود.

کو بھی بن ابوکثیر نے ان کو زید بن سلام نے ان کو حارث اشعری نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ پھر انکو وہ حدیث کو ذکر کیا ہے اور تم نے اس طویل روایت کو کتاب الدعوات میں اس کے اصول سمیت روایت کیا ہے۔

۵۲۰..... اور شیخ حلیمی نے وہ حدیث بھی ذکر کی ہے جس کی تہیں ابو الحسن علی بن محمد نقیری نے خبر دی ہے ان کو حسن بن محمد بن الحنف نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو محمد بن ابی بکر نے ان کو عدی بن ابو علی نے ان کو زیادہ نیزی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شیطان نے اپنی تھوڑی این آدم کے قلب پر رکھی ہوئی ہے جب وہ ذکر کرتا ہے تو وہ چھپے کوچھپ جاتا ہے اور جب وہ بھول جاتا ہے تو اس کی دل کو وہ لقہ بنالیتا ہے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اسی سلسلہ کی وہ احادیث بھی ہیں جس میں یہ ضمنون آیا ہے کہ جس مجلس میں اللہ کا ذکر کرنے والوں میں محفوظ ہوا محفوظ سے الگ ہو جاتا چاہئے۔ لہذا انہوں نے اس حدیث کا متن ذکر کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہے۔

غیر ذکر کی محفوظ مردار خوروں جیسی ہے

۵۲۱..... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو رشیح بن سليمان نے ان کو عبد اللہ بن وہب نے ان کو سليمان بن بالا نے ان کو سہیل بن ابی صالح نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جلوگ کی مجلس میں بیٹھتے ہیں پھر اس مجلس سے انھوں نے فرماتے ہیں مگر اللہ کا ذکر کرنیں کرتے اسی محفوظ میں وہ ایسی ہوتے ہیں جیسے کہ مرے ہوئے گدھے کی لاش سے (کھا کھا کر) انھوں نے ہیں اور وہ محفوظ قیامت کے دن ان پر حسرت و افسوس ہوگی۔ اس کو اعمش نے ابو صالح سے روایت کیا ہے۔

بغیر ذکر کی محفوظ باعث افسوس ہوگی

۵۲۲..... جیسے کہ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو عبد اللہ بن ابی الدین نے ان کو خلف بن بشام نے ان کو عبیر بن قاسم نے ان کو ابو صالح نے فرماتے ہیں جلوگ کی محفوظ میں بیٹھتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے سے قبل مجلس سے انھوں نے فرماتے ہیں، وہ مجلس ان پر حسرت و افسوس ہوگی۔

شیخ حلیمی نے فرمایا کہ اس سلسلہ کی وہ احادیث بھی ہیں جن میں ہر لینے میں ذکر کرتا اور چلنے میں ذکر کرتا اور ہر پھر کے پاس اور ہر درخت کے پاس اور جسمون پر ذکر کرنا نہ کوئے۔

۵۲۳..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے ان کو عبد صفار نے ان کو ابو مسلم نے ان کو ابو عاصم نے ان کو ابن عجلان نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص لیٹتا ہے اور لینے ہوئے اللہ کا ذکر کرنیں کرتا۔ اس پر قیامت کے دن ہلاکت ہوگی۔ اور جو شخص کس محفوظ میں بیٹھتا ہے مگر اس میں وہ اللہ کا ذکر کرنیں کرتا مگر قیامت کے دن اس پر وبا ہوگا۔ اور جو شخص کسی چلنے کی جگہ پر چلتا ہے اور اللہ کا ذکر کرنیں کرتا اس پر وبا ہوگا قیامت کے دن۔

(۵۲۹) اخرجه الحاکم (۱/۱، ۲۲۱، ۲۲۲) من طریق ابی داود۔ وہ وصحیح الحاکم و وافقہ الذہبی۔

(۵۲۰) قال الہیشمی فی المجمع (۷/۱۳۹) رواه أبو علی وفیہ عدی بن ابی عمارة وہ ضعیف۔

(۵۲۱) اخرجه احمد (۵۲۷/۲) من طریق سہیل۔ به

(۵۲۲) اخرجه ابی داود (۳۸۵۶) من طریق محمد بن عجلان۔ به۔

۵۲۴:ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان واجہہ بن جبید صفار نے ان کو حسن بن سبل نے ان کو ابو عاصم نے ان کو ابن عثیان نے
عاصم نہیں جانتا کہ اس کے والد سے اس نے روایت کی تھی معتبریت سے اس نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہنے فرمایا۔
جو شخص کسی لیٹھے کی جگہ پر لینا مگر اس نے اس میں اللہ کا ذکر نہیں کیا قیامت کے دن اس پر باعثِ حجرا بہت ہوگی اور جو شخص کسی بیٹھنے کے مقام پر
بیٹھا مگر اس میں اس نے اللہ کا ذکر نہیں کیا مگر قیامت کے دن وہ نہ سوت اس پر پریشانی کا باعث ہوگی۔
اس کو سمیت بن سعد نے روایت کیا ہے۔

۵۲۵:ہمیں خبر دی ہے ابو حسن بن عبدان نے ان کو احمد بن جبید صفار نے ان کو علی بن کلبر نے ان کو ایس نے
ان کو محمد بن عثیان نے ان کو سعید مقری نے ان وحضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ نے فرمایا۔
جو شخص کسی مجلس میں بیٹھتا ہے جہاں پر اللہ کا ذکر نہیں کرتا وہ محفل قیامت میں اس پر و بال ہوئی جو شخص کسی کھڑا ہوتا ہے
جہاں اس نے اللہ کو یاد نہیں کیا مگر اللہ کی طرف سے اس پر و بال ہوگا اور جو شخص کسی لیٹھے کی جگہ پر لینا اور و بال اللہ کا ذکر نہیں کیا وہ ایتنا اس پر و بال
ہوگا اللہ کی طرف سے۔

۵۲۶:ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیر نے ان کو حاجب بن احمد بن سفیان نے ان کو ابو عبدالرحمٰن مروزی نے ان کو ابن مبارک نے ان کو ابن الی
ذبب نے ان کو سعید مقری نے ان کو ابو الحسن مولیٰ عبد اللہ بن حارث نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا کہ نہیں بیٹھنے لوگ کسی محفل میں جہاں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر ان پر و بال ہوتا ہے اور نہیں چلتے لوگ کسی راستے پر جہاں وہ اللہ کو یاد نہیں
کرتے مگر ان پر وہ غفلت و بال ہوتی ہے۔

اسی طرح روایت کیا ہے اس کو عثمان بن عمر نے ابن الی ذبب سے زیادہ مکمل اس سے، متن کے اعتبار سے۔
۵۲۷:ہمیں خبر دی ابو سعید ابن الی عزونے ان کو ابو العباس رضی اللہ عنہ نے ان کو احمد بن عبد الحمید نے ان کو ابو اسامہ نے ان کو اسامہ نے
ان کو سعید مقری نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور مرض
کرنے والا کہ میں نے غذا کا ارادہ کیا ہے آپ نے اسے فرمایا میں تجھے اللہ سے ذر نے کی وصیت کرتا ہوں اور ہر اونچائی پر تسبیر کہنے کی (ہر بڑھے حالی
پر) جب وہ شخص میں کر جانے لگا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا فرمائی۔

اللهم ازو لہ الارض وهو ن علیہ السفر

اے اللہ اس کے لئے زمین کو سمیت دے اور سکریدے اور اس پر سخا مان کرو۔

۵۲۸:ہمیں خبر دی ابو النصر بن قادہ نے ان کو ابو الغضل بن حمیر ویہ نے ان کو احمد بن نجده نے ان کو منصور نے ان کو دوید، بن الی ذور نے ان کو
عبد الملک بن عیمر نے ایک آدمی سے ان کو حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو نہیں کی طرف (عامل)،
کر بھجا اور اسے فرمایا۔ اللہ کی عبادت کرتے رہنا اس کے ساتھ کسی ششی کو شریک نہ رہنا اور نہ اللہ کے لئے رہنا یا اسے جیسا کہ آپ اسے: نبی
رہے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنا (اللہ کو یاد کرنا) بہ جھر اور بہ شجر کے پاس۔ اگر آپ خلوت میں کوئی گزہ کر بیٹھیں تو فوراً اس کے چیختے خلوت میں تی وی

(۵۲۹) ... اخرجه احمد (۳۲۲/۲) من طریق یحییٰ بن الی ذنب۔
(۵۳۰) ... اخرجه ابن ماجہ (۲۷۷۱)، واحمد (۳۲۵/۲) والحاکم فی المستدرک (۱: ۳۲۵/۲، ۹۸/۲) من طریق اسامة بن رید به
وصححه الحاکم ووافقه النہی۔
(۵۳۱) ... حدیث الی رذیں اخرجه أبو نعیم فی الحلیة (۱/ ۳۶۶)

نیکی کریں۔ اور اگر آپ خلوت میں اور ظاہراً کوئی گناہ کر بیٹھیں تو اس کے پیچھے ظاہراً اعلانیہ کوئی نیکی کریں۔ اللہ کی نافرمانی سے بچیں اور اپنے آپ کو مظلوم کی بد دعا سے بچائیں۔ راوی نے آگے پوری حدیث ذکر کی ہے۔

خلوت میں کثرت سے ذکر کرنا

شیخ علی بن رحمة اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس مسلم میں سے ذکری الخلوت ہے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو روزین سے فرمایا تھا۔ اسے ابو روزین جب تو علیحدہ ہو، خلوت میں ہو تو کثرت سے اللہ کاذک کر۔

ذکر قلبی

امام تیقینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔ غالب یہ ہے (زیادہ تر یہ سمجھ میں آتا ہے کہ) اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکر قلبی ہے اس لئے تاکہ اس کی برکت سے اس سے خلوت میں گناہ نہ ہو سکے جس طرح کا گناہ وہ سب کے سامنے نہیں کر سکتا۔ نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مردی ہے۔ کہ سات قسم کے لوگ ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنی خاص رحمت کے سامنے تلے ان کو جگد دیں گے جس دن کوئی سایہ نہیں ہو گا سوائے اس کے سامنے رحمت کے۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ مفہوم ہے۔ وہ آدمی جو خلوت میں اللہ کو یاد کر کے روپ میں آتے ہے اور اس کی آنکھیں بنتے لگتی ہیں۔

سات خوش قسمت انسان جو قیامت میں عرش الٰہی کے سامنے تلے ہوں گے

۵۲۹.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ ان کو علی بن عیینی نے ان کو عمر بن بن عویش نے ان کو محمد بن زید نے۔ ان کو عبد اللہ بن عمرو نے ان کو ان کے ماموں خیب نے ان کو ان کے دادا حفص بن عاصم نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات شخص ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اپنے سامنے میں سامنے تلے جگد دیں گے:

- ①.....عادل بادشاہ۔
 - ②.....وہ نوجوان جو اللہ کی عبادت میں پیدا ہوا پر ورش پائی۔
 - ③.....وہ آدمی جس کا دل مسجد سے لاکا ہوا ہے۔
 - ④.....وہ دو آدمی جو اللہ کی رضا کے لئے ملتے ہیں اور اللہ کی رضا کے لئے ایک دوسرا سے جدا ہوتے ہیں۔
 - ⑤.....وہ آدمی جو اللہ کاذک کرتا ہے خلوت اختیار کرنے والا یاد کو غیر اللہ کی محبت سے خالی کرنے والا۔ پھر اس کی آنکھیں بہنگتی ہیں۔
 - ⑥.....وہ آدمی جس کو کوئی عورت جو صاحب حسب نسب بھی ہے اور حسن و جمال بھی، اس کو گناہ کے لئے بلا تی ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔
 - ⑦.....اور وہ آدمی جو کوئی صدقہ خیرات کرتا ہے اور اس کو اتنی چھپاتا ہے کہ اس کے باہمیں ہاتھ کو بھی پہنچیں چلا کہ اس کے دامیں ہاتھ نے کیا پچھوڑی کیا ہے۔
- بخاری و مسلم نے اس کو صحیح میں کئی طریقوں سے نقل کیا ہے حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے۔

خلوت میں ذکر کرنایا جماعت میں ذکر کرنا

شیخ علیؒ فرماتے ہیں کہ اس سلسلہ میں جماعت میں ذکر کرنا۔

۵۵۰: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو حضرت بن علی شیعیانی نے ان کو ابراہیم بن الحنف زہری نے ان کو محمد بن عبید نے ان کو اعمش نے کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو العباس بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو بومعاویہ نے ان کو اعمش نے ان کو ابو صالح نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میں اپنے بندے کے میرے ساتھ کئے جانے والے مگان کے پاس ہوں۔ اور میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں جب وہ مجھے یاد کرتا ہے اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اسے جماعت میں یاد کرتا ہوں۔ ایسی جماعت میں جو اس کی جماعت سے بہتر ہوتی ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا۔
اس حدیث کو بخاری و مسلم نے صحیح میں ابو معاویہ کی روایت سے نقل کیا ہے اور معاویہ کے علاوہ بھی۔

۵۵۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے ان کو علی بن عاصم نے ان کو عبد اللہ بن عثمان بن خشم نے ان کو سعید بن جبیر نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میرا بندہ جب مجھے یاد کرتا ہے خلوت میں، میں بھی اسے خلوت میں یاد کرتا ہوں اور جب وہ مجھے جماعت میں یاد کرتا ہے مجھ میں یاد کرتا ہے تو میں اس سے بہتر جماعت میں اسے یاد کرتا ہوں اور زیادہ بڑی جماعت میں کرتا ہوں۔

ذکر خفی

(شیخ علیؒ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا) ذکر کی بحث میں ایک ذکر خفی ہے (آہستہ آہستہ ذکر کرنا) اور وہ دو قسم ہے۔

اول: ذکر فی النفس۔ دل میں ذکر کرنا۔ (اس کا ثبوت کتاب اللہ کی واضح آیت یعنی نص صریح میں موجود ہے مترجم)۔

واذ كر ربك في نفسك تضرعا و خففة. (الاعراف ۲۰۵)

ذکر سمجھے۔ یاد کیجئے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کو اپنے دل میں عاجزی کرتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے۔

دوم: ذکر باللسان۔ جس کے ساتھ زبان گھومنے مگر دوسرا انسان نہ سن سکے صرف ذکر کرنے والا خود ہی سن سکے۔ اس کا اثبات حدیث میں ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خیر الذکر الخفی و خیر الرزق ما يکفى

بہترین ذکر وہ ہے جو خفی اور آہستہ ہو اور بہترین رزق وہ ہے جو کافیت کرے پو را ہو جائے۔

۵۵۲: ہمیں خبر دی ہے محمد بن مجدد حافظ نے۔ ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن کرم نے ان کو عثمان بن عمر نے ان کو اسامہ بن زید نے ان کو سعد بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ بہترین ذکر خفی ہے اور بہترین رزق وہ ہے جو بقدر ضرورت ہو۔ (یعنی کافی ہو جائے)۔

(۵۵۰) آخر جه مسلم (۲۰۶۸/۳) عن أبي معاوية عن الأعمش، (۲۰۶۱/۳) من طريق جوير عن الأعمش

(۵۵۱) عزاه في الكثر للبيهقي في الشعب

(۵۵۲) آخر جه احمد (۱۸۰ و ۱۸۷) من طريق أسماء به.

حضرت وکیع نے کہا کہ اسامہ بن زید سے اس نے محمد بن عبد الرحمن بن ابی لبیہ نے اس سے حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

۵۵۳۔... ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے ان کو محمد بن حماد نے ان کو کوچع نے پھر انہوں نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

۵۵۴۔... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن قاسم فارسی نے ان کو ابو الحسن بن صحیح جو ہری نے ان کو ابو القاسم مجتبی نے ان کو حمایتی نے ان کو عبد اللہ بن مبارک نے ان کو اسامہ بن زید نے ان کو محمد بن عبد اللہ بن عمر و بن عثمان نے ابن ابی لبیہ نے سعد بن ابی و قاص رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خیر یعنی بہترین رزق جو پورا ہو جائے اور بہترین ذکر جو آہستہ کیا جائے۔ اور یہ حدیث بھی ذکر کی۔

۵۵۵۔... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن قاسم نے ان کو ابو الحسن ابراہیم بن احمد بن رجاء نے ان کو ابو الحسن عازی نے ان کو محمد بن حمید نے ان کو ابراہیم بن مختار نے ان کو معاویہ نے ان کو زہری نے ان کو عروہ نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے یہ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الذکر الذي لا يسمعه الحفظة يزيد على الذكر الذي يسمعه الحفظة سبعين ضعفًا.

وہ ذکر جس کو حافظ فرشتے بھی نہیں وہ ستر گونہ فوکیت رکھتا ہے اور زیادہ ہوتا ہے اس ذکر پر جس کو حافظ فرشتے ہتھیں ہیں۔

۵۵۶۔... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو عبد اللہ بن ابی الدینیا نے ان کو احمد بن حاتم طویل نے ان کو محمد بن حسن و اسٹلی نے معاویہ بن سعیڈ سے اسی اسناد کے ساتھ اور ذکر کیا ہی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا آپ نے فرمایا کہ فضیلت دیا جاتا ہے یا فرمایا تھا کہ دو گناہ کیا جاتا ہے وہ ذکر جو آہستہ ہوتا جس کو حافظ فرشتے بھی نہیں سن سکتے۔ اس پر جس کو وہ من سکتے ہیں ستر گونہ زیادہ اس روایت میں معاویہ بن سعیڈ کا تفرد ہے۔ اور وہ ضعیف بھی ہے۔

شدت، تحفظ، مصیبت کے وقت ذکر کرنا

شیخ حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ کہ سلسلہ ذکر میں سے ایک ذکر ہے مصیبت کے وقت۔

اور انہوں نے اس حدیث کا متن ذکر کیا ہے (جودرن ذیل ہے)۔

۵۵۔... ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو بکر احمد بن حسین اور ابو سعید محمد بن موسی نے دونوں نے کہا۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد

(۵۵۳) ... وآخر حمد (۱/۱۷۲) من طريق وکیع. به

(۵۵۴) ... عراه في الكنز (۱۴۵۰) للمسفت.

(۵۵۱) ... قال الحافظ في التفريغ (۲/۲۱) معاویة بن سعیڈ الصدفی أبو روح الدمشقی سکن الری ضعیف وما حدث بالشام احسن مما حدث بالری روى له الترمذی وابن ماجة

(۵۵۶) ... عمارة بن زعکرة الكلدری أبو عدی الحمصی اصحابی له حدیث.

آخر حمد الترمذی (۳۵۸۰) من طريق الولید به مسلم. به وقال الترمذی.

هذا حدیث غریب لانعرف إلا من هذا التوجه ليس استناده بالقوى ولا نعرف لعمارة بن زعکرة عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم إلا هذا الحديث الواحد. ومعنی قوله وهو ملاق قرنہ إنما یعنی عدد القتال یعنی ان یذكر الله في تلك الساعة

بن یعقوب نے ان کو محمد بن الحنفی نے ان کو ابو حلق طالقانی نے ان کو ولید بن مسلم نے ان کو ابو عائذ عفیر بن معدان نے ان کو ابو دوس تھکھی نے ان کو ابن عاذن نے ان کو عمرہ بن ذکرہ نے وہ کہتے ہیں کہیں نے سنائی کہ یہم صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ میر ابندہ پورا پورا امیر ابندہ وہ ہے جو میر اذکر کرتا ہے یا مجھے یاد کرتا اگرچہ وہ اپنے حریف اور دشمن سے تکرار ہا ہو۔ اور یہ حسیر بن فیرس سے مردی ہے کہ انہوں نے کہا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ خبردار میر اپورا ابندہ وہ ہے جو مجھے یاد کرتا ہے اگرچہ وہ اپنے دشمن سے تکرانے والا ہو۔

۵۵۸: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے ان کو ابن ابی الدنیا نے ان کو محمد بن فرج فراء نے ان کو محمد بن زیرقان نے ان کو شورین زیریڈ نے ان کو ابو بکر اور ضحاک نے دونوں اہل شام میں سے ہیں۔ کہتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سی بہتر ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا۔

وہ مسجد جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہوتا ہو۔ پھر پوچھا کہ جنازہ کون سی اچھا ہے فرمایا کہ جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو پھر سوال کیا گیا۔ جہاں کون سا اچھا ہے؟ فرمایا کہ جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ سوال کیا گیا کہ حج کرنے والا کون اچھا ہے؟ فرمایا جس میں اللہ کا ذکر زیادہ ہو۔ سوال کیا گیا کہ مجہد کون سا اچھا ہے؟ فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔ سوال کیا گیا کہ بیمار پر سی کرنے والا کون سا اچھا ہے؟ یا اپس لوٹنے والا کون سا اچھا ہے؟ فرمایا جو اللہ کا ذکر زیادہ کرے۔

سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرنے والے پوری خیر سمیت کر لے گئے ہیں۔

طلوع فجر سے طلوع شمس تک اور عصر کے بعد سے غروب سورج تک ذکر کرنا

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اسی سلسلہ ذکر میں ہے طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس تک ذکر کرنا اور عصر کے بعد سے غروب تک ذکر کرنا۔

۵۵۹: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن حسین بن واکد علوی نے ان کو عبد اللہ بن محمد حسن شرفی نے ان کو عبد اللہ بن ہاشم نے ان کو مجیب بن عیینی رملی نے ان کو اعمش نے کہتے ہیں لوگوں نے قصوں کے بارے میں اختلاف کیا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قصہ بیان کرتے تھے؟ حضرت انس نے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم توارکے ساتھ بھیجے گئے تھے لیکن میں نے سننا تھا آپ فرماتے تھے۔ البتہ اگر میں نماز فجر کے بعد سورج طلوع ہونے تک اللہ کا ذکر کروں تو یہ بات مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔ اور البتہ اگر میں لوگوں کے ساتھ کرنا مرا عصر کے بعد سے سورج کے غروب ہونے تک اللہ کا ذکر کروں تو یہ بات مجھے دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے۔

۵۶۰: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ الحساق بن محمد بن یوسف سوی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید بن مزید نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے سنا اوزاعی سے ان کو حدیث بیان عمرو بن سعد نے ان کو زیریڈ قاشی نے ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں مجھ کی نماز کے بعد سورج طلوع ہونے تک تو یہ بات ان سب سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوا ہوگا۔ اور البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ عصر کے بعد سے مغرب تک بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اولاد اسما علیل علیہ السلام کے آٹھ غلام افراد کو آزاد کر دوں جن میں سے ہر ایک کی دیت اور خون بھابارہ ہزار ہو۔

۵۶۱: ...ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن مویٰ نے۔ دونوں کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن علی دراقد نے ان کو ابو ظفر نے ان کو مویٰ بن خلف نے ان کو قادہ نے ان کو حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا البتہ اگر میں ان لوگوں کے ساتھ صحیح کی نماز سے طلوع آفتاب تک بیٹھ جاؤں جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محظوظ ہے کہ حضرت امام اعیل علیہ السلام کی اولاد میں سے چار غلام آزاد کراؤں۔ اور البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں نمازوں سے غروب آفتاب تک تو یہ بات مجھے اس سے زیادہ محظوظ ہے کہ میں چار کو آزاد کراؤں۔

۵۶۲: ...ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبد صفار نے ان کو اسفلی نے وہ عباس بن فضل میں ان کو معید بن سليمان نے ان کو مویٰ بن خلف نے ان کو قادہ نے ان کو حضرت انس نے ان کو زید رقاشی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں صحیح کی نماز سے طلوع سورج تک یہ زیادہ پسندیدہ ہے میرے نزدیک ان تمام لوگوں سے جن پر سورج طلوع ہوگا۔ اور البتہ اگر میں بیٹھ جاؤں ان لوگوں سے کے ساتھ جو اللہ کا ذکر کر رہے ہوں نمازوں سے غروب تک تو مجھے زیادہ پسندیدہ ہے اس سے کہ میں اولاد امام اعیل علیہ السلام کے آٹھ آدمیوں کو آزاد کراؤں جن میں سے ہر جوان کی دیت بارہ ہزار ہو۔

۵۶۳: ...ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو جعفر بن محمد صالح نے ان کو حسن بن ربع نے اور ہمیں خبر دی ہے علی بن عبدان نے ان کو احمد بن عبدی نے ان کو تمہام نے ان کو حسن بن زید نے ان کو علی بن زید رضی اللہ عنہ نے ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

جو شخص عصر کی نمازوں پڑھے اس کے بعد بیٹھ جائے اور نیکی لکھوائے یہاں تک کہ شام ہو جائے یا یوں فرمایا تھا یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے (شک ہے) یہاں افضل ہوگا اس سے کہ اولاد امام اعیل علیہ السلام کے آٹھ افراد کو غلامی سے آزادی دلوائے۔ اور صالح کی روایت میں ہے۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے۔ اس کو شک نہیں ہے۔

۵۶۴: ...ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبدالرحمن بن حسن ہمدانی نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابی الایس نے ان کو شعبہ نے ان کو عبد الملک بن میسرہ نے اس نے سنا کہ دوں سے انہوں نے سنا ایک آدمی سے اصحاب رسول میں سے اہل بدرا سے کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سافر فرماتے تھے۔

البتہ اگر میں اس مجلس میں بیٹھ جاؤں یہ مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ میں چار گردیں آزاد کراؤں۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کون سی مجلس آپ مراد لے رہے ہیں۔ فرمایا کہ ذکر کی مجلس۔

غافل لوگوں میں ذکر کرنا

شیخ حلیبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ اس سلسلہ ذکر میں سے ایک غافل لوگوں کے درمیان ذکر کرنا ہے۔

۵۶۵: ...ہمیں خبر دی ہو علی روزباری نے اور ابو عبد اللہ حسین بن عمر بن برہان نے اور ابو الحسین بن فضل قطان نے اور ابو محمد عبد اللہ بن سیحی

(۵۶۱)۔ اخرجه أبو داود (۳۶۶۷) من طریق عبد السلام بن مطہر ابو ظفر۔

(۵۶۲)۔ اخرجه البیهقی فی السنن (۸/۷۹) من طریق قنادة و زید عن انس۔

(۵۶۳)۔ اخرجه احمد (۳۶۶۲/۳) عن حسن بن زیجع۔

(۵۶۴)۔ اخرجه احمد (۳۶۶۵/۵) من طریق شعبہ۔

بن عبد الجبار نے سب کہتے ہیں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو حسن بن عرفہ نے ان کو بھی بن سلیم طاٹی نے انہوں نے سامران بن مسلم سے اور عمار بن کثیر سے دونوں کو خبر دی عبد اللہ بن دینار نے ان کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال اس شخص بھی ہے جو میدان جہاد سے بھاگ جانے والوں کے قاتماں لڑتا ہے۔ اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کی مثال ہر بھرے درخت کی اسی ہے جو ان درختوں کے درمیان میں ہو جو خت مردی سے چل کر سوکھ پکھے ہوں۔ قد تھات استعمال کیا اور اس کا مفہوم یعنی من الضريب بیان کیا ہے۔

بھی بن سلیم نے کہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لفظ ضريب سے برداشت بدی۔ سخت شفہ اور سخت مردی مرادی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ کہ غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا (وہ خوش قسمت ہے جس کے لئے) ہر بونے والے اور ہر گونے کی تعداد کے برادر مغفرت کی جاتی ہے یہاں پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کل فصیح و اعجمی کے لفاظ استعمال فرماتے۔ پھر فرمایا کہ صحیح سے مراد والا دادم ہیں اور اسی سے مراد چوپائے جانور ہیں اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کا ٹھکانہ دکھادیتے ہیں۔

امام تیقین رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

امام تیقین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ درست لفظ بھی ضريب ہے۔ صفار کی کتاب میں یہی لکھا ہوا تھا۔ اس کے علاوہ لوگوں نے اس میں اضافہ کیا ہے اور حماری روایت میں یہ الفاظ بھی ہے اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا، تاریک اور انہیں گھر میں چراغ کی مشی ہے۔ ۵۶۶:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل محمد بن ابراہیم نے ان کو، ابوسعید محمد بن شاذان نے، ان کو محمد بن عبد العزیز بن ابی رزمه نے، ان کو بھی بن سلیم نے، پھر اس نے اسنا د اور اسی متن کو ذکر کیا ہے اور یہی اضافہ بھی ذکر کیا ہے اور کہا کہ:

قد تھات من الكبر

جو سوکھ پکھے ہوں کبر و غدر سے۔

۷۴۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیر نے، ان کو ابو مکرم محمد بن حسین قطان نے، ان کو فضل بن عباس نے، ان کو وہشام نے اور وہ ابن عبد اللہ حلیل رازی سے، کہتے ہیں کہ میں نے حدیث پڑھی تھی محدث کے سامنے اور وہ ابن مسلم طاٹی ہے، اس نے علماء بن کثیر سے، اس نے محمد بن جوان سے، اس نے مسلم بن حکیم سے، اس نے عبد اللہ بن عمر سے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے میدان جہاد سے فرار ہونے والوں کی طرف سے لڑنے والا اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسے ہے جیسے انہیں گھر

(۵۶۵)..... آخر جه المصنف من طريق حسن بن عرفہ فی جزءه (۲۵) عن بھی بن سلیم الطائفی. به.

(۱) فی المطبوعة مانصه:

آخر الجزء السادس بتلوه إن شاء الله فی السابع أنا أبو طاهر الفقيه أنا أبو بكر محمد بن الحسين الفطان ثنا الفضل بن العباس حدیث عبد الله بن عمر عن الغافلین

الجزء السابع من کتاب الجامع لشعب الإيمان

بسم الله الرحمن الرحيم

خبرنا الشیخ الإمام العلم الحافظ بهاء الدين أبو محمد القاسم بن الحافظ أبي القاسم على بن الحسن الشافعی رحمة الله قال : أثينا الشیخان الإمام أبو عبد الله محمد بن القفضل بن أحمد الصاعی وأبو القاسم زاهر بن طاهر بن محمد الشحامی قالاً أنا أبو بکر احمد اخربنا أبا رحمة الله وأبو الحسن على بن مليمان المرادي الحافظان قالاً : أنا أبو القاسم الشحامی قال : أخربنا أبو بکر احمد بن الحسن البیهقی الحافظ رضی الله عنہ.

میں جما غہوتا ہے اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ جنت میں اس کے نھکانے سے اتنے آگاہی کروادتا ہے اور اس کے بعد اس کو عذاب نہیں دے گا اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے کے لئے اجر ہوتا ہے۔ ہر بونے والے اور ہر نہ بونے والے کی تعداد کے مطابق اور غافل لوگوں میں اللہ کا ذکر کرنے والے پر اللہ تعالیٰ ایسی نظر شفقت زانے گا کہ اس کے بعد اس کو کبھی بھی عذاب نہیں دے گا اور بازار میں اللہ کا ذکر کرنے والے (کے جسم پر جتنے ہال ہیں) کے لئے ہر ہال کے بد لے میں قیامت کے دن فور ہو گا اور وہ اللہ سے ملے گا۔ امام تہجی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں نے ایسے ہی اس کو کھا ہوا پایا تھا کہ سلمہ اور ابن عمر کے درمیان کسی دوسرے راوی کا نام تھا۔ لہذا یہ ادبیت منقطع ہے اور اس کی اسناد قوی نہیں ہے۔

۵۶۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو ابو حسن کارزی نے ان کو علی بن عبدالعزیز نے ان کو ابو عبید نے کہتے ہیں کہ میں نے سنائے مبارک بن سعید بن سروق سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عمر بن قیس سے وہ حسن سے انہوں نے کہا کہ جس نے اللہ کا ذکر کیا بازار میں اس کے لئے اتنا اجر ہو گا جتنا بولنے اور نہ بولنے والی خلوق ہازار میں ہوگی۔ (لفظ صحن اور ائمہ استعمال فرمایا) مبارک فرماتے ہیں کہ فصح سے مراد انسان ہیں اور ائمہ سے مراد جانور ہیں۔

ابو عبید نے کہا ہر وہ جو بولنے پر قدرت نہ رکھے وہ ائمہ مستحب ہے۔

۵۶۹:..... ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان کو ابو العباس اصم نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو ابو سامہ نے ان کو ابو بکر نے کہتے کہ میں نے سنائی گی بن ابو کثیر سے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ایک آدمی سے کتوہیش نماز پڑھنے والا فرمان برداری کرئے والا ہو گا۔ جب تک تو اللہ کا ذکر کرتا ہے کھڑے، وہ کریا پڑھ کر اپنی بازار میں یا اپنی مجلس میں یا تو جہاں کہیں بھی ہو۔

۵۷۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن عبید نے، ان کو طلحہ نے، ان کو ابن ابی ہذیل نے، انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ بازار میں بھی اس کا ذکر ہو اور یا اہل بازار کے شور اور غفلت کی وجہ سے ہے اور میں بازار میں آتا ہوں، حالانکہ میری وہاں کوئی حاجت نہیں ہے ہوائے اس کے کہ میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کروں۔

۵۷۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضلقطان نے، ان کو عبد اللہ بن حففر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو عبد الرحمن فقری نے، ان کو عبد الرحمن بن زیاد بن انعم نے، وہ فرماتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے حدیث بن صوفی حسیری نے اہل مصر میں سے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: غفلت تین چیزوں میں ہوتی ہے:

① اللہ کے ذکر سے نافل ہونا۔

② صحیح کی نماز سے طلوع آفتاب تک۔

③ یہ کہ انسان اپنے آپ سے قرض میں غفلت برتے، یہاں تک کہ وہ اس پر سوار ہو جائے، حادی ہو جائے۔

سوال کرنے اور اللہ سے مانگنے سے اللہ کے ذکر کے ساتھ مشغول ہونا

۵۷۲:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو سلیمان بن محمد بن تاجیہ مدینی نے، ان کو ابو عمر واحد بن مبارک مستعملی نے، ان کو محمد بن یحییٰ

(۵۷۱)..... الخرجی الطبرانی فی الکبیر (کما فی المجمع ۱۲۸/۳) وفیه حدیج بن صومی قال الہمیشی مسحور وبقیة رجاله ثقات تنبیہ: الحدیث عند الطبرانی والدیلمی (۳۳۲) والاصبهانی فی الترغیب فی الترغیب (۱۳۵۵) من حدیث (عبد اللہ بن عمر) بدلاً من (عبد اللہ بن عمر)

نے، انکو عثمان بن زمر نے، ان کو صفوان بن ابوالصہباء نے، ان کو بکیر بن عقیل نے، ان کو سالم بن عبد اللہ بن عمر نے اپنے باپ سے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میراڑ کر مصروف و مشغول کر دے مجھ سے سوال کرنے اور مانگنے سے میں اسے عطا کرتا ہوں اس سے بھی بہتر جو میں مانگنے والوں کو عطا کرتا ہوں۔

اور بخاری نے اس کو اس طرح روایت کیا ہے ضرار سے اس نے صفوان سے تاریخ میں۔

۳۷۵: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ ان کو خبر دی ابو عبد اللہ بن سعد نے، ان کو حسین بن احمد بن حفص نیسا پوری نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو ابو سفیان حمیری نے، ان کو شحناک بن هزوہ نے، ان کو زید بن خمیر نے حضرت جابر بن عبد اللہ سے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس شخص کو میراڑ کر مجھ سے مانگنے اور طلب کرنے سے مشغول و مصروف کر دے میں اسے مانگنے والوں سے بہتر اور افضل عطا کرتا ہوں۔

۳۷۶: ہمیں خبر دی ابو الحسن بن بشران، ان کو حسین بن صفوان بردنی نے، ان کو عبد اللہ بن ابی الدنیا نے، ان کو خلف بن حشام نے، ان کو ابو الاحوص نے، ان کو منصور نے ان کو مالک بن حارث نے، وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتے ہیں جس شخص کو میراڑ کر مجھ سے سوال کرنے سے مصروف کر دے، میں اس کو مانگنے والوں سے بہتر عطا کروں گا یا بہتر عطا کرتا ہوں۔

۳۷۷: ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے، ان کو حسن بن محمد فسوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسین بن حسن مردزی نے، وہ مکہ میں قیام پذیر ہو گئے تھے اور وہ میں ان کا انتقال ہو گیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے سفیان بن عینہ سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس قول کی تشریح و تفسیر پوچھی کہ زیادہ تمیری اور دیگر انبیاء کی عرف میں دعا یہ ہی:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ
اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، اسی کی بادشاہت اسی کی تعریف ہے، وہ ہر چیز پر قادر ہے۔
(سفیان بن عینہ نے جواب دیا) کہ یہ ذکر ہے اس میں دعا نہیں ہے۔

سفیان نے فرمایا کہ تم نے حدیث منصور مالک بن حارث سے سئی ہے؟ میں نے کہا، ہی ہاں۔ فرمایا کہ وہی اس کی تفسیر ہے۔ پھر کہا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ کیا کہا تھا امیہ بن حملت نے؟ جب وہ امیہ بن جدعان کے پاس آئے اپنا عطیہ و مشاہدہ مانگ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ نہیں جانتا۔ فرمایا کہ جب وہ ان کے پاس آئے تو یہ کہا تھا:

اذْكُرْ حَاجِتَى اَمْ قَدْ كَفَانِي
حَبَاءُكَ اَنْ شَيْمَتَكَ الْحَيَاةَ
اَذَا اَنْتَى عَلَيْكَ الْمَرءُ يَوْمًا

(۵۷۲) آخر جه ابن عبد البر فی التمهید (۲/ ۳۵۰) من طریق صفوان بن ابی الصہباء. ۴۶.

(۵۷۳) آخر جه الاصبهانی فی الترغیب (۱/ ۱۳۳) و عزاء الزبیدی فی الإتحاف (۵/ ۷) للمسنون فی السنن وهو فی الشعب کماتری.

(۵۷۴) انظر التمهید لابن عبد البر (۲/ ۳۲) ولقد وقع البیت الثانی لابن ابی الصہباء مقلوبًا فجاء هکذا.

کفاه من تعرضك النساء : إذا أنتى علىك المرء يوماً

کفاه من تعرضك النساء

میں اپنی حاجت ذکر کروں یا نہ کروں مجھے آپ کی بخشش کافی ہے۔ (اس لئے کہ) عطیہ اور بخشش آپ کی فطری عادت ہے۔ جس وقت کسی دن کوئی آدمی تیری تعریف کرے تیری توجہ اور نظر کرم کے لئے تعریف کرنا اس کے لئے کافی ہے۔

سفیان نے کہا کہ یہ تو مخلوق کا حال ہے کہ جب وہ جو دوستاء کی طرف نسبت دے جاتے ہیں تو کہا جاتا ہے کہ ہمیں آپ کی توجہ فرمائی کے لئے آپ کی تعریف ہی کافی ہے۔ یہاں تک کہ آپ ہماری حاجت پوری فرمادیتے ہیں۔ پھر کیا خیال ہے آپ کا خالق حقیقی کے بارے میں؟ (یعنی جب مالک حقیقی کی تعریف کی جائے تو کیا وہ ہماری حاجت سے واقع ہونے کے باوجود پوری نہیں فرمائیں گے بلکہ وہ تو بطریق اولیٰ حاجت پوری فرمادیں گے۔ سوال کرنے اور مانگنے کی نوبت ہی نہیں آئے گی۔) یہی مطلب ہے اس حدیث کا کہ جو شخص میرے ذکر میں مشغول ہو کر سوال نہیں کرتا میں اس کو مانگنے والے سے بہتر دیتا ہوں۔ (متترجم)

شیخ علی بن رحمة اللہ علیہ نے فرمایا کہ جو چیز اس سب کچھ کا تقویت دیتی ہے وہ نہ ہے جو روایت کیا گیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ذکر اللہ کی کثرت کرتا ہے وہ نفاق سے بری ہو جاتا ہے۔

اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ایمان کون افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا وہ یہ ہے کہ آپ اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کریں۔

۵۷۶: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسین نے، دونوں کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو مہدی بن عیاش اعلیٰ نے (یہ شق ہے) ان کو مولیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سہیل بن ابو صالح نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

بے شک اللہ تعالیٰ نے کلام میں سے بس جان اللہ، الحمد لله، لا إله إلا اللہ واللہ أکبر کو جن لیا ہے۔ پسند فرمایا ہے۔ جو شخص پڑھے سبحان اللہ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں اور اس کی بیس غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں۔ اور جو شخص یہ پڑھے الحمد لله یہ تو اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے۔ اس کے لئے تم نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔ اور اس سے تیس غلطیاں مٹا دی جاتی ہیں اور جو شخص رات کتاب اللہ کی دس آیات پڑھ لیا کرے، غالبوں میں سے نہیں لکھا جائے اور جو شخص رات ایک سو آیات پڑھ لیا کرے فرمابندرداری کرنے والوں کو لکھا جائے گا۔

سہیل نے فرمایا کہ مجھے میرے بھائی نے خبر دی ہے میرے والد سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی نام کو حدیث کی مثل گراں نے یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں: جو شخص اللہ کے ذکر کی کثرت کرے وہ منافقت سے بری ہو جاتا ہے۔

۵۷۷: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی الدنیا نے، ان کو عطاء بن جعفر نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو سہیل بن ابو صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو کعب نے فرمایا کہ جو شخص اللہ کا ذکر زیادہ کرے وہ نفاق سے پاک ہو جاتا ہے۔ کہا گیا کہ روایت کی گئی ہے حماد سے سہیل بن ابو صالح سے ان کے والد سے ابی اسملی سے، کعب سے اور وہ زیادہ صحیح ہے مولیٰ کی روایت سے۔ واللہ عالم۔

۵۷۸: ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو حشام بن علی نے، ان کو عبد اللہ بن وجاء نے، ان کو سعید

(۵۷۶) رواہ ابن عبد البر فی الشمبد (۲/۱۷) من طریق ابی صالح الحنفی عن ابی سعد العدی و ابی هریرة وصحیحه الحاکم فی المستدرک (۱/۲۵) ووالفقه الذهبی.

وانتظر احمد (۲/۱۰ و ۱۰/۳)، وابن ابی شيبة (۱۰/۲۸)

نے، ان کو ہوئی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سن اس آدمی سے جس نے مجھ سے حدیث بیان کی یا اس جھنی سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو سن ایمان افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: تو اللہ کے لئے پسند کرو اور اللہ کے لئے ناپسند کرو اپنی زبان کو اللہ کے ذکر میں استعمال کر۔ انہوں نے عرض کی اے اللہ کے نبی اس کے ساتھ اور کیا کیا کروں؟ فرمایا تو لوگوں کے لئے وہی پسند کر جو اپنے لئے تو پسند کرتا ہے اور لوگوں کے لئے تو، وہی ناپسند کر جو اپنے لئے تو ناپسند کرتا ہے اور خیر کی اور اچھی بات کہہ یا تو خاموش رہ سوائے اس کے نہیں کہ جہنم میں اونٹھاڑا لا جائے گا۔ جو شخص دنیا میں روندھا کیا گیا اپنی زبان کے ساتھ (یعنی جس نے زبان کو غلط اور بے جا استعمال کیا)۔

۵۷۹:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بن حسین نے، ان کو ابو حامد احمد بن محمد بن حسین بتھی نے، ان کو حمید بن زنجویہ نے، ان کو ابو لاسود نے، ان کو ابن الحسین نے، ان کو زبان بن فائد نے، ان کو سہیل بن معاذ بن انس نے، ان کو ان کے والد نے کہ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا افضل ایمان کے بارے میں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کہ تو محبت کرے تو اللہ کے لئے بعض کرنے تو اللہ کے لئے اور لوگوں کے لئے وہی کام کر جو اپنے لئے پسند کرے اور ان کے لئے اسی کام کو ناپسند کر جو اپنے لئے ناپسند کرے اور یہ کہ خیر کی بات کہہ ورنہ چپ رہ۔

۵۸۰:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن الحلق نے، ان کو سعید بن ابو مریم نے، ان کو ابو الحسین نے، ان کو حارث بن یزید نے، ان کو علی بن رباح نے عقبہ بن عامر سے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ایک آدمی سے کہ جسے ذوالجہادین کہتے تھے۔ یہ شک وہ نرم دل بہت دعا کرنے والا ہے۔ یہ اس لئے کہ وہ قرآن اور دعا کے ساتھ ذکر اللہ کی کثرت کرتا تھا۔

(انہ اوہ) وذاک انه کان یکھر ذکر الله بالقرن والدعاء

(یہ روایت ثبوت ہے اس بات کا کہ تلاوت قرآن اور دعا کرنا ذکر اللہ ہے صرف زبان سے اسم الہی کا درد

یا صرف یاد رکھنا ہی ذکر نہیں۔ مترجم)

۵۸۱:.....ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابی الحلق نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو حامد بن عون نے، ان کو هشام بن سعد نے، ان کو زید بن اسلم نے، کہتے ہیں کہ ابن ادرع نے کہا: میں رات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محافظ کے فرائض انجام دیتا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پاہر تشریف لائے اور میرا ہاتھ پکڑا میں آپ کے ساتھ چل دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے، ایک آدمی کے پاس سے گذرے جو نماز پڑھ رہا تھا مگر اپنی آواز کے ساتھ۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قریب ہے کہ یہ دکھاوا کرنے والا ہو۔ ابن ادرع کہتا ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نمازی آدمی ہے، نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم لوگ نہیں جان سکتے غالباً کہتے کے ساتھ اس معاملے کو۔

(۵۷۸).....عزاه فی الكثر (۱۳۹۰) لابن مندة وابونعيم وقال أبو نعيم (ابیاس بن سهل الجھنی) ذکرہ بعض المتأخرین فی الصحابة وهو فيما أراه من التابعين.

(۵۷۹).....آخرجه احمد (۵/۲۲۷) من طریق ابن لهيعة. به و قال ابن حجر فی التقریب (۳۳۸/۱).

سهل بن معاذ بن انس الجھنی لا یأس به إلا فی روایات زبان عنہ.

(۵۸۰).....قال الہبی فی المجمع (۳۶۹/۹) رواه احمد والطبرانی واسنادهما حسن.

پھر آپ دوسری رات بہر آئے۔ مجھے حفاظت کرتے پہا۔ میرا ہاتھ پکڑا، میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہو لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دوسرے آدمی کے ساتھ گذرے جو اوپنی آواز میں نماز پڑھ رہا تھا۔ انہ اور ع کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قریب ہے کہ یہ آدمی ریا کار ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ زمود اللہ کے آگے عاجزی کرنے والا ہے۔ انہ اور ع کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے دیکھا کہ وہ کون آدمی ہے تو معلوم ہوا وہ عبد اللہ ذوالجہادین ہے۔ (نوں کے ساتھ)۔ ابو احمد نے کہا کہ وہ ذوالجہادین تھا۔

امام نبیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

یہ نام اس کا اس لئے پڑ گیا تھا کہ جب وہ مسلمان ہوا تھا تو اس کے کپڑے فوج کرتا تو اس لئے گئے تھے تو اس کی ماں نے اس کو ایک دھاری دار کپڑا یا چادر وی تھی جو بالوں سے بنی ہوئی تھی۔ اس نے اسے دھصوں میں کاٹ لیا تھا۔ ایک حصہ کو بطور تہ بند استعمال کیا کرتا تھا اور دوسرے کو اوپر اور ہلیا کرتا تھا۔

اس حدیث کی اسناد مرسل ہے۔

۵۸۲: اور حقیقت ہمیں اسی کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو عمر بن عبد الوہاب ریاضی نے، ان کو ظلح بن سعیجی نے، ان کو حشام بن سعد نے، ان کو زید بن اسلم نے، ان کو سلمہ بن اکوع نے، کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کرتا تھا۔ ایک رات پھر اسی حدیث کا مفہوم ذکر کیا اور اس حدیث کے آخر میں ہے۔ پس یہا کیک و عبد اللہ ذوالجہادین تھا۔

نبیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اور یہ کوئی نہیں ہے۔ اور صحیح روایت جعفر بن عون کی ہے۔

۵۸۳: ہمیں خبر دی ہے عبد القاتل بن علی موزن نے، ان کو ابو بکر بن خب نے، ان کو محمد بن اسماعیل ترمذی نے، ان کو ایوب بن سليمان نے، ان کو ابو بکر بن ابی اویس نے، ان کو سليمان بن بلال نے، ان کو ابو عبد العزیز رندی نے، ان کو سعید بن ابو سعید نے، ان کو اور ع اسلمی نے، کہتے ہیں کہ میں ایک رات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے آیا۔ پس یہا کیک عبد اللہ ذوالجہادین (پر نظر پڑی) مسجد میں اوپنی آواز کے ساتھ قرأت کر رہا تھا۔ مجھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نکل کر بہر آئے۔ میں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے مال بآپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر قربان، کیا یہ شخص دکھاو کرتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی بنناہ، یہ تو عبد اللہ ذوالجہادین ہے۔

ابن اور ع کہتے ہیں کہ پھر اس کا مدینہ میں انتقال ہو گیا۔ جب اس کی میت اٹھائی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نزی کرو اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ اس پر نزی فرمائے۔

پھر اس کی قبر کھو دی گئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس کی قبر کشاوہ کرو، اللہ تعالیٰ اس پر کشاوگی فرمائے۔

بعض اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کی، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ غنکیں ہوئے ہیں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ اللہ اور اللہ کے رسول سے محبت کرتا ہے۔

(۵۸۱).....آخرجهه احمد (۳۳۷/۳) من طریق هشام بن سعد. به.

ولکن عند احمد (ابن الافرع) بدلاً من (ابن الکوع)

وقال النبی فی التحرید (۲۱۲/۲) ابن الافرع اسمه سلمة او محبون.

وقال الہیشمی فی المجمع (۳۶۹/۹) رواه احمد و رجاله و رجال الصحيح

۵۸۴:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی بن دحیم شیعی نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو ابو الغزہ وہ تھے، ان کو فضل بن دکین نے، کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبد الرحمن نے، ان کو ابو بکر حسن کارزی نے، ان کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو ابو قاسم نے، ان کو محمد بن مسلم نے، ان کو عمر بن دینار نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ ابو عبد اللہ کی روایت میں ہے ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن دینار نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ لوگوں نے قبرستان میں آگ دیکھی (روشنی) قبرستان میں آئے تو کیا دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں موجود ہیں اور فرماتے ہیں:

مجھے پڑا اور مجھے دو اپنے ساتھی کو، کیونکہ یہ زم دل، دعائیں آہ وزاری کرنے والا انسان تھا۔ جو کذکر کرتے ہوئے اپنی آواز اوپنجی کر لیا کرتا تھا۔

۵۸۵:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجمید حارثی نے، ان کو اسحاق بن منصور سلوانی نے، ان کو محمد بن مسلم طاغی نے، ان کو عمرو بن دینار نے، ان کو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے کہ ایک آدمی تھا کہ کرتے ہوئے اپنی آواز اوپنجی کر لیتا تھا۔ ایک آدمی نے کہا اگر یہاپنی آواز پست کر لیتا تو بہتر ہوتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اللہ کی بارگاہ میں آہ و بکار نے والا ہے۔ فرماتے ہیں کہ اس کا انتقال ہو گیا تو کسی آدمی نے قبرستان میں اس کی قبر میں آگ دیکھی۔ لہذا اس کے قریب آیا تو یہاپنی آگ وہاں اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود ہیں (وہ اپنے ہاتھ سے خود کروار ہے ہیں اور فرماتے ہیں) آہ اپنے ساتھی کے پاس (عینی وہ دن میں شامل ہو) یا لاہ اپنے ساتھی کو (گویا آپ اس کی قبر میں اتر کر خود نیچر کھوار ہے تھے) جبکہ وہ ایسا آدمی تھا جو زور سے ذکر کرتا تھا۔ قبر میں آگ کے الفاظ آئے ہیں اس کا غلط مطلب نہ سمجھا جائے۔ بلکہ جیسے گزشتہ روایت میں گذر اہے کہ قبرستان میں آگ دیکھی۔ پھر آگ سے مراد روشنی مراد ہے یا واقعی آگ جلائی تھی تو وہ بھی روشنی کے لئے دفن کرنے والوں نے جلائی تھی قبر میں روشنی کے لئے۔ (متترجم)

اور ابوذر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طوف کرتا تھا اور اپنی دعائیں یوں کہتا تھا: اُوہ.....اوہ.....رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ شخص اُوہ ہے۔ یعنی اللہ کے آگے عاجزی کرتا ہے۔ ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک رات میں نکلا تو اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبرستان میں موجود ہیں اور اسی آدمی کو دفن کروار ہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں چاٹ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی چاٹ کو قبر میں دیکھنے کے لئے اندر کیا ہو گا اور قبر میں روشنی نظر آئی تو کسی راوی نے قبرستان میں آگ، کسی نے قبر میں آگ اور کسی نے واضح طور پر چاٹ کے ساتھ تعبیر کیا۔ جس سے آنے والے لوگوں کے ظاہراً اشک کی صورت پیدا ہو رہی ہے۔ لہذا اس فقیر نے وضاحت کر دی ہے۔ (متترجم)

۵۸۶:.....ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسین بن علی داری نے، ان کو محمد بن الحنف نے، ان کو بندار نے، ان کو محمد نے، ان کو شعبہ نے ابو یوسف سے، کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے ساتھا، اس کا نام و قاص تھا، وہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے مذکورہ حدیث بیان کی۔

۵۸۷:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اسم نے، ان کو سعید بن ابی طالب نے، ان کو عبد الوہاب نے، ان کو سعید نے، ان کو عاصم نے، ان کو زربن حمیش نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود نے، انہوں نے فرمایا کہ بے شک ابراہیم علیہ السلام البت اُوہ تھے۔ فرمایا کہ

(۵۸۳).....آخرجه الحاکم فی المستدرک (۱/۲۸۳) من طریق محمد بن مسلم الطافنی. به وصححه على شرط مسلم.

(۵۸۴).....آخرجه الحاکم (۱/۳۶۸) بنفس الإسناد.

(۵۸۵).....آخرجه الحاکم (۱/۳۶۸) بنفس الإسناد وقال الحاکم إسناده مفضل.

(۵۸۶).....عزاء السیوطی فی الدر المنشور (۳/۲۸۵) لابن جریر وابن الصندر والطبرانی وأبوالشیخ عن ابن مسعود.

لَوْلَا كَام طَلَبَ هِيَ لَذَّةُ غَاءِ۔ بَهْتَ دَعَامَنَكَنَّ وَالاَ-

588: ہمیں خبر دی ہے ابو الحمد عبد اللہ بن محمد بن حسن مهر جانی نے، ان کو امام ابوالولید نے، ان کو یوسف بن یعقوب سنے، ان کو محمد بن ابی بکر نے، ان کو حمید بن اسود نے، ان کو عبد اللہ بن سعید بن ابی نسیر نے، ان کو عطاء بن یسار نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تَنِّيْنَ حَضْنَ اِيْسَيْ ہِيَ ہِنْ جَنْ کَيْ دِعَا اللَّهَ تَعَالَى رَجَسْتَنْ کَرْتَتَے۔ کَرْتَتَسْتَ اللَّهَ کَذَّ کَرْتَنَے وَالاَ- مَظْلُومَ کَيْ دِعَا۔ عَادِلَ بَادِشَاهَ۔

589: ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن ابی المعرف فقیہ نے، ان کو ابو بکر احمد بن جعفر بن حسان قطعنی نے، ان کو ابو علی بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابو زکریا سیعی بن الحنف نے، ان کو ابن الحسین نے، ان کو دراج ابو الحسن نے، ان کو ابو حیثم نے، ان کو حضرت ابو سعید خدرا رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ کہا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم درجے کے اعتبار سے کون لوگ اعظم ہیں؟

فَرَمَيَا كَهْ: اللَّهَ کَذَّ کَرْتَنَے وَالِّيَ۔

590: ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اساعیل بن فضل نے، ان کو عبید بن یعیش نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو شعبہ بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابین ابی حذیل سے، وہ کہتے ہیں مجھے میرے ایک ساتھی نے حدیث بیان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بر بادی ہے سونے اور چاندی کے لئے تمہارا ایک آدمی حاصل کرے ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل اور فیقر حیات ایسی جو آخرت کے معاملے میں معاونت کرے۔

مذکورہ احادیث پر شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان تمام مذکورہ احادیث سے یہ امر بخوبی واضح ہو گیا ہے کہ اللہ کاذکر ایمان ہے۔ پھر شیخ نے حدیث چلانی ہے، یہاں تک کہ فرماتے ہیں کہ جس وقت اللہ کے ذکر کا کوئی موقع مغلی ہو جو میں بیان کر چکا ہوں تو بندے پر حق ہے اور لازم ہے کہ وہ ذکر کی حفاظت کرے یا اس موقع کی حفاظت کرے۔ پھر تحری کرنے کی کوشش کرے ان اذکار کی جس کی فضیلت ظاہر ہے اور واضح ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر ابھارنے کی تلقین کی ہے۔

امام نسیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بارے میں کتاب الدعوات میں احادیث کثیرہ ذکر کی ہیں۔ لہذا یہاں پر ہم ان میں سے بعض کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔

591: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ خافظ نے، ان کو ابو بکر بن عبد اللہ نے، ان کو سفیان بن سفیان نے، ان کو ابو حیثم نے، ان کو ابین فضیل نے، ان کو عمارہ بن تقعماع نے، ان کو ابو زرعة نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دو کلے ایسے ہیں جو زبان پر ہلکے ہلکے ہیں۔ میزان یعنی ترازو میں بہت بھاری ہیں۔ اللہ کی بارگاہ میں پیارے ہیں۔ (وہ یہ ہیں):

(۵۸۹) اخرجه الترمذی (۳۳۷۴) من طریق ابن لهيعة. به.

وقال الترمذی: هذا حديث غريب إنما نعرفه من حديث دراج.

(۵۹۰) اخرجه أحمد (۳۲۶/۵) من طریق شعبۃ. به.

(۵۹۱) اخرجه البخاری (۱۰۷) عن زہیر بن حرب ابو خیثمة، و مسلم (۲۰۷۲/۲) عن محمد بن عبد الله بن نمیر و ذہیر بن حرب

و أبو كریب و محمد بن طریف البجلي کلہم عن ابن فہیل. به.

ولیس عند مسلم من طریق ابی بکر كما قال البیهقی رحمہ اللہ.

سبحان الله وبحمده۔ سبحان الله العظيم

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو خیثہ سے۔

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے ابو کریب سے، انہوں نے اس فضل سے۔

..... ۵۹۲: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن نظیف مصری نے مکہ مکرمہ میں۔ ان کو ابو الفضل عباس بن محمد بن نصر افغانی نے مصر میں لکھوا کر۔ ان کو محمد بن اسماعیل بن شداد جذوی نے، ان کو مسدود بن سرحد نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے، ان کو جریری نے، ان کو ابو عبد اللہ صحری جوزعۃ نے، ان کو عبد اللہ بن صامت نے حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی عیادت کی تھی۔ یا اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عیادت کی تھی اور عرض کیا تھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کونسا کلام زیادہ محبوب ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وہ کلام جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے لئے چن لیا ہے، وہ یہ ہے:

سبحان ربی وبحمده سبحان ربی وبحمده

..... ۵۹۳: ہمیں خبر دی ابو کریم بن حسن قاضی نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن الحنفی صاغانی نے، ان کو عبد الوہاب بن حسانے، ان کو داؤد بن ابی حند نے، ان کو عبد الرحمن بن ابی لیلی نے، ان کو حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شخص یہ کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

روزانہ دس بار اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوا۔ محرومین یا فرمایا تھا کہ تحریر داؤد کا شک ہے۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ موئی نے کہا: ہمیں حدیث یہاں کی وحیب نے داؤد سے، پھر اس نے مذکورہ روایت کیا۔

..... ۵۹۴: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو حضر راز نے، ان کو سیکی بن جعفر نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو اسماعیل بن بو خالد نے، ان کو عامر نے، ان کو رجیب بن خشم نے حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شخص یہ کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

دل مرتبہ روزات، چار آزاد غلاموں کے برابر ثواب ہوگا۔ علمار کہتے ہیں میں نے رجیع سے کہا یا آپ کو کس نے حدیث یہاں کی ہے؟ اس نے کہا کہ مجھے عبد الرحمن بن ابی لیلی نے حضرت ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے، اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ اسی طرح کہا ہے علی بن عاصم نے اسماعیل سے۔

..... ۵۹۵: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن احمد بن محمد داؤد راز نے بغداد میں، ان کو ابو کریم محمد بن عبد اللہ بن ابراہیم شافعی نے، ان کو محمد بن جعفر

(۵۹۲) آخر جدہ الحاکم (۱/۱۰) من طریق اسماعیل به.

صححہ الحاکم وافقہ الذہبی.

(۵۹۳) قول البیهقی وقال البخاری رحمہ اللہ: و قال موسی عن داؤد. الخ.

ملت هو عند البخاری (۸/۱۰) قال البخاری وقال موسی حدثنا وهب عن داؤد عن عامر عن عبد الرحمن بن ابی لیلی عن ابی ایوب عن نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سری نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اسماعیل نے عامر سے، اس نے رفیع بن خشم سے فرمایا کہ جو شخص یہ کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لِهُ الْمُلْكُ وَلِهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

وں مرتبہ روزانہ کہتے تو یہ چار گرد میں آزاد کرنے کے برابر ہوگا۔ کہا گیا آپ کو کس نے یہ حدیث بتائی ہے؟ بتایا کہ عمر و بن میمون نے۔ میں ملا

عمرو سے، میں نے کہا کہ آپ کو کس نے حدیث بیان کی کہے؟ بتایا کہ حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ۔

بخاری کہتے ہیں کہ اسماعیل نے کہا عامر شعیؒ سے مردی ہے۔ انہوں نے رفیع سے دلوں نے اس کو نقل کیا ہے اب ابی سفرہ کی حدیث سے،

انہوں نے عامر شعیؒ سے، کہتے ہیں کہ میں نے رفیع سے کہا، آپ نے کس سے حدیث سنی، بولے کہ عمر و بن میمون سے۔ میں نے عمرو بن میمون

سے کہا، آپ نے کس سے سنی یہ حدیث؟ بولے اب ابی شیل سے۔ انہوں نے کہا میں نے اسے سنائے ہے حضرت ابوالیوب رضی اللہ عنہ سے۔ انہوں

نے بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اور یہ حدیث کتاب الدعوات میں بھی نقل ہوئی ہے۔

بخاری کہتے ہیں کہ اعمش نے کہلہر حسین نے بھی حلال سے، اس نے رفیع سے، اس نے عبد اللہ سے اسی قول کو۔

۵۹۶..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو حضرہ رازی نے، ان کو یحییٰ بن جعفر نے، ان کو علی بن عاصم نے، ان کو حسین بن

عبد الرحمن نے، ان کو ہلال بن یساف نے، کہتے ہیں کہ تم جب بھی رفیع بن خشم کے پاس بیٹھے، ان کا آخری قول یہ ہوتا تھا حضرت ابن مسعود

نے فرمایا تھا جو شخص دن کے پہلے حصے میں وہ مرتبہ یہ کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لِهُ الْمُلْكُ وَلِهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

اوہ اسماعیل علیہ السلام کے چار غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا۔

۵۹۷..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن سلیمان نقیہ نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عقیبی نے مالک سے، انہوں

نے کہی سے، انہوں نے ابو صالح سے، انہوں نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص کہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لِهُ الْمُلْكُ وَلِهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

ایک سو مرتبہ۔ اس کے لئے دس غلام آزاد کرنے کے برابر ثواب ہوگا اور اس کے لئے ایک سو نیکی لکھی جائے گی اور اس سے ایک سو گناہ مٹا

دیا جائے گا اور اس دن اس کے لئے آگ سے نجات ہوگی۔ یہاں تک کہ شام ہو جائے اور کوئی شخص تیکی کرنے والا اس کے برابر نہیں ہوگا۔ مگر

وہ شخص جو اس سے زیادہ افضل عمل کرے۔

اور جو شخص یہ کہے سیحان اللہ و محمد۔ ایک سو مرتبہ۔ اس کے سارے گناہ مٹا دیجے جائیں گے، اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں۔

۵۹۸..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن قتبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، کہتے ہیں کہ

(۵۹۵)..... قول البیهقی : قال البخاری قال اسماعیل عن عامر عن الربيع قوله

هو عند البخاري (۱۰۷/۸)

وقول البیهقی قال البخاری وقال الأعمش وحسين الخ.

هو عند البخاري (۱۰۷/۸)

(۵۹۶)..... آخر جه البخاری (۱۰۷/۸) قال : وقال آدم حدثنا شعبة حدثنا عبد الملك بن ميسرة سمعت هلال بن يساف عن الربيع بن حبیم

وعمر بن میمون عن ابن مسعود قوله.

(۵۹۸)..... آخر جه البخاری (۱۰۷/۸) عن محمد بن مسلمہ بن قتبہ عن مالک. به.

وسلم (۲۰۷/۲) عن یحییٰ بن یحییٰ عن مالک. به.

میں نے مالک پر یہ حدیث پڑھی۔ پھر اس کو انہوں نے اسی اشاؤں کے ساتھ اس کی ضل ذکر کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس شخص کی شیطان سے حفاظت ہوگی اور فرمایا کہ کعبت۔ محبت۔

بخاری نے اس کو صحیح میں قعنی سے اور مسلم نے اس کو بیکی بن بیکی سے نقل کیا ہے اور روایت کیا ہے۔

۵۹۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو عاصی بن اعرابی نے۔ ہمیں خبر دی ابو الحسن بشران نے، ان کو ابو عاصی بن اعرابی نے۔ ہمیں خبر دی ابو مععاویہ نے، ان کو اعمس نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ البتہ اگر میں یہ کہوں:

سبحان اللہ و الحمد للہ و لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔

تو یہ میرے زندگیک ان سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے جن پر سورج طلوع ہوا ہے۔ اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابو مکر سے اور ابو معاویہ سے۔

۶۰۰..... ہمیں خبر دی احمد بن حسن نے، ان کو حاجب بن احمد نے، ان کو عبد اللہ بن حاشم نے، ان کو موسیٰ جھنی نے، ان کو مصعب بن سعد نے اپنے والد سے، وہ فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا اپنے تمام ہم شیعوں سے۔ کیا تم میں سے ہر آدمی اس بات سے بھی عاجز ہے کہ روزانہ ایک ہزار نیکی کمالے۔ ایک آدمی نے شرکاء محفل میں سے عرض کیا، ہم میں سے کوئی آدمی ہزار نیکی کیسے کر سکتا ہے؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: سبحان اللہ و حمد للہ کہے تو اس کے لئے ہزار نیکی لکھو ہی جاتی ہے۔

۶۰۱..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ شیعیانی نے، ان کو بیکی بن محمد بن بیکی نے، ان کو احمد بن یونس نے، ان کو زہر نے، ان کو منصور نے، ان کو حلال بن یاساف نے، ان کو ریچ بن علیہ نے، ان کو سرہ بن جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں محبوب ترین کلمات چار ہیں:

لا الہ الا اللہ و اللہ اکبر۔ سبحان اللہ و الحمد للہ۔

آپ کے لئے اس میں کوئی حرخ نہیں ہے۔ ان میں سے کسی کے ساتھ بھی ابتداء کریں۔ اور حدیث کوڈ کر کیا ہے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے احمد بن یونس سے۔

۶۰۲..... ہمیں خبر دی ہے سین بن محمد روز باری نے، ان کو محمد بن بکر نے، ان کو بیان ابو داؤد نے، ان کو احمد بن صالح نے، ان کو عبد اللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں بھی خبر دی ہے عمرو نے، ان کو سعید بن حلال نے، ان کو خزعل نے، ان کو سانت بنت مدد بن ابی وقاص نے، ان کو ان کے باپ نے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک عورت کے ہاں گئے، وہاں اس سے آگئے تھیں یا انکریاں پڑی تھیں۔ وہ سبhan اللہ پڑا۔

(۶۹)..... اخر جمہ مسلم (۲۰۷۴/۳) عن ابی بکر بن ابی شيبة وابی کربل عن ابی معاوية۔

(۶۰۰)..... اخر جمہ احمد (۱۴۲/۱ و ۱۸۰ و ۱۸۵) من طریق موسیٰ الجھنی۔

(۶۰۱)..... اخر جمہ مسلم (۱۲۸۵/۳) عن احمد بن عبد اللہ بن یونس۔

(۶۰۲)..... اخر جمہ المصنف من طریق ابی داؤد (۱۵۰۰) عن احمد بن صالح۔

وآخر جمہ الترمذی (۳۵۲۸) من طریق عبد اللہ بن وہب۔

وقال الترمذی: حدیث حسن عربیب من حدیث مسعود

رہی تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے خبر دتا ہوں اس عمل کے ساتھ جو تیرے لئے اس سے آسان ہے یا فرمایا تھا افضل ہے؟ پھر فرمایا وہ یہ ہے:

سبحان الله عدد ما خلق في السماء وسبحان الله عدد ما هو خالق. والله اکبر مثل ذالک.

والحمد لله مثل ذلك ولا حول ولا قوة إلا بالله العلي العظيم

۲۰۳: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ان کو اسامیل بن فضل نے ان کو احمد بن عیسیٰ مصری نے، ان کو ابن وہب نے، پھر اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل، علاوه ازیں آپ نے فرمایا (تولی) اسے خاتون آپ کہئے۔

۲۰۴: ہمیں خبر دی ابو عبد الله حافظ نے، ان کو ابو الحسن احمد بن محمد عجزی نے، ان کو عثمان بن سعید داری نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو سفیان نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن مولیٰ ال طلحہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سن اکریب ابو راشد نے سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک صحیح جو یہ رضی اللہ عنہما بت حارث خراعیہ کے ہاں سے باہر تشریف لائے۔ جو یہ کا نام بردہ تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام بدل کر جو یہ رکھا تھا۔ آپ نے اس بات کو ناپسند کیا کہ یوں کہا جائے کہ بردہ کے ہاں سے نکل گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب نکلے تو جو یہ نماز میں تھیں یا فرمایا کہ سجدے میں تھیں۔ دوسرا بار انہوں نے کہا کہ آپ نکلے تو نماز پڑھ رہی تھیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت واپس آئے جب سورج اونچا ہو چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ کیا تو اس حالت میں ذکر کر فرمایا، کیا تم اپنی اسی مجلس میں ہو جب سے میں نکلا تھا؟ بولی جی ہاں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے تیرے پاس سے جانے کے بعد چار کلمات تین تین بار پڑھے تھے۔ اگر تم وزن کرو (اس عبادت کو) کو وزن کروں میں ان کلمات کے ساتھ۔ وہ یہ ہیں:

سبحان الله وبحمده عدد خلقه ورضا نفسه وزنة عرشه ومداد كلماته

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں سفیان کی روایت کے ساتھ۔

۲۰۵: ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو عمر و بن دارج نے ابو حیثم سے، انہوں نے حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ سے یہ کہ بنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
استكثرو من الباقيات الصالحات

باتی رہنے والی نیکیاں کثرت کے ساتھ کرو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کوئی ہیں؟ فرمایا کہ سوال کرنا۔ پوچھا گیا کہ وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ:

الله اکبر۔ سبحان الله۔ لا الله الا الله۔ الحمد لله۔ لا حول ولا قوة إلا بالله۔

۲۰۶: ہمیں خبر دی ابو محمد عبد الرحمن بن علی بن عبد الرحمن سادی نے، ان کو ابو مکار احمد بن جعفر بن حمدان قطعی نے، ان کو اسحاق حریثی نے ان کو ابو عمر و ضریر نے، ان کو عبد العزیز بن مسلم نے، ان کو ابن عجیلان نے، ان کو سعید قبری نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا خذلوا جتنکم۔ اپنی ڈھال پکڑلو۔ ہم نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من عدو حضر؟ کیا کسی دشمن

(۲۰۳) آخر جه مسلم (۲۰۹۰/۲) من طریق سفیان. به.

(۲۰۵) آخر جه السالی فی عمل الیوم واللیلة من طریق ابن وہب. به.

انظر تحفۃ الاشراف (۳۰۶۱)

(۲۰۶) آخر جه السالی فی عمل الیوم واللیلة من طریق حفص بن عمر الحوضی أبو عمر الصریر. به. انظر تحفۃ الاشراف (۱۳۰۶۱)

سے جو اپنی چکا بہہ، پسک اندر میرے علم نے دی کئیں بل سحکوم من الدار، تمہلی، گستہ احوال اور پیغام اخلاقی تر و خوبی کو
سحر اللہ والحمد لله ولا اله الا اللہ والله اکبر
فیا مسند ادنی یقینت ایں ہیں۔ آنے والی محنت میرے ایسے وہیں تھیں، میشوائی پیسوں تھیں۔

دو گھنی مال دخانی کرتے ہیں اور بے سورت کو صورت کر لئے ٹب داری کرتے ہیں، اور گھنی کے ساتھ جانشینی کے ساتھ چڑھا کر کرتے ہیں اور جو بے سورت کے ساتھ ہے اسے نہ کوئی پہنچ نہ کرے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

لے گامات آتے ہے اسے پیچے لے دیتے ہوں تھے میں نہ ملائے تھیں (یعنی طرف سے ملائے گئے) ملائے تھیں۔

وہ بخشش گز نہ تھاں نے پنجاب اور سندھ میں دیکھتے ہوئے اسی سے

٢٣٠ - اخراج احمد رضا و الحکیم - ٢٣٠ منطق

¹¹ انظر جعفر علی، «الطباطبائی و مفهومه المنهجی»، مقالة في الموسوعة الفارسية، ۱۹۷۰.

ادب و ادبیات اسلامی

¹¹ مکتبہ علی بن ابی طالب (رض) کے مکانات میں ایک بھائیتی تحریر کا نام ہے۔

وسلم نے فرمایا کہ تم میں سے ہر شخص اس کی طاقت رکھتا ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ وہ کیسے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سبحان اللہ احمد پہاڑ سے بہت بڑا ہے۔ الحمد للہ احمد سے بہت بڑا ہے۔ لالہ الا اللہ احمد پہاڑ سے بہت بڑا ہے۔

شیخ علی بن رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ یہ مذکورہ تمام اذکار تو نماز کے ساتھ تفسیل کر دیئے گئے ہیں، ان کے ساتھ اضافی عبادات کے طور پر جو پسند کرے۔ شیخ نے صلوٰۃ تسبیح کا ذکر بھی کیا ہے۔ تم نے اس کی اسناد کتاب الدعوات میں ذکر کی ہے۔

صلوٰۃ تسبیح کا طریقہ

۶۱۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو حیل محمد بن نصر ویہ بن احمد مرزوqi نے نیساپور میں، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن حب نے، ان کو ابو بکر مجیبی بن ابوطالب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو موسیٰ بن عبدہ زیدی نے، ان کو زید ابو سعید مولیٰ ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، ان کو ابو رافع رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے۔ اے بچا جان، کیا میں تیرے ساتھ صدر جی نہ کروں؟ کیا میں تیری حفاظت نہ کروں؟ کیا میں تجھے فائدہ نہ پہنچاؤں۔ انہوں نے عرض کیا، کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ چار رکعت پڑھئے، اس طرح کہ ہر رکعت میں پہلے سورہ فاتحہ پڑھئے، ان کے بعد اور کوئی سی سورۃ بھی جب سورۃ پوری ہو جائے تو پھر رکوع میں جانے سے قبل یہ پڑھئے۔ اللہ اکبر۔ والحمد للہ سبحان اللہ لا اله الا اللہ پندرہ مرتبہ۔ اس کے بعد آپ رکوع کیجئے۔ پھر رکوع ہی میں سر اٹھانے سے قبل اسے دل مرتبہ پڑھئے۔ پھر رکوع سے سر اٹھانے (اوڑو مہ میں) سجدہ میں جانے سے قبل دل مرتبہ پڑھئے۔ اس کے بعد جدہ کیجئے اور پہلے جدہ میں سر اٹھانے سے قبل دل مرتبہ پڑھئے۔ اس کے بعد سر ۴۸ نھائیے اور (جلیے میں) دوسرے بھدے سے قبل دل مرتبہ۔ اس کے بعد دوسرے بھدہ کیجئے اور دوسرے بھدہ میں سر اٹھانے سے قبل دل مرتبہ۔ اس کے بعد اپنا سر اٹھانے اور دل مرتبہ پڑھئے کھڑا ہونے سے قبل۔ یہ پچھتر ہوا ہر رکعت میں اور یہ چاروں رکعات میں تین سو بار ہے۔ (اس کو پڑھنے سے اللہ تعالیٰ) تیرے سارے گناہ معاف کر دیں گے اگر چہ وہ تباہہ رہت کی مثل ہوں۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے ہر روز کون پڑھ سکے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو روزانہ پڑھنے کی استطاعت نہ رکھ تو پھر ہر جمعہ کے دن (یعنی یعنی میں ایک بار) اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھ تو ہر ہفتے میں ایک بار پڑھ لئے۔ اگر تو اس کی استطاعت نہ رکھتا اسے پڑھ لے ہر سال میں۔

امام بنہعلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اسی حدیث کو ابو عیسیٰ ترمذی نے جامع ترمذی میں نقل کیا ہے اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ اور اس کو اودنے اسی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے جس کو تم نے کتاب الدعوات اور کتاب السنن میں ذکر کیا ہے۔

اور حضرت عبد اللہ بن مبارک اس پر عمل کرتے تھے اور صالحین نے اس کو ایک دوسرے سے ہاتھوں ہاتھ لیا ہے اور اس میں حدیث مرفوع کی تائید ہے اور توقیف اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے۔

۶۱۱:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ بن جراح نے مقام مردی میں، ان کو مجیبی بن ساسویہ نے، ان کو عبد الکریم بن عبد اللہ نے، اکتو بوب محمد بن مراجم نے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک سے صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں پوچھا۔ انہوں نے فرمایا کہ پہلے عکیر کہے، پھر سبحانک اللہم وبحمدک و تبارک اسمک و تعالیٰ جدک ولا اللہ غیرک پڑھئے۔ اس کے بعد پندرہ مرتبہ یہ پڑھئے۔ سبحان اللہ والحمد لله ولا اللہ الا اللہ والله اکبر۔ اس کے بعد اعود باللہ من الشیطون الرجیم اور بسم

الله الرحمن الرحيم اور سورہ فاتحہ پڑھے۔ اس کے بعد دس مرتبہ پڑھے سبحان اللہ والحمد للہ ولا اللہ الا اللہ۔ اس کے بعد رکوع کرے اور اسی تسبیح کو دس مرتبہ کر دس مرتبہ اس کو پڑھے۔ اس کے بعد سجدہ کرے اور دس بار اس کو پڑھے۔ پھر حمدے سے سراخاۓ اور دس مرتبہ اس کو پڑھے۔ اس کے بعد دوسرے ابجدہ کرے اور ان کلمات کو دس مرتبہ پڑھے۔ دوسرے بجدے سے سراخاۓ اور پھر دس بار۔ اسی طریقے سے چار رکعات پڑھے۔ یہ سچھر تسبیحات ہیں۔ ہر رکعت میں۔ اس طرح یہ پوری تین سو ہوں گی۔ اگر رات کو پڑھتے تو میں یہ پسند کرتا ہوں کہ دور رکعت پر سلام پھیلے۔ اگر دن میں پڑھتے تو اگر چاہے تو سلام پھیلے اور اگر چاہے تو نہ پھیلے۔

امام تیمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ ان مبارک کا اختیار کردہ طریقہ ہے صلوٰۃ تسبیح کے بارے میں۔ آخر میں جو یہ لکھا ہے سراخاۓ اور اس کو دس مرتبہ پڑھے، میر اخیال ہے کہ یہ کاتب کی طرف سے اضافہ ہے۔ اس لئے کہ پھر تکی تعداد اس کے بغیر پوری ہو جاتی ہے۔

۶۱۱: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن احمد بن الغوارس نے حافظ سے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد بن ابراہیم مقری نے، ان کو ابو شیعہ داؤد بن ابراہیم بغدادی نے، ان کو محمد بن حمید نے ان کو جریر نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنی کتاب یعنی اپنے مکتوب میں اپنی تحریر کے ساتھ پایا ہے۔ ابو جناب کلبی انہوں نے ابو الجوزاء، انہوں نے عبداللہ بن عمرو سے کہتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں آپ کا خیال نہ کروں؟ کیا میں آپ کو عطیہ نہ دوں؟ کیا میں آپ کے ساتھ صدر حجی نہ کروں؟ کیا میں آپ کو اجازت نہ دوں؟ چار رکعات ہیں جو شخص ان کو پڑھ لے اس کا ہر گناہ بخش دیا جاتا ہے۔ پرانا ہو یا نیا ہو، چھوٹا ہو یا بڑا ہو، قصداً ہو یا غلطی سے ہو، آغاز بیکھے اور نماز کی تکمیل اولیٰ کہتے۔ پھر قرأت سے پہلے پندرہ مرتبہ پڑھئے۔ سبحان اللہ والحمد للہ لا اللہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اس کے بعد فاتحہ پڑھئے اور کوئی سورۃ پڑھئے۔ اس کے بعد دس مرتبہ پڑھئے، اس کے بعد رکوع بیکھے اور رکوع میں دس مرتبہ پڑھئے، پھر رکوع سے سراخاۓ اور دس بار پڑھئے، پھر سجدہ بیکھے اور سجدہ سے میں دس بار پڑھئے، پھر سراخاۓ ایسے اور دس مرتبہ پڑھئے، پھر دوسرے ابجدہ بیکھے اور سجدہ میں دس مرتبہ پڑھئے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کون اس کی طاقت رکھے کا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگرچہ سال بھر میں ہو، اگرچہ ہفتے میں ہو، اگرچہ صرف قل هوا نہ احمد پڑھ کر ہو۔

۶۱۲: امام تیمیٰ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: یہ اسی کے مطابق ہے جو ہم حضرت عبداللہ بن مبارک سے روایت کر چکے ہیں اور اس کو تنبیہ بن سعید نے روایت کیا ہے مجین بن سلیم سے، وہ عمران بن سلم سے، وہ ابو الجوزاء سے فرماتے ہیں کہ میرے پاس عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما تشریف لائے اور یہ حدیث ذکر فرمائی اور اس کے مرفوع ہونے کی مخالفت کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفع نہیں کیا اور تسبیحات کو قرأت سے پہلے بھی ذکر نہیں کیا۔ انہوں نے تسبیحات کو قرأت کے بعد ذکر کیا ہے۔ پھر اس کا ذکر جلسہ استراحت میں (دو بھروسے کے درمیان) کیا ہے جسے دیگر تمام رادیوں نے کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ اسی طرح عمر بن مالک وغیرہ نے ابو الجوزاء سے مرفوع اس کو روایت کیا ہے۔

۶۱۳: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موئی سے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اسید بن عاصم نے، ان کو حسین بن حفص نے، ان کو سفیان بن یسار نے، ان کو عطاء بن یسار نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۱۱۱) آخر جملہ الحاکم (۱۹۱۳) (۲۰۳) بنفس الاسناد.

وآخر جملہ الترمذی (۱۷۱) من طریق ابی وہب بد.

(۱) زیادة من المستدرک والترمذی.

(۱۱۲) ابو الجوزاء ہو اوس بن عبد اللہ الرابعی.

و خصلتیں ایسی ہیں جو بھی مسلمان ان کی حفاظت کرے گا جنت میں داخل ہوگا۔ وہ دونوں قلیل ہیں اور ان کے ساتھ جو عمل کرتے ہیں وہ بھی قلیل ہیں۔ لوگوں نے سوال کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ دونوں کونی ہیں؟ فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی ایک بھی ہر نماز کے بعد دس مرتبہ سبحان اللہ پڑھے اور دس مرتبہ الحمد للہ پڑھے اور اللہ اکبر دس بار پڑھے۔ یہ زبان پر ایک سو پچاس ہیں اور ترازو میں پندرہ ہو گیں۔ اور رات کو ہونے کے لئے جب بستر پر آئے تو سبحان اللہ، الحمد للہ، اللہ اکبر۔ ایک ایک سو بار پڑھے۔ یہ زبان پر ایک سو ہیں اور ترازو میں ایک ہزار ہیں۔ (اب سو چو) تم میں سے کوئی ایسا بندہ ہے جو رات دن میں ڈھانی ہزار گناہ کرتا ہے؟ حضرت ابن عباس عفر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو اپنے ہاتھوں پر شکر کر رہے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان دو خصلتوں کو کیسے کوئی نہیں کرے گا؟ اور کیوں نکران کی حفاظت نہیں کرے گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے ایک کے پاس شیطان آتا ہے اور کہتا ہے یاد کر فلاں کام ہے، فلاں کام ہے، یہاں تک کہ وہ یہ ذکر چھوڑ کر چلا جاتا ہے اور سو جاتا ہے اور ذکر چھوڑ دیتا ہے۔

۶۱۲..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن طیم مرزوی نے، ان کو ابوالموجہ نے، ان کو عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو مالک بن مغول نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا حکم بن عظیم سے وہ حدیث بیان کرتا ہے عبد الرحمن بن ابی سلی سے۔ اس نے کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آخر میں پڑھے جانے والے چند کلمات میں ان کو کہنے والا رسول نہیں، ہوتا یا یوں فرمایا تھا ان کو کرنے والا ہر فرض نماز کے بعد تینیں مرتبہ سبحان اللہ، تینیں مرتبہ الحمد للہ اور چوتیں مرتبہ اللہ اکبر۔

۶۱۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد بن حسن جیری نے اور ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوی نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید بن فروزنے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا اوزانی سے، وہ کہتے تھے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حسان بن عظیم نے، ان کو محمد بن ابو عاشر نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالدار لوگ سارا ثواب لے گئے ہیں ہماری طرح نماز بھی پڑھتے ہیں، ہماری طرح روزے بھی رکھتے ہیں، مگر ان کے پاس فاضل مال ہیں، جن کے ساتھ وہ صدقہ کرتے ہیں۔ ہمارے پاس کچھ بھی نہیں، جس کا ہم صدقہ کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے ابوذر! کیا تجھے وہ کلمات نہ سکھاؤں کہ تو وہ کلمات پڑھنے والے جس نے تجھے سے سبقت کی تھی اور تیرے بعد کوئی تجھے سے لاحق نہ ہو سکے۔ عرض کیا ہی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کہ تو ہر نماز کے بعد تینیں مرتبہ سبحان اللہ پڑھا اور الحمد للہ تینیں مرتبہ پڑھا اور اللہ اکبر تینیں مرتبہ پڑھا اور اس کے بعد دیہ پڑھا:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ.

۶۱۶..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو عبد اللہ سوی نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس اصم نے، ان کو سعید بن عثمان شنوثی نے، ان کو بشر بن بکر نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اوزانی نے اپنی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس کو اسی طرح روایت کیا

(۶۱۳) آخرجه احمد (۲۰۵، ۲۰۳) و ابو داؤد (۵۰۶۵) والترمذی (۱۰، ۳۳۱) والنسائی من طریق عطاء۔ ۴۶

وقال الفرمذی حسن صحيح.

(۶۱۴) آخرجه المصنف فی السنن (۱۸۷/۲) بنفس الإسناد.

وقال: رواه مسلم في الصحيح عن الحسن بن عيسى بن عبد الله بن العمارك ومن وجه آخر عن حمزة الزيات

انظر مسلم (۳۱۸/۱)

(۶۱۵) آخرجه ابو داؤد (۱۵۰۳) من طریق الأوزاعی۔ ۴۶

(۶۱۶) آخرجه مسلم (۱/۳۱۸) من طریق أبي عبد المذحجی عن عطاء بن یزید اللیثی۔ ۴۶

ہے عطاء بن یزید نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور اسی طریقہ سے اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں۔

۲۱۶..... ہمیں خبر دی ابو الحسنین بن بشران نے، ان کو ابو ہریرہ عظیم بن عمر بن عتری روزاز نے، ان کو محمد بن عبد الملک دیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو ورقاء نے، ان کو کسی نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ لوگوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالدار لوگ درجے بھی لے گئے ہیں اور دائی تھیں بھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ کیسے؟ ہوئے کہ جیسے تم نمازی پڑھتے ہیں وہ بھی پڑھتے ہیں، جیسے ہم روزے رکھتے ہیں وہ بھی رکھتے ہیں، جیسے ہم جہاد کرتے ہیں وہ بھی کرتے ہیں۔ گروہ فاضل مال اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں، مگر ہمارے پاس مال قو نہیں ہیں کہ خرچ کریں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہیں ایسی بات کی خبر نہ دوں کہ تم اس کے ذریعے اس کے مرتبے کو پا لو جو تم سے آگے ہے اور جو تمہارے بعد آئے تم اس سے آگے بڑھ جاؤ اور کوئی ایسی تکی نہ کر پائے جو تم کر پاؤ۔ مگر وہ شخص جو وہی تکی کرے کہ تم ہر نماز کے بعد وہ مرتبہ سبحان اللہ، وہ مرتبہ الحمد للہ اور وہ مرتبہ اللہ اکبر پڑھو۔

بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن یزید سے۔

۲۱۷..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو یکم محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عسید اللہ بن موسیٰ نے، ان کو مشعر نے مسعودی سے، ان کو ابراہیم سکسکی نے، ان کو عبد اللہ بن ابی اوفی نے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور ذکر کیا کہ وہ قرآن میں سے کچھ بھی نہیں سکھ لتا اور اس سے سوال کیا کہ مجھ کوئی ایسی خیر سکھا دیں جو قرآن کی جگہ اس کو کفایت کر جائے۔ فرمایا کہ کہو:

سبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اكبر ولا حول ولا قوة الا بالله العظيم

۲۱۸..... ہمیں خبر ابو الحسنین بن بشران نے، ان کو ابو ہریرہ عظیم بن عمر روزاز نے، ان کو حسان بن ثواب ابو علی نے ان کو عمار بن عثمان حلی نے، ان کو ابو عثمان نے اور احمد بن حنبل ان کی توثیق کرتے تھے اور اس بات پر افسوس کرتے تھے کہ آپ نے اس سے کوئی شنبیں لکھی۔ ان کو عفر بن سلیمان ضمی نے، ان کو ثابت نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی خیر سکھ لائیے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا، یہ کہو:

سبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اكبر.

اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر پا عبد کیا اور جمل دیا۔ پھر کچھ سوچنے لگا۔ پھر واپس لوٹ آیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھ کر مکرائے اور فرمایا یہ سچنا تو ما یوس کا ہے۔ وہ آگیا اور بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اکبر۔ یہ تو ساری بات اللہ کے لئے۔ میرے لئے کیا ہے؟

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے دیہاتی جب تم یہ کہتے ہو سبحان اللہ (اللہ باک ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، تم نے سچ کہا ہے اور جب تم کہتے ہو الحمد للہ (سب تعریف اللہ کے لئے ہے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تو نے سچ کہا اور جب تم کہتے ہو اللہ اکبر (اللہ سب سے بڑا ہے)۔

(۲۱۷) آخر جه المصنف في السنن (۱۸۲/۲) بنفس الإسناد.

وآخر جه البخاري (۸۹/۸) عن إسحاق عن يزيد. به.

(۲۱۸) آخر جه المصنف في السنن (۳۸۱/۲) من طريق المسعودي. به.

والمسعودي هو عبد الرحمن بن عبد الله.

والسکسکی هو ابراهیم بن عبد الرحمن السکسکی.

(۲۱۹) في الرؤى للبيهقي (۸۲۵) الحسن بن ثواب بدلاً من الحسن بن ثوب.

والحدیث عزاء في الكنز (۳۹۱۱) للمصنف فقط.

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں تم نے حق کہا اور جب تم کہتے ہو اللہم اغفر لی (اے اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمادے، مجھے بخش دے) اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، بالکل میں نے تجھے بخش دیا ہے اور جب تم یہ کہتے ہو اللہم ارحمنی (اے اللہ مجھ پر رحم فرم)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بالکل میں نے رحم کر دیا اور جب تم کہتے ہوئے اللہم ارزقنی (اے اللہ مجھے رزق دے)۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بالکل میں رزق دوں گا۔
چنانچہ وہ دریہاتی اس رسی پر بیٹھا جو اس کے ساتھ میں تھا پھر واپس چلا گیا۔

۲۲۰.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان ابن ابی داؤد بریس نے، ان کو محمد بن عبید طناشی نے، ان کو یوسف بن ابی اخشن سعی نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن سعد بن ابی وقار نے، کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد محمد نے اپنے والد سعد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:
حضرت یوسف علیہ السلام نے دعا کی، جس کے ساتھ انہوں نے مچھل کے پیٹ میں دعا کی تھی:

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سَبَّحْتَنِكَ أَنِّي كُنْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ

کوئی معبود نہیں ہوا ہے تیرے تو پاک ہے۔ بے شک میں خالموں میں سے ہوں۔

جو شخص بھی کسی تکلیف اور پریشانی میں اس کے ساتھ دعا مانگتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی دعا قبول فرماتے ہیں۔

۲۲۱.....ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبده ان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن علی خراز نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو موسیٰ بن خلف گئی نے، ان کو عاصم بن بحدله نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو امام ہانی بنت ابی طالب رضی اللہ عنہا نے، فرماتی ہیں میرے پاس سے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم گزرے، میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں بڑی عمر کی ہو چکی ہوں یا یوں کہا کہ میں ضعیف ہو چکی ہوں یا جیسے بھی کہا ہو گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کسی ایسے عمل کا حکم فرمائیے جو عمل میں بیٹھے بیٹھے کر لیا کروں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: آپ ایک سوار بجان اللہ پڑھتے۔ یہ ایک سو غلام آزاد کرنے کے برابر ہو گا جسے آپ اولاد اساعیل علیہ السلام میں سے آزاد کریں اور ایک سوار الحمد اللہ پڑھتے۔ یہ آپ کے لئے ایک سو لکام جڑھائے ہوئے زین کے، ہوئے گھوڑوں کے برابر ہو کر آپ اللہ کی راہ میں جہاد کریں اور ایک سوار بارانہ کا لبر پڑھتے، یہ آپ کے لئے ایک سو قلادہ اور پڑھتے ہوئے ایک سو اونٹوں کے برابر ہو گا جو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قربانی کے لئے قبول ہوں اور ایک سوار لالہ اللہ اللہ پڑھتے۔ موسیٰ کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ یہ فرمایا تھا اس سے آسمان و زمین کا خلائقیوں سے بھر جائے گا اور اس دن تیرے عمل سے بہتر کسی کا عمل اللہ کی طرف بلند نہیں ہو گا۔ ہاں اس کا جو تیری میں عمل کرے گا۔

۲۲۲.....ہمیں خبر دی ابو علی بن شاذان نے بغداد میں، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو الربيع سلیمان بن داؤد عکنی نے، ان کو محمد نے، ان کو دو طفاؤی نے ان کو ابو مسلم بکل نے، ان کو حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے، یہ کبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز کے بعد پڑھتے تھے:

اللهم ربنا و رب كل شئي انا شهيد انك انت رب وحدك لا شريك لك. اللهم ربنا و رب كل شئي انا شهيد ان محمدًا عبدك و رسولك. اللهم ربنا و رب كل شئي انا شهيد ان العباد كلهم اخوة. اللهم ربنا و رب كل شئي ا. اجعلنى مخلصا لك واهلى فى كل ساعة من الدنيا والآخرة يا ذا الجلال والاكرام. اسمع واستجب الله اكبر الاكبر. الله نور السموات والارض الله اكبر الاكبر، حسنى الله ونعم الوكيل الله اكبر الاكبر.

اے اللہ، ابے ہمارے رب اور ہر شے کے رب۔ میں گواہ ہوں کہ بے شک تو ہی رب ہے تو اکیلابے، تیر کوئی شریک نہیں ہے۔ اے اللہ، ابے ہمارے رب اور ہر شے کے رب، میں گواہ ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تیرا بندہ ہے اور تیر رسول ہے۔ اے اللہ، ابے ہمارے رب اور ہر شے کے رب، میں گواہ ہوں کہ بندے سارے کے سارے بھائی بھائی ہیں۔ اے اللہ، ابے ہمارے رب اور ہر شے کے رب مجھے اور میرے گھر والوں کو اپنے لئے مقص دنادے، ہر لمحے دنیا میں اور آخرت میں۔ اے عظت اور بزرگی والے، میری دعا سن لے اور قبول فرمائے، اللہ سب سے بڑا ہے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ آسمانوں کو اور زمین کو وشن کرنے والا ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، سب سے بڑا ہے۔ مجھے اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کار ساز ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔

۲۲۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الحمید حارثی نے، ان کو ابوسائد نے، ان کو ساسانہ نے، ان کو محمد بن کعب نے، ان کو عبد اللہ بن سداد نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے چند کلمات سکھلانے تھے۔ ان کو وہ کلمات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھلانے تھے جنہیں وہ کرب اور پریشانی میں پڑھتے تھے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ. سَبَّحَ اللَّهُ وَتَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ.
اللہ کے سوا کوئی معبوود مشکل کشائیں، وہ حوصلے والا ہے۔ اللہ پاک ہے اور اللہ برکت والا ہے۔ عرش عظیم کا مالک ہے۔
ساری تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ہیں جو کہ ساری جہانوں کا پالنے والا ہے۔

۲۲۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حسین بن علی نے زائدہ سے، ان کو عبد الملک بن عیسر نے، ان کو مصعب نے یہ کہ عبد الملک بن سروان نے مدینے میں اپنے عامل هشام بن اساعیل کو لکھا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ حضرت حسن بن حسن المل عراق کے ساتھ خط و کتابت کر رہے تھے۔ تیرے پاس جب میرا یہ خط پہنچ تو ان کے پاس پیغام بھیج کر انہیں گرفتار کر لیا جائے۔ مصعب کہتے ہیں کہ ان کے پاس جب وہ لائے گئے ہشام کچھ معروف تھے، چنانچہ ان کے پاس علی بن حسین اٹھے اور فرمایا کہ اے چیخ ازاد بھائی مشکل کشائی کے کلمات پڑھ لیجئے۔ (وہ یہ ہیں):

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ. لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ. سَبَّحَ اللَّهُ رَبُّ السَّمَاوَاتِ السَّبْعِ
وربِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ. الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَلَمِينَ.

مصعب فرماتے ہیں کہ هشام نے ان کو دیکھ کر چہرہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہنے لگائیں نے دیکھا ہے کہ یہ ایسا چہرہ ہے جو محبوث کے ساتھ گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کا راستہ چھوڑ دیا جائے اور امیر المؤمنین سے بات اور مراجعت کر لی جائے۔

۲۲۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو حامد بن ابی حامد مقروی نے، ان کو الحن بن

(۱۲۲)..... اخرجه أبو داؤد (۱۵۰۸) عن مسدد و سليمان بن داؤد العنكبي. به.

وقال المنذري قال الدارقطني: تفرد به معمور بن سليمان عن داؤد الطفاوى عن أبي مسلم الجلى عن زيد بن أرقم اهـ.

وقال المنذري: في إسناده داؤد الطفاوى قال يحيى بن معين ليس بشيء.

(۱۲۳)..... اخرجه الحاكم (۵۰۸) من طريق اسامة بن زيد. به وقال الحاكم هذا حديث صحيح على شرط مسلم ولم يخرجاه لاختلاف فيه على النافقين و وافقه الذهبي.

(۱۲۶)..... اخرجه ابن أبي الدنيا في الفرج بعد الشدة عن محمد بن الحسين عن محمد بن سعيد عن شريك عن عبد الملك بن عمير قال كتب الوليد بن عبد الملك إلى عثمان بن حيان المزني. انظر الحسن بن الحسن فاجلده مانه جلدہ..... الخ. بصحوة.

سلیمان رازی نے، ان کو عبد الرحمن بن عبد اللہ عین مسعودی نے، ان کو عبد اللہ بن مخارق بن سلیم نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ جس وقت ہم تمہیں کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو ہم تمہارے پاس کتاب اللہ سے اس کی تصدیق بھی پیش کرتے ہیں۔ بے شک بندہ جب کہتا ہے:

سبحان الله، والحمد لله، ولا الله الا الله، والله اکبر و تبارک الله.

تو ایک فرشتہ ان کلمات کو اپنے قبضے میں لے لیتا ہے اور انہیں اپنے پر کے نیچے حفظ کر لیتا ہے۔ پھر ان کو لے کر وہ اوپر کوچھ ہجاتا ہے، وہ ان کلمات کو لئے ہوئے فرشتوں کی جس کسی جماعت کے ساتھ گزرتا ہے تو وہ اس کے لئے استغفار کرتے ہیں جس نے یہ الفاظ پڑھے تھے۔ یہاں تک کہ انہیں لے کر وہ حسن کے سامنے پہنچ جاتا ہے۔ اس کے بعد حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی:

الْيَه يَصُدُّ الْكَلْمَ الطَّيِّبَ وَالْعَمَلَ الصَّالِحَ يَرْفَعُهُ (قاطر)

اسی کی بارگاہ میں چڑھتے ہیں پاکیزہ کلمات اور عمل صالح بلند کرتا ہے اسی کو۔

۶۲۶..... یہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن الحنفی نے، ان کو صن بن موئی اشیب نے، ان کو حادثہ، ان کو ثابتہ، ہنافی نے کہ ایک آدمی نے فرانخی میں چار غلام آزاد کے اور دوسرے آدمی نے کہا: سبحان الله، والحمد لله، ولا الله الا الله، والله اکبر۔

پھر مسجد میں داخل ہوا تو دیکھتا ہے حبیب سلمی اور اس کے رفقاء بیٹھے ہیں۔ اس نے ان سے پوچھا، آپ لوگ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ جس نے چار غلام آزاد کے اور دوسرے نے کہا اے اللہ اس نے تو چار گرد تیس غلامی سے آزاد کرائی ہیں اور میں تھا ہوں۔ سبحان الله، والحمد لله، ولا الله الا الله، والله اکبر۔

دونوں میں سے کون افضل ہے؟ پس ہزوڑی اسی دری انہوں نے غور کیا، پھر یوں لے ہم اللہ کے ذکر سے افضل کوئی چیز نہیں سمجھتے۔

۶۲۷..... یہیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موئی نے، دونوں نے کہا کہ یہیں حدیث بتائی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلمان نے، ان کو عبد الرحمن بن جحدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو منصور نے، ان کو سالم بن ابو الجعد نے کہ ایک آدمی نے حضرت ابووردا رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ ابو سعد بن محبہ نے ایک سو غلام آزاد کئے ہیں۔ فرمایا کہ بے شک سو غلام آزاد کرنا ایک آدمی کے مال میں بہت ہوتا ہے۔ لیکن اگر آپ چاہیں تو میں آپ کو اس سے بھی افضل کی خبر دوں؟ ایمان جوش و روز کے ساتھ لازم و ملزم ہو اور تیری زبان ہمیشہ اللہ کے ذکر کے ساتھ ترویٰ چاہئے۔

۶۲۸..... یہیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو احمد بن عبید اللہ نزیکی نے، ان کو حجاج بن محمد اعور نے، کہتے ہیں کہ ابن حربیج نے کہا کہ مجھے خبر دی ہے موئی بن عقبہ نے سہیل بن ابی صالح سے، ان کو ان کے والد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، ان کوئی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص کسی محفل میں بیٹھے جس میں شور و شغب زیادہ ہو۔ پھر وہاں سے اٹھنے سے قبل وہ یہ کہے:

(۶۲۵) آخرجه المصنف من طریق الحاکم (۲۲۵/۲) عن محمد بن یعقوب، به وصححه الحاکم ووافقه النہی.

(۶۲۶) آخرجه ابو نعیم فی الحلیۃ (۱/۲۱۹) من طریق عبد الرحمن بن مهدی، به.

(۶۲۷) آخرجه الترمذی (۳۴۳) واحمد (۳۹۲/۲) من طریق حجاج بن محمد، به.

وقال الترمذی حسن غريب صحيح من هذا الوجه لانعرفه من حدیث سهیل إلا من هذا الوجه.

سبحانک ربنا و بحمدک لا اللہ الا انت استغفرک و اتوب الیک (الا غفر له ما کان فی مجلسه ذلك)
اس کے وہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں جو اس مخالف میں ہوئے تھے۔

۶۲۹..... ہمیں خبر دی ہے احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو محمد بن اسحاق صفائی نے، ان کو ابوالصلہ خزاعی نے، ان کو خلداد بن سليمان نے (اوروہ خدا ترس لوگوں میں تھے) ان کو خالد بن عمار نے، ان کو عروہ بن زیر نے، ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی مجلس میں بیٹھتے تھے یا نماز پڑھتے تھے تو کچھ کلمات کے ساتھ تکلم فرماتے تھے۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کلمات کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی بھی خبر اور اچھائی کے ساتھ کلام کرتا ہے تو قیامت تک اس خبر پر ان کلمات سے طالع اور مہر لگانے والا ہوگا اور اگر اس کے بغیر مکمل کرے تو بھی اس کے لئے کفارہ ہوتے ہیں (وہ یہ ہیں):

سبحانک اللہم وبحمدک لا اللہ الا انت استغفرک و اتوب الیک.

۶۳۰..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو محمد بن الحنفی نے، ان کو ابو جعفر اصفہانی نے، ان کو ابو معاویہ نے اعمش سے، ان کو ابراہیم تیمی رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو حارث بن سوید نے، ان کو عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ فرمایا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ اللہ کے ہاں محبوب ترین کلام:

سبحانک اللہم وبحمدک وبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا اللہ غير ک

ہے اور اللہ کے یہاں مبغوض ترین کلام یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرا آدمی سے کہے: اق الله تو اللہ سے ڈر۔ یا اللہ کی نافرمانی کرنے سے ڈر تو دوسرا حباب دے تو ہی پچھا پنے آپ کو یا تو ہے ڈر۔

۶۳۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو علی حسین بن علی حافظ نے، ان کو ابو حنیفہ بن حباب ججی نے بصرہ میں ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سخیان نے، ان کو ابو اسحاق نے جویں نبھدی سے ان کو ایک آدمی نے بولیم سے کہتے ہیں کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شارکیا میرے ہاتھ میں یا پنے ہاتھ میں:

التسبیح نصف المیزان و الحمد لله تعلاء و العکبیر تعلاء مابین السمااء والارض

والصوم نصف الصبر و الظهور نصف الایمان.

سبحان اللہ کہنا ترازو کو آدھا بھر دیتا ہے۔ الحمد للہ کہنا پورا بھر دیتا ہے۔ اللہ کہرا کہنا زیاد میں آسان کے درمیان خلا، کو بھر دیتا ہے۔ روزہ رکھنا آدھا صبر ہے اور طہارت نصف ایمان ہے۔

۶۳۲..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابی طالب نے، ان کو قبیصہ نے، ان کو سفیان بن سعید نے، ان کو ابو حیان نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہمارے ایک شیخ تھے جب متھے کوئی سائل کہتا ہے کون ہے جو قرض حسنة دے۔ فرماتے:

(۶۲۹) آخر جه النسائی فی الصلاة و فی الیوم والليلة عن محمد بن اسحاق. به.

(۶۳۰) آخر جه الاصبهانی فی الترغیب (۳۷۹) من طریق ابی العباس محمد بن یعقوب الأصم.

(۶۳۱) آخر جه الترمذی (۳۵۱۹) من طریق ابی اسحاق. به.

وقال الترمذی هذا حديث حسن وقد روأه شعبة و سفيان الثوری عن ابی اسحاق.

(۶۳۲) آخر جه الاصبهانی فی الترغیب (۷۴۵) من طریق بحی بن ابی طالب. به.

سبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اکبر.

یہ قرضہ حسنے ہے۔

۶۳۳:.....بھیں خردی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ جرجانی نے، ان کو ابو بکر محمد بن قاسم ابیاری نے، ان کو میرے والد نے، ان کو حسن بن عبد الرحمن نے، ان کو عباس بن الفرج نے، ان کو صمعی نے، ان کو عیسیٰ بن عمر نے فرماتے ہیں کہ نابغہ نی شیان شاعر جب شعر کہتا تو اپنی زبان کو قابو کر لیتا، پکڑ لیتا۔ کہتا میں ضرور تیرے اور مسلط کروں گا جو جو تجھے برائے لگے گا:

سبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اکبر.

یعنی اگر دنیا وی با توں میں شعر کہنے سے زبان آلوہ کرتے تو اس کی تلافی ماقات کے طور پر مذکورہ ذکر کرتے۔

۶۳۴:.....بھیں خردی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو محمد بن عزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو عبد الکریم بن حیثم نے، ان کو ابو الصالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، یہ کہ شعوذ بن عبد الرحمن نے اس کو بیان کیا اہن عائد ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دو آدمیوں کی پناہی کرنے کا حکم فرمایا۔ ایک کہتا ہے اللہ اور دوسرا کہتا سبحان اللہ۔ امیر المؤمنین نے فرمایا تو ہلاک جائے تخفیف کوئی نہیں سے، بے شک تسبیح صرف موسیٰ کے دل میں استقر ار پکڑتی ہے۔

۶۳۵:.....بھیں خردی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو وائل نے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت حسن بصری سے سنا، وہ بیان کرتے تھے کہ ایک آدمی نے خواب میں دیکھا کہ اعلان کرنے والا اعلان کر رہا ہے آسمان سے اے لوگوا! اپنے خطرے سے پچھے کے لئے اپنے ہتھیار سنبھال لو۔ لوگ ہٹئے ہیں اور انہوں نے ہتھیار سنبھال لئے ہیں۔

ایک آدمی آیا اس کے پاس ڈمٹے کے سوا کچھ نہیں تھا۔ اس نے وہی لے لیا۔ پھر آسمان سے پکارنے والے نے پکارا، تمہارے خطرے سے پچھے کے لئے تمہارے ہتھیار نہیں ہیں، بلکہ اہل زمین میں سے کسی نے پوچھا کہ ہمارے خطرے کے لئے ہمارے ہتھیار کیا ہیں؟ منادی کرنے والے نے کہا کہ وہ ہتھیار یہ ہے:

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ سَبْحَانَ اللَّهِ وَاللَّهُ أَكْبَرُ وَلَلَّهِ الْحَمْدُ.

۶۳۶:.....بھیں خردی ابو حسن بن بشران نے، ان کو ابو عمر و بن ساک نے ان کو ضبل بن اسحاق نے، ان کو خالد بن خداش نے، ان کو ادریس بن ابی بکر نے، ان کو ابن انجی جریر بن حازم نے، کہتے ہیں کہ ہم عثمان سے ہمہ نہیں کرتے تھے۔ جب اس کا انتقال ہو گیا تو میں نے اسے خواب میں دیکھا تو میں نے ان سے پوچھا، کیا دیکھتے ہیں آپ اس محفل کے بارے میں جس میں ہم ہوتے تھے؟ فرمایا کہ سب کچھ باطل ہے۔ میں نے اس ذکر سے زیادہ بہتر کچھ نہیں پایا:

سبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اکبر.

۶۳۷:.....بھیں خردی ابو عبد اللہ حافظ نے، انہوں نے سا بوز کریما بن الحنفی عزیزی سے، کہتے ہیں کہ میں نے سا ابراہیم بن علی؛ حلی سے، وہ کہتے کہ میں نے سا اپنے بعض مشائخ سے وہ ذکر کرتے تھے کہ انہوں نے دیکھا احمد بن احمد کو خواب میں اور اس سے پوچھا کہ تمیرا کیا حال ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے:

سبحان الله والحمد لله ولا الله الا الله والله اکبر

سے زیادہ نفع والی آخرت کے اعتبار سے کوئی جیز نہیں پائی۔

مجموعہ اذکار میں سے استغفار بھی

اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگنا

شیخ حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، اسی قبل سے یعنی ذکر کے قبل سے استغفار ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرنا۔
اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

استغفرو اربکم انه كان غفاراً (سورة نون: ۱۰)

(اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے نوح علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا) اپنے رب سے بخشش طلب کرو، بے شک وہی بہت بخشش والا ہے۔
اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث بھی آئی ہیں۔ شیخ حنفی نے بھی کئی احادیث ذکر کی ہیں۔ ہم نے انہیں کتاب الدعوات میں ذکر کر دیا
ہے اور یہاں بھی ان میں سے بعض کو ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ۔

۶۳۸: ...ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو بکر محمد بن حسین قضاں نے، ان کو احمد بن یوسف سیمی نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو
مصر نے، ان کو زہری نے، ان کو ابو سلم نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان کے بارے میں:

وامستغفراً لذنبك وللمومين والمؤمنات (حمرہ: ۱۹)

(اسے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) آپ بخشش مانگنے اپنی اغوش کے لئے اور مومنین مردوں اور مومنہ نورتوں سے تھے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی لاستغفار اللہ فی الیوم سبعین مرة

بے شک میں (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) البت اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگتا ہوں دن میں ستر مرتبہ۔

۶۳۹: ...ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسن احمد بن عبد اللہ مزنی نے، ان کو علی بن مقری نے، ان کو ابو یمان نے، ان کو شیعہ
نے زہری سے، ان کو ابو سلم بن عبد الرحمن نے، کہتے ہیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا:

والله انی لاستغفراً و اتوب فی الیوم اکثر من سبعین مرة

اللہ کی قسم بے شک میں البت بخشش مانگتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں روزانہ ستر بار سے بھی زیادہ۔

اس کو بخاری نے صحیح میں ابو یمان سے روایت کیا ہے۔

۶۴۰: ...ہمیں خبر دی ہے ابو حسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب سقافی نے، ان کو
ابو الربيع نے، ان کو حاد بن زرنے، ان کو ثابت بنانی نے، ان کو ابو بردہ سے، ان کو اغمر مزنی نے، ان کو بھی صحبت رسول حاصل تھی، فرماتے ہیں کہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

انه ليغان على قلبي وانی لاستغفار اللہ فی الیوم ماة مرة

بے شک میرے دل پر پیشانی اور رارانی ہوتی ہے۔ میں استغفار کرتا ہوں دن میں ایک کبار۔

(۶۳۸)آخرجه الترمذی (۳۲۵۹) عن عبد بن حميد عن عبد الرزاق. به وقال الترمذی حسن صحيح.

(۶۳۹)آخرجه البخاری (۸۲/۸) عن أبي اليمان. به.

(۶۴۰)آخرجه مسلم (۲۵/۳) عن أبي الربيع العنکی ویحیی بن یحیی و قتيبة بن سعید جمیعاً عن حماد. به.

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابوالربيع سے۔

(۲۲۱)..... ہمیں خبر دی ابو بکر عبد اللہ بن محمد بن محمد بن سعید بن مسعود سکرنی نے آخری دو میں کہتے ہیں کہ میں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد یعقوب معتقلی نے لکھوا کر ان کو حسن بن علی بن عفان عامری نے، ان کو ابو اسامہ نے ان کو مالک بن مغول نے، ان کو محمد بن سوقہ نے، ان کونافع نے، ان کو حضرت ابن عمر نے، فرمایا کہ تم لوگ بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں شمار کرتے تھے یا الفاظ:

رب اغفرلی وتب علی انک انت التواب الرحيم. مائنا مرا

اے میرے رب مجھے بخش دے، میری توبہ قبول فرماء، بے شک تو ہی توبہ قبول کرنے والا میر بان ہے۔ سوم رتبہ۔

(۲۲۲)..... ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد عامری نے، ان کو محمد بن شاذان نے، ان کو ابو الحلق بن ابراهیم حظی نے اور محمد بن رافع نے اور محمد بن یحییٰ نے، کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے، اس کو عبد الحمید بن عبد الرحمن نے، ان کو عثمان بن واقد نے، ان کو ابو نصیرہ نے مولیٰ ابی بکر سے، اس کو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لم يضر من استغفر وان اذنب في اليوم سبعين مرة

جو شخص استغفار کرتا ہے اس کا کچھ نقصان نہیں ہے، اگرچہ وہ روزانہ ستر گناہ کرے۔

(۲۲۳)..... ہمیں خبر دی ہے ابوحسن علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو احمد بن عبد صفار نے، ان کو تھام نے ان کو ابو حنیفہ نے، ان کو سفیان بن ابی اوواحش نے، ان کو عبدی نے، کہتے ہیں کہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، میں اس بات سے ڈرتا ہوں کہ میری زبان مجھے جہنم میں داخل نہ کر دے۔ اس لئے کہ میں تیز زبان اور سخت زبان والا آدمی ہوں، اپنے گھر والوں پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ابن انت من الاستغفار انى لا استغفر لله فى اليوم مائنا مرا

کہاں غافل ہوتم استغفار سے بے شک میں البتہ استغفار کرتا ہوں اللہ سے روزانہ سو بار۔

(۲۲۴)..... ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن فورک نے ان کو عبد اللہ بن حضرنے، ان کو یوسف بن حسیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابو الحلق نے، ان کو ولید بن الہمغیرہ نے، ان کو حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تیز زبان کا آدمی ہوں اور میرے گھر والے زیادہ تر بھی۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو استغفار سے کہاں غافل ہے؟ میں ضرور استغفار کرتا ہوں روزانہ سو مرتبہ اللہ تعالیٰ سے۔

(۲۲۵)..... ہمیں خبر دی ہے ابو النصر عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قدادہ سے، ان کو ابو عمرو بن نصر نے، ان کو ابراهیم بن دحیم دمشقی نے مکہ کر مس میں ان کو هشام بن عمار نے، ان کو ولید نے، وہ ابن مسلم سے، ان کو حکم بن مصعب قرشی نے، کہتے کہ میں نے ساختمان بن علی بن عبد اللہ بن عباس سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ان کے والد سے، وہ ان کے دادا حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۲۲۶)..... آخر جہہ احمد (۲/۲۱) من طریق مالک بن مغول۔ یہ۔

(۲۲۷)..... آخر جہہ أبو داؤد (۱۲/۱۵) والترمذی (۹/۵۵) من طریق عثمان بن واقد العمري۔ و قال الترمذی هذا حديث غريب إنما نعرفه من حدیث أبي نضیرة وليس إسناده بالقوى۔

(۲۲۸)..... آخر جہہ الحاکم (۲/۷۵) من طریق سفیان۔ یہ۔ وصححه الحاکم ووافقه الذہبی۔

(۲۲۹)..... آخر جہہ المصطفیٰ من طریق أبي داؤد الطیالسی (۷/۲۴) عن شعبۃ۔ یہ۔

من اکثر الاستغفار جعل اللہ له من کل هم فرجاً و من کل ضيق مخروجاً و رزقه من حيث لا يحسب
جو شخص کثرت کے ساتھ استغفار کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لئے ہر فکر و پریشانی سے کشادگی اور ہر عجی سے راہنمایت نہاتا ہے
اور اس کو ایسی جگہ سے رزق عطا کرتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔

(۶۲۶) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو مکر قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے ان کو محمد یوسف نے، کہتے ہیں کہ سفیان نے ذکر کیا منصور بن صفیہ سے اس نے اپنی ماں صنیہ سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرماتی ہیں کہ:

طوبی لمن وجد فی صحیفته استغفاراً كثیراً
مبارک ہوا شخص کو جو اپنے صحیفے میں پالے استغفار کثیر۔

صحیح ہے مگر بطور موقوف ہونے کے او رعنان بن سلام سے روایت ہے سفیان سے بطور مرفوع روایت کے اور روایت کیا گیا حدیث داؤد بن عبد الرحمن سے، ان کو منصور بن صفیہ سے اسی طرح مرفوع روایت ہے۔

(۶۲۷) ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے ان کو عمر و بن عثمان نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو احمد بن عثمان زاہد نے، ان کو عثمان بن بشرنے، ان کو عمر و بن عثمان نے بن سعید بن کثیر بن دینار حفصی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن نے کہتے ہیں کہ میں نے سن عبد اللہ بن بشر رضی اللہ عنہ سے، فرماتے ہیں کفر میا تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

طوبی لمن وجد فی صحیفته من الاستغفار.
مبارک ہوا شخص کو جو اپنے صحیفے میں استغفار کو پالیتا ہے۔

اور ان عبد ان نے اپنی روایت میں کہا ہے:

طوبی لمن وجد فی کتابہ استغفاراً كثیراً
مبارک بادی ہے اس شخص کے لئے جو شخص اپنے اعمال نامے میں کثیر استغفار پالیتا ہے۔

اور انہوں نے یہیں کہا کہ میں نے سن ہے۔

(۶۲۸) ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو احمد بن میخی طوانی نے، ان کو عقیق بن یعقوب بن صدقی بن موئی زیدی نے، ان کو متذکر کے دو فویں بیٹوں نے، یعنی عبد اللہ اور محمد نے، ان کو هشام بن عروہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت زیر رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من احباب من تسره صحیفته فلیکثراً فیها من الاستغفار

جو شخص پسند کرتا ہے کہ اس کا اعمال نامہ اس کو اچھا لگے اور خوش کر دے اسے چاہئے کہ وہ کثرت سے استغفار کرے۔

(۶۲۹) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن جامع بن احمد محمد آبادی نے، ان کو ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن الجی

(۳۲۵) آخر جه الحاکم (۲۲۲/۳) من طریق الولید بن مسلم، به.

وصححه الحاکم ووافقه و قال النھیی الحکم لیه جهالہ.

(۶۲۷) آخر جه ابن ماجہ (۳۸۱۸) عن عمر و بن عثمان، به.

وقال الیوسیری فی الزوائد ایساده صحیح و رجاله ثقات.

(۶۲۸) عزاء الهیشمی فی المجمع (۲۰۸/۱۰) للطبرانی فی الاوسط وقال: رجاله ثقات.

اٹھنے، اس صورت میں کہ اس نے ان کو پڑھ کر سنایا اور ان کو ابو عبد الرحمن نے بطور املاکرو کے کہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن محمد بن عبدوس طراویٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث یہاں کی عثمان بن سعیدواری نے، ان کو رونق بن روح حصیٰ نے، ان کو ولید بن سلم نے، ان کو نظر بن عربیٰ نے، ان کو محمد بن مکدر نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان لقلوب صدء کصمدنا اللحاس و جلاء ها الاستغفار

بے شک دلوں کے لئے زنگ ہوتا ہے تابہ کے زنگ کی طرح اور اس کی صفائی استغفار کرنا ہے۔

۱۵۰ ہمیں خبر دی ابو محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو الحسن علی بن محمد بن عتبہ شبیانی نے کوفہ میں، ان کو حسین بن حکم نے، ان کو ابو حفص عشیٰ نے، ان کو سفیان ثوری نے، کہتے ہیں کہ میں جعفر بن محمد کے پاس گیا، وہ اپنی مسجد میں تھے، بولے کیسے آئے اے سفیان؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ علم کی طلب میں آیا ہوں۔ فرمایا کہ اے سفیان جب تیرے اور پر کوئی نعمت ظاہر ہو جائے تو اللہ سے ذر، اور جب تجھے سے رزق رک جائے تو استغفار کر اور جب تجھے کوئی بھی امر خوفزدہ کرے تو لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ۔ پھر کہا کہ اے سفیان، اے سفیان، اے سفیان، اے سفیان (تین بار) کوئی تمکن چیزیں ہیں (جو میں نے بتائی ہیں یعنی ان کو لازم پکرو)۔

۱۵۱ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن دینار محدث نے، ان کو احمد بن محمد بن نظر نے، ان کو سعید بن داؤد نے، ان کو عبد العزیز بن ابی حازم نے اور ان دراوری نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہم جعفر بن محمد بن علی بن حسن بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹھتے تھے، اتنے میں سفیان ثوری تشریف لائے اور اجازت چاہی۔ انہوں نے اجازت دی، اندر آئے اور سلام کیا اور بیٹھ گئے حضرت جعفر نے کہا اے سفیان بولے لیک (میں حاضر ہوں) آپ ایسے آدمی ہیں کہ آپ بادشاہ کو ڈھونڈتے ہیں اور میں بادشاہ سے پہتا ہوں۔ آپ ذات کا کر جانے کے بغیر ای اٹھ جائیے۔ حضرت سفیان بولے آپ حدیث یہاں کریں اور میں اٹھ جاؤں۔ چنانچہ حضرت جعفر (صادق) کہنے لگے میرے والد نے میرے دادا سے سن کر بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: جس شخص پر اللہ تعالیٰ کوئی انعام فرمائیں اسے چاہئے کہ وہ اللہ کی حمد اور شکر کرے اور جس شخص سے رزق ست ہو جائے اسے چاہئے کہ وہ اللہ بے بخشش اور استغفار کرے اور جس کو کوئی امر مشکل آ کر دیا اسے چاہئے کہ وہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ پڑھے۔

اس کے بعد سفیان ثوری اٹھ گئے۔ لہذا حضرت جعفر نے ان کو آواز دی یا سفیان، بولے لیک (حاضر ہوں) فرمایا مضبوطی سے ان کو پکڑنا، یہ تین ہیں۔ کوئی تین؟ اور اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔

۱۵۲ ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن حرضی نے، ان کو ابو بکر بن مقسم مقری نے، ان کو موسیٰ بن حسن بن عباس مسوی نے، ان کو بشر بن وضاح نے، ان کو حسن بن ابو جعفر نے محمد بن ججاد سے، ان کو حرب بن صباح نے، اس نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک سفر میں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سے استغفار کرو۔ ہم نے استغفار طلب کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو ستر بار پورا کرو۔ ہم نے ستر بار پورا کیا۔ آپ نے فرمایا: ایسا کوئی بندہ یا بندی نہیں ہے جو اللہ تبارک و تعالیٰ سے ایک دن میں ستر بار معافی مانگے اور وہ معاف نہ کرے، بلکہ اللہ تعالیٰ اس کے سات سو گناہ معاف کر دیتے ہیں۔

(۱۴۹) عزاه الہیشمی فی المجمع (۱۰/۲۰۷) رواہ الطبرانی فی الصیر (۱/۱۸۳) والأوسط وفیه الولید بن سلمة الطبرانی وہ کذاب۔

(۱۵۰) عزاه المتنبّری فی الترغیب (۲/۱۳۷) لابن ابی الدین والیہفی والاصبهانی۔

آخر جه الأصبهانی (۲۰۵) من طریق الحسن بن ابی جعفر۔ به۔

۶۵۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو حفص بن غیاث نے، ان کو لیث نے، ان کو منذر ثوری نے، ان کو محمد بن علی نے کہتے ہیں کہ جب تم میں سے کوئی آدی کہے:

استغفرالله واتوبالله
میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اور اس کی طرف توبہ کرتا ہوں۔

پھر اگر وہ نہیں کرتا تو یہ گناہ ہو گا اور جھوٹ ہو گا۔ مگر یوں کہے:

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَتَبْعَدْ عَنِّي
اَنَّ اللَّهَ مُجْعَلٌ بَخْشَ دَيْ اَوْ مِيرَیْ تَبْقَوْ فَرْمَا

۶۵۴..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دری نے، ان کو اسود بن عامر شاذ ان نے، ان کو جماد بن سلمہ نے، ان کو ابو عغیر عطہ نے، ان کو محمد بن عکب قرطہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ تمہارے اندر دوامان اور پناہ کی چیزیں تھیں۔ چنانچہ ایک گزر پکی ہے اور دوسرا باتی ہے:

(۱) وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَعْذِبَهُمْ وَإِنْتَ فِيهِمْ

اے پیغمبر تیرے موجود ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا۔

(۲) وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (انفال ۳۲)

اور جب وہ استغفار اور بخشش مانگ رہے ہوں اس وقت بھی ان کو عذاب نہیں دے گا۔

چنانچہ بقول حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، امان کی چیلی چیز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موجود ہونا تھا جو کہ گذر گیا ہے۔ اور امان کی دوسری چیز استغفار باتی ہے۔

حضرت ابو موسیٰ اشری سے بھی اسی کی مثل روایت ہے۔

۶۵۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قدارہ نے، ان کو ابو منصور نے، ان کو نظر دی نے، ان کو احمد بن نجده نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو فرج بن فضال نے، ان کو بیعہ بن زیند نے، ان کو رجاء بن حیۃ نے، انہوں نے مسجد منی میں ایک قصہ خواں سے سنا، کہہ رہے تھے: اے لوگو! تین خصلتیں ہیں جب تک تم ان کے ساتھ عمل کرو گے تمہیں اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دے گا۔ ① شکر ② دنایا ③ استغفار، اس کے بعد کہا کہ:

ما يفعل الله بعد اياكم ان شكرتم وامتنتم (التاء ۱۷۲)

الله تعالى تمہیں عذاب دے کر کیا کریں گے اگر تم شکر کرو اور تم ایمان لاو۔

اور ارشاد فرمایا:

قُلْ مَا يَأْتِي بِكُمْ لَوْلَا دُعَاءَكُمْ (الفرقان ۷۷)

اگر تم میرے رب کو نہ پکارو تو میرے رب کو تمہاری کوئی پرواہ نہیں ہے۔

اور کہا کہ:

وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَعْذِبَهُمْ وَإِنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللَّهُ مُعذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ (انفال ۳۲)

نہیں ہے اللہ تاکر ان کو عذاب دے، حالانکہ قوانین میں موجود ہے اور نہیں ہے ان کو عذاب دینے والا، حالانکہ وہ استغفار کر رہے ہوں۔

۷۵۶: ہمیں خبر دی ہے ابو حامیم عمر بن احمد حافظ نے، ان کو ابو الحسن محمد بن احمد زکریا نے، ان کو ابوسعید محمد بن شاذان چند فرجی نے، ان کو اخْلَقْ بن ابراہیم حظّلی نے، ان کو خبر دی معمتن بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سن ا عمر سے، یعنی ابوسعیدقطان سے، وہ کہتے ہیں، میں نے سن ا حضرت حسن بصری سے، وہ کہتے ہیں اپنے گھروں میں استغفار کی کثرت کردا اور اپنے درخوازوں پر اور اپنے راستوں (روڈوں) پر اور اپنے بازاروں میں اور اپنی مجلس میں اور جہاں کہیں بھی تم ہو کر جانتے ہو کہ کون وقت برکت نازل ہوگی۔

۷۵۷: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو امام علی بن صفار نے ان کو محمد بن عبد اللہ ابو داؤنے، ان کو امقری عبد اللہ بن یزید نے، ان کو ابو صخر مدنی حمید بن زیادہ نے یہ کہ عبد الرحمن عبد اللہ بن عمر نے اس کو خبر دی ہے اس کو سالم بن عبد اللہ نے، ان کو ابوایوب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم شبِ معراج میں سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر گزرے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا: اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی امت کو حکم دیجئے کہ وہ جنت میں شجر کار اور پودے لگانے کی کثرت کریں۔ اس لئے کہ جنت کی نئی بڑی پاکیزہ ہے، جنت کی زمین بڑی فراخ ہے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے پوچھا کہ جنت کی شجر کاری یا کاشت کاری کیا چیز ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ لا حول ولا قوّة الا باللہ پڑھنا۔ ایسے ہی فرمایا۔

۷۵۸: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو عمر عثمان بن احمد بن سماک نے ان کو عبد اللہ بن ابوسعید نے، ان کو خالد بن خداش نے، ان کو عبد اللہ بن وصب نے، ان کو ابو صخر نے یہ کہ عبد الرحمن بن عبد الرحمن مولیٰ سالم نے ان کو حدیث بیان کی ہے، فرماتے ہیں کہ مجھے سلام نے محمد بن کعب قرضی کے پاس بھیجا (یہ کہہ کر کے) میں چاہتا ہوں کہ وہ مجھے قبر شریف کے کونے کے پاس ملیں۔ جب دونوں کی ملاقات ہوئی تو سالم نے ان سے کہا۔ باقیات الصالحات کیا ہیں؟ محمد بن کعب نے اس سے کہا کہ:

سبحان الله۔ والحمد لله۔ ولا الله الا الله والله اکبر۔ ولا حoul ولا قوّة الا بالله۔

تو سالم نے ان سے کہا اس میں آپ نے لا حoul ولا قوّة الا باللہ کا اضافہ کب سے کر لیا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ میں ہمیشہ سے اس کو کہتا آیا ہوں۔ دو تین بار انہوں نے اس بات پر سوال و جواب کیا۔ ہر دفعہ وہ کہتے رہے کہ میں ہمیشہ سے یہ کہتا آیا ہوں۔ وہ بولے بس میں ثابت کروں گا کہ حضرت ابوایوب الانصاری رضی اللہ عنہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے۔ فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے تھا ہے کہ جب مجھے شبِ معراج میں سیر کرائی گئی میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس سے گذراتو انہوں نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ انہوں نے مجھے خوش آمدید کہا اور مجھے پر سلام کہا اور فرمایا کہ اپنی امت کو حکم دیجئے کہ وہ جنت میں درخت لگانے کی کثرت کریں۔ اس کی نئی پاکیزہ ہے اور اس کی زمین وسیع ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں نے پوچھا جنت میں درخت لگانا کیسے ہو گا؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

لا حoul ولا قوّة الا بالله

اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے کہ احمد بن عبد صفار نے ان کو خبر دی ہے اور ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابو دینیا نے، ان کو خالد بن خداش نے، پھر اس کو ذکر کیا انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مش اور تحقیق بخاری نے اپنی تاریخ میں اس کو ذکر کیا ہے اور اس میں ان دونوں کا اختلاف ذکر کیا ہے۔

۲۵۹: ہمیں خبر دی ہے عمر بن عبد العزیز بن عمر بن قادہ نے، ان کو حامد بن محمد حروی نے، ان کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو عبد اللہ بن رجاء نے، ان کو اسرائیل نے ابو الحسن سے مکمل بن زیاد سے، انہوں نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

الا ادلکم علىٰ كنز من كنز الجنة؟ قلت بلى قال لا حول ولا قوٰة الا بالله لاملجاء من الله الا الله
کیا میں تمہیں جنت کے خراؤں میں سے ایک خزانہ بتا دوں۔ میں نے عرض کیا جی ضرور بتائیے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ وہ ہے لا حول انجئی گناہوں سے پچھا اور نسکی کی طاقت رکھنا صرف اللہ تعالیٰ کی ہمراہی سے ہے۔ کہیں کوئی جائے پناہ نہیں
ہے، سوائے اللہ کے۔

۲۶۰: ہمیں خبر دی ہے ابو حسن علوی نے، ان کو احمد بن حسن حافظ نے، ان کو ابوالا زہرنے، ان کو جریر نے، ان کو ان کے والد نے، فرماتے ہیں کہ میں نے متصور بن ذاذان سے سنا، وہ حدیث بیان کرتے تھے میمون بن ابی شہب سے، وہ قیس بن سعد بن عبادہ سے کہ ان کے والد نے اسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا تھا۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کرتا تھا (ایک مرتبہ) حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائے تو میں دور کعت نماز پڑھ چکا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پیر سے ہلکی ٹھوکر ماری اور فرمایا کہ کیا میں تجھے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کی رہنمائی نہ کروں؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ضرور سمجھئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ ہے:
لا حول ولا قوٰة الا بالله۔

۲۶۱: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن شران نے، ان کو ابو حضری راز نے، ان کو ضبل بن الحنف نے، ان کو موسیٰ بن اساعیل ابو سلم نے، ان کو جریر بن حازم نے، پھر اس کو اس نے اپنی استاد کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس نے کہا کہ میں مسجد میں داخل ہوا اور میں نے دور کعت نماز ادا کی۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، حالانکہ میں دور کعت نماز پڑھ کر لیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے پیر مبارک کے ساتھ مجھے ٹھوکر ماری۔

۲۶۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس بن محمد بن یعقوب نے، ان کو عیین بن ابی طالب نے، ان کو علی بن عامر نے، ان کو خالد حذاء نے ان کو ابو عثمان نے، ان کو ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہات میں ہوتے تھے تو ہم جب کسی چڑھائی پر چڑھتے یا کسی گھر اُنیں میں اترتے تو ہم لوگ زور و رُور کے ساتھ اللہ اکبر کہتے تھے (ایک مرتبہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

لوگوں اپنی آوازوں کو پست کرو، اس لئے کہ تم کسی بہرے کوئی پکار رہے ہو اور نہ ہی کسی غائب کو، بے شک تم لوگ جس کو پکالد رہے وہ تمہاری رکاب سے بھی قریب تر ہے اور فرمایا ہے کہ اے عبد اللہ بن قیس آپ ارادہ کرتے تھے ابو موسیٰ کا۔ میں نے کہا لیکیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ فرمایا کیا میں تجھے جنت کے خراؤں میں سے ایک خزانے کی ولالت نہ کروں؟ میں نے عرض کیا ضرور سمجھئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ہے لا حول ولا قوٰة الا بالله۔

ہماری و مسلم نے اس کو اپنی صحیح میں نقل کیا ہے۔

(۲۵۹) آخرجه احمد (۵۲۵/۲) من طریق ابن اسحاق بہ.

وقال الہیشمی فی المجمع (۱/۵۰) رجالہ ثقات.

(۲۶۲) آخرجه البخاری (۴۹/۳) و مسلم (۲۰۷/۳) من طریق ابی عثمان بہ.

۶۶۳ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مرد میں ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو عبد اللہ بن مسعود نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابوالحق نے، ان کو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اور ابوسعید نے وہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس وقت بندہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معود و مشکل کشا نہیں ہے۔ اللہ سب سے ہو ہے۔ اس کا رب اس کو چاقر اور دنیا ہے اور فرماتا ہے کہ میرے بندے نے حق کہا، کوئی النہیں ہے، مگر میں ہی اللہ ہوں۔ میں ایک ہوں اور جب بندہ کہتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معود نہیں ہے، وہ اکیلا ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے حق کہا ہے۔ میرے سوا کوئی معود و مشکل کشا نہیں ہے، مگر میں ہی ہوں واقعی میرے کوئی شریک نہیں ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے کہ بادشاہت اس کی ہے اور تعریف اسی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے حق کہا، میرے سوا کوئی النہیں ہے، مگر میں ہی ہوں۔ بادشاہت میری ہے اور تعریف میرے لئے ہے۔ اور جب بندہ کہتا ہے لا الہ الا اللہ ولا حول ولا قوة الا باللہ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے حق کہا ہے۔ میرے سوا کوئی النہیں ہے۔ نیکی کرنے اور بدی سے رکنے کی طاقت میری عنایت کے بغیر نہیں ہے۔

۶۶۴ ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوکبر دریوری نے، یعنی محمد بن احمد بن محمد نے مرد میں۔ ان کو ابو عبد اللہ محمد بن ابراهیم بوشی نے، ان کو حذیل بن ابراهیم بصری نے، ان کو صالح بن بیان ساطلی نے، ان کو عبد الرحمن بن عبد اللہ مسعودی نے اور ہمیں خبر دی ہے عبد الواحد بن اسحاق بن جماد مقری نے، کوفہ میں ان کو علی بن حسین بن شقیق نے ان کو احمد بن عیسیٰ بن ہارون عجلی نے، ان کو محمد بن عبد العزیز بن رزمه نے، ان کو حذیل بن عبد اللہ بن ابو شریخ نے، ان کو صالح بن بیان نے، ان کو عبد الرحمن مسعودی نے، ان کو قاسم بن عبد الرحمن بن عبد اللہ بن مسعود نے، ان کو ان کے والد نے عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دن میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں موجود تھا میں نے کہہ دیا لااحول ولا قوۃ الا باللہ۔ تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ اس کی تفسیر کیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ اللہ اور اللہ کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا کہ:

لا حول عن مصیة الله الابعصمة الله . ولا قوۃ على طاعته الابعون الله.

اللہ کی نافرمانی سے نہ نہیں ہے مگر اللہ کے بیان کے ساتھ اور اللہ کی طاقت پر قدرت نہیں ہے۔ مگر اللہ کی مدد کے ساتھ مجھے جیرتیں ایں نے اس طرح خبر دی ہے۔ یہ ابو عبد اللہ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

۶۶۵ ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن عبد اللہ خرسرو جردی نے، ان کو خبر دی ہے ابوالعباس عبد اللہ بن صقر سکری نے، ان کو فضل بن سخیط سندی نے، ان کو صالح بن بیان نے مسعودی سے، ان کو قاسم بن عبد الرحمن نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو اور میں نے کہا: لااحول ولا قوۃ الا باللہ۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا میں آپ کو اس کی تفسیر کی جبر نہ دوں اے ابن ام عبد؟ میں نے عرض کی۔ جی ہاں تباہیے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ فرمایا کہ اللہ کی معصیت سے نہتا اور رکنا ممکن نہیں ہے، مگر اللہ تعالیٰ کی حفاظت کے ساتھ اور اللہ کی طاعت کی طاقت ممکن نہیں ہے مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔

(۱) اخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۱/۵) بنس الاسناد وصححه الحاکم وقال النہی: او قده شعبہ وغیرہ۔ وآخرجه ابن ماجہ (۳۷۹۲) من طریق ابی اسحاق۔ به۔

(۲) اخرجه الخطیب فی التاریخ (۱۲/۳۶۲) من طریق صالح بن بیان۔ به۔

وقال الهیشی فی المجمع (۱۰/۱۹) اخرجه البزار یا سادین احمدہما منقطع وفیه عبد الله بن خراش والغالب علیہ الضعف والآخر متصل۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا کندھا پھیپھیا اور فرمایا کہ اسی طرح مجھے خبر دی تھی جب تک علیہ السلام نے اسے اپن ام عبد۔ صاحب بن یاہن سیرا خی اس کے ساتھ متفق ہے اور وہ تو یہ بھی نہیں ہے اور یہ حدیث ایک اور ضعیف طریق سے زر سے باسط ہے۔
مرفونا روایت کی گئی ہے اور یہ تاریخ میں پھیپھیں نہ ہے، میں ہے۔

۲۶۶:.....ہمیں اس کی خبر دی ہے عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ بن سعد نے، ان کو احمد بن محمد بن عیسری نے۔ ان کو سعید بن مجی نے ان کو وہ حسین بن حسن نے، ان کو ابو بکر بن عیاش نے عاصم سے، اس نے زر سے اس نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبراہیل علیہ السلام سے، اس نے اللہ جل جلالہ سے لا حول ولا قوۃ کی تفسیر کے بارے میں کہ اللہ کی نافرمانی سے ہٹا اور اللہ کی اطاعت کی طرف رجوع ہونا نہیں ہو سکتا، مگر اللہ تعالیٰ کی عصمت سے اور بچانے سے اور اللہ کی طاعت پر قدرت نہیں ہو سکتی مگر اللہ کی مدد کے ساتھ۔

۲۶۷:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی عامری نے، ان کو ابو اسامہ نے، ان کو حسین بن ذکوان نے، ان کو عبد اللہ بن بریدہ نے، ان کو بشیر بن کعب نے، ان کو شداد بن اویں رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے:

اللهم انت ربى لا إله الا انت خلقتنى وانا عبدك وانا على عهديك ووعدك ما استطعت. اعوذ بك من شر ما صنعت وابوء لك بذنبي، وابوء لك بنعمتك على فاغفر لى الله لا يغفر الذنوب الا انت.
اسے اللہ تو ہی میرا رب ہے، تیرے سو اکوئی معمود نہیں ہے، مگر تو ہی ہے تو نے ہی مجھے پیدا کیا اور میں تیرے ہوں اور میں تیرے عہد پڑھوں اور تیرے وعدے پڑھوں۔ جس قدر میں طاقت رکھتا ہوں میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے اعمال کے شر سے، میں تیرے لئے رجوع کرتا ہوں اپنے گناہ کے ساتھ اور میں رجوع کرتا ہوں تیرے لئے مجھ پر تیری نعمت کے ساتھ، مجھے معاف کر دے۔ بے شک تیرے سو اکوئی گناہوں کو معاف نہیں کر سکتا، مگر صرف تو ہی۔

بخاری نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔

فصل ثانی:.....ذکر اللہ کے بارے میں آنے والی احادیث و آثار

یعنی اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم و اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین رحمۃ اللہ علیہم

۲۶۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابو ذکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو عبد الملک بن میسرہ نے، ان کو حلال بن یساف نے، ان کو عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اگر میں تسبیحات پڑھوں یعنی سبحان اللہ کا ذکر کرنا میرے نزدیک اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں اسی تعداد میں دینار اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔

۲۶۹:.....ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم زید بن ابو ہاشم علوی نے، کوئے میں ان کو خبر دی ہے ابو جعفر محمد بن علی دیم نے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ نے، ان کو کوچی نے، ان کو عخش نے، ان کو عبد الملک بن ابوزید نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن عمر و رضی اللہ عنہ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ایک ساتھ بیٹھے، حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، البتہ اگر میں کسی ایسے راستے پر چلوں جس پر میں یہی کلمات

پڑھتا جاؤں تو یہ بات مجھے اس سے کہیں زیادہ پسند ہے کہ میں اتنی ہی تعداد میں گھوڑوں پر جہاد فی نبیل اللہ میں واری کروں۔

۶۷۰: ... انہیں کی اسناد کے ساتھا عمش نے بواسطہ ابو حمّاق و بواسطہ عبد الرحمن بن زید روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے سلمان سے کہا اعمال میں سے کونا عمل افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ اللہ اکبر کا ذکر کرتا۔ یا اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

۶۷۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد ووری نے، ان کو محمد بن عبید نے، ان کو یا رون بن عائز نے، ان کو ان کے باپ نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنا ہے کہ ان سے ایک آدمی نے سوال کیا تھا کہ اعمال میں سے کونا عمل افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللہ اکبر افضل ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ ذکر اللہ اکبر افضل ہے۔ اس جواب کو انہوں نے تین بار دھرایا۔ اس کے بعد حدیث بیان کرنا شروع کیا اور فرمایا کہ نہیں بیٹھنے کچھ لوگ اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر میں جو کہ کتاب اللہ کا درس دیتے ہیں اور ہاتھوں ہاتھوں کو آپس میں دیتے ہیں مگر وہ اللہ کے مہماں ہوتے ہیں اور ان پر فرشتے اپنے پردوں سے سایہ کرتے ہیں۔ جب تک وہ اس میں رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ کسی اور بات میں لگ جائیں۔ جو شخص کسی راستے پر علم کی علاش میں چلتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے اس کے لئے جنت کا راستہ آسان فرمادیتے ہیں جس کو اس کے مل نے پہنچھے کر دیا اس کا نسب آگئے نہیں کر سکے گا۔

۶۷۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس رضی اللہ عنہ نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو ابن فضیل نے، ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن شریان نے بغداد میں ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن الودنیا نے، ان کو ابو هشام نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو حارون بن غزوہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کونا عمل افضل ہے؟ فرمایا کہ اللہ اکبر کا ذکر کرنا۔ یا یہ کہ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

امام تیقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ابو عبد اللہ نے اپنی روایت میں یہ زیادہ کیا ہے کہ اس کے بعد ابن عباس رضی اللہ عنہ تین بار اس جواب کو دھرایا۔ اس کے بعد اس حدیث کا مفہوم ذکر کیا جس کو تم نے محمد بن عبید کی روایت سے کیا ہے۔

۶۷۳: ہمیں خبر دی ابو الحسین نے، ان کو الحسین نے، ان کو ولی الدنیا نے، ان کو ابو هشام نے، ان کو ابن فضیل نے، ان کو فضیل بن مرزوق نے، ان کو عطیہ نے:

ولذکر الله اکبر

الله کا ذکر سب سے بڑا ہے۔ اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

فرمایا کہ یہی قول ہے اللہ تعالیٰ کا:

لاذکرُونِي اذْكُرْ كُم (ابقرہ ۱۵۲)

یاد کر و تم مجھ کو میں یاد کروں گا تم کو

اللہ تعالیٰ کا تم لوگوں کو یاد کرنا بہت بڑا ہے تمہارے اللہ کو یاد کرنے سے۔

۶۷۴: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمہاڑ نے، ان کو خبڑی ہے زین الدین حیثم نے، ان کو ابراہیم بن ابو لیث نے، ان کو شجی نے، ان کو سفیان نے، ان کو عطاء بن سائب نے، ان کو عبد اللہ بن ریحہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں پوچھا:

(۶۷۱) عزاء السوطى في الدر المنثور (۱۳۶/۵) لسعد بن منصور وابن أبي شيبة وابن المنذر والحاکم في الكوى والبیهقی في الشعب عن عنترة به.

ولذکر اللہ اکبر (عکیت ۲۵)
اللہ کی یاد سب سے بڑی ہے۔

میں نے جواب دیا کہ ذکر اللہ تسبیح، تہلیل اور عکیر کے ساتھ ہوتا ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ ذکر اللہ بہت بڑا ہے تمہارے اس کو یاد کرنے سے۔

۲۷۵: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن ابو دنیا نے، ان کو خلف بن هشام نے، ان کو محمد بن زید نے ان کو محبی بن سعید نے۔ ان کو سعید نے فرماتے ہیں کہ حضرت معاذ نے فرمایا کہ البتہ اگر میں اللہ کا ذکر صبح سے رات تک کروں وہ مجھے اس سے زیادہ محبوب ہے کہ میں خالص عمدہ گھوڑوں پر اللہ کی راہ میں صبح سے رات تک سواری کروں۔

۲۷۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی صناعی نے مکہ میں، ان کو خبر دی ہے اسحاق بن ابراہیم بن عباد نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو حکیم بن جبیر نے، ان کو سعید بن جبیر نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

کوئی پیدا ہونے والا ایسا نہیں ہے مگر سب کے دل میں وہ سر اور شک ڈالنے والا موجود ہے۔ اگر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ بچپن ہو جاتا ہے اور چھپ جاتا ہے اور اگر انسان ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو پھر وہ دل میں وہ سر نہیں۔ اسی بارے میں یہ قول باری تعالیٰ الوسواں الخناس ہے۔ کہہ دیجئے میں سارے لوگوں کے رب کی پناہ چاہتا ہے وہ سر ایک رکھپ جانے والے کے شرستے۔

۲۷۷: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر، حسن نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید، بن مزید نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو ابین جابر نے، ان کو عثمان بن حیان نے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ام درداء نے کہ وہ آدمی اللہ کی راہ میں باہم محبت اور بھائی چارہ رکھتے تھے۔ دونوں میں سے کوئی ایک بھی جب ایک دوسرے سے ملتے تو کہتے بھائی جان آئیے ہم اللہ کا ذکر کریں۔ ایک دن دونوں بازار میں ایک دکان کے پاس ایک دوسرے سے ملے۔ ایک نے دوسرے سے کہا آئیے بھائی ہم مل کر اللہ کا ذکر کریں۔ قریب ہے کہ اللہ ہم دونوں کو معاف کر دے۔ پھر دونوں کچھ عرصہ تھے کہ ایک ان میں سے بیمار ہو گیا۔ اس کے پاس اس کا ساتھی آیا اور بولا کہ بھائی جان دیکھئے اگر آپ فوت ہو گئے تو آپ خواب میں میرے پاس آتا اور مجھے بتانا کہ میرے بعد تیرے ساتھ کیا گنبدی۔ اس نے کہا، انشاء اللہ، میں ایسے ہی کروں گا۔ (چنانچہ اس کا انتقال ہو گیا) اور یہ ساٹھی سال بھر انتظار کرتا رہا۔ اس کے بعد وہ اس کو خواب میں آیا اور بولا بھائی جان آپ کو یاد ہے کہ ہم جب بازار میں دکان کے پاس آپ میں ملے تھے (اور ذکر کیا تھا) اور ہم نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ہمیں بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم دونوں کو اسی دن بخش دیا تھا۔

اہن جاہر کہتے ہیں کہ عثمان بن حیان نے ان دونوں کا نام بھی میرے سامنے ذکر کیا تھا، مگر ان کو بھول گیا ہوں۔

۲۷۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، ان کو خضر بن ربان نے، ان کو جعفر بن

(۲۷۳) آخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۳۰۹/۲) بنفس الاستاد وصححه الحاکم وافقه النہی.

تبیہ: فی المستدرک: (ابراهیم بن ابی الیث الأشعی) وہو خطأ والصحيح (ابراهیم بن ابی الیث ثنا الأشعی).

والأشعی هو عیید الله بن عیید الرحمن.

انظر البیهقی فی السنن (۱/ ۳۶۲ و ۲۵)

(۲۷۴) آخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۵۲۱/۲) بنفس الاستاد وصححه الحاکم وافقه النہی.

سلیمان نے، ان کو ثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کرتے تھے، لہذا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابوورا اعرضی اللہ عنہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا اور حضرت عوف بن مالک اور صعب بن جثامہ کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا، اگر میر اتم سے پہلے انتقال ہوا۔ بھائی جان تو تم میرا خواب میں انتظار کرنا۔ کہتے ہیں کہ صعب کا عوف سے پہلے انتقال ہو گیا۔ چنانچہ عوف نے اس کا انتظار کیا اور اس نے دیکھا تو کہا میرے بھائی تم کیسے ہو؟ بولے میں خیریت سے ہوں۔ عوف نے پوچھا، یا کیا کیم نے؟ (یعنی تیرے ساتھ کیا سلوک کیا گیا؟) بولے ہمارے لئے اسی دن سے مغفرت ہو گئی تھی۔ جس دن ہم لوگوں نے فلاں کی دکان لے قریب و دعا کی تھی۔ میرے گھر میں جو بھی مصیبت آتی ہے اس کے حلے میں مجھے بھی اجر ملتا ہے۔ یہاں تک کہ ہماری بیٹی تھی جو کہ تین دن سے مر گئی ہے۔ (گویا کہ اس پر بھی مجھے اجر ملا ہے)۔

فائدہ: دونوں مذکورہ روایات میں خواب کی باتیں مذکور ہیں وہ مجھ سے کہ اللہ اور استغفار کی ترغیب میں ذکر ہوئی ہیں۔ لہذا ان کو اپنے موقف، اپنے محل تک مدد و سبھنا جائے۔ ان سے ایمان اور عقیدے کے کسی بھی مسئلہ کے لئے استدلال نہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے کہ خواب شرعیت میں محنت و دلیل ثابت نہیں لئے جاتے۔ نیز عقیدے کے کسی بھی مسئلہ کے لئے قرآن مجید کی واضح بدایت اور صحیح بدایت درکار ہوتی ہے۔ (متجم)

۶۷۹: ہمیں خبر دی ہے ابوذر گریا، ابن ابواسحاق نے، ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب بن یوسف بخاری نے، ان کو تیجی بن ابوطالب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو ابن ابی ذکب نے، ان کو سعید بن ابوسعید مقبری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد اللہ بن سلام نے، وہ فرماتے ہیں کہ موئی علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب، میرے اور کس طرح کاشکر لازم ہے اور میرے شایان شان ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ہی تیجی کہ تیری زبان ہر وقت میرے ذکر کے ساتھ ترقی چاہئے۔ موئی علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب میں ایسے حال میں ہوتا ہوں کہ اس حال میں تیرا ذکر کرنا میں تیرے جلال اور تیری عظمت کے خلاف سمجھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ میں کسی حب والا اور ناپاک ہوتا ہوں یا اپناء حاجت پر ہوتا ہوں، یا میں پیشتاب کر چکا ہوتا ہوں۔ فرمایا اگر چہ تو کسی حال میں بھی ہو۔ عرض کیا کہ میں کیا ذکر کروں۔ فرمایا کہ یوں کہو:

سبحانک و بحمدک جنی الاذی۔ سبحانک و بحمدک فنی الاذی

۶۸۰: اے اللہ تو پاک ہے اپنی تعریف سمیت۔ مجھے تکلیف دیجیر سے در کردے تو پاک ہے اپنی تعریف کے ساتھ بچاؤ مجھے گندگی سے۔

۶۸۱: ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابی مروان ابو منصب اسلامی سے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے عاصم نے ان کو حسین بن حفص نے، ان کو سعیان نے عطا، ان ابی مروان ابو منصب اسلامی سے، کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے کعب سے، وہ کہتے ہیں کہ موئی علیہ السلام نے فرمایا، اے میرے رب کیا آپ قریب ہیں۔ لہذا امیں تیرے ساتھ رگوشی کروں۔ یا آپ جعید اور دور ہیں لہذا امیں آپ کو در سے پکاروں۔ اس سے کہا گیا اے موئی میں اس کا ہمیشیں ہوں جو میرا ذکر کرتا ہے۔ موئی علیہ السلام نے عرض کیا کہ میں اسی حالت پر ہوتا ہوں کہ میں آپ کو اس وقت ذکر کرنے سے غظیم اور جلیل تر جانتا ہوں۔ فرمایا کہ وہ کیا ہے؟ عرض کیا کہ پا خانے کے وقت اور حب یعنی ناپاکی کے وقت۔ انسنتالی نے فرمایا کہ آپ مجھے ہر حال میں یاد کریجئے۔

۶۸۲: ہمیں خبر دی ہے ابو مبدرا جنن سلمی نے ابواسن بن صالح نے، ان کو عبد اللہ بن شیر ویہ نے، ان کو اسحاق نے، ان کو جریر نے، ان کو یعقوب قی نے، ان کو والد نے، ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ موئی علیہ السلام طور سینا پر آئے

اور عرض کیا اے میرے رب تیرے بندوں میں سے کوئا بندہ تھے محبوب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ بندہ جو مجھے یاد کرتا ہے اور مجھے نہیں بھولتا۔

۶۸۲: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حشاد نے ان کو احمد بن محمد بن سالم نے، ان کو ابراہیم بن حنبل نے، ان کو احمد بن حاتم طویل نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، ان کو عبد الملک بن حسن نے، ان کو محمد بن کعب قریضی نے، کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا، اے میرے رب، تیری مخلوق میں سے تیرے زدیک کون زیادہ عزت و شرافت والا ہے؟ فرمایا کہ وہ جس کی زبان ہمیشہ میرے ذکر کے ساتھ ترہتی ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ تیری مخلوق میں سے زیادہ جانے والا کون ہے؟ فرمایا کہ جو دوسرے کے علم کو اپنے علم پر ترجیح دیتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا تیری مخلوق میں سب سے زیادہ عادل کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ جو شخص اپنے نفس کے خلاف بھی فیصلہ کرتا ہے۔ جیسے کہ وہ لوگوں کے خلاف فیصلہ کرتا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے رب، تیری مخلوق میں سب سے زیادہ بڑا گناہگار کون ہے؟ فرمایا جو مجھ پر تہمت لہرتا ہے۔ عرض کی کامے میرے رب کیا آپ کے اوپر بھی کوئی ہے جو تہمت لگائے۔ فرمایا کہ جو شخص مجھ سے خیر طلب کرتا ہے (استخارہ کرتا ہے) پھر میرے فیصلے پر راضی نہیں ہوتا۔

۶۸۳: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابو سهل بن زیادقطان نے، ان کو عبد اللہ بن ابی مسلم حرانی نے، ان کو داؤد بن عمرو نے، ان کو صالح بن عمرو نے، ان کو عبد الملک نے، ان کو عطاء نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے بارے میں:

فاذکرو اللہ کذ کر کم آباء کم (البقرہ ۲۰۰)

اللہ تعالیٰ کو ایسے یاد کرو جیسے تم اپنے باب پادوں کو یاد کرتے ہو۔

فرمایا کہ یہ وہ بچہ مراد ہے جو چیختا ہے اور ضد کرتا ہے کامے باب، اے باب، اے میرے باب، اے میرے باب۔

۶۸۴: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن ولید بن فرید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، ان کو سعید بن عبد المعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ بالال بن سعد نے فرمایا ذکر و قسم کے ہیں۔ زبان کے ساتھ اللہ کو یاد کرنا یہ اچھا ہے اور خوبصورت ہے۔ دوسرے اللہ کو یاد کرنا اس وقت جب وہ حلال کرے یا حرام کرے یا فضل ہے۔ (یعنی اللہ کے حلال کو اس کا حلال کیا ہو اسکے سمجھے اور اس کے حرام کو اسی کا حرام سمجھ کر بازاں جائے)۔

۶۸۵: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے ساہنے عبید اللہ بن عبد الرحمن سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ساہنے بن ابراہیم بن ابو حسان انعامی سے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، ان کو ابو سحر نے، ان کو ابن شابور نے، ان کو سعید بن عبد المعزیز نے، ان کو بالال بن سعد نے، فرماتے ہیں کہ ذکر و قسم کے ہیں۔ زبان کے ساتھ اللہ کا ذکر کرنا، یہ ذکر حسن ہے۔ اور دوسرے ذکر ہے طاعت اور معصیت کے وقت۔ یہ فضل ہے۔ (یعنی کوئی اطاعت کرنے لگتوں اللہ کو یاد کرے کہ یہ اسی کے حکم کی اطاعت ہے اور لگانا کرنے پر آئے تو اللہ کو یاد کر لے کہ اسی کی نافرمانی ہو رہی ہے تاکہ اس سے فتح جائے۔

لی لی ام در داع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نماز، روزہ اور ہر چیز کا عمل اللہ کا ذکر ہے

۶۸۶: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو ابو سهل بن زیادقطان نے، ان کو ابو اسماعیل ترمذی نے، ان کو ابو صالح نے، ان کو معادیہ بن صالح نے، ان کو ربعیہ بن نیزید نے، ان کو اسماعیل بن عبید اللہ نے، ان کو امام در داع رضی اللہ عنہا نے، وہ فرماتی ہیں:

ولذکر الله اکبر (عکبوت ۲۵)

اللہ کی یاد بہت بڑی ہے۔

اس آیت کا مفہوم مندرجہ ذیل کو بھی شامل ہے۔

اگر آپ نماز پڑھیں تو یہ اللہ کا ذکر ہے۔ اگر آپ روزہ رکھیں تو یہ بھی اللہ کا ذکر ہے اور ہر چیز جس کا آپ عمل کریں وہ اللہ کا ذکر ہے اور (ہر ناجائز کا) مام آپ جس سے اعتناب کریں وہ بھی اللہ کا ذکر ہے اور ان سب سے افضل ذکر، اللہ کی پاکیزگی بیان کرتا۔ یعنی بیان اللہ کی بنا ہے۔ اور اسی مفہوم میں ایک مرسل حدیث بھی روایت کی گئی ہے۔

۲۸۷:..... ہمیں خبر دی ابونصر بن قادہ نے، ان کو ابو منصور نظر دی نے، ان کو احمد بن خجہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو سعید بن ابوایوب نے، ان کو ابو حانی خوانی نے، ان کو ابن الوعرا نے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

من اطاع الله فقد ذكر الله وان قلت صلوته. وصيامه، وتلاوة القرآن ومن عصى الله فقد نسى الله

وان كثرت صلوته وصيامه، وتلاوت القرآن

جس نے اللہ کی اطاعت کی، اس نے اللہ کا ذکر کیا اگرچہ اس کی نماز کم ہو اور اس کا روزہ اس کی تلاوت قرآن کم بھی ہو۔ جس نے اللہ کی نافرمانی کی وہ اللہ کو بھول گیا اگرچہ اس کی نماز، روزہ، تلاوت قرآن زیادہ ہو۔

۲۸۸:..... فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے سنا، وہ فرماتے تھے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں:

فاذکر و نی اذکر کم (ابقرہ ۱۵۲)

مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا۔

اس کا مطلب یہ ہے کہ مجھے یاد کرو میری اطاعت کے ساتھ میں تمہیں یاد کروں تھہارے لئے اپنی مغفرت کے ساتھ۔

۲۸۹:..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موئی نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو عبد الرحمن بن مبتدی نے، ان کو غیان نے، ان کو منصور نے، ان کو سالم بن ابو الجعد نے، ان کو سروق نے، وہ فرماتے ہیں کہ جب تک آدمی کا دل اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ ایسے ہوتا ہے جیسی وہ نماز میں ہے، اگرچہ بازار میں بھی ہو۔

۲۹۰:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موئی نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ہارون بن سلیمان نے، ان کو عبد الرحمن بن مبتدی نے، ان کو غیان نے، ان کو منصور نے، ان کو ہلال نے، ان کو سعیدہ نے، کہتے ہیں کہ آدمی کا دل جب تک اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے، وہ ایسے ہوتا ہے جیسے کہ وہ نماز میں ہے اور اگر زبان اور ہونٹ بھی ذکر کے ساتھ تحرک رہیں تو یہ بہت بڑا اجر ہے۔

۲۹۱:..... ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قادہ نے، ان کو ابو منصور نظر دی نے، ان کو احمد بن خجہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو غیان نے مسرے، ان کو یون بن عبد اللہ نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ سے پکار کر پوچھتا ہے اسے فلاں پہاڑ لکھا کیا تیرے پاس سے کوئی ایسا ہندہ گزرا ہے جو اللہ کا ذکر کر رہا ہو؟ جب پہاڑ یہ کہے کہ ہاں ذکر کرنے والا میرے پاس سے گزرا ہے تو وہ پہاڑ خوش ہو جاتا ہے۔ حضرت عون کہتے ہیں کہ وہ جھوٹ کوں لیتے ہیں جب کہا جائے اور کیا وہ خیر کوئی نہیں سنتے؟ بلکہ وہ خیر کو زیادہ سنتے ہیں۔ اور انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وقالو اتخاذ الرحمن ولدا لقد جبتم شيئاً ادا. تکاد السموات يغطرون منه وتشق الأرض

و تخر الجبال هڈا، ان دعوا للرحمٰن ولذا۔ (مریم ۸۸-۹۱)

(مشرک اور عیسائی لوگ) کہتے ہیں کہ حسن نے اولاد بنا کی ہے (کہہ دو کہ) تم لوگ بڑی بھاری بات لائے ہو (جس ہے) قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے اور زمین لکھے لکھے ہو جائے، اور اگر پڑیں پھاڑا ڈھے کر۔ اس بات پر کہ پکارتے ہیں حسن کے لئے اولاد حضرت عون یہ کہنا چاہتے تھے کہ مذکورہ حدیث میں پھاڑوں کے ذکر اللہ سنتے کا ذکر ہے اور یہ حقیقت ہے کہ یہ خیر ہے اور مذکورہ آیت میں پھاڑوں کے مشرکان قول پر گرنے کا ذکر ہے، جبکہ مشرکان قول صریح جھوٹ ہے۔ حضرت عون فرماتے ہیں کہ کیا پھاڑ جھوٹ کو سنتے ہیں تو کیا خیر کو نہیں سنتے۔ ایسا نہیں ہو سکتا بلکہ وہ خیر کو یعنی ذکر اللہ کو بھی سنتے ہیں۔ (مترجم)

۶۹۲: ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے، ان کو ابو سعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد عفرانی نے، ان کو سفیان بن عینہ نے، ان کو عمر بن دینار نے، ان کو عبید بن عمر نے، وہ فرماتے ہیں کہ الحمد للہ کے ساتھ اللہ کی تسبیح کرنا مُؤمن کے نامہ اعمال میں اس سے بہتر ہے کہ دنیا کے پھاڑ سو نابن کراس کے ساتھ چلتے رہیں۔

قیامت میں اہل مجمع جان لیں گے کہ کون اللہ کے کرم کا حقدار ہے

۶۹۳: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو اساعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن متصور نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو عمر نے متعدد لوگوں سے، ان کو حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ جب قیامت کا دن ہو گا اعلان کرنے والا اعلان کرے گا۔ عنقریب اہل مجمع جان لیں گے کہ کون زیادہ کرم کرنے کے لائق ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایسے تھے کہ:

تَعْجَافِي جنُوبِهِمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ بَدِعُونِ رِبِّهِمْ خَوْفًا وَ طَمْعًا وَ مَمَارِزَ قَنْهُمْ يَنْفَقُونَ (اسجدہ ۱۶)

. ان کی کروٹیں ان کے زمزہم بستریوں سے راتوں کو لگ ہو جاتی (تحس) اور وہ ذکر و صلوٰۃ قائم کرتے ہوئے اپنے رب کو اس کا ذرا اور امید رکھتے ہوئے پکارتے رہتے (تھے) اور ہمارے ان کو دیکھئے ہوئے رزق میں سے وہ خرچ کرتے (تھے)۔

حسن نے فرمایا کہ لہذا ایسے لوگ اٹھ کھڑے ہوں گے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلاٹیں گے۔ فرمایا کہ اعلان کرنے والا پھر اعلان کرنے کا اور کہہ گا کہ بہت جلدی اہل مجمع جان لیں گے کہ کرم کے جانے کے لائق کون لوگ ہیں؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ایسے تھے:

لَا تَلِهِمْ تِجَارَةً وَ لَا بَيْعَ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ؟ (النور ۲۷)

ان کو ذکر اللہ (یعنی اللہ کی یاد سے) اور نماز قائم کرنے، زکوٰۃ ادا کرنے سے کوئی خرید و فروخت اور کوئی کاروبار تجارت انہیں غافل نہیں

کرتا (تحا) جو اپنے رب سے ڈرتے رہتے تھے اس دن کے (عذاب سے) جس دن دل اور آنکھیں الٹ پڑیں گی۔

فرمایا کہ کچھ لوگ انھیں گے اور لوگوں کی گردنوں کو پھلاٹیں گے۔ جس نے فرمایا کہ اس کے بعد پھر اعلان کرے گا اور بھی بات کہے گا کہ بہت جلدی اہل مجھے جان لیں گے کہ کون کرم کرنے کے زیادہ لائق ہے؟ کہاں ہیں وہ لوگ جو ہر حال میں اللہ کی تعریف کرتے اور اللہ کا شکر کرتے تھے۔ فرمایا کہ پھر کچھ لوگ انھیں گے اور وہ کثرت کے ساتھ ہوں گے۔ اس کے بعد بر انجام یا چھپا کرنا اور حساب و کتاب ہو گا ان لوگوں پر جو باقی تھیں گے۔

ذکر کرنے والی جماعت کو مغفرت کی بشارت

۶۹۴: ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم حسن بن محمد بن جبیب نے اپنے اصل نام سے، ان کو ابو الحلق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو ابو بکر محمد بن اسحاق نے، ان کو احمد بن مقدام نے، ان کو مصطفیٰ بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ حضرت قادوہ مسے حدیث بیان

کرتے تھے، وہ ابوالعاليہ سے، وہ سعیل بن حظله سے، انہوں نے کہا کہ مجھ سے ذکر کیا گیا کہ جب بھی کچھ لوگ اللہ کے ذکر پر اکٹھے ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو آواز دی جاتی ہے امّو تھماری مغفرت ہوئی ہے اور تمہاری چھوٹی چھوٹی غلطیاں نیکیوں میں بدل دی گئی ہیں۔

ذکر اللہ کرنے والوں کے گناہ معاف اور غلطیاں نیکیوں میں بدل جاتی ہیں

۲۹۵: ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اسم نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان نے، ان کو ابی سری نے، ان کو عتمر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو قادہ نے، ان کو ابوالعاليہ نے، ان کو سعیل بن حظله نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا: کوئی قوم جب کسی مجلس میں بیٹھ کر اللہ کا ذکر کرتی ہے تو انہیں یہ بات کہی جاتی ہے کہ امّو تھمارے گناہ معاف کردیے گئے ہیں اور تمہاری غلطیاں نیکیوں کے ساتھ بدل دیجی ہیں۔

امام شفیع رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ہے وہ جو میری تحریر میں محفوظ ہے اور ایک دوسرے مقام پر ہے عن سہیل بن الحنظلیہ، حظله کا ذکر الف لام تعریف کے ساتھ ہے۔

کثرت ذکر دیوالیگی نہیں بلکہ اس کا علاج ہے

۲۹۶: ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ نے، ان کو علی بن حساذ نے، ان کو ابو بھیجی خفاف نے، ان کو علی بن عیاش نے، ان کو عقیل نے، ان کو قمان بن عامر نے، ان کو ابو مسلم خولا نی نے، ان کے پاس ایک آدمی آیا اور ان سے کہا اے ابو مسلم، مجھے کچھ وصیت فرمائیے۔ انہوں نے فرمایا کہ اللہ کا ذکر کرو ہر درخت کے نیچے اور ہر پتھر کے نیچے۔ اس شخص نے کہا کہ وصیت کو اور زیادہ سمجھئے۔ فرمایا کہ اللہ کا ذکر اتنی کثرت کے ساتھ کرو کہ اللہ کا ذکر کرنے سے لوگ تجھے دیوانہ کہیں۔ فرماتے ہیں کہ ابو مسلم خود کثرت کے ساتھ اللہ کا ذکر کرتے تھے۔ ایک آدمی نے اسے اللہ کا ذکر کرتے ہوئے دیکھا تو بولا کہ کیا یہ تمہارا سماحتی دیوانہ ہے۔ ابو مسلم نے یہ بات سن لی تو فرمایا کہ اے سمجھج کر دیوالیگی اور جنون نہیں ہے بلکہ یہ جنون اور دیوالیگی کا علاج ہے۔

بعض لوگ خیر کا ذریعہ اور بعض شر کا ذریعہ ہوتے ہیں

۲۹۷: ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیر نے، ان کو ابو طاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو نصر بن شمسی نے، ان کو حمید مزنی نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک کچھ لوگ خیر کے لئے چل دیاں ہوتے ہیں اور شر کے لئے رکاوٹ اور تالے ہوتے ہیں اور بے شک بعض لوگ خیر کی رکاوٹ تالے ہوتے ہیں اور کچھ لوگ شر کی چاپیاں اور شر کا ذریعہ ہوتے ہیں۔

جن کے ہاتھوں میں خیر کی چاپیاں ہیں وہ مبارک باد کے مستحق ہیں

۲۹۸: ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن فورک نے، ان کو عبد اللہ بن حضرنے، ان کو یونس بن جبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو محمد بن ابو حمید انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حفص بن عبد اللہ بن انس نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(۵۹۸) عزاء الہیشمی فی المجمع (۱۱/۲۷) للطبرانی وقال فيه المستو کل بن عبدالرحمن والد محمد بن ابی السری ولم اعرفه وبقیة رجاله نقایات.

بے شک بعض لوگ خیر کی چاپیاں اور شر کے تالے ہوتے ہیں (یعنی خیر کے ذریعہ اور شر کے روکنے والے ہوتے ہیں) اور بے شک بعض لوگ شر کی چاپیاں اور خیر کے تالے ہوتے ہیں۔ (یعنی شر کا ذریعہ اور خیر کی رکاوٹ ہوتے ہیں) پس مبارک بادی ہے ان کے لئے جن کے ہاتھ پر خیر کی چاپیاں ہوں اور ہلاکت ہے ان کے لئے جن کے ہاتھ پر شر کی چاپیاں ہیں۔

۲۹۹: ہمیں خبر دی ہے محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو تیجیٰ بن ابی طالب نے، ان کو زید بن حباب عکلی نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو حبیب بن ثابت نے، ان کو ابووالائل نے، ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں: بے شک بعض لوگ ذکر اللہ کی چاپیاں ہوتے ہیں (یعنی اللہ کے ذکر کا ذریعہ ہوتے ہیں) اذا رُزُوا ذکر اللہ جب دیکھ جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ یاد آ جاتا ہے۔

۳۰۰: ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس اصم نے، کہتے ہیں کہ میں نے سناء عبد اللہ بن احمد بن حبیل سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے ساپنے والد سے، فرماتے تھے کہ یہ مذکورہ بات یا روایت حبیب ابن ابوثابت کی حدیث میں سے ہے بلکہ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ یہ ابن ابوالاشرس ہیں۔

۳۰۱: ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے، ان کو خضر بن ابیان نے، ان کو سیار نے، ان کو عضُر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے ستابت بنی سے، وہ کہتے تھے کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بعض لوگ حدیث روایت کرنے میں مصروف ہوتے تھے، اللہ نے ان میں سے بعض کی زبان پر ذکر کھوں دیا اور جاری فرمادیا۔ لہذا وہ ذکر اللہ میں ہی منہمک رہتے تھے۔ لہذا ان کے لئے ذکر میں ہی ان کے اجر کے مثل اجر ہوگا اور سابقہ اجر بھی کم نہیں ہوگا اور بعض لوگ ذکر میں ہوئے ہیں اور ان میں سے بعض کی زبان پر کلام اور بحث کھوں دی جاتی ہے۔ چنانچہ وہ ذکر پھوڑ کر غیر ذکر میں منہمک ہو جاتے ہیں۔ لہذا ان پر ان کے گناہوں کی مثل گناہ ہوں گے، جبکہ ان کے اپنے گناہ بھی کم نہیں کئے جائیں گے۔

ذکر اللہ سے دل نرم ہوتا ہے

۳۰۲: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو الحسین بن الحنفی، بن احمد کاذبی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حبیل نے، کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سیار نے، ان کو عبد اللہ بن شمیط نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ حسن بصری کے پاس ایک عورت آئی اور کہنے لگی کہ اے ابوسعید جب ذکر کرتی ہوں تو میرا دل نرم ہو جاتا ہے اور جب چھوڑ دیتی ہوں تو میرا نفس (ذکر سے) انکاری ہو جاتا ہے۔ انہوں نے فرمایا چلی جاؤ (وہ کرو) جس تیرے دل کی اصلاح ہو۔

ذکر کے ساتھ قساوت قلبی کا علاج ہوتا ہے

۳۰۳: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن محمد بن ابوالعرف نے، ان کو ابو حضر حمداء نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو حمار بن زید نے، اور ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن ابوالدنیا نے، ان کو محمد بن سلیمان

(۲۹۸ و ۳۰۴) اخرجه ابن ابی عاصم فی السنۃ (۱۲۷ و ۱۲۸) من طریق محمد بن ابی حمید المدینی عن موسیٰ بن وردان عن حفص بن عیید اللہ بن انس بن عسٰن۔

ومن طریق محمد بن ابی حمید عن حفص۔ به۔

وآخرجه ابن ماجہ (۲۳۷) والطالبی (۲۰۸۲) وابن المبارک (۹۶۸) من طریق محمد بن حمید۔ به۔

اسدی نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو معنی بن زیاد نے کہ ایک آدمی نے صحن بصری سے کہا اے ابوسعید، میں آپ کو اپنی قسالت قلبی کی خلکایت کرتا ہوں۔ انہوں نے فرمایا کہ اسے ذکر کے ساتھ ادب سکھا اور عملی کی ایک روایت میں ہے کہ ایک آدمی نے صحن بصری سے کہا کہ اے ابوسعید میں اپنی قسالت قلبی کی خلکایت کرتا ہوں۔ آپ نے اسے فرمایا کہ اسے ذکر کے ساتھ ادب سکھا۔

ذکر اللہ کی لذت

۴۰۷: ہمیں خبر دی ابو الحسنین بن بشران نے، ان کو حسین نے، ان کو عبد اللہ بن ابوالدهیانے، ان کو علی بن مسلم نے، ان کو سیار بن حاتم نے، ان کو چقر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے مالک بن دینار سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ کوئی بھی لذت حاصل کرنے والے اللہ کے ذکر کے ساتھ حاصل ہونے والی لذت جیسی لذت حاصل نہیں کر سکتے۔

۴۰۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا عبد الرحمن بن حسن بن یعقوب سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، انہوں نے سا ابو عثمان سعید بن اسماعیل سے، وہ کہتے تھے میں نے سا یحییٰ بن معاذ سے، وہ فرماتے تھے: اے وہ ذات گرائی جس کا ذکر میرے نزدیک سب سے زیادہ عزت والا ہے ہر یعنی سے، مجھے اپنی دشمنوں میں ہر شے سے زیادہ ذلیل نہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن معاذ سے سنا، وہ کہتے تھے:

اے میرے اللہ (اے میرے محبود) میں آپ کو بناعت میں اور مجھے میں پکارتا ہوں، جیسا کہ مالک اور سرداروں کو پکارا جاتا ہے اور آپ کو خلوت میں پکارتا ہوں جیسا کہ انباب اور دستوں کو پکارا جاتا ہے۔ میں مجھ میں کہتا ہوں کہ اے میرے اللہ اور خلوت میں کہتا ہوں اے میرے حبیب۔

۴۰۹: ہمیں خبر دی ہے ابو سعد شعیی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا ابو بکر محمد بن عبد اللہ جوزی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا حمد بن محمد بن باشم سے، وہ کہتے تھے میں نے سا بکر بن عبد الرحمن سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے ذالون مصری سے سنا، وہ کہتے تھے اے میرے اللہ (اے میرے مشکل آشنا) میں دنیا میں تیرے ذکر سے صبر نہیں کر سکتا، لہذا میں آخرت میں تھے سے کیسے صبر کروں گا۔

۴۱۰: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حن بن محمد بن اسحاق نے، کہتے تھے کہ میں نے سا ابو عثمان سعید بن عثمان حناظ سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے سا ابو الحسن سے۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن ابو عثمان زاہد نے، ان کو عبد اللہ بن محمد نقیر نے، ان کو عبد اللہ بن موکی ایسی میں نے، ان کو سعید بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالون مصری سے سنا، وہ کہتے تھے:

جو شخص اللہ تعالیٰ کا حقیقی ذکر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں رہ کر وہ ہر شے کو بھول جاتا ہے اور جو شخص اللہ تعالیٰ کے پڑوس میں رہ کر ہر شے کو بھول جاتا ہے، اللہ تعالیٰ اس پر ہر شے سے حفاظت فرماتے ہیں اور اس کے لئے ہر شے کے بد لئے میں اجر ہوتا ہے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ذوالون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ:

عارف باللہ دنیا میں جب تک رہتا ہے، ہمیشہ فخر اور فخر کے درمیان رہتا ہے۔ جس وقت اللہ کا ذکر کرتا ہے تو فخر کرتا ہے اور جب اپنے نفس کو زدا کرتا تو فقیر بن جاتا ہے اور زاہد نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے ساتھ ہم فخر کرتے ہیں اور اللہ ہی کی طرف ہم تجھ ہوتے ہیں۔

عبدیت، ذکر، ظاعت کی لذت

۴۱۱: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبد اللہ جیہن نے، انہوں نے کہا کہ میں نے سا اپنے دادا عباس بن حمزہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا ذوالون بن ابراہیم سے، وہ کہتے ہیں:

جس نے اپنے رب کو بیچاں لیا، اس نے عبدت کا مزہ پالیا اور ذکر کی لذت اور طاعت کا مزہ بھی پالیا اور ذکر و طاعت مخلوق کے ساتھ ان کے بدن کے ساتھ ہے اور ان سے جدا ہو جاتی ہے فکر اور خطرات کے ساتھ۔

اور عباس بن حمزہ اپنی سند کے ساتھ کہتے ہیں کہ میں نے ذوالون مصری سے سنا، وہ کہتے ہیں کہ عارف باللہ اپنے رب کے ساتھ مستغتی ہو چکا ہے، لہذا اس سے کون بے پرواہ ہو سکتا ہے۔ اس کی لذت اسی ذات کے ساتھ ہے، اس نے اپنی سوری اسی کے گھن میں بیٹھا رکھی ہے اور اس نے اسی ذات کے ساتھ انس و تعلق قائم کر رکھا ہے۔

جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا ہمنشیں ہوں

۰۷:.....ہمیں خبر دی ابو حازم حافظ اور ابو حسان محمد بن احمد بن حفصہ نے، دونوں فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو عمرہ بن نجید نے، ان کو ابو حضر نے، ان کو محمد بن موسیٰ طواني نے، ان کو محمد بن عبد عامری نے، ان کو ابو اسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن نظر سے کہا کہ آپ کو گھر میں لبے قیام سے وحشت نہیں ہوتی؟ فرمایا کہ مجھے کیا ہو گیا ہے کہ میں وحشت زدہ ہوں، حالانکہ وہ تو کہتا ہے کہ جو میرا ذکر کرتا ہے میں اس کا جلیس اور ہمنشیں ہوں۔

بندے کو ذکر اللہ اور استغفار کے لئے وقت خاص کرنا چاہئے

۱۰:.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن الی دنیا نے، ان کو حسن بن ابی ریع نے، ان کو عبد الرزاق نے، ان کو سفیان نے، ان کو عمش نے، ان کو ابو عینی نے، ان کو سروق نے، وہ فرماتے ہیں کہ آدمی پر لازم ہے کہ اس کی ایک ساعت یعنی ایک خاص وقت متین ہو ناچاہے کہ جس میں وہ فارغ ہو جائے اور اپنے رب کو یاد کرے اور اللہ سے استغفار کرے۔

کثرت ذکر شکر ہے اور ذکر سے غفلت ناشکری ہے

۱۱:.....فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبد الرزاق نے، ان کو عمر نے، ان کو زید بن اسلم نے، یہ کہ اللہ کے نبی حضرت داؤ دنیلی الملام نے عرض کیا، اے میرے رب، آپ نے مجھ پر کثرت کے ساتھ انعام فرمایا، لمبادا مجھے شکر کا طریقہ بھی خودی بتایے تاکہ میں تیراشکر بھی کثرت کے ساتھ بادا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ کثرت کے ساتھ میرا ذکر کریجئے، جب آپ کثرت کے ساتھ میرا ذکر کریں گے تو آپ میراشکر کثرت کے ساتھ کریں گے اور جب آپ مجھے ہمول جائیں گے یعنی حقیقتی دیر آپ مجھے سے غافل ہوں گے آپ میری ناشکری کریں گے۔

اللہ سے غافل ہونا شرک ہے

۱۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سازیر بن عبد الواحد سے اسد آباد میں، وہ کہتے ہیں کہ ابو کمرشیل سے، وہ فرماتے تھے، ایک بار آنکھ جھپکنے کی دری اللہ سے غافل ہونا اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

جو ذات تجھ سے غافل نہیں اس سے غافل ہونا بہت بری بات ہے

۱۳:.....ہمیں خبر دی ابو القاسم حسن بن محمد بن جیب نے، ان کو ابو الحسن کارزی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سا ابو عبد الرحمن محمد بن یونس مقربی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا ابو الحسن علی بن جید بخی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا محمد بن عبد الوہاب بخی سے، وہ کہتے ہیں کہ جو ذات تیری کسی بھی نیک سے غافل نہیں ہے، اس کو یاد کرنے سے غافل ہونا کتنی بری بات ہے۔

ابو سلیمان دارانی کا واقعہ

۱۳۔..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر اسہا علی نے، ان کو ابو محمد تجھی بن منصور قاضی نے، اپنے میں کہتے تھے کہ ایک مرتبہ میں مسجد میں مسجدے میں تھا، اچانک مجھے وہاں نیند آگئی، میں فائدہ میں تھا کہ میرے پاس ایک جوڑاتی ہے، اپنے بیٹے سے تجوہ مارتا ہے اور کہتے ہے اے میرے محظی، کیا تیری آنکھیں روگی ہیں جبکہ ایک اور بڑا شاہ جاگ رہا ہے اور تجدید میں بیداری کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے؟ مصیبت ہے ان آنکھوں کے لئے جو اپنی نیند کی لذت کو غزت و غلبے والی ذات سے مناجات کرنے پر ترجیح دیتی ہیں۔ انھوں جانیے فرمست قریب آنکھی ہے اور محبت کرنے والے ایک دوسرے کوں رہے ہیں تو یہ کسی نیند ہے؟ اے میرے محظی، اے میری آنکھوں کی شہنشاہ، کیا تیری آنکھیں نیند کر رہی ہیں، جبکہ میں اتنی طویل مدت سے تیرے لئے اپنے باپر وہ مقام پر تیار ہوئی ہوں اور تیری خواہش کرتی ہوں بلکہ ایں کھجرا کرنا محتاج کیا ہے کہاں ہوں کہ میں اس کی ذات کی وجہ سے شرم کے مارے پسند پسند ہو چکا ہوں۔ بے شک اس کے بہ نئی کل شیریں اور نہایت البتاب بھی میرے دل اور میرے کافوں میں محسوس ہو رہی ہے۔

ان کا وکرنا بیماری ہے اور اللہ کو یاد کرنا علاج ہے

۱۴۔..... ہمیں فہریں بتے ہے ابن عبد العزیز بن محمد صیدالانی نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن منازل نے، ان کو ابو عیید محمد بن شاذان نے، ان کو ابو همار کیمین بن ابریث نے، ان واصحاء علیل بن منی نے، ان کو مسر نے، ان کو ابن عون نے، وہ فرماتے ہیں کہ لوگوں کا ذکر یعنی لوگوں کو یاد کرنا بیماری ہے اور اللہ کا ذکر اور اللہ کو یاد کرنا وابستہ۔

۱۵۔..... ہمیں خبر دی ہے کہ عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو بکر عثمان بن محمد بن صاحب کتابی نے، ان کو ابو عثمان کرفی نے مقام طرسوں میں، ان کو عبد الرحمن بن عمر بن مرتضی نے، ان کو عبد الرحمن بن مهدی نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو عسیٰ بن عمر نے، ان کو عمر بن مرہ نے، یہ ربع بن شتم کے سامنے ایک آدمی کا ذکر ہوا تو انہوں نے فرمایا، ذکر اللہ بہتر ہے ذکر الناس سے۔ لوگوں کے ذکر کرے سے اللہ کا ذکر کرہ بہتر ہے۔
۱۶۔..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشیر ان نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کو ابن ابی الدنیا نے، ان کو علی بن اشناک نے، ان کو علی بن عقبہ نے، ان کو عبد اللہ بن زید نے، ان کو مکمل نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان ذکر اللہ شفاء، و ان ذکر الناس داء۔

بے شک اللہ کا ذکر شفاء ہے اور بے شک لوگوں کا ذکر بیماری ہے۔

یہ حدیث مرسل ہے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے آپ کا قول مروی ہے۔

۱۷۔..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، وہوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو تجھی بن حمیں نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو اس کے والد نے، ان کو ماحان حنفی نے، وہ فرماتے ہیں کہ یا تم میں سے کسی ایک کو اس بات سے شرم نہیں آتی کہ جس سورا کے جانور پر وہ سورا ہوتا ہے اور جس کپڑے کو وہ پہنتا ہے اس کا ذکر کرہ اللہ تعالیٰ سے بھی زیادہ ہوا اور ان کی عادت تھی کہ وہ تسبیح تبلیغ اور تکبیر سے بالکل بھی نہیں رکتے تھے۔

۱۸۔..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشیر ان نے، ان کو علیؑ نور بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابو طالب نے، ان کو اخلاق بن موسیٰ انصاری نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبد الرحمن بن زید بن جابر نے، کہتے ہیں کہ میں نے عمری بن حنفی سے کہا کہ میں دیکھتا ہوں آپ کی زبان

ذکر اللہ سے رکھی تھیں ہے، آپ کتنی بار اللہ کی تسبیح کرتے ہیں روزانہ؟ فرمایا ایک لاکھ بار، مگر یہ کہ انگلیاں غلطی کر لیں۔ ۲۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین نے، ان کو علی بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن ابی طالب نے، ان کو عفیرون عمران نقابی نے، ان کو مختاری نے، ان کو سعید بن حس نے، ان کو عبد العزیز بن رواد نے، وہ فرماتے ہیں کہ ملک مردم کی نشیب میں ایک عورت تھی جو کہ روزانہ بارہ بڑا بار بسجان اللہ کا درد کرتی تھی، جب وہ فوت ہو گئی تو اسے جب قبر پر لے کر پہنچتے تو قبر نے اس کو خود بخود لوگوں کے ہاتھوں سے لے لیا۔

۲۱..... ہمیں خبر دی ابو بکر فقیہ طوسی نے، ان کو ابو بشر محمد بن احمد بن حاضر نے، ان کو ابو العباس محمد بن ابراہیم بن مهران نے، ان کو عبد اللہ بن سعید نے، ان کو محمد بن فضیل نے ایک آدمی سے کہتے ہیں کہ میں نے ابو صالح ماحان کو دیکھا جب جہان بن یوسف نے اس کو لکڑیوں پر چھانکی لگایا، وہ تسبیح یعنی بسجان اللہ پڑھ رہے تھے اور ہاتھ سے عقدہ اور گرہ بنا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ سجان اللہ کا درد ان کے ہاتھ میں تین تھیں کی تعداد کو پہنچا اور انہوں نے تین تھیں کرہنائی۔ کہتے ہیں کہ اتنے میں ایک آدمی آیا اور اس نے اسے نیزہ مارا اور قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے مرنے کے بعد بھی دیکھا کہ ذکر والا عقدہ اور حلقة اس کے ہاتھ کا بد ستور موجود تھا۔

۲۲..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن عسینی نے، ان کو ابراہیم بن محمد سکری نے، ان کو عبد العزیز بن ابی رزمه نے، ان کو ان کے باپ نے، ان کو ابن مبارک نے، ان کو ابو جبلو نے، وہ ابن قتبیہ بن مسلم کے ساتھ ان کی سواری پر سوار ہوتے تھے، یعنی ان کی جگہ عبادت کرتے تھے اور روزانہ بارہ بار بسجان اللہ کا ذکر کرتے تھے اور اسے اپنی انگلیوں پر شمار کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک غلام اور ذکر اللہ کی کثرت

۲۳..... ہمیں خبر دی ابو اسحاق جلال بن محمد جعفر نے، ان کو حسین بن بیہقی بن عیاش نے ان کو ابوالاعمع نے، ان کو عسر بن سلیمان نے، ان کو ابوکعب نے اپنے داویۃ قیہ سے، ان کو ابوصیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام نے کہ ان کے لئے چہرے کا دستر خوان بچھایا جاتا اور ایک تھیلا لایا جاتا۔ اس میں انگلیاں تھیں، ان کے ساتھ وہ دو پہر تک بسجان اللہ کا درد کرتے، پھر اٹھ جاتے، جب ظہر پڑھ لیتے، پھر ان کے پاس وہ تھیلا پھر لایا جاتا، پھر ان کے ساتھ تسبیح کرتے، یہاں تک کہ شام ہو جاتی۔

دل مردہ ہونے کی تین علامات

اور والہانہ محبت کی تین علامات

۲۴..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد بن اسحاق نے، کہتے ہیں کہ میں نے سعید بن عثمان حناظ سے سنا، وہ کہتے تھے کہ تین نے ذوالفنون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے، دل کی موت کی تین علامات ہیں:

①..... جلوق کے ساتھ انس و محبت۔

②..... اللہ کے ساتھ خلوت کرنے میں وحشت۔

③..... اور مقصوم ہذکر کی حلاوت کا فندان۔

اور اللہ کے ساتھ والہانہ محبت کی تین نشانیاں ہیں:

④..... ذکر کرتے وقت شوق اور محبت کی وجہ سے بدن میں روح کا مضطرب اور پریشان ہونا۔

⑤..... جاپیوں اور الحاح کرتے ہوئے سرگوشی کرنے میں عقل کا سکون، راحت اور قرآن پر کپڑا۔

۶۔ تخلق با خلائق اللہ کرنے کے لئے امور غیریہ میں اللہ کی طرف رجوع ہونے کے لئے ہمت پیدا ہو جاتا۔

معرفت الہی کی حقیقت

۷۲۵۔ میں نے ابوسعید البی عثمان زاہد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے علی بن حسین فقیر سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے اپنے والد سے سنا، وہ کہتے تھے کہ ابویزید بسطامی سے معرفت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا:

الحيات بذكر الله
الله ك ذكر ك ساتھ جينا۔

اور جہالت کی حقیقت کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا:

الغفلة عن الله
الله سے غافل ہوتا۔

عارف باللہ کی پیچان بقول ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ

۷۲۶۔ میں نے ابو عبد الرحمن سلی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے ابو فضر بن عبد اللہ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ میں نے یعقوب بن اسحاق سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابراہیم ہروی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے ابویزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ عارف باللہ کی کیا علامت ہے؟ تو فرمایا کہ عارف وہ ہے جو ذکر اللہ سے رکنیں اور اللہ کے حقوق سے تھکنے نہیں اور غیر اللہ سے انس و محبت کرنے نہیں۔

کہتے ہیں کہ ابویزید نے کہا کہ میں نے ابتداء میں چار چیزوں میں غلطی کی، مجھے یہ وہ ہم بول کیا تھا کہ میں اس کو یاد کرتا ہوں اور میں اس کی معرفت رکھتا ہوں اور میں اس سے محبت رکھتا ہوں اور میں اس کا طالب ہوں۔ اب جبکہ انتہا کو پہنچا ہوں تو میں نے دیکھا ہے کہ اس کا یاد کرنا میرے یاد کرنے سے پہلے ہے اور اس کی نعرفت میری معرفت سے مقدم ہے اور اس کی محبت بھی میری محبت سے زیادہ مقدم ہے اور زیادہ یادی ای ہے اور اس کی طلب میرے لئے پہلے ہے بعد میں، میں نے اس کو طلب کیا ہے۔ اس طلب سے یہاں ان کی مراد ارادت و چاہت ہے اور قصد و ارادہ ہے۔ یعنی اس کا مرتبہ اور مقام اونچا کرنے کا قصد و ارادہ ہے۔ واللہ اعلم۔

۷۲۷۔ ہمیں خبر دی ہے ابو علی روڈباری نے، ان کو حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، ان کو ابو حاتم نے، ان کو عبد الرحمن بن مطرف نے، ان کو عیینی بن یوس نے، ان کو اوزعی نے، وہ کہتے ہیں کہ حسان بن عطیہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ کے ذکر کو ناپسند کرنے یا ذکر کرنے والے کو ناپسند کرنے سے یہ بات اس کے ہاں زیادہ سخت بری ہے کہ بندہ اپنے رب کے ساتھ غض و غداوں رکھ۔

باب نمبر ۱۱

ایمان کا گیارہواں شعبہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا

(۱)..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

انما ذالکم الشیطان یخو ف اولیاء ۵۔ فلا تخفو هم و خافون ان کشم مؤمنین (آل عمران ۲۷۵)
سوائے اس کے نہیں کہ شیطان ہے جو کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے۔ تم ان سے نہ روا و اور صرف تجوہی سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو۔
(۲)..... ارشاد باری ہے:

فلا تخشوا الناس و اخشوون (المائدہ ۲۲)

لوگوں سے مت ڈرو، بلکہ صرف مجھ سے ڈرو۔

(۳)..... ارشاد ہوا:

و ایا فارہبیون (ابقرۃ ۴۰)

اور خاص مجھ ہی سے ڈرو۔

(۴)..... ارشاد ہوا:

و اذ کر ربک فی نفسک تضرعاً و خیفة (آل امراف ۲۰۵)
(۱)..... شیر آپ) اپنے رب کو یاد کیجئے اپنے دل میں بطور عاجزی کرنے اور ڈرنے کے۔
نیز اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کے اس سے ڈرتے رہنے کو ان کی تعریف کے پیرائے میں بیان کیا ہے۔
(۵)..... چنانچہ ارشاد ہوا:

وهم من خشیته مشفقون (الانیمہ ۲۸)

فرمیتے اس کے خوف سے اس سے ترساں و لرزان رہتے ہیں۔

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے انبیاء اور اولیاء کی بھی اسی طرح یعنی ان کے اللہ سے ڈرنے پر ان کی تعریف کی ہے۔
(۶)..... چنانچہ ارشاد ہوا:

انہم کانوا یسار عون فی الخیرات و ید عون نار غبار و رہا و کانوا الناخاشین (الانیمہ ۹۰)

بے شک وہ انبیاء علیہم السلام بخلافیوں میں جلدی کرتے تھے اور وہ ہمیں پکارتے تھے تو قرکھتے ہوئے
اور ڈرتے ہوئے اور وہ ہم ہی سے ڈرنے والے تھے۔

(۷)..... نیز ارشاد ہوا:

وَالَّذِينَ يَصْلُوْنَ مَا أَمْرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يَوْصِلَ وَيَخْشُوْنَ رَبِّهِمْ وَيَخْافُوْنَ سُوءَ الْحِسَابِ (اعداد ۲۱)
وہ لوگ جو طلتے ہیں اللہ نے جس کے مٹانے کا حکم فرمایا ہے اور ڈرتے ہیں اپنے رب سے اور ڈرتے ہیں بڑے حساب سے۔
اسی طرح اللہ خوف نہ رکھنے اور اس سے غافل ہونے پر اللہ تعالیٰ نے کفار کو زانٹ اور سر زنش کی ہے۔

(۸).....چنانچہ ارشاد ہوا:

مالکم لا ترجون لله وقارا
 کیا ہوا ہے تم کو کیوں نہیں امید رکھتے تم اللہ کے کے وقار اور بڑائی کی۔ اس کی قفسی میں یہ کہا گیا کہ:-
 مالکم لا تخافون عظمة الله
 تمہیں کیا ہوا کم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے۔
 اور دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ کا خوف نہ کرنے والے کفار کی ذمۃت کی ہے۔
 (۹).....ارشاد ہوا:

وقال الذين لا يرجون لقاء نا (آل عمران ۲۱)

جو لوگ ہماری ملاقات کی توقع نہیں رکھتے (یعنی کفار) وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اوپر فرشتے کیوں نہیں اترتے،
 یا پھر ہم اپنے رب کو خود دیکھ لیتے۔

کہا گیا ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی ارادیہ ہے کہ وہ خوف نہیں رکھتے اللہ سے نہیں ڈرتے۔
 مذکورہ تمام آیات جن کو ہم نے پیش کیا ہے یا اس بات پر دلائل کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنا اس بات کے اعتراض کی تکمیل ہے کہ حکومت اور بارہ شاہست اسی کی ہے، اور اس کی مخلوق میں مشیت بھی اسی کی نافذ ہے اور کافر ہما ہے جب کہ اللہ کے خوف کو چھوڑ دینا دراصل اس کی عبدیت کو چھوڑ دینا ہے۔ اس لئے کہ ہر عبد و غلام کا یہ حق ہے اور اس پر لازم ہے کہ وہ اپنے آقا و مولیٰ سے ڈرنے والا ہو۔ اس لئے کہ اس کے آقا کے احسانات اس پر ثابت پکے ہیں۔ اور بندے کا اپنے مالک کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہونا۔ اور اطاعت و تابعداری ترک کرنا یہ تمام امور اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ بندہ اپنے رب سے ڈرتا ہے۔

شیخ حییی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں خوف خدا کی طریقوں پر ہوتا ہے

قسم اول:..... جس کا ممکن درجہ بندے کا کم تر ہوتا اور اپنے مالک کا برتر ہوتا، اور بندے کا یہ جانتا کہ اس کا نفس اپنے رب کے آگے ذیل ہے اور عاجز ہے، کمزور ہے۔ کمتر ہے اگر وہ اس کے ساتھ برائی کا ارادہ کرے تو یہ اس کا مقابلہ کرنے سے بھی انتباہی عاجز ہے۔ اس کی مثال دنیا میں اسکی ہے جیسے پچھے اپنے والدین سے ڈرتا ہے۔ یا لوگ جیسے اپنے عادل اور حسن بادشاہ سے ڈرتے ہیں۔ یا جیسے غلام اپنے نیک اور شریف آقاوں سے ڈرتے ہیں۔

قسم دوم:..... وہ خوف ہے جس کا سرچشمہ محبت ہوتی ہے وہ اس طرح پر ہے کہ بندہ زیادہ تراوقات میں اللہ سے ڈرتا ہے کہ نہیں وہ مالک مجھے میرے اپنے نفس کے سپردہ کر دے، میری کسی خطاؤ اور غلطی کی وجہ سے۔

اور کہیں وہ مجھ سے اپنی عطا کردہ نیکی کی توفیق چھین نہ لے اور کہیں وہ اپنے عطا کردہ اسباب مجھ سے منقطع نہ کر لے۔ چنانچہ یہ عادت ہر اس غلام کی ہوتی ہے مالک جس کے ساتھ احسان کرتا ہے اور وہ اپنے مالک کے احسان کی قدر بیچاتا ہے اور اسی طرح اپنے مالک سے محبت کرتا ہے وہ بھی بیش ڈرتا رہتا ہے کہ میں اپنے مالک کی نظر سے اپنی کسی حماقت اور کسی غلطی کی وجہ سے اس مرتبے اور مقام سے گراند یا جاؤں اور کہیں اپنے مقام سے ہٹانہ دیا جاؤں۔

قسم سوم:..... وہ خوف ہے جس کا سرچشمہ اللہ کی وعید اور عذاب کی دھمکیاں ہیں کہ بندہ اپنے رب کی طرف سے بیان ہونے والی وعیدیں اور

عذاب کے تذکرے پڑھتا اور سنتا ہے تو ذرتا ہے کہ کہیں وہ مالک کل وختار کل میری غلطی اور گناہ کی وجہ سے ناراض ہو کر مجھے کسی عذاب اور سزا میں نہ ڈال دے۔ الغرض اللہ کے خوف کی یہ تمام اقسام اپنی عاجزی اور اللہ کی عظمت و برتری اور اس کے علمی کو تسلیم کرنے سے عبارت ہیں لہذا اثابت ہوا کہ اللہ کا خوف ایمان کا شعبہ اور حصہ ہے۔ قرآن مجید نے ان اقسام پر متنبہ فرمایا ہے۔
پہلی فتحم پر انباتہ..... ارشاد باری ہے:

مالکم لا ترجون لله وقارا (نوح ۱۳)

تمہیں کیا ہوا کرم اللہ کے وقار کی امید نہیں رکھتے۔

مطلوب یہ ہے کہ لاتخافون عظمة الله۔ کرم اللہ کی عظمت سے نہیں ڈرتے۔

امام تیہنی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد:

امام تیہنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کلی نے مذکورہ آیت کی تفسیر اسی طرح کی ہے اس روایت میں جس کو انہوں نے ابو صالح سے انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے۔

۲۸: ہمیں خردی ہے ابو زکریا بن ابو الحسن مزکی نے ان کو ابو الحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید نے ان کو عبد اللہ بن صالح نے ان کو معاویہ بن صالح نے ان کو علی بن ابی طلحہ نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں۔

مالکم لا ترجون لله وقارا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وقار سے مراد عظمت ہے۔ یعنی تمہیں کیا ہوا؟ کرم لوگ اللہ کے وقار عظمت کا اعتراف نہیں کرتے۔

اور اس قول کے بارے میں کہ و قد خلقکم اطواراً (نوح ۱۴)

و فرماتے ہیں کہ مراد ہے پہلے نفقہ پھر خون کی پہلی اس کے بعد بلوٹی یعنی اللہ تعالیٰ نے حالانکہ تمہیں کئی مراحل میں بنا یا پہلے نفقہ بنا یا اس کے بعد خون کی پہلی بنا یا اس کے بعد گوشت کی بلوٹی بنا یا۔

۲۹: ہمیں خردی ہے ابو اصر بن قادة نے ان کو ابو منصور عباس بن فضل نے ان کو احمد بن خجہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو خالد بن عبد اللہ نے ان کو اسائیل بن سمیع نے ان کو ابو الرائق نے ان کو حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لا ترجون لله وقارا۔ یعنی لاتعلمون لله عظمة۔

یعنی تم اللہ کی عظمت کو نہیں جانتے؟

مجاہد کا قول:

۳۰: کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے ان کو جریر نے ان کو منصور نے ان کو مجاهد نے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لا ترجون لله وقارا۔ قال لاتبالون عظمة ربکم

یعنی تم کو کیا ہوا تم اپنی رب کی عظمت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

و قد خلقکم اطواراً۔

(۲۶۸) عزاء السیوطی فی الدر (۲/۲۶۸) إلى ابن حجر الروح والمصنف.

(۲۶۹) عزاء السیوطی فی الدر (۲/۲۶۸) إلى سعید بن منصور وعبد بن حمید والمصنف.

(۲۷۰) عزاء السیوطی فی الدر (۲/۲۶۸) إلى سعید بن منصور وعبد بن حمید والمصنف.

یعنی پہلے پیدا کیا تھیں اطمین سے اس کے بعد خون کی بچکی سے اس کے بعد گوشت کی بوٹی سے درجہ بد رجہ۔

۷۳۱: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن ابوالعرف نے ان کو ابوالہل اسفرائی نے ان کو ابو حضرت معاذ نے ان کو علی بن مدینی نے ان کو جریر بن عبد الحمید نے منصور سے اس سے مجاہد سے اسی قول کے بارے میں:

مالکم لا ترجون لله وقاراً.

مجاہد نے فرمایا کہ لا تباليون لله عظمة یعنی تم اللہ کی عظمت کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔

اور ترجون رجائے سے بنا ہے رجاء کا معنی مجاہد نے بتایا۔ الطمع والمخافـ۔ امید و خوف۔

۷۳۲: فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے علی نے ان کو مسکن ابو فاطمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے منصور بن ذاذا بن سے پوچھا جب کہ میں سن رہا تھا۔ اس قول باری کے بارے میں مالکم لا ترجون لله وقاراً۔ کہتے ہیں کہ مراد ہے۔

لاتعلمون له عظمة ولا تشکرون له نعمة.

تمہیں کیا ہوا کہ تم اس کی عظمت نہیں جانتے اور اس کی نعمت کا تم شکر نہیں کرتے۔

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

اگر سردار اپنے غلام سے کہے تجھے کیا ہوا ہے؟ کہ تو میری حکومت اور بادشاہت سے نہیں ڈرتا؟ یا یوں کہے کہ تجھے کیا ہوا تو اپنے آپ کو بھی نہیں پہچانتا اور اپنے وزن کو اپنی حیثیت کو اور اپنے قدر کو اپنی ذات کو اس مقام پر نہیں رکھتا جو اس کا مقام ہے؟ ان دونوں باتوں میں کوئی فرق نہیں ہے مقصود دونوں کا ایک ہی ہے کہ غلام کو اس کی اپنی حیثیت اور اس کا اپنا مقام یاد دلایا جا رہا ہے کہ وہ اپنے مالک کے غلبے کو بھول کر کہیں اس کے آگے جری نہ ہو جائے اور اس کی اطاعت و فرما برداری نہ ترک کرو۔ اس سے زیادہ واضح ہے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا۔

و اذا مسکم الضر في البحر ضل من تدعون الايات فلما نجكم الى البر اعرضتم و كان الانسان كفوراً . افامتنتم

ان يخسف بكم جانب البر او يرسل عليكم حاصداً ثم لا تجدوا لكم و كيلاً؟ ام امتنتم ان يعيد لكم فيه ثارة

اخرى فيرسل عليكم قاصفاً من الريح فيغرقكم بما كفرتم ثم لا تجدوا لكم علينا به تبيعاً (الاسراء ۲۷-۲۹)

جس وقت سمندر میں تمہیں پریشانی لاقر نہیں ہے تو وہ (سب غالب ہو جاتے ہیں جنہیں تم پکارتے ہو گر صرف اور صرف وہی اللہ ہی

ہوتا ہے (مدد کرنے کے لئے) پھر جب وہ تمہیں خلکی پر بجات دے کر لاتا ہے تو تم (اُسی مالک محسن سے) منہ پھیر لیتے

ہو۔ (درحقیقت) انسان (اپنی طبیعت میں) ہے ہی ماشرک۔ کیا تم اس بات سے بے خوف ہو گئے ہو کہ وہ تمہیں کہیں خلکی کی کنارے پر

ہی زمین میں وحشادے یا تمہارے اوپر کو تیز و تند آندھی چلا دے پھر بر سانے والی پھر تم اپنے لئے کوئی بھی کام بنانے والا نہ پا سکو؟ کیا

بھلامت اس بات سے اماں اور پناہ حاصل کر بیٹھے ہو کہ وہ تمہیں دوبارہ اسی طرح دوسرا بار پھر سمندر میں لے جائے اور تمہارے اوپر

تندو تند ہوا کا بھڑک چلا کر تمہیں غرق کر دے تمہارے کفر کرنے کی پاداش میں پھر تم نہ پاڑا پنے لئے

ہمارے خلاف کوئی باز پرس کرنے والا (کوئی بچھا کرنے والا)۔

آیات کے مفہوم پر شیخ حلیمی کا تبصرہ:

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو سمجھا دیا ہے کہ تمام احوال میں سے کسی بھی حالت ان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کو چھوڑ دیں یا اس کے شکر کرنے میں کوتاہی کریں۔ اپنے روئیے سے یہ ظاہر کرے کہ جیسے ان کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی نافرمانی کے

باد جو دنیا مل چکی ہے۔ اس لئے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ان کامل نعمتوں کی وجہ سے جوان کو حاصل ہو رہی ہیں وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ اور یہ اندازہ کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہے، خصوصاً ان کی معمولی ہی اطاعت سے جسے وہ اپنے خیال میں پورا کر لیتے ہیں (وہ اس طور خود کو محفوظ سمجھتے ہیں) جب کہ اللہ کی تدبیر اور اس کے فیض سے خارہ پانے والے لوگ ہی بے فکر رہ سکتے ہیں (انہیں ایسا نہیں کہنا چاہئے) بلکہ ان لوگوں کا راستہ یہ ہونا چاہئے کہ وہ تمام حالات میں اس کی ناراضگی سے اور اس کی پکڑ اور گرفت سے ڈرتے ہیں اور دل میں یہ یوچس کر اگر وہ ان کی ہلاکت کا یا کسی بھی برائی کا ارادہ کر لے تو یوگ کوئی ایک بھی ایسا نہیں پائیں گے جو اس ہلاکت کو ان سے ہٹا سکے اور نہ ہی کوئی ایسا جو اس کو ان سے روک دے اس لئے کہ وہ اس کا اختیار رکھتا ہو۔

بہر حال خوف کی دوسری قسم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کی تعریف کی ہے جو اس کو پکارتے ہوئے یہ دعا کرتے ہیں:

ربنا لا تزعغ قلوبنا بعد از هدیتنا.

البتہ اے ہمارے پروردگار ہمارے دلوں کو نیز ہاند کرنا اس کے بعد کہ آپ نے ہم کو ہدایت کی دولت دی۔ (پوری آیت پڑھ جائیے) اسکے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں را جو نبی اعلیٰ کا نام دیا ہے۔ اور یہ بدینہی بات ہے کہ جو شخص بھی اپنے رب سے یہ دعائیں لگاتا ہے کہ ہدایت کے بعد میرے دل کو نیز ہاند کروہ اس بات سے ڈرتا ہے کہ جس ہدایت کے ذریعے اللہ نے مجھے شرف بخشا ہے۔ کہیں وہ اس کو اس سے چھین نہ لے۔ نیز اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے بارے میں یہ بخوبی ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں۔

انا کنا قبیل فی اهلنا مشفیقین (طور کی دو آیات کی تعداد کی طور ۲۶-۲۷)

کہ تم اپنے اہل میں رہ کر ڈرتے رہتے تھے اور یہ تفسیر میں آیا ہے کہ وہ ڈرتے رہتے تھے کہ ان سے اسلام کہیں چھین نہ لیا جائے کہ پھر وہ قیامت کے دن شیعوں اور محرموں کی جگہ پر ہو جائیں اور وہ لوگ اللہ سے ڈرا کرتے تھے کہ ان کے ساتھ یہ ظلم نہ کرے اور یہی حال اللہ کی تمام نعمتوں کا ہے اگرچہ اسلام ان سب سے اعلیٰ وارفع ہے۔

اللہ کے خوف کی تیسری قسم۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کئی جگہ ارشاد فرمایا:

(۱).....یا ایها الناس اتفقوا دربکم۔ (النساء: ۳۲۔ الحج: ۱)

اے لوگو! ڈر وہم اپنے رب سے۔

(۲)....اور ارشاد فرمایا:

وابیا فاتقون (ابقرہ ۳۶)

او صرف مجھ ہی سے ڈرو۔

(۳)....ارشاد فرمایا:

قوالنفسکم و اهليکم ناراً و قودها النسل و الحجارة (آخریم ۶)

بچاؤ تم اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو آگ سے اس کا ایندھن لوگ ہیں۔

اور پھر تقوی کا حکم فرمایا (یعنی بچنے کا) وہ یہ ہے کہ مخالفین اپنے آپ کو جہنم کی آگ سے بچا میں اللہ تعالیٰ نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم فرمایا ہے ان پر عمل کر کے اور جن چیزوں سے منع فرمایا ہے ان کو چھوڑ کر۔ اور فاتقون بچو جس سے (ذروجہ سے) کامطلب و معنی یہ ہے کہ اتفقاً عذابی و مؤخرتی۔ میرے مذاباب سے بچو اور میری بچو سے اور میری گرفت سے بچو۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اتقوا النار ولو بشق قمرة.

بچو آگ سے اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ ہو سکے۔

۳۳۷:ہمیں خبر دی ابوالفتح محمد بن احمد بن ابوالفارس حافظ سے بخدا میں ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ شافعی نے ان کو جعفر بن محمد صالح نے۔ ان کو عفان نے ان کو شعبہ نے ان کو ابوالحق نے فرمایا کہ بچو آگ سے اور خیر کام کرو۔ میں نے عبد اللہ بن معقل سے ناکہتہ تھے کہ میں نے عدی بن حاتم سے ناکہتہ تھے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نا آپ فرماتے تھے۔ اتقوا النار ولو بشق قمرة آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے آدھے دانے کے ساتھ بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے شعبہ کی حدیث سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے ابوالحق سے۔

۳۳۸:ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن الحنفیت نے ان کو محمد بن شاذان جوہری نے ان کو سعید بن سلیمان واطلی نے ان کو محمد بن یزید بن خمیس نے ان کو عبد العزیز بن ابی رواد نے ان کو عکرم نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ یہ آیت نازل فرمائی۔

بَايَهَا الَّذِينَ اتَّقُوا نَفْسَكُمْ وَاهْلِيْكُمْ نَارًا (الْأَخْرِيْم ۶)

اے ایمان والو بچو حاتم اپنے آپ کو اور اپنے اہل کو آگ سے۔

تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک رات اس کو اپنے اصحاب کے سامنے تلاوت کیا۔ یا یوں کہا کہ ایک دن۔ چنانچہ ایک نوجوان گر کر بیہوش ہو گیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنادست مبارک اس کے دل پر کھاتو وہ حرکت کر رہا تھا تو آپ نے فرمایا نے نوجوان یوں کہو لا اللہ الا اللہ۔ اس نے یہ کہہ پڑھا آپ نے اس کو جنت کی بشارت دی تو آپ کے صحابے کہیا رسول اللہ کیا یہ ہمارے درمیان میں سے (یعنی کیا صرف یہی جنت میں جائیں گے ہم نہیں جائیں گے؟) تو رسول اللہ نے فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سننا:

ذالک لمن خاف مقامی و خاف وعید۔ (ابہ ایم ۱۳)

یا اس کے لئے ہے جو شخص ذرگیا میرے آگے کھڑے ہونے سے اور ذرگیا میرے عذاب سے۔

نوجوان کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے جہنم سے نجات کی ضمانت حاصل کرنا

۳۳۹:ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو عمر اور عثمان بن سماک نے، ان کو محمد بن عبد کنے ان کو ابو بلال نے ان کو ابوالحسن رقی نے۔ ان کو میمون بن مہران نے ان کو ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس عرب کا ایک وفد آیا ان میں ایک جوان تھا اس جوان نے بوڑھوں سے کہا۔ جاؤ تم لوگ رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کرو اور میں تمہارے سامان کا حفاظت کروں گا۔ چنانچہ بوڑھے لوگ چلے گئے اور رسول اللہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اس کے بعد جوان آیا اور رسول اللہ کی مکر میں دونوں طرف سے کوکھ پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ سے آگ سے بچنے کا سوال کرتا ہوں (یعنی مجھے آگ سے بچا لیجئے) لوگوں نے کہا اے لڑکے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیجئے۔ یوں قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو بھیجا ہے میں ان کو نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ مجھے آگ سے بچنے دے دیں۔ اور آگ سے بچا لیں۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جراحتیں آئے اور کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پناہ دے دیجئے اس کو بے

(۳۴۰)آخرجه البخاری (۲/ ۱۳۶) عن سلیمان بن حرب عن شعبہ. به و مسلم (۲/ ۷۰۳) عن عون بن سلام الكوفی عن زہیر بن معاوية عن أبي إسحاق، به.

(۳۴۱)آخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۲/ ۳۵۱) وصححه الحاکم ووافقه الذہبی.

شک اللہ تعالیٰ نے اس کو پناہ دے دی ہے۔

عبد فاروقی میں خوف خدا سے نوجوان عابد کا انتقال ہونا

۷۳۶: اس میں سے ہے جو بھی خبر دی ہے ابو الحسین علی بن محمد بن بشران نے بطور اجازت دینے کے۔ ان کو ابو علی برذی نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن عبید نے ان کو محمد بن حیج بن ابی حاتم از دی نے ان کو حضرت بن ابو حضر رازی نے ان کو ابو حضر سانگ نے۔ ان کو ریح بن صبح نے حسن سے وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک نوجوان تھا جو ہر وقت مسجد میں رہتا تھا اور عبادت کرتا رہتا تھا۔ اس پر ایک لڑکی عاشق ہو گئی اور غلوٹ میں اس کے پاس آئی اور اس سے بات کی اس نے اپنے دل میں اپنے قص سے اس ہارے میں بات کی لہذا اس نے زور سے چیخ ماری اور بھوٹ ہو گیا لہذا اس کے ایک چچا تھے وہ آئے اور اسے اپنے گرفتے گئے۔ جب بھوٹ میں آیا تو کہا کہ اس شخص کی کیا جزا ہے؟ جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے اور پیش ہونے سے ذر جائے؟ ان کے چچا چلے گئے جا کر حضرت عمر کو خبر دی اور اس نے میں اس نوجوان نے ایک دوسری چیخ ماری اور اسی چیخ سے مر گیا۔ چنانچہ حضرت عمر اس پر مطلع ہوئے اور فرمائے گئے:

لک جتناں۔ لک جتناں۔

تیرے لئے ہی دو باغ ہیں تیرے ہی دو باغ ہیں۔

سدی گا قول:

۷۳۷: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن حازم نے ان کو عبید اللہ بن موسیٰ نے ان کو سفیان نے ان کو سدی نے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں:

انما المؤمنون الذين اذا ذكر الله وجلت قلوبهم (انفال ۲)

(حقیقت ہی ہے کہ) ہم وہی لوگ ہیں کہ جس وقت اللہ تعالیٰ کا تذکرہ ہوتا ہے ان کے دل کا نپ جاتے ہیں۔

سدی نے کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے جب وہ مکی کسی گناہ کا یا ظلم و زیادتی کا ارادہ کرتا ہے یا اس کی مثل کسی شکی کا اور اس کے لئے کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ سے ذر تو اس کا دل ذر جاتا ہے۔ اور کا نپ جاتا ہے۔

مجاہد گا قول:

۷۳۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے دوں کو خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ہارون بن سلیمان نے ان کو عبد الرحمن بن مہدی نے ان کو سفیان نے ان کو منصور نے ان کو مجاهد رحمۃ اللہ علیہ نے کہ:

ولمن خاف مقام ربہ جتناں (الرسن ۷۳۶)

اس شخص کے لئے جو اپنے رب کے آگے کھڑا ہونے سے ذر گیا دو باش ہیں۔

قریباً لیا کہ اس کا مطلب ہے کہ گناہ کرتا ہے پھر رب کے آگے کھڑا ہونے کو یا کرتا ہے تو اس گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔

۷۳۹: ہمیں خبر دی ہے ابو عیین بن ابو عمر و نے ان کو ابو عبد اللہ صفار نے ان کو ابو بکر بن البدنیا نے ان کو علی بن جعد نے ان کو شعبہ نے ان کو

(۷۳۶) عزاء السیوطی فی الدر (۱۳۷/۲) للمسنون.

(۷۳۷) عزاء السیوطی فی الدر (۱۴۲/۳) إلی بن أبي شيبة و عبد بن حمید و ابن جریر و ابن المنذر و ابن أبي حاتم و أبوالشيخ والمصنف.

(۷۳۸) عزاء السیوطی فی الدر (۱۳۶/۲) إلی عبد بن حمید و ابن أبي الدنيا والمصنف عن مجاهد.

منصور نے ان کو ابراہیم نے اور مجاہد نے اس قول کے بارے میں کہ:

ولمن خاف مقام ربه جتنا.

دونوں نے کہا کہ اس وہ شخص مراد ہے جو گناہ کرتا ہے پھر رب کے آگے کھڑا ہونے کو مار کرتا ہے تو گناہ کو چھوڑ دیتا ہے۔
اس کو ظلف بن ولید نے شبہ سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ ابراہیم سے یا مجاہد سے یعنی شک کے ساتھ۔

۲۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو یحییٰ بن منصور نے ان کو ابو بکر جاروی نے ان کو علی بن منصور نے ان کو ابو داؤد نے ان کو مبارک بن فضال نے ان کو عبد اللہ بن ابی بکر نے ان کو انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یعنی کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

نکاوا آگ میں سے ہر اس شخص کو جو مجھے یاد کرتا تھا مجھے سے ذرتا تھا کھڑا ہونے سے میرے آگے۔

۲۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر بن حسن نے دونوں کہتے ہیں خبر دی ہے ابو العباس بن یعقوب نے ان کو یزید بن محمد بن عبد الصمد مشقی نے ان کو یحییٰ بن حماد نے ان کو عثمان بن کثیر بن دینار نے ان کو محمد بن مہاجر بھائی عمر و بن مہاجر نے ان کو عرودہ بن رویم یحییٰ نے ان کو عبد الرحمن بن عثمان نے ان کو عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے:

ان من افضل ایمان المرء ان یعلم ان الله معه حیث کان.

بے شک آدمی کے افضل ایمان میں سے ہے یہ بات وہ یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ ہے جو جہاں بھی ہو۔

۲۲..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو ابن نسیر نے ان کو سفیان ثوری نے ان کو عبد الرحمن بن عابس نے ان کو ابوالیاس نے ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہ وہ اپنے خطبے فرماتے تھے:
خیر الزاد التقویٰ، ورأس الحكمة مخافة الله عزو جل.

بہتر سامان سفر تقویٰ ہے (اللہ کی نافرمانی سے بچنا) اور اصل عقائدی اللہ عزوجل سے ذرتا ہے۔

۲۳..... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس سیاری نے ان کو عبد اللہ بن عزال نے ان کو علی بن حسن بن شقيق نے ان کو بشر بن سری نے ان کو سفیان ثوری نے، ان کو عبد الرحمن بن عابس نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

رأس الحكمة مخافة الله

دانائی کی جزا اللہ کا خوف ہے۔

یہ روایت موقوف ہے۔ اور ایک اور ضعیف طریقہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفع بھی مردی ہے۔

(۱) آخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۱/۷۰)

(۲) ابو بکر الجاروی ہو محمد بن النضر بن سلمہ (المستدرک)

(۳) آخرجه المصنف فی الأسماء والصفات (ص ۲۳۰) من طریق نعیم بن حماد. به۔

وآخرجه الدولابی فی الکسی (۲/۲۳)

(۴) فی تهدیب الکمال فی ترجمۃ (سفیان بن سعید الثوری) روی عن (عبد الرحمن بن عیاش بن ابی ریعة) ولم أحد عبد الرحمن بن انس بن عیاش.

(۵) عزاء الزبیدی الاتحاف (۸/۲۳۸) الی الدیلمی من طریق الحسن بن عمارۃ عن عبد الرحمن بن عابس بن ریعة. وبہ۔

وقال الزبیدی: والحسن بن عمارۃ ضعیف رواه البیهقی من طریق الغوری عن ابی عیاش. (فی الاتحاف ابن عباس). ووقفہ.

۳۴۲: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدالان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسماعیل بن فضل نے اور جعفر ابن احمد بن عاصم نے دونوں کہتے ہیں ان کو خبر دی ہے محمد بن مصطفیٰ نے ان کو عثمان بن ولید نے ان کو عثمان بن زمز نے ان کو ابو عمار اسدی نے ان کو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا:

راء من الحكمة مخافة الله

حکمت و ادائی کی اصل اللہ سے ڈرنا ہے۔

اور یہ عقبہ بن عامر کی روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خطبہ توبہ میں روایت کی گئی ہے۔

۳۴۵: ہمیں خبر دی ابو اسکن محمد بن یعقوب نے طبران نے، ان کو عبد الرحمن بن عباس نے بن عبد الرحمن نے بغداد میں ان کو ابراہیم بن الحنفی نے ان کو احمد بن یوس نے۔ اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدالان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو اسفلی نے یعنی عباس بن فضل نے ان کو احمد بن یوس نے ان کو ایوب بن عقبہ نے ان کو فضل بن بکیر نے ان کو قادہ نے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تے فرمایا:

ثلاث مهلكات. شح مطاع. وهوى متبع. واعجاب المرء بنفسه.

تمن چیزیں ہلاک کرنے والی ہیں تیری نفس کی اطاعت۔ خواہش کی اتباع۔ بیب اور خود پسندی۔

وثلاث منجيات. خشية الله في السرو العلانية. والقصد في الغنى والفقر و الكلمة الحق في الرضاة والغضب.

او تمن چیزیں نجات دہنده ہیں چھپے اظاہر، حال میں اللہ سے ڈرنا۔ اُنھی ہو یافتہ، ہو حال میں میانہ روی اختیار کرنا۔

خوشی ہو یا غصہ، حق بات کہنا۔

یہ روایت ایک اور طریق سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بھی مردی ہے۔

۳۴۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو حسن بن یعقوب عدل نے ان کو محمد بن عبد الوہاب فراء نے، ان کو جعفر بن عون نے ان کو مسعودی نے ان کو قاسم بن عبد الرحمن نے کہتے ہیں کہ فرمایا عبد اللہ نے:

کھفی بخشة الله علماء. وكفى بالاغتراب بالله جهلاً.

خشی خداوندی کے لئے عالم ہونا کافی ہے اور اللہ کے ساتھ دھوکھا نہیں جھالت کافی ہے۔

۳۴۷: اسی اسناد کے ساتھ مسلم بن حنفیہ سے اور سمردق سے مردی ہے۔

بے شک آدمی اس بات کا مستحق ہے کہ اس کے لئے کچھ بھی مجاز ہو اکریں جہاں وہ ان مجاہس میں اپنے گناہوں کو یاد کر کے ان سے بخشش

(۳۴۸) عزاه الرزیدی فی الاتحاف (۳۴۸/۸) إلی المصطف و فی الاتحاف (عثمان بن زخر عن أبي عمار الہذلی بدلاً من عثمان بن زفر بن عمار الأسدی).

(۳۴۹) آخر جهابونیع فی الحلیة (۳۴۹/۲) من طریق احمد بن یوسف. به.

تبیہ: فی الحلیة (ایوب بن عصبة) بدلاً من (ایوب بن عصبة) وہ خطہ۔ وایوب بن عصبة من رجال التهذیب روی عن الفضل بن بکر العبدی وروی عنه احمد بن یونس والحدیث راوہ ایضاً ابن عبد البر فی جامع بیان العلم وفضله (۱/۱۲۲، ۱۲۳) من طریق نعیم بن سالم عن انس و قال ابن نعیم :

هذا حديث غريب من حدیث قادة ورواه عكرمة بن ابراهیم عن هشام عن يحيیٰ بن أبي كثیر عن انس رضی الله عنه.

(۳۴۶) انظر الاتحاف (۳۴۶/۸)

ما نگا کرے۔

۷۴۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کو احمد بن حبی بن سیرین نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو زائدہ نے ان کو اعمش نے ان کو مسلم نے ان کو مسروق نے کہتے ہیں کہ

آدمی کے عالم ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرتا ہو۔ اور آدمی کے جاہل ہونے کے لئے یہ کافی ہے کہ وہ خود پسندی کرتا ہو۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

آدمی کو جاہنے کا سکے لئے اسی جاہل ہوں جن میں وہ اکیلے ہو کر اپنے گناہوں کو باد کرے اور ان سے استغفار کرے۔
ہم یہ کلام مسروق کے قول سے غیر مرفوع روایت کرچکے ہیں۔

۷۴۹:.....ہمیں خبر دی ابو نصر بن قادہ نے ان کو ابو علی حامد بن محمد رفاء نے ان کو ابومسلم ابراہیم بن عبد اللہ نے ان کو بدبل بن بھر ابو الحیر نے ان کو شعبہ نے ان کو سلیمان نے ان کو عبد اللہ بن مرہ نے ان کو مسروق نے وہ کہتے ہیں۔ آدمی کے عالم ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اللہ سے ڈرے اور آدمی کے جاہل ہونے کے لئے کافی ہے کہ وہ اپنے علم پر نازکرے۔

۷۵۰:.....ہمیں خبر دی ابو علی روزباری نے ان کو ابو طاہر محمد آبادی نے ان کو فضل بن محمد نے ان کو ابو بکر بن شیبہ جزای نے ان کو ابن ابو فدیک نے اور خبر دی نصر بن قادہ نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں، ان کو ابو عمرو بن مطر نے ان کو احمد بن واو سنائی نے ان کو ابو بکر نے ان کو دحیم عبد الرحمن بن ابراہیم نے ان کو موی بن یعقوب نے ان کو ابو حازم نے ان کو عامر بن عبد اللہ بن زیبر خبر دی ہے ان کو ان کے والد نے خبر دی ہے حضرت عبد اللہ بن مسعود نے ان کو خبر دی ہے کہ ان کے اسلام لانے کے درمیان اور اس آیت کے نزول کے درمیان جس میں ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے انتباہ فرمایا سر زنش فرمائی مگر صرف چار سال کی مدت ہے۔ آیت یہ ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالذِّينَ أَوْتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمْدُ فَقَسْطٌ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِّنْهُمْ فَاسْقَفُونَ (النَّدِيْر٢٦)

تم ان لوگوں جیسے نہ ہو جنہیں کتاب دی گئی تھی پس ان پر مدت طویل گئی تو ان کے دل سخت ہو گئے

اور زیادہ تر ان میں سے فاسق اور اللہ کے نافرمان ہیں۔

اور روزباری کی روایت میں ہے کہ انہوں نے کہا۔ کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے ان کو خبر دی تھی کہ ان لوگوں کے اسلام لانے اور مذکورہ آیت کے نزول کے درمیان چار سال کا فاصلہ ہے۔

۷۵۱:.....ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فرقہ نے اور ابو علی روزباری نے ان دونوں کو ابو حسن علی بن ابراہیم بن معاویہ نیشاپوری نے ان کو ابو عمر احمد

(۷۴۸).....عزة الزبری فی الاتحاف (۳۲۸/۸) إلی المصنف.

(۷۴۹)ابراهیم بن عبد اللہ هو ابومسلم الکھجی.

(۷۵۰)دحیم هبھو عبد الرحمن بن ابراهیم بن عمرو ابو سعید، آخر جده الحاکم (۳۲۹/۲) من طریق سعید بن ابی مریم عن موسی بن یعقوب، به.

والحدیث رواہ مسلم (۳۱۳۹/۳) من طریق عون بن عبد اللہ عن ابیه عن ابن مسعود.

وعزاد السیوطی فی الدر (۲/۱۷۵) ابن مسلم والمسانی وابن ماجہ وابن الصندور وابن مردویہ.

(۷۵۱)ابزر منشیان ہو طنحة نافع الواسطی والحدیث اخیرجه البزار (۱/۳۲۳ رقم ۲۳) کشف الامصار عن احمد بن عبد الجبار العطاردی.

بہ: تعالیٰ الہ از وہذا لاتعلم رواہ عن الأعمش بہذا الإسناد إلا أبو بکر بن عیاش وقد رواه غيره عن الأعمش عن یزید الرقاشی عن غیم بن فیس عن ابی موسی عن السی علیہ وسلم

بن عبد الجبار عطاردی نے ان کو ابو مکبر بن عیاش نے ان کو اعمش نے ان کو ابو سفیان نے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دل کی مثال ہاں پر جیسی ہے جو میدانی زمین پر پڑا ہوا اور اس کو بہا کیں اسٹ پلت کرتی جائیں۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۵۲) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد اللہ بن سعد نے ان کو علی بن حسن خثام نے اپنی اصل کتاب میں سے اور وہ نیسا پور میں تھے۔ ان کو حامد بن عمر بکراوی نے ان کو عبد الواحد بن زیاد نے ان کو عاصم احوال نے ان کو ابو کبشه نے کہتے ہیں کہ میں نے سن حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔

کہ دل کا نام قلب رکھا گیا اس لئے یہ تقلیب سے مناسبت رکھتا ہے (اور تقلب بار اٹ پلت کرنے کو کہتے ہیں دل کی بھی بھی کیفیت ہوتی ہے واردات اور خیالات کی کثرت سے ہر لمحے بد لئے کی کیفیت رہتی ہے)۔

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قلب کی مثال میدان میں پڑے ہوئے پر جیسی ہے جو کسی درخت یا جہازی کے تنے سے انک جاتا ہے اور ہوا س کوائٹ اور سیدھے اٹ پلت کرتی رہتی ہے۔

۷۵۳) ہمیں خبر دی ہے ابو بکر قاضی نے ان کو حاجب بن احمد نے ان کو عبد الرحیم بن منیب نے ان کو زینیہ بن ہارون نے ان کو سعید بن ریاس جریری نے ان کو غنم بن قیس نے ان کو ابو موسیٰ اشعری نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مثلاً القلب کربشة فی ارض فلّا تقبلها الریاح ظهرًا البطن۔

قلب کی مثال اس پر جیسی ہے جو میدانی زمین پر پڑا ہوا کیں اسی اٹ سیدھے اٹ پلت کرتی رہیں۔

۷۵۴) ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے ان کو ابو بکر قطانی نے ان کو حمد بن یوسف نے ان کو محمد بن یوسف نے ان کو سفیان نے مقام ثور سے ان کو خالد بن معدان نے ان کو ابو عصیدہ بن جراح نے وہ کہتے ہیں کہ ابن آدم کا دل چڑیا جیسا ہے ایک دن میں سات بار بدلتا ہے (یعنی خیال اور ارادہ بار بار بدلتا ہے۔) یہ روایت موقوف ہے۔ اور یہ مرفوع بھی روایت ہوئی ہے (جیسے آنے والی روایت ہے)۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۵۵) ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن علی نے ان کو عبد اللہ بن شیرویہ نے ان کو اسحاق حنظلی نے ان کو بقیہ بن ولید نے ان کو حکیم بن سعید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو ابو عصیدہ بن جراح نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہیں۔

و قلب ابن ادم مثل العصفور یتقلب فی اليوم سبع مرات.

(۷۵۲) اخرجه احمد (۳۰۸/۳) من طریق عبد الواحد بن زیاد، به۔

(۷۵۳) اخرجه ابن ماجہ (۸۸) من طریق الأعمش عن بزید الرقاشی عن غنیم بن قیس، به۔

(۷۵۴) اخرجه ابونعیم فی الحلیۃ (۱/۱۰۲) من طریق سفیان، به۔

(۷۵۵) اخرجه الحاکم فی المستدرک (۳۰۷/۳) عن ابی عبید اللہ الصفار عن ابی بکر بن ابی الدنیا عن سعید بن سعید عن نقیہ، به وصححه الحاکم وقال الذہبی : فیه انقطاع

وفي الاتحاف (۳۰۲/۳) قال الزبيدي قال اعرافي : رواه الحاکم في المستدرک على شرط مسلم والبیهقی في الشعب من حدیث ابی عبیدة عامر بن الجراح . قال الزبيدي : وكذلك رواه ابن ابی الدنیا في کتاب الاخلاق وقال العرافي : ورواه البغوى في معجمه من حدیث ابی عبیدة غير منسوب وقال : لا ادری له صحیحة ام لا .

اپنے آدم کا دل پر یائے دل جیسا ہے ایک دن میں سات بار بدلتا اور اس لپٹ ہوتا ہے۔
 ۷۵۶) ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یحییٰ بن عبد الجبار سکری نے بغداد میں ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو عباس بن عبد اللہ ترقی نے ان کو محمد بن یوسف نے ان کو سفیان نے اعمش سے ان کو ابوسفیان نے جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ
 رسول اللہ کثیر فرماتے تھے کہ:

باقلب القلوب ثبت قلوبنا علی دینیک.

اے دلوں کے اللہ پھیر کرنے والی ذات ہمارے دلوں کو اپنے دین پر پکار کھنا۔

۷۵۷) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن ابی بکر اصوازی نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ہشام بن علی نے ان کو کثیر بن یحییٰ نے ان کو عبد الواحد بن زیاد نے اس نے اعمش کا ذکر کیا۔ ان کو ابوسفیان نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اکثر یہ دعا فرماتے تھے:

باقلب القلوب ثبت قلبی علی دینیک

اے دلوں کے پھیرنے والے میری دل کو اپنے دین پر پکار کھنا۔

۷۵۸) ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن علی جوہری نے بغداد میں ان کو احمد بن موسیٰ طبوی نے ان کو محمد بن سابق نے ان کو ابراہیم بن طہمان نے ان کو منصور نے ان کو عاصم بن بشیر نے انہوں نے کہا کہ میرے دونوں کانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن آپ فرمادی ہے تھے:

فی الانسان مضغة اذا صلحت صلح له سائر جسمه و اذا سقطت سقم له سائر جسمه وهي القلب.
 انسان کے اندر ایک گوشت کا نکلا ایسا ہے کہ جس وقت درست ہو تو اس کے لئے اس کا پورا جسم درست ہو جاتا ہے اور وہ جس وقت

بخاری میں نقش ہوئی ہے بھی اور انہوں نے حدیث میں کہا ہے اور وہ دل ہے۔

یہ حدیث صحیح بخاری میں غیر طریقوں سے بھی نقل ہوئی ہے شعیی سے بھی اور انہوں نے حدیث میں کہا ہے؟

اذا فسدت فسد الجسد كله

جس وقت وہ گوشت کا نکلا اخراج ہو جائے پورا جسم خراب ہو جاتا ہے۔

۷۵۹) ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران اور ابو الحسین محمد بن احمد بن حسن براز نے بغداد میں دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے۔ عبد اللہ بن محمد بن اسحاق فاہمی نے ان کو ابو یحییٰ بن ابو ہریرہ نے ان کو ابو عبد الرحمن مقری نے ان کو سعید بن ابوالیوب نے ان کو عبد اللہ بن ولید نے ان کو سعید بن مسیتب نے ان کو سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ رسول اللہ جب رات کو میدار ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے:
 لاَّ إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سَبَّحْنَاكَ أَنِّي كُنْتَ مِنَ الظَّالِمِينَ اللَّهُمَّ اسْتَغْفِرُكَ لِذَنبِي وَاسْتَأْتِكَ رَحْمَتَكَ

(۷۶۰) اخرجه ابو یعلی فی مسندہ (۲۰۷/۳) عن ابن نعیم عن قصيدة عن سفیان. به.

(۷۶۱) اخرجه الترمذی (۲۱۲۰) من طریق ابی معاویۃ عن الأعمش. به.

وقال الترمذی: حسن و هنکذا روى عن غير واحد عن الأعمش و دوى بعضهم عنه عن ابی سفیان عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم وحدیث ابی سفیان عن انس اصرح.

(۷۶۲) متفق عليه اخرجه البخاری (۱۲۱/۱ فتح) و مسلم (۱۲۱۹/۳) من طریق عامر الشعیی. به.

(۷۶۳) اخرجه ابوداؤد (۵۰۲۱) عن حامد بن یحییٰ عن ابی عبد الرحمن المقوی. به.

اللهم زدنی علماً ولا تزغ قلبي بعد اذ هدینتی و هب لی من لدنک رحمة انک انت الوهاب.
کوئی انہیں ہے مگر تو ہی اللہ ہے۔ تو پاک ہے۔ بے شک میں زیادتی کرنے والوں میں سے ہوں اے اللہ بے شک میں تجھے سے معافی
مانتگتا ہوں اپنے گناہ کی، اور میں تجھے سے تیری رحمت مانگتا ہوں۔ اے اللہ میر اعلم زیادہ فرم۔ اور بعد اس کے کہاں پنے مجھ کو بدایت عطا
کی میرے دل کو میزہ عاذ کرو۔ مجھ کو اپنی طرف سے رحمت عطا فرمائے شک تو ہی دینے والا ہے۔

حدیث میں مجبور و مضطرب کی دعا

اور ہم نے کتاب الدعوات میں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ انہوں نے مجبور اور پریشان کی دعائیں فرمایا:

اللهم رحمتك ارجوا فلا تكلى الى نفسى طرفة عين واصلاح لى شانى كله لا الله الا انت.
اے اللہ میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں مجھے آنکھ جھکنے کی دریچی میرے نفس کے حوالے نہ کر میری ہر حالت کی اصلاح فرم۔
اور درست فرماؤ مجبور نہیں صرف تو ہی تو ہے۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے۔ کہ آپ نے یوں دعائی گئی:

انک ان تکلنى الى نفسى تکلنى الى ضعف وعورة وذنب وخطيبة وانى لا اثق الا برحمتك فاغفر لى ذنوبي
کلها انه لا يغفر الذنوب الا انت وتب على انک انت التواب الرحيم۔

بے شک تو اگر مجھے میرے نفس کے حوالے کر دے تو آپ مجھے کمزوری، عار، گناہ اور غلطی کے حوالے کریں گے میں نہیں یقین کرتا مگر
صرف تیری رحمت کا میرے تمام گناہ معاف فرم۔ حالت یہ ہے کہ بے شک گناہوں کو کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا مگر صرف تو ہی ہے
میری تو بقول فرمائے شک تو توبہ قول کرنے والا ہم رہا ہے۔

۶۰:.....ہمیں خبر دی ابو سعد مالینی نے ان کو ابو احمد بن عدی حافظ نے ان کو ابو ہاشم رفاعی نے ان کو زید بن حباب نے
ان کو ابن موهب نے فرماتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔
اے فاطمہ نہ رو کے تجھ کو اس بات سے کوئی کوتونے جو کچھ تھوڑی میں وصیت کرو۔ یہ دعا کیا کہجے:

يا حي يا قيوم بر حمتك استغيف فلا تكلى الى نفسى طرفة عين واصلاح لى شانى كله.
اے زندہ جاوید۔ ابے سب کو قائم رکھنے والے میں تیری رحمت کے ساتھ فریاد کرتی ہوں مجھے پاک جھکنے کی دریچی
میرے نفس کے حوالے نہ کرو اور میرے ہر حال کی تو اصلاح فرم۔

ابو احمد کہتے ہیں۔ ہمیں ابن صاعد نے کہا۔ اور ابن موهب نے یہ ہی عبد اللہ بن عبد الرحمن بن موهب ہیں۔ انہوں نے حضرت انس سے
حدیث بیان کی مذکورہ حدیث کے علاوہ۔ اور ابن صاعد نے مجھے اس طرح فرمایا۔

۶۱:.....ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلیمانی نے ان کو عبد الرحمن بن محمد بن مجبور نے ان کو زکریا بن یحیی نے ان کو حسن بن علی حلوائی نے ان کو زید

(۷۴)آخرجه ابن عدی (۱۶۳۶/۲) عن ابن صاعد. به.

وقال ابن عدی : قال لنا ابن صاعد : و ابن موهب هذا هو عبد الله بن عبد الرحمن بن موهب حدث عن انس وغيره وقال : ابن عدی : وهو حسن الحديث يكتب حدبيه.

(۷۵)آخرجه الحاكم في المستدرك (۱/ ۵۲۵) عن أبي عبد الله عن ابن أبي الدنيا عن الحسن بن الصباح وغيره عن زيد بن الحباب
عن عثمان بن عبد الله بن موهب. به.
وصححه الحاكم ووافقه الذهبي.

بن حباب نے ان کو عثمان بن وہب نے کہتے ہیں کہ میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے سافر ماتھے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا تھا کون سی چیز مانع ہوگی اس سے کہ آپ نے جو کچھ میں آپ کو حیثت کرو؟ آپ صبح و شام میں دعا کیا کریں۔

یا حی یاقیوم بر حمتک استغیث اصلاح لی شانی کله ولا تکلنی الی نفسی طوفہ عین
زید کہتے ہیں مسخر مجھ سے اس حدیث کے بارے میں سوال کرتے تھے۔

اور زید کے سواد گیرنے کیا زید سے انہوں نے عثمان بن عبد اللہ بن موهب سے (مردی ہے)۔

ذکورہ احادیث وادعیہ پر تبہقی کا تبصرہ:

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

ذکورہ تمام احادیث اور دعاوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ سے ذرنا اور خوف کرنا ذکور ہے اللہ تعالیٰ اس نعمت پر جو آپ کے دل میں ایمان رکھا گیا تھا۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایمان کے اعمال کی جتوں قبولی گئی تھی۔ یہ ذرنا اور خوف کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس لئے تھا کہ آپ کو یہ علم تھا کہ جب توفیق سلب ہو جائے گی تو آپ اپنے نفس کے حوالے کر دیے جائیں گے جب آپ اپنے نفس کے حوالے کر دیے جائیں گے تو آپ اپنے نفس کے پیغمبر بھی مالک نہیں رہیں گے۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم طبعاً و قصد اس بات سے ذرتے رہتے تھے اور یہ تمام احادیث ذاتی ہیں کہ آپ اپنے دل میں سب سے زیادہ خوف خدار کھتے تھے۔ لہذا ہر مسلمان کے لئے مناسب ہے کہ یہ خوف خدا اس کے دل میں قصد اور ارادۃ ہو جائے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا سوال

۲۲۔ ... ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو عقبیج نے ان کو مالک بن مغول نے۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ رہب نے ان کو احمد بن اصفہانی نے ان کو محمد بن سابق نے ان کو مالک بن مغول نے ان کو عبد الرحمن بن سعید بن وہب نے سید عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرماتی ہیں کہ میں نے کہیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد:
واللذین يذکون ما أتوا وقلو بهم وجلة انهم الی ربهم راجعون۔ (المودعون: ۶۰)

وہ لوگ جو کچھ دے سکتے ہیں وہ دستیتی ہیں اور ان کے دل کا پتہ رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف جانے والے ہیں۔

(سیدہ عائشہ نے سوال کیا کہ اس آیت سے کون توگ مراد ہے؟) کیا یہ وہ لوگ ہیں جو زنا کرتے ہیں۔ اور شراب نوشی کرتے ہیں؟ اور ابن سابق کی روایت میں یوں ہے۔ کہ کیا یہ وہ آدمی مراد ہے جو زنا کرتا ہے اور چوری کرتا ہے اور شراب پیتا ہے اور وہ باوجود وہ اس کے اللہ سے بھی ذرتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نہیں۔ اور وہی کی روایت میں ہے نہیں اے ابو بکر کی بیٹی۔ یا یوں فرمایا اے صدیق کی بیٹی۔ بلکہ اس سے وہ شخص مراد ہے جو نماز بھی پڑھتا ہے اور روزہ بھی رکھتا ہے اور صدق بھی کرتا ہے مگر وہ ذرتا ہے کہ شاید اس سے یہ اعمال قبول نہ کئے جائیں۔

اور ابن سابق کی ایک روایت میں ہے:

وهو مع ذالک يخاف، الله عزوجل

(۲۷).... آخرجه المصنف من طریق الحاکم (۳۹۳/۲) وصححه الحاکم ووافقه الذہبی.

تبیہ:.... سقط من اسناد الحاکم : (احمد بن مهران الأصبهانی وآخرجه الترمذی (۳۱۷۵) وابن ماجہ (۳۱۹۸) من طریق مالک بن مغول۔ به۔

وہ اس (نمازو زرے اور صدقہ) کے باہم جو دو رتار ہتا ہے۔

۶۲۷: ... یہیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے ان کو ابو الحسن بن احْمَدَ كَاتِبَيْنَ کو ان کے والد نے ان کو وَعْدَ نے ان کو ابوالاشرب نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے سافر ماتے تھے کہ (یہ آیت):

وَالَّذِينَ يَنْتَوْنَ مَا اتَوْا وَقُلُوبُهُمْ وَجْلَةٌ (النَّوْمُ، ۱۰)

وہ لوگ میں جو کچھ دے سکتے ہیں دیتے ہیں۔ ان کے دل ذرتے رہتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ لوگ مراد ہیں جو نیکی کے اعمال کا مل کر تھے ہیں اور ساتھ ساتھ وہ اس بات سے ذرتے رہتے ہیں کہ شاید ان کے یہ اعمال ان کو اللہ کے عذاب سے نجات فراہم کئیں۔

۶۲۸: ... یہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو وَعْدَ نے ان کو ابوالاشرب نے حسن سے۔ پھر اس کو مذکورہ حدیث کی مثل ذکر کیا ہے۔

۶۲۹: ... یہیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالمر و عثمان بن احمد بن عبد اللہ ماک نے بغداد میں۔ ان کو یحییٰ بن زر قان نے ان کو ابراہیم بن محمد شافعی نے ان کو ولید بن سلم نے اور شرہ بن رہیم نے ان کو تھید بن ابو تھید نے ان کو نکول نے عیاش بن سیمان سے اور ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل تھی۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

مجھے ملا الاعلیٰ کے فرشتوں نے جو خبر دی ہے اس کے مطابق میری امت کے بہترین افراد وہ لوگ ہیں جو اپنے رب کی رحمت کی اشادگی پر سامنے اور ظاہر اہمیتے اور خوش ہوتے ہیں۔ اور اپنے رب کے عذاب کی شدت کے خوف سے چھپ کر رہتے ہیں۔ اور صبح و شام پا کیزہ گھروں یعنی مساجد میں اپنے رب کو یاد کرتے ہیں۔ اور امید اور خوف کی کیفیت میں اپنی زبانوں کے ساتھ اس کو پکارتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کو بلند کر کے اور نیچے کر کے اس سے سوال کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اولاً بھی اور دوبارہ بھی۔ لوگوں پر ان کا بوجھ ہلاکا ہوتا ہے۔ اور ان کے اپنے نقوسوں میں بھاری ہوتا ہے۔ وہ لوگ دھرتی پر آہستہ آہستہ نگے پاؤں چلتے ہیں جیسے چینی نی چلتی ہے بغیر کسی تکبیر اور اڑانے کے۔ چلتے ہیں وقار کے ساتھ۔ اور ترب اللہ حاصل کرتے ہیں (اعمال ساخت کے) ویسے کے ساتھ۔ اور وہ قرآن پڑھتے ہیں۔ قربانی دیتے ہیں۔ پرانے کپڑے پہنتے ہیں۔ ان پر اللہ کی طرف سے گواہ موجود ہوتے ہیں۔ حفاظت کرنے والی نگاہیں ہوتی ہیں۔ بندوں کو ان کے چہروں کی علامات پڑھ کر پہچان لیتے ہیں۔ اور شہروں میں غور و فکر کرتے ہیں۔ ان کی رویں دنیا میں ہوتی ہیں، اور ان کے دل آخرت میں ہوتے ہیں۔ ان کے لئے کوئی فکر نہیں ہوتی مگر ان کے آگے کی۔ اور وہ اپنی قبروں کے لئے (اعمال کا) سماں تیار کرتے ہیں۔ (اور اپنی آخرت کے) راستے کی راہ داری اور پاسپورٹ بناتے ہیں۔ اور اللہ کے آگے اپنے پیش ہونے کے لئے تیاری کرتے ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

ذالک لمن خاف مقامی و خاف وعدی۔ (ابراهیم ۱۳)

یہ سب اس کے لئے ہے جو شخص میرے سامنے ہیش ہونے پسے ذرا اور میرے عذاب سے ذرگیا۔

اس روایت میں حماد بن ابوحید کا تفرد ہے، اور وہ حدیث میں قوی نہیں ہے اہل علم کے نزدیک۔

(۶۲۷) ... عزاه السیوطی فی الدر (۱۲/۵) إلی ابن المبارک فی الرہد و عبد بن حمید و ابن حبیب عن الحسن.

(۶۲۸) ... احرجه المصطف من طریق الحاکم (۲/۲۷) و قال الذهبي هذا حديث عجب منكر و حماد ضعف ولكن لا يحمل مثل هذا واحبه ادخل على ابن السماك.

۷۶۷: ہمیں خبر دی ابو علی روز باری نے ان کو اس اعلیٰ بن محمد صفار نے ان کو عباس بن محمد دری نے ان کو تیجی بن خلیف نے بن عقبہ ابو بکر بصری نے ان کو بین عون نے ان کو محمد نے ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جس کو اس کے اعمال نجات دیدیں، لوگوں نے کہا کیا آپ کو بھی آپ کے اعمال نجات نہیں دے سکیں گے۔ فرمایا، کہ میں بھی نہیں (نجات پا سکتا) مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنے فضل اور رحمت میں غوطہ دے دے۔ اور آپ نے اپنا تھا پس سر پر اس طرح رکھ لیا اس کی کیفیت بیان کی۔

اس کو مسلم نے صحیح میں دوسرے طریقے سے این عون سے روایت کیا ہے۔

۷۶۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن نے دونوں کو خبر دی ہے ابو عباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابو قتبہ بن فرج نے ان کو بقیہ نے ان کو تیجی بن سعید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو عقبہ بن عبد یعنی سلمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اگر کوئی آدمی پیدا ہونے کے دن سے لے کر موت تک اپنے منہ کے بل بڑھا پے کی حالت میں اللہ کی رضا میں کھینچا جائے البتہ حقیر کردے گا اس کو قیامت کے دن۔

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۷۶۹: اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مبارک نے ان کو ثور بن یزید نے ان کو خالد بن معدان نے ان کو جیبر بن نفیر سے ان کو محمد بن ابی عميرہ نے اور وہ اصحاب رسول میں سے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی بندہ اپنی پیدائش کے دن سے لے کر بڑھا پے تک اللہ کی اطاعت میں گھسیا جائے تو بھی اس دن حقیر ہو جائے گا اور البتہ وہ یہ چاہتے ہے کہ کسی طرح اجر و ثواب زیادہ ہو جائے۔ اس کو روایت کیا ہے عسکی بن یوسف نے ثور سے وہ کہتے ہیں کہ اگر اپنے بچہ سے کے بل گرا۔ یہ تاریخ بخاری میں ہے۔ (یعنی جملی وجہ کی وجہ سے خوبی و وجہ ہے ثور کی روایت میں) بلال بن سعد فرماتے ہیں۔

۷۷۰: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور احمد بن حسن قاضی نے اور محمد بن ابو موسیٰ نے کہتے کہ ان کو بیان کیا ابو عباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن ولید یروقی نے ان کو خبر دی ان کے باپ نے ان کو شاک بن عبدالرحمن نے وہ کہتے کہ میں نے سن بلال بن سعد سے وہ فرماتے ہیں۔

اے حسن کے بندو۔ کیا تمہارے پاس کوئی خبر دینے والا آیا ہے؟ جو تمہیں تمہارے اعمال کے بارے میں کچھ خبر دے کر وہ تم سے قبول کر لئے گئے ہیں۔ یا تمہارے گناہوں میں سے کوئی شخصی معاف کردی گئی ہے؟

افحسبتم انما خلقنک عمبا و انکم الینا لاتر جعون (المونون ۱۱۵)

کیا سمجھتے ہو تم کہ تم نے تمہیں یوں ہی بے کار بے مقصود پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم ہماری طرف نہیں لوٹائے جاؤ گے؟ اللہ کی تم اگر ثواب تمہیں جلدی دنیا میں دے دیا جائے البتہ خود غرض ہو جائے گا ہر ایک تم سے ان فرائض سے جو تمہارے اوپر فرائض ہیں۔ کیا اللہ ن اطاعت میں تم رغبت کرتے ہو اس کے گھر کی جلدی کرنے کے لئے نہ غربت کرو ثواب کی اور غربت کرو جنت میں۔

۷۷۱: آخر جوہ مسلم (۲۱۷۰/۳) من طریق ابن ابی عدی عن ابن عون. به و آخر جوہ البخاری (۱/۲۹۳ فتح) من طریق سعید المفری و مسلم (۲۱۶۹/۲) من طریق محمد بن سیون بن کلاہما عن ابی هریرہ.

أكلها دائم وظلها تلک عقبی الذين اتقوا وعقبی الكافرين النار.

میوہ اس کا وائی ہے اور سایہ بھی دائی ہے یہ انجام ہے ان لوگوں کا جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا اور کافروں کا انجام آگے ہے..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے اور محمد بن موئی نے دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابو العباس نے ان کو عباس بن ولید نے ان کو ان کے بیان نے ان کو شکا نے کہتے ہیں کہ انہوں نے نتاباں بن سعد سے کہتے ہیں۔

اللہ سے شرم و حاکرو۔ اور اللہ سے ذررو۔ اور اللہ کی تدبیر سے غوف نہ ہو۔ اور اللہ کی رحمت سے نامدد نہ ہو۔

اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ یعنی ہے

اے:.....ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدالان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو محمد بن غالب تمام نے ان کو بشر نے یعنی ابن عبد الملک نے ان کو عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابراہیم النصاری نے ان کو حضرت انس کے بیٹے نے ان کو ان کے والد نے ان کو ان کے والد نے ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے وہ فرماتے ہیں۔

اے بیٹے بچا و تم اپنے آپ کو سفلہ سے لوگوں نے کیا کہ سفلہ کیا ہے (یعنی کمینہ پن) فرمایا کہ وہ شخص جو اللہ سے نہ ڈرے۔ (گویا کہ اللہ سے نہ ڈرنا سفلہ پن اور کمینہ پن ہے)

۲۷۔۔۔ ہمیں خردی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو الحسن علی بن محمد مصری نے ان کو ابن الی مریم نے ان کو فریانی نے ان کو سفیان نے ان کو اعمش نے ان کو عبدیہ نے ان کو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اُقراء۔ پڑھتے میں نے کہا کیا میں آپ کے اوپر پڑھوں، حالانکہ آپ کے اوپر قرآن مجید اترابے آپ نے فرمایا جی ہاں پڑھتے میں نے سورۃ سما و پرمگی یہاں سک کر میں اس آیت تک پہنچا:

فكيف اذا جئنا من كل امة بشهيد و جئنا بک على هؤلاء شهیدا (النها ٢٠)

قال، حسک الان. قال فالتفت اليه فإذا عيناه تذرفان.

کیا حال ہو گا جس وقت ہم امت سے گواہ لا میں گے اور ہم اپ کوان س پر گواہ لا میں کے آپ نے فرمایا میں تجھے اب کافی ہے
میں نے پاٹ کر دیکھا تو آپ سلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں آنسو بہرے تھے۔

حضرت ابن مسعودؑ کی تلاوت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے آنسو

۳۷۔۔۔۔۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابو بکر عبد اللہ بن سعیج ظلیٰ نے کوفہ میں ان کو عبد اللہ بن تمام نے ان کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے ان کو شخص بن غیرا نے ان کو عمش نے (اس نے اس حدیث کو) ایسی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے علاوہ

(٧٧٢) أخرجه الطبراني (١٦٩) عن عبدالله بن محمد بن سعيد بن أبي هريرة عن محمد بن يوسف الفريابي . به

ورواه أحمد (٣٥٥١، ٣٥٥٢، ٣٥٥٣، ٣٥٥٤، ٣٥٥٦) شاكر) والبخاري (٣٥٨١ و ٣٥٨٢ و ٣٥٨٣ و ٣٥٨٤ فتح)

^{٣٢٥} وأبي داود (١٤٥٠) والترمذى (١٤٥٠ و ١٥٥٠) تحفة الأحوذى) والحاكم (٣١٩/٣) والمizar (١/٢٨٦).

(٤٤٣) .آخر جه البخاري (٩٣/٩ فتح) عن محمد بن يوسف الفرباني و (٩٣/٩ فتح) عن عمر بن حفص بن غياث عن أبيه و مسلم

(١) (٥٥١) عن أبي بكر بن أبي شيبة وأبي كريب جمِيعاً عن حفص.

ازیں یہ کہا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے سامنے قرآن پڑھتے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا میں آپ کے سامنے پڑھوں حالانکہ آپ کے اوپر تو اتراء ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں چاہتا ہوں کہ میں اس کو کی اور سے سنو۔ اس کے بعد اس نے آگے حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے اس روایت میں یہ بھی فرمایا۔ کہ تجھے کافی ہے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے سراپر اٹھایا۔ یا یوں فرمایا۔ کہ میرے پہلو میں ایک آدمی نے کہنی ماری۔ اور میں نے سر اٹھا کر دیکھا تو یہا کیا کہ آپ کے آنسو بہرہ ہے تھے۔ اس لوبخاری نے صحیح میں فرمایا۔ سے اس نے عمر بن حفص سے اس نے اپنے والد سے روایت کیا ہے۔ اور اس نے سلام نے ابوکبر بن ابی شہید سے روایت کیا ہے۔

خوف خدا سے سیدنا رسولؐ سے ہانڈی کی سی آواز پیدا ہونا

۲۷۴.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوکبر بن احمد بن سلمان فقیہ نے ان کو سن بن حکرم نے بزار نے ان کو زینید بن ہارون نے ان کو حماد بن ابی سلم نے ان کو ثابت نے ان کو مطرف نے ان کو ان کے والد نے دو کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھتے دیکھا اور آپ کے سیدنا مبارک میں سے اس طرح کی آواز آ رہی تھی جیسے ہندیا کے کھولنے کے وقت آتی ہے یا آپ کے رونے کی آواز تھی۔

امام تیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی جب بھی آپ کسی رحمت کی آیت سے گذرتے اس پر رک کر دعا کرتے۔ اور جب بھی کسی عذاب کی آیت سے گذرتے اس پر رک کر اللہ سے پناہ مانگتے اور ہم نے حذیفہ بن یمان سے یہ روایت کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے سورۃ حود۔ سورۃ واقعہ۔ سورۃ مرسلات۔ اور سورۃ عم۔ یعنی مسلموں۔ اور آذا نقش کوت نے بوڑھا کر دیا ہے۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی معرفت کی شدت سے تھا اور اپنی امت پر اللہ کے خوف سے تھا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا رات بھرا مت کی مغفرت کی دعا کرنا

۲۷۵.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو عمر و عثمان بن احمد سماک نے ان کو عبد الرحمن بن محمد بن منصور نے ان کو تیجی بن سعید قطان نے ان کو قد امہ بن عبد اللہ نے ان کو جسرہ نے فرماتی ہیں کہ میں نے سنا ابو ذر سے فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ رات کو تجدید کی نماز پڑھتے ہوئے ایک آیت کے ساتھ قیام کیا یعنی صبح تک اسی آیت کو بار بار پڑھتے رہے۔ آیت یہ ہے۔

ان تعذیبهم فانهم عبادک و ان تغفر لهم فانک انت العزيز الحكم (الماندہ ۱۸)

اگر آپ ان لوگوں کو عذاب دیں تو میں کہ تیرے بندے ہی ہیں، اور اگر آپ ان کو معاف کروں تو آپ غالب اور حکمت والے ہیں۔

قیامت کے مناظر پر مشتمل پانچ سورتوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکروہ کر دیا تھا

۲۷۶.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے ان کو ابوکبر محمد بن جعفر کی نے ان کو ابو عبد اللہ محمد بن ابراہیم عبدی نے ان کو مسدود بن سرحد نے

(۷۷۴)....آخرجه المصنف من طريق الحاکم (۲۶۲/۱) وصححه الحاکم وافقه الذہبی

(۷۷۵)....آخرجه ابن ماجہ (۱۳۵۰) والحاکم (۲۲۱/۱) من طريق بحی بن سعید۔ به۔

وصححه الحاکم ووفقه الذہبی وقال ابووصیر فی الزوائد اسناده صحيح ورجاله ثقات ثم قال . رواه السنانی وأحمد في المسند وابن خزيمة في صححه والحاکم وقال صحيح .

(۷۷۶)....آخرجه المصنف في طریق الحاکم فی المستدرک (۳۶۲/۲) وصححه الحاکم وافقه الذہبی .

ان کو ابوالاچھوڑ نے ان کو اچھی ہماری نے ان کو بکر مرنے نے فرماتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے نبی علیہ السلام سے پوچھا کس چیز نے آپ کو بوڑھا کیا؟ آپ نے فرمایا کہ سورۃ حود۔ سورۃ واقعہ۔ سورۃ عم۔ سورۃ العبس۔ سورۃ اذ الشمس کورت۔ (یعنی ان سورتوں نے مجھے بوڑھا کر دیا ہے۔)

دو خوف اور دو امن

۷۷۷۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو علی رودباری نے۔ ان کو محمد بن ابی بکر نے ان کو ابو داؤد نے ان کو محمد بن یحییٰ بن میمون علیٰ نے ان کو عبد الوہاب بن عطاء نے ان کو محمد بن عمرو نے ان کو ابو سلمہ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ آپ اپنے رب سے اس کو نقل فرماتے ہیں۔

مجھے اپنی اعزت کی قسم ہے میں اپنے کسی بندے پر دخوف۔ اور دو امن اکٹھنہیں کروں گا۔ جب وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہتا ہے۔ میں اس کو قیامت کے دن اسکن دوں گا اور جب وہ دنیا میں مجھ سے بے خوف ہو جاتا میں قیامت میں اس کو خوف میں بٹلا کروں گا۔

۷۷۸۔۔۔ ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو بکر بن اتحن فیقد نے ان کو یحییٰ بن یعقوب بن مرداں نے یعنی مبارکی نے ان کو سوید بن سعید نے ان کو حفص بن مسیرہ نے ان کو زید بن اسلم نے ان کو حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سو اس کے نہیں کہ جنت میں وہی داخل ہو گا جو اس کی آرزو رکھتا ہو گا اور آگ سے وہی بچایا جائے گا جو اس سے ڈرے گا۔ اور اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا جو خود مجھی رحم کرتا ہو گا۔

۷۷۹۔۔۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ ابو طیب کہل بن محمد بن سلیمان نے بطور اماء۔ ان کو ابو عمرو بن مطر نے بطور اماء کے ان کو قاسم بن زکریا مطرز نے بطور اماء کے ان کو سوید بن سعید نے انہوں نے اس کو ذکر کیا اپنی استاد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی شیل۔

۷۸۰۔۔۔ ہمیں حدیث بیان کی ابو اسن محمد بن حسن بن حسین علوی نے ان کو عبد اللہ بن محمد بن حسن بن شریق نے ان کو عبد اللہ بن ہاشم نے ان کو ویسی نے ان کو تاریخ بیان کیا کہ زیاد نے ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: لو تعلمون ما اعلم لصحيحکم قليلاً ولبيكتم وكثيراً۔

اگر تم جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم خساواں البتہ تم بہت روؤ۔

۷۸۱۔۔۔ اور اسی اسناد ہمیں بیان کیا گیج نے ان کو ابو عیمیں نے ان کو ابو طلحہ اسدی نے کہتے ہیں کہ میں نے تا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس کے بعد راوی مذکور کی مثل حدیث ذکر کی۔ بخاری مسلم نے صحیح میں دوسرے طریق سے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے۔

(۷۷۷)۔۔۔ آخر جملہ عبد اللہ بن العمار ک (۱۵۸) من طریق محمد بن یحییٰ بن میمون۔ یہ۔

وقال الہیشمی فی المجمع (۱۰/۳۰۸) رواه البزار (۳۲۲۳) عن شیخہ محمد بن یحییٰ بن میمون ولم اعرفه وقال : رجاله رجال الصحيح غیر محمد بن عمرو بن علقة وهو حسن الحديث.

(۷۷۸)۔۔۔ آخر جملہ المصف فی (الأربعون الصغری) رقم (۳۹) بتصریحی عن الامام ابی الطہ سهل بن محمد بن سلیمان عن ابی عمرو بن مطر عن القاسم بن زکریا المطرز عن سوید بن معبد۔ یہ۔

(۷۷۹)۔۔۔ اخر جملہ احمد (۲/۳۶۷) عن عبد الرحمن بن مهدی عن حماد بن مسلمة۔ یہ۔

(۷۸۰)۔۔۔ آخر جملہ البخاری (۱/۱۸) و مسلم (۲/۱۸۳) من طریق موسیٰ بن انس عن انس۔

۷۸۲:ہمیں اس کی خبر دی ہے۔ زید بن ابی ہاشم علوی نے ان کو ابو جعفر بن دحیم نے ان کو محمد بن حسین جسیں ان کو المخضی یعنی ابو مرو نے ان کو شعبہ نے ان کو موسیٰ بن ابو نواس نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے (پھر مذکورہ حدیث فرکی)

۷۸۳:ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ابو راملا کے ان کو محمد بن حییم نے ان کو احمد بن حازم غفار نے ان وعبدالله بن موسیٰ نے ان کو اسرائیل نے ان کو ابراہیم بن مہاجر نے ان کو مجاهد نے ان کو مورق عجلی نے ان کو بوز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی۔

هل انتی علی الامان حین من الدھر۔ (بھرا)

یہاں تک کہ پوری سورۃ ختم کرداری انسان پر وہ وقت بھی آیا ہے زمانے میں سے کہ کوئی قابل ذکر شے بھیں تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ میں جو کچھ دیکھتا ہوں تم نہیں دیکھتے۔ اور جو کچھ میں منتبا ہوں تم نہیں سنتے۔ آسمان جھوٹتے ہوئے بوجھ لان کی طرح چچر کی آواز (بوجھ کی وجہ سے) کر رہے ہیں اور انہیں حق ہے کہ وہ ایسا کریں۔ ان میں سے کوئی چپ اچھے جگہ خالی نہیں ہے مگر کوئی نہ کوئی فرشتہ فرشتوں کے اپنی پیشانی سجدے میں رکھ بوئے ہے۔ اللہ کی قسم اگر تم جان لیتے جو کچھ میں جانتا ہوں تو تم بہت کم ہستے اور البتہ زیادہ سے زیادہ رو تے رہتے۔ اور تم بستروں پر عورتوں سے لطف اندوڑ ہوتا چھوڑ دیتے۔ اور البتہ تم (آباد یوں کو چھوڑ کر) پہاڑوں میں نکل جاتے۔ اور اللہ کی بارگاہ میں رو تے چلاتے۔ اللہ کی قسم میں چاہتا ہوں کہ میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا (یعنی اللہ کے آگے حساب و کتاب کے لئے کھڑا ہونا پڑتا۔)

اور یہ حدیث اسحاق بن منصور سے روایت کی گئی ہے انہوں نے اسرائیل سے اس کے آخر میں یہ ہے کہ۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے کہا کاش کہ میں کوئی درخت ہوتا جو کاٹ دیا جاتا۔ راوی نے اس روایت میں اس جملے کو حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کا قول بتایا ہے۔

۷۸۴:ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو اساعیل صفار نے ان کو محمد بن عبد کندی نے ان کو محمد بن عمر نے ان کو اسحاق بن منصور نے انہوں نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے لیکن حدیث کے شروع میں سورہ وھر کی آیت کے پڑھنے کا ذکر نہیں ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پرنڈے کو دیکھنے خوش ہونا

۷۸۵:ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے تاریخ میں کہتے کہ میں نے سا ابو القصل سے کہتے میں کہ میں نے سا خالد سقاہ سے وہ کہتے میں کہ میں نے سا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے انہوں نے سا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے آپ نے ایک پرنڈے کے طرف دیکھا اور فرمایا:

طوبی لک یا طیراناء وی الی الشجرا و تاکل الشمر.

خوشی ہے تیرے لئے اے پرنڈے درخت پر رہ لیتے ہو۔ پھل لہا کر ضرورت پوری کر لیتے ہو (یعنی کہ حساب و کتاب سے آزاد ہو۔) پھر آگے راوی نے حدیث ذکر فرمائی۔ ابو عبد اللہ فرماتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس حدیث کی علمت یا شاہد۔ یا متن کو شش کے ساتھ پوری تلاش کرتا رہا ہم تک کہ میں نے اس کو پالیا ہے (اور وہ اگلی روایت میں مذکور ہے۔)

صدقیق اکبر رضی اللہ عنہ کا پرنڈے کو دیکھ کر شک کرنا

۷۸۶:ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابراہیم بن عصرہ بن ابراہیم عدل نے ان کو ان کے والد نے ان کو میخی بن تیجی نے ان کو

(۷۸۷)آخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۵۱۰/۲) وصححه الحاکم وسکت علیہ الذهنی۔

سفیان بن عینیہ نے ایک آدمی سے اس نے سن سے وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے درخت کے اوپر بیٹھا ایک پرندے کو دیکھا تو فرمائے لگے خوشی سے اے پرندے پھل کھا لیتے ہو درخت پر آرام کر لیتے ہوئے چاہتا ہوں کہ میں بھی درخت کا پھل ہوتا جسے پرندے پوچھنے سے نوچ کر کھاتے۔

۸۷.....بیکی فرماتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی تیجی بن یحییٰ نے ان کو جو ہیرنے ان کو شناک نے کہتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ایک پرندے کے قریب سے گذرے جو کسی درخت پر بیٹھ رہا تھا۔ فرمائے لگے مبارک باد ہو جھے اے پرندے، اڑتے رہتے ہو پھر درخت کے پھل سے لہا لیتے ہو، پھر اڑ جاتے ہو، تیرے اوپر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے، کاش کہ میں بھی تیری طرح ہوتا۔ اللہ کی قسم میں پسند کرتا ہوں کہ میں راستے کے کنارے کوئی درخت ہوتا ہے اور میرے پاس سے کوئی اونٹ گزرتا اور مجھے بکڑا پسے من میں لے لیتا اور وہ چبا جاتا۔ پھر وہ مجھے تقریر کر دیتا۔ چنانچہ مجھے وہ لید کر کے نکال دیتا اور میں بشر نہ ہوتا (کہ مجھے حساب و کتاب نہ دیتا پڑتا)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا حساب آخرت کے خوف سے مینڈھے پر رشک کرنا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کاش میں اتنے گھروں کا مینڈھا ہوتا، وہ مجھے جی بھر کر پاتے، جب میں خوب موٹا ہو جاتا۔ لہذا ان کے کوئی بیارے مہماں آ جاتے، یہ مجھے ان کے لئے ذبح کر دیتے۔ پھر میرے کچھ حصے کوی لوگ بھون لیتے، پچھہ کو سکھا کر گوشت بنا لیتے، اس کے بعد وہ لوگ مجھے کھا جاتے اور میں بشر نہ ہوتا (کہ حساب و کتاب نہ دیتا پڑتا)۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرمایا کہ کاش میں کوئی درخت ہوتا جو کاث دیا جاتا یا میرے پھل کھانے جاتے اور میں بشر نہ ہوتا (تاکہ حساب و کتاب نہ ہوتا)۔

۸۸.....ہمیں خبر دی ہے ابو نصر بن قادہ نے، ان ابو ابو العباس محمد بن الحنفی بن ایوب فرمی ہے، ان کو حصل بن عمار نے، ان کو عبد اللہ بن موسیٰ نے، ان کو موسیٰ بن عبیدہ نے، ان کو عقبہ بن زید نے اور عمر بن عبد اللہ مولی غفرہ نے، دونوں کہتے ہیں کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک پرندے کی طرف دیکھا جب وہ درخت پر بیٹھا تھا۔ اے پرندے تو تکنی سکون و آرام میں ہے۔ کھاتا ہے، پیتا ہے، نہ تیرے اوپر کوئی حساب ہے۔ کتاب ہے۔ اذاتا ہتا ہے، کاش کر میں بھی تیری طرح ہوتا۔ (لہذا مجھے پر بھی کوئی حساب و کتاب نہ ہوتا)۔

۸۹.....اور شعبہ حدیث میں ہے ان کو عاصم بن عبد اللہ نے، ان کو عبد اللہ بن عامر بن رہیم نے فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دیکھا، زمین کے اوپر سے تکا اٹھایا اور فرمایا کہ کاش کر یہ تنکا (یعنی میں ہوتا) کاش کر میں کوئی شے نہ ہوتا، کاش کہ میری ماں مجھے نہ دیتی۔ کاش کر میں بھولا اسرا ہو جاتا۔ یوں کتاب فضائل عمر میں مقول ہے۔

۹۰.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد اللہ صعناعی نے، ان کو الحنفی بن ابراہیم نے، ان کو عبد الرزاق نے معمراں نے قادہ سے، فرماتے ہیں کہ حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں پسند کرتا ہوں کہ میں مینڈھا ہوتا، میرے گھروں اے مجھذع کر دیتے اور میرا گوشت کھا جاتے اور میرا شورہ بی جاتے۔

فرماتے ہیں کہ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ فرمایا کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں کسی میلے پر پڑی ہوئی را کھہ ہوتا، مجھے نہ وتمد

(۸۸۶) ...آخر جه ابن المبارک (رقم ۲۳۰) عن سفیان عن عییة. به.

(۸۸۷)آخر جه ابن أبي شيبة (۲۵۹/۱۳) عن أبي معاوية. به و كلام عمر رضي الله عنه آخر جه أبو نعيم في الحلية (۱/۲۳) من طریق أبي معاویة. به.

(۸۸۹) ...آخر جه البغوي في شرح السنہ (۳۸۳/۱۳) من طریق عبد الله بن عامر. به.

بوا میں ازاکر لے جاتی۔

۹۱۔۔۔ فرماتے ہیں کہ میں خبر دی سمع رہنے۔ ان اور وہ نے فرماتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:
کاش کر میں نیا ملین بچن بھولی بھولائی ہوئی ہوتی۔

۹۲۔۔۔ فرماتے ہیں کہ میں خبر دی ابو زکریا بن ابو حاتم نے ان کو ابوباللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوحاب نے، ان کو عزیز بن عون نے، ان کو عصر نے زیادتی علاقہ سے فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ نے فرمایا:
میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیری کا درخت ہوتا۔

جو کچھ میں جانتا ہوں اگر تم لو جان لو

۹۳۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن حضرت اصحابی نے، ان کو عبداللہ بن محمد نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے اور
ہمیں خبر دی ہے ابوالعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحضر فیڑ نے علی بن عبدالمعز زیر نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو یزید بن خمیر
نے، ان کو سلیمان بن مرشد نے، ان کو ابودورداء نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
اگر تم وہ جان لو جو کچھ میں جانتا ہوں البتہ تم بہت کم ہنسو گے اور تم بہت زیادہ رو گے اور پہاڑ اور وادیوں میں نکل جاؤ گے۔ اللہ کی بارگاہ میں
تم زاری کرو گے۔ تم نہیں جانتے کہ تم نجات پاؤ گے یا نہیں۔

مذکورہ احادیث پر امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

یہ تمام احادیث و آثار و اقوال اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ شخص جتنی زیادہ اللہ تعالیٰ کو جانتا ہے اس قدر وہ اس سے زیادہ ذہرتا ہے اور ان
لوگوں میں سے جو شخص بھی مغفرت کی بشارت دیا گیا ہے آیات کو یاد کرتے وقت بشارت خوف کوئیں روک سکتیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ بندے
کے احوال کو عبودیت میں سکیل کے لئے اس خاص وقت میں بشارت کو بندے سے بھلوادیتے ہیں اور کبھی بندہ اس بشارت کے لئے مطمئن
ہو جاتا ہے۔ انجام کار اور عاقبت کے لئے بھی اس کی خبر صارق مصدق کی طرف آنے کے۔ مگر اس کے باوجود انسان بے خوف نہ ہے۔ ایسے
عوامل سے جن کی وجہ سے انسان گرفت اور عذاب کا مستحق بن سکتا ہے۔ اس وقت تک جب تک رحمت اور مغفرت عاقبت اور آخرت میں انسان
کو نہ پالے اور کبھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف اس کے بعد بھی ہوتا تھا کہ آپ کی امت پر امن دے دیا جاتا۔

۹۴۔۔۔ ہمیں خبر دی ہے ابوالعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالغوار شجاع بن حضرت انصاری نے بغداد میں، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو

(۱) آخر جهہ ابوبنیم فی الحلیۃ (۲/۵۵) من طریق اسحاق بن ابراہیم، بد.

(۲) آخر جهہ ابن ابی شیبة (۱۳/۸۸) من طریق ابن اسحاق عن عبداللہ بن مسعود بلفظ "لبتی شجرة تعصداً".

(۳) عزاء الہیشمی فی المجمع (۱۰/۳۰) بیلی الطبرانی والبزار من طریق ابنة ابی الدرداء عن ابیها و قال الہیشمی : لا اعرفها وبقية رجال الطبرانی رجال الصبح.

آخر جهہ البزار (۲/۰) عن الحسن بن یحیی و عبد الملک بن محمد الرقاشی قال : ثنا مسلم عن شعبة عن یزید بن خمیر عن سلیمان بن
مرشد عن ابنة ابی الدرداء ابی الدرداء . وقال البزار : لانعلمه یروی عن ابی الدرداء إلا من هذا الوجه وغيره اصح ایسادا منه وفيه من الزیادة
تریدون ان تحرروا ولا نعلم أمنده عن شعبة إلا مسلم وافقه جماعة على ابی الدرداء .

تبیہ : سقط من إسٹاد البیهقی (ابنة ابی الدرداء) فلیتباہ.

ابو قعیم فضل دکین نے، ان کو عبد اللہ بن عامر اسلامی نے، ان کو سہیل بن ابو صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سات چھٹھیں ایسے ہیں، اللہ ان کو اپنے سامے میں جگدے گا۔ جس دن ان کے سامے کے سوا کوئی سائیں بھی بھوگا۔ عادل پادشاہ اور وہ آدمی جس کو کوئی صاحب حسن جمال صاحب عزت و منصب عورت ملتی ہے اور اپنے آپ کو اس پر پیش کرتی اور وہ کہتا ہے کہ میں اللہ رب العالمین سے ذرتا ہوں اور وہ آدمی جس کا دل مساجد کے ساتھ لٹکا ہوا ہے اور وہ آدمی جس نے اپنے بھپن میں قرآن مجید سیکھا ہوا اور وہ اس کو اپنے بڑھاپے میں تلاوت کرتا ہوا اور وہ آدمی جو کوئی صدقہ کرتا ہے یہ سے ہاتھ کے ساتھ اور اس کے اپنے بائیں باتحسے بھی چھپتا ہے اور وہ آدمی جو واللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہے بری ہونے کی حالت میں اور اس کی آنکھیں بہنے لگتی ہیں اللہ کے خوف سے اور وہ آدمی جو دوسرے آدمی سے ملتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ میں تجھے اللہ کے واسطے محبوب رکھتا ہوں اور جواب میں وہ آدمی کہتا ہے کہ میں تجھے اللہ کی رضا کے لئے محبت لرتا ہوں۔ یہ حدیث صحیح ہے۔

حضرت حفص بن عاصم کی روایت سے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے۔ باقی اس مذکورہ طریقہ سے یہ حدیث غریب ہے۔

تمنیں آنکھوں کو آگ نہیں چھوئے گی

۷۹۵..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ابو راملاء کے، ان کو ابراہیم بن عبد اللہ سعدی نے، ان کو محمد بن قاسم اسدی نے، ان کو عمر بن راشد یماني نے، ان کو سعیجی بن ابو کثیر نے، ان کو ابو سلم بن عبد الرحمن نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تمنیں آنکھیں ایسی ہیں جن کو جہنم کی آگ نہیں چھوئے گی۔ وہ آنکھ جو اللہ کی راہ میں چھوڑ کئی اور وہ آنکھ جو اللہ کی راہ یعنی جہاد میں چوکیداری کرتی رہی اور وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی رہی۔

۷۹۶..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید مغار نے، ان کو سکل کندیکی نے، ان کو بشر بن عمر نے اور مجھے خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو علی بن احمد نے، ان کو محمد بن احمد بن براء نے، ان کو بشر بن عمر نے، ان کو شعیب بن رزیق نے، ان کو عطا خراسانی نے، ان کو مطابن ابی ربان نے، ان کو عبد اللہ بن عباس نے، کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں آگ نہیں جلائے گی، وہ آنکھ جو رات لے درمیانی حصہ میں اللہ کے خوف سے روئی ہے اور وہ آنکھ جو رات اس طرح گزارتی ہے کہ اللہ کی راہ میں حفاظت اور پوکیداری کرتی ہے۔

۷۹۷..... ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابن ملکیان نے، ان کو شہیر نے سلم سے، ان کو موسیٰ بن کثیر نے، ان کو سفیان ثوری نے اور عیاد بن کثیر نے، ان کو سہیل بن ابو صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ میں نے ابو القاسم محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

(۷۹۳) اخرجه الخطیب (۲۵۰. ۳۹۵/۹) من طریق ابی الفوارس شجاع بن جعفر بن احمد بن الانصاری المعاوظ۔ به.

(۷۹۴) اخرجه المصنف من طریق الحاکم فی المستدرک (۸۲/۲) وصححه الحاکم وتعقبه الذہبی بان عمر بن راشد ضعف وعراہ المتردی فی الترغیب (۲۵۰/۲) إلی الحاکم وقال المتردی: فی إسناده عمر بن راشد الیمانی اھـ۔

(۷۹۵) اخرجه الترمذی (۱۲۳۹) عن نصر بن علی الجھضمی عن شری بن عمر۔ به و قال الترمذی: حسن غریب لانعرفه إلا من حدیث شعب بن رزیق۔

اللہ نے اس آنکھ کو آگ پر حرام کر دیا ہے جو اللہ کے خوف سے روپڑی اور وہ آنکھ جو دنیا میں رہ لرجت الفردوس کے لئے روپڑی۔ اور بُلاکت ہے اس کے لئے جو تکبر اور غرور کرتا ہے مسلمان پر اور اس کے حق میں کوتا ہی کرتا ہے پھر بُلاکت ہے۔ پھر بُلاکت ہے۔ پھر بُلاکت ہے۔

اصحاب صفتہ رضی اللہ عنہم کارونا

۹۸.....ہمیں خردی ہے علی بن احمد احوازن نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو کولی نے، ان کو عبد اللہ بن رجع باحثی نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو ابو سلمہ نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ جب یا آت تازل ہوئی:

فمن هذا الحديث تعجبون وتضحكون ولا تبكون؟ (أئمـٰة ٥٩)

کا تم اس بات (یعنی قرآن سے) تجویز کرتے ہو اور ملتے ہو، روئے نہیں ہو۔

جہنم وہ ہولناک شے ہے

۹۹۔...ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن ابی بکر بن عبدان نے، ان کو احمد بن عیید صفار نے، ان کو کدیکی نے، ان کو سہیل بن حداد نے، انکو مبارک بن فضل نے، ان کو ثابت بن ابی نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وہ جنم کی آگ ہزار سال تک دھوکی گئی تھی یہاں تک کہ سرخ ہو گئی اور پھر مزید ایک ہزار سال ساگلی گئی تو وہ سفید ہو گئی تھی۔ اس کے بعد

(٤٩٧) . آخر جهه ابن عدى (٢٣٣٣/٦) عن زكريا عن أبي الدرداء عن عور بن بكر عن ميررة بن عبدربه عن عباد و سفيان التزيدى عن سهيل . به .

وقال ابن عدى سعد أنساق حديثين آخرين : هذه الأحاديث الثلاثة عن الثورى عن سهيل منكرة وميسرة هذا جمع فى هذه الأحاديث بين عباد والثورى والزبيدى، وعبداد هو ابن كثير الرملى والزبيدى هو موسى بن عبيدة وبمرة عباد والزبيدى كلهم ضعفاء ويخلطون فى هذه الأحاديث وفيمما هم أشأ منه والثورى لا يتحمل وهو باطل عنه.

(٩٨) عزاه السيوطى فى الدر (١٣١/٢) إلى المصنف فقط وفي الدر (حينهم) بدلًا من (حسمهم)

(٩٩) ...آخر جه المصطفى بنفر الإسناد في المثل والشورة (٥٥٧)

وآخر جه الأصيحة في الترغيب (٢٨٣) من طريق سهل بن حماد. به وعزاه السيوطي في الدر (١/٦٢) إلى ابن مردويه والمصنف وعزاه المنلوري في الترغيب (٢٣٣/٣ و ٣٦١) إلى أبي نعيم.

پھر وہ مزید ہزار سال تک سلاکی گئی، یہاں تک کہ وہ سیاہ ہو گئی تھی۔ اب یہ سیاہ ہے اور اندر ہیرا کرنے والی ہے۔ جس کا شعلہ بختانیں ہے۔ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے ایک آدمی تھا جس کا رنگ خوب سیاہ تھا، زور زور سے رو نے لگا۔ اتنے میں حضرت جبراکل علیہ السلام نازل ہوئے اور فرمایا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم یہ کون روتا ہے آپ کے سامنے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہش کا ایک آدمی ہے۔ آپ نے اس کی ثابت تعریف فرمائی۔ حضرت جبراکل علیہ السلام نے کہا:

بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں مجھے میری عزت کی قسم، مجھے میرے جلال کی قسم، مجھے میری رفتہ کی قسم ہے میرے عرش پر، دنیا میں میرے خوف سے جو بھی آنکھ روٹی ہے میں جنت میں اپنے ساتھ اس کے بہنے کو زیادہ کر دوں گا۔

اور اس حدیث کے مفہوم کو سہیل ابن ابی حزم نے ثابت سے جبشی کے بارے میں اور اس کے رو نے کے بارے میں روایت کیا ہے۔

جو اللہ کے ڈر سے روتا ہے وہ جہنم میں نہیں جائے گا

۸۰۰: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موی نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کا برائیم بن محفوظ نے، ان کا اقرتی نے، ان کا مسعودی نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن نے، ان کو عیسیٰ بن ابو طلحہ نے، ان کو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جو شخص اللہ کے خوف سے روتا ہے، وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا، یہاں تک کہ دودھ واپس اپنے نھوں میں چلا جائے (یعنی جیسے یہ نامکن ہے، اسی طرح وہ بھی نامکن ہے)۔ کسی مسلمان بندے کی ناک میں جہادی سنبیل اللہ میں اڑنے والا غبار اور جہنم کا دھواں ایک ساتھ اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔

مسعودی نے اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک مرفوع کیا ہے، جبکہ مسر نے اس کو موقوف رکھا ہے۔

۸۰۱: ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابو اسحاق نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو مسر نے، ان کو محمد بن عبد الرحمن مولیٰ ابو طلحہ نے عیسیٰ بن ابی طلحہ سے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں: اللہ کے خوف سے جو شخص بھی روتا ہے اس کو آگ نہیں لکھائے گی۔ یہاں تک کہ دودھ واپس کھیری میں چلا جائے۔ غباری سنبیل اللہ اور جہنم کی آگ کا دھواں کبھی کبھی کسی مسلمان کے نھوں میں نہیں جائے گا۔

۸۰۲: ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو الحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، ان کو احمد بن محمد بن اسحاق قلّانی نے، ان کو علی بن حسن بن ابو عیسیٰ نے، ان کو الحنفی بن عیسیٰ بن ایشہ داؤد بن ابی حند نے، ان کو محمد بن ابو جیہید نے، ان کو عون بن عبد اللہ بن عقبہ بن مسعود نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کوئی بندہ ایسا نہیں ہے جس کی آنکھ سے اللہ کے خوف سے آنسو کا قطرہ نکل کر اس کے چہرے پر لگتا ہے اگرچہ کبھی کے سر کے رابر ہو۔ اللہ تعالیٰ اس چہرے کو اُک پر حرام فربادیتے ہیں۔

(۸۰۰)....آخر جملة الترمذى (۱۲۳) والنسائى (۱۲/۲) والحاكم (۲۴۰/۲) وأحمد (۵۰۵/۲) من طريق المسعودى عبد الرحمن بن عبد الله، به وقال الترمذى. حسن صحيح ومحمد بن عبد الرحمن هو مولى أبي طلحة مدنى.

(۸۰۱)....آخر جملة النسائى (۱۲/۲) عن أَحْمَدَ بْنَ سَلِيمَانَ عَنْ جَعْفَرِ بْنِ عَوْنَ. ب.

(۸۰۲)....آخر جملة ابن ماجة (۱۹۳) من طريق ابن أبي فليک عن حماد أبي حميد الزرقى. ب.

وفى الرواية قال أبو بصير: إسناده ضعيف وحماد بن أبي حميد اسمه محمد بن أبي حميد ضعيف

اس کو سلیمان بن بالاں نے محمد بن ابی زید سے روایت کیا ہے اور اس کو مصعب بن مقدام نے محمد بن ابراہیم کے، اس نے عون بن عبد اللہ سے روایت کیا ہے۔

اللہ کے خوف سے بندے کے گناہ جھڑتے ہیں

۸۰۳... ہمیں خبر دی ہے تیل بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبد صفار نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم نے، ان کو حمزہ بن یوسف بن ابراہیم سمجھی جربانی نے جو ہمارے پاس تشریف لائے تھے۔ ان کو ابو الحسن علی بن محمد بن سعد روزانے، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو شعیب حرانی نے، ان کو سعیجی بن عبد الحمید نے، ان کو عبد العزیز بن محمد نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو ابکر بن حسن نے اور ابو سعید بن الوعمر نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن الحنفی صفائی نے، ان کو ابو قیم ضرار بن صرد نے، ان کو عبد العزیز بن محمد نے۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابو منصور محمد بن محمد بن عبد اللہ نے اولاد ابراہیم تھی میں سے کوفہ میں اور ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن عجمی دھیم نے، ان کو احمد بن حازم نے، کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ضرار بن صرد نے، ان کو عبد العزیز بن محمد وارودی نے، ان کو زید بن عبد اللہ بن حاد نے محمد بن ابراہیم تھی سے، اس نے ام كلثوم بنت عباس سے، انہوں نے عباس بن عبد المطلب سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس وقت کسی بندے کے اللہ کے خوف سے روٹکھے کھڑے ہو جاتے ہیں تو اس کے گناہ ایسے جھڑتے ہیں جیسے سو کھے درخت سے سکھے جھڑتے ہیں۔

مؤمن کی تمثیل درخت کے ساتھ

۸۰۴... ہمیں خبر دی ہے محمد بن ابو عمر و بن جعفر نے ان کو ابو علی نے، ان کو مویہ بن محمد بن حبان بنے، ان کو محمد بن عمر بن عبد اللہ روی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے جابر بن زید بن رفاح نے، ان کو حارون بن ابو الجوزاء نے عباس سے فرماتے ہیں کہ تم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھئے ایک درخت کے نیچے، اتنے میں ہواتیر چل گئی، لہذا اس درخت کے اوپر جتنے سو کھے پتے تھے وہ گر گئے اور باقی صرف ہرے پتے رہ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا: اس درخت کی تمثیل کس چیز کے ساتھ ہو سکتی ہے؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ، اللہ اور اللہ کا رسول، بہتر جانتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کی مثل اس مؤمن جیسی ہے اللہ کے خوف سے جس کے روٹکھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اس کے گناہ سارے گر جانتے ہیں اور اس کی نیکیاں باقی رہ جاتی ہیں۔

نجات کس طرح ہے؟

۸۰۵... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن الحنفی نے، ان کو سعیجی

(۸۰۳) ... اخر جهہ البزار (۲/۲۷) کشف الأستار عن محمد بن عقبہ عن الدراوردی. به وقال البراز لانعلمه مرفوعاً بهذا النطع إلا عن العباس رلا لله عن العباس إلا بهذه الاستاد.

وعراء المسترى في الترغيب (۲/۲۸) ميرية) إلى أبي الشيخ ابن حبان في الثواب والمصنف.

(۸۰۴) ... عزز، الهشمى فى المجمع (۱۰/۳۱) إلى أبي يعلى من روایة هارون بن أبي الجوزاء عن العباس وقال الهشمى ولم اعروف هارون وبقيه رجلة ثغرة على ضعف في محمد بن عمر بن الرومي ووثقه ابن حبان.

بن ابوایوب نے اور ہمیں خبر دی ہے عبد المحقق بن علی نے، ان کو علی بن محتاج کشائی فی، ان کو علی بن عبد العزیز نے، ان کو ابوعنان نے، ان کو ابن مبارک نے اور ہمیں خبر دی ہے بھی۔ بن ابوایوب نے، ان کو عبید اللہ بن زمر نے، ان کو علی بن زریزی نے، ان کو قاسم نے، ان کو ابوالعامش نے، ان کو عقبہ بن عامر جھنی نے، کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا۔ اللہ کے نبی، نجات کس طرح سے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو اپنے اوپر رکھ کر رکھو۔ چاہے کہ فراخ ہوتیرے لئے تیر اگھر اور روتارہ تو اپنی خط پر۔

اور ابو عبد اللہؑ روایت میں ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا، میں نے سوال کیا کہ نجات کیسے ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے عقبہ! اپنی زبان کو اپنے اوپر رکھ کر رکھو۔ چاہے کہ فراخ ہوتیرے لئے تیر اگھر اور روتارہ تو اپنی خط پر۔ راوی فرماتے ہیں کہ اس کی اسناد میں ابن زحر ہے۔

صد لیق اکبر رضی اللہ عنہ اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھتے تھے

۸۰۶: ... ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا بن ابوالحق نے، ان کو ابو عبد اللہ شیعی نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو ابو عون نے، ان کو عمر فراہی نے کہ حضرت ابوکبر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

بُوْخُنْصَ رَوَنَّهُ كِيْ إِسْتَطَاعَتِ رَكْتَاهُ بِهِ اسْتَرَنَّا چَابَنَهُ اور جُونَهُسِ، وَكَلَّا اسَهُ رَوَنَّهُ كِيْ صُورَتِ بَنَانِي چَابَنَهُ - بَعْنَى عَاجِزِي اور زَارِيْ كَرْنِي چاہے۔ ہم نے کتاب فضائل صدیق رضی اللہ عنہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے، وہ فرماتی تھیں کہ حضرت ابوکبر صدیق رضی اللہ عنہ جب روتے تو اپنے آنسوؤں پر قابو نہیں رکھ سکتے تھے جس وقت قرآن مجید پڑھتے تھے۔ اور ہم نے کتاب فضائل عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں روایت کیا ہے کہ ان کے پھرے پر رونے کی وجہ سے دو سیاہ لکھیں پڑ گئی تھیں۔

اللہ کے خوف سے روئے، آنسو صاف نہ کرے

۸۰۷: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ محمد بن فضل بن نظیف مصری نے کہ مکرمہ میں، ان وابو الغفل عباس بن محمد بن نصر رافقی نے بطور المکار نے کے، ان کو حسن بن علی بن زرہ نے، ان کو عامر بن سیار نے، ان کو عبد الکریم نے، ان کو ابوالحق حمدانی نے، ان کو حارث نے اور عاصم نے، ان کو علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ جب تیری آنکھوں سے آنسو آ جائیں اور تیرے آنسو تیرے رخسار پر بہ جائیں، انہیں کپڑے ان لگا اور اپنے چہرے کو نہ پوچھ، یہاں تک کہ ان آنسوؤں سمیت تو اللہ کو جاہل۔

۸۰۸: ... ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو عبد اللہ بن بیکر طلحی نے کوفہ میں، ان کو حسن بن علی تھجی نے ان کو ابوحسن جعفر بن محمد وزراق نے، ان کو عبد الرحمن بن ابوجہاد نے، ان کو ابوالحق نے، ان کو حارث نے، ان کو علی رضی اللہ عنہ نے،

(۸۰۵) اخرجه الترمذی (۲۴۰۶) عن صالح بن عبد الله عن ابن المبارک. به.

وقال أبو عيسى: حسن غريب.

وآخرجه المصنف في الزهد (رقم ۲۳۶) وابن المبارك (رقم ۱۳۳) وأبيونعيم (رقم ۹ / ۲) وأحمد (رقم ۲۵۹ / ۵) من طريق عبید الله بن زحر. به ؓ وقال المستدری في الترغیب (رقم ۵۲۳ / ۳) رواه أبو داود والترمذی وابن أبي الدنيا في المغزلة وفي الصمت والبيهقي في الزهد وغيره كلهم من طريق عبید الله بن زحر عن على بن يزيد عن القاسم عن أبي امامه عن عقبة.

قلت: لم أجد الحديث في سن أبي داود وعزاء المزى في الأطراف (رقم ۳۰۸ / ۷) إلى الترمذی فقط.

(۸۰۶) اخرجه ابن المبارک في الزهد (رقم ۱۳۱) عن مسعود عن ابن عون الثقفي. وبه.

والحدث عن أحمد في الزهد (رقم ۱۳۲) ط / دار الفكر الجامعي) عن وكيع عن أبي عون الثقفي عن عرفجة المسائي.

فرماتے ہیں:

جس وقت تم میں سے کوئی اللہ کے خوف سے روپڑے تو اپنے آنسوؤں کو کپڑے سے نہ پوچھے اور اسے چاہئے کہ ان کو اپنے چہرے پر بہتا چھوڑ دے، یہاں تک کہ انہیں آنسوؤں سمیت اللہ کوں جائے۔

۸۰۹..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو بکر بن محمد صوفی نے مقام مردیں۔ ان کو محمد بن یونس نے، ان کو عبد اللہ بن سنان نے، ان کو عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو وہیب بن ورد نے فرماتے ہیں کہ ذکر یا کا بیٹا بھی تین دن گم ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ اس کی تلاش میں جنگل میں نکل گیا۔ (چنانچہ جب وہ تلاش کرتے کرتے ان کے پاس پہنچ گئے تو دیکھا کہ اس نے) قبر کھود کر اس میں لکھرا ہوا کر رورہا ہے۔ وہ بولے، اے بیٹے میں تجھے تین دن سے مکمل تلاش کر رہا تھا اور آپ خود قبر کھود کر کھڑے ہو کر اس میں رورہے ہیں؟ بیٹے نے جواب دیا، اے ابا جان، آپ نے ہی تو فرمایا کہ جنت اور جہنم کے درمیان ایک جنگل ہے، ایک میدان ہے، جس کو رو نے والوں کی آنسوؤں کے سوا کوئی شے پا رہیں کر سکتی۔ باپ نے جواب دیا اچھا بیٹے روئیے۔ لہذا دونوں باپ بیٹیل کرو نے لگے۔

ایک آدمی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے رونا

۸۱۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو محمد بن جعفر بغدادی نے، ان کو نفطیویہ نے، ان کو احمد بن ولید فام نے، ان کو عبد الوحاب نے، ان کو ثور بن یزید نے، ان کو عثیم بن مالک نے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے خطبہ ارشاد فرمایا تو ایک آدمی آپ کے آگے روپڑا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر آج تمہارے پاس بردہ مومن موجود ہوتا جس پر بڑے بڑے پہاڑوں کی مشی گناہ ہیں تو اس آدمی کے رونے کی وجہ سے ان سب کے گناہ معاف کر دیجے جاتے اور یاں لئے کہ فرشتے رونے تھے اور اس کے لئے دعا کر رہے تھے اور کہہ رہے تھے: اے اللہ، رو نے والوں کی سفارش ان لوگوں کے حق میں قبول فرمائیں رونے۔ اسی طرح یہ حدیث مرسل آئی ہے۔

آنسوؤں سے آگ کا سمندر بجھ سکتا ہے

۸۱۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ صنعاوی نے، ان کو الحنفی بن ابراهیم نے، ان کو عبد الرزاق نے تعمیر سے، ان کو ان کے شیخ نے، ان کو عمر بن سعید نے، ان کو مسلم بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں ڈوٹی کوئی آنکھ آنسو کے پانی میں مگر حرام کردیتے ہیں اللہ تعالیٰ اس کے سارے جسم کو آگ پر اور نہیں بہتا کوئی قطرہ اس کے رخسار پر کہ اس چہرے کوئی ذلت۔

یاروسیا ہمیڈھانپ لے (ایسا نہیں ہو سکتا)۔ آگ کوئی رو نے والا امتوں میں سے کسی امت میں روپڑے تو سارے لوگ رحم کے جائیں گے۔ کوئی شے ایسے نہیں ہوتی، مگر ہر شے کی کوئی نہ کوئی مقدار ہوتی ہے اور وزن ہوتا ہے، سوائے آنسو کے، بے شک اس کے ساتھ تو آگ کے

(۸۰۹) ... اخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۳۹/۸) من طريق سعيد بن عطارد عن وهيب محبصراً.

(۸۱۰) ... عزاء المنذر في الترغيب (۱۲۷/۳) منيرة إلى المصنف فقط.

(۸۱۱) ... عزاء المنذر في الترغيب (۱۲۶/۳) منيرة إلى المصنف وقال المنذر: وروى عن الحسن وأبي عمran الجوني وحالد بن معدان غير مرفوع وهو أشبه.

سمندر بھی بجھائے جاسکتے ہیں۔

یہ حدیث مرسلا ہے اور حسن بصری کے قول سے مردی ہے جیسے کہ ۸۱۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر محمد بن محمد فقیر نے، ان کو ابو حامد بن بلاں بزار نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو عمر و بن محمد نے، ان کو علیہ بن جعفر ارجی نے، ان کو ابو الحسین نے، ان کو حسن نے، فرماتے ہیں کہ کوئی آنکھ پنپے پانی میں نہیں ڈوئی مگر اللہ تعالیٰ اس کے سارے جسم کو آگ پر حرام کر دیتے ہیں۔

اگر آنسو والے کے چہرے پر وہ پانی بہ جائے تو اس کے چہرے کو کوئی ذلت اور رو سیاہی نہیں ڈھانپے گی کبھی بھی۔ کوئی ستمل اس کے سوا نہیں ہے۔ مغرب کا کچھ وزن ہوتا ہے اور اس کا تاثاب بھی متعین ہوتا ہے۔ مگر آنسو بے شک وہ تو آگ کے سمندر روں کو بجھادیتی ہے۔ اگر کوئی آدمی اللہ کے خوف سے روپڑے، کسی بھی امت میں امتوں میں سے تو البتہ میں امید کرتا ہوں کہ وہ پوری امانت اس کے رونے سے رحم کر دی جائے گی۔

۸۱۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موئی نے، دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حضر بن ابان نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سن عبد الصمد بن معقل بن مدب سے، کہتے ہیں میں نے سن اپنے پچھا و صحب بن مدب سے، وہ کہتے تھے:

جب داؤ د علیہ السلام نے غلطی کا ارتکاب کیا تو وہ یو یوں سے علیحدہ ہو گئے اور عبادات کو اپنے اوپر لازم کر لیا۔ یہاں تک کہ عبادات کرتے کرتے گر گئے اور روپڑے یہاں تک کہ آنسوؤں نے ان کے چہرے کو تر کر دیا۔

۸۱۴:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو سیار نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو ثابت نے، وہ کہتے ہیں کہ: ہمیں یہ راویت پہنچی ہے کہ داؤ د علیہ السلام فرماتے تھے، افسوس ہے آگ میں واقع ہونے سے پہلے۔ افسوس ہے اس سے پہلے کہ افسوس کوئی فائدہ نہ دے۔

جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں نے ثابت سے نا، وہ کہتے تھے کہ داؤ د علیہ السلام نے مغفرت ہو جانے کے بعد جب بھی کوئی پینے کی چیز لی اس میں نصف تو ان کے آنسو ہی ملے ہوئے تھے۔

سلیمان علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں رونا

۸۱۵:..... اپنی اسناد کے ساتھ جعفر کہتے ہیں کہ میں نے ثابت سے نا، وہ کہتے تھے حضرت سلیمان علیہ السلام نے سات تکنیکی یا سات لستر لئے بالوں کے لئے اور انہیں راکھے بھر دیا۔ پھر روپڑے، یہاں تک کہ آنکھوں سے بہنے والے آنسوؤں نے ان کو بھاڑایا۔

۸۱۶:..... ہمیں خبر دی ہے ابو سعید عبد الرحمن بن محمد شاہد نے ہماراں میں، ان کو فضل بن فضل نے، ان کو ابو خلیفہ نے، ان کو محمد بن عبد اللہ خرازی نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو عبد اللہ بن عبد اللہ بن عمير نے، یہ کہ اللہ کے نبی حضرت داؤ د علیہ السلام نے سجدہ کیا، پھر روپڑے اپنی غلطی پر

(۸۱۳)..... آخر جهہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۳۹) من طریق سیار۔ به۔

(۸۱۴ و ۸۱۵)..... آخر جهہ ابو نعیم فی الحلیۃ (۳۲۷/۲) من طریق سیار۔ به و انظر الزهد لاحمد (۱۵۱/۱ ط / دار الفکر الجامعی) من طریق وہب بن منبه۔

جب اللہ کی طرف سے انہیں یہ کہا گیا کہ سراخا آپ تو خوش دیا گیا ہے اس پر انہوں نے سراخا یا تو ان کے چہرے کے گوشت میں طاقت نہیں تھی۔

داو و علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں رونا

۸۱۷: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن الحنفی نے، ان کو سعید بن عامر نے، ان کو حشام بن حسان نے، وہ کہتے ہیں کہ داؤ و علیہ السلام نے مستربا یا جس کے اندر را کھبھری ہوئی تھی۔ ایک رات اس پر لیٹے اور روپزے۔ راہتے آنسو جذب کئے، اس کے باوجود پانی کروٹ یعنی ان کے پہلو سے نیچے بہہ گیا۔

داو و علیہ السلام کی کثرت عبادت

کہتے ہیں کہ جب داؤ و علیہ السلام نے پہلو سے نیچے پانی دیکھا تو اس میں کوئی چیز دیکھی تو فرمایا کہ یہ دسری خطا ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر وہ پہلا یہ کی طرف انکل گئے۔ وہاں جاتے رہے، یہاں تک کہ قریب تھا بغیر لباس سے ہو جاتے (یعنی طویل عرصہ گذرنے کی وجہ سے لباس پر انہوں کو جنم گیا)۔

اللہ کے آگے حضرت عطاء سلمی کا رونا

۸۱۸: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد بن زیاد نے، ان کو عبد اللہ بن منازل نے، ان کو محمد بن قصار نے، ان کو بشر بن حکم نے، ان کو علی بن علی نے عطاء سلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے ان کے آگے اتنی تزمین دیکھی جس قدر آدمی کے دشوار کرنے سے تر ہو جاتی ہے تو اس کو بتایا گیا کہ یہاں سے آنسوؤں کی وجہت ہے۔

عطاء سلمی نے رونے سے منع کرنے پر طبیب کو علاج سے منع کر دیا

۸۱۹: ... علی بن علی نے اپنی اسناہ کے ساتھ بائیت کہ عطاء سلمی روتے رہتے تھے، یہاں تک کہ ان کی ایک آنکھ ضائع ہونے کا نظر ہو گیا۔ علاج کے لئے ایک طبیب کو ولایا گیا، اس نے اپنے دست میں اس شرط پر علاج کروں گا کہ آپ تمیں دن تک درد نہیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اس کو بہت زیاد سمجھا اور کہتے گئے کہ ہمیں آپ کی ضرورت نہیں ہے۔

بہت سے خوش ہونے والے دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں

۸۲۰: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ اور ابو مید بن ابو عمر نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث یہاں کی ہے ابو العباس اصم نے، ان کو ابو العباس بن ولید نے، ان کو محمد بن شعیب نے، ان کو خبر دی عثمان بن مسلم نے کہ انہوں نے سنبلال بن سعد سے، وہ کہتے تھے: بہت سے خوش ہونے والے دھوکہ خوردہ ہوتے ہیں اور بہت سے دھوکہ کھانے والے شعور و ادراک سے عاری ہوتے ہیں۔ پس بلاکت ہے اس شخص کے لئے جس کے لئے بلاکت ہے حالانکہ وہ شعور نہیں رکھتا۔ کھاتا بھی ہے، پیتا بھی ہے، بستا بھی ہے۔ حالانکہ اللہ کی تقدیر میں

(۸۱۸) فی حلیۃ الاولیاء (۲/۱۵)، عطاء السلمی بدلًا من (عطاء السلمی) وهو الصحيح وانظر صفة الصفوۃ (۳/۲۳۵) ر الرهد للبيهقي (۳۸۵)

احرجه ابو نعیم فی الحلیۃ (۵/۲۲۳) من طریق العباس بن الولید. بد.

(۱) فی الیوقیت الجوزیہ (۷) : وحق لمن عصى موالکہ.

اس پر یہ بات کپکی ہو چکی ہوتی ہے کہ وہ اہل جہنم میں سے ہے۔ ہے تیرے روح کی ہلاکت۔ ہے تیرے جسم کی ہلاکت۔ تجھے رونا چاہئے اور رونے والوں کو بھی تیرے اوپر رونا چاہئے لئے مدت کے لئے۔

ایک اللہ والے کا خوف سے رو تے رہنا

۸۲۱:..... ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے حسین بن صفوان نے، ان کو بردی نے، ان کو ابو بکر قرشی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عبد اللہ بن محمد تھی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زیرِ سلوانی نے، وہ کہتے ہیں کہ بغیر کا ایک آدمی تھا جو کہ رونے کے ساتھ جذباتی ہو جاتا۔ ہر وقت روتا دکھائی دیتا تھا۔ چنانچہ اس کے بھائیوں میں سے کسی نے اس کوڈا اتنا اور کہا کہ اللہ تم پر رحم کرے، کیوں رو تے ہو اور پھر اتنا سارا رونا؟ تو وہ پھر روپڑے۔ اس کے بعد کہنے لگے:

بَكِّيْتُ عَلَى الذَّنْبِ لِعَظِيمِ جَرمِي

وَحَقُّ لِكُلِّ مِنْ يَعْصِي الْبَكَاءَ

مِنْ أَنَّنَا هُوَ بِرْ جَرمٍ كَبِيرٍ هُوَ رُونَىٰ وَهُوَ شَفَاعٌ جَمِيلٌ بِأَنَّهُ رُونَىٰ

وَلَوْ كَانَ الْبَكَاءُ بِرْدٌ هُمِيْ

لَا سُعْدَتُ الدَّمْوعَ مَعَ دَمَاءَ

اَغْرِيْتُ بُوْتَارَ رُونَىٰ مِنْ فَلَوْغَمٍ كَوْدُورَ كَرْسَتَا

تَمِيزَنَ آنَسُوْنَ كَوْنَىٰ كَسَاطَهُ مَلَاكِرْ بَهَا تَا

یہ شعر کہنے کے بعد پھر وہ روپڑا۔ یہاں تک کہ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ لہذا فصیحت کرنے والا آدمی اسے اس کے حال پر چھوڑ کر چلا گیا۔

کھمس ہلائی کا پڑوی کی دیوار کی مٹی سے ہاتھ دھونے پر نیس سال تک رونا

۸۲۲:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیشی نے ان کو جعفر بن احمد شاماتی نے، ان کو محمد بن حسین ہلائی نے، ان کو علام نے، کہتے ہیں کہ کھمس ہلائی نے کہا تھا کہ میں ایک گناہ پر نیس سال رویا ہوں۔ لوگوں نے پوچھا کہ وہ کونسا گناہ تھا؟ بتایا کہ ایک دن میں نے کسی آدمی کو صحن کا ناشستہ کرایا اور اس کے ہاتھ دھلانے کے لئے میں نے اپنے ایک پڑوی کی دیوار کی اینٹ میں سے ایک لکڑا توڑ لیا تھا۔ تاکہ مہماں اس کی مٹی کے ساتھ ہاتھ دھو لے۔

کبوتر کو شکار کرنے پر عطا سلمی کا چالیس سال تک رونا

۸۲۳:..... کہتے ہیں کہ عطا سلمی نے کہا میں ایک گناہ پر چالیس سال تک رویا ہوں۔ چنانچہ میں نے ایک کبوتر کو شکار کر لیا تھا اور بے شک میں تھہارے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں کہ اس کی قیمت میں نے ماسکین پر صدقہ کر دی ہے۔

امام ہبھقی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے توجیہ

امام ہبھقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

(۸۲۲) آخر جمیع ابو نعیم فی الحلیة (۲/۱۱) من طریق عمارۃ بن زاذان عن کھمس.

و عند أبي نعیم (أربعین سنۃ) بدلاً عن (عشرين سنۃ)

گویا کہ حضرت عطا سلمی کو کبتر کے بارے میں یہ شک پیدا ہو گیا تھا کہ کیا وہ کسی کی ملکیت میں تھا وہ کسی کی ملکیت میں نہیں تھا۔

حضرت ثابت اور حضرت عطاء سلمی کارونا

۸۲۳: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو عبد العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو اجازت دی اس کی محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو علی بن عثمان نے، ان کو ابو خالد احرن نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، کہتے ہیں کہ حضرت ثابت اور حضرت عطا سلمی باہم ملے، پھر جدا ہو گئے۔ جب دو پہر کی گری کا وقت ہوا تو عطاء ان کے ہاں آئے تو لڑکی باہر آئی۔ پھر واپس جا کر بتایا حضرت ثابت کو کہ آپ کے بھائی عطاء آئے ہیں۔ چنانچہ وہ بھی باہر گئے اور پوچھا بھائی اس گری میں آئے ہو؟ خیریت تو ہے؟ یوں میں روزے سے خا، مجھے گری شدید لگی تو میں نے جنم کی اگری کویاد کر لیا۔ میں نے چاہا کہ آپ رونے میں میری مدد کریں۔ لہذا دونوں مل کر رونے لگے، یہاں تک کہہ گر گئے۔

ضرار اور محمد بن سوقہ کامل کارونا

۸۲۴: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو سعید اش نے، ان کو محاربی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ضرار اور محمد بن سوقہ جمعہ کے دن ایک دوسرے کو تلاش کرتے، جب اکٹھے ہو جاتے تو دونوں بیٹھ جاتے اور دونوں مل کر روتے۔

ہنسی مذاق کرنے والوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا موت کو یاد دلانا

۸۲۵: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد محمد بن عسلی جلووی نے، ان کو ابو بکر محمد بن زنجویہ، بن حیثم بن عسلی بن عبد اللہ قمشیری نے، ان کو عبد العالی بن حماد بن سلمہ نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو حضرت ثابت نے، ان کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے، ان کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے پاس سے گزرے جو باہم ہنسی مذاق کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں فرمایا:

اکثر وا ذکر هادم اللذات

تمام لذتوں اور مزدوں کو توڑ دینے والی چیز (یعنی موت کو) کثرت سے یاد کرو۔

۸۲۶: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو احمد جلووی نے، ان کو محمد بن اسحاق بن خنزیر اور احمد بن ابراہیم بن عبد اللہ اور محمد بن شادل علی نے، ان کو محمد بن اسلم نے، ان کو مولیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، پھر اس کو ذکر کیا اسی کی اسناد کے ساتھ حرف بحرف اسی مذکور کی مثل۔ مگر یہ اس اسناد کے ساتھ غریب ہے۔

۸۲۷: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد بن مخیرہ سکری نے، ان کو قاسم بن حکم عزنی نے، ان کو عبد اللہ بن ولید وصافی نے، ان کو عطیہ نے، ان کو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے اور دیکھا کہ کچھ لوگ کثرت کے ساتھ ہنسی مذاق کر رہے ہیں۔ لہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اگر تم لوگ لذتوں کو توڑ دینے والی چیز کی یاد کو زیادہ کر دو تو وہ تمہیں اس حالت سے مصروف کر دے گی جو میں دیکھ رہا ہوں۔ لذتوں کو توڑ دینے والی

(۸۲۷ و ۸۲۶)۔ آخر جهہ البزار (۲۳۰/۳) کشف الاسفار عن جعفر بن محمد بن الفضیل عن مؤمل بن اسماعیل عن حماد۔ به وقال

الہبیمی فی المجمع (۱۰/۳۰۸) رواه البزار والطرانی واسنادها حسن۔

(۸۲۸).....عزاء الزبیدی فی الاتحاف (۲۲۸/۱۰) إلی المصنف والحكم هو : ابو محمد الحكم بن بشیر بن سلیمان بروی عن عبد اللہ بن

الولید الوصافی وبروی عن القاسم بن سلام البغدادی أبو عیید۔

چیز کا ذکر کثرت سے کرو۔ یعنی موت کا۔ بے شک حقیقت یہ ہے کہ ہر روز قبریہ کہتی ہے کہ میں تہائی کا گھر ہوں۔ میں مٹی کا گھر ہوں، میں کیرڑوں کا گھر ہوں۔

شاید تمہارا کفن روانہ ہو چکا ہو

۸۲۹: ہمیں خبر دی ہے ابو قصر بن قادہ نے، ان کو ابو الحسن سلیمانی نے، ان کو محمد بن الحنفی سرانج نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سن ابو الحنفی باہلی سے، وہ کہتے تھے میں نے عبد اللہ بن عقبہ سے، وہ کہتے تھے: آپ نہ رہے ہیں، شاید کہ آپ کا کفن دکاندار کے ہاں سے نکل چکا ہے اور تمہیں معلوم نہیں ہے۔

زیادہ ہنسنا دل کو حکمت سے خالی کر دیتا ہے

۸۳۰: ہمیں خبر دی ہے ابو الفتح هلال بن محمد بن جعفر نے، ان کو حسن بن یحییٰ بن عیاش قطان نے ان کو ابراہیم بن بشر نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو اوزاعی نے، ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت سلیمان بن داود علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا: اسے بیٹے، اپنی گھروالی کے خلاف زیادہ غیرت نہ کرنا کہ کوئی بھی اس کی ذرا سی برائی بھی دیکھے تو تو اپنی گھروالی کو خرابی کی تہمت لگادے، اگرچہ وہ اس سے بری بھی ہوگی اور ہنسنے کی کثرت نہ کر، اس لئے کہ کثرت کے ساتھ ہنسنا عقائدِ دینی کے دل کو بیکار دیا۔ (یعنی حکمت و دانائی سے خالی کر دیتا ہے)۔

اور فرمایا کہ اللہ کے خوف کو لازم پکڑ، اس لئے کہ بے شک وہ ہر شے کی آخری جد ہے۔

کہیں ہنسنے پر پکڑنہ ہو جائے

۸۳۱: ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو الطیب مظفر بن سہیل حلیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سن احمد بن انصار خواہی صانع سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنابر بن حارث خالی سے کہ ان کے سامنے کوئی آدمی نہیں پڑا تو انہوں نے فرمایا، اے بھتیجے تو اللہ سے ذرکر اللہ کہیں تمہیں اسی پر بھی پکڑنہ لے۔

ہنسنا چھوٹی غلطی ہے، ہم لوگ جنت کے قیدی ہیں

۸۳۲: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو ابو الحسین بن یاہی کوئی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے، کہتے ہیں کہ مجھے ابو حازم نے خبر دی ہے، انہوں نے اپنی امی حمادہ بنت محمد یعنی ابن عبد الرحمن بن ابویلیل سے وہ اپنے والد سے بیان کرتی تھیں اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں:

(۸۲۹)آخرجه أبو نعيم في الحلية (۲/ ۲۳۶) من طريق أبي بكر بن أبي الدنيا عن علي بن محمد عن يوسف بن أبي عبد الله عن عبد الله بن نعمة الحنفي.

(۸۳۰)آخرجه أبو نعيم في الحلية (۳/ ۱۷) من طريق أبي المغيرة عن الأوزاعي. به.

(۸۳۱)آخرجه الخطيب بخوره (۳/ ۱۵. ۳۱۲/ ۳) من طريق العباس بن يوسف الشكلي عن محمد بن نصر. به.

(۱)هو أبو محمد عبد الله بن يوسف بن أحمد الأصبهاني.

(۸۳۲)آخرجه الطبراني (۱۵/ ۱۶۸) عن أحمد بن حازم. به.

مال هذالکتاب لایغادر صغیرۃ ولا کبیرۃ الا احصاها (الکفہ ۲۹)

کیا ہوا س کتاب کو کہ توئی چھوٹی غلطی کو چھوڑتی ہے نہ ہی بڑی کو مگر سب کواس نے محفوظ کر لکھا ہے۔

فرمایا کہ اس آیت میں چھوٹی غلطی سے مراد ہنسنا ہے۔

۸۳۳: ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے، ان کو ابو بکر عثمانی خمسی نے، ان کو ابو بکر بن ابو موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں میں نے سن قاسم جویں سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے شعبان بن عثمان خی سے، وہ کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام نے فرمایا:

هم لوگ جنت کے قیدیوں میں سے قیدی ہیں۔ ہمیں اپنیں نے غلطی کرو اکر قید کر لیا ہے۔ اب ہمارے لئے رونے اور غم کھانے کے سوا کچھ بھی مناسب نہیں ہے۔ یہاں تک کہ ہم اسی گھر کی طرف واپس لوٹ جائیں جس گھر سے ہمیں قید کیا گیا تھا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے آنسو اولاد آدم سے زیادہ تھے

۸۳۴: ہمیں خبر دی ہے ابوسعید مالینی نے اور ابو منصور احمد بن علی دامغانی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو احمد بن عدی حافظ نے، ان کو ابو طاہر محمد بن احمد بن عثمان مدینی نے مصر میں، ان کو تیجی بن سلیمان جھنی نے، ان کو احمد بن بشر نے، ان کو علقہ بن مرند نے، ان کو ابن الجیزہ بن علی بریدہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

(آدم علیہ السلام اس تاریخ سے تھے اتنا رونے تھے کہ) اگر ان کے آنسو ان کی تمام اولاد کے آنسووں سے تو لی جائیں تو ان کے آنسو پھر بھی ان کی اولاد کے آنسووں سے زیادہ وزنی اور بھاری ہو جائیں گے۔

ہم سے ابوسعید نے کہا کہ ابواحمد نے کہا تھا۔ یہ روایت وہ منصور سے موصول اور ملی ہوئی نہیں لائے ہیں، سوانعے احمد بن بشیر کے۔ میرا زیادہ گمان بھی ہے کہ یہ ہم اسی کی طرف سے ہے۔

دوا و علیہ السلام کے آنسو اہل زمین کے آنسووں سے زیادہ تھے

۸۳۵: ہمیں خبر دی ہے ابوسعد نے، ان کو ابواحمد نے، ان کو جعفر بن محمد فربیابی نے، ان کو ابو بکر ابن ابو شیبہ نے، کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن علی حفار نے، ان کو ابو حام ولید بن شجاع نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن بشر نے، ان کو مصر نے، ان کو علقہ بن مرند نے، ان کو ابن الجیزہ بن علی بریدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اگر پورے اہل زمین کا رونا داؤ علیہ السلام کے رونے کے برابر کیا جائے تو برابر نہیں ہو سکے گا۔

اسی طرح اگر پوری اہل زمین کا رونا حضرت آدم علیہ السلام کے رونے کے برابر کیا جائے تو برابر نہیں ہو سکے گا۔ جب آدم علیہ السلام زمین پر اتارے گئے تھے اور وہ تے رہے۔

کہا ابواحمد نے اس میں بریدہ کا ذکر نہیں کیا اور نہ ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ اور یہ روایت زیادہ صحیح ہے۔

امام احمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے ابو علی حافظ نیسا پوری سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اس کا انکار کیا ہے اور فرمایا کہ صحیح جو ہے وہ

(۸۳۳) فی السیر (۱۰/۱۵۹) غبة بن عثمان المخمي بدلاً من الحمي.

(۸۳۴) اخرجه المصنف من طريق ابن عدی (۱/۱۷۰) وقال ابن عدی: هذا الحديث لم يأت به عن مصر موصولاً غير احمد بن بشير

وعن احمد بن بشير غير يحيى بن سليمان هذا فلا ادرى الوهم من احمد او من يحيى واكثر ظنی انه من احمد

(۸۳۵) اخرجه ابن عدی (۱/۱۷۰) بنفس الاستاذ وقال ابن عدی وهذا الحديث انكر ماروی لأحمد بن بشير.

مسر کی روایت ہے جو کہ عاقس بن مرشد سے عبد الرحمن بن سابط ہے، ان کا قول ہے کہ یہ کلام نبی میں سے نہیں ہے۔
۸۳۶: ہمیں اس کی خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلسلی نے ابو علی حافظ سے، پھر اس کو ذکر کیا (جو یقینے مذکور ہے)۔

۸۳۷: ہمیں خبر دی ہے ابو محمد بن یوسف نے، ان کا ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، ان کا ابو ایتم بن حارث بغدادی نے، ان کو تیجی بن بکر نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابو بیکر بن نعیم نے، ان کو جاہد نے، ان کو حضرت اہن عباس رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام جنت سے جبراں و سمیت اترے تھے، اس کے ساتھا پہنچنے والے آنسو صاف کرتے تھے اور آدم علیہ السلام کے آنسو شکن نہیں ہوئے تھے جب سے جنت سے نکلے تھے، یہاں تک کہ واپس جنت میں لوٹ گئے۔

مشہور عابدہ غیرہ کارونا

۸۳۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو محمد بن ابو حامد مقری نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس اصم نے، ان کو حضرت بن ابان نے، ان کو سعید بن نعمان نے، فرماتے ہیں کہ میں نے غیرہ سے کہا، کیا آپ اس رونے سے متعلق نہیں ہیں؟ بولیں: اے سعید ایماراں چیز سے کیسے اکتا سکتا ہے جس چیز میں وہ اپنی بیماری کی شفا دیکھ رہا ہو؟

رونے سے منصور بن معتمر مسکین و مصیبت زدہ لگتے تھے

۸۳۹: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفوان نے، ان کا بن ابی دیانا نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو زائدہ بن قدامہ نے، فرماتے ہیں کہ منصور بن معتمر کچھ اس طرح کے آدمی تھے کہ جب آپ اسے دیکھتے تو آپ یہ کہتے کہ یہ مصیبت زدہ شخص ہے۔ اس کی ماں نے اس سے کہا۔ یہم اپنے آپ کے ساتھ کیا کرتے ہو کہ رات رات بھر روتے رہتے ہو؟ چپ ہونے میں نہیں آتے ہو؟ پینا شاید تم اپنے آپ سے ناراض ہو؟ کیا تم اپنے آپ کو مار دو گے نا حق؟ انہوں نے جواب دیا۔ اے میری ای میں جانتا ہوں کہ میرے نفس نے کیا کیا ہے؟

یزید بن حارون کی روتے روتے آنکھیں ضائع ہو جانا

۸۴۰: ہمیں خبر دی ہے ابو زکریا ابن ابو الحلق نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو العباس ازہری سے، کہتے ہیں کہ میں نے سناسن بن عز عبدی سے، کہتے تھے کہ میں نے یزید بن حارون کو مقام واسط میں دیکھا، جس کی آنکھیں سب لوگوں سے خوبصورت تھیں، کچھ عرصے بعد میں نے دیکھا کہ اس کی ایک آنکھ رہ گئی ہے، پھر کچھ عرصہ بعد دیکھا تو دونوں آنکھیں ضائع ہو چکی تھیں۔ میں نے ان سے پوچھا اے ابو خالد، آپ کی خوبصورت آنکھوں کو کیا ہوا؟ کہنے لگے ہر کر کے رونے سے ختم ہو گئی ہیں۔

۸۴۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کا ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار نے، ان کو محمد بن نصر اصفہانی نے، ان کو مکر بن بکار نے، ان کو برادر بن عبد اللہ نے، ان کو حسن بن ابو الحسن بصیری نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

جب حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ رورہ ہے تھے۔ ان سے کہا گیا کیا آپ رورہ ہے ہیں حالانکہ آپ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ہیں اور آپ ایسے ہیں ایسے ہیں۔ فرمایا کہ میں اس لئے نہیں رورہا ہوں کہ میں موت سے گھبر ا رہا

(۸۳۹)....آخرجه ابن ابی الدنيا فی محاسبۃ النفس (۹۰) عن محمد بن الحسین. به.

والحدیث ايضاً من نفس الطریق عن الأصبهانی (۲۹۰).

ہوں اور ناس لئے کہ میں اپنے چیچے دنیا کو جوہر کر جا رہا ہوں۔ لیکن میں تو اس لئے رہ رہا ہوں کہ اللہ تعالیٰ لوگوں کی دو مشیاں بھریں گے، ایک مٹھی جنت میں ڈالیں گے اور دوسرا مٹھی جہنم میں ڈالیں گے۔ میں نہیں جانتا کہ میں کوئی مٹھی میں جاتا ہوں۔

حضرت عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۳۲ ہمیں خبر دی ہے مجھی بن ابراہیم بن محمد بن سیفیؒ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو وحبت نے، ان کو ابن الحییع نے، ان کو عبد اللہ بن حبیرؒ نے یہ کہ عبد اللہ بن عمر بن العاص رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: اگر میں اللہ کے خوف سے ایک آنسو بھی رہا لو تو مجھے یہ ایک ہزار دینار صدقہ کرنے سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت حذیفہ بن یمان کا ارشاد

۸۳۳ ہمیں خبر دی ہے ابوعبد اللہ حافظ نے اور ابوصادق عطار نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس اصمؒ نے، ان کو محمد بن سلحنؒ نے، ان کو سیفیؒ بن ابی بکر نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عبد الملک بن میسرہؒ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیاد سے اور وہ صاحب حشیث تھے۔ وہ ربعیؒ بن حراش سے حدیث بیان کرتے ہیں، وہ حذیفہ بن یمان سے کہ انہوں نے فرمایا: کچھ دن ایسے ہیں کہ اگر میرے پاس موت آ جاتی تو مجھے شکایت نہ ہوتی، بہر حال آج کے دن، یعنی اب کی چیزیں مخلوط ہو گئی ہیں۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان میں کس حال پر ہوں؟ اور مجھے حضرت ابو مسعود نے وصیت فرمائی تھی اور فرمایا کہ اپنے آپ کو لازم کر رکھو ان امور پر جن کو تم جانتے ہو اور اللہ کے حکم میں کوتا ہی نہ کرو۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وصیت

۸۳۴ ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہؒ نے، ان کو ابوبکر محمد بن سیفیؒ قطان نے، ان کو ابراہیم بن منصور نے، ان کو بشر بن قاسم نے، ان کو حکم بن هشام نے، ان کو عبد الملک بن عیسیؒ نے، ان کو قاسم بن عبد الرحمن نے، ان کو ان کے باپ نے، انہوں نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے ان کی موت کے وقت فرمایا کہ آپ مجھے وصیت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا کہ میں آپ کو اللہ سے ذرتے رہنے کی وصیت کرتا ہوں اور اپنے گھر میں رہئے، اپنی زبان کی حفاظت کیجئے اور اپنے گناہ پر روئیے۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۳۵ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ابو معاویہؒ نے، ان کو عمش نے، ان کو ابراہیم نے، ان کو حارث بن سوید نے، کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی

(۸۳۳) آخر جه ابونعیم فی الحلیۃ (۱/۲۷۸) من طریق شعبۃ۔ به.

(۱) ابو صادق العطار ہو محمد بن ابی الفوارس الصیدلاني.

(۸۳۲) آخر جه ابونعیم فی الحلیۃ (۱/۱۳۵) من طریق المسعودی عن القاسم قال: قال رجل لعبد الله: أوصى يا بابا عبد الرحمن قال: ليسك بيك و لا يكف لسانك و لا يك على ذكر خطبك.

(۸۳۵) آخر جه ابن ابی شيبة (۱/۲۸۸) عن ابی معاویة. به.

اللہ عنہ نے فرمایا:

البت میں پسند کرتا ہوں کہ اللہ عز وجل میرے گناہوں میں سے کوئی گناہ بخش دے اور میرا نام عبد اللہ بن روشنہ لیا جائے (تو پر وہ نہیں)۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول

۸۲۶: اور سعید نے اپنی اسناد کے ساتھ ہمیں حدیث بیان کی، ان کو خالد بن عبد اللہ نے، ان کو یونس بن عبید نے، ان کو حمید بن حلال نے، کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میری نسبت روند (اور اپلہ) کی طرف کی جائے اور اللہ تعالیٰ میری نبیکوں میں سے کوئی ایک سُلی قبول فرمائے۔ (یعنی نام و نہاد سے مجھے سروکار نہیں، ظاہری اور جھوٹی نسبتوں سے کوئی فائدہ نہیں، لیس اللہ تعالیٰ کوئی عمل میرا قبول کر لے)۔

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۸۲۷: اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن ابی حامد مقری نے اور دیگر نے بھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بکار بن قتبہ نے، ان کو ابو بکرہ نے، ان کو ابو عامر عقدی نے، ان کو سفیان نے سلمان اعمش سے، ان کو ابراہیم تیمی نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ نے کہا:

اگر تم لوگ میرے عیبوں کو جان لو تو تم لوگوں میں سے دو آدمی بھی میری تابع داری نہیں کریں گے۔ (یعنی دو آدمی بھی میرے پیچھے پیچھے نہیں جائیں گے) اور البتہ میں چاہتا ہوں کہ میں عبد اللہ بن روشنہ کہہ کر پکار جاؤں۔ مگر اللہ تعالیٰ میری گناہوں میں سے ایک گناہ کو بھی معاف کر دیں۔

۸۲۸: مجھے خبر دی احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس اسم نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو حاضر نے، ان کو اعمش نے، ان کو براہیم تیمی نے، ان کو ان کے والد نے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں روشنہ اور اپلہ بن جاؤں اور مجھے لوگوں میں عبد اللہ بن روشنہ بولا جائے، مگر اللہ تعالیٰ میرا کوئی ایک بھی گناہ معاف کر دے۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا قول

۸۲۹: ہمیں خبر دی ہے ابو سعد سعید بن محمد شعبی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سا ابوصر احمد بن نصر روزگرانی بخاری سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے جعفر بن نمير قزوینی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے یحییٰ بن معاذ رازی سے سنا، وہ کہتے تھے کہ: لوگ دار دنیا میں کیسے خوش رہتے ہیں؟ اگر اعمال کرے تو خوف ہے کہ اس کے بد لے میں پکڑا جائے اور نیک عمل کرے تو یہ ذر ہے کہ کہیں اس سے یقین نہ کیا جائے اور وہ میا تو برائی کرنے والا یا اچھائی کرنے والا ہوتا ہے۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا ارشاد

۸۵۰: ہمیں خبر دی ابو سعد عبد الملک بن ابو عثمان واعظ نے، ان کو ایلی حسین بن عبد الوہاب نے، ان کو احمد بن محمد تیمی نے، ان کو علی بن عبد اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ یحییٰ بن معاذ رازی نے کہا:

(۱) أخرجه الحاكم في المستدرك (۳/۲۱) من طريق سفیان الثوری عن الأعمش عن ابراهیم التیمی عن أبيه عن ابن مسعود.

(۲)الجریری هو سعید بن ایاس أبو مسعود البصری.

میرے اعمال مجھے نجات کیسے دے سکتے ہیں؟ حالانکہ میں تسلی اور بدی کے درمیان میں ہوں؟ میری رائبوں کا یہ حال ہے کہ ان میں کوئی تسلی ہے ہی نہیں اور میری نیکیاں اسی ہیں کہ وہ بدیوں کے ساتھ آ لو دہ ہیں اور آپ تو اخلاص کے سوا کچھ قبول ہی نہیں کرتے۔ اس کے بعد تو اس صرف آپ کا احسان اور کرم ہی باقی رہ جاتا ہے۔

علیہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ کا ارشاد

۸۵۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہے محمد بن عبد اللہ رازی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جریری سے سن، وہ کہتے تھے حضرت جنید بغدادی سے پوچھا گیا۔ کیا بندے سے خوف خدا ساقط ہو سکتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ نہیں، اللہ کا خوف کبھی ساقط نہیں ہوتا بلکہ جس قدر اللہ کو زیادہ جانتا ہے اسی قدر اس کے خوف میں بھی شدت آ جاتی ہے اور اللہ سے ڈرنے والوں کے تین طبقات ہیں:

- ① جرام سے ڈرنے والے۔
- ② نیکیوں سے ڈرنے والے کہ کہیں قبول ہونے سے رد نہ ہو جائیں۔
- ③ اور انجماموں سے اور گرفتوں سے ڈرنے والے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولا يخاف عقابها (اُنہیں ۱۵)

اوْنَيْشُ ڈرِ تادِ اس کے پیچھے کرنے سے۔

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد

۸۵۲: ہمیں خبر دی ہے ابو جعین بن فضلقطان نے، ان کو محمد بن عبد اللہ بن عمر ویری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے عبد اللہ بن احمد حنبل نے کہا کہ جب میرے والد کی وفات کا وقت آیا تو میں ان کے پاس بیٹھا۔ میرے ہاتھ میں کپڑے کی دھیان تھیں، جس کے ساتھ مجھے ان کے جبریوں کو باندھنا تھا۔ کہتے ہیں کہ وہ وقت وقف سے بے ہوش ہو جاتے، پھر ہوش میں آ جاتے اور اپنی آنکھیں کھو لیتے اور اپنے ہاتھ کے اشارے سے کہتے۔ ابھی نہیں۔ ابھی نہیں۔ انہوں نے ایک بار کہا، پھر دوسرا بار، پھر تیسرا بار۔ جب تیری بار ہاتھ سے اشارہ کیا تو میں نے کہا اے بابا جی، یہ کیا چیز ہے آپ نے جو اس وقت اشارہ کیا ہے۔ بولے کہ بیٹے کیا تو نہیں جانتا؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ ایمسیں حسین میرے برادر میں کھڑا تھا اور وہ اپنی الگیوں کے پروں کو کاثر رہا تھا اور کہہ رہا تھا (اے امام) احمد تم مجھ سے نفع کر جا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ ابھی نہیں، جب تک کہ میں مر رہ جاؤں۔ (یعنی جب تک ایمان پر میری وفات نہ ہو جائے)۔ امام تیکنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ امام احمد حنبل کے لئے اس میں حق پر گذرنے کی بشارت ہے۔

عطاء بن یسارؓ نے کہا

۸۵۳: ہمیں خبر دی ہے امام ابو عثمان نے، ان کو ابراہ بن احمد نے، ان کو حسین بن معاذ نے، ان کو حسین بن حسن مروزی نے، ان کو ابن

(۸۵۳)..... آخر جه المصنف من طريق ابن المبارك في الرهد (رقم ۳۰۸)

(۱)..... بياض في الأصل.

مبارک نے، ان کو سفیان نے ایک آدمی سے فرماتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ عطا بن یسار سے انہوں نے کہا کہ: ایک آدمی کے سامنے موت کے وقت ابلیس ظاہر ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم نجات پا گئے ہو۔ اس نے کہا کہ نہیں میں نے نجات نہیں پائی ہے اور تھوڑے ابھی تک میں اسکے سامنے نہیں ہوں۔

عطاء بن یسار کا قول

۸۵۳: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن معقول نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابی دینا نے، ان کو ابو خالد قرثی نے، ان کو سفیان ثوری نے ایک آدمی سے، ان کو عطاء بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ ابلیس ایک آدمی کے سامنے اس کی موت کے وقت ظاہر ہو گیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ابھی تک میں تھوڑے نجات نہیں پاس کا۔

ابلیس کی تلبیس

۸۵۴: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین نے، ان کو حسین نے، ان کو عبد اللہ نے، ان کو جریر حنکی نے، ان کو ابو حذیفہ نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو عسماں مدینی نے، ان کو عطاء بن یسار نے، وہ فرماتے ہیں کہ موت کے وقت ایک آدمی کے سامنے ابلیس ظاہر ہوا اور بولا کہ تم مجھ سے اس میں ہو چکے ہو۔ انہوں نے کہا کہ نہیں میں ابھی تک تم سے اسکے سامنے نہیں ہوں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا ابلیس کے خوف سے دعا کرنا

۸۵۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موی نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو بیان کیا ہے ابو العباس اصم نے، ان کو عباس دوری نے ان کو عبد العزیز بن سری نے، ان کو صالح مری نے، ان کو حشام ابن حسان نے، ان کو محمد بن سرین نے، ان کو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ آپ آخر عمر میں دعا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ إِنْ أَرَى إِلَيْكَ أَذْكَرْتُكَ إِنْ أَعْلَمُ بِكَ إِنْ أَنْتَ أَعْلَمُ

أَنَّ اللَّهَ مِنْ تِبْرِيَّةِ بَنَاهُ هُوَ كُمْ بِدَكَارِيَّةِ كَرُولِيَّةِ يَا مِنْ إِسْلَامِ مِنْ دَبَّتْهُ كُمْ بِإِلْكَنَاهِ كَرُولِيَّةِ

چنانچہ آپ کے بعض احباب نے پوچھا اے ابو ہریرہ! آپ کے جیسا بندہ یہ دعا کرتا ہے۔ یا یہ کہا کہ اس عمر میں بھی آپ کو ایسی دعا کی ضرورت ہے۔ کیا اب بھی آپ کو زنا کا خوف ہے یا کیرہ گناہ کا خوف ہے۔ حالانکہ شہوات ختم ہو چکی ہیں اور آپ تو بزرگ ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی آنکھوں سے دیکھا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت کی، آپ نے ان سے دین سیکھا؟ فرمائے گئے کہ افسوس ہے تھوڑے کس چیز نے مجھے ان حیزوں سے اسکے دیا ہے، حالانکہ ابلیس زندہ ہے۔

حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی نصیحت کہ انسان ایک لمحہ میں دین سے بدل سکتا ہے

۸۵۷: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ بن عبد اللہ تہلی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسین خسر جردی نے، ان کو داؤد بن حسین نے، ان کو تمید بن زنجوی نے، ان کو حکم بن نافع نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، ان کو سلیم بن جابر نے، ان کو صبیب بن نفیر نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کے گھر حص میں ملنے کے لئے گیا تو وہ اس وقت کھڑے نماز پڑھ رہے تھے اپنی مسجد میں۔ جب وہ التحیات پڑھنے کے لئے بیٹھنے والے سے پناہ مانگنے لگے نفاق سے۔ جب نماز پڑھ کر ہٹے تو میں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو معاف فرمائے۔ آپ اور نفاق سے بچنے کی دعا؟

لیعنی کیا آپ کو بھی نفاق کا ذرہ ہے؟ انہوں نے تین بار یہ کہا: اے اللہ میں تھے سے معافی کا سوال کرتا ہوں۔ پھر فرمایا کہ آزمائش سے کون بچ سکتا ہے؟ آزمائش سے کون بچ سکتا ہے؟ اللہ کی قسم آدمی ایک منٹ میں قتنے میں پڑ کر دین سے پلٹ سکتا ہے۔

حضرت ابو درداء رضي اللہ عنہ کی نصیحت

۸۵۸..... فرماتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مؤمل نے ان کو سفیان نے، ان کو محمد بن عجلان نے، ان کو اہل شام میں سے ایک شیخ نے، شیخ فرماتے ہیں حضرت ابو راء نے فرمایا تھا: کیا ہوا کہ تم لوگوں میں ایمان کی حلاوت کا ظہور نہیں دیکھ رہا ہو؟ اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ اگر جھاڑی کا رپچھ بھی ایمان کا ذائقہ پا لے تو ایمان کی حلاوت اس پر بھی ظاہر ہو سکتی ہے۔ جو بندہ اپنے ایمان کے بارے میں ڈرتا رہتا ہے اس کو عطا کیا جاتا ہے اور جو شخص اپنے ایمان کے بارے میں بے خوف ہو جاتا ہے اس سے ایمان پھیل لیا جاتا ہے۔

حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کی نصیحت

۸۵۹..... فرماتے ہیں ہمیں خبر دی ہے حیدرنے، ان کو مؤمل نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو معلی بن زیاد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن سے، وہ فرماتے تھے، اللہ کی قسم روئے زمین پر جو بھی مومن صبح کرتا ہے یا شام کرتا ہے وہ اپنے آپ پر نفاق سے ڈرتا ہے اور نفاق سے صرف منافق ہی نہیں ڈرتا۔

حضرت صدیق اکبر رضي اللہ عنہ کی ہدایت پر استقامت کی دعا

۸۶۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ اور محمد بن موئی نے۔ دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو ابن فضیل نے، ان کو عبد الرحمن بن اسحاق نے، ان کو عبد اللہ قرشی نے، ان کو عبد اللہ بن عکیم نے، وہ کہتے ہیں میں نے سیدنا ابو بکر صدیق رضي اللہ عنہ کے پیچھے مغرب کی نماز پڑھی، جب وہ دوسرا رکعت میں پیٹھے تو فوراً کھڑے ہوئے اور سورۃ فاتحہ پڑھی۔ اس کے بعد قرآن کی یہ عاپڑی:

ربنا لاتزع غلوبنا بعد اذهليتنا و هب لنا من لدنك رحمة انك انت الوهاب (آل عمران ۸)

اے میرے رب، ہماری دلوں کو نیز حانہ کرنا جبکہ آپ نے ہمیں ہدایت عطا کی ہے اور اپنی طرف سے ہمیں رحمت عطا کر،
بے شک تو ہمی عطا کرنے والا ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کی ایمان افروز نصیحت

۸۶۱..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ نے، ان کو ابو بکر محمد بن عبد اللہ عدل نے مقام مردیں۔ ان کو ابو جاء محمد بن حمودی سمجھی نے، ان کو احمد بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں ابو روح سے سنا، کہتے تھے کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:
صاحب بصیرت چار صفات سے بے خوف نہیں رہتے۔

①..... وہ آنناہ جو گذر چکا ہواں کے بارے میں، کیونکہ نہیں معلوم اس کے بارے میں رب تعالیٰ کیا کریں گے۔

②..... بقیہ عمر کے بارے میں، کیونکہ نہیں معلوم کہ اس میں کیا کیا بلات کثیر یا کم ہوں گی۔

③..... اور قضل کے بارے میں جو عطا ہو چکا ہے، شاید کہ اس کا انجام کوئی حلیہ و تدبیر ہو یا عارضی مہلت ہو یا ضلالت و گمراہی ہو جاؤں نے۔

سامنے آ راستہ ہو، حس کی وجہ سے وہ اس کو ہدایت سمجھ رہا ہو۔

۸۲۰ اور دل کج ہونا الح پر جو کہ آنکھ جھپکنے سے زیادہ تیز ہوتا ہے۔ کبھی انسان سے اس کا دین چھین لیا جاتا ہے اور اس کو شعور و ادراک ہی نہیں ہوتا۔

بَذَالُ بْنُ سَعْدٍ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ كَيْ دُعَا

۸۲۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو العباس اسم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس بن ولید نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان جاہنے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سن بالال بن سعد سے، وہ اپنی دعائیں کہتے تھے: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں دلوں کی کجھی سے اور گناہوں کی تباہ کاری سے اور اعمال کو مردود کرنے والے اسباب سے اور نفس کی گمراہ کرنے والی باتوں سے۔

سَرِّ سَقْطِيِ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ كَيْ دُعَا

۸۲۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عصفر بن محمد بن نصیر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بات بتائی جنید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سن سری سقطی سے وہ کہتے تھے: اے اللہ جب بھی مجھے کسی شے کا عذاب دینا چاہئے تو مجھے سب کے آگے رسو اکر کے نہ دینا۔

حَضْرَتُ يَحْيَى بْنُ مَعَاوِيَ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ كَيْ دُعَا

۸۲۳: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد الرحمن بن حسن بن یعقوب نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا، کہتے تھے کہ میں نے ابو عثمان سے سنا، وہ کہتے تھے، میں نے یحیىٰ بن معاوی سے سنا، وہ فرماتے تھے: اے وہ ذات گرامی جس کا ذکر میرے نزدیک ہر چیز سے زیادہ عزیز ہے۔ مجھے کل اپنے دشمنوں کے سامنے سب چیز سے زیادہ ذلیل نہ کرنا۔

حَضْرَتُ سَفِيَّانُ ثُورَى رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ كَاعقِيَّةٍ تُوحِيدُ كَيْ حَفَاظَتُ كَلَّهُ كَثْرَتْ سَرُونَا

۸۲۴: ہمیں خبر دی استاذ ابو بکر بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے، ان کو عبد اللہ بن عصفر اصنہانی نے، ان کو احمد بن عاصم بن عبد الجبید نے، فرماتے ہیں کہ میں نے ساحن بن موسیٰ سے، وہ کہتے تھے کہ میں مک کے سفر میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تھا، میں نے دیکھا وہ بہت رو تے تھے۔ میں نے ان سے کہا اے ابو عبد اللہ آپ کا یہ دن کیا گناہوں کے ذر سے ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے اونٹ کی پلان کی ایک لکڑی لی اور اس کو پھینک دیا اور فرمائے لگل کہ میرے گناہ تو میرے اوپر اس سے بھی زیادہ آسان ہیں اور اس سے بھی زیادہ ہلکے ہیں، لیکن مجھے ذر رہتا ہے کہ کہیں بھی سے عقیدہ تو حیدر چھین لیا جائے۔

ابرار اور مقریبین کے افکار

۸۲۵: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عصفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو جنید بغدادی نے، ان کو سری سقطی نے، وہ کہتے تھے کہ

(۸۲۲) آخر جه ابو نعیم فی الحلیۃ (۵/۲۲۹) من طریق عباس بن ولید. به.

(۸۲۳) آخر جه ابو نعیم فی الحلیۃ (۱۰/۱۲۰) من طریق الجبید. به.

ابرار کے دل خاتموں کے ساتھ لٹکے ہوتے ہیں اور مقریین کے دل ایک دوسرے سے سبقت لے جانے والے اعمال سے متعلق ہوتے ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے اللہ کی طرف سے کیا کچھ پہلے سے تیار ہے؟ اور وہ یہ کہتے ہیں کہ دیکھیں خاتمہ کس چیز پر ہوتا ہے؟

شیطان کی کمر توڑ دینے والا قول

۸۶۷:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسین بن بشران نے، دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو محمد حضر بن محمد بن نسیر نے ان کو حسن بن علی بن شیب معمراً نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، ان کو علی بن خلف نے، وہ فرماتے ہیں کہ بلیس کی کمر توڑ دینے کے لئے ان آدم کے اس قول سے کوئی اور بڑی چیز نہیں ہے کہ کاش میں زندہ رہتا معلوم نہیں میر اخاتمہ کیسا ہو گا؟ فرمایا کہ اس قول کوں کر بلیس اس بندے سے مایوس ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ شخص اپنے عمل پر کب اترائے گا اور کب خوش ہو گا۔

عمرو بن قیس کا موت کے وقت آخرت کے لئے رونا

۸۶۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو ابو علی بن حسین بن صفوان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد قرشی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عمر بن حفص بن غیاث نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ جب عمرو بن قیس ملائی کموت آئی تو رونے لگا۔ اس کے حباب نے پوچھا کہ دنیا پر کیوں روتے ہو؟ تم نے اپنی زندگی بڑی عیش و عشرت سے گذاری ہے۔ بولے میں دنیا کے ہارے میں نہیں رہتا، میں تو اس لئے رہتا ہوں کہ میں آخرت کی خیر سے محروم نہ کر دیا جاؤں۔

غفلت سے تنبیہ

۸۶۹:..... ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلیمانی نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابو بکر رازی سے سنا، وہ کہتے تھے انہوں نے الکتابی سے سنا، فرماتے تھے: غفلت سے تنبیہ کرتے وقت اور نفس کی لذت کے انقطاع کے لئے قیامت کا ذرا اور اللہ کے فضل کے انقطاع کے خوف سے کانپتا جن و انس کی عبادت سے افضل ہے۔

افضل رونا

۸۷۰:..... میں نے سنا ابو عبد الرحمن سلیمانی سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو حماد حافظ سے، وہ کہتے تھے میں نے سعید بن عبد العزیز سے سنا، وہ کہتے تھے کہ میں نے احمد بن حواری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ افضل رونا بندے کا وہ رونا ہے جو غیر درست اوقات ضائع ہونے پر ہو۔ یا وہ رونا جو اس کی طرف سے سابق نافرمانی پر ہو۔

اللہ کے خوف سے جن کا رونا

۸۷۱:..... میں نے سنا ابو زکریا بن ابو علیت سے، کہتے تھے کہ میں نے سنا ابو لفظ احمد بن عبد اللہ بغدادی سے، کہتے تھے کہ میں ایک دفعہ دیہات میں گیا، میں جا رہا تھا کہ یہا کیا یہ میں نے زور زور سے رونے کی آوازی۔ میں نے اپنے آگے نظر اٹھا کر دیکھا تو مجھے ایک شخص دکھائی

(۸۶۶)..... آخر جه ابو نعیم فی الحلیة (۱۲۱/۱۰) من طریق الجبید۔ به.

(۸۶۷)..... آخر جه ابو نعیم فی الحلیة (۱۱۱/۹) من طریق احمد بن ابی الحواری۔ به.

تبیہ : فی الحلیة (اسحاق بن خالد) بدلاً من (اسحاق بن خلف) وهو خطأ.

دیا۔ میں جلدی جلدی چل کر اس کے پاس پہنچا تو وہ ایک نوجوان تھا۔ مجھے اس کے پاس کوئی سواری یا سامان سفر بھی دکھائی نہیں دیا۔ میں نے اس سے پوچھا کیا ہوا جوان؟ چنانچہ اس نے شعر کہا، جس کا مطلب یہ تھا کہ: میں کو نے دروازے سے اجازت مانگوں اس کے بعد جب میں اس دروازے سے تھرودم کر دیا جاؤں جس سے میں حاجت طلب کرتا ہوں۔ لہذا مجھ پر روتاری ہو گیا اس کے روئے کی وجہ سے۔ (میں روتاری ہاروتے روتے) جب اچانک میں نے سراور اٹھایا تو وہاں کوئی بھی نہیں تھا۔

حضرت سفیان بن عینہ کا قول

۸۶۲:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو حامد احمد بن عباس خطیب نے مقام مرد میں، ان کو محمود بن والان نے، انہوں نے سنا عبدالرحمن بن بشر نیسا پوری سے، کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان بن عینہ سے سنا، فرماتے تھے کہ: اللہ کا غضب ایسی بیماری ہے جس کا کوئی علاج نہیں ہے۔

جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۸۷۳:.....ہمیں خبر دی ابو عبد الرحمن سلمی نے ان حکایات میں سے جو یوسف بن حسین سے بیان کی گئی تھیں:

كيف السبيل الى مرضات من عضا
من غير جرم ولم اعرف له السببا

اس ذات کی رضا کی کیا سبیل ہے جو بغیر کسی جرم کے ناراض ہو جائے اور نہ تھی مجھے اس کا کوئی سب معلوم ہے۔
کہتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ یوسف بن حسین نے یہ شعر لکھ کر جنید بغدادی کی خدمت میں بھیج دیا اور اس نے اس کو جو لکھا:

يكفي العكيم من النبيه ايسره
فيعرف الكيف والتكونين والبيا
خليند کے لئے ہلکی سی ہمیہ کافی ہے
سوہ کیفیت کو اور تکون کو اور سب کو پہچان لے گا
ان السبيل الى مرضاته نظرک
فيما عليك له يرضي كما عضا

بے شک اس کی رضا حاصل کرنے کی سبیل یہ ہے کہ آپ یہ نظر کریں، سوچ و فکر کریں کہ آپ کے اوپر اس کے کیا کیا فراہمیں ہیں۔ لہذا وہ ان امور میں الگ جائے، وہ ایسے تم سے راضی ہو گا جیسے وہ ناراض ہوا۔ (یعنی اطاعت شعار سے وہ خود بخود راضی ہو گا جیسے نافرمانی سے وہ ناراض ہوا)۔

امام تیہقی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ:

امام تیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس کی طرف نظر کرنے کی سبیل کی کیفیت اس کی رضا جوئی کی طرف سبیل کی کیفیت ہے۔ جبکہ اس جواب کے باوجود وہاں باقی ہے اور وہ سبیل جو اس نے اپنے بندوں کے لئے بیان فرمائی ہے اپنے دین میں سے وہ اس کی طرف جس کو چاہتا ہے ہدایت

دیتا ہے۔ وہ جو کچھ کرے اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، جبکہ سب لوگوں سے پوچھا جائے گا۔

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا اور ناراضگی

۸۷۳: ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیر نے، ان کو علی بن حمزا ذا عدل نے، ان کو حارث بن ابو سامہ نے، ان کو ابو عبد الرحمن مقری نے، ان کو حیۃ نے سالم بن غیلان سے، اس نے سما ابو لمعہ سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابو حیثم سے، وہ حضرت ابو سعید خدری سے، انہوں نے سنار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے:

بے شک اللہ عزوجل جس وقت کسی بندے سے رضا کی ہو جاتا ہے اس پر سات قسم کی خیر و گنگی کرو دیتا ہے، جس کو وہ نہیں جانتا اور جب کسی بندے سے ناراض ہوتا ہے اس پر سات قسم کے شر و گنگے کرو دیتا ہے، جس کو وہ نہیں جانتا۔
امام تیقین رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اپنی کتاب میں (لِمْ يَعْلَمُهُ) اس کو نہیں جانتا اور ابو عاصم نے حیۃ بن شریخ سے کہا ہے کہ (لِمْ يَغْفَلَهُ) وہ امور حسن کا اس نے عمل نہ کیا ہوا۔

ہر خیر کی بنیاد اللہ کا خوف ہے

۸۷۴: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین عفیف بن محمد بن شہید خطیب نے، ان کو محمد بن عبد اللہ حفید نے، ان کو ان کے دادا عباس بن حمزہ نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، کہتے ہیں کہ میں نے ابو سیمان سے سنا، وہ فرماتے تھے، دنیا اور آخرت کی ہرجیز کی اصل اور بنیاد اللہ کا خوف ہے اور آخرت کی بھی بھوکار ہنا ہے اور دنیا کی بھی پیٹھ بھرا ہونا ہے۔

۸۷۵: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو ابراہیم بن نصرہ نے، ان کو ابراہیم بن بشارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے سنا، وہ فرماتے تھے: عشق و محبت اور خواہش بلاک کرو دیتا ہے اور اللہ کا خوف شفاء دیتا ہے۔ یقین جانئے کہ جو چیز تیرے دل سے تیرے خواہش نفس کو دور کرتی ہے کہ جب تو اس ذات سے ذرے جس کو تو جانتا ہے کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔

گناہ سے بچانے کے لئے غبی آواز

۸۷۶: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشر ان نے، ان کو ابو العباس احمد بن ابراہیم بن علی نے مکہ میں، ان کو محمد بن جعفر خراطی نے، ان کو احمد بن جعفر نے، ان کو ابراہیم بن حسام مدائنی نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو فضیل نے روزین ابو المساء سے کہ ایک آدمی درختوں اور جھاڑیوں کے جنڈ میں داخل ہو گیا (خلوت محسوس کی تو کہنے لگا) اگر میں اس جگہ گناہ کرنے کے لئے میلہ کیا کروں تو مجھے کون دیکھے گا؟ (یعنی محفوظ جگہ ہے کوئی بھی نہیں دیکھ سکتا) اتنے میں اس نے ایک ایسی آواز سنی جس نے اس جنہیں کے طول و عرض کوہ هانپ لیا تھا۔ وہ یہ تھی:

الا يعلم من خلق وهو اللطيف الخبير (الملک ۱۰)

(خبردار) کیا بھلا و ذات جس نے پیدا کیا ہے وہ نہیں جانتا؟ (نہیں اسکی بہت نہیں ہے بلکہ) وہاں کیک نہیں ہے اور پوری طرح خردار ہے۔

۸۷۷: اخرجه أبو نعيم في الحلية (۳۷۰/۱) من طريق الحارث بن أبي اسامة، به وفي تاريخ أصفهان (۱۹۶/۲) من طريق محمد بن العباس عن أبي عاصم عن حيوة وأخرجه أحمد (۸۰/۳) عن أبي عبد الرحمن، به ومن طريق أبي عاصم عن حيوة، به (۳۰/۳)
وقال الهيثمي في المجمع (۱۰/۲۷۲، ۲۷۳) رواه أحمد وأبو يعلى إلا أنه قال تسعة اضعاف ورجالة ونحو على ضعف في بعضهم.
والحديث عن أبي بعلی في مستذه (۳۹۲/۲) من طريق عبد الله بن بزید عن حيوة، به.

ستاروں کو بنانے والا کہاں ہوگا؟

۸۷۸: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے۔ انہوں نے سا ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ سے، وہ کہتے تھے کہ مجھے بات بیان کی ابو بکر بن محمد بن حمدون بن خالد نے اور انہوں نے میرے لئے اپنے ساتھ سے لکھا کہ ہمیں بیان کی ہے عبد الکرم بن موئی بن رزق اللہ قاضی نے، ان کو اسمی نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا۔ میں نے دیکھا کہ ایک دیہاتی بھی طواف رہ رہا ہے۔ اس دیہاتی نے ایک دیہاتی کا واقعہ کر کیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تیرے اور اس کے درمیان جس سے تم مشق کرتے ہو کوئی لمبی مدت حائل ہے۔ بولا نہیں صرف ایک رات میں نے اس سے کچھ خواہش کی ہے۔ اس نے مجھ سے کہا کہ کیا تجھے شرم نہیں آتی؟ میں نے کہا کہ میں کس سے شرم کروں، ہمیں کوئی بھی نہیں دیکھے گا مگر ستارے۔ اس نے مجھ سے کہا، اچھا یہ بتاؤ ستارے بنانے والا کہاں ہوگا؟

ستاروں کو بنانے والا کہاں جائے گا؟

۸۷۹: مجھے خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابو الحسن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو محمد بن عبدہ نیسا پوری نے، ان کو عبد اللہ بن عبد الوہاب نے، ان کو عبد اللہ بن شہیب نے، ان کو بختی نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی ایک دیہاتی عورت سے ملا اور اس سے گناہ کرنے کی بات کی۔ اس نے انکار کیا اور بولی تیری ماں تجھے گم پائے، کیا تجھے کوئی ڈانٹنے والا نہیں ہے؟ کیا تجھے دین میں کوئی روکنے والا نہیں ہے؟ کہتا ہے کہ میں نے اس عورت سے کہا، اللہ کی قسم ہمیں کوئی نہیں دیکھے گا سوائے ستاروں کے۔ بولی کہ اچھا یہ بتاؤ کہ ستاروں کے بنانے والا کہاں جائے گا؟

ہلاکت کی چراغاں ہوں سے بچنا:

۸۸۰: ہمیں خبر دی ہے ابو سعید مالکی نے، کہتے ہیں کہ میں نے سا ابو الفتح عبد الرحمن بن احمد سے، کہتے ہیں کہ میں نے سا شیخ ابو عبد اللہ بن خفیف سے، کہتے ہیں کہ جب ابو العباس بن سرتیج فارس میں قاضی بن کر آیا، ہم لوگ ان کے پاس گئے اور ابو عبد اللہ نجراں نے ان سے پوچھا کہ ہلاکت کی چراغاں ہوں سے ہٹا کر چوہا چانے والی لٹھی کے ساتھ کب پتے جھاڑ کر اپنی بکریوں کو کھلاتا ہے؟ قاضی نے فرمایا اس وقت جب وہ جان لے کر اس پر کوئی رقبہ اور نگرانی بھی ہے۔ اس کے بعد قاضی نے کہا۔ شیخ یا ایک شریف عالم ہے، اس کے لئے ایک خاص نشت ہوئی چاہئے۔ جب تم چاہو میں تمہارے پاس حاضر ہو جایا کروں گا اور تمہارے ساتھ (اس موضوع پر) نما کر کیا کروں گا۔

رات کو جلدی اٹھنے والے منزل پر پہنچتے ہیں

۸۸۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو سعید عمرو بن محمد بن منصور نے، ان کو حسن بن فضل نے، ان کو ابو الحضر نے، ان کو عقیل شفیقی نے، ان کو زینید بن سنان نے، کہتے ہیں کہ میں نے سا بکیر سے، یعنی ابن فیروز سے، کہتے ہیں کہ میں نے سا حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چون خوف رکھتا ہے وہ رات کے آخری حصے میں سفر شروع کر دیتا ہے اور جو

(۸۸۲) اخرجه الفرمذی (۲۲۵۰) عن أبي بكر بن أبي النضر عن أبي النضر. به وقال الفرمذی حسن غريب لا تعرفه إلا من حدثت أبي النضر.

وآخرجه الحاكم في المستدرك (۳۰۷۰) ۲/۳ من طريق الحارث بن أبي إسامة عن أبي النضر هاشم بن القاسم. به ۰

وصححة الحاكم ووافقه الذهبي.

رات کو جلدی چلتا ہے منزل پر آ سانی تینچھی جاتا ہے۔ خبردار و ہوشیار اللہ کا سامان تجارت بہت مہرگا ہے۔ خبردار اللہ کا بسامان جنت ہے۔ اور تمیں دوسرے مقام پر اسی کی خبر دیتے اور فرمایا کہ یہ بودین سنان سے مردی ہے۔

اللہ سے ڈرنا اور تارک الدنیا ہونا

۸۸۲: ... یہیں خبر دی ہے ابو عید اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن احمد بن استاق نے، ان کو خبر دی ہے محمد بن یونس نے، ان کو ابراہیم بن نصر نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنائے فضیل بن عیاض سے، وہ کہتے ہیں کہ بندے کا اللہ سے ذرنا اس اندازے کے ساتھ ہوتا ہے جس قدر اس کو اللہ کا علم ہے اور بندے کا زبدہ اور دنیا سے بے رغبتی جنت کی طرف اس کے شوق کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔ جس قدر جنت کا شوق ہوگا اسی قدر دنیا سے بے رغبتی اور لالعنی ہوگی۔

خانقین، محبین، مشتاقین کی علامات

۸۸۳: ...بھیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حضرت بن محمد بن نصیر نے، ان کو ابراہیم بن نصر منصوری نے، ان کو ابراہیم بن بشار سونی نے، وہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم بن ادھم سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ حضرت داؤد طالیٰ کہتے تھے، خوف کی کچھ حرکات میں اور علمات میں جو خوف کرنے والوں میں پہچانی جاتی ہیں اور آپ ہم مقامات میں جو محبت کرنے والوں میں پہچانی جاتے ہیں اور آپ کچھ بے چیزیاں و بے آرامیاں ہیں جو مشتاق لوگوں میں پہچانی جاتی ہیں، اور کہاں ہیں یہ لوگ؟ یہیں وہ لوگ ہیں جو کامیاب ہیں۔

سری سقطی گا قول

۸۸۲) ہمیں خبر دی ہے ابو سید اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد نے، انہوں نے شا جنید بغدادی سے، انہوں نے سری سقطی سے، وہ فرماتے تھے دو چیز گائے اور گم ہو چکی ہے۔ پہلی ہے آرام کردئے والا اللہ کا خوف اور جگہ پاش پاش کرنے والا شوق۔

زوالنون بن ابراهیم کا قول

۸۸۵ ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن حسن بن علی فہری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن رشیق نے، ان کو زوال الغون بن احمد اسٹمی نے، ان کو جبید زوال العرش نے، ان کو ان کے بھائی زوال الغون بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ۔ فرض نماز خوف کی کنجی ہے اور نقی عبادت امید کے دروازے کی کنجی ہے اور وہ کنجی ذکر اللہ شوق کے دروازے کی کنجی ہے۔ خوف کے ساتھ فرغ کو نہیں پایا جاسکتا، لیکن ہر فرض کے ساتھ خوف کو پایا جاتا ہے اور امید کے ساتھ نفل حاصل نہیں ہوتی، لیکن نقی عبادت کے ساتھ امید حاصل ہو سکتی ہے۔ جو شخص اپنے دل اور زبان کو ذکر کے ساتھ مشغول رکھے اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اشتیاق کا نور بھر دیتے ہیں۔ یہ کائنات کا بہت بزرگ ایسا ہے۔ اس کو خوب سمجھ لیجئے اور اس کو اچھی طرح یاد رکھئے۔

ابراهیم بن شیبان کا قول

^{۸۸۲} ہمسر خجہ دی سے ابو عبد الرحمن سلیمانی نے، انہوں نے سنا ابو بکر رازی سے، کہتے ہیں کہ میں نے سا ابراہیم بن شیخان سے، وہ فرماتے

(٨٨٢) اخر جه ابورتعیم فی الحلیة (١١٠/٨) من طریق محمد بن زبیر عن الفضیل.

(٨٨٣) ... أخرجه أبو نعيم في الحلية (٤/٣٢٦) عن جعفر بن محمد بن نصير . به .

ہیں خوف خدا جب دل میں نہ کمانہ بنالیتا ہے تو اس میں موجود شہروں کی مقامات کو جلا دیتا ہے اور اس سے دنیا کی رغبت کو بھگا دیتا ہے اور زبان کو دنیا کے ذکر سے خاموش کر دیتا ہے۔

محمد بن نصر کا قول

۸۸۷:.....ہمیں خبر دی ہے ابو حفص عمر بن نصر بن محمد بن هشام المعروف بالشافعی جو کمل کے مجاورین میں سے تھے، ان کو هشام بن محمد بن قرہ نے، ان کو ابو بشر دولا بی نے، ان کو ابو محمد عبد اللہ بن ضئیں انصاری کی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سایوسف بن اسپاط سے، وہ کہتے تھے کہ میں نے

سماحمد بن نظر سے، وہ کہتے تھے: دنیا میں کوئی بھی عمل کرنے والا جب عمل کرتا ہے تو ان کے لئے آخرت میں اس کے درجات میں بھی کوئی عمل کرنے والا ضرور عمل کر رہا ہوتا ہے۔ جب یہ دنیا میں عمل کرنے سے رک جاتا ہے تو وہ بھی عمل کرنے سے رک جاتا ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے کہ تم کام نہیں کر رہے؟ وہ جواب میں کہتے ہیں کہ ہمارا سماحتی کھلی میں لگ گیا ہے۔

یوسف بن اسپاط نے کہا کہ مجھے تمہارے اوپر حیرانی ہے، خوف خدا کے باوجود آنکھ کیسے سوتی ہے؟ یا محاپے کے یقین کے ہوتے ہوئے دل غافل کیسی ہو سکتی ہے؟ جو شخص اللہ کے بندوں پر اللہ کے حقوق کے لازمی ہونے کو پیچا مانتا ہے، اس کی آنکھیں بھی بند نہیں ہو سکتیں، مگر انہی کو شش صرف کرنے کے بعد۔ اللہ نے دلوں کو ذکر کے مسکن بنایا ہے، مگر وہ شہوات کے مسکن بن چکے ہیں اور شہوات ولذات دلوں کو خراب کرنے والے ہیں اور مال کا غیار ہیں۔ دلوں سے شہوات کو کوئی بھی چیز نہیں مناسکتی، مگر بے چین کردینے والا خوف خدا اور جگر کو چیز دینے والا شوق۔

ہارون رشید کا قول

۸۸۸:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوصالح محمد بن محمد بن عیلی عارض مروزی نے، ان کو ابو عبد اللہ حسین بن عبد اللہ بن خطیب بغدادی نے، ان کو ابراہیم بن سعید نے، کہتے ہیں کہ مجھے ماوون نے کہا اے ابراہیم، مجھے خلیفہ ہارون رشید نے کہا ہے کہ میری آنکھوں نے فضیل بن عیاض جیسے شخص کو کبھی نہیں دیکھا۔ انہوں نے مجھ سے کہا تھا، جب میں ان سے ملت گیا ہوا تھا، اے امیر المؤمنین اپنے دل کو خوف خدا اور آخرت کے غم کے لئے خالی کر لجھنے تاکہ وہ دل میں نہ کمانہ بنائیں۔ لہذا وہ مجھے اللہ کی نافرمانی سے رُک دیں گے اور مجھے جہنم کے عذاب سے دور کر دیں گے۔

محمد بن عاصم انصاری کی کا قول

۸۸۹:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، انہوں نے سنانصر آبادی سے، انہوں نے علی بن عبد الرحمن سے، ان سے کہا محمد بن عاصم انصاری نے، خوف خدا کی کمی دل میں حزن و غم کی کمی سے ہوتی ہے اور جس وقت دل میں حزن کم ہو جاتا ہے تو دل ویران ہو جاتا ہے، جیسے گھر اس وقت دیران ہو جاتا ہے جب اس میں کوئی سکونت نہ رکھے۔

(۸۸۶).....آخرجه المصنف من طریق السلمی فی طبقات الصوفیة (ص ۳۰۲)

(۸۸۷).....آخرجه أبو نعیم فی الحلۃ (۲۲۱/۸) من طریق عبد اللہ بن حبیق. بدون کلام یوسف به اسپاط

(۱).....فی المختصر ص ۹۱ بعد قوله (النار) اللهم اقطعنا عن معاصيك وباعدنا من نارك المرقدة

حضرت مالک بن دینار کا قول

۸۹۰: ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر زیادی نے، ان کو ابو عثمان عمرہ بن عبد اللہ بصری نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، انہوں نے سائل بن عثام سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار نے کہا کہ کہا جاتا ہے کہ دل جب محروم نہ ہو تو ویران ہو جاتا ہے، جیسے کہ جب اس میں سکونت نہ ہو تو ویران ہو جاتا ہے۔

۸۹۱: اسی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا تھا۔ حزن غم عمل صالح کو بار آور کرتا ہے اور اس بارے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت بھی ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

۸۹۲: ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فرقہ نے اور ابو عبد اللہ حافظ نے، فرماتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عوف بن سفیان حفصی طائی نے، ان کو ابو المغیر عبد القدوس بن جاج نے، ان کو بکر بن ابو مریم نے، ان کو پصرہ بن حبیب نے، ان کو حضرت ابو رواع رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان الله يحب كل قلب حزين
الله تعالى هر مغموم دل كمحبوب ركته ہیں۔

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم

۸۹۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن حسن بن ایوب نے، ان کو ابو حاتم رازی نے، ان کو معاویہ بن صالح نے، ان کو پصرہ بن حبیب نے، ان کو حضرت ابو رواع رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ ہر ٹمکن دل کو پسند فرماتے ہیں اور یہ اسناد زیادہ صحیح ہے۔

عبد اللہ بن مبارک کا قول

۸۹۴: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو محمد بن منذر نے، ان کو موسیٰ بن عمر نے، انہوں نے ساحیں سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک نے فرمایا: انسان کے لئے سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس کی کوتاہی جانتا ہے، اس کے باوجود نتواس کی تلبی کرتا ہے اور نہ اس پر افسوس کرتا ہے اور ٹمکنی ہوتا ہے۔

شقیق بلخی کا قول

۸۹۵: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، کہتے ہیں کہ میں نے ساہے سعید بن احمد بن بلخی سے وہ فرماتے ہیں انہوں نے اپنی والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ساہ محمد بن عبید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ساہ پنے ماں علی محمد بن لیث سے، انہوں نے حاد الفاف سے، انہوں نے حاتم

(۸۹۰) اخرجه السلمی فی عیوب النفس (۲۳) وابونعیم فی الحلیة (۳۶۰/۲)

(۸۹۲) اخرجه الحاکم فی المستدرک (۱۵/۳) بنفس الإسناد وصحیحه الحاکم وتعقبه النھی بقوله: مع ضعف ابی بکر منقطع

والحدیث فی الحلیة (۹۰/۱) من طریق ابی المغیرة، به.

(۱) ... یاتی برقم (۱۲۷۳): عبد الله بدلاً بن عبید.

اہم سے، انہوں نے شفیق سے، وہ کہتے ہیں کہ بندے کے لئے آخرت کے غم اور خوف خدا سے بہتر ساتھی کوئی نہیں ہے۔ غم گزشتہ گناہوں پر اور خوف اس پر کاس کوئی نہیں معلوم کر اس پر کیا مصیبت آئے گی۔

حضرت سہل کا قول

۸۹۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن نے، انہوں نے سانحہ بن حسن ختاب بغدادی سے، انہوں نے سانجھر بن محمد سے، انہوں نے سانجیری سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سا سہل سے، وہ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص خوف کی حقیقت کوئی نہیں پہنچ سکتا، یہاں تک کہ اس میں اللہ کے علم کے موقع جان لے اور اس پر غم کرے۔

علامہ شبیلی اور جنید بغدادی کا واقعہ

۸۹۷: ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو زکریا بن الحنفی مزکی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے دوست ابو جعفر بن محمد صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت جنید بغدادی کے پاس بیٹھا تھا تو علامہ شبیلی تشریف لائے۔ حضرت جنید بغدادی نے کہا: جس شخص کی فکر اللہ بن جائے اس کا حزن و غم طویل ہو جاتا ہے۔

حضرت شبیلی نے کہا: نہیں اے ابو القاسم، بلکہ جس شخص کی فکر اللہ بن جائے اس کا حزن ملاں ختم ہو جاتا ہے۔

دونوں بزرگوں کے قول پر امام یہعنی کامحا کہہ

امام یہعنی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

۱۔ حضرت جنید کا قول ذکر دریا پر محول ہے اور حضرت شبیلی کا قول آخرت پر محول ہے۔

۲۔ حضرت جنید کا قول اس کے حزن پر محول ہے جس وقت اپنے نفس سے اللہ کے واجبات و قائم کرنے میں کوتاہی دیکھے اور حضرت شبیلی کا قول محول ہے اس سرور پر اور خوشی پر، اس توفیق پر جو اسے فی الوقت عطا ہوئی ہے۔ یہاں تک کہ اس نے فکر کو ایک ہی فکر بردا دیا ہے۔

استاذ ابو سہل صعلوک کا قول

۸۹۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، کہتے ہیں کہ استاذ ابو سہل صعلوکی سے آیت کے بارے میں پوچھا گیا تھا:

فیذالک فلیفر حوا (یونس ۵۸)

اسی کے ساتھ خوش ہونا چاہئے۔

(سائل نے فرمایا کہ) جو شخص محفوظ نہ ہو ماون نہ ہو وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے؟ (دوسرے لفظوں میں یہ کہ جو غیر محفوظ ہو، یعنی خطرے میں وہ وہ کیسے خوش ہو سکتا ہے؟) ابو سہل نے جواب دیا کہ جس وقت فضل کی طرف دیکھتا ہے تو خوش ہوتا ہے اور جس وقت لوٹتا ہے غمکن ہوتا ہے، یہاں تک کہ ایک وقت میں غمکن ہوتا ہے اور دوسرے میں سرور ہوتا ہے، یہی حال خوف اور امید کا ہوتا ہے۔

۸۹۹: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحسین احمد بن اسما میلی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، انہوں نے سانبوسلیمان دارانی سے، وہ فرماتے ہیں:

اللہ نے ان کا اکرام اور ان کی تذلیل ان کو پیدا کرنے سے پہلے کر لی ہے اور ان کو جنت اور جہنم میں سکونت بھی کرادی ہے ان کو اپنی طاعت کی

تو فتن دینے سے بھی پہلے۔ اور ان کو اپنی معصیت میں بھی جلا کر لیا ہے۔ یہ بطور عدل کے اور اپنے دوستوں پر قبضل و عنایت کے ہے۔ بس اس کریم کی پاکی ہے، وہ کتنی کرسم ہے۔ حیرانی ہے اس شخص پر جو اس کو پالیتا ہے۔ کیسے اس کو چھوڑ دیتا ہے؟ اور حیرانی ہے اس شخص پر جو اس کو نہیں پاسکتا، کیسے اس کو طلب نہیں کرتا ہے۔ پھر فرمایا کہ:

باطل ہواں سے چلتے ہیں اور بندے تو فتن ملنے سے ٹمکن ہو سکتے ہیں اور تو فتن قربت کے اندازے کے مطابق ہوتی ہے۔

۹۰۰: ... تہمیں خبر دی ہے ابو الحسن علی بن محمد محمر جانی نے، ان کو محمد بن یوسف نے، ان کو احمد بن عثمان نے، ان کو احمد بن ابراہیم نے، ان کو ابو الحسن بشیر بن سالم نے، ان کو مسرع نے، ان کو مکیر نے، ان کو ابرائیم نے فرمایا جو شخص نہیں ہوتا اس کے لئے یہی مناسب ہے کہ وہ خوف رکھے اس بات کا کہیں وہاں جنت میں سے نہ ہواں لئے کہاں جنت کہیں گے:

الحمد لله الذي اذهب عنا العزن (فاتحہ ۳۲)

اس اللہ کا شکر ہے جس نے ہم سے حزن و غم دور کر دیا۔

اور جو شخص نہیں ذرتا اسکو چاہئے کہ وہ خوف کرے کہیں وہاں جنت ہی سے نہ ہواں لئے کہ وہ لوگ قیامت میں کہیں گے:

انا كنابل في اهلنا مشفقين (الطور ۲۶)

بے شک ہم اپنے اہل میں ذریتے رہتے تھے۔

ان کو دیگر لوگوں نے احمد بن ابراہیم سے روایت کیا ہے۔ بشر بن مسلم نے کہا ہے کہ ابراہیم تھی سے مردی ہے۔

حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول:

۹۰۱: ... تہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشیر ان نے، ان کو ابو الحسین بن اسحاق بن احمد کاذبی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد الصمد نے، ان کو عبد اللہ بن مکرنے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے سنایا فرماتے ہیں کہ:

السابقون السابقون أولى المقربون (الواقف، ۱۰)

ساخت کرنے والے وہی مقرب لوگ ہیں۔

فرمایا: مقربوں گذر گئے ہیں، مبارک ہوان کے لئے، لیکن اے اللہ تھمیں دامیں ہاتھ والوں میں ہوادے۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ اس آیت پر پہنچے:

ان جهنم کانت مرصاداً (البناء ۲۱)

بے شک جهنم گھات لگائے ہوئے ہے۔

اس آیت کی تشریح کرتے ہوئے انہوں نے فرمایا: خبردار اور واڑے پر جو کیدار اور محافظ موجود ہیں جو شخص پا سپورت لے کر آئے گا۔ یعنی راہداری لائے گا گذر جائے اور جو نہیں لائے گا قید کر دیا جائے گا۔

فتح موصیٰ کا واقعہ

۹۰۲: ... تہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن ابراہیم ہروی نے هرات میں، ان کو حسن بن سفیان نے، ان

(۸۹۹) آخرجه آبورنعم فی الحلیة (۹/۲۵۷) میں طریق احمد بن لمی الحواری، به مختصرًا

(۹۰۰) عزاء السیوطی فی الدر (۵/۲۵۳) الی ابن لمی حاتم

کو ابو بکر مصلی نے، ان کو ابو بکر مصلی نے، وہ کہتے ہیں: فتح موصیٰ عید قربانی کے دن عیدگاہ کی طرف کلا۔ اس نے اگر کی خوشبوی طرف دیکھا۔ اس کے بعد اپنا سراپا اور اٹھلیا اور گویا ہوئے۔ الہی قرب حاصل کرنے والے قربانیاں کر کے تیراقرب حاصل کر رہے ہیں۔ میں اے میرے محبوب اپنے حزن و غم کے ساتھ تیراقرب حاصل کرتا ہوں۔ یہی کچھ کہا اس کے بعد گر کر بے ہوش ہو گیا۔ جب ہوش میں آیا تو گویا ہوا کہ آپ کب تک اپنے دروازے سے مجھے لوٹاتے تھیں گے کہ میں دنیا کی گلیوں میں غلکین پھر تار ہوں گا۔

۹۰۳: ہمیں خبر دی ہے ابو سعد ملتی نے، ان کو ابو بکر محمد بن احمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن یوسف بن عبد اللہ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سا ابوثابت خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سا ابو ایم بن موئی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح موصیٰ عید قربان کے دن دیکھا، اس نے اگر کی خوشبو سوٹھی اور ایک گلی میں داخل ہو گئے۔ میں نے سنا کہ وہ یوں کہر ہے تھے۔ تیراقرب حاصل کرنے والے قربانیاں کر کے قرب حاصل کر رہے ہیں اور میں نے اپنے لمبے حزن و غم کے ساتھ اے میرے محبوب تیرے قرب ہوتا ہوں۔ آپ مجھے کب تک چھوڑے رکھیں گے کہ میں دنیا کی گلیوں میں غلکین بھکتا رہوں گا۔ یہ کہا اور اس کے بعد اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اخھائے گئے۔ ہم نے اسے تین دن کے بعد دفن کیا۔

بی بی سلامہ عابدہ کا واقعہ

۹۰۴: ہمیں خبر دی ہے ابو منصور و امغافلی نے جو بہق میں آئے ہوئے تھے۔ ان کو ابو بکر اسماعیلی، نے ان کو محمد بن احمد بن حکیم نے جرجان میں، ان کو ابو ایم بن جنید نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو شعیب بن محرز نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بی بی سلامہ عابدہ نے بات بیان کی کہ بی بی عبیدہ بنت الوکلاب چالیس برس تک کہا گیا کہ آپ کی بیانی چلی گئی۔ اس سے کہا گیا کہ آپ کیا چاہتی ہیں، بولیں کہ موت چاہتی ہوں۔ پوچھا گیا کہ وہ کیوں؟ بولیں اس لئے کہ روز جب صبح ہوتی ہے تو مجھے یہ زرگات ہے کہ کہیں آج مجھے سے کوئی ایسا گناہ نہ ہو جائے جس سے میرے لئے آخرت میں میری بلاکت اور تباہی ہو جائے۔

یزید بن مرشد کی آنکھوں کا آنسوؤں سے تر رہنا

۹۰۵: ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو علی بن احمد نے، ان کو ابو طالب نے، ان کو حمدیہ بن عبد الوهاب نے، ان کو ولید بن مسلم نے، ان کو عبد الرحمن بن یزید بن جابر نے، کہتے ہیں کہ میں نے یزید بن مرشد سے کہا: کیا بات ہے میں دیکھتا ہوں کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ آنسوؤں سے تر رہتی ہیں۔ کبھی آپ کے آنسو خلک نہیں ہوتی۔ آپ کا کیا سوال ہے؟ شاید کہ اللہ تعالیٰ (میری وجہ سے آپ کو کوئی) فائدہ دے۔ (اس نے جواب دیا) کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ہمکی دی ہے کہ اگر میں اس کی نافرمانی کروں گا تو وہ مجھے جہنم میں قید کر دے گا اور اللہ کی قسم اگر وہ مجھے یہ ہمکی دیتا کہ مجھے حام میں قید کروے تو بھی میں اسی قابل تھا کہ میرے آنسو خلک نہ ہوں۔ میں نے کہا کہ بھی کیفیت تیری خلوتوں میں بھی ہوتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم حالت کچھ ایسی ہے کہ ہمارے سامنے کھانے کا پالا رکھا جاتا ہے اور میرے اوپر بھی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔ لہذا میں رونے پڑنے جاتا ہے اور میرے گھروالے بھی روتے ہیں۔ ہمارے بچے بھی روتے ہیں اور وہ نہیں جانتے ہوتے کہ کس چیز نے ہمیں رلایا ہے۔ اللہ کی قسم میں اپنے اہل میں ٹھہرا ہوں کہ مجھ پر بھی کیفیت طاری ہوتی ہے۔ لہذا وہ میرے درمیان اور

میرے ارادے کے درمیان حائل ہو جاتی ہے۔ لہذا امیری گھروالی مجھ سے کہتی ہے اے میری ہلاکت، آپ کو کیا طویل غم لگ گیا۔ میری تو آپ کے ساتھ آنکھ خندی نہیں رہ سکتی۔

(۹۰۶)..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن حضرت نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبد اللہ بن سعید نے، ان کو ولید بن مسلم نے، پھر اس کو اس کی اساتذہ کے ساتھ ذکر کیا ہے اور اس کا معنی بھی ذکر کیا ہے۔

(۹۰۷)..... ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم حنفی نے، ان کو علی بن محمد بن زبیر نے، ان کو حسن بن عفان نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو محمد بن عاصم مولیٰ عثمان بن عفان نے، ان کو حوشب بن مسلم حنفی نے، ان کو حسن بصری نے کہ ان کے سامنے کھانے کے وقت موت کا تذکرہ کرنا پسند کرتے تھے۔

(۹۰۸)..... ہمیں خبر دی ہے سید ابو الحسین محمد بن حسن علوی نے، ان کو ابو الفضل محمد بن احمد سیمی نے، ان کو عبد اللہ بن محمود نے، ان کو محمد بن عبد اللہ بن قہزادے نے، فرماتے ہیں: حفص بن حمید نے کہا کہ میں نے حکیم بن علی کو دیکھا، وہ مسجد میں پاگل کی طرح گھوم رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ پچاؤ پچاؤ، مجھے آگ سے پچاؤ اور خوف سے اس کی گردن کی رگیں کاپ رہی تھیں۔ یہاں تک کہ اس کو دیکھ کر مجھے بھی رو دن آ گیا۔

سری سقطی کا قول

(۹۰۹)..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے اس چیز کے بارے میں جو اس نے سری سقطی سے حکامت کی ہے کہ انہوں نے کہا خوف تین وجہ سے ہوتا ہے:

①..... دین میں خوف یہ تو عام لوگوں میں موجود ہوتا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ اللہ سے ذرنا واجب ہے۔

②..... وہ خوف جو قرآن کی تلاوت کے وقت پیش آتا ہے اور واقعات پڑھ کر یہ تورت ہے جیسی عورتوں میں رفت ہے۔ اس کا بھی ثبوت ہے۔

③..... اور خوف ہے بے چین بے آرام کر دینے والا اور اضطراب پیدا کرنے والا جو قلب و بدن میں مخلل ہو جاتا ہے اور نیند کو ختم کر دیتا ہے اور کھانے کی خواہش کو ختم کر دیا ہے اور خوف کرنے والا یہ خوف نہیں بلکہ اور اس کو سکون نہیں آتا اس وقت تک کہ اس چیز سے اس نہ ہو جائے جس چیز سے خوف کھاتا ہے۔

ریبعی بن حراش کا نہ ہنسنے کی قسم کھانا

(۹۱۰)..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسین بن صفووان نے، ان کو عبد اللہ بن محمد ابو الدینیا نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عون نے، ان کو بکر بن محمد عابد نے، ان کو حارث غنوی نے، کہتے ہیں کہ ریبعی بن حراش نے قسم کھائی تھی کہ اس کے دانتوں سے کبھی ہنسنا طاہر نہیں ہوگا اس وقت تک جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ اس کا شکانہ کیا ہے۔ پھر وہ نہ فتنے گر موت کے بعد اور اس کے بھائی ربی نے اس کے مرنے کے بعد قسم اٹھائی کہ وہ اس وقت تک نہیں فتنے گا جب تک وہ یہ نہ جان لے کہ کیا وہ جنت میں جائے گا یا جہنم میں۔

حارث غنوی نے کہا کہ مجھے ربی کو عسل دینے والے نے بتایا کہ وہ برادر اپنے تختے پر مسکراتے رہے جس وقت ہم اس کو عسل دے رہے تھے

(۹۰۷)..... حوشب بن بشر الحنفی ہو: أبو بشر، صدوق کما بالتفرب.

(۹۰۸)..... حفص بن حمید هو المروزی العابد صدوق کما بالتفرب روی عنہ محمد بن عبد اللہ بن قہزاد.

(۹۱۰)..... آخر جملہ اہن الی الدینا فی (من عاش بعد الموت) رقم ۱۲ و من طریقہ الخطیب (۳۳۲/۸) عن محمد بن الحسین، به.

ہمارے فارغ ہونے تک۔

۹۱۱: ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو سعد زاہد نے، ان کو ابو الحسین عبد الوہاب بن حسن نے دمشق میں، ان کو احمد بن حسین قرآنے، ان کو مول بن مخاہب نے، ان کو یوسار بن حاتم نے، ان کو معفر بن سلیمان نے، ان کو معلق بن زیاد نے، ان کو حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ غریبان رقاشی نے کہا تھا:

مجھ پر اللہ کی حسم ہے کہ مجھے کوئی شخص بنتا نہیں دیکھے گا اس وقت تک جب تک کہ میں جان لوں کے دو گھروں میں سے میرا گھر کو نہیں ہے۔
(جنت یا جہنم)

حسن بصری نے کہا کہ اس شخص نے عزم کیا، پھر اللہ کی حسم وہ کسی بنتا نظر نہیں آیا، یہاں تک کہ وہ اللہ کو مل گیا۔

۹۱۲: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن حضرت نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابو نعیمان نے، ان کو محمدی نے، ان کو غیلان نے، ان کو مطرف نے، کہتے ہیں کہ:

اگر کوئی آنے والا میرے رب کی طرف سے آجائے اور وہ مجھے اختیار دے کہ تم مٹی ہو جانا پسند کرو گے یا اپنے جنتی یا جہنمی ہونے کی خبر لینا پسند کرو گے؟ تو میں اس بات کو ترجیح دوں گا کہ مٹی ہو جاؤں۔ یہیں رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا (کہ سند میں مطرف کا نام آیا ہے) یہ مطرف وہی عبداللہ بن شیخ ہے۔

اسرافیل علیہ السلام کا نہ ہنسنا

۹۱۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ نے، دونوں کو خبر دی ہے عباس بن یعقوب نے، ان کو ریق بن سلیمان نے، ان کو عبد اللہ بن وحباب نے، ان کو سلیمان بن بلاں نے، ان کو عمر نے، ان کو مطلب نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا:

اے جبرائیل! کیا بات ہے کہ میں اسرافیل کو کسی بنتے نہیں دیکھتا؟ اس کے علاوہ جتنے فرشتے ہیں رے پاس آئے میں نے ان سب کو بنتے ہو دیکھا ہے۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ جب سے جہنم تی ہے، ہم نے اس فرشتے کو بنتے ہوئے کسی نہیں دیکھا۔

فرشتون کا اللہ کے خوف سے کانپنا

۹۱۴: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد اللہ نے، ان کو احمد بن عبد صفار نے، ان کو محمد بن فرج ارزق نے، ان کو کسی نے، ان کو عباد نے، کہتے ہیں کہ میں نے اپنے غلام ارطاة سے سنا ہے، وہ ماذن کے منبر پر تھا اور وہ یہ حدیث بیان کر رہا تھا کہ ایک آدمی سے اس نے اس آدمی کا نام لیا

(۹۱۲) اخرجه ابن نعیم فی الحلبة (۱۹۹/۲) وعبدالله بن احمد فی زوائد الرہد (ص ۱۹۳ /دار الفکر الجامعی) (من طریق مهدی بن میمون، به).

تبیہ: فی الحلبة (غیلان بن میمون) وہ خطأ والصحیح (غیلان بن جربی)

(۹۱۳) عزاء السیوطی فی الحجاتک (رقم ۷) بالي المصطف فقط.

(۹۱۴) عزاء السیوطی فی الحجاتک (رقم ۲۲) بالي الشیخ والمصنف والخطب وابن عساکر من طریق عباد بن منصور عن عدی بن ارطاة عن رجل من الصحابة سماه قال عباد فنسبت اسمه عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

آخرجه الخطیب (۱۲ / ۳۰) من طریق روح بن عبادة عن عباد، به.

تحاگر میں نام بھول گیا ہوں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ علیہ وسلم کے کچھ ایسے فرشتے ہیں کہ اللہ کے ذر سے جن کے دل کا پنچت رہتے ہیں۔ جس فرشتے کی آنکھ سے آنسوؤں کا کوئی قطرہ گرتا ہے تو وہ قطرہ کسی ایسے فرشتے پر ہی گرتا ہے جو کھڑا ابواللہ کی تسبیح کر رہا ہو۔ (یعنی اتنی کثرت سے فرشتے اللہ کی تسبیح میں مصروف ہیں) ۲

حضرت جبرایل علیہ السلام کارونا

۹۱۵:..... ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابو بکر عبد اللہ بن سعید طلاق نے کوفہ میں، ان کو حسین بن جعفر نے، ان کو عبد اللہ بن ابو زیاد نے، ان سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن الجیلانی نے، ان کو ابو عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ جبرایل علیہ السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور وہ رورہ تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا آپ کیوں رو رہے ہیں؟ فرمایا کہ میری آنکھ میں خشک نہیں ہوئی جب سے اللہ نے جہنم پیدا کی ہے، اس خوف سے کہ کہیں میں اللہ کی نافرمانی کروں اور وہ مجھے جہنم میں ڈال دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت نرم دل تھے

۹۱۶:..... ہمیں خبر دی ابو القاسم عبد الرحمن بن عبد اللہ بن محمد رفیع نے، ان کو ابو الحسن بن محمد بن زیر کوئی نے، ان کو حسن بن عفان نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو جعفر بن سلیمان ضعیی نے، ان کو ابو عمران جوئی نے، ان کو عبد اللہ بن رباح انصاری نے، ان کو کعب نے کہ ان ابراہیم لاواہ کا برائیم علیہ السلام اواہ تھے۔ فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام جب جہنم کا تذکرہ کرتے تو یوں کہتے اوہ..... آہ (گویا کہ ان کی آئیں نکتی تھیں) اس لئے داواہ یعنی آہیں بھرنے والا کہا تھے۔

قرآن کی آیت پڑھ کر ایک صحابی کا بے ہوش ہونا

۹۱۷:..... ہمیں خبر دی ابوسعید الیمنی نے، ان کو ابو احمد عدی نے، ان کو احمد بن حسین کرخی نے، ان کو حسین بن شبیب نے، ان کو ابو یوسف نے، ان کو تجزہ زیارات نے، ان کو تمران بن اعین نے، ان کو ابو حرب بن اسود نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدی سے سنا وہ پڑھ رہا تھا: ان لم يداينا انك لا أوجحيمما وطعاماً ذاتها (امریل ۱۳-۱۴)

بے شک ہمارے پاس سزا میں اور جہنم ہے اور حلق میں بھنس جانے والا کھانا ہے۔

یہ پڑھا اور وہ شخص بے ہوش گیا۔

ابو الحمد نے کہا اس کو ابو یوسف کے سوانی حمزہ سے انہوں نے تمران سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ اس اسناد میں ابو حرب کا ذکر نہیں۔ امام بن ہبیق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ حدیث مرسل ہے۔

۹۱۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن بشران نے، ان کو ابو الحسن اخْلَقَ بن احمد کارذی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حبیل نے، ان کو ان کے

(۹۱۵)..... عزاء السبوطي في الجانك (رقم ۲۷) إلى احمد في الزهد عن أبي عمران الجوني.

(۹۱۶)..... عزاء السبوطي في الدر (۲۸۵/۳) إلى عبد الله بن احمد في زوائد الزهد و ابن حبير و ابن المنذر و ابن أبي حاتم وأبو الشیخ والمصنف عن كعب رضي الله عنه.

آخرجه احمد في الزهد (ص ۱۱۲ / دار الفکر الجامعي) عن عبد الصمد عن جعفر. به.

والحدیث ليس من زوائد عبد الله على الزهد كما قال السبوطي.

(۹۱۷)..... عزاء السبوطي في الدر (۲۷۹/۲) إلى احمد في الزهد وهناد وعبد بن حميد ومحمد بن نصر عن حمران.

والد نے، ان کو موئی بن حلال عبدی نے، ان کو بشر بن مصویر نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عطاء بن عبدی سلمی کے لئے صبح سردیوں میں آگ جلا دیا کرتا تھا۔ میں نے ان سے کہا اے عطا کیا آپ کو وہ کچھ خوشی دے گا اگر آپ کو یہ حکم مل جائے کہ آپ اپنے آپ کو اس آگ میں جھونک دیں، لہذا آپ حساب و کتاب کے لئے نہیں اٹھائے جائیں گے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا ہاں رب کعبہ کی قسم۔ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے کہا اللہ کی قسم اس کے ساتھ ساتھ اگر مجھے یہ حکم دیا جائے تو مجھے اس بات کا خوف ہے کہ خوشی سے کہیں اس آگ تک پہنچنے سے قبل ہی میری روح نہ نکل جائے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۱۹:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد المخافظ نے ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، کہتے ہیں کہ میں نے سنا جنید بن محمد سے، کہتے تھے کہ میں نے سری سقطی سے، وہ کہتے تھے کہ میں روزانہ بار بار اپنی ناک کو دیکھتا ہوں، اس خوف کے مارے کہ کہیں میرا پھرہ سیاہ نہ ہو جائے۔

سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۲۰:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد بن نصیر نے، ان کو جنید بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری سقطی سے نا، وہ کہتے تھے کہ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میری جب موت آئے تو ایسی جگہ آئے جہاں مجھے کوئی نہ پہچانے کہ میں کون ہوں۔ ان سے پوچھا لیا کہ ایسا کیوں ہے اے ابو حسن؟ فرمایا اس لئے کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں میری قبر نے اگر مجھے قبول نہ کیا تو میں رسوا ہو جاؤں گا۔

عطاء سلمی کا واقعہ

۹۲۱:.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو عاصی بن احتمال کا رزی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حبیل نے ان کو جعفر بن محمد بن فضیل نے جو اہل راس اہمیں میں سے تھے۔ ان کو محمد بن کثیر ضعافی نے، ان کو ابراہیم بن ادھم نے، وہ کہتے ہیں کہ عطاء سلمی کی یہ حالت تھی کہ وہ جب رات کو جا گئے تو گھبراہست کے مارے اپنے اعضا پر ہاتھ مارتے، یہ دیکھنے کے لئے اور یہ خوف کرتے ہوئے کہ کہیں میری شکل نہ مگرگی ہو۔

۹۲۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو حسن بن عمر نے، ان کو بشر بن حارث نے، کہتے ہیں کہ اویں قرنی نے کہا تھا۔ یہ امر تھے نہیں چھوٹنا چاہئے کہ آپ ایسے ہو جائے گویا کہ اپنے تمام لوگوں کو قتل کیا ہوا ہے۔ (یعنی ہر وقت یہ خوف رہنا چاہئے کہ زندگی میں معلوم میری مغفرت ہو گی ہی یا نہیں؟)

۹۲۳:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس سیاری نے، ان کو عبد اللہ بن علی غزال نے، ان کو علی بن حسن بن شقیق نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو زید بن زید بکری نے، وہ کہتے ہیں کہ اویں قرنی نے فرمایا کہ: اللہ کی امریں پسینہ پسینہ ہو جائے گویا کہ تم نے تمام لوگوں کو قتل کر دیا ہے۔

(۹۱۸).....آخر جه آبونعیم فی الحلیة (۲۱۲/۶) عن احمد بن جعفر بن حمدان عن عبد الله بن أحمد بن حبیل. به.

(۹۱۹).....آخر جه آبونعیم فی الحلیة (۱۱۶/۱۰) عن جعفر بن محمد بن نصیر. به.

(۹۲۰).....آخر جه آبونعیم فی الحلیة (۱۱۶/۱۰) عن جعفر بن محمد بن نصیر. به.

(۹۲۱).....آخر جه آبونعیم فی الحلیة (۲۲۲/۶) من طریق خزیمة بن زرعة عن محمد بن کثیر. به بحروف۔

اویس قرنی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۲۳: اور اسی اساد کے ساتھ ہمیں خبر دی ہے عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو غیان اثری نے کہ اویس قرنی کی ایک چادر تھی جب بینتے تو زمیں پر بچھا لیتے اور دعا کرتے تھے: اے اللہ بے شک میں تیری بارگاہ میں مغفرت پیش کرتا ہوں بھوکے گھر سے اور سنگے جسم سے۔ حالت یہ ہے کہ میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے، مگر صرف وہی کچھ ہے جو کچھ میری پیشہ پر ہے اور جو کچھ میرے پیشہ میں ہے۔

حضرت مالک بن دینار کا واقعہ

۹۲۴: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن محمد بن عبد الرحمن بن محمود بن محبور وہاں نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عبد الملک بن احمد و قالق نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے، ان کو سیجی بن ابو بکر بریر نے، ان کو عباد بن ولید قرشی نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک بن دینار نے فرمایا: اگر اس بات کا ذرہ ہوتا کہ لوگ مجھے مجنون کہیں گے کہ مالک کو جنون ہو گیا ہے تو میں ثاث پہن لیتا اور اپنے سر میں را کھڑا کر لوگوں کو پکار پکار کر کہتا کہ جو شخص میرا خشد کیجھے وہ اپنے رب کی نافرمانی نہ کرے۔

۹۲۵: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں کہ میں نے سا اساعیل بن محمد بن فضل بن شعرانی سے، کہتے تھے کہ انہوں نے اپنے دادا سے سنا، انہوں نے صلت بن مسعود سے، وہ کہتے تھے کہ صلت بن صالح بن حی ایک دن میرے گھر سے نکلے، ان کی ایک مذہی پر نظر پڑی جواز رہی تھی۔ بولے:

یخر جون من الاجداد کانهم جراد منتشر (القرآن)

لوگ قیامت میں اپنی قبروں سے ایسے انکلیں کے جیسے کہ وہ بکھری ہوئی مذہیاں ہیں۔

یہ پڑھا اور گر کر بے ہوش ہو گئے۔ (اس نے کہ حشر کا منظر سامنے آ گیا۔)

مشہور عابدہ رابعہ بصریہ کا واقعہ

۹۲۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خلف بن محمد بنخاری نے، ان کو نصر بن زکریا امروزی نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، کہتے ہیں کہ انہوں نے رابعہ بصریہ سے سنا کہہ رہی تھیں کہ میں جب بھی برف دیکھتی ہوں تو مجھے قیامت کے دن اعمال ناموں کا اذت پھر نایاد آ جاتا ہے اور جب میں مذہی کو دیکھتی ہوں تو مجھے میدان حشر یاد آ جاتا ہے اور میں جب بھی اذ ان سختی ہوں تو مجھے قیامت کی منادی کرنے والا یاد آ جاتا ہے۔ فرماتی ہیں کہ میں اپنے نفس سے کہتی ہوں کہ دنیا میں گرنے والے پرندے کی طرح ہو جائے، یہاں تک کہ تیرے پاس اس کی تقاضا آ جائے۔

عبد العزیز بن سلمان کا واقعہ

۹۲۷: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ بن امیر قرشی نے سا وہ میں، ان کو ابو العباس احمد بن محمد بن مسروق نے، ان

(۹۲۵) اخرجه ابن نعیم فی الحلیۃ (۳/۱۷) من طریق محمد بن الحارث عن یحییٰ بن ابی بکر، به۔

(۹۲۶) اخرجه المصنف فی الزهد (۵۳۰) والاسناد فی الزهد خطاط فلیصل صحیح

(۹۲۷) اخرجه المصنف فی الزهد (۵۲۹)۔

(۹۲۸) اخرجه ابن نعیم فی الحلیۃ (۶/۲۳۲) من طریق محمد بن الحسن عن یحییٰ بن سلطان الأصفرا، به۔

کو محمد بن داؤد بن عبد اللہ نے، ان کو بھی بن بسطام نے، ان کو ابو طارق لبان نے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالعزیز بن سلیمان جب قیامت کو یاد کرتا تو ایسے چیختا جیسی پچھے کوگم پانے والی ماں چیختا ہے اور ذر نے والے مسجد کے کنوں سے لوگ بھی چیختے (اور مر جاتے) چنانچہ ان کی مجلس سے دوستیں اٹھائی جائیں گی۔

عقبہ عابد کا واقعہ

۹۲۹..... ابو عبد اللہ کہتے ہیں کہ ہمیں بات بتائی ابوالعباس بن مسروق نے، ان کو عصمه بن سلیمان نے، ان کو عرفہ عزیزی نے، انہوں نے سناعنہ خواص سے، وہ کہتے ہیں کہ:

عقبہ نای غلام مجھے ملنے آتا تھا۔ بسا اوقات وہ میرے پاس رات کا قیام بھی کر لیتا۔ ایک مرتبہ رات کو اس نے میرے پاس قیام کیا۔ سحر کے وقت روشن شروع کر دیا اور بہت شدید رولیا۔ صبح ہوئی تو میں نے کہا آج رات تو تم نے مجھے بہت ڈر دیا اپنے دونے کے ساتھ۔ بھائی آپ کیوں روئے تھے؟ کہنے لگا کہ عبید اللہ کی قسم جب میں اللہ تعالیٰ کے آگے بیشی کے دن کو یاد کرتا ہوں تو (یعنی مجھے رونا آ جاتا ہے) اس کے بعد وہ گرنے لگا تو میں نے اسے گود میں لے لیا اور میں اس کی آنکھوں کو دیکھنے لگا جو کہ پیٹ رہی تھیں اور ان کی سرخی شدید ہوتی جا رہی تھی۔ (کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ جھاگ نکالنے لگا) گرگراہٹ کی طلق سے آوازیں نکالنے لگا۔ میں نے اسے آوازیں دیں۔ عقبہ۔۔۔ عقبہ۔۔۔ اس نے مجھے انہیلی پست آواز کے ساتھ جواب دیا اور یہ کہا: اللہ پر پیش ہونے کے ذکر نے محبت کرنے والوں کے عضو کاٹ دیے ہیں۔ عبید کہتے ہیں کہ اس کے بعد وہ غر غرانے لگا، موت کی غر غراہٹ کی طرح۔ اور وہ (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں) کہنے لگا: آپ کیا کہتے ہیں کہ آپ اپنے عاشقوں کو عذاب دیں گے جبکہ آپ تو زندہ جاویدیں اور آپ کریم ہیں؟ (عبید) کہتے ہیں کہ مسلم یا الفاظ اذکر کرتا رہا، یہاں تک کہ اللہ کی قسم اس نے مجھے بھی رلا دیا۔

طویل خاموش عابد کا واقعہ

۹۳۰..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن امیر قرشی نے، ان کو ابوالعباس بن مسروق نے، ان کو محمد بن داؤد بن جوزی اسدی نے، ان کو محمد بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ:

میں بصرہ میں داخل ہوا، میں نے ایک آدمی سے کہا جسے میں پہچانتا تھا۔ مجھے اپنے شہر کے بڑے بڑے عبادت گزاروں کے بارے میں رہنمائی کیجیئے (تاکہ میں عابد ترین لوگوں کوں کوں) چنانچہ وہ مجھے ایک آدمی کے پاس نے گئے جس نے بالوں کا الباس پہن رکھا تھا۔ بڑی لمبی خاموشی اختیار کئے ہوئے تھا۔ سراخا کر کسی کی طرف نہیں دیکھتا تھا۔ محمد بن سماک کہتے ہیں کہ میں نے اس عابد کو بلوانے کی کوشش کی مگر اس نے مجھ سے کلام نہ کی۔ کہتے ہیں کہ میں اس کے ہاں سے نکل گیا۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا کہ یہاں پر ایک ابن جوز عابد بھی مشہور ہے۔ (بڑھیا کا بیٹا)۔

(۹۲۹)..... اخرجه ابو نعیم (۱/۲۳۵) من طریق محمد بن الحسین عن عصمة بن سلیمان عن مسلم بن عرفۃ العبری عن عنبۃ الخواص۔ به.

تبیہ: فی الحلیة (مسلم بن عرفۃ) بدلاً من (عصمة بن عرفۃ)

(۹۳۰)..... اخرجه ابو نعیم فی الحلیة (۸/۲۰۸) من طریق ابن أبي الدنيا عن محمد بن الحسین عن محمد بن داؤد بن عبد اللہ۔ به۔
وآخرجه المصنف بنفس الإسناد فی الرهد (۵۵۲)

عبدالا بن عجوز کا واقعہ

کیا آپ اس کو ملنا پسند کریں گے؟ ان سماں کہتے ہیں کہ پھر ہم اس کے پاس بیٹھنے گئے۔ چنانچہ بڑھانے کہا کہ میرے بیٹے کے سامنے تم لوگ نہ تو بہت کافر کرنا اور نہ ہی جنم کا، در نہ تم اوگ اسے مار دو گے۔ میرا اس بیٹے کے علاوہ کوئی بھی نہیں ہے۔ ان سماں کہتے ہیں جب تم پنچھے تو اس نے بھی پنچھے والے عابد کی طرح با لوں (یا لوں کا) لباس پہن رکھا تھا۔ وہ بھی سر کو جھکائے ہوئے اور طویل خاموش اختیار کئے ہوئے تھے۔ اس نے سراو پر اخھایا اور زاری طرف دیکھا اور پھر لو لا۔ بہر حال تمام لوگوں کا ایک موقف ہے۔ وہ حال حال اس کے لئے کھڑے ہوں گے (یعنی تمام لوگوں کو اللہ کے سامنے پیش ہوئے حساب، کتاب کے لئے کھڑا ہوتا ہے)۔ ان سماں کہتے ہیں کہ میں نے سوال کیا اس کے آگے کھڑے ہوتا ہے؟ اللہ آپ کے اوپر حرم فرمائے۔ (ابن انتال ذا منتہی) اس نے زور دار جھنگی ماری اور وہ مر گیا۔ ان سماں کہتے ہیں کہ بڑھانے آگئی اور بولی تم لوگوں نے میر ابی شمار دیا۔ میرے بیٹے کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں شامل تھا جن لوگوں نے ان عجوز کی نماز جنازہ پڑھی تھی۔

عبدالا بن کے مشہور عابد اور مشہور واعظ محمد ابن سماں کا واقعہ

۹۳۱... تینیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن الحنفی نے، ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان حناظ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبد اللہ بن محمد بن احمد حاشی نے، ان کو حسین بن محمد حاشی نے، ان کو محمد بن سماں نے وہ فرماتے ہیں کہ میں گھومتا پھرتا اور بڑے بڑے عابدوں اور زابدوں کو تلاش کرتا تھا۔ مجھے عبادان نام کی بستی میں ایک عابد کا ذکر کیا گیا، جس نے دنیا کو چھوڑ رکھا تھا اور انہیں شدید کوشش کے ساتھ آخرت کی تیاریوں میں لگپکھا تھا۔ میں قصبه عبادان میں پہنچا (جو کہ بصرہ کے قریب واقع تھا) اور میں نے وہاں پہنچ کر اس عابد کے بارے میں پوچھا، مجھے اس کا گھر بتایا گیا، لہذا میں ایک بڑی حوصلی کے دروازے پر پہنچا جس پر ایک چھوٹے کواز کے سوا کچھ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں نے دروازہ کھلکھلایا تو میرے پاس لوکی پانچ سال کی لڑکی باہر ٹکل کر آئی۔ بولی دروازے پر جھنپٹے والا کون ہے؟ میں نے کہا کہ میں ابن سماں ہوں۔ کیا فلاں عابد کا گھر یہی ہے؟ بولی جی ہاں یہی ہے۔ میں نے اس بچی سے کہا کہ آپ جا کر میری لئے ملنے کی اجازت نے کر آئی۔ اگر اجازت ملے تو اور میں اندر چل گیا تو میں آپ کو ایک درہم بطور عطیہ دوں گا۔ وہ بچی بولی۔ اے اللہ کے بندے میں میں نے آپ سے زیادہ نہ ان نہیں دیکھا۔ اندر آ جائیے، میرے والد کے آگے کوئی چوکیدار یا رونے والا کوئی نہیں ہے۔ رکاوٹ کرنے والے تو باشہوں اور دنیا کے بندوں کے دروازوں پر ہوتے ہیں۔ لہذا میں اس بچی کی بات سن کر تجھ بکرتے ہوئے حر جان ہو گیا۔ اس کے بعد میں بچی کے ساتھ اندر واصل ہوا۔ کیا دیکھا کہ وہ ایک کشادہ دار جگہ ہے جس میں چھوٹے سے گھر کے سوا کچھ نہیں تھا۔ میں اس گھر میں داخل ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی بیخا ہے جو بغیر کسی بیماری کے گھل پچکا ہے اور اس کے ہاتھ میں کھجور کا پتہ ہے، جسے وہ چیرتا ہے اور وہ آیت تلاوت کرتا ہے۔

ام حسب الذين اجتر حوا السنينات ان يجعلهم كالذين امووا وعملوا الصالحات

سواء محباهم ومما لهم ساء ما يحکمون (ابی شیعہ^{۲۱})

کیا گھان کرتے ہیں وہ لوگ جو تناد کا رنگ کرتے ہیں کہ ان کو ہم ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان ادا نے ہیں اور اعمال صالح کے نیں، کیا، ہوت اور زندگی میں برادر برادر ہیں وہ جو فیصلہ کرتے ہیں۔

اس نے غلگٹیں اور گلکیر آواز میں یہ آہت پڑھی۔ اتنے میں، میں نے اس کو السلام علیکم کہا۔ اس نے علیکم السلام کہا۔ اور بولا کیا آپ میرے برادر میں سے ہیں؟ میں نے کہا، تی بابا، مگر میں نہ تو اہل بصرہ میں سے ہوں اور نہ ہی اہل عبادان سے۔ بولے کہ پھر آپ کہاں سے آئے ہیں؟

میں نے کہا کہ میں کو فسے آیا ہوں۔ بولے آپ کا نام کیا ہے؟ میں نے کہا محمد ان سماں۔ بولے کہ شاید آپ این سماں اعظم ہیں؟ میں نے کہا تھی ہاں۔ چنانچہ اس نے میرا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں پورا پورا لیا اور مجھے خوش آمدید کہا اور بولے: اے میرے بھائی، اللہ تعالیٰ تجھے سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور ہمیں اور آپ کو بھائیوں کے ساتھ بہرہ فرمائے۔ اے بھائی جان میرا دل ہمیشہ آپ کی ملاقات کا مشتاق رہا، تاکہ اپنی بیماری کو آپ کی دوا کے آگے پیش کر سکوں۔ میں آپ کو آگاہ کرتا ہوں اے بھائی جان، مجھے ایک پرانا زخم لگا گوا ہے، آپ سے پہلے سارے معانی جس کے علاج سے تھک گئے ہیں۔ آپ اپنی مہربانی کے ساتھ اس کا علاج مہیا کیجئے اور اپنی مردموں میں سے جو آپ اس زخم کے لئے مناسب سمجھتے ہیں، وہ آپ اسے لائیے۔

ابن سماں فرماتے ہیں کہ میں سمجھ گیا کہ وہ یہ چاہتے ہیں کہ میں انہیں وعظ کروں۔ میں نے (ذرالخطبہ میز کے لئے) ان سے کہا کہ کیا میں آپ جیسے (عظیم انسان) کا علاج کر سکتا ہوں؟ حالانکہ میرا زخم آپ کے زخم سے زیادہ گہرا ہے۔ اور میرا اجرم اور اگناہ آپ کے کٹاہ سے بڑا ہے۔ لہذا وہ بولے کہ میں آپ سے اللہ کے واسطے سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے وعظ کریں۔ چنانچہ میں نے ان سے کہا: بھائی جان، آپ اپنی طرح جانتے ہیں کہ آپ کا وہ گناہ جو آپ نے کیا ہے، مٹا نہیں ہے اور (عبادت میں) آپ کی لذت بھی باقی نہیں رہی اور موت صحیح و شام آپ کی تماش میں ہے اور بے شک آپ کل آنے والے وقت میں لحد کی تکنیوں میں پڑے ہوں گے اور قبروں کے اندر ہمیروں میں اور مسکنِ نعمت کے سوال کے آگے ہوں گے۔ جب میں نے ان سے یہ باتیں کہیں تو اس نے ایک زوردار تیج ماری اور اپنی قبر میں گرفت اور ایسے آواز نکالتے لگے جیسے نیل ذبح کرتے وقت نکالتا ہے۔ اتنے میں اس کی بیوی اور بھائی بھاگ کا آگسٹس اور پردے کے پیچھے سے روشن لگیں اور کہنے لگیں کہ انہیں آپ مزید پچھو نہ کہنے ورنہ آپ انہیں ہمارے سامنے مار دیں گے۔

اتنے میں وہ بہوش میں آگئے اور بولے: اے میرے بھائی آپ کی دوائی میری بیماری کے بالکل موافق آئی ہے اور آپ کی مرہم میرے زخم پر لگ چکی ہے۔ اے بھائی ابن سماں مجھے مزید پکھو وعظ کیجئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپ کے بیوی بچے مجھے قسمیں دے رہے ہیں کہ میں مزید پکھے بھی نہ کہوں۔ لہذا آپ ان کی طرف متوجہ ہو کر ان سے پکھہ کہنے۔ لہذا افرمایا کہ بھائی جان، یقین کیجئے کہ جب میں اپنے رب کے آگے کھڑا ہوں گا تو میر سعدوم سے بڑا کسی کا جرم نہیں ہوگا اور میری مصیبت سے بڑی مصیبت کسی کی نہیں ہوگی۔ میری بیوی بچے اتنی مصیبت میں نہیں ہوں گے۔ چنانچہ میں نے (وعظ جاری رکھتے ہوئے کہا) کہ قبر کے اندر ہم کی شانگی کے بعد اور مسکنِ نعمت کے سوال کے بعد ایک بہت بڑی بہلاکت اور مصیبت ہوگی۔ بولے ابن سماں پھر وہ کیا ہوگی؟ میں نے اس سے کہا کہ وہ، وہ ہوگی جو اسرافیل سور پھونکے گا اور قبروں کے مردے باہر نکل پڑیں گے اور ہم سب اپنے اپنے گناہوں کے بوجھ اپنی اپنی پیٹھوں پر لادے ہوئے آئیں گے تو میرے بھائی اس دن کتنے پکارنے والے ہوں گے جو دل اور حلاکت کو پکاریں گے؟ اور اس سے بڑھ کر ہم سب کے لئے رب کی ذات ہوگی، ان گناہوں کو پڑھنے کے وقت جنہیں اللہ تعالیٰ نے گن گن کر رکھا ہوا ہے۔ ہمارے ہوں یا تمہارے ہوں، ان میں وہ گناہ بھی ہوں گے جو دھاگے کے برادر ہیں اور وہ بھی جو گھٹلی کے پردے کے برادر ہیں اور وہ بھی جو کھجور کی گھٹلی کے شکاف کے برادر ہیں۔ (یعنی نقیب بھی، قتیل بھی اور قطبی بھی)۔ اور فرشتے ہوں گے جو آگ کی چادر لپیٹنے والے ہوں گے اور سخت غضباناک ہوں گے حُمَن کے غضب کی وجہ سے، وہ اس قول کے انتظار میں ہوں گے کہ کب ان کو غضب کے ساتھ یہ کہا جاتا ہے کہ خلوہ ففلوہ (الفاظ ۳۲) پکڑو اس کو اور جکڑو اس کو۔ ثم العجیم صلوہ بھر بھنکو اس کو جنم میں۔

ابن سماں کہتے ہیں کہ (میں نے یہاں تک بات کی تھی کہ یہ اس نے) ایک زوردار تیج ماری اور اپنی قبر میں گر گیا اور اسی گرگراہٹ ہونے لگی جیسی جانور کو ذبح کرتے وقت ہوتی ہے اور اتنے میں اس کا پیشاب بھی خطا ہو گیا۔ جس سے میں نے سمجھ لیا کہ اس کی عقل بھی ختم ہو گئی ہے۔

چنانچہ اس کی بینی بھاگ کر آئی، اس نے اس کو سمجھنا اور اسے اپنے بینے کے ساتھ سہارا دیا اور اپنی آشین کے ساتھ ان کے چہرے کو سہلانے لگی۔ اور وہ کہہ رہی تھی میرے ماں باپ قربان ان آنکھوں پر جو طویل عرصہ تک اللہ کی اطاعت میں جاتی رہیں۔ میرے ماں باپ قربان آنکھوں پر جو طویل زمانے تک اللہ کے حرام کو دیکھنے سے جھلک رہیں۔ پھر وہ ہوش میں آگئے اور مجھے سے کہنے لگے، تمہارے اوپر سلامتی ہوا۔ اس ناک۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبدوں میں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ اب اس نے تیری باری تھی ماری۔ میں نے خیال کیا کہ اب بھی پہلی دوبار یوں کی طرح کیا ہوگا۔ لہذا میں نے اسے ہلاکا تو وہ تو دیا چھوڑ چکے تھے۔

صلی علیہ السلام کی دعا اور پھاڑ کے رو نے کا واقعہ

۹۳۲:..... ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن یوسف نے بطور امام، کے، ان کو ابو بکر طیخی نے کونے میں، ان کو جبیب بن نصر نہلی نے، ان کو عبد اللہ بن محمد نے، ان کو احمد بن عاصم نے، ان کو فضیل بن عیاض کندی نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت علیٰ علیہ السلام ایک ایسے پھاڑ کے پاس سے گزرے جس کے دائیں اور باائیں دنہبریں تھیں وہ نہیں جانتے کہ کہ پہاں سے آرہی ہیں اور کہاں جا رہی ہیں؟ علیٰ علیہ السلام نے دریافت کیا کہ اے پھاڑ، یہ پانی کہاں سے آ رہا ہے اور کہاں جا رہا ہے؟ پھاڑ نے کہا کہ یہ نہ بجودا میں جانب بہرہ رہی ہے یہ میری دائیں آنکھ کے آنسو ہیں اور جو باائیں طرف ہے یہ میری باائیں آنکھ کے آنسو ہیں۔ علیٰ علیہ السلام نے پوچھا کہ یہ آنسو کیوں ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ میرے رب کے خوف سے ہیں کہ وہ مجھے لہیں جنم کا ایندھن نہ بنا دے۔ علیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تیرے لئے رب سے دعا کروں گا کہ وہ تمہیں عطا کر دے۔ یعنی تیر انجھے مالک بنادے۔ چنانچہ علیٰ علیہ السلام نے دعا کی۔ اللہ نے پھاڑ ان کو عطا فرمایا۔ علیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اب تم مجھے عطا کر دیے گے ہو۔ لہذا اب اس نے اتنا پانی دیا جتنا علیٰ علیہ السلام کی ضرورت تھی اور اسے لے گئے۔ اس کے بعد انہوں نے فرمایا کہ اللہ کی طاقت کے ساتھ رُک جا۔ وہ سکون اختیز کر گیا۔ علیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تمہیں اللہ کی بارگاہ میں مانگا تھا اس نے مجھے عطا کر دیا۔ اب یہ کیا ہے؟ پھاڑ نے کہا، پہلا رہنا تو خوف کی وجہ سے تھا اور دوسرا رہنا یہ شکر کارہ تھا۔

خوف خدا سے فوت ہونے والی عورت کا واقعہ

۹۳۳:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن الحنف نے، ان کو ابو عنان حناظ نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں شام کے ملک میں ایک ایسے خیے میں بیٹھا ہوا تھا جس کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ مگر ایک چادر لکھی ہوئی تھی۔ ایک عورت نے دیوار بجا لی۔ میں نے کہا، کون ہے؟ یوں میں ایک بھلکی ہوئی عورت ہوں، مجھے راستہ بتائیے۔ اللہ تیرے اوپر حکم کرے۔ میں نے پوچھا کہ کون سارا سترہم پوچھتی ہو؟ (یہ پوچھتے ہی) وہ روپڑی۔ پھر بولی، نجات کا راستہ۔ میں نے کہا، بہت دور ہے۔ بہت دور ہے یہ راستہ تو تیر تین چلنے یادوڑنے کے سوا اور سخت کوشش اور معاملہ درست کے بغیر طنہیں ہو سکتا اور تمام علاقیں اور رکاوٹیں جو دنیا و آخرت کے کاموں سے مصروف و مشغول کرنے والی ہیں، ان کو گرانے بغیر طنہیں ہو سکتا۔ لہذا وہ پھر روپڑی اور بولی دنیا کے علاقیں اور رکاوٹیں تو سمجھتی ہوں، یہ بتائیے کہ آخرت کے علاقیں ورکاوٹیں کیا ہیں؟

میں نے کہا اگر آپ ستر بیویوں جیسے اعمال لے کر قیامت میں آئیں گی تو بھی تیرے لئے وہی کچھ ہو گا جو تیرے لئے لوح محفوظ میں لکھا گیا اور قیامت کے دن جنم سے گزرے بغیر چارہ نہیں ہو گا۔ چنانچہ یہ میں کراس عورت نے تھی ماری، پھر بولی:

سبحان من صنان علیک جوار حک فلم نقطع

سبحان من امسک علیک قلبک فلم یتصدع

پاک ہے وہ ذات جس نے تیرنے اعضاء یا تیرے زخمیں کی حفاظت کی کہ وہ پھٹ نہیں پڑے

اور پاک ہے وہ ذات جس نے تیرے دل کو قحاظ رکھا کہ وہ دنکار نہیں ہو گیا۔ اس کے بعد وہ عورت گر کر بے ہوش ہو گئی۔

چنانچہ میرے سبق ابوالخواری نے کہا کہ ہمارے ہاں ایک عبادت گزار لڑکی ہے۔ میں نے کہا، بلا واس کو دیکھیں اس عورت کا کیا قصہ ہے؟ کہتے ہیں کہ وہ لڑکی آئی، اس نے اس کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہ تو دنیا چھوڑ چکی ہے۔ اس نے چیک کیا تو اس کی جیب سے ایک رقہ لکھا ہوا ملا کہ مجھے میرے کپڑوں میں کفن دے دو۔ اگر میرے لئے میرے رب کے پاس کوئی خیر ہو گی تو وہ بہت جلدی میرے لئے ان سے بہتر بدل دے گا۔ اگر میرے لئے وہاں کوئی چیز نہ ہوئی تو پھر دوری ہے میرے نفس کے لئے اور لعنت ہے۔

ابن الحواری نے کہا کہ وہ ایک مرتبہ آیا تو دیکھا لوگوں نے ایک لڑکی کو گھیرے میں لے رکھا۔ میں نے پوچھا اس لڑکی کا کیا قصہ ہے؟ لوگوں نے کہا اے ابو الحسن یا ایسی لڑکی ہے۔ اس پر کوئی چیز ظاہر ہوتی، ہم سمجھتے تھے کہ اس کی عقل خراب ہے، وہ کچھ کھاتی ہیتی نہیں تھی اور اپنے پیٹ میں درد کی شکایت کرتی تھی۔ ہم طبیبوں کو لا کر دھانتے تھے اور وہ کہتی تھی میں چاہتی ہوں کسی بڑے ماہر طبیب کو لادتا کہ میں اپنی تکلیف جو میرے ساتھ ہے میں بتاؤں، ممکن ہے اس کے پاس شاید میری شفا ہو۔

بصرہ کے ایک صاحب دل بزرگ کا واقعہ

۹۳۳..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے تفسیر میں، وہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن عبد اللہ سے سنا، وہ کہتے ہیں انہوں نے ابو الحسن بن زرعان سے سنا، انہوں نے احمد ابوالخواری سے، وہ کہتے تھے کہ: ہم لوگ بصرہ کے بعض راستوں پر چل رہے تھے۔ اچانک میں نے ایک چیز سنی، اس کی طرف متوجہ ہوا تو دیکھا کہ ایک آدمی گر کر بے ہوش ہو گیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ لوگوں نے کہا، ایک آدمی حاضر القلب تھا (یعنی ذکر کرنے والا صاحب دل تھا) اس نے ایک آدمی سے قرآن کی ایک آیت سنی ہے، لہذا یہ نبے ہوش ہو کر گر گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے جسے سن کر یہ شخص بے ہوش گیا ہے؟ بتایا کہ یہ آیت ہے:

الْمَيَّانُ لِلَّذِينَ أَنْتُمْ وَإِنْ تَنْخُشُ قُلُوبَهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ (الحدیۃ ۱۶)

کیا ایمان والوں کے لئے وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی یاد کے لئے جھک جائیں۔

ہماری گفتگو کی آواز سنی تو وہ ہوش میں آگیا اور اس نے یہ اشعار پڑھے:

اما اما للهجران ان يتصروا

وللغصن عصمن البان ان يتسموا

وللعاشق الصب الذى ذاب وانحنى

الم يان ان يسکى عليه ويرحما

(۱)..... کیا بھی تک بھر کے لئے وقت نہیں آیا؟ کہ وہ عشق و محبت کی آگ بھڑکاوے؟

اور کیا بھی تک درخت بان کی نہیں کے لئے وقت نہیں آیا کہ وہ مکرانے (یعنی اس کے ٹکونے پھوٹیں)۔

(۲)..... کیا وہ عاشق زار جو محبوب کی محبت میں مغل چکا ہے اور جس کی کمر جھک چکی ہے اس کے لئے وقت نہیں آیا

کہ اس پر روایا جائے اور اس پر ترس کھایا جائے؟

(۳).....میں نے شوق اور عشق کے پانی کے ساتھ اپنی پسلیوں کے درمیان ایک ایسی کتابی لکھی ہے جو چھوٹ کر کی دکھانے والے افسوس کی تابعداری کی حکایت حال بیان کرتی ہے۔

یہ اشعار کہنے کے بعد وہ ایک دم چلایا اشکال.....اشکال.....کہ مجھے شکلیں دکھائی دے رہی ہیں.....مجھے شکلیں دکھائی دے رہی ہیں.....اوپر پھر کر بے ہوش ہو گیا۔ ہم نے اسے ہدا یا تو وہ مرچ کا تھا۔

دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کرو نے والا عابد

۹۳۵:.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے ان کو ابو علی حسین بن صفوان نے ان کو ابو بکر بن ابو الدینیا نے ان کو محمد بن حسین نے ان کو محراز ابو ہارون خسی نے، وہ فرماتے ہیں کہ:

ہمارے پاس کوئے میں ایک آدمی تھا، وہ صبح فرات کے کنارے جا کر دن چڑھتے تک روزانہ روتا رہتا، پھر واپس آتا اور پکھ آرام کرتا۔ جب وہ نماز پڑھتا تو اللہ تعالیٰ کے لئے قیام میں کھڑا رہتا۔ عصر تک نماز پڑھتا رہتا تھا۔ اس کے بعد دریائے فرات کے کنارے بیٹھ کر روتا رہتا تھا۔ اس سے پوچھا گیا کہ وہ ایسا یہوں کرتا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ یہ دریا اللہ تعالیٰ کا مطیع اور فرمانبردار ہے۔ اسی نے اس کو اپنی رحمت کے ساتھ جاری کیا ہے اور اس کو اپنے بندوں کے رزق کا ذریعہ بنایا ہے۔ جبکہ میں اس کی نافرمانی کرتا ہوں اور میں اس کے باوجود ذریتا بھی نہیں ہوں اور نہ ہی اس کی نارضیگی کی امید رکھتا ہوں۔ یہ بات کہنے کے بعد وہ گرا اور مر گیا۔ ابو ہارون نے کہا کہ میں اس کے جنائزے میں موجود تھا۔ میں نہیں جانتا کہ کوئی آدمی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ جس کو اس وقت مت کی خبر ہوئی ہو گردوہ اس کے جنائزے میں نہ پہنچا ہو۔ یعنی سب لوگوں نے اس کا جنائزہ پڑھا۔

ایک صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی جہنم کے خوف سے موت واقع ہونا

۹۳۶:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابی الدینیا نے، ان کو محمد بن الحنفیہ بن خاری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے، ان کو محمد بن مطرف نے ان کو ابو حازم نے، میرا خیال ہے کہ ان کو سعیل بن سعد نے کہ انصار کے ایک جوان کے دل میں جہنم کا خوف بیٹھ گیا تھا۔ جب بھی آگ کا ذکر ہوتا تو وہ رونے لگ جاتا، یہاں تک کہ یہ خوف اس کو گھر میں بند کر دیا۔ یہ بات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ذکر کی گئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے گھر میں اس کے پاس تشریف لے گئے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم داخل ہوئے تو اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ معافقت کیا، یعنی گلے ملا اور گر کر مر گیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جهزوا صاحبکم فان الفرق فلذ کبدہ

اپنے ساتھی کی تجیہت غافل کر بے شک خوف نے اس کے جلد کو چھاؤ دیا ہے۔

۹۳۷:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابو دینیا نے، ان کو محمد بن اسحاق ثقفی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الحنفیہ ابراہیم بن محمد بن سیفی نے بطور امام کے، ان کو محمد بن اسحاق ثقفی نے، ان کو

(۹۳۶).....آخرحة المصنف من طريق الحاكم (۲/۴۹۲) وصححة الحاكم وتعقبه الذهبي يقول:

هذا البخاري وأبوه لا يدرى من هما والخبر شبہ موضوع. وانظر الترغيب للأصحابي (۴۷۴)

ابوالعباس نے، ان کو احمد بن منصور الانصاری نے، ان کو منصور بن عمار نے وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حج کیا۔ لہذا میں اس کے بعد کو نے گیا اور کونے کی گلیوں میں سے ایک گلی میں اتر اور میں ایک اندھیری راست میں باہر نکلا۔ اچاک مجھے ایک چینے والی کی چنی رات کے وقت سنائی دی۔ وہ یہ کہہ رہا تھا الہی تیری عزت کی قسم اور تیرے جلال کی قسم ہے۔ میں نے اپنے گناہ کے ساتھ مغض تیری مخالفت کرنے کا رادہ نہیں کیا تھا، بالکل میں نے تیری نافرمانی کی ہے۔ جب میں نے تیری نافرمانی کی ہے، میں تیرے عذاب سے بھی واقف نہیں تھی۔ لیکن ایک غلطی تھی جو پیش آگئی تھی۔ میری شقاوت اور بدستقی نے میری معاوتوت کی تھی اور تیری طرف سے میرے گناہ پر ڈالے ہوئے پردے نے مجھے دھوکہ میں ڈالا اور میں نے اپنی پوری کوشش کے ساتھ تیری نافرمانی کر دی اور اپنی جہالت سے تیری مخالفت کر دی۔ مگر اب مجھے تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ اور اگر تو مجھ سے اپنی رسی کاٹ دے تو میں کس کی رسی سے جڑوں گا؟ اے میری جوانی۔۔۔ اے میری جوانی۔۔۔ جب وہ اپنی یہ بات کہہ کر فارغ ہوا تو میں نے قرآن کے یہ الفاظ وزور دے پڑھے:

ناراً و قودها الناس والحجارة عليهما ملائكة غلاظ شداد (آخری ۶۷)

آگ ہے اس کا بیدھن لوگ ہیں اور پھر ہیں اس پر فرشتے ہیں جو انہی کی سختی ہیں۔

انتہے میں، میں نے شدید حرکت یا پھل سی۔ جس کے بعد میں نے دوبارہ کوئی آہٹ یا آواز وغیرہ محسوس نہیں کی۔ میں چلا گیا۔ جب صح ہوئی تو میں واپس اپنے مقام پر آیا تو دیکھا کہ دہاں جنازہ رکھا ہوا ہے اور بڑی عمر کی ایک بڑی ساتھی تیشی ہوئی ہے۔ میں نے اس سے میت کا معاملہ دریافت کیا وہ مجھے پہچانتی بھی نہیں تھی۔ وہ بولی کہ رات کو یہاں سے کوئی آدمی گذر رہا تھا، اللہ اس کو جزا نہ دے، مگر وہ جس کا وہ مستحق ہے۔ وہ میرے بیٹے کے پاس سے رات کو گزر رہے جبکہ میرا بیٹا نماز پڑھ رہا تھا۔ اس آدمی نے ایک آیت پڑھی ہے۔ جب میرے بیٹے نے وہ سن تو اس کے بعد سے اس کا پتہ پھٹ گیا اور یہ مر گیا۔

لقمان حکیم کی نصیحت سے بیٹے کا ہلاک ہو جانا

۹۲۸:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس حصم نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو خبر دی ہے ابو شعیب نے، وہ کہتے ہیں کہ لقمان حکیم نے اپنے بیٹے سے کہا تھا: اے میرے بیٹے! میں نے تھے نصیحت کی ہے اور اتنی کی ہے کہ اگر تو پھر کا ہوتا تو پھٹ پڑتا اور تھوڑے پانی بہنے لگتا۔ وہ ایک دن اسے نصیحت کر رہے تھے کہ لیکے لڑ کے کا دل پھٹ گیا اور وہ مر گیا۔

حضرت زرارہ بن ابی اوفری کا نماز میں سورۃ مدثر کی آیت پڑھ کر فوت ہو جانا

۹۲۹:..... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابو الدینیانے، ان کو الحنفی بن ابراہیم نے، ان کو عتاب بن شیخ نے، ان کو بھر بن حکیم نے، انہوں نے کہا حضرت زرارہ بن ابی اوفری نے مسجد بن قشیر میں ہم لوگوں کی امامت کی اور نماز میں سورۃ مدثر پڑھی۔ جب اس آیت پر پہنچے۔ فاذان قرفي الناقور (مز ۸) (قیامت کی ہولناکی اس وقت شروع ہوگی) جب ناقور اور ناقوس میں پھونک ماری جائے گی۔

(۹۳۰)..... آخرجه المصنف من طریق الحاکم (۲۹۵.۲۹۳/۲) و مسکت علیہ الحاکم والذہبی۔

وآخرجه ابنونعیم فی الحلیة (۹/۳۲۸.۳۲۷)، (۱۰/۱۸۷ و ۱۸۸) من طریق محمد بن إسحاق الفقی عن احمد بن موسی الانصاری عن منصور، به

یہ پڑھتے ہی مر گئے اور گر گئے۔ میں خود ان کو اخفا نے والوں میں شامل تھا۔

مشہور خطیب اور واعظ حضرت عبد الواحد کے زور خطا بات سے ایک آدمی کی موت واقع ہو جانا

۹۲۰: ہمیں خبر دی ہے ابو ذکر یا ابن ابو الحنفی نے ان کو خبر دی ہے ابو بکر احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو عبد اللہ بن محمد بن ابو الدین یا نے، ان کو محمد بن حسین نے، ان کو عمار بن عثمان حلی نے، ان کو حسن بن قاسم دراق نے، فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت عبد الواحد بن زید کے پاس بیٹھے تھے اور وہ وعظ فرمائے تھے۔ ایک آدمی نے ان کو مسجد کے کونے سے آواز دی: ابو عصیہ رک جائیے، آپ نے میرے دل کا پردہ کھول دیا ہے۔ عبد الواحد نے اس کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور اپنا دعا غلط جاری رکھا۔ وہ آدمی بار بار یہی کہتا رہا۔ اے ابو عصیہ رک جائیے، آپ نے تو میرے دل کا پردہ کھول دیا ہے۔ جبکہ عبد الواحد تقریر کرتے رہے، تقریر شتم نہ کی۔ یہاں تک کہ اللہ کی قسم آدمی کی موت نکی سکرات اور خرخاہست لاحق ہو گئی اور اس کی روح نکل گئی۔ اللہ کی قسم میں اس دن اس کے جنازے میں حاضر تھا۔ میں نے بھرے میں اس دن سے زیادہ رو نے والا کوئی دن نہیں دیکھا۔

حضرت صالح مری کی مجلس میں ابو جہش کی وفات ہو جانا

۹۲۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن محمد صوفی نے مقام مرد میں، ان کو محمد بن یوسف قرشی نے، ان کو اسماعیل بن نصر عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت صالح مری کی مجلس میں ایک اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ رو نے والوں اور جنت کے مشائق کو انہوں نے ہونا چاہئے۔ لہذا ابو جہش کھڑے ہو گئے اور کہنے لگا۔ صالح آپ یا آیت پڑھتے:

وَقَدْ مَا لِي مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلَهُمْ هَبَاءً مُّتَوْرًا، أَصْحَابُ الْجَنَّةِ يَوْمَئِذٍ

خَيْرٌ مُسْتَفْرٍ وَأَحْسَنٌ مَقْبِلاً (الغیاث ۲۲-۲۳)

ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو مل انہوں نے کئے تھے۔ ہم ان کو کردیں اڑتا ہوا

غبار جنت والے اس دن بہتر ہوں گے ٹھکانے اور آرام کے اقبار سے۔

جب انہوں نے یا آیت پڑھی تو ابو جہش نے کہا کہ تیر پڑھتے اے صالح۔ جب وہ پڑھ کر فارغ ہوئے تو ابو جہش مر چکے تھے۔

مجلس وعظ و ذکر میں تین آدمیوں کا انتقال ہو جانا

۹۲۲: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن عبد اللہ بن امیہ قرشی نے مقام سادہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بتائی ابو العباس بن مسرور قے نے، ان کو محمد بن داؤد نے ان کو سمجھی، بن بسطام نے، ان کو ابو طارق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں تین آدمیوں کی موت میں حاضر رہا ہوں جو مجلس ذکر میں فوت ہو گئے تھے، حالانکہ وہ تدرست تھے، خود اپنے پیروں پر چل کر مجلس میں آئے تھے۔ جبکہ ان کے پیٹ میں عشق الہی کے ذخم تھے۔ جب انہوں نے وعظ و تقریر کی تو ان کے دل پھٹ گئے اور وہ انتقال کر گئے۔ مجھی کہتے ہیں کہ میں نے ابو طارق سے پوچھا کیا تیتوں آدمی اکٹھنے کی تھی؟ کہا کہ نہیں، بلکہ الگ الگ فوت ہوئے تھے۔ ایک آدمی کی مجلس میں یادوآدمیوں کی مجلس میں۔

حسن بن صالح کا قرآن کی آیت سن کر بے ہوش ہو جانا

۹۲۳: ہمیں خبر دی ہے ابو سعد مالکی نے، ان کو ابو حمید بن عذری حافظ نے، ان کو ساجی نے، ان کو واجہ بن سیجی صوی نے، ان کو جعفر بن محمد

(۹۲۰) ... آخر جهہ أبو نعیم فی الحلیة (۱۵۹/۲) من طریق محمد بن یحیی عن عمار بن عثمان الحلی. به.

بن عبد اللہ بن موسیٰ نے، ان کو ان کے دادا عبید اللہ بن موسیٰ نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں علی بن صالح کے سامنے تلاوت کر رہا تھا، جب میں اس آیت پر پہنچا:

فلا تعجل عليهم (مریم ۸۲)

نہ جلدی کر ان پر۔

تو حسن بن صالح گرنے اور اس طرح آواز کرنے لگے جیسے نہل کو ذبح کرتے وقت تھتی ہے۔ چنانچہ علی ان کی طرف اٹھے، اسے اٹھایا اور چہرہ صاف کیا اور ان پر پانی کے چھینٹ دیئے اور ان کا پسے ساتھ سوارا دیا۔

۹۳۳: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو عبد اللہ بن محمد قرشی نے، ان کو قریش کے ایک آدمی نے کہا کہ وہ طلحہ بن عبد اللہ کی اولاد میں سے تھے، وہ فرماتے ہیں:

توبہ بن صہد بڑے زم دل آدمی تھے، وہ اپنے نفس کا خوب محاسبہ بھی کرتے تھے۔ جب وہ سانچھ برس کے ہو گئے تو انہوں نے سانچھ سال کے ڈنوں کا حساب لگایا تو ان کی تعداد ایکس ہزار پانچ سو کی تعداد تھی۔ لہذا انہوں نے چیخ ماری اور کہنے لگئے ہیں: مصیبت بادشاہ نے ایکس ہزار گناہ ڈال دیئے ہیں؟ کیسے ہو گا جب ایک دن میں دس ہزار گناہ ہوں، اس کے بعد وہ گرا اور بے ہوش ہو گیا۔ جب دیکھا تو مرچ کا تھا۔ لوگوں نے کسی کہنے والے کی آواز کی جو یہ کہہ رہا تھا: اے وہ شخص تیراجنت الفردوں میں انتظار ہو رہا تھا۔

صفوان کا خفیہ مقام پر رونا

۹۳۵: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو عمار بن عثمان جلی نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو معلیٰ بن زیاد نے، ان کو حسن نے، وہ فرماتے ہیں کہ صفوان کا ایک پوشیدہ مقام تھا، جس میں وہ روایا کرتے تھے۔

خوف خدا اور عجز و انکساری کی ایک مثال

۹۳۶: ہمیں خبر دی ہے ابو طاہر فقیہ نے، ان کو ابو حامد بن بلال نے، ان کو محمد بن اسما علیل احسی نے کہ انہوں نے ابو مکر بن عباس سے نہ، وہ فرماتے تھے کہ میں ابو حصین کے ہاں گیا، میں ان کی مزاج پری کرنے لگیا تھا، وہ یوں بیٹھئے تھے اور ابو مکر نے اپنا سر جھکا لیا، یہاں تک کہ اس کو دونوں گھنٹوں کے درمیان کر لیا، جبکہ وہ بیٹھئے ہوئے تھے۔ فرمایا کہ (اس کی کیفیت ایسی تھی کہ) اگر آپ اسے دیکھتے تو آپ کو ان پر حرم آتا۔ پھر انہوں نے یہ آیت پڑھی:

وَمَا ظلمُنَاهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا هُمُ الظَّالِمُونَ (زخرف ۷۶)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا تھا بلکہ وہ خود ظلم کرنے والے ہیں۔

وَمَا ظلمُنَاهُمْ وَلَكِنْ ظلمُوا أَنفُسَهُمْ (عوراء ۱۰)

ہم نے ان پر ظلم نہیں کیا بلکہ وہ اپنے نفوس پر ظلم کرتے ہیں۔

(۹۳۳) آخر جه المصنف من طريق ابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۷۶)

(۹۳۴) آخر جه أبو نعيم في الحلية (۲۱۲/۲) وابن أبي الدنيا في محاسبة النفس (۱۳۳) عن صفوان بن محرز

(۹۳۵) أبو حصين هو : عثمان بن عاصم بن حسين الأنصاري الكوفي.

عبدالعزیز بن ابو داؤد نے چالیس سال تک آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھیں دیکھا تھا

۹۲۷:ہمیں خبر دی ہے ابو حفص عمر بن حضرت نے کہ کمر میں ان کو حشام بن محمد بن قرۃ نے، ان کو ابو شردار الابی نے، ان کو ابو محمد بن عبد اللہ بن خبیث اطلا کی نے، انہوں نے سنایوسف بن اسbat سے، وہ کہتے ہیں کہ:

عبدالعزیز بن ابو داؤد چالیس سال تک اس طرح رہے کہ انہوں نے آسمان کی طرف آنکھ اٹھا کر بھی بھیں دیکھا۔

۹۲۸:ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب فراء نے، ان کو حسین بن منصور نے، ان کو حفص بن عبد الرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ مسیح بن کدام کے پاس آیا تا کہ وہ مجھے حدیث بیان کرے۔ وہ ایسا آدمی تھا جیسے کہ وہ قبر کے کنارے بیٹھا ہے تاکہ اس میں پہنچ جائے اور دوسری بار یوں کہا کہ جہنم کے کنارے بیٹھا ہے تاکہ اس میں ڈال دیا جائے۔

امر بالمعروف اور نهى عن الممنکر نہ کرنے پر سفیان ثوری کو پیشتاب میں خون آ جاتا تھا

۹۲۹:ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو محمد بن صالح بن علی نے، ان کو ابو سعید محمد بن شاذان نے، ان کو ابو حشام رفائل نے، کہتے ہیں کہ میں نے سیکی بن بیمان سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ مجھے نی زرارہ کے ایک پیاز کے قریب سفیان ثوری ملے اور فرمایا کہ اگر میں کوئی ایسی بات ہے جس کا مجھے امر کرنا ہے یا کسی بات سے منع کرنا ہے پھر میں وہ امر یا نہیں نہ کر سکوں تو میرے پیشتاب میں خون آنے لگتا ہے۔

آخرت کے خوف سے خونی پیشتاب آنا

۹۳۰:ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن حضرت بن یزید آدمی قاری نے بغداد میں، ان کو ابو عیناً محمد بن قاسم نے، انہوں نے عبد اللہ بن خبیث سے، وہ کہتے ہیں کہ یوسف بن اسbat سے حضرت سفیان ثوری جب آخرت کا ذکر کرنا شروع ہوتے تو ان کو خونی پیشتاب آنے لگتا ہے۔

۹۳۱:ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو منصور محمد بن احمد بن بشر صوفی نے، ان کو محمد بن عمر بن نصر حرسی نے، ان کو ایوب بن حسن نقیر نے، ان کو عثمان عامری نے، ان کو سیکی بن بیمان نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ سے سنا، وہ فرماتے کہ میں نے پورا پورا اللہ کا ذرخوف رکھا ہے۔ میں پسند کرتا ہوں کہ وہ بھی مجھے تخفیف اور آسانی کر دے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۳۲:علی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے داؤد بن سیکی بن بیمان نے، ان کو ان کے والد نے، وہ فرماتے ہیں کہ سفیان ثوری نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے ذریتارہتا ہوں اور میں اپنے لئے تعجب کرتا ہوں کہ میں کیسے مردیں گا اور میرا اس وقت کیا حال ہوگا؟ مگر یہ کسی میرے لئے ایک

(۹۲۷)آخرجه أبو نعيم في الحلية (۱۹۱/۸) من طريق إبراهيم بن محمد بن الحسن عن عبد الله بن خبيث. به.

(۹۲۸)آخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۱۲/۷) من طريق قطن بن إبراهيم عن حفص بن عبد الرحمن. به.

(۹۲۹)آخرجه أبو نعيم في الحلية (۲۲۳/۷) من طريق داود بن يحيى بن بیمان عن يحيى بن بیمان بلفظ.

"بَنِي لَاهْمٍ فَأَبْرُلُ الدَّمْ"

(۹۳۰)آخرجه أبو نعيم في الحلية (۷/۲۳) من طريق عبد الرحمن بن عفان عن يوسف بن اسbat. به بلفظ.

کان سفیان من شدة تفكره بیول الدم.

عظمت ملنے کا مرتبہ ہے، میں اس تک پہنچنے والا ہوں۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۵۳: ... ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو عبد اللہ بن سلمہ مودب نے، ان کو محمد بن عبد الوہاب نے، ان کو علی بن عثام نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک دن حضرت سفیان ثوری روپڑے۔ پھر بوئے کہ مجھے خبر جعلی ہے کہ بندہ یا یوں کہا کہ آدمی کا جب فاقہ کامل ہو جاتا ہے تو اس کو اپنی آنکھوں پر قدرت حاصل ہو جاتی ہے۔ یعنی دل سخت ہو جاتا ہے۔ (وہ بے اختیار رہ نہیں سکتا۔) یہ کہہ کر وہ خود بے اختیار روپڑے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۵۴: ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو الفضل بن ابراہیم نے، ان کو جعفر بن احمد شاما تی نے، ان کو مصطفیٰ بن سیجی شامی نے، ان کو زید بن الوزرقان نے کہ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیشہ ایک حکیم کے پاس لے جایا گیا ان کی بیماری میں۔ جب اس نے دیکھا تو کہا کہ یہا یے آدمی کا پانی ہے جس کے اندر کو خوف نے جلا دیا ہے۔

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا خوف خدا

۹۵۵: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبد اللہ مزنی نے، ان کو محمد بن عبد اللہ حضری نے، ان کو محسن بن زین الدین رفائل نے، ان کو زید بن حارون نے ان کو عمر بن جزء نے ... یہ سفیان ثوری کے بھائی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کا پیشافت مشہور طبیب دیرانی کے پاس دکھانے کے لئے کر گیا۔ اس نے دیکھ کر کہا کہ یہ یکم وہونے والے یا کپے مسلمان کا پیشافت ہے۔ میں نے کہا کہ جی ہاں اللہ کی قسم ان میں سے بہترین کا اور آپ تو اپنے عبادت خانے کے دروازے سے باہر نہیں جاتے تھے۔ طبیب نے کہا میں تمہارے ساتھ ان کو دیکھنے چلا چلوں گا۔ میں نے آکر سفیان ثوری کو بتایا کہ حکیم صاحب آپ کے پاس خود آئیں گے۔ وہ آئے، انہوں نے آپ کے پیسے کو ہاتھ لگایا اور فرمایا کہ یہاں آدمی ہے جس کے جگہ کو وزن و قسم نے کاٹ دیا ہے۔

سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کی کثرت عباد

۹۵۶: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسین بن حسن نے، ان کو حیثیم بن جمیل نے، ان کو سفیان ثوری کے بھتیجے نے، وہ فرماتے ہیں کہ: جب سفیان ثوری نے کثرت سے عبادت کی تو بیمار ہو گئے۔ ہم لوگ ان کا پیشافت طبیبوں کے پاس لے جاتے تھے، مگر وہ نہیں سمجھ پاتے تھے کہ اسے کیا تکلیف ہے۔ یہاں تک کہ ہم ان کا پیشافت ایک راہب کے پاس لے گئے جو کہ حیرہ کے محل میں رہتا تھا۔ اس نے جب پیشافت دیکھا تو یہ کہا کہ اس بندے کو کوئی مرض نہیں ہے۔ اس کو جو تکلیف ہے وہ کوئی خوف ہے یا اس جیسی کوئی چیز ہے۔

(۹۵۳) علی بن عثام هو: ابن علی العالمی الكلابی الكوفی ابوالحسن روی عن سفیان بن عیینہ.

(۹۵۴) اخرجه أبو نعیم فی الحلیة (۲۳/۲۳) من طریق یزید بن هارون العکلی. به.

تسبیح: فی الحلیة (علی بن حمزہ) بدلاً من عمرو بن حمزہ

(۹۵۶) الہیم بن جمیل هو البغدادی أبو سهل الحافظ روی عنہ الحسین بن الحسن المرزوqi.

حازم بن ولید کی عبادت

۹۵۷: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن حفڑنے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن اسد نے، ان کو ضمیر نے، ان کو رجاء بن ابی سلمہ نے، ان کو شید بن خباب نے، وہ فرماتے ہیں کہ: حازم بن ولید بن بکر از ولی یکار ہو گئے تھے، میں ان کے لئے طبیب کو بلا کر لے آیا۔ اس کو دیکھ جب وہ نکلا تو میں اس کے پیچھے پیچھے چلا گیا۔ اس نے بتایا کہ تمہارے اس مریض کو کچھ بھی نہیں ہے، سوائے حزن و غم کے۔ جب میں واپس آیا تو میں نے اس سے کہا کہ طبیب نے کہا ہے کہ تمہارے آدمی کو کوئی مرض نہیں ہے، صرف غم ہے۔ حازم نے فرمایا کہ طبیب نے حق کہا ہے، میں نے قیامت کے کمی موقوف یاد کئے تھے، لہذا میرا دل گھبرا گیا ہے۔

وسیم بلخی کا خوف آخرت

۹۵۸: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عیین بن ابوطالب نے، ان کو احمد بن حداں نے، وہ کہتے ہیں کہ: میں وسیم بلخی کے پاس بیٹھتا تھا اور وہ نایبنا تھے اور وہ حدیث بھی بیان کرتے تھے اور کہتے تھے اور قبر اور اس کا اندر ہیر اور لحد اور اس کی تنگی۔ میں کیسے کروں گا۔ اس کے بعد اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ اس کے بعد ٹھیک ہو گئے اور باقی کرنے لگے۔ کئی بار ایسا کیا اور پھر اس کے بعد اٹھ گئے۔

شیخ اوزاعی کا قول

۹۵۹: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوی نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو اون کے والد نے، ان کو اوزاعی نے، وہ کہتے تھے: جب جنہم کا ذکر ہو جائے تو جورو نے والا ہے اسے رونا چاہئے۔

آمنہ بنت مورع کا خوف

۹۶۰: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن اسحاق نے، ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان نے، ان کو ریاح بن جراح موصی نے، کہتے ہیں کہ آمنہ بنت مورع بہت ذر نے والوں میں سے تھیں۔ وہ ایسی تھیں کہ جب جنہم کا ذکر ہوتا تو وہ یہ کہتیں: وہ آگ میں داخل کئے گئے اور آگ کھائی اور آگ کو پیا اور آگ میں زندگی گزارو۔ اس کے بعد وہ روپڑتیں۔ اور اس کا رونا اس سے زیادہ طویل ہوتا۔ کہتے ہیں کہ جب آگ کا ذکر ہوتا اور اہل جنہم کا ذکر ہوتا تو وہ خود بھی روپڑتیں اور دوسری کو بھی روپڑتی۔ میں نے اس سے بڑھ کر زیادہ خوف والا کوئی نہیں دیکھا اور نہ اس سے زیادہ رو نے والا کسی کو دیکھا۔

بعض عابدوں کا قول

۹۶۱: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن اسحاق نے، ان کو ابو عثمان سعید بن عثمان نے، انہوں نے سنسری سقطی سے، کہتے تھے کہ میں نے بعض عابدوں سے کہا، وہ کوئی چیز ہے جس نے عابدوں کو کھرا کیا ہے اور ان کو ڈالیا ہے؟

انہوں نے فرمایا:

اللہ کے آگے پیشی کے لئے کھڑے ہوئے کا ذکر اور حساب کا خف۔ پھر انہوں نے مجھ سے کہا۔ ابو الحسن عابدیں اور زالمہوں اور خدام کے بدن خوف اور کھبر اہٹ کی وجہ سے کمزور اور مضطہل کیوں نہیں ہوتے؟ حالانکہ قیامت ان کے آگے ہے اور ان کے لئے قیامت کے دن وہ پچھے ہے جو کچھ وہ اچھی طرح جاتے ہیں۔ اس کے بعد اس نے زور سے تین ماری جس سے میں گھبرا گیا۔ اس کے بعد کہا کہ اے ابو الحسن اس موقف اور پیشی میں میر اکون ہو گا؟ اور کون ہو گا میری صرفت اور میری لذت کے لئے؟ کون ہو گا میری بھوک کے لئے اور میری پیاس کے لئے؟ اس کے بعد کہا میں آپ کی طرف متوجہ ہوں اے ابو الحسن آپ نے مجھے ساکن اور نہبہے ہوئے متھک کر دیا ہے اور میرے چھپے ہوئے غم کو ظاہر کر دیا ہے۔ اس کے بعد وہ چینچا اور بولا۔ اے اس کے دموقوف ہیں۔ اس کا تحکم جانا اور چھپتا۔ ہے اس کی پیشکو گو جھ، خواہ گناہوں کو اٹھائے یا مظالم کو اور خطاؤ کیا خواہ یہیوں کے میں۔ اس کے بعد وہ اس کے اٹھانے..... اوہ اس کے ذکر سے..... اوہ اس کے بوجھ سے..... اوہ اس کے ساتھ میرے نفس کے خلاف میرے اترار سے..... اس کے بعد اس نے اناند پڑھا اور کہا کہ اے میرے سردار کہاں ہے آپ کا خوبصورت قدیم پرداہ؟ کہاں ہے تیرا حوصلہ سیدی؟ کہاں ہے تیرا درگذر کرنا سیدی؟ کہاں ہے تیرا فضل جس پر تیرے بندے اعتماد کرتے ہیں سیدی؟ پس مجھے تو بچا لے اور اپنی رحمت کے ساتھ مجھے سلامتی دے دے۔ اس کے بعد وہ روپ اور نہیں بھی اپنے ساتھ رلا یا۔ میں تو اسے روتا ہوا چھوڑ کر چلا گیا۔ حالانکہ وہ روہا تھا، غمکن تھا، گھبرائے ہوئے دل والا تھا، لمبڈا ایس سے چلا گیا۔

شیخ مطرف کا قول

۹۶۲: ...ہمیں خبر دی ہے ابو الحسن بن فقل قطان نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو جاج بن منھال نے، ان کو محمدی بن میمون نے، ان کو فیلان نے، وہ کہتے ہیں کہ مطرف نے کہا: البتہ تحقیق قرب ہے کہ جہنم کا خوف حائل ہو جائے میرے درمیان اور میرے جنت کے سوال کے درمیان۔

کم گناہ کرنے والے اللہ سے زیادہ ڈرتے ہیں

۹۶۳: ...ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، انہوں نے ابو صالح ابراہیم بن محمد بن سیحی نے، انہوں نے ابو عبد اللہ محمد بن شاذ ان عبد اللہ سے، انہوں نے علی بن سلمہ لقی سے، انہوں نے سفیان بن عینیہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ: لوگوں میں کمتر گناہ والے اپنے رب سے زیادہ ڈرتے ہیں، اس لئے کہ وہ لوگ سب سے زیادہ صاف دل والے ہوتے ہیں۔

۹۶۴: ...ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو محمد بن ابی حامد مقری نے، دونوں کو ابو العباس اصم نے، ان کو نظر بن ریان نے، ان کو یار نے، ان کو جعفر نے، انہوں نے سنا ما لک سے، وہ کہتے تھے:

اے وہ لوگوں میں کی مثال سوئی زدہ بکری جیسی ہے جو سوئی کو کھا جاتی نہ تو وہ چارا کھا سکتی ہے اور نہ ہی اس کی بیماری ختم ہو سکتی ہے۔ اس لئے کہ مومن کو آگے کاغم لگا رہتا ہے۔

(۹۶۲)....آخر حمد بن حبیل فی الزهد (ص ۱۹۳ / دار الفکر الجامعی) وابونعیم فی الحلیة (۲۰۲/۲) من طریق المعلی بن زیاد قال کان بخوان مطرف عنده فحااضر افی ذکر الجنة فقال مطرف : لا ادری ما تقولون حال ذکر النار بینی وبين الجنة.

(۹۶۳)....آخر حمد ابونعیم فی الحلیة (۳/۷۷) من طریق عبد الله بن ابی زیاد عن سوار. به . وفی الحلیة (ابرة) وبالهائمش (وبرها) بدلاً من (بره)

فضیل بن عیاضؓ کا خوف خدا سے رونا

۹۶۵.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیاضؓ بن ابراهیم نے، ان کو ابو بکرؓ زکریا بن داؤدؓ دنخاف لے، ان کو احمد بن غلیل بغدادی نے نیسا پور میں، ان کو عیاضؓ بن ایوب نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں زافر بن سلیمان کے ساتھ کوئے میں حضرت فضیل بن عیاضؓ کے پاس گیا۔ وہاں فضیل اور ان کے ساتھ کوئی اور شیخ موجود تھے۔ کہتے ہیں کہ زافر ان کے پاس اندر چلے گئے اور مجھے دروازے پر بیٹھا کر گئے۔ زافر کہتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاضؓ میری طرف دیکھنے لگے، اس کے بعد کہنے لگا۔ ابو سلیمان، یہ ہیں اصحاب حدیث، ان کے باہ قریب اسناد سے زیادہ محظوظ کوئی پیش نہیں ہے۔ کیا میں آپ کو ایک ایسی اسناد کے بارے میں شخبر دوں جس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (آس لئے کہ اس میں کوئی رجال ہی نہیں ہے بلکہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جراحت سے اور اس نے اللہ تعالیٰ سے سُنی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ناراً وَ قُوْدَهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلَائِكَةٌ غَلَاظٌ شَدَادٌ (آخریم) ۶

پوری آیت پڑھی۔

میں اور آپ اے سلیمان ان لوگوں میں سے ہیں۔ یہ کہاں کے بعد ان پر بے ہوشی طاری ہو گئی اور دوسرا شیخ پر بھی۔ اور زافر و دنوں کا یہ منظر دیکھنے لگا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد فضیل نے حرکت کی، بلہ از فراہر نکل آئے اور میں بھی چلا آیا۔ ابھی تک شیخ بے ہوش ہی تھا۔

عامر بن عبد اللہ کی دعا کی قبولیت

۹۶۶.....ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضیل نے ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عمر و بن عاصم نے، ان کو حام نے ان کو قادہ نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عامر بن عبد اللہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ ان کے لئے سردوں کے موسم میں دھوکرنے کو آسان بنا دے۔ (ماشاء اللہ دعا ایسی قبول ہوئی) کہ جب ان کے لئے دسوکا پانی لایا جاتا تو آئمیں سے گرم بخارات از رہے ہوتے تھے۔ اور انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ ان کے دل سے عورتوں کی شہوت و رغبت نکال دے۔ (ماشاء اللہ دعا ایسی قبول ہوئی کہ) انہیں کوئی پرواہ نہیں ہوتی تھی کہ ان سے کوئی مرد ملا ہے یا کوئی عورت ملی ہے۔ اور انہوں نے اپنے رب سے یہ دعا کی تھی کہ نماز میں اللہ تعالیٰ شیطان کے اور ان کے درمیان حائل ہو جائیں، اس پر وہ قادر نہ ہو سکے تھے۔ اور جب وہ جہاد کر رہے ہوتے تو ان سے اگر یہ کہا جاتا کہ ہمیں خطرہ ہے کہ کہیں اس کھائی میں آپ کے اوپر کوئی شیر حملہ نہ کرے تو وہ یہ جواب دیتے کہ میں اپنے رب سے شرم کرتا ہوں کہ میں اس کے سوا کسی اور سے ذرلوں۔

علی بن فضیلؓ کی موت

۹۶۷.....ہمیں خبر دی ہے ابو نصر قادہ نے، ان کو ابو حامد احمد بن حسین حمد الی نے جو کہ بنی میں قاضی تھے بطور امام کے ان کو ابو بکر انباری نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو حامد بن حسن گھشانی و راق نے، ان کو محمد بن بشر کی نے، کہتے ہیں کہ تم لوگ ایک دن علی بن فضیل کے ساتھ گذر رہے تھے لہذا تم لوگ بخارث مخزوی کی محل کے پاس سے گزرے۔ وہاں ایک استاذ بچوں کو پڑھا رہا تھا اور یہ کہہ رہا تھا کہ:

لیجزیِ الَّذِينَ اسَاءُوا بِمَا عَمِلُوا وَ يَجزِی الَّذِينَ احسنُوا بالْحُسْنَی (ابن حمam) ۳

تاکہ جزادے ان لوگوں کو جہنوں نے برائی کی ان کے عمل کی جزا۔ اور تاکہ ان لوگوں کو جنت کی جزا جہنوں نے نہیں کی۔

یہ سن کر ابن فضیل نے زور سے تھیماری اور بے ہوش ہو گئے اور گر گئے۔ چنانچہ حضرت فضیل آئے اور فرمانے لگا میرے باپ قربان، یہ

(۹۶۶) عمر و بن عاصم ہو : ابن عبد اللہ بن الوازع الكلابی القیسی ابو عثمان البصري من رجال التهذيب.

(۹۶۷) علی بن الفضیل ہو ابن عیاض له ترجمة فی الحلية (۲۹۷/۸)

قرآن کا مقتول ہے۔ (قتل القرآن) اس نے اسے اٹھایا۔ مجھے بعض ان لوگوں نے حدیث بیان کی ہے کہ جنہوں نے اس کو اٹھایا تھا کہ ان کو فضیل نے خردی ہے کہ ان کے اس بیٹے علی نے اس دن ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی فمازیں نہیں پڑھی تھیں۔ یعنی طویل بے ہوشی کے بعد رات کے دوران ہی ہوش میں آگئے تھے۔

فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۶۸: ہمیں خردی ہے ابو عبد الرحمن سلمی نے، ان کو عبد اللہ بن محمد رازی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم بن احسان الماطی نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، ان کو جعفر بن محمد نے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت فضیل بن عیاضؓ سے پوچھا گیا کہ آپ کے بیٹے علی کی موت کا سبب کیا ہوا؟ بولے کہ انہوں نے اپنے مجرے میں قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے رات گذاری تھی، صبح کی تو اپنے مجرے میں مرے ہوئے پڑے تھے۔

زید بن وہب کا قول

۹۶۹: ہمیں خردی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے اور ابو بکر بن حسن اور ابو معید بن ابو عمر نے، ان سب کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن سلیمان برکی نے، ان کو عباد بن مومن نے، ان کو ابو سما عیل مودب نے، ان کو اعمش نے، ان کو زید بن وہب نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگوں نے جہاد کیا، چنانچہ ہم کچھ گھائیوں کے ساتھ ایک ڈرانے مقام سے گذرے۔ یکا یک ہم نے دیکھا کہ ایک آدمی اپنے گھوڑے کے پاس سو رہا ہے۔ ہم نے کہا کہ اللہ کا بندے، تجھے کیا ہوا؟ بولا کہ مجھے کیا ہوا؟ ہم نے کہا کہ آپ ایسی خطرناک جگد سوئے ہوئے ہیں؟ بولا کہ مجھے شرم آتی ہے اپنے رب سے کہ وہ یہ جان لے کر میں اس کے سواؤ کی شے سے ڈرتا ہوں۔

۹۷۰: ہمیں خردی ہے ابو الحسین بن بشران نے، ان کو علیخ بن احمد کارزی نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حبیل نے، ان کو سفیان بن دکیع نے، ان کو ابو بکر نے، یعنی ابن عیاش نے، ان کو اعمش نے، ان کو زید بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ: ہم لوگ ایک جہادی ہم میں نکلے، یکا یک ہم نے دیکھا کہ ایک گھانی میں ایک آدمی سرمنہ ڈھکے سورہا ہے۔ ہم نے اس کو جگایا۔ ہم نے اس سے کہا کہ آپ خوفناک جگہ پر ہیں کیا آپ کو اس جگہ سے ڈالیں گے۔ اس نے سرمنہ سے کپڑا ہٹایا اور فرمایا کہ مجھے اس بات سے حیا آتی ہے کہ میرا خدا مجھے اس حالت میں دیکھے کہ میں اس کے سواؤ کی اور سے ڈر رہا ہوں۔

۹۷۱: اس کو ابو معاویہ نے اعمش سے روایت کیا ہے، ان کو شقین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ڈراونی رات میں نکلے، یکا یک ہمارا ایک آدمی کے ساتھ گذر ہوا جو ایک گھانی میں سویا ہوا تھا۔ اس نے اپنا گھوڑا باندھ رکھا تھا جو کہ اس کے سر کے پاس چڑھا تھا۔ ہم نے اسے جگایا اور اس سے کہا کہ آپ ایسی خطرناک جگہ پر سورہ ہے ہیں؟ فرمایا کہ مجھے حیا آتی ہے عرش والے سے کہ وہ یہ دیکھے کہ میں اس کے سواؤ کی اور شے سے بھی ڈرتا ہوں۔

۹۷۲: ہمیں خردی ہے ابو زکریا بن علیؓ نے، ان کو ابو محیی الدین منصور حاکم نے لکھوا کر، ان کو ابو معید محمد بن شاذان نے، ان کو محمد بن عثیم نے، ان کو ابو معاویہ نے، ان کو اعمش نے شقین سے، پھر نہ کوہ بات کو لکھ کیا ہے۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا قول

۹۷۳: ہمیں خردی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے اور میں نے اس کو انہیں کی اپنی تحریر میں پڑھا ہے جو اس کو محمد بن عبد الوہاب نے اجازت دی تھی۔ علی بن عثام نے کہا کہ عمر بن عبد العزیز نے کہا تھا کہ:

جو شخص اللہ سے ڈرتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے ہر شے کو ڈراتے ہیں اور جو شخص اللہ سے نہیں ڈرتا وہ ہر شے سے ڈرتا ہے۔

فضیل بن عیاض کا قول

۹۷۳:...بھیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو جعفر بن محمد نے، ان کو احمد بن محمد بن سروق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سری این مغلس سے سنا، اس نے فضیل بن عیاض سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ جو شخص اللہ سے ذرتا ہے اس کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاتا اور جو شخص غیر اللہ سے ذرتا ہے اس کو کوئی ایک بھی فائدہ نہیں دیتا۔

فضیل بن عیاض کا ارشاد

۹۷۴:...بھیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو عبد الرحمن بن حمدان حمدانی نے، ان کو اب حاتم رازی نے، ان کو عمران بن مومن طوی نے، ان کو فیض بن الحنفی رقی نے، وہ کہتے ہیں میں فضیل بن عیاض نے فرمایا تھا:

اگر آپ غیر اللہ سے ذرتے رہیں گے تو آپ کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچائے گا اور اگر آپ غیر اللہ سے ذریں گے تو آپ کوئی بھی فائدہ نہیں دے گا۔

۹۷۵:...مکر۔ اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ ہے کہتے ہیں کہ میں نے فضیل بن عیاض سے کسی شے کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا جو شخص اللہ سے ذرتا ہے اس سے ہر شے ذریتی ہے اور جو شخص غیر اللہ سے ذرتا ہے وہ ہر شے سے ذرتا ہے۔ اور سبیں الفاظ: اہلہ بن اسقح رضی اللہ عنہ سے بھی مرفوغاً ماروی ہے۔ مگر اس کی اسناد مجہول ہے۔

ابو عمر و مشقی کا قول

۹۷۶:...میں نے سا ابو عبد الرحمن سلمی سے، انہوں نے ابو الحسین فارسی سے، کہتے ہیں کہ انہوں نے سا احمد بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں سا ابو الشیر و میمی سے، وہ کہتے تھے کہ ابو عمر و مشقی نے فرمایا تھا:

اللہ سے ذرنے کی حقیقت یہ ہے کہ آپ اللہ کے ساتھ کسی ایک سے بھی نہ ذریں۔

یحییٰ بن معاذ رازی کا قول

۹۷۷:...بھیں خبر دی ہے ابو عیید مالیتی نے، ان کو احمد بن محمد بن سنن نے، ان کو ابو العباس بن حکمویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے سا یحییٰ بن معاذ رازی سے، وہ فرماتے تھے کہ:

آپ کو جس قدر اللہ سے محبت ہوتی ہے اسی قدر مخلوق آپ سے محبت کرتے ہیں۔ اور جس قدر آپ کو اللہ کا خوف ہوتا ہے اسی قدر مخلوق آپ سے ذریتی ہے اور آپ جس قدر اللہ کے حکم میں مشغول ہوتے ہیں، اسی قدر مخلوق آپ کے کام میں مشغول رہتی ہے۔

خلیفہ عمر بن عبد العزیز کا خوف خدا سے ساری رات دعا کرنا

۹۷۸:...بھیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے ان کو عبد اللہ بن حنفی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو جریر بن حازم نے، ان کو مغیرہ بن حکیم نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے فاطمہ بنت عبد الملک نے کہا (یعنی عمر بن عبد العزیز کی زوجہ نے) اے مغیرہ! لوگوں میں ایسے

(۹۷۹)....ابونعیم فی الحلۃ (۸/۸۸) من طریق اسحاق بن ابراہیم الطبری عن الفضیل بن عیاض۔

(۹۸۰)....آخرجه المصنف من طریق السلمی فی طبقات الصوفیہ (رس ۲۷۹)

(۹۸۱)....آخرجه ابونعیم فی الحلۃ (۵/۲۶۰) من طریق عبداللہ بن المبارک عن جریر بن حازم. بدی.

لوگ تو ہوں گے جن کا نماز روزہ عمر رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ ہوگا۔ مگر میں نے ایسے لوگ کبھی نہیں دیکھے جو عمر بن عبدالعزیز کی نسبت اللہ سے زیادہ ڈرانے والے ہوں کہ وہ اللہ کا بندہ جب عشاء کی نماز پڑھ لیتا تو مسجد میں بیٹھ جاتا اور اللہ کی بارگاہ میں باتھا خالیتا۔ مسلسل رو تارہ تھا۔ پہاں تک کروتے رو تے اس پر نیند غالب آ جاتی۔ پھر جب بیدار ہوتا تو پھر برابر باتھا خانے رکھتا اور رو تے رہتے۔ رو تے رہتے۔ پھر نیند غالب آ جاتی۔

عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم سن کر روتا

۸۷:ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین نے، ان کو عبد اللہ نے، ان کو یعقوب نے، ان کو عبد اللہ بن عثمان نے، ان کو عبد اللہ ابن مبارک نے، ان کو محمد بن ابی حمید مدنی نے، ان کو ابراہیم بن عبید بن رفاعة نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن عبد العزیز اور محمد بن قاسم کے پاس تھا جو کہ ان کو حدیث بیان کر رہے تھے اور میں نے عمر بن عبد العزیز کو دیکھا کہ وہ رور ہے تھے، یہاں تک کہ اس کی پسلیاں روتے روئے مل گئی تھیں۔

حضرت عمر بن عبد العزير رحمه الله عليه كارونا

۹۷۹..... فرماتے ہیں کہ تمیں حدیث بیان کی ہے ابن عثمان نے، ان کو عبد اللہ نے، ان کو میمون بن میران نے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس چندر کا سائل اور روٹیاں پیش کی گئیں۔ انہوں نے کھایا۔ اس کے بعد وہ بستر پر لیٹ گئے اور اپنے منہ پر چادر ڈال لی اور رونے لگ گئے اور وہ کہہ دے گئے تھے: بندہ ست، پیٹو پیٹ بھر لیتا ہے اور اللہ پر امید باندھ لیتا ہے صالحین کے مراتب کی۔

.....ہمیں خبر دی ہے ابو محمد سکری نے بغداد میں، ان کو ابو بکر شافعی نے، ان کو جعفر بن محمد بن ازھر نے مفضل نے غسان غلابی نے کہ حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے اس شعر کی وجہ سے آنسو خشک نہیں ہوتے تھے:

لآخر في عيش امرء لم يكن له من الله في دار القرار نصيب
یے آدمی کی زندگی کا کوئی فائدہ نہیں ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کے ہاں جنت میں کوئی حصہ نہ ہو۔

علاء بن زياد کا قول

۹۸۱: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین علی بن محمد بن بشران نے، ان کو ابو عمر و سماک نے، ان کو حبیل بن الحنف نے، ان کو عفان نے، ان کو حمام نے،
ان کو قادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے علاء بن زیاد نے کہا کہ:
ہم لوگوں کی مثال ان لوگوں جیسی ہے کہ ہم نے اپنے نفوں کو آگ میں ڈال دیا ہے۔ اگر اللہ چاہے تو ہمیں اپنی رحمت کے ساتھ اس میں سے
نکال لے۔

مورق کا قول

۹۸۲.....فرماتے ہیں کہ سورج نے کہا تھا کہ موت کے لئے مجھے کوئی مثال نہیں ملی۔ مگر اس آدمی کی مثال جو ایک تنختے پر سند رہیں تھیں رہا ہوا در وہ کہتا ہوا بار اشیاء کے اللہ تعالیٰ اس کو نجات دے دے۔

۹۸۳: ہمیں خبر دی ہے ابو الحسین بن فضل نے، ان کو عبد اللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو محمد بن زید کو فی نے، ان کو سعید بن عبد اللہ بن رجع بن شیم نے اپنی پھوپھی جان سے کہ:

(٩٧٩) ...آخر جه آن نعمت فی الحال (٥/٢٨٤) من طرق المفتاح، بن وناس، عن عاصم و من طرق الثوری عن عاصم بسجده.

^{١٢٥} ...آخر عدد أربعين في المجلد ٢٣٩ من طبعه، عبدالصمد عن قعام، بـ

^{٩٨٢} آخر جه آبورنیم فی العلبة (٢٣٥/٢) من طریق آن، بکرین آن، دسته عن عفان، به.

(رات کو اچانک عذاب سے)۔

۹۸۳:ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قادہ نے، ان کو ابواحمد حسین بن علی نے، ان کو القاسم بخوی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، ان کو سیار بن حاتم نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو مالک بن دینار نے، وہ فرماتے ہیں کہ رجیب بن خشم کی بیٹی نے کہا کہ اے ابا جان میں دیکھتی ہوں کہ لوگ سور ہے ہیں اور آپ جاگ رہے ہیں۔ فرمایا: اے بیٹی بے شک تیر اب پتا گہانی عذاب سے ڈرتا ہے جواچا نک رات کو آجائے۔

ذالون مصری کا قول

۹۸۴:ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابو عثمان حناط سے، وہ کہتے ہیں میں نے ساز والون مصری سے، ایک آدمی نے ان کی طرف نیندنا نے کی شکایت کی۔ لہذا ان سے کہا اگر آپ رات کو اچانک آنے والے عذاب سے ڈرتے تو آپ کے اوپر نیند اور رات کا آرام کرنا غالب نہ آتا۔ اس کے بعد ذالون مصری نے شعر کہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے مولا کی طاعت کی قسم کھالے اور اس کی طاعت کے لئے فاقہستی کا پرداہ اوزھ لے، وہ تیری اس کوشش اور اہتمام کا استقبال کرے گا اپنی رضا مندی کے ساتھ۔ وہ اس کی بدولت تجھے نیکوں کے مراتب تک پہنچا دے گا۔

حضرت ذالون مصری کا قول

۹۸۵:یہ مکر ہے۔ مذکورہ اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ میں نے ذالون مصری سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ تین چیزیں خوف کی نشانیوں میں سے ہیں۔ عذاب کی دھمکیوں کو دیکھ کر شبہات سے پرہیز کرنا ذات باری کو دیکھنے والی عظیم نظر کو زیغور لا کر زبان کی حفاظت کرنا۔ بلند خصلہ ذات کے غضب سے ڈرتے ہوئے سدا مغموم رہنا۔

ابوالفتح بغدادی کا واقعہ

۹۸۶:ہمیں خبر دی ہے ابو ذکر یا بن ابو ذکر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالفتح بغدادی سے سنا جو کہ جعفر بن محمد بن نصیر صوفی کے اصحاب میں سے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے مسجد شونیزیہ میں ایک رات گزاری، مجھے نیند نے پریشان کیا۔ لہذا میں نے کسی کہنے والے کی آوازی مگر مشکل نہیں دیکھی:

کیف ننام العین وہی قربة ولم تدر فی ای المحلین تنزل
وہ آنکہ کیسے سوکتی ہے جو خوش تو ہے لیکن یہ نہیں جانتی کہ دمکھانوں میں سے کس ممکانے پر اتاری جائیں گی۔
لہذا یہ آوازن کر مجھ سے نیندا رکنی۔

ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ

۹۸۷:ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الحسن احمد بن محمد بن عبد وس عزی نے، ان کو عثمان بن سعیدواری نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ساقیم بن حاد سے، وہ فرماتے تھے کہ: حضرت عبد اللہ بن مبارک جس وقت کتاب الرقاق پڑھتے تو ایسے ہو جاتے جیسے مثل ذرع کیا ہوا یا گائے ذرع کی ہوئی۔ رونے کی وجہ سے ہم میں سے کوئی بھی اس بات کی جرأت نہیں کرتا تھا کہ ان کے قریب ہو یا ان سے کسی چیز کے بارے میں سوال کرے۔ مگر اس کو دفع کر دیتے تھے۔

(۹۸۳)آخرجه أبونعم في الحلية (۱۱۲/۲) من طريق سليمان عن مالك بن دينار. به.

(۹۸۵)آخرجه أبونعم في الحلية (۱۱۲/۹) من طريق أبي عثمان. به.

(۹۸۷)آخرجه ابن الجوزي في صفة الصفو (۱۱۲/۳) .

عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا واقعہ

- ۹۸۸:.....ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو بھی بن ساسو یہ نے، ان کو عبد الکریم سکری نے، ان کو وہب بن زمعہ نے، ان کو خبر دی ابو سحاق بن اعیش نے کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیمار ہو گئے تھے اور وہ گھبرا گئے، یہاں تک کہ لوگوں نے ان کو گھبرا یا ہوا دیکھا اور پریشان دیکھا۔ لہذا ان سے کہا گیا کہ یہ سب کچھ آپ کے ساتھ نہیں ہے اور آپ اس قدر گھمرا رہے ہیں؟ کہتے ہیں کہ میں بیمار ہوا ہوں اور میں ایسی حالت میں ہوں جس کو میں پسند نہیں کرتا۔
- ۹۸۹:.....ابو سحاق نے کہا کہ ایک دن فضیل بن عیاض نے کہا اور عبد اللہ کا ذکر کیا اور کہا کہ بے شک میں ان سے محبت کرتا ہوں اس لئے کہ وہ اللہ سے ڈرتے تھے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک کا ارشاد

- ۹۹۰:.....ابو الحسن نے کہا کہ حضرت عبد اللہ بن مبارک سے کہا گیا کہ دو آدمی میں سے ایک اللہ کا خوف رکھتا ہے۔ یعنی اللہ سے ڈرتا رہتا ہے اور دوسرا اللہ کی راہ میں شہید کر دیا گیا ہے۔ آپ ان کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا کہ میرے نزدیک زیادہ پسندیدہ وہ ہے جو دونوں میں سے زیادہ ڈرنے والا ہو۔

عبداللہ بن مبارک کا قول

- ۹۹۱:.....حضرت وہب کہتے ہیں کہ مجھے ابو خزیمہ عابد نے خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبد اللہ کے پاس گیا اور وہ بیمار تھے۔ وہ غم کی وجہ سے اپنے بستر پر لوٹنے لگے۔ میں نے ان سے کہاے ابو عبد الرحمن یہ کیا بات ہے۔ آپ صبر کیجئے۔ انہوں نے فرمایا، اللہ کی گرفت پر کون صبر کرے گا۔ اس لئے کہ اس کی پکڑ بڑی سخت ہے۔

حضرت عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ کا خوف خدا

- ۹۹۲:.....ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، کہتے ہیں میں نے سنایا ابو عبد اللہ محمد بن عباس سے، ان کو احمد بن محمد بن سعید حافظ نے، ان کو ابو جعفر شامی نے، ان کو عبد اللہ بن عاصم زہری نے کہا کہ عبد اللہ بن مبارک کے پاس ایک شیخ آیا، انہوں نے ان کو ایک گدے پر جو کھردار اور نٹا کی یا پیند لگا ہوا تھا بیٹھنے دیکھا، کہتے ہیں کہ میں نے ارادہ کیا کہ میں ان کو کچھ کہوں، مگر میں نے جب ان کے ساتھ خوف خدا کی کیفیت دیکھی تو مجھے ان پر ترس آگیا۔ میں اچانک وہ یہ کہر ہے تھے کہ اللہ تعالیٰ کافر مان ہے:

- (۱).....قل للّمُؤْمِنِينَ يَغْضُوا مِنْ أَبْصَارِهِمْ (النور:۳) اہل ایمان سے کہر دیجئے کہاپنی نگاہیں جھکائیں۔
ابن مبارک نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس بات پر راضی نہیں ہے کہ ہم عورت کے حسن کے مقامات کو دیکھیں تو وہ اس شخص سے کیسے راضی رہ سکتا ہے جو اس کے ساتھ زنا کرے۔

(۲).....اوّل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَلِ للْمُطَفِّفِينَ (المطففين)

بڑی خرابی کم تو لئے والوں کے لئے۔

اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ہلاکت اور بڑی خرابی بتائی ہے ان لوگوں کے لئے جو ناپ یا قول میں کمی کرتے ہیں۔

غور فرمائیے کہ یہ تنبیہ تو دوسرے کا کچھ حق مارنے پر کی گئی ہے، ان لوگوں کا کیا حال ہو گا جو لوگوں کا پورا پورا مال ہر پر کر جاتے ہیں؟

(۳).....اللہ تعالیٰ کا اور ارشاد ہے:

وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا (الجراثیم:۱۲) بعض تمہارا بعض کی غبہت نہ کرے۔

اور اسی کی مثل دیگر منومنہ باتیں بھی ہیں۔ غور فرمائیے کہ یہ افتادہ تو غیبت کے بارے میں ہے، اس کا کیا حال ہو گا جو سرے سے انسان کو قتل کر دے۔ خلاصہ یہ کہ جو رب عورتوں کے (جونکاہ میں نہیں) حسن نہیں دیکھنے دیتا وہ زنا کیوں نکر کرنے دے گا۔ جو رب حقوق العباد میں، ناپ تول میں کی نہیں کرنے دیتا وہ چوری، ذاکے سے پورا مال کیسے کھانے دے گا۔ جو مالک ایک دوسرے کی غیبت کرنا بروادشت نہیں کرتا وہ ایک دوسرے کو قتل کرنا کیسے بروادشت کرے گا۔ (متزجم)

عبداللہ بن مبارک کی یہ تقریر سن کر شیخ کہتے ہیں مجھے ان پر حرم آ گیا اور میں نے نہیں بھی سچھنہیں کہا۔

بعض علماء کا قول

۹۹۳ نہیں خبر دی ہے ابو زکریا ابن ابو الحنف نے، اس کو احمد بن سلمان نقیب نے، ان کو حارث بن محمد نے، ان کو عباس بن ابان نے، انہوں نے اس کو بعض علماء سے ذکر کیا ہے۔ ان بعض علماء نے کہا۔ دین والا گرفت سے ڈرتا ہے، عزت والا عار سے ڈرتا ہے، عقل والا پچھا کرنے سے ڈرتا ہے۔ دیندار عذاب سے ڈرتا ہے۔ شریف آدمی شرم و عار سے ڈرتا ہے۔ عقائد باز پرس سے ڈرتا ہے۔

فصل:..... خوف خدا کے بارے میں شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف سے جامع تشریع

شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کبھی کبھی لوگ اپنے دلوں میں بہت ساری چیزوں سے خوف محسوس کرتے ہیں۔ جیسے باپ کو بیٹے کی موت کا خوف یا اس کے مال کے ضائع ہونے کا خوف یا ذوب جانے کا یا جل جانے کا یا یعنی دب جانے کا خوف یا کان، آنکھ یعنی سماعت اور بصارت کے ضائع ہونے کا خوف یا خالم حکمران کے ہاتھ پڑھ جانے کا خوف یا درندوں میں گھر جانے کا خوف یا کسی بھی دشمن کے ہاتھ پڑھ جانے کا خوف۔ یا ہم نے جو ذکر کیا ہے اس کے مشاہکی اقسام کے مشکلات۔ ہاں مگر یہ سب دو طرح کے خوف ہوتے ہیں۔ جو محمود نہ موم اچھے اور بے کی طرف قیسم ہیں۔ محمود اور پسندیدہ خوف۔ وہ خوف جو مذکورہ امور سے اس لئے ہو کر ممکن ہے ان کے تحت کوئی اللہ کی نار انصکی ہو۔

وہ خوف والی چیزیں کبھی تو عقوبات اور مواد خذات ہوتے ہیں جو شخص ان سے ڈرتا ہے وہ ان کی وجہ سے بہت سے معاصی سے نفع جاتا ہے اور اس بات سے محفوظ نہیں ہوتا کہ اس پر اچانک حملہ کرے۔ اس شخص کا مقام و مرتبہ اس شخص جیسا ہے جو جنم کے خوف سے معاصی سے رک جاتا ہے اور اسی طرح ہے اگر اس بات سے ڈرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے وہ سب کچھ لے لے جو اس کو عطا کیا تھا بطور آزمائش اور امتحان کے۔ حقیقتی کا اگر صبر کرتا اور توبہ کی نیت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو ثواب دیتا ہے۔ اور اگر وہ بے صبری کرتا ہے اور اضطراب کرتا ہے اور اپنے آپ کو اس کی قضاۓ کے حوالے نہیں کرتا تو اس سے زیادہ چھپتا ہے۔ لہذا خوف کرتا ہے کہ یا اگر ایسے ہوا تو اپنے نفس کا مالک نہیں رہے گا۔ اور اس سے بعض ان چیزوں کا ارتکاب ہو گا جس کو اللہ تعالیٰ پسند نہیں کرے گا۔ لہذا اسی وجہ سے اس کا ذرا نہ اور اس کو پسند کرنا ان امور کا، تو خوف بھی محمود ہے اور پسندیدہ ہے اور یہ ایسا خوف ہے جو تعظیم اور محبت دنوں کے مجموعے سے پیدا ہوتا ہے۔

خوف مذموم، ناپسندیدہ خوف وہ اس طرح ہوتا ہے کہ بعض مذکورہ امور کا خوف بوجہ اس کے حرص کے ہے ان امور پر جن میں اس کے دنیوی منافع ہیں اور ان کی طرف اس کا شدید جھکاؤ ہو اور ان امور سے اس کا مال بڑھانے اور زیادہ کرنے کا رجحان ہے اور اپنے ارادوں اور خواہشات تنک توصل اور رسائی حاصل کرتا ہے۔ جن میں اللہ کی رضایا تاراضکی ہے۔

چنانچہ یہ مذموم ہے۔ اس غرض کی وجہ سے جس سے یہ خوف پیدا ہوتا ہے اور اس لئے بھی کہ اللہ تعالیٰ کی تمام نعمتیں جو بندے کے پاس ہیں۔ مال ہو، دولت ہو، یا ان کے مشاہک کوئی چیز ہو، یہ سب عاریں ہیں اور جو چیزیں عار ہوں ان کی طرف جھکاؤ اور سیلان عقائد و مخلص لوگوں کا فعل نہیں ہے۔

امام یہودی رحمۃ اللہ علیہ کا تبصرہ

امام یہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ احادیث اور آثار میں آچکا ہے جو اس تحقیق کی صحت کو پکا کرتا ہے، جو کچھ شیخ حلیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا

ہے اس فصل میں اور ان کا تمام کو یہاں جاری کرنا و نقل کرنا طویل ہے۔ ان سے بعض مندرجہ ذیل ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا

۹۹۳: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر بن احیا قیصر نے، ان کو موسیٰ بن حسن نے، ان کو عبد اللہ بن مسلم قعینی نے اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے۔ ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو صفار نے، ان کو معاذ بن شیخ نے، ان کو قعینی نے، ان کو سلیمان بن بلاں نے، ان کو جعفر بن محمد نے ان کو عطا بن ابی رباح نے، انہوں نے سائیہ و عائشہ رضی اللہ عنہما زوجہ رسول اللہ ﷺ سے فرماتی ہیں کہ: نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پھرہ انور پر پریشانی واضح و کھلائی دیتی تھی جب تیر آندھی یا بادل کا دن ہوتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پریشانی کی وجہ سے کبھی اندر آتے، کبھی باہر جاتے اور جس وقت وہ ختم ہو جاتی تو آپ کی پریشانی ختم ہو جاتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو جاتے۔ فرماتی ہیں کہ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں سوال کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

انی خشیت ان یکون عذاباً سلط علی امتي

محظیٰ ذر لکن لکتا ہے کہ یا نے والا ہم کوی عذاب نہ ہو جو میری امت پر سلط کیا گیا ہو۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم دریں اثناء جب بارش کو دیکھتے تو فرماتے رحمہ اللہ اللہ اس کو حمت بناتے۔

اور موسیٰ کی روایت میں نظر آتھے ہے۔ اور وہ فرماتے ہیں کہ خوف آپ کے چہرے سے پہچانا جاتا تھا۔ اس کو امام مسلم نے صحیح میں عبد اللہ بن مسلم فقہی سے روایت کیا ہے۔

اور اس کو بخاری نے اسی جریئے کی حدیث سے، انہوں نے عطا سے نقل کیا ہے۔

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا خوف خدا

۹۹۴: ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبد ان نے، ان کو عبید صفار نے، ان کو کدیمی نے، ان کو محمد بن عبد اللہ انصاری نے، ان کو ابن عون نے، ان کو شمام نے، ان کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے، فرماتے ہیں کہ: میں ان لوگوں کے لئے رویاں بناتا تھا، یہاں کیک میں نے زمین پھٹنے کی آوارگی۔ میں باہر نکلا تو دیکھا کہ زمین پھٹنی ہے اور اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم رور ہے یہیں اور دعا مانگ رہے ہیں، وہ اسی حالت میں تھے کہ میں چلا گیا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا ارشاد

۹۹۶: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو عباس دوری نے، ان کو یوسف بن محمد مودب نے، ان کو عبید اللہ یعنی ابن نضر نے، ان کو ان کے والد نے، بتاتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دور میں سورج گر ہوئا۔ یہاں تک کہ دن رات کی طرح اندر ہیڑا ہو گیا۔ فرماتے ہیں کہ میں اس وقت حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں آیا جب سورج کھلن چکا تھا، میں نے ان سے کہا اے ابو ہزره، کیا آپ لوگوں کو یہ کیفیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں بھی لاحق ہوئی تھی۔ انہوں نے فرمایا: اللہ کی پناہ۔ اگر ہوا بھی اس وقت تیر

(۹۹۳) اخرجه المصنف فی السنن (۳۶۱/۳) و قال البهقهی: رواه مسلم فی الصحيح عن القعینی. اخرجه مسلم (۲/۲۱۶) عن عبدالله بن مسلمہ بن قعین. به و اخرجه البخاری (۱۳۲/۲، ۱۳۳) كما قال المصنف.

(۹۹۴) اخرجه أبو داود (۱۱۹۶) من طريق حرموی بن عمارة عن عبید اللہ بن النضر. به بلطف معاذ اللہ إن كانت الربيع لتشهد فنيدادر المسجد مخالفة القيمة.

ہو جاتی تو ہم لوگ فوراً مسجد میں چلے جاتے تھے اور ہم کوشش کرتے تھے کہ ہم ایک دوسرے سے پہلے پہنچ جائیں۔

علی بن بکار کا خوف خدا

۹۹۷: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو حسن بن اسحاق نے، ان کو ابو عثمان حناظ نے، ان کو احمد بن ابو الحواری نے، ان کو ابو زکریا خلقانی ہمدانی نے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ علی بن بکار کی خدمت میں بیٹھے کاچا کم آہان پر ایک بادل گزرا۔ چنانچہ میں نے علی بن بکار سے اس بارے میں کوئی سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا چپ رہو، یہاں تک کہ یہ بادل گذر جائے۔ کیا آپ کو ذریثیں لگ رہا کہ اس میں کوئی پھر ہوں، جن کے ساتھ ہمیں مار دیا جائے؟

حارث محاسیبی کا ارشاد

۹۹۸: ہمیں خبر دی ہے ابو اسماء محمد بن احمد بن محمد بن قاسم مقربی هروی نے کہہ کر مدد میں۔ ان کو حسن بن رشیق نے، ان کو ابو علی روز بادی نے، انہوں نے سنا ابو احمد زہیری سے، انہوں نے سنا ابو بکر بن حارون جمال سے، ان کو حارث محاسیبی نے، وہ فرماتے ہیں کہ آزمائش کا ذکر آیا تو فرمایا: مخلوط اعمال کرنے والوں کے لئے آزمائش سزا میں ہوتی ہیں۔ اور تو بہ کرنے والوں کے طہار میں ہوتی ہیں اور طاہر اور پاک لوگوں کے لئے بلندی درجاتی ہوتی ہیں۔

علی بن عثمان کی دعا

۹۹۹: ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو علی بن حمداد نے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے سنا ہے احمد بن سلمہ سے، انہوں نے سنا حسین بن منصور سے، وہ اکثر یہ کہتے تھے کہ میں ممتاز تعالیٰ بن عثمان سے، وہ یہاں دعا کرتے تھے:

اللَّهُمَّ لَا تُبْلِي اخْبَارَنَا اَنَّ اللَّهَ هَمَّارِي خُبُرُوْنَ كُونَآ زَمَانًا

امَامَتْهُمْ رَحْمَةُ اللَّهِ عَلَيْهِ فَرِمَاتَهُمْ يَدِ عَالَمِيْسِ ہے جیسے اللَّهُ تَعَالَیٰ کا فِرْمَانُ ہے:

وَنَبِلُوا اخْبَارَكُم اور ہم جا چھیں گے تمہاری خبروں کو۔ (پارہ ۲۶ سورہ محمد)

اور یہ آیت اور یہ فرمان باری تعالیٰ اس بارے میں ہے تو اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو جہاد وغیرہ میں آزمائش کی بات کی ہے تاکہ دیکھے کہ ان کا صبر کیسے ہے؟

چنانچہ علی بن عثمان کو اس بات کا خوف ہوا کہ وہ صبر کو تاخیم نہ کر سکیں گے۔ لہذا یہ دعا کی:

اللَّهُمَّ لَا تُبْلِي اخْبَارَنَا اَنَّ اللَّهَ هَمَّارِي خُبُرُوْنَ کو نہ جانچنا۔

کتاب الخوف ختم ہوئی

الحمد لله۔ شم الحمد لله۔ شم الحمد لله۔ کتاب مستطاب، شعب الایمان۔ جلد اول کا ترجمہ محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کے ساتھ مکمل ہوا اور اس کے بعد انشاء اللہ جلد ثانی شروع ہوگی۔ جس کی ابتداء شعب الایمان میں سے بارہویں شبے سے ہے اور وہ رجاء میں اللہ تعالیٰ کے باب ہے۔ اے اللہ العالیمین یہ سعی قبول فرماؤ اس کو لوگوں کی ہدایت اور میری نجات کا ذریعہ بنانا۔

۵۷ نجع کرہ امنٹ بوقت نماز عصر مورخہ ۱۴۲۵ھ بروز منگل بہ طلاق ۲۳ مارچ ۲۰۰۳ء

احقر العباد ابوالارشد محمد اسماعیل الجاروی

